

ایمان کے سنتر (۷۷) شعبوں سے متعلق نصوص قرآنی، احادیث نبویہ، صحابہ کرامؓ، تابعین، متبع تابعین اور صلحاء امت و صوفیائے کرام کے آثار، اقوال و اشعار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع و مفصل انسائیکلو پیڈیا

شعۃ الایمان

امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ

۳۸۲ — ۴۵۸

اردو ترجمہ

مولانا قاضی ملک محمد اسماعیلؒ

دارالانشاء

اردو بازارہ کراچی



ایمان کے ستّر (۷۷) شعبوں سے متعلق نصوص قرآنی، احادیث نبویہ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور صلحاء اُمت و صوفیائے کرام کے آثار، اقوال و اشعار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع و مفصل انسائیکلو پیڈیا

شُعَبُ الْاِسْمَاءِ اَرَدُو

امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

۳۸۴ — ۴۵۸

جلد اول

اردو ترجمہ

مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل صاحب

اُردو بازار دارالاشاعت روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

اردو ترجمہ اور کمپیوٹر کتابت کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اکتوبر ۲۰۰۷ء علی گڑھ
صفحات : 520

قارئین سے گزارش

اپنی تہی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ اتارگلی لاہور
بیت العلوم 20۔ بھڑوڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک اینجینیئری خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتاب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIE, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۳	بعض کا قول	۱۹	کتاب ”شعب الایمان“ کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف
۵۳	امام بیہقی کا قول	۲۰	اسم کتاب کی تحقیق
۶۷	ایمان کی کمی اور زیادتی کی بابت احناف کا موقف	۲۰	مصنف کتاب ”شعب الایمان“ حافظ امام بیہقی کی شخصیت اور ان کی تصانیف
۶۸	ایمان کے بارے میں انشاء اللہ کہنا	۲۰	خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پہچان بن گئیں
۶۹	امام بیہقی کا قول	۲۱	امام بیہقی اور تحصیل علم
۶۹	شیخ حلیمی کا قول	۲۱	امام بیہقی اپنی تصانیف کے آئینے میں
۶۹	شیخ حلیمی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے	۲۳	سند و خطبہ خطاب
۷۱	ایمان کے الفاظ	۲۶	باب..... ذکر الحدیث
۷۲	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت	۲۸	ایمان کے ساتھ یا ستر شاخوں کا ذکر
۷۳	فصل..... جو شخص مسلمان کو کافر کہے	۲۸	امام احمد کافر مان
۷۴	قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹	باب..... ایمان کی حقیقت کے بیان میں
۷۴	امام بیہقی کا قول	۳۰	ایمان جلی
۷۴	باب..... تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات	۳۱	باب..... اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں
۷۵	پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی و منطقی دلائل	۳۵	باب..... اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں
۷۸	ایمان بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا	۴۰	احناف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں
۷۸	علم کلام کے بارے میں فیصلہ کن بات	۳۱	باب..... اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں
۷۹	باب..... اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان کے سبب سے مؤمن ہوتا ہے	۴۶	اعتراض کا جواب
۸۰	باب..... اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے	۴۷	باب..... ایمان کے زیادہ و کم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے سے زیادہ ہونا
۸۱	باب..... اسلام کی طرف دعوت		
۸۲	باب نمبر ۱		
۸۲	ایمان کا پہلا شعبہ..... ایمان باللہ		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۴	بجلی کی چمک بارش کے نزول دھرتی کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں	۸۲	حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت
۱۱۴	ارض و سماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں مدفون انسان اللہ کے بلائے پر نکل کھڑے ہوں گے	۸۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم انسانیت کو اپنی وحدانیت اپنی قدرت اپنے تصرف کے بارے میں دعوت فکر	۸۹	حلیمی کا حدیث اسماء اللہ ذکر کرنا
۱۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الہ واحد کی دعوت کا مشرکوں کی حیرانی و دلیل کا مطالبہ دلیل کا نزول توحید باری تعالیٰ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ ابوالعتاہیہ کے اشعار	۸۹	فصل..... اللہ عزوجل کی معرفت اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت
۱۱۸	توحید باری پر مبنی شاعر ابونواس کے اشعار	۹۲	امام بیہقی کا قول
۱۱۸	انسان کردار سے بنتا ہے شکل و صورت سے نہیں	۹۲	اسماء ذات کے معانی کا بیان
۱۱۹	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۱۱	فصل..... اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور عالم کے حادث ہونے کے بعض دلائل کی طرف اشارہ
۱۱۹	انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد	۱۱۱	وجود اور توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل
۱۲۰	انسان اعضاء کی باطنی کارکردگی کے بارے میں	۱۱۱	وقائع و حوادث سے وجود توحید باری پر استدلال
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۱۲	مقدم و مؤخر پیدا کرنے سے استدلال
۱۲۲	قدرت باری کا حیران کن شاہکار	۱۱۲	اختلاف اشکال و صورت و مینات سے استدلال
۱۲۳	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۱۱۲	انتقال اسباب و احوال سے استدلال
۱۲۳	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۱۱۲	کائنات کے موجود مصنوع اور مخلوق ہونے سے استدلال
۱۲۳	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا فضل عمل	۱۱۲	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل پر غور و فکر سے استدلال
۱۲۳	اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے کا حکم	۱۱۳	روئی سے کپڑا بنانے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنانے کی دو مثالوں سے استدلال
۱۲۴	عقیدہ یہ رکھیں کہ تیرے خیال تصور کا مالک بھی اللہ ہے	۱۱۳	قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجود، قدرت اور توحید باری تعالیٰ پر استدلال، انسان کی مٹی سے تخلیق کرنا اور دھرتی پر پھیلانا
	اللہ تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں عقلی و منطقی بحث اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات	۱۱۳	انسانوں کی ہم جنس بیویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور و فکر کا سامان
۱۲۴		۱۱۴	تخلیق ارض و سماء میں اختلاف رنگ زبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں
		۱۱۴	رات کو آرام کے لئے دن کو تلاش فضل کے لئے بنانے میں اسم سمع کے لئے دلائل ہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۶	اہل ایمان کے لئے خلافت عطا کرنے کی بشارت	۱۳۱	باب نمبر ۲
۱۳۶	اہل روم کے غلبے کی بشارت	۱۳۱	ایمان کا دوسرا شعبہ
۱۳۶	اہل مکہ کے اعتراض کا جواب	۱۳۱	اللہ کے تمام رسولوں صلوات اللہ علیہم اجمعین
۱۳۶	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا		کے ساتھ بیان
۱۳۶	شیخ حلیمی اور کتاب اللہ کے علوم کے اقسام اور اس کے حوالے سے اس میں جو اعجاز ہے	۱۳۱	قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول کی تعلیم
۱۳۹	باب نمبر ۳	۱۳۲	امام بیہقی کا فرمان
۱۳۹	ایمان کا تیسرا شعبہ	۱۳۷	پہلی وجہ
۱۳۹	فرشتوں کے ساتھ ایمان	۱۳۷	دوسری وجہ
	فصل.....فرشتوں کی معرفت	۱۳۷	تیسری وجہ
۱۵۱	مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول	۱۳۹	معجزات رسل کے اقسام
۱۵۳	شیخ حلیمی کا قول اور فرشتوں اور جنوں کے الگ الگ مخلوق ہونے کے دلائل	۱۳۹	مذکورہ معجزات کی تفصیل
۱۵۳	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۱۳۹	موسیٰ علیہ السلام کے باقی معجزات
۱۵۳	حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد	۱۳۹	داؤد علیہ السلام کے معجزے
۱۵۵	حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد	۱۴۰	عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات
۱۵۵	حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد	۱۴۰	جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
۱۵۶	شیخ حبیبی کی تحقیق	۱۴۱	قرآن مجید کی حقانیت کی فطری اور عقلی دلیل
۱۶۳	قصہ ہاروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (مخائب مترجم)	۱۴۲	چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی سچائی کی بڑی دلیل ہے
۱۶۶	شیخ حلیمی کا موقف	۱۴۳	مسلمہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا
۱۶۸	باب نمبر ۴	۱۴۳	کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۸	ایمان کا چوتھا شعبہ	۱۴۳	قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۸	ایمان بالقرآن	۱۴۳	ان العیش عیش الآخرة.....فارحم الانصار والمہاجرۃ
۱۶۸	جو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے	۱۴۳	کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۸	اور ان تمام کتابوں کے ساتھ جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں	۱۴۳	حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ
		۱۴۵	قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجوہات
		۱۴۵	قرآن میں دین اسلام کی غلبے کی بشارات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۸	مذکورہ آیات کا شان نزول	۱۶۸	ایمان بالقرآن کے شعبے اور حصے
۱۸۸	آدم علیہ السلام کی تقدیر ان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہو چکی تھی	۱۶۸	ایمان بالقرآن کا پہلا شعبہ
۱۸۹	تقدیر کے سہارے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے اور ان کے اور اہل شقاوت کے لئے ان کے اعمال آسان ہو جاتے ہیں	۱۶۹	دوسرا شعبہ
۱۹۱	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	۱۶۹	تیسرا شعبہ
۱۹۱	عبداللہ اسفاطی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	۱۷۳	قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے
۱۹۱	محمد بن یزید اور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	۱۷۴	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
۱۹۲	امام بیہقی کا قول	۱۷۴	استاذ ابو بکر بن فورک کا ارشاد
۱۹۳	خیر و شر دونوں پیدا شدہ ہیں	۱۷۷	شیخ حلی کا قول
۱۹۴	بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے	۱۷۷	امام بیہقی کا قول
۱۹۵	خلق افعال اور توحید پر مختلف ممکنہ عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات	۱۷۹	قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ
۱۹۵	شیخ ابو الطیب کا قول	۱۷۹	جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک
۱۹۵	اعتراض دوم	۱۸۰	قرآن مجید کی جمع و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی
۱۹۶	اعتراض سوم	۱۸۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن چھوڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد
۱۹۶	اعتراض چہارم	۱۸۱	کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟
۱۹۶	اعتراض پنجم	۱۸۲	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۱۹۶	اعتراض ششم	۱۸۳	قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت
۱۹۷	اعتراض ہفتم	۱۸۳	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد
۱۹۷	اعتراض ہشتم	۱۸۵	باب نمبر ۵
۱۹۸	اعتراض نہم	۱۸۵	ایمان کا پانچواں شعبہ
۱۹۸	اعتراض دہم	۱۸۵	تقدیر اچھی ہو یا بری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے
۲۰۰	اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات	۱۸۵	بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے
		۱۸۵	منکرین تقدیر سے حضرت عبداللہ بن عمر کا اعلان برأت
		۱۸۶	تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے
		۱۸۸	آیات و احادیث کا خلاصہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۴	حضرت ذوالنون مصری کا تقوای پر مبنی نصیحت آمیز واقعہ	۲۰۰	ذوالنون مصری کا ارشاد
۲۱۴	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نماز تہجد میں بارگاہ الہی میں عجز پیش کرنا	۲۰۰	امام بیہقی کا قول
۲۱۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پرمغز اور جامع دعا	۲۰۱	جنت کا خزانہ
۲۱۵	بعض اہل نظر کا قول	۲۰۱	طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے
۲۱۵	حضرت سہل کا قول	۲۰۲	اللہ تعالیٰ کے سوا نفع اور نقصان کا مالک کوئی نہیں
۲۱۶	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۲۰۴	ایمان کی چوٹی
۲۱۶	ابراہیم بن حمزہ کا قول	۲۰۴	ابن آدم کی خوش نصیبی اور بد نصیبی
۲۱۶	بعض اہل نظر کے منظوم ارشادات	۲۰۴	خیر کے فیصلے کی دعا
۲۱۷	عمر و زاہد کا ارشاد	۲۰۵	دعائے استخارہ
۲۱۷	عبداللہ بن شیبہ کا ارشاد	۲۰۶	خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر و غم
۲۱۷	احمد بن عبید اللہ دارمی کا ارشاد		اس کی ناراضگی اور شک میں ہے
۲۱۸	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۰۸	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد
۲۱۸	حضرت عبداللہ بن عباس کا قول	۲۰۸	ایمان کی حقیقت
۲۱۸	ابو عمرو زاہد کا ارشاد	۲۰۹	تقدیر پر یقین رکھنے سے غم قریب نہیں آتا
۲۱۹	محمود بن حسن وراق کا ارشاد	۲۰۹	بشر بن سنان مجاشعی کا ارشاد
۲۱۹	ابو الفوارس جنید طبری کا ارشاد	۲۰۹	ابو العباس بن عطاء کا ارشاد
۲۲۰	باب نمبر ۶	۲۱۰	بعض علماء کی نصیحت
۲۲۰	ایمان کا چھٹا شعبہ	۲۱۰	جب فقر مقدر ہو تو غذا نہیں آتا
۲۲۰	یوم آخرت کے ساتھ ایمان	۲۱۱	عمر بن عبدالعزیز کی جامع دعا
۲۲۰	امام بیہقی کا قول	۲۱۱	یونس بن عبید کا ارشاد
۲۲۱	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۱۲	حضرت فضیل بن عیاض کا ارشاد
۲۲۳	باب نمبر ۷	۲۱۲	حضرت ذوالنون مصری کا ارشاد
۲۲۳	ایمان کا ساتواں شعبہ	۲۱۲	ابو عبداللہ ناجی کا ارشاد
۲۲۳	موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے زمین سے نکل پڑنے پر ایمان	۲۱۲	محمد بن احمد بن شمعون کا ارشاد
		۲۱۳	ابن فرجی کا ارشاد
		۲۱۳	حضرت عبداللہ بن عباس کی نصیحت
		۲۱۴	امام بیہقی کا قول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۰	اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں ملا تو حساب آسان ہوگا	۲۲۳	قرآن سے استدلال
	ورنہ مشکل ہوگا	۲۲۳	حدیث سے استدلال
۲۳۰	لوگو آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور سے ہو	۲۲۳	مرکر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے عقیدے کی تشریح
۲۳۱	ابو یوسف زاہد کا قول	۲۲۴	تحقیق انیق
۲۳۱	فرشتے کیا معاف کر سکتے ہیں؟	۲۲۴	قرآن مجید سے زندہ ہو کر اٹھنے کا اثبات
۲۳۱	امام بیہقی کا قول	۲۲۴	تخلیق اول سے دوسری تخلیق پر استدلال
۲۳۲	ایک متروک الحدیث راوی سے اعرابی کا واقعہ	۲۲۶	تخلیق انسان اور تخلیق شجر اور کھیت سے مسئلہ بعث
۲۳۲	ارشاد باری تعالیٰ		بعد الموت پر استدلال
۲۳۲	قیامت میں رسولوں اور امتیوں سے ایک دوسرے کی بابت سوال ہونا ہے	۲۲۶	ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے مسئلہ بعث پر استدلال
۲۳۳	امت محمدیہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید	۲۲۶	مسئلہ بعث بعد الموت پر حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال
۲۳۴	اعمال کے صحیفے اور فرشتے گواہ ہوں گے	۲۲۶	مسئلہ بعث بعد الموت قوم عمالقہ کے ہزاروں افراد کی موت پھر زندگی سے استدلال
۲۳۴	انسان کے خلاف اس کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے	۲۲۷	مسئلہ بعث بعد الموت پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے واقعہ سے استدلال
۲۳۷	گناہگاروں کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے گی	۲۲۷	بعث بعد الموت پر واقعہ اصحاب کھف سے استدلال
۲۳۷	وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے	۲۲۸	باب نمبر ۸
۲۳۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ہزار کا داخلہ	۲۲۸	ایمان کا آٹھواں شعبہ ”ایمان بالکحشر“
۲۳۸	جس سے مناقشہ کیا گیا وہ تباہ ہو جائے گا	۲۸۸	قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا دھرتی کے اس مقام پر جمع ہونا جو ان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)
۲۳۸	آسان حساب اور مناقشہ کی وضاحت	۲۲۸	قیامت میں لوگوں کا پسینہ میں ڈوبنا
۲۳۹	اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ سرگوشی اور معافی	۲۲۸	قیامت میں سورج کا قریب ہو جانا
۲۴۰	امام بیہقی کا قول	۲۲۹	اعمال نامہ سب کے گلے میں لٹکا ہوا ہے
۲۴۰	حضرت ابن عطیہ کا ارشاد	۲۲۹	اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں
۲۴۰	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۲۹	ہر بات کو فرشتے لکھتے ہیں
۲۴۰	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۲۹	اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے
۲۴۱	شیخ عیسیٰ کا ارشاد	۲۲۹	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۴۹	اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی	۲۴۱	امام بیہقی کا قول
۲۵۰	رحمۃ للعالمین کی وجہ سے ابولہب کو پانی کا گھونٹ ملنا	۲۴۲	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت
۲۵۰	پہلا گروہ	۲۴۲	مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حلیمی کا قول
۲۵۱	دوسرا گروہ	۲۴۲	امام بیہقی کا قول
۲۵۲	وزن اعمال کی کیفیت	۲۴۳	فصل..... اعمال کا وزن کرنا
۲۵۲	پہلی صورت	۲۴۳	وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے
۲۵۲	دوسری صورت	۲۴۳	اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے
۲۵۳	فصل..... بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے	۲۴۳	جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہو لو وہ کامیاب ہو گیا
	چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں	۲۴۳	جن لوگوں کے پلڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے
۲۵۳	گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فحش اور فواحش کہلاتا ہے		میں ہوں گے
۲۵۴	سات ہلاکت خیز جرائم	۲۴۴	قیامت کا سارن بچتے ہی لوگ تمام رشتے ناتے
۲۵۴	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول		خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے
۲۵۵	کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے	۲۴۴	جن کے پلڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب
	والدین کو گالی دینا		ہوں گے
۲۵۵	تین کبیرہ گناہ	۲۴۵	جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
۲۵۶	بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے	۲۴۵	ہلکے پلڑے والے جہنم میں جھلس جائیں گے
	کے لئے سنت ہے	۲۴۵	وزن اعمال کا اثبات حدیث سے
۲۵۶	قرآن مجید میں وارد ہونے والی محرمات	۲۴۵	میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں
۲۵۶	قول شیخ حلیمی		میں ذکر فرمایا
۲۵۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۴۶	امام بیہقی کا قول
۲۵۹	مقاتل بن سلیمان کا قول	۲۴۷	احناف کا مسلک
۲۵۹	اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے بچو	۲۴۷	امام بیہقی کی وضاحت
۲۵۹	بال بن سعد کا ارشاد	۲۴۷	امام بیہقی کا قول
۲۶۰	عباس بن عطاء کا ارشاد	۲۴۷	ابن جعدان کو کچھ نہ ملنا
۲۶۱	کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی	۲۴۷	حاکم کو کچھ نہ ملنا
	وعید آئی ہے	۲۴۷	مؤمن کو دنیا آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر
۲۶۱	اکبر الکبائر شرک ہے		ملتا ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۱	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	۲۶۴	امام بیہقی کا قول
۳۰۲	امام بیہقی کا قول	۲۶۴	مسلمان اہل قبلہ بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب
۳۰۷	مقام حشر یا میدان ساہرہ		لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے
۳۰۸	وہب بن منبہ کا قول کہ ساہرہ بیت المقدس ہے	۲۶۵	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۰۸	امام بیہقی کا قول	۲۷۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں
۳۰۸	ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض		گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی
	شام میدان حشر ہے	۲۷۶	شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ
۳۰۸	امام نحو فرہ کا قول ہے کہ ساہرہ سے مراد روئے	۲۷۷	امام بیہقی کا قول
	زمین ہے	۲۷۸	اہل کبار کے لئے شفاعت
۳۰۸	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساہرہ روئے	۲۷۸	اہل کبار کے لئے رحمت عالم کی شفاعت
	زمین ہے	۲۸۰	حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال
۳۰۸	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۸۱	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا جواب
۳۰۸	حشر یعنی لوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت	۲۸۲	امام بیہقی کا قول
۳۰۹	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول	۲۸۶	فصل..... وہ امور جن کے بارے میں اللہ
۳۰۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول		تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے
۳۰۹	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت		بلکہ اپنے فضل و کرم سے درگزر فرمائیں گے
۳۱۰	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۸۹	امام بیہقی کا قول
۳۱۰	کافروں کا حشر قیامت کے دن اندھا کر کے ہوگا	۲۸۹	احتمال
۳۱۳	فصل..... مجرم جہنم کی طرف پیا سے ہانکے جائیں گے	۲۹۰	ابو سلیمان خطباتی کا قول
۳۱۳	اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلائے	۲۹۱	امام بیہقی کا قول
	جائیں گے	۲۹۴	فصل..... ظلم اور زیادتیوں کے قصاص اور بدلے
۳۱۴	فصل..... اللہ تعالیٰ نے قیامت کی کیا کیا		قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
	ہولناکیاں بیان کی ہیں	۲۹۵	امام بیہقی کا قول
۳۱۵	مذکورہ امور کے وقوع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف	۲۹۷	فصل..... حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات
۳۱۷	فصل..... اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب		اخروی کے آغاز کی کیفیت اور قیامت کے دن
۳۱۸	اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کتاب کرتا تو		کی وضاحت ”اشرط و علامات“
	پچاس ہزار سال لگتے، کبھی کا قول	۳۰۰	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۳۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	۳۱۸	اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے، فزا کا قول
۳۴۱	اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چہرے جل جائیں گے دوسرے بدل دیئے جائیں گے	۳۱۹	ایک دوسری توجیہ کا احتمال
۳۴۲	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۱۹	ایک اور امکان توجیہ
۳۴۳	قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی	۳۲۱	ایمان کا نواں شعبہ
۳۴۳	قیامت میں کافر کی زبان دو فرسنگ لٹک جائے گی	۳۲۱	مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے
۳۴۴	فصل..... عذاب قبر کی بحث	۳۲۱	اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے
۳۴۴	اہل ایمان و اہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی	۳۲۲	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مادامت السموات والارض
۳۴۴	مجاہد کا قول	۳۲۲	الامشاء ربک کی ایک اور توجیہ
۳۴۴	کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں	۳۲۲	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
۳۴۴	ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو	۳۲۲	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
۳۴۵	دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے	۳۲۲	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد
۳۴۹	نفس اور روح ایک شے ہے	۳۲۲	بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟
۳۴۹	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے، حتیٰ کہ داڑھی تر ہو جاتی	۳۲۵	بعض علماء کا قول
۳۵۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا	۳۲۵	دیگر علماء کا موقف
۳۵۰	سورۃ نکاث کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ودیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا	۳۲۶	پل صراط پر منافقوں کا انجام
۳۵۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دو بار اعلان موت کے وقت ملک الموت مؤمن کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں	۳۲۸	ایک خاص کیفیت کا احتمال
		۳۲۷	فصل
		۳۲۷	مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف
		۳۲۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
		۳۲۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ
		۳۳۰	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
		۳۳۲	فصل..... مؤمن کے بدلے کے بارے میں
		۳۳۲	بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
		۳۳۵	فصل..... اصحاب الاعراف
		۳۳۷	فصل
		۳۳۸	چار جنات ہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۳	حضرت جنید بغدادی مہر سقسطی کا قول	۳۵۱	ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت
۳۶۳	ذوالنون مصری کا قول		مؤمن کو ملک الموت سلام کہتا ہے
۳۶۴	توحید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھو، قرآن سے	۳۵۳	باب نمبر ۱۰
	تفریح و تسکین قلب حاصل کرو، یحییٰ رازی کا قول	۳۵۳	ایمان کا دسواں شعبہ
۳۶۴	غیر اللہ کے ساتھ سرور ہونا دھوکہ ہے	۳۵۳	اللہ کی محبت
۳۶۴	مشہور عابدہ ریحانہ مجنونہ کی دعا	۳۵۴	گزشتہ دو حدیثوں پر امام بیہقی کا تبصرہ
۳۶۵	ولہان مجنون کی محبت الہی کی پکار	۳۵۵	اللہ کی محبت کے مفہوم و معانی
۳۶۵	مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول	۳۵۵	اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی
۳۶۵	محبت، وصل، شوق کی تین علامات	۳۵۵	دوسرا مفہوم و معنی
۳۶۵	ریحانہ مجنونہ کے اشعار	۳۵۵	تیسرا مفہوم و معنی
۳۶۶	علی بن سہل کی نصیحت	۳۵۵	چوتھا مفہوم و معنی
۳۶۶	عبداللہ رازی کی نصیحت	۳۵۵	پانچواں مفہوم و معنی
۳۶۶	ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۵۵	چھٹا مفہوم و معنی
۳۶۷	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی باپ کو نصیحت	۳۵۶	ساتواں مفہوم و معنی
۳۶۷	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۵۶	آٹھواں مفہوم و معنی
۳۶۷	ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۵۶	نواں مفہوم و معنی
۳۶۷	مشہور عابد وزید ابراہیم بن ادھم کی بات	۳۵۶	دسواں مفہوم و معنی
۳۶۸	ابوالخواری کے بھائی کی بات	۳۵۶	شیخ حلیمی کا قول
۳۶۸	مشہور بزرگ شبلی کی بات	۳۵۹	بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا ہے
۳۶۸	علی بن سہل کا قول	۳۵۹	اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے سخت کوشش کرنے
۳۶۸	ذوالنون مصری کا قول		والے کو اللہ محبوب بنا لیتا ہے
۳۶۹	عشق الہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے	۳۵۹	یہ محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس
۳۶۹	عشق الہی کے دس مقام		کا ذکر نہ کریں
۳۷۰	انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت	۳۶۰	ذوالنون مصری کا قول
	کرتا ہے	۳۶۰	محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے سوا کچھ نہ دیکھیں
۳۷۰	ابوعلی جوزجانی کا قول	۳۶۰	جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ اسے
۳۷۱	یحییٰ بن معاذ کا قول		غیر کے حوالے نہیں کرے گا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۸	ایوب سختیانی کا قول	۳۷۱	اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے، ابوالحسین وراق کا قول
۳۷۸	ابو عمر بن سعید جرجانی کے اشعار	۳۷۱	ابن العطاء کا قول
۳۷۸	منذر بن جارد اور فرزدق کا واقعہ	۳۷۱	ابوسعید خدری کا قول
۳۷۹	ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک شخص کا رونا	۳۷۱	ابوالحسین بن مالک صوفی کا قول
	اور اہل مجلس کو بھی رلانا	۳۷۲	جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول
۳۷۹	انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا	۳۷۲	بشر بن سری کا قول
۳۷۹	عبداللہ شمار پر حد شراب جاری ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا	۳۷۲	ابوالجبار کا قول
۳۸۰	اسلامی سزائیں تادیب کے لئے ہیں اور تطہیر کے لئے ہیں تحقیر و تذلیل کے لئے نہیں ہیں	۳۷۲	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول
	شیخ سمنون کا قول	۳۷۳	کلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۸۰	مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۳	عبدالواحد بن زید کا قول
۳۸۱	شیخ حلیمی کا قول	۳۷۳	عتبہ غلام کی التجا
۳۸۱	بعض فلسفیوں کا قول	۳۷۳	یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۸۱	ذوالنون مصری کا قول	۳۷۳	حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۸۱	فصل..... ذکر اللہ کی مداومت کرنا	۳۷۳	حضرت جنید بغدادی کا قول
۳۸۲	ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں	۳۷۴	ابوالحسین بوشنجی کا قول
۳۸۲	ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کے بوجھ ذکر اتار دے گا	۳۷۴	اصمعی کا قول
۳۸۲	جو شخص شب بیداری، مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کر سکتا، وہ ذکر کی کثرت کرے	۳۷۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الہی میں غور و فکر کرنا
۳۸۳	ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے	۳۷۵	وہب بن منبہ کا قول
۳۸۳	قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہوگا جو ذکر سے خالی گذاری تھی	۳۷۶	ذوالنون مصری کا قول
۳۸۴	ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا	۳۷۶	حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار
۳۸۴	ذکر کے سوا ہر فالتو کلام بندے پر وبال ہوگا	۳۷۶	سری سقطی کا قول
۳۸۴	تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے	۳۷۶	سری سقطی کا ایک شعر
		۳۷۷	سری سقطی کے اشعار
		۳۷۷	حسن بن محمد بن الحنفیہ کا قول اور اشعار
		۳۷۷	رابعہ بصریہ کا قول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۹	فصل ثانی..... ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار	۳۸۵	موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر ہو
۳۲۹	یعنی اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم	۳۸۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت سے اور موت سے ڈرانا
۳۳۳	بی بی ام دردا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے	۳۸۶	اچھے اعمال
۳۳۵	قیامت میں اہل جمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے	۳۸۶	ذکر اللہ، اللہ کا محبوب عمل
۳۳۵	ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت	۳۸۸	ذکر کی مجالس دھرتی پر، اور فرمایا: اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک
۳۳۶	ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں	۳۹۱	ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں
۳۳۶	کثرت ذکر دیوانگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے	۳۹۱	ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پاسکتا
۳۳۶	بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں خیر کی چابیاں ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں	۳۹۲	بغیر ذکر کی محفل مردار خوروں جیسی ہے
۳۳۷	ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے	۳۹۲	بغیر ذکر کی محفل باعث افسوس ہوگی
۳۳۷	ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے	۳۹۲	خلوت میں کثرت سے ذکر کرنا
۳۳۸	ذکر اللہ کی لذت	۳۹۲	ذکر قلبی
۳۳۸	عبدیت، ذکر، طاعت کی لذت	۳۹۲	سات خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الہی کے سائے تلے ہوں گے
۳۳۹	جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوں	۳۹۵	خلوت میں ذکر کرنا یا جماعت میں ذکر کرنا
۳۳۹	بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے	۳۹۵	ذکر خفی
۳۳۹	کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے	۳۹۶	شدت، سختی، مصیبت کے وقت ذکر کرنا
۳۳۹	اللہ سے غافل ہونا شرک ہے	۳۹۷	طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا
۳۴۰	جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت بری بات ہے	۳۹۸	غافل لوگوں میں ذکر کرنا
۳۴۰	ابو سلیمان دارانی کا واقعہ	۳۹۹	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۴۰	انسانوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا علاج ہے	۴۰۰	سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا
		۴۰۶	مذکورہ احادیث پر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ
		۴۱۲	صلوۃ التبیح کا طریقہ
		۴۲۱	مجموعہ اذکار میں سے استغفار بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۶۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رات بھرامت کی مغفرت کی دعا کرنا	۴۴۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور ذکر اللہ کی کثرت
۴۶۰	قیامت کے مناظر پر مشتمل پانچ سورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور کر دیا تھا	۴۴۱	دل مردہ ہونے کی تین علامات اور والہانہ محبت کی تین علامات
۴۶۱	دو خوف اور دو امن	۴۴۲	معرفت الہی کی حقیقت
۴۶۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندے کو دیکھ کر خوش ہونا	۴۴۲	عارف باللہ کی پہچان بقول ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
۴۶۲	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرندے کو دیکھ کر رشک کرنا	۴۴۳	ایمان کا گیارہواں شعبہ
۴۶۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا	۴۴۳	اللہ تعالیٰ سے ڈرنا
۴۶۴	جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جان لو	۴۴۴	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خدا کئی طریقوں پر ہوتا ہے
۴۶۴	مذکورہ احادیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۴۴۵	مجاہد کا قول
۴۶۵	تین آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی	۴۴۶	شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۴۶۶	اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا رونا	۴۴۶	آیات کے مفہوم پر شیخ حلیمی کا تبصرہ
۴۶۶	جہنم وہ ہولناک شے ہے	۴۴۸	نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی ضمانت حاصل کرنا
۴۶۷	جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا	۴۴۹	عہد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا
۴۶۸	اللہ کے خوف سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں	۴۴۹	مجاہد کا قول
۴۶۸	مؤمن کی تمثیل درخت کے ساتھ	۴۵۳	حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۴۶۸	نجات کس طرح ہے؟	۴۵۳	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۴۶۹	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے	۴۵۵	حدیث میں مجبور و مضطر کی دعا
۴۶۹	اللہ کے خوف سے روئے، آنسو صاف نہ کرے	۴۵۶	مذکورہ آیات و ادعیہ پر بیہتی کا تبصرہ
۴۷۰	ایک آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رونا	۴۵۶	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال
۴۷۰	جہنم کس پر حرام ہوتی ہے؟	۴۵۸	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۴۷۰	آنسوؤں سے آگ کا سمندر بجھ سکتا ہے	۴۵۹	اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن ہے
۴۷۱	سلیمان علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا	۴۵۹	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو
۴۷۲	داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں رونا	۴۶۰	خوف خدا سے سینہ رسول سے ہنڈی کی سی آواز پیدا ہونا
۴۷۲	داؤد علیہ السلام کی کثرت عبادت		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۷۹	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول	۴۷۲	اللہ کے آگے حضرت عطاء سلمیٰ کا رونا
۴۷۹	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۲	عطاء سلمیٰ نے رونے سے منع کرنے پر طیبیب کو علاج سے منع کر دیا
۴۷۹	یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۴۷۲	بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں
۴۷۹	یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد	۴۷۳	ایک اللہ والے کا خوف سے روتے رہنا
۴۸۰	جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۷۳	پھمس ہلائی کا پڑوسی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھونے پر بیس سال تک رونا
۴۸۰	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۷۳	کبوتر کو شکار کرنے پر عطاء سلمیٰ کا چالیس سال تک رونا
۴۸۰	عطاء بن یسار نے کہا	۴۷۳	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توجیہ
۴۸۱	عطاء بن یسار کا قول	۴۷۴	حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمیٰ کا رونا
۴۸۱	ابلیس کی تلمیس	۴۷۴	ضرار اور محمد بن سوقة کامل کا رونا
۴۸۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا	۴۷۴	ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا
۴۸۱	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے	۴۷۵	شاید تمہارا کفن روانہ ہو چکا ہے
۴۸۲	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت	۴۷۵	زیادہ ہنسنا دل کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے
۴۸۲	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۴۷۵	کہیں ہنسنے پر پکڑ نہ ہو جائے
۴۸۲	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا	۴۷۵	ہنسنا چھوٹی غلطی ہے، ہم لوگ جنت کے قیدی ہیں
۴۸۲	حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت	۴۷۶	حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو ادا دم سے زیادہ تھے
۴۸۳	بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۷۶	داؤد علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے زیادہ تھے
۴۸۳	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۷۷	مشہورہ عابدہ غفرہ کا رونا
۴۸۳	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۷۷	رونے سے منصور بن معتمر مسکین و مصیبت زدہ لگتے تھے
۴۸۳	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے رونا	۴۷۷	یزید بن ہارون کی روتے روتے آنکھیں ضائع ہو جانا
۴۸۳	ابرار اور مقررین کے افکار	۴۷۸	عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد
۴۸۴	شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول	۴۷۸	حذیفہ بن یمان کا ارشاد
۴۸۴	عمر بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا	۴۷۸	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت
		۴۷۸	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۹۱	دونوں بزرگوں کے قول پر امام بیہقی کا محاکمہ	۴۸۴	غفلت سے تنبیہ
۴۹۱	استاذ ابوہل صلحہ کا قول	۴۸۴	افضل رونا
۴۹۲	حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۸۴	اللہ کے خوف سے جن کا رونا
۴۹۲	فتح موصلی کا واقعہ	۴۸۵	حضرت سفیان بن عیینہ کا قول
۴۹۳	بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ	۴۸۵	جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۴۹۳	یزید بن مرشد کی آنکھیں کلا آنسوؤں سے تر رہنا	۴۸۵	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ
۴۹۴	سری سقطی کا قول	۴۸۶	حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضگی
۴۹۴	ربیع بن حراش کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا	۴۸۶	ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے
۴۹۵	اسرافیل علیہ السلام کا نہ ہنسنا	۴۸۶	گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز
۴۹۵	فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا	۴۸۷	ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟
۴۹۶	حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رونا	۴۸۷	ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے گا؟
۴۹۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے	۴۸۷	ہلاکت کی چڑھا ہوں سے بچنا
۴۹۶	قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا	۴۸۴	رات کو جلدی اٹھنے والے منزل پر پہنچتے ہیں
۴۹۷	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۴۸۸	اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا
۴۹۷	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۸۸	خائفین، مجبین، مشتاقین کی علامات
۴۹۷	عطاء سلمیٰ کا واقعہ	۴۸۸	سری سقطی کا قول
۴۹۸	اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۸۸	ذوالنون بن ابراہیم کا قول
۴۹۸	حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۴۸۸	ابراہیم بن شیبان کا قول
۴۹۸	مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ	۴۸۹	محمد بن نصر کا قول
۴۹۸	عبد العزیز بن سلمان کا واقعہ	۴۸۹	ہارون رشید کا قول
۴۹۹	عتبہ عابد کا واقعہ	۴۸۹	محمد بن عاصم انطاکی کا قول
۴۹۹	طویل خاموش عابد کا واقعہ	۴۹۰	حضرت مالک بن دینار کا قول
۵۰۰	عابد ابن عجز کا واقعہ	۴۹۰	حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۵۰۲	عبادان کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن سماک کا واقعہ	۴۹۰	عبد اللہ بن مبارک کا قول
۵۰۲	عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور پہاڑ کے رونے کا واقعہ	۴۹۰	شفیق بلخی کا قول
۵۰۲	خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ	۴۹۱	حضرت سہل کا قول
۵۰۳	بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ	۴۹۱	علامہ شبلی اور جنید بغدادی کا واقعہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۱۱	کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں	۵۰۴	دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر رونے والا عابد
۵۱۲	فضیل بن عیاض کا خوف خدا سے رونا	۵۰۴	ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہنم کے خوف سے موت واقع ہونا
۵۱۲	عامر بن عبد اللہ کی دعا کی قبولیت	۵۰۵	لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹے کا ہلاک ہو جانا
۵۱۲	علی بن فضیل کی موت	۵۰۵	حضرت زرارہ بن ابیوفی کا نماز میں سورۃ مدثر کی آیت پڑھ کر فوت ہو جانا
۵۱۳	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۰۶	مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور خطابت سے ایک آدمی کی موت واقع ہو جانا
۵۱۳	زید بن وہب کا قول	۵۰۶	حضرت صالح مری کی مجلس میں ابوجہت کی وفات ہو جانا
۵۱۳	عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۰۶	مجلس وعظ و ذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہو جانا
۵۱۴	فضیل بن عیاض کا قول	۵۰۶	حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہو جانا
۵۱۴	ابو عمرو دمشقی کا قول	۵۰۸	صفوان کا خفیہ مقام پر رونا
۵۱۴	یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۵۰۸	خوف خدا اور عجز و انکساری کی ایک مثال
۵۱۴	خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا	۵۰۸	عبدالعزیز بن ابوداؤد نے چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا
۵۱۵	عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر رونا	۵۰۸	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر سفیان ثوری کو پیشاب میں خون آ جاتا تھا
۵۱۵	علاء بن زیاد کا قول	۵۰۸	آخرت کے خوف سے خونی پیشاب آنا
۵۱۵	مورق کا قول	۵۰۸	سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۵۱۶	ذوالنون مصری کا قول	۵۰۹	سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا
۵۱۶	ابوالفتح بغدادی کا واقعہ	۵۱۰	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت
۵۱۶	ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۱۰	حازم بن ولید کی عبادت
۵۱۷	عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۱۰	وسیم بنی کا خوف آخرت
۵۱۷	حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۵۱۰	شیخ اوزاعی کا قول
۵۱۸	بعض علماء کا قول	۵۱۰	آمنہ بنت موزع کا خوف
۵۱۸	فصل.....خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریح	۵۱۰	بعض عابدوں کا قول
۵۱۸	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۵۱۱	شیخ مطرف کا قول
۵۱۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا		
۵۱۹	اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا		
۵۲۰	علی بن عثمان کی دعا		

”کتاب شعب الایمان“ کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف

- ①..... کتاب شعب الایمان، مصنف حافظ بیہقی، ان اہم ترین کتب میں سے ہے جو اسانید اور طراق حدیث پر مشتمل ہے وہ طرق حدیث جنہیں حافظ بیہقی نے اس کتاب میں جمع کیا ہے، یہ صاحب کشف الظنون نے کہا ہے۔
(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۴)
- ②..... شعب الایمان۔ مصنف ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی شافعی۔ متوفی ۴۰۳ھ جس کا نام انہوں نے ”المنہاج“ رکھا ہے۔ وہ جلیل القدر کتاب ہے۔ تین جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب میں احکام کثیرہ۔ اور مسائل فقہیہ اور اس کے علاوہ وہ امور جن کا تعلق، اصول ایمان قیامت کی نشانیوں، اور احوال قیامت سے ہے بیان کئے گئے ہیں۔ اور حافظ بیہقی کی کتاب کا نام
- ③..... ”جامع المصنف“ ہے۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ:

ان الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلها لا الہ الا اللہ.

بے شک ایمان کی سترے کچھ زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے افضل ترین شاخ لا الہ الا اللہ ہے۔

اسی روایات کو ”صاحب منہاج“ حسین حلیمی نے بھی لیا ہے۔ اپنی کتاب منہاج کو ستر ایواب پر تقسیم کرنے کے لئے، ایمان کی صفت اور تعریف بیان کرنے کے بعد اسی حدیث سے ایمان کے ستر شعبے شمار کئے ہیں۔
بہر حال امام بیہقی نے اپنی اس کتاب میں احادیث کو کئی کئی اسنادوں کے ساتھ اور منفرد جدید طریقوں کے ساتھ لائے ہیں۔ اور اسناد کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لئے ان پر تنقید بھی کی ہے اور انہوں نے سند کی علل پر بھی کلام کیا ہے۔
اور اس کتاب کی تقسیم کے لئے انہوں نے ابواب قائم کئے ہیں، اور اس کے احکام کو ایسی تقسیم کے ساتھ تقسیم کیا ہے جو کتاب کے موضوع کے متناسب و مطابق ہی ہے جب کہ عقائد اور فقہ سے متعلق اس کے نقوش (وسائل) احادیث سے ماخوذ ہیں۔
وجہ تالیف:

امام بیہقی نے شعب الایمان کی وجہ تالیف خود بیان کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پایا کہ حاکم ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث کو اپنی تصنیف اور اپنی کتاب۔ المنہاج المصنف فی بیان ”شعب الایمان“ میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے بارے میں (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان، جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے فرائض اس کی سنتیں اور اسکے مستحبات، اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں (شیخ) نے اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ حلیمی کی ترتیب کی اقتدا کی ہے اور میں نے شیخ کے کلام میں صرف اسی قدر حصہ (متعلقہ مقامات پر) نقل کیا ہے جس کے ساتھ ہر باب کا مقصد واضح ہو جاتا ہے مگر (دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی تصنیف میں احادیث کے صرف متن ہی پر اکتفا کیا ہے اور اسناد کو مکمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر اسناد کو لانی کی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو میں پسند کرتا ہوں اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے اور جن اخبار حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں غالب گمان نہیں ہو ان پر اکتفا کیا ہے۔ اور اس طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں جھوٹی اور مکذوبہ احادیث و روایات سے بچنے کا یہ راستہ اور یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور اس کتاب میں انہوں نے ہر وہ حدیث درج کر دی ہے جو ان کو حفظ تھی جو کہ جھوٹی نہ ہو۔ قاضی ابوالارشد محمد اسماعیل الجاروی۔

اسم کتاب کی تحقیق

- ①.....الجامع لشعب الایمان = یہ نام مختصر سیاق نیسا پور ۳۰/۱ میں درج ہے۔
- ②.....الجامع = یہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود رکھا ہے یہ نام مصنف رحمۃ اللہ کی دو کتابوں (۱) کتاب الاعتقاد (۲) کتاب الزہد میں مذکور ہے اور اسی کے بارے میں یہ نام بھی مستعمل ہوا ہے۔
- ③.....الجامع المصنف فی شعب الایمان۔
- ④.....مختصر شعب الایمان = یہ کتاب اصل شعب الایمان کی تلخیص اور اختصار ہے اس تلخیص کے مصنف کا نام شیخ ابو جعفر عمر قزوینی ہے تلخیص کا سنہ ۱۱۹ھ ہے اور اسی تلخیص کی تحقیق شیخ زکریا علی یوسف نے اسی نام مختصر شعب الایمان کے نام سے کی ہے انہوں نے اس کی نسبت امام بیہقی کی طرف کی ہے۔ یہ انتہائی مختصر اور سمجھنے میں نکل ہے۔
- ⑤.....شعب الایمان = قدماء نے اس کے نام رکھنے میں اختصار سے کام لیا ہے۔ اور یہی نام رکھا ہے اور اسی نام کے ساتھ مشہور ہے۔ اور ہم نے وہاں یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا وہ مشہور نام جو حفاظ حدیث نے اطلاق کیا ہے شعب الایمان ہی ہے۔ اور ہم نے مقدمے میں بیہقی کی اس تصنیف کے سبب کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔
- اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی طباعت۔ اور اس کے دین کے ساتھ عظیم نفع پانے اور حسن خاتمہ اور صراط مستقیم پر نجات۔ اور حصول جنت الفردوس کی توفیق کا سوال صرف اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں آمین۔ راقم ابوالارشد محمد اسماعیل جارود۔

”مصنف کتاب شعب الایمان“ حافظ امام بیہقی کی شخصیت“ اور ان کی تصانیف

نام	احمد
ولدیت	حسین
دادا	علی
پر دادا	موسیٰ
کنیت	ابوبکر
نسبت بستی	بیہقی
نسبت شہر	نیسا پوری

تفصیل:

یہ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی نیسا پوری، خروگردی امام، حافظ، علامہ، محدث، فقیہ، اصولی۔ زاہد (تارک الدنیا)۔ بیہقی کی طرف نسبت ہے۔

یہ متحدہ نیسا پور کی مضافاتی بستی تھی، جو کہ نیسا پور سے بیس میل کے فاصلے پر واقع تھی، یہ تین سو اکیس ۳۲۱ بستیوں پر مشتمل ایک بے مثال وفاق و اتحاد تھا جو نیسا پور، قوس، جوین۔ کے درمیان واقع تھا، جوین اس کے شروع کے حدود میں تھا یہاں سے نیسا پور ساٹھ میل تھا، شروع میں بیہقی کا قصبہ، خروگود تھا۔ اس کے بعد وہ ہزار ہو گیا تھا۔

ولادت:

ماہ شعبان، سنہ تین سو چوراسی ۳۸۴ھ۔

وفات:

ماہ جمادی اولیٰ۔ چار سو اٹھاون ۴۵۸ھ۔

شخصیت:

امام حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، عابد و زاہد تھے، متقی پرہیزگار تھے، قناعت شعار تھے مگر باوجود اس کے وہ علم کے ساتھ انتہائی عشق اور انہماک رکھتے تھے، علم حدیث کو حفظ کرنے اور اس کی تحقیق و تدقیق میں مشغول و مصروف رہتے تھے، امام بیہقی ان حفاظ حدیث میں سے نہیں تھے، جو حفظ احادیث میں مشغول ہو کر علم فقہ سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ بلکہ ان کا حفظ حدیث ان کے علم فقہ کی جز اور حصہ تھا۔

خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پہچان بن گئے

امام بیہقی اپنی ذاتی اور نفیس صفات کے ساتھ ہمیشہ پہچانے گئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

توازن اور اعتدال میں شدت، زہد اور علم، عبادت اور حفظ حدیث۔ تقویٰ اور پرہیزگاری میں اجتماع و امتزاج تواضع، ورع و پرہیزگاری۔ وسعت اطلاع، وسعت علم پر استقامت۔

امام بیہقی اور تحصیل علم

علم کو محفوظ کرنے کا آغاز انہوں نے پندرہ برس کی عمر سے کیا تھا، انہوں نے علم کی طلب اپنی جگہ رہ کر ہی نہیں کی بلکہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف سفر کئے، مختلف شہروں کا رخ کیا، مثلاً عراق، نیشاپور، بغداد، کوفہ، مکتہ المکرمہ۔ جبال جاز مقدس، اسفرائن، طبرائی، دامغان۔ ان تمام مقامات میں جا کر انہوں نے اہل علم سے علم کو جمع کیا اور محفوظ کیا، ان کی حالت بھی علم کے معاملے ان کے اسلاف حفاظ علم و حفاظ حدیث مثلاً بخاری، نسائی، جیسی تھی چنانچہ انہوں نے جب اپنے تمام سفروں کے بعد اپنی مراد پالی اور حدیث جمع کر لی تو پھر انہوں نے حدیث کے موضوع پر تدوین و تصنیف کے مرحلے کا آغاز فرمایا۔

امام بیہقی اپنی تصانیف کے آئینے میں

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں۔

(۱).....کتاب الاداب:.....یہ تین جلدوں میں چھپ چکی ہے، جس کا قلمی نسخہ دارالکتب مصر میں محفوظ ہے۔

(۲).....کتاب اثبات الرویۃ یہ قلمی نسخہ ہے۔

(۳).....کتاب اثبات عذاب القبر:.....اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں محفوظ ہے اسی کی فوٹو لے کر ڈاکٹر شرف محمود کی تحقیق کے

ساتھ عمان میں چھپ چکی ہے۔

(۴).....کتاب الخاتم:.....اس کا قلمی نسخہ دارالکتب مصری میں ہے اور دوسرا نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے، دارالکتب والے نسخے کی

فوٹو لے کر چھپوادیایا گیا ہے۔

(۵).....حیات الانبیاء:.....اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے دوسرا نسخہ دارالکتب مصر میں ہے ایک نسخہ مکتبہ عارف باحکمت

مدینہ منورہ میں اور قاہرہ میں مطبوعہ محمدیہ میں ۱۳۵۷ھ میں چھپی تھی (اب تقریباً ہر جگہ دستیاب ہے)۔

(۶) دلائل النبوة: کثرت کے ساتھ چھپی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول میں چار جلدوں میں ہے اور اس کے کئی نسخے دارالکتب مصری میں ہیں۔

(۷) السنن الکبریٰ للبیہقی: اس کا مطبوعہ نسخہ حیدرآباد دکن بھارت میں ہے، یہ منفرد نسخہ بڑا مشہور ہے اس نسخے کے حاشیہ پر ایک مشہور کتاب چڑھی ہوئی ہے وہ الجوهرة النقی فی الرد علی البیہقی مصنفہ ابن ترکمانی۔

(۸) السنن الصغریٰ: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول میں ہے۔

(۹) کتاب احکام القرآن: اس کا مطبوعہ نسخہ محمد زاہد کوثری کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۱ھ میں عزت العطار کی سعی سے شائع ہوا ہے اور دارالکتب علمیہ نے ۱۳۹۵ھ میں دوبارہ شائع کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ مطبوعہ عبدالغنی عبدالخالق کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۱ھ مصر میں ہے۔

(۱۰) کتاب الاسماء والصفات: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ فیض استنبول میں ہے۔ یہ کتاب بار بار چھپی ہے سب سے اچھی طباعت ہندوستان میں ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ جو کہ محمد بن الدین جعفری کی تحقیق کے ساتھ ہے۔ اور مطبوعہ السعادت مصر ۱۳۵۸ھ میں شیخ زاہد الکواثر کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۱۱) کتاب الاعتقاد: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ نور عثمانیہ استنبول میں ہے اور مکتبہ لالہ۔ مکہ میں اور نقل شدہ نسخہ جامعہ ملک عبدالعزیز میں ہے۔

(۱۲) کتاب البعث والنشور: مکتبہ مرکز البعث العلمی مکہ میں اور اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول۔ مکتبہ سلیمانہ استنبول۔ اور مکتبہ البعث العلمی مکہ مکرمہ میں ہے۔

(۱۳) الاربعین الکبریٰ والاربعین الصغریٰ: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ عاشر آفندی استنبول میں ہے۔

(۱۴) الالف مسالۃ: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے۔

(۱۵) بیان خطامن احطاع علی الشافعی: قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے۔

(۱۶) کتاب تخریج احادیث الام: تین قلمی جلدیں ہیں۔ پہلا حصہ مکتبہ شعر بھٹی لندن میں ہے جز ثانی دارالکتب مصر میں ہے جز ثالت تاحال غائب ہے۔

(۱۷) کتاب الدعوات الکبیر: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ آصفیہ حیدرآباد دکن بھارت میں ہے۔

(۱۸) کتاب الخلافات بین الشافعی والی حنیفہ: قلمی نسخہ معتمد الخطوط جامعہ دول العربیہ قاہرہ میں ہے۔ نسخہ مکتبہ سلیم آغا میں دو حصوں میں ہے۔

(۱۹) کتاب الزهد الکبیر: قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے۔

(۲۰) رسالۃ الی ابو محمد الجوبنی: یہ بیہقی کا پیغام اور خط ہے جو بنی کی طرف ہے جو کہ ان غلطیوں کی نشاندہی پر مشتمل ہے جو جو بنی سے واقع ہوئی تھیں ان کی محیط نامی کتاب کی تصنیف کے وقت۔ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۱) کتاب معرفۃ السنن والاثر: قلمی نسخہ مکتبہ استنبول میں ہے۔ جس کی ایک جز کی طباعت استاذ سید احمد صقر کی تحقیق کے ساتھ ہوئی ہے۔

(۲۲) کتاب القرأت خلف الامام: قلمی نسخہ معتمد الخطوط قاہرہ میں موجود ہے۔ دارالحدیث ازہر نے شائع کی ہے۔ ہندوستان میں بھی شائع ہوئی ہے۔

(۲۳) کتاب المدخل الی کتاب السنن: قلمی نسخہ مرکز بحث علمی جامعہ ملک عبدالعزیز مکہ میں ہے۔ اس نسخے کی اصل مکتبہ الجمعۃ الایسویہ کلکتہ میں ہے اور اس کو ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی نے چھپوایا تھا۔

(۲۴) کتاب مناقب الشافعی: امام بیہقی شافعی المسلک تھے وہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا محبوب ترین مذہب ہے لہذا انہوں نے اس مذہب کا دفاع کیا ہے ان کی اس موضوع پر متعدد کتب ہیں۔

① مناقب الشافعی۔ ② رد الانقاد علی لفظ الامام الشافعی۔ ③ بیان خطاء بن علی من اخطاء الشافعی۔ ④ کتاب تخریج احادیث الام۔ ⑤ کتاب الخلائیات بین الشافعی والی حنیفہ۔ یہ کتاب مناقب شافعی قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

(۲۵) کتاب القضاء والقدر: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ شہید علی پاشا۔ متصل مکتبہ سلیمانہ استنبول میں ہے۔

(۲۶) کتاب فضائل الاوقات للبیہقی: اس کا قلمی نسخہ محمد سعید سیوٹی زغلولی کے پاس محفوظ ہے۔

(۲۷) الایمان: مصنف نے خود اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر اس کا قلمی نسخہ معلوم نہیں ہو سکا۔

(۲۸) الترغیب والترہیب: تاحال غائب ہے۔

(۲۹) رسالہ فی حدیث الجویباری: یہ تاحال قلمی ہے۔

(۳۰) فضائل الصلیۃ۔

(۳۱) کتاب الاسراء: بعض نے کہا کہ اس کا نام الاسوی ہے یا الاسواد ہے۔

(۳۲) کتاب المبسوط فی نصوص الشافعی: حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ یہ بیس جلدوں میں ہے۔ اور علامہ سبکی نے

اس کا ذکر طبقات الشافعیہ میں کیا ہے۔

(۳۳) مناقب احمد بن حنبل: تاحال غائب ہے۔

(۳۴) معرفۃ علوم حدیث

(۳۵) جامع ابواب وجوہ قرآۃ القرآن۔

(۳۶) جامع ابواب قرآۃ فی الصلوۃ علی الامام والمأموم۔

(۳۷) ینایع الاصول: اس کے بارے راجح یہ ہے کہ یہ بیہقی کی تصنیف نہیں ہے۔ (مکا قال محمد سعید سیوٹی زغلول)

(۳۸) ترتیب الصلوۃ

(۳۹) شعب الایمان للبیہقی: جس کا پورا نام الجامع لشعب الایمان ہے۔ یہ زیر نظر کتاب ہے آنے والے صفحہ پر اس کی تفصیل درج ہے۔

امام بیہقی کی ان مذکورہ کتب کے علاوہ بھی تصانیف ہیں مگر وہ صرف ذکر کی حد تک ہیں ہمارے ہاتھوں تک تاحال نہیں پہنچی ہیں۔ اگر ہم یہاں اس بارے میں جلال الدین سیوطی کا وہ قول درج کر دیں جو انہوں نے طبقات الحفاظ میں کہا ہے۔ تو میرے خیال میں قارئین کی تشفی کا باعث ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ امام بیہقی کی تصانیف ایک ہزار کے قریب قریب ہیں۔

وفات:

حافظ بیہقی کی وفات حمادی الاولیٰ ۴۵۸ میں ہوئی نیسا پور میں اور سستی بیہقی میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ تیری قبر پر اپنی رحمت کی شبنم افشانی کرے۔

الراقم ابوالارشد محمد اسماعیل الجارود غنی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

سند و خطبہ خطاب

الحمد لله رب العلمین، وصلاته وسلامه علی سیدنا محمد، وعلی الہ وصحبہ اجمعین صلاة دائمة الی یوم الدین ہمیں خبر دی ہے۔ شیخ امام، عالم، حافظ، ثقہ، ابوالقاسم علی بن حسن بن حمزہ اللہ بن عبد اللہ بن حسین شافعی رضی اللہ عنہ بایں طور کہ انہوں نے اس کو پڑھا اور میں نے سنا، بروز اتوار، آٹھ جمادی اولیٰ سنہ ۵۵ھ شہر دمشق میں۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ (شیخ علی بن حسن نے فرمایا کہ) ہم سے بات بیان کی شیخ ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد شحابی نے بایں صورت کہ میں نے ان کے سامنے پڑھانیا ساپور میں (شیخ زاہر بن طاہر نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی شیخ امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی حافظ نے رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی حافظ ابو محمد قاسم بن حافظ ابوالقاسم علی بن حسین شافعی نے، بایں صورت کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا۔ (ابو محمد القاسم نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن فضل فراوی (۵۳۰ھ) نے اور ابوقاسم زاہر بن طاہر شحابی (۵۳۳ھ) نے اور مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور ابوالحسن علی بن سلیمان مرادی نے ان کو زاہر نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے، شیخ امام حافظ، شیخ السنہ ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی حافظ رحمہ اللہ نے (شیخ احمد بن حسین بیہقی نے بطور خطبہ کے فرمایا)

الحمد لله الواحد، القدیم، الماجد، العظیم، الواسع، العلیم، الذی خلق الانسان فی احسن تقویم،

وعلمہ الفضل تعلیم، وکرمہ علی کثیر من خلق ابین تکریم.

احمدہ واستعینہ واعوذہ من الذلل، واستہدیہ لصالح القول والعمل، واسأله ان یصلی علی النبی المصطفیٰ،

الرسول الکریم المجتبیٰ محمد خاتم النبیین وسید المرسلین، وعلی الہ الطیبین الطاہرین وسلم کثیرا اما بعد! تمام تعریفیں اللہ واحد، قدیم، صاحب مجد، صاحب عظمت، صاحب وسعت، صاحب علم کے لئے جس نے انسان کو خوبصورت ترین شکل و صورت پر بنایا، اور اسے سب سے زیادہ فضیلت والا علم عطا کیا، اور اسے اپنی زیادہ تر مخلوقات پر عزت و شرف بخشا، اور واضح ترین مکریم سے نوازا۔ میں صرف اسی ذات والا کی حمد و شکر ادا کرتا ہوں، اور میں صرف اور صرف اسی سے مدد مانگتا ہوں، اور بھٹکتے بھٹکتے سے صرف اسی کے ساتھ پناہ لیتا ہوں، اور سچے قول اور سچے عمل کے لئے صرف اسی سے ہدایت و رہنمائی مانگتا ہوں۔

اور میں صرف اسی سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ نبی مصطفیٰ، رسول کریم مجتبیٰ پر رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سید المرسلین پر اور ان کی آل طہین طاہرین پر اور سلام کثیر کثیر نازل فرمائے۔

بہر حال حمد و صلوة و سلام کے بعد، عرض ہے کہ بے شک اللہ کریم نے، جس کی تعریف بہت بڑی ہے جس کے نام مقدس ہیں، محض اپنے فضل و کرم کے ساتھ مجھے کچھ ایسی کتب تصنیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اہم ترین احادیث رسول پر مشتمل ہیں، جو دین کے اصول و فروع میں سے ہیں (جن سے دین کے اصول و فروع اخذ کئے جاتے ہیں) اس عظیم کام کی توفیق عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بے انتہا و لا تعداد بار شکر ہے۔

ان کی تصنیف کے بعد میں نے ایسی کتاب تصنیف کرنا چاہی جو دین کے اصول اور فروع دونوں کی جامع ہو۔ اور اس بارے میں جو آیات اور احادیث اور نصوص آئی ہیں ان پر مشتمل ہو۔ اور دین کے اصول و فروع کو احسن طریقہ سے قائم کرنے کے طرق پر مشتمل ہو، اس لئے کہ اس میں ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ مجھ سے قبل۔ حاکم ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، اسی نصوص اور احادیث کو اپنی تصنیف۔ ”کتاب المنہاج المصنف فی بیان شعب الایمان“ میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاجی ہوتی ہے۔ اس کے فرائض، اس کی سنتیں اور اس کے مستحبات۔ اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں۔ (شیخ نے) اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ حلیمی کی ترتیب کی اقتدا کی ہے۔ اور میں نے شیخ کے کلام میں سے صرف اسی قدر حصہ (متعلقہ مقامات پر) نقل کیا ہے، جس کے ساتھ ہر باب کا مقصود واضح ہو جاتا ہے۔ مگر (دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی اس تصنیف میں احادیث کے صرف متن ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اور اسناد کو مکمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر اسناد کو لانے کی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے۔ اور جن اخبار اور حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں گمان غالب نہیں ہو ان پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حدث بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين.

جو شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔

اور ہم نے امام ابو عبد اللہ محمد بن ادريس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کو سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے امام زہری نے ایک حدیث بیان کی تو میں نے ان سے کہا آپ اس کو سند کے بغیر لائیے۔ تو امام زہری نے فرمایا:

اترقى السطح بلا سلم

کیا آپ چھت پر بیڑھی کے بغیر چڑھ جائیں گے۔

میں نے اس حدیث کی سند کو اور اس حکایت کو اپنی کتاب۔ ”المدخل“ میں ذکر کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل کتب میں بھی لایا ہوں۔

- | | |
|---------------------------|------------------------------|
| ①..... کتاب الایمان۔ | ②..... کتاب الاسماء والصفات۔ |
| ③..... کتاب القدر۔ | ④..... کتاب الرؤیۃ۔ |
| ⑤..... کتاب دلائل النبوة۔ | ⑥..... کتاب البعث والنشور۔ |
| ⑦..... کتاب عذاب القبر۔ | ⑧..... کتاب الدعوات میں۔ |

اس کے بعد ان کتب میں جو منن میں مخرج ہے ابواب اہم اسماعیل بن یحییٰ مزینی کی مختصر، کی ترتیب پر۔ وہ اخبار اور آثار جن کی ضرورت واقع ہوئی ہے ہر باب میں اور اس زیر نظر کتاب میں، میں نے ان اخبار و آثار کے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے جن کے ساتھ بعض مراد واضح ہو جائے۔ اور باقی کو میں نے طوالت اور اکتاہٹ کے خوف کے پیش نظر ان مذکورہ کتب کے حوالے کر دیا ہے اور ان پر چھوڑ دیا ہے، لہذا میں اس کتاب کی تصنیف میں اور اپنے دیگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں، صرف اسی کی استعانت جس کی مدد کے بغیر نہ تو کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی نیکی کر سکتا ہے۔ ہاں صرف اور صرف اللہ علی العظیم کی مہربانی کے ساتھ۔

ترجمہ شعب الایمان..... جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب:..... ذکر الحدیث

اس حدیث کا ذکر جو ایمان کے شعبہ کے بارے میں آئی ہے۔

۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ محمد بن حمدویہ حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے (انہوں نے فرمایا) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے (وہ فرماتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ابو عمر و احمد بن مبارک مستملی نے اور ابو سعید محمد بن شاذان صم نے (وہ دونوں) فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو قدامہ عبید اللہ بن سعید نے (وہ فرماتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ابو عامر عقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الایمان بضع وستون شعبۃ والحياء شعبۃ من الایمان

”ایمان کے ساٹھ سے کچھ زائد شعبے ہیں اور حیا کرنا بھی ایمان کا شعبہ ہے۔“

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اس کو عبد اللہ بن محمد مسندی سے انہوں نے ابو عامر سے روایت کیا ہے اور ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نے اس کو عبید اللہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

(۱)..... الحافظ هو الحاكم (ت ۴۰۵) (سیر ۱۶۲/۱۷)، ومحمد بن يعقوب هو ابن الأخرم (ت ۳۴۴) (سیر ۳۶۶/۱۵)، والمستملی (ت ۲۸۴) سیر (۳۷۳/۱۳)، وأبو صالح هو ذكوان المذنی أبو صالح السمان، وأبو عامر: عبد الله بن عمرو العقدی. والحدیث أخرجه البخاری (۱۵۱/۱) (الفتح)، مسلم (الایمان ۵۷)، النسائی (۱۱۰/۸) من طریق سلیمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن أبي صالح به بلفظ.

”الایمان بضع وستون شعبۃ، والحياء شعبۃ من الایمان“

واخرجه من طریق سليمان:

ابن منده فی الایمان (۱۳۳) بلفظ

”الایمان بضع وسبعون والباقي سواء“

واخرجه مسلم الایمان ۵۸ وابن منده فی الایمان (۱۳۷) من طریق سهیل بن ابی صالح عن عبد الله بن دينار به بلفظ: الایمان بضع وسبعون او بضع وستون شعبۃ فافضلها قول لاله الاله وادناها امامة الاذى عن الطريق والحياء شعبۃ من الایمان واخرجه من طریق سهیل:

النسائی (۱۱۰/۸)، وابن البرقی التمهید (۲۳۵/۹) بلفظ:

الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلها لاله الاله وادناها امامة الاذى عن الطريق والحياء شعبۃ من الایمان

واخرجه كذلك من طریق سهیل

الترمذی (۲۶۱۴) قال (حسن صحيح)، وابن ماجه (۵۷) بلفظ:

الایمان بضع وستون. أو: سبعون. بابا أدناها امامة الاذى عن الطريق، وارفعتها قول: لاله الاله، والحياء شعبۃ من الایمان.

واخرجه احمد (٢/ ٣٥٥) دون قوله 'والحياء شعبة من الايمان' واخرجه من طريق سهيل ابو داود (٣٦٤٦) بلفظ:
والايمان بضع وسبعون، افضلها قول لاله الاله. وادناها اماطة العظم عن الطريق، والحياء، شعبة من الايمان.
واخرجه من طريق سهيل:

الآجرى فى الشريعة (ص ١١١) بلفظ:

"ان الايمان بضع وستون. أو: بضع وسبعون. شعبة أفضلها لاله الاله وادناها إمامة الاذى عن الطريق، والحياء شعبة من الايمان"
واخرجه عبد الرزاق (٢٠١٠٥):

عن معمر عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه، عن ابي هريرة بلفظ.

"الايمان بضع وسبعون. او قال: بضع وستون: باباً أفضلها شهادة ان لا اله الا الله، واصغرها اماطة الذى عن الطريق، والحياء شعبة من الايمان"

واخرجه الشجرى (١٨/١):

من طريق ابن عجلان، عن عبد الله بن دينار عن ابي صالح، عن ابي هريرة بلفظ:

"الايمان ستون أو: سبعون شعبة، اعلاها شهادة ان لا اله الا الله، وادناها، اماطة الاذى عن الطريق، والحياء شعبة من الايمان"
واخرجه الترمذى (٢٦١٣):

من طريق عمارة بن غزية بن ابي صالح عن ابي هريرة بلفظ:

"الايمان أربعة وستون باباً"

واخرجه من طريق عمارة: احمد (٣٤٩/٢)

"الايمان أربعة وستون باباً، ارفعها واعلاها قول لاله الاله وادناها اماطة الاذى عن الطريق"

وقال ابن منده فى كتاب الايمان (١٣٣) بعد ان رواه من طريق ابي عامر العقدي عن سليمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن ابي صالح به.

قال: (هذا حديث مجمع على صحته من حديث ابي عامر، وروى هذا الحديث عن عبد الله بن دينار:

ابنه عبد الرحمن ويزيد بن عبد الله بن الهاد و محمد بن عجلان و سهيل بن ابي صالح)

وقال الحافظ فى فتح البارى (٥١/١)

لم تختلف الطرق عن ابي عامر شيخ (البخارى) فى ذلك وتابعه يحيى الحماني عن سليمان بن بلال.

واخرجه ابو عوانة من طريق بشر بن عمرو عن سليمان بن بلال فقال بضع وستون، او بضع وسبعون.

وكذا وقع التردد فى رواية مسلم من طريق سهيل بن ابي صالح، عن عبد الله بن دينار.

ورواه اصحاب السنن الثلاثة من طريقه فقالوا:

بضع وسبعون من غير شك ولا بى عوانة فى صحيحه من طريق:

"ست وسبعون او سبع وسبعون"

ورجح البيهقى رواية البخارى لأن سليمان لم يشك وفيه نظر، لما ذكرنا من رواية بشر بن عمرو عنه فتردد ايضا.

لكن يرجح بانه المتيقن وما عده مشكوك فيه.

اما رواية الترمذى بلفظ "اربع وستون" فمعلولة، وعلى صحتها لاتخالف رواية البخارى.

وترجح رواية "بضع وسبعون" لكونها زيادة ثقة كما ذكره الحليمي ثم عياض لا يستقيم إذ ان الذى زادها لم يستمر على الجزم بها لاسيما مع اتحاد المخرج.

وقدرجع ابن الصلاح الاقل لكونه المتيقن هـ.

۲:..... ہمیں خبر دی ابو صالح غنیری بن طیب بن محمد غنیری، یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے نے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی تھی میرے دادا نے اور انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی اسحق بن ابراہیم خطلی نے اور عمرو بن زرارہ کلابی نے وہ دونوں فرماتے ہیں خبر دی جریر نے سہیل بن ابوصالح سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایمان کے ساٹھ یا ستر شاخوں کا ذکر

الایمان بضع وستون او سبعون شعبۃ فارفعھا قول لا الہ الا اللہ وأدناھا امانة الا ذی عن الطريق

والحیاء شعبۃ من الایمان

ایمان کی ساٹھ یا ستر شاخیں ہیں۔ سب سے برتر شاخ ان میں سے لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے، اور سب سے چھوٹی اور کم رتبہ شاخ راستہ۔

سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے اور شرم و حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں زہیر بن حرب سے بواسطہ جریر نقل کیا ہے۔

امام احمد کا فرمان

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساٹھ یا ستر کی تعداد والا شک سہیل بن ابی صالح سے واقع ہو رہے ہیں۔ جبکہ سلیمان بن بلال نے بضع و ستون، فرمایا ہے (یعنی ساٹھ سے کچھ زائد) اس نے شک ظاہر نہیں کیا اور حدیث کے اہل علم کے نزدیک اس کی روایات زیادہ صحیح ہے۔ علاوہ ازیں بعض راویوں نے اس کو سہیل سے بھی بغیر شک کے نقل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بضع وسبعون افضلھا قول لا الہ الا اللہ وأدناھا امانة الا ذی والعظم عن الطريق والحياء شعبۃ عن الایمان

یعنی ستر سے زائد شاخیں ہیں۔ سب سے افضل، اعلیٰ و ارفع اللہ تعالیٰ کی واحدیت کا اقرار ہے اور سب سے کم رتبہ شاخ راستہ سے ہڈی

وغیرہ تکلیف دہ چیز راستہ سے ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو علی حسین بن محمد بن محمد بن علی رودباری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد سجستانی نے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بیان کیا کہ ہمیں عمار بن سلمہ نے حدیث بیان کی کہ سہیل بن ابوصالح نے خبر دی ہے۔ پھر اس حدیث کو شک کے بغیر انہوں نے روایت کیا۔ یہ اضافی ہے۔ صاحب المنہاج نے اپنی کتاب میں صفت الایمان کے بیان کے بعد اس کی تترکی تقسیم میں اسی روایت کو لیا ہے۔ اور توفیق کا عنایت ہونا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۲)..... العنبر بن الطیب بن محمد الغنیری ابو صالح لينظر ترجمة، ويحيى بن منصور القاضي ابو محمد (ت ۳۵۱) سير ۲۸/۱۶) واحمد بن سلمة بن عبد الله ابو الفضل البزاز (ت ۲۸/۱۶) (سير ۴۳/۱۳)، وجرير هو بن عبد الحميد، وسهيل هو ابن ذكوان ابي صالح، ابو صالح سبق في رقم (۱)

والحديث اخرجه مسلم (ص ۲۳) عن زهير بن حرب عن جرير به

(۱) الامام احمد هو الحافظ البيهقي

(۳)..... ابو علي الحسين بن محمد بن محمد بن علي الروذباري (ت ۳۰۳) (تذكرة الحفاظ ۳/ ۱۰۷۸)، ابو بكر محمد بن بكر هو ابن

عبدالرزاق بن داسة التمار (ت ۳۲۶) سير ۵۳۸/۱۵) وابو داؤد هو سليمان بن الاشعث السجستاني صاحب السنن.

والحديث اخرجه ابو داؤد (۳۶۷۶)

باب :..... ایمان کی حقیقت کے بیان میں

ابو عبد اللہ صلی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کہ ایمان امن سے بنا ہے اور امن خوف کے بالمقابل چیز ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فان خفتهم فرجالاً اور کباناً فاذا امتنم فاذا کروا اللہ الخ (سورہ بقرہ، آیت ۲۳۹)

(میدان جنگ میں) اگر تم خوف محسوس کرو تو تم نماز پیدل چلتے چلتے یا سواری پر پڑھ لو پھر جب تم امن میں آ جاؤ تو اللہ کی یاد کرو۔ الخ۔

(نوٹ)..... یہاں پر اللہ تعالیٰ نے امن کو خوف کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ امن خوف کی ضد اور مقابل چیز

ہے۔ جبکہ ایمان امن سے بنا ہے۔

ایمان کی حقیقت اور اس کے اطلاق کے وقت اس سے مطلوب و مقصود وہی تصدیق و تحقیق ہوتی ہے۔ اس لئے کہ خبر وہ قول ہوتا ہے جس کو صدق اور کذب شامل ہوتا ہے اور امر ہو یا نہی دونوں ایسا قول ہوتے ہیں جس میں کہ اس کے قائل کی طاعت یا نافرمانی کی جاتی ہے۔ جو شخص کوئی خبر سنتا ہے وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا کہ فی نفسہ یہ جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ یقین کر لیتا ہے۔ یہی خبر حق اور سچ ہے۔ گویا کہ وہ شخص جو کچھ سنتا ہے اور اس کا یقین و عقیدہ رکھ لیتا ہے، یہ عقیدہ رکھ کر گویا وہ فی نفسہ امن میں آ جاتا ہے۔ اس بات سے کہ وہ خبر جھوٹ ہو یا اس میں کچھ غلط ہو، اور جو شخص امر یا نہی کو سنتا ہے اور اس کی اطاعت کا اعتقاد قائم کر لیتا ہے۔ گویا کہ وہ بھی جو کچھ سنتا ہے سن کر طاعت کا یقین پیدا کر کے فی نفسہ امن میں واقع ہو جاتا ہے۔ اس بات سے کہ مظلوم ہو یا مذاق کیا گیا ہو یا وہ امر نہی اس پر محمول ہو جس کا قبول کرنا اور اطاعت و تابعداری اس پر لازم نہ ہو جو شخص اس کا قائل ہو ہے اس نے قائل کے اس قول کو امنت بکذا اور امنت نفسی کو بمنزلہ اس قول کے و طنت نفسی یا حملت نفسی علی کذا یا ان کالفظ نفس کو ترک کرنا، امنت میں کثرت استعمال کی وجہ سے اختصار کے لئے ہو۔ جیسا کہ یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ بسم اللہ اس معنی میں کہ میں نے شروع کر لیا یا اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں۔

ابو عبد اللہ صلی نے کہا۔ اس میں ایک وجہ اور بھی ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ امنت کا معنی ہے کہ میں نے اپنے خبر دینے والے کو امان دی یا اپنے دعوت دینے والے کو امان دی ہے (کس بات سے) تکذیب سے اور مخالفت سے، اس وجہ سے کہ میں نے اس کے لئے تصدیق اور موافقت کی تصریح کر دی ہے۔

پھر ایمان جس سے مراد تصدیق ہو، جس کی طرف بھی مضاف ہو صلہ کے بغیر متعدی نہیں کیا جاتا اور یہ صلہ کبھی ”با“ ہوتی ہے۔ کبھی لام ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں دونوں کی استعمال موجود ہے۔

اللہ عزوجل کے ساتھ ایمان۔

ایمان باللہ

اللہ کے وجود کا اقرار و اثبات ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ایمان۔

ایمان للہ

اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کرنا اور اس کی طاعت کرنا۔

اسی طرح:

نبی کریم کے ساتھ ایمان۔

ایمان بالنبی

آپ کی نبوت کا اقرار و اثبات ہے۔

نبی کریم کے لئے ایمان۔

ایمان للنی

آپ کی اتباع کرنا، آپ کی موافقت کرنا اور آپ کی طاعت بجالانا ہے۔

پھر وہ تصدیق جو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا معنی و مقصود ہے، اس کے اقسام میں ایک وہ تصدیق ہے جو خفی اور چھپی ہوئی ہو۔ وہ قلب میں واقع ہوتی ہے۔ اسی کا نام اعتقاد رکھا جاتا ہے اور دوسری وہ تصدیق ہوتی ہے جو واضح اور ظاہر ہو وہ زبان پر واقع ہوتی ہے۔ اسی کا نام اقرار ہے۔ اسی کا نام شہادت ہے ”ایمان جلی“ اسی طرح ایمان للہ اور ایمان للرسول بھی منقسم ہوتا ہے۔ جلی اور خفی کی طرف۔ خفی اس میں سے نیت ہیں اور عزائم ہیں جن کے بغیر عبادت جائز نہیں ہوتی اور واجب چیز کا عقیدہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح مباح کا عقیدہ مباح۔ رخصت کا عقیدہ رخصت اور ممنوع کا عقیدہ ممنوع، عبادت کا عقیدہ عبادت اور حد کا عقیدہ حد (کی طرح لازم)

ایمان جلی

ایمان جلی وہ ہے جو اعضاء اور جوارح سے سرانجام پاتا ہے۔ ظاہری طور پر قائم کرنا اور وہ متعدد امور ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں:

طہارت	(وضو)
صلوٰۃ	(نماز)
زکوٰۃ	(زکوٰۃ)
صیام	(روزہ)
حج و عمرہ	

جہاد فی سبیل اللہ (اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا)

ان کے علاوہ بھی کئی امور ہیں جنہیں ہم اپنے اپنے مقام پر ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ سب کچھ ایمان ہیں اور اسلام ہیں اور اللہ و رسول کی طاعت میں مگر یہ ایمان للہ بایں معنی میں کہ اس کی عبادت ہیں۔ اور ایمان للرسول بایں معنی ہیں کہ یہ تمام امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول ہیں۔ ان کی عبادت نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں ہے۔

ایمان باللہ اور ایمان بالرسول (ایمان کا) اصل ہے۔ یہی وہ (چیز ہے جو انسان کو) کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتی ہے اور ایمان للہ و ایمان للرسول اس کی فرع و شاخ ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے مکمل ہونے سے ایمان مکمل ہوتا ہے اور جس کے ادھورا ہونے سے ایمان ناقص و ادھورا رہتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اصل ایمان جب حاصل ہو جائے پھر اس کے پیچھے طاعت کا اضافہ بھی ہو جائے تو ایمان سابق زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے سابق ایمان ایسا ہے جس کے ساتھ مزید ایمان مل گیا ہے جس کو وہ تقاضا کرتا تھا پھر جب اس طاعت کے ساتھ دوسری طاعت بھی شامل ہو جائے تو پہلا ایمان جو کہ اصل تھا زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ طاعت جو اس کے بعد آتی ہے وہ بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایمان کے تمام شعبے اور شاخیں مکمل ہو جاتی ہیں۔

ابو عبد اللہ حلیمی نے فرمایا کہ:

ایمان کا ناقص و نامکمل ہونا یہ ہے اصل ایمان۔ اپنی بعض فروعات اور بعض شاخوں سے الگ اور خالی ہو جائے یا اصل ایمان اور اس کی بعض

فروعات ان باقی امور اور فروعات سے الگ اور خالی ہو جائیں۔ جس پر خطاب الہی اور مکلف بنانا مشتمل ہے۔ اس لئے کہ نقصان اور کمی زیادہ ہونے کے بعد کی چیز ہے۔ جب کسی ایسے انسان سے یہ کہا جائے جو ایمان لایا ہے اور نماز بھی پڑھی ہے کہ اس کا ایمان زیادہ ہو گیا ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ بندہ جو ایمان لایا ہے اور اس پر نماز بھی فرض ہو گئی ہے۔ مگر اس نے نماز پڑھی نہیں اسے یہ کہا جائے کہ وہ ناقص ایمان ہے اور وہ اس پر قادر ہونے کے باوجود اب ترک کر کے فاسق اور گناہگار ہو گیا ہے۔ اسی اصول پر ہیں تمام ارکان اسلام)

لیکن وہ کام جو انسان بطور نفل کے انجام دیتا ہے جو کہ اس کے ذمے لازم نہیں ہیں بایں معنی کہ تصدیق عقیدہ اور اقرار باللسان عملاً اس میں موجود ہیں تو اس کے اس عمل سے بھی ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو نفلی امور کو ترک کر دیتا ہے اس کے مقابلے میں جو ترک نہیں کرتا یہ درست بات ہے کہ اس کو بھی نقصان کا نام دیا جائے گا مگر اس نفلی عمل کے تارک کے لئے عصیان اور گناہ لازم نہیں آئے گا۔ یہی مطلب ہے حلیمی کے قول کا۔

حلیمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

جب ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ طاعات سب کی عین ایمان ہیں تو ہم یہ لازم نہیں کرتے کہ معاصی جو اہل ایمان سے واقع ہوتے ہیں وہ کفر بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر باللہ اور کفر بالرسول ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے مقابل چیز کا نام ہے۔ جب ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اللہ اور رسول کے اقرار اور اثبات کا نام ہے تو کفر اس کے مقابلہ میں ان کے انکار، نفی اور ان کی تکذیب کا نام ہوگا۔

رہے اعمال تو وہ اللہ اور رسول کے ساتھ اعمال کے وجود کے بعد ایمان للہ اور ایمان للرسول ہیں۔ اس سے مراد ہے طاعت مگر سابق اقرار کی شرط پر لہذا جو چیز اس کے مقابل ہوگی وہ مخالفت اور عصیان تو ہوگی لیکن کفر نہ ہوگی۔

کتاب الایمان میں، میں نے کئی احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں جس سے ان تمام مذکورہ امور کی وضاحت ہوتی ہے اور میں اس کتاب میں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ان احادیث و آثار کے بعض طرق کی طرف اشارہ کروں گا۔

باب :..... اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے

اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسماعیل واسحاق۔ (بقرہ آیت ۱۳۶)

کہو ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف اتاری گئی (قرآن) اور جو کتاب ابراہیم اسماعیل اسحاق کی طرف اتاری گئی۔ (روایت میں ایمان باللہ کا حکم ہے۔ مترجم)

تو اللہ نے مؤمنوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ یہ کہیں ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

اور ارشاد باری ہے:

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولما يدخل الایمان فی قلوبکم (سورۃ الحجرات، آیت ۱۴)

یعنی دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں

تاحال ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قول جو عقیدہ سے عاری ہو وہ ایمان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا

تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کے جمع ہو جانے کی وجہ سے مؤمنین ہوتے۔ اور حدیث بھی اسی کی مثل دلالت کرتی ہے جسے قرآن دلالت کر رہا ہے۔

۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد جناح بن نذیر جناح قاضی کوفہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو جعفر محمد بن علی بن رحیم کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمرو احمد بن حازم غفار نے کہ ہمیں خبر دی ہے یعلیٰ بن عبید نے اعمش سے انہوں نے ابوسفیان سے انہوں نے جابر سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا ہا منعوا دماءہم واموالہم الا بحقہا۔

و حسابہم علی اللہ عزوجل۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ کافر و مشرک لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ سب لوگ اگر کریں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جب لوگ یہ اقرار کریں وہ اپنے مال اور اپنے خون محفوظ کر لیں گے باقی ان کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں دوسرے طریقہ سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر غزیری نے کہ میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی رحمۃ اللہ علیہ خبر دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن عبدہ نے بیان کیا ہے کہ عبد العزیز بن محمد نے علاء بن عبد الرحمن سے۔ اس نے اپنے والد سے اس نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ ویؤمنوا بی فان شہدوا ان لا الہ الا اللہ وامنوا بی وبما جنت بہ

فقل عصموا منی دماءہم الا بحقہا وحسابہم علی اللہ۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ کافر و مشرک لوگوں سے جہاد کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے ساتھ بھی ایمان لے آئیں اگر لوگ اللہ کی الوہیت اور وحدانیت کی گواہی دیں اور میرے ساتھ ایمان لائیں اور جو میں قرآن لایا ہوں اس پر ایمان لائیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون محفوظ کر لئے مگر ان کے حق کے ساتھ۔ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو احمد بن عبدہ سے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے مکرّمہ بن عمار کی روایت ابو کثیر سے ابو ہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اذہب فمّن لقیّت یشہدان لا الہ الا اللہ مستیقنا بها قلبہ فبشرہ با لجنۃ۔

ابو ہریرہ تو جا جو شخص تجھے ایسا ہے جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہوں اور اس شہادت کے ساتھ اس کا دل مطمئن ہو

اسے جنت کی بشارت دے دے۔

۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے کہ خبر دی ہے ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم قطری نے کہ ہمیں بیان کیا احمد بن محمد بن عیسیٰ قاضی نے کہ ہم سے

(۳)..... ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح (الإكمال لابن ماکولا بالحاشیة) ۱۷۷/۲، ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم الشیبانی (ت ۳۵۱)

(سیر ۳۶/۱۶)، أحمد بن حازم بن ابی غزوة الغفاری أبو عمرو (ت ۲۷۶) (سیر ۲۳۹/۱۳)

والأعمش هو سلیمان بن مهران، و أبوسفیان هو الأسدی۔

والحدیث أخرجه مسلم (ص ۵۲) عن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن حفص بن غیاث عن الأعمش مرفوعاً

(۵)..... العلاء بن عبد الرحمن هو ابن یعقوب الجہنی۔

وقال الهيثمي (٢٠/١) رجاله وأخرجه الطبراني في الكبير (٣٣/٥) ومن طريقة العزى في تهذيب الكمال (ص ٣١٥)

بعض اصحاب سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یستقیم ایمان عید حتی یستقیم قلبہ ولا یستقیم قلبہ حتی یستقیم لسانہ۔

کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو جائے اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو جائے۔

۹:..... خبر دی ہے ہمیں ابونصر بن قتادہ نے کہ ابو عمرو بن مطر نے ہمیں بیان کیا کہ خثام بن بشر بن عمر نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن منذر الحزامی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابو صخرہ انس بن عیاض نے وہ کہتے ہیں مجھے بیان کیا ہے عبد اللہ بن ریفاء نے عبد الرحمن بن فروخ سے انہوں نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

من شہدان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ فذل بہا لسانہ واطمان بہا قلبہ لم تطعمہ النار۔

جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے اور درآن حالیکہ اس کی زبانی،

اسی کی اقراری ہے اور دل اس کا اسی کے ساتھ مطمئن ہے اسے آگ نہیں کھائے گی۔

۱۰:..... ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبد العزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن احمد بن دلو یہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے احمد بن حفص بن عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں۔ مجھے ابراہیم بن طھمان عمرو بن سعید نے، انہوں نے مجاہد سے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بابت فرماتے ہیں:

الا من شہد با لحق وهم یعلمون (زخرف آیت ۸۶)

مگر جو شخص حق کی شہادت دے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

فرمایا حق کی شہادت دی اس حال میں کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ اس کا رب ہے۔

(۸)..... العباس بن الفضل الأسفاطی (اللباب ۵۴/۱)، و احمد هو ابن عبد اللہ بن یونس، و هشام هو ابن حسان۔

والحدیث أخرجه أحمد ۱۹۸/۳ من طریق علی بن مسعدة عن قتادة عن انس مرفوعاً۔

☆..... مجمع الزوائد ۵۳/۱ رواه أحمد وفي إسناده علی بن مسعدة وثقه جماعة وضعفه آخرون۔

☆..... وانظر الترغيب ۳/۳۵۳. الاتحاف ۷/۴۵۱۔

☆..... ابن عدی ۱۹۲۶/۵. الشجرى ۳۶/۱۔

(۹)..... أبو نصر بن قتادة هو عمر بن عبد العزيز بن عمر بن قتادة، وأبو عمرو بن مطر هو محمد بن جعفر بن مطر النيسابورى ت (۳۶۰)

(سير ۱۶۲/۱۶) ولينظر ترجمة خثام بن بشر بن العبر، وعبد الله بن ريفاء (تخ ۲۳۵/۵)، وعبد الرحمن بن فروخ (تخ ۳۳۷/۵)

والحدیث فی جمع الجوامع ۸۹/۱ من حدیث أبی قتادہ رضی اللہ عنہ و عزاه السيوطی رحمه الله لسمويه وابن مردويه والطبرانی فی الكبير والحطیب فی المتفق والمتفرق۔

(۱۰)..... حمزة بن عبد العزيز المهلبی أبو يعلى (ت ۴۰۶) (سير ۲۶۴/۱)، أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه (سير ۳۱۹/۱۵) وسليمان

هو ابن مهران الأعمش وعمر بن سعيد هو ابن مسروق الثوري ووالد أحمد هو حفص بن عبد الله بن راشد السلمی النيسابورى۔

والحدیث عزاه السيوطی فی الدر ۲۴/۶ للمصنف فی الشعب فقط

باب :..... اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں

اہل ایمان کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون.

الذين يقيمون الصلوة ومما رزقنهم ينفقون. اولئك هم المؤمنون حقا. (سورۃ انفال آیت ۲-۳)

اہل ایمان تو وہی ہیں کہ اللہ کا نام ذکر کیا جائے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جس وقت ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں وہی نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں وہ لوگ سچے مومن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ خبر دی ہے کہ اہل ایمان وہی ہیں جو ان مذکورہ تمام اعمال کو اپنے اندر جمع کر چکے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعمال مجموعہ ایمان میں سے ہیں۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ جب تمہارے سامنے یہ بات ثابت ہو چکی کہ اس آیت مذکورہ کے اوصاف سے متصف لوگ اس آیت میں سچے مومن ہونے کا لقب حاصل کر چکے ہیں، تو یہ ان اعمال کے اس مرتبہ و مقام کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو متصف فرمایا ہے۔ یہ صرف اور محض اعمال عبادت ہی نہیں (بلکہ وہ مقام رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ بھی ایمان میں شامل ہیں)۔

یہ بات درست ہے کہ ان اعمال کے ذکر کرنے سے مراد یہی اعمال اور وہ فرض یا نفل اعمال ہیں جو اسی مفہوم میں آتے ہیں۔ تو گویا لفظ ”الصلوة“ ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً اعضا اور جوارح سے قائم کئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنا ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً مال کے ذریعہ سے قائم کئے اور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح دل کا ڈر جانا۔ ہر اعتبار سے استقامت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

لہذا طاعات قائم کرنا اور معاصی سے رک جانا سب (اسی خوف خدا) میں داخل ہیں۔

حلیمی نے فرمایا۔ مذکورہ آیت ہر اس شخص کی تعریف میں وارد ہوئی ہے جس کا دل اللہ سے ڈر جاتا ہے۔ جب کہ اللہ کی نافرمانی اور اللہ کے احکام کی مخالفت خوف خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اسی طرح ہر اس شخص کی تعریف میں آئی ہے جس کے سامنے تلاوت کی جائے تو اس کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہے۔

لہذا فرائض میں کوتاہی کرنا اور واجبات میں سستی کرنا کسی طرح بھی ایمان میں زیادتی اور اضافہ کا ذریعہ نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ سچے مومن نہیں ہیں لازمی بات ہے کہ وہ ناقص الایمان ہیں۔ اور آیت مذکورہ کے مفہوم سے خارج ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولكن الله يحب الایمان وزينه في قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان (الحجرات آیت ۷)

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہاری طرف محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں بجا دیا ہے

اور کفر کو اور فسق و فجور کو تمہاری طرف ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دو چیزوں میں تقابل کیا ہے ایک وہ جس کو اس نے ہمارے لئے پسندیدہ اور محبوب بنایا ہے اور دوسری وہ جس کو ہمارے لئے مکروہ اور ناپسندہ کر دیا ہے (غور کیجئے) کہ ایمان کو علیحدہ ذکر کیا ہے محبوب چیز میں اور اس کے مقابل کفر کو اور نافرمانیوں ناپسندیدہ چیزوں میں کر دیا ہے۔ (تو اس صورت میں) یہ آیت اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ ایمان کی متضاد و مخالف دو چیزیں ہیں (ایک کفر دوسرے گناہ)۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز فسوق اور نافرمانیوں کی متضاد اور مخالف ہے یعنی طاعت وہ ایمان ہے۔
گویا طاعات ایمان نہ ہوتیں تو فسق و فجور ترک ایمان نہ ہوتیں۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے فسوق اور عصیان کے درمیان (حرف عطف واو) کا فاصلہ فرمایا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معاصی میں سے بعض وہ ہیں جن کی وجہ سے انسان فاسق نہیں بنتا بلکہ ان میں سے وہ معاصی جو کبیرہ گناہ ہیں ان کے ارتکاب سے فاسق بنتا ہے۔ یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے فاسق بنتا ہے۔

جب کہ ان تمام امور سے اجتناب کرنا اور بچنا عین ایمان ہے۔ اور توفیق عنایت ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرتے۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تمہارا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ہے۔

(قولوا یا اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے) تو ثابت ہوا کہ صلوٰۃ ایمان ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی (کہ نماز ایمان ہے) تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہر طاعات ایمان ہے اس لئے صلوٰۃ اور دیگر طاعات میں کوئی فرق نہیں ہے۔
امام احمد البیہقی نے فرمایا۔

ہم اس حدیث میں نقل کر چکے ہیں جو ابوالحق سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کے بارے میں ہے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سولہ یا سترہ مہینے آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر تخیل قبلہ کا حکم آیا اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ہونہ سکی مگر وہ مسلمان جو تخیل قبلہ سے قبل فوت ہو گئے یا شہید کر دیئے گئے ان کا حکم معلوم نہیں تھا کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ إِنْ اللَّهُ بِالنَّاسِ لَرُؤُوفٌ الرَّحِيمُ (البقرہ ۱۲۳)

اللہ تعالیٰ (نا انصاف) نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفیق اور مہربان ہے۔

فائدہ:..... مگر احناف یہاں پر ایمان سے مراد ایمان ہی لیتے ہیں نماز نہیں، یعنی نماز اور دیگر تمام اعمال تابع ہیں ایمان کے جب ایمان آپ کا محفوظ ہے تو اعمال یعنی نماز وغیرہ کیونکر ضائع ہو سکتے ہیں اعمال جب ضائع ہوں کہ ایمان ضائع ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ بلا وجہ ضائع نہیں فرماتے اگر ایسا کریں تو یہ ظلم ہوگا جب کہ اللہ جل سبحانہ اس سے پاک ہے۔ (از مترجم)

۱۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو نصر المظہر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید

داری نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔

نقیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الخلق نے پھر انہوں نے حدیث ذکر فرمائی ہے۔ بخاری مسلم نے اس روایت کو زہیر بن معاویہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کو ایمان قرار دیا ہے۔

۱۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے اور ابو بکر احمد بن محمد شانی نے وہ دونوں فرماتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید داری نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابان بن یزید نے یحییٰ بن ابوبکر سے زید بن سلام سے انہوں نے ابو سلام سے انہوں نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے:

الظہور شطر الایمان

طہارت حاصل کرنا ایمان کا حصہ ہے یا صفائی نصف ایمان ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو صحیح مسلم میں ابان بن یزید عضاد کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

۱۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بیہقی مسدیدی نے اس اصل کتاب سے جو میں نے خروگرد کے ساتھ ان کے سامنے پڑھی تھی انہوں نے فرمایا خبر دی ہے ابو احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نسوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوشیخ خرائی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ

(۱)..... أبو النضر الفقیہ هو محمد بن محمد بن یوسف الفقیہ یاقی فی رقم (۲۳) وعثمان بن سعید الدارمی (ت ۲۸۰) (سیر ۳۱۹/۱۳)، وعثمان بن سعید الدارمی (ت ۲۸۰) (سیر ۳۱۹/۱۳)، وأبو إسحاق هو عمرو بن عبد الله السبيعي، وزهير هو ابن معاوية، والنفيلى هو عبد الله بن محمد بن علي بن نفيل.

والحدیث أخرجه البخاری (۹۰/۱) (۴۰) الفتح عن عمرو بن خالد عن زهير عن أبي إسحاق عن البراء به.

مسلم ص ۳۷۴ عن أبي بكر بن أبي شيبة عن أبي الأحوص عن أبي إسحاق به. ولم أجده في مسلم من حديث زهير كما قال البيهقي رحمه الله.

(۱۲)..... أبو بكر أحمد بن محمد الأثنائي (ت ۳۱۶) (المنتخب من السياق)، أحمد بن محمد بن عبدوس الطرائفی (ت ۳۳۶) (سیر ۵۱۹/۱۵) وأبو سلام هو مطور الأسود.

والحدیث أخرجه مسلم ص ۲۰۳ عن إسحاق بن منصور حدثنا حبان بن هلال حدثنا أبان حدثنا يحيى به مرفوعاً وقال النووي رحمه الله:

هذا الإسناد مما تكلم فيه الدارقطني وغيره فقالوا: سقط فيه رجل بين أبي سلام وأبي مالك والساقط عبد الرحمن بن غنم قالوا والدليل على سقوطه أن معاوية بن سلام رواه عن أخيه زيد بن سلام عن جده أبي سلام بن عبد الرحمن بن غنم عن أبي مالك الأشعري وهكذا أخرجه النسائي وابن ماجه وغيرها.

ويمكن أن يجاب لمسلم عن هذا بأن الظاهر من حال مسلم أنه علم سماع أبي سلام لهذا الحديث من أبي مالك فيكون أبو سلام سمعه من أبي مالك وسمعه أيضاً من عبد الرحمن بن غنم عن أبي مالك فرواه مرة عنه ومرة عن عبد الرحمن وكيف كان فالمتن الصحيح لا مطمئن فيه.

(۱۳)..... ينظر ترجمة (أبو عبد الله الحسين بن عبد الله البيهقي المسليدي أو السليوري أو السليوي، وأبو حامد أحمد بن محمد بن الحسين

البيهقي، وداود بن الحسين) (سیر ۵۷۹/۱۳)، حميد بن زنجويه (ت ۲۳۷) (سیر ۲۹/۱۲)، أبو شيخ الحراني هو عبد الله بن مروان الحراني الخراساني (مجروحين ۳۶/۲، لسان ۳۵۶/۳)، ووالد معاوية هو سويد بن مقرن، وعمرو بن مرة هو ابن عبد الله الكوفي وليث هو أبي أبي سليم.

والحدیث أخرجه الطيالسي (منحة المعبود) (۲۱۱۰) عن أبي داود عن جرير عن ليث عن عمرو بن مرة عن معاوية بن سويد بن مقرن عن البراء مرفوعاً

بن ایمن نے لیث سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے معاویہ بن سوید سے انہوں نے کہا میں اسے دیکھا فرما رہے تھے اپنے والد سے شک ابوشیخ کی طرف سے ہے وہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک روز بیٹھے تھے آپ نے فرمایا:

اتدرون ای عری الایمان او ثق؟

کیا تم لوگ جانتے ہو ایمان کا مضبوط ترین کڑا کون سا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا۔ الصلوٰۃ نماز مضبوط کڑا ہے۔ آپ نے فرمایا:

ان الصلوٰۃ لحسنۃ وما ہی بها

نماز تو بے شک ضرور اچھی ہے لیکن وہ نہیں۔

صحابہ نے جواب دیا۔ الجہاد۔ جہاد۔ آپ نے فرمایا جہاد تو ضرور اچھا ہے۔ لیکن وہ نہیں لوگوں نے کہا جج آپ نے فرمایا ضرور جج اچھی چیز ہے لیکن وہ نہیں لوگوں نے کہا روزہ سے آپ نے فرمایا روزے ضرور اہم ہیں مگر وہ نہیں پھر آپ نے خود وضاحت فرمائی:

او ثق العری الایمان ان تحب للہ وتبغض لہ

کہ ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ تو کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے اور ناپسند کرے تو اللہ کے لئے۔

جریر بن عبد الحمید نے اس کو روایت کیا ہے لیث بن ابی سلیم سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرون سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور نخعی نے کوفہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر بن رحیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عثمان بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے، پھر اس نے اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ذکر کیا سابق کی طرح علاوہ اس کے کہ اس نے اس کے آخر میں کہا ہے۔

لوگوں نے شرائع اسلام کا ذکر کیا مگر درست نہ کہہ پائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ صحیح نہیں کہہ پائے تو آپ نے فرمایا۔

ان او ثق عری الایمان ان تحب فی اللہ وان تبغض فی اللہ.

بے شک ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ تو محبت بھی اللہ کی رضا کے لئے کرے اور نفرت بھی۔

(دیکھئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام شرائع کو ایمان قرار دیا ہے اور اس کو محبت اور بغض میں بھی ظاہر کیا ہے۔

۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا محمد بن صالح بن بانی نے اور ابراہیم بن عاصمہ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سری ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے۔ عبد اللہ بن یزید مرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابی ایوب نے مرے والد مرحوم سے انہوں نے سہل بن معاذ بن انس جھنی سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اعطی للہ ومنع للہ واحب للہ وابغض للہ وانکح للہ فقد استکمل ایمانہ.

جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے دیا اور اللہ کی رضا کے لئے دینے سے ہاتھ روکا۔ جس نے اللہ کی رضا کے لئے کسی کو چاہا اور جس نے

اللہ کی رضا کے لئے نفرت کی۔ اور اللہ کی رضا کے لئے نکاح کیا اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔

یہی مفہوم ابوامامہ باہلی کی حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے مگر اس میں نکاح کا ذکر نہیں ہے اور تصریح اور وضاحت

کی گئی ہے کہ یہ تمام صفات و اعمال ایمان ہیں۔ اور واضح فرمایا ہے کہ ایمان کا مضبوط ترین کڑا اخلاص ہے۔
ایمان کی تعریف:

۱۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے علی بن عبد العزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر بیان کی ہے عبد السلام بن صالح ہرودی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے جعفر سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان.

کہ ایمان دل کی معرفت۔ زبان سے اقرار اور اعضاء کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔

۱۷:..... اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبید بن محمد بن مہدی قشیری نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن موسیٰ بن کعب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد فضل بن محمد بن مسیب بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصلت ہرودی عبد السلام اور محمد بن اسلم نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے والد سے پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر اس طرح کیا ہے۔

الایمان اقرار باللسان و معرفة بالقلب و عمل بالجوارح.

کہ ایمان زبان سے اقرار، دل کی معرفت اور اعضاء کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

اس حدیث کو مشاہدہ کیجئے شعب الایمان کی گنتی میں جو گزری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت حدیث میں۔ آئندہ سطور میں ممکنہ اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو حرف عطف کے فاصلہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (مترجم) بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

ان الذین امنوا و عملوا الصالحات

یعنی جو لوگوں نے ایمان لائے اور عمل صالح کئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عمل صالح کو علیحدہ ذکر کیا ہے۔ نیز دوسری آیت۔

(۱۵)..... محمد بن صالح بن ہانیء (ت ۳۴۰) (طبقات السبکی ۱/۳۷۴)، ابراہیم بن عصمة (میزان ۱/۴۸)، السری بن خزيمة

ابو محمد الأبوردی، وأبو مرحوم هو عبد الرحيم بن ميمون، وأبو أمامة هو صدى بن عجلان الباهلي رضی اللہ عنہ.

والحديث أخرجه الترمذی (۲۵۲۱) ابن عباس الدورى عن عبد الله بن يزيد به مرفوعاً

وقال أبو عيسى: حديث حسن.

وفي تحفة الاشراف ۱۱۳۰۱ قال المزى: قال الترمذی: منكر

أحمد ۳/۳۳۸ و ۴۴۰. المستدرک ۲/۱۶۳

وقال المنذرى في الترغيب ۲۳/۳ رواه أحمد و الترمذی وقال منكر و الحاكم وقال صحيح الإسناد و البيهقي. أى في الشعب. وغيرهم

وفي تحفة الأخوذى ۷/۲۲۳ منكر حسن.

قال الشارح قوله (هذا حديث منكر) وفي بعض النسخ هذا حديث حسن.

وقال: لم يظهر لى وجه كون هذا الحديث منكراً و رواه أبو داود عن أبى أمامة و فى سننه القاسم بن عبد الرحمن الشامى قال المنذرى قد

تكلم فيه غير واحد.

الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر . (سورۃ البقرہ ۳)

یعنی اس آیت میں ایمان۔ عمل صالح۔ تواصی بالحق۔ تواصی بالصبر کو الگ الگ ذکر کیا ہے یہ چیز اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ دونوں اعمال صالحہ میں سے نہیں ہیں یہی حال اس آیت کا ہے۔

ان الذین امنوا و عملوا الصالحات .

یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ اعمال صالحہ ایمان نہیں ہیں بلکہ مطلب ہے کہ جو لوگ ایسے ایمان سے قبل ایمان لائے جو کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتا ہے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایمان کے ساتھ نیکیاں بھی شامل کیں اور ان پر عمل کیا یہاں تک کہ ان کا ایمان کہ درجہ سے اکمل درجے کی طرف بلند ہو گیا۔ یا ہم کہیں گے کہ الذین امنوا سے مراد ہے ایمان باللہ اور عمل بالصالحات ایمان باللہ۔ دو مختلف ایمان ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اسی لئے دو الگ الگ نام رکھے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

احناف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں

①..... ان الذین امنوا و عملوا الصالحات .

②..... الا الذین امنوا و عملوا الصالحات .

③..... الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر .

احناف کا مسلک اس بارے واضح ہے اور مؤید بکتاب اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اعمال صالحہ کو الگ الگ ذکر فرمایا جس سے طاعات ظاہر ہے دونوں دو الگ الگ چیز گو دونوں نجات کے لئے اہم اور ضروری ہیں نیز دونوں کے مابین حرف عطف واؤ کے ساتھ دونوں کو الگ کیا گیا ہے گرامر کے قانون کے مطابق اور علم اصول وغیرہ علوم کی تصریح کے مطابق عطف مغایرت کو تقاضا کرتا ہے یعنی اس بات پر کہ معطوف اور معطوف علیہ ایمان اور عمل صالح ایک چیز یعنی صرف ایمان نہیں بلکہ الگ اور مستقل چیز جو کہ دراصل تصدیق قلبی کی کیفیت کا نام ہے اور اعمال صالحہ ظاہری حسی اعضاء سے مکمل ہوتے ہیں۔ (از مترجم)

(۱۷، ۱۶)..... أبو بکر أحمد بن إسحاق الفقيه الصنعی (ت ۳۴۲) (سیر ۴۸۳/۱۵)، علی بن عبد العزیز البغوی (ت ۲۸۶) (سیر ۳۳۸/۱۳)، أبو محمد عبد الله بن محمد بن موسی بن کعب (سیر ۵۳۰/۱۵)، أبو محمد افضل بن محمد بن المسیب البیهقی (ت ۲۸۲) (سیر ۳۱۴/۱۳)، أبو الصلت الهروی عبد السلام بن صالح (ت ۲۳۶) (سیر ۳۲۶/۱۱)، و محمد بن أسلم أبو الحسن الکندی (ت ۲۳۲) (سیر ۱۹۵/۱۲)

ولینظر ترجمة أبو محمد عید بن محمد بن محمد بن مهدی القشیری والحديث أخرجه ابن ماجة (۶۵) وقال الحافظ فی النکت الظراف (۱۰۰۷۶) أخرجه ابن الجوزی فی الموضوعات ۱/۱۲۸ من رواية أبي الصلت ومن رواية أحمد بن عامر الطائنی وعلی بن غراب و محمد بن سهل و هارون بن سلیمان الغازی کلهم عن علی بن موسی الرضا به ونقل عن الدارقطنی أنه حدیث ابی الصلت وأنه هو المتهم به وکل من حدیثه بن عن علی بن موسی سرقه من أبی الصلت قال الحافظ .

وقد أخرجه أبو سعید بن الأعرابی فی معجمه عن زکریا بن یحیی الساجی عن عبد الغنی بن محمد بن الحسن عن عبد الله بن یحیی بن موسی بن جعفر عن أخیه علی بن موسی به .

☆..... کنز العمال ۱۳۶۲ (ابن مردویه) وسنده ضعيف .

☆..... وانظر میزان ۵۰۵۱ تهذیب الکمال ص ۸۳۲ .

☆..... الشریعة الأجری ص ۱۳۱

باب:..... اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں

ارشاد باری ہے:

①..... ان الذین عند اللہ الاسلام. (آل عمران ۱۹)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

②..... قولوا امنا باللہ.

کہہ دیجئے ہم ایمان لائے اللہ پر۔

تو ہمارا قول صحیح ہوا۔ کہ ایمان باللہ اسلام ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے۔

فاخرجنا من كان فيها من المؤمنين فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين. (سورة الذاریات آیت ۳۵-۳۶)

کہ ہم نے اس بستی میں سے ان لوگوں کو نکال لیا جو اہل ایمان تھے ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

ایک بار اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں سے نجات پانے والوں کو مومن کہا اور دوسری مرتبہ انہیں کو مسلم کہا۔ اغیار سے ان کا فرق کا ارادہ ان کے ادیان کے ساتھ کیا تو یہ بات صحیح ہو گئی کہ ایمان اور اسلام دین واحد کے دو نام ہیں۔ اگرچہ اسلام کی حقیقت تسلیم و رضا اور ایمان کی حقیقت تصدیق ہے۔ تو دونوں میں حقیقت کا مختلف ہونا اس بات سے مانع نہیں ہے، کہ دونوں دین واحد کے نام ہوں۔ جیسے غیث اور مطر دونوں بارش کے نام ہیں۔ اگرچہ زبان کی باریکی کے اعتبار سے غیث اور مطر کی حقیقت ذرا سی مختلف ہے۔

چار چیزوں کا حکم اور چار چیزوں کی ممانعت:

۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفراینی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی۔ یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن مرزوق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے ابو حمزہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ عبد القیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت آیا تو آپ نے دریافت فرمایا۔ من القوم تم کون لوگ ہو انہوں نے جواب دیا۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں آپ نے خوش آمدید کہا (اور عادی) نہ تم کبھی رسوا ہو اور نہ ہی شرمندہ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ دور دراز کی آبادی سے آپ کی خدمت میں آتے ہیں آپ کے اور ہمارے درمیان یہ کفار قبیلہ مضر کے لوگ حائل ہیں لہذا ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں آ سکتے ہیں لہذا ہمیں کوئی ایسی پکی بات بتا دیجئے جس کی طرف ہم پیچھے رہ جانے والے دوسرے لوگوں کو بھی دعوت دیں اور ہم سب جنت میں داخل ہو سکیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امرکم باربع وانہا کم باربع

میں آپ لوگوں کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ ایمان کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا چیز ہے۔ وہ یہ ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اور تم لوگ غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ بھی بیت المال میں دینا۔

اور جن چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں یہ ہے۔ (یعنی چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے ان کو منع کیا)

①..... حتم یعنی بزرگ بھلی۔

۲..... الدباء یعنی کدو کے توہنے سے۔

۳..... النقییر یعنی درختوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے مرتبان (برتن) سے۔

۴..... مزفت تارکول ملے ہو برتن (مرتبان) سے۔

اور راوی نے کبھی نقیر کی جگہ النقییر کہا ان امور کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ان باتوں کی دعوت دو۔
بخاری مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے شعبہ کی روایت سے۔ دیکھئے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت کو ایمان کا نام دیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں اسی کا نام اسلام رکھا ہے۔

مسئلہ تقدیر، ایمان اور اسلام:

۱۹:..... یہ بھی اسی میں ہے جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ الحافظ نے دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن محمد بن یحییٰ اور ابو عبد اللہ بوشہبی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مسد نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر کی ہے ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ نے اولاد نعمان بن ابراہیم بوشہبی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن مسد بن مسرحد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یحییٰ بن سعید نے عبد الرحمن سے وہ دونوں کہتے ہیں ہم حضرت عبد اللہ بن عمر سے ملے ہم ان سے تقدیر کے مسئلہ اور اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں بات کی۔ انہوں نے فرمایا۔ جب تم لوگ ان کے پاس لوٹ کر جاؤ تو ان سے کہنا کہ حضرت ابن عمر تم سے لائق ظاہر کرتا ہے اور تم لوگ بھی اس سے لائق ہو تین بار یہ فرمایا پھر فرمایا مجھے خبر دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا یوں فرمایا تھا کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب نے حدیث بیان کی تھی کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے ایک خوبصورت چہرے والا جوان آیا خوبصورت بالوں والا اس نے سفید پوشاک پہن رکھی تھی لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور بولے ہم اس کو نہیں جانتے اور یہ مسافر بھی نہیں ہے آتے ہی اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس آؤں؟ آپ فرمایا ہاں۔ فرمایا پھر وہ آیا اور اس نے اپنے گھٹنے رسول اللہ کے گھٹنوں کے آگے تہہ کئے اور دونوں ہاتھ زانوں پر رکھ کر فرمایا۔

ما الاسلام؟ اسلام کیا ہے؟ حضور نے جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الایمان؟ ایمان کیا چیز ہے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اور جنت اور جہنم، اور موت کے بعد جی اٹھنا اور پوری پوری تقدیر پر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الاحسان؟ احسان کیا چیز ہے۔

آپ نے فرمایا تو عمل اس طرح کر گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے اس آنے والے شخص نے

(۱۸)..... علی بن محمد بن علی المقرئ الاسفرائینی أبو الحسن، الحسن بن محمد بن إسحاق (ت ۳۴۶) (سیر ۵۳۵/۱۵)، یوسف بن

یعقوب بن إسماعیل بن حماد بن زید القاضی (سیر ۸۵/۱۳)، وأبو جمرۃ هو نصر بن عمران الضبیعی، وعمرو بن مروزوق هو الباهلی.

والحدیث أخرجه البخاری ۲۱/۱ و ۲۲، ۵۲۳/۵، ۵۰/۸، ۱۱/۹، مسلم ص (۴۷)، أبو داود ۳۶۹۲، الترمذی ۱۷۴۱

☆..... النسائی الأشربة باب ۳۶. البيهقی ۳/۱۹۹، ۳۳۰/۸، ۳۰۳ ☆..... ابن خزيمة ۳۰۷، ۲۲۳۵ و ۲۲۳۶

ورواه البغوی فی شرح السنة ۳۴/۱ من طریق علی بن الجعد عن شعبۃ به مرفوعاً وقال :

هذا حدیث متفق علی صحته أخرجه مسلم عن أبی بکر بن أبی شیبۃ ومحمد بن بشار وغيرهما ان محمد بن جعفر عن شعبۃ وقال البغوی.

وفی الحدیث بیان أن الأعمال من الإيمان حیث فسر الإيمان بإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وصوم رمضان وإعطاء الخمس من الغنمة

☆..... أى شعبۃ كما جاء مصرحاً باسمه فی مسلم.

سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں قیامت کے آنے کے بارے میں تم سے زیادہ نہیں جانتا، اس نے پوچھا قیامت کی علامات کیا کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا جس وقت پاؤں سے ننگے، جسم سے ننگے تنگدست غریب بکریوں کے چرواہے (خستہ حال امیر بن کر) عمارتوں (بلڈنگوں میں) ایک دوسرے پر بڑھ جائیں سبقت لے جانے لگیں اور لونڈیاں اپنے مالکوں کو جنم دیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ سائل کہاں ہے اسے بلاؤ دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آپ نے دودن یا تین یا تین دن گزارنے کے بعد فرمایا اے ابن خطاب وہ شخص کون تھا کیا تم جانتے ہو؟ جو فلاں فلاں سوال کر رہا تھا ابن خطاب نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے تمہارے پاس تمہیں دین سکھانے آئے تھے، حضرت عمر فرماتے ہیں، قبیلہ بھینہ یا مرینہ کے آدمی نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس چیز میں عمل کریں؟ کیا اس چیز میں جو گذرگئی یا جو آئندہ پیش آنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا جو چیز گذرگئی۔ ایک شخص یا بعض لوگوں نے پوچھا اس وقت ہم کس چیز کا عمل کریں؟ (یعنی عمل نہ کریں) آپ ﷺ نے جواب دیا اہل جنت کے لئے جنت کے اعمال آسان کئے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنم کے اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں۔

امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس روایت کو محمد بن حاتم سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے امام ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں کلمہ شہادت کو اسلام کا نام دینے اور سابقہ حدیث میں اسی کو ایمان کا نام دینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ اس حدیث میں ایمان کی وضاحت اس امر سے کی ہے جو اس بارے میں صاف اور صریح ہے اور وہ ہے تصدیق۔ اور اسلام کی وضاحت اس چیز سے کی ہے جو اس کی نشانی ہے اور علامت ہے، اگرچہ اس کا صریح قسم اس کی نشانیوں اور علامات کو بھی شامل تھا۔ اور اس کی علامات کا نام اس کی صریح اور واضح کو بھی شامل ہے۔ یہ ایسے جیسے کہ دونوں کے مابین تفصیل فرق ہے اگرچہ ایمان اور اسلام احسان ہیں اور وہ احسان جس کی تفسیر اخلاص اور یقین سے کی ہے وہی ایمان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اسلام کی بنیاد:

۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ سفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مہران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حنظلہ بن ابوسفیان نے عمر مہ بن

(۱۹)..... أبو نصر عمر بن عبد العزيز بن عمر بن قتادة سبق (۶)، عبد الله بن أحمد بن سعد أبو محمد (ت ۳۴۹) (سير ۱۶/۵)، محمد بن يعقوب أبو عبد الله سبق (۱)

ويحيى بن سعيد هو ابن فروخ القطان؛ ومحمد بن حاتم هو ابن ميمون البغدادي.

والحديث أخرجه مسلم (۳۸) عن محمد بن حاتم عن يحيى بن سعيد القطان عن عثمان به. ورواه أحمد (۲۷/۱) وعنه ابنه عبد الله في السنة (ص ۱۳ و ۱۲۰ و ۱۲۱)

☆..... الترمذی (۲۶۱۰) أبو داؤد (۲۶۹۵) النسائی ۹۷/۸، ابن ماجه (۶۳) وانظر ابن خزيمة (۲۴۴۴) موارد الطآن (۱۶)

☆..... البيهقي (۲۰۳/۱۰) مسند أبي حنيفة (۱۷۳/۱) الترغيب للأصفهاني (۱۳۲) أحمد (۲۸/۱ و ۵۲ و ۵۳)

☆..... الدارقطني (۲۸۲/۲)

(۲۰)..... أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار الأصبهاني (ت ۳۳۹) (أصبهان ۲/۲)، ولينظر من هو أحمد بن مهران، وعكرمة بن خالد هو ابن العاص المنخرومي.

والحديث أخرجه البخاري (۹/۱)، مسلم ص (۴۵)، الترمذی ۲۶۰۹، أحمد ۲۶/۲ و ۹۳ و ۱۲۰، البيهقي ۳۵۸/۱ و ۸۱/۴ و ۱۹۹، ابن خزيمة ۳۰۸ و ۳۰۹، تمهيد ۲۲۶/۹، شرح السنة ۱۷/۱ وقال البغوي هذا حديث صحيح متفق على صحته وأخرجه مسلم عن محمد بن عبد الله بن نمير الهمداني عن أبيه عن حنظلة

خالد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یبنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله اظنه قال وان محمداً رسول الله

واقام الصلوة وابتاء الزکوة والحج وصوم رمضان.

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا۔ میرا خیال ہے کہ فرمایا تھا یہ بھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول

ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا رمضان کے روزے رکھنا۔

بخاری نے اس حدیث کو صحیح بخاری میں عبید اللہ بن موسیٰ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے۔ وان محمداً رسول الله لیکن اس جملے کو بعض راویوں نے

عبید اللہ کی روایت میں ذکر نہیں کیا، اکثر راوی اس کو حذلقہ سے ذکر کرتے ہیں۔ امام مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے بھی حذلقہ سے روایت کیا ہے۔

اس روایت میں ان ارکان خمسہ کو اسلام کا نام دیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری روایت میں انہیں چیز کو ایمان کا نام دیا گیا ہے۔

۲۱:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ الحافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے موسیٰ بن اسحاق نے

وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عبداللہ نے منصور سے انہوں نے سالم

بن ابی سعید سے انہوں نے عطیہ مولیٰ بن عامر سے انہوں نے یزید سکسکی سے اس نے کہا۔ میں مدینے گیا اور حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت

میں حاضر ہوا ان کے پاس اہل عراق میں سے ایک آدمی بھی آ گیا۔ اس سے پوچھا اے ابوعبدالرحمن آپ کو کیا ہوا آپ حج عمرہ تو کرتے ہیں۔ مگر

اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کر دیا ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ تیرے لئے ہلاکت ہو ایمان کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ تم اللہ کی عبادت

کرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ بیت اللہ کا حج کرو رمضان کے روزے رکھو اس شخص کو یہی جواب دیا پھر عبداللہ بن عمر نے فرمایا اسی طرح ہمیں

رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا پھر اس سب کچھ کے بعد جہاد اچھا ہے۔

امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم ابن عمر کی مراد شاید یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ میں سے ہے اور فرض عین نہیں ہے۔

کون سادین افضل ہے:

۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث

بیان کی یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے

ایوب سے اور خبر دی ہے ہمیں ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبدالصفران نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے

عبید بن شریک نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوصالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے فزاری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سفیان بن سعید

نے ایوب سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے اہل شام کے ایک آدمی سے اہل اسلام سے اس نے اپنے والد سے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ

(۲۱)..... موسیٰ بن اسحاق (ت ۲۹۷) (سیر ۵۷۹/۱۳)، عطیہ مولیٰ بنی عامر (وفات ۲۷۸/۷، تخ ۱۱/۷)، یزید بن بشر السکسکی

ذکرہ ابن حجر فی التعجیل (ص ۴۳۹)، منصور بن ابی المعتمر، و عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ.

والحدیث أخرجه مسلم (ص ۴۵) عن ابن نمير عن أبيه عن حنظلة قال سمعت عكرمة بن خالد يحدث طلوساً أن رجلاً قال لعبد الله

بن عمر فذكره

(۲۲)..... أبو الحسن علي بن أحمد بن عبدان (سیر ۳۹۷/۱۷)، أحمد بن عبدان بن إسماعيل البصري الصفران أبو الحسن (سیر ۳۳۸/۱۵)،

ينظر ترجمة عبید بن شریک، وأبو قلابه هو: عبد الله بن زيد الجرهمي، وأيوب هو ابن أبي تيممة السخيتاني، وسفيان هو الثوري، والفزاري هو

إبراهيم بن محمد بن الحارث، وأبوصالح هو محبوب بن موسى القراء، يوسف بن يعقوب هو ابن إسماعيل بن حماد بن زيد القاضي.

والحدیث أخرجه أحمد ۱۱۳/۴ من حديث عمرو بن عتبة، الطبرانی فی الكبير ورجاله رجال الصحيح.

علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو اسلام کے بارے میں آپ سے پوچھتا تھا۔ حماد کی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا اسلام قبول کر لے بچ جا۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو اللہ کے سپرد کر دے۔ اور مسلمان تیرے ہاتھ اور زبان (کی اذیت سے) محفوظ ہو جائیں۔ اس شخص نے پوچھا کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس شخص نے پوچھا کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہجرت اس نے پوچھا ہجرت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہر برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے پوچھا ہجرت کون سی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد۔ اس نے پوچھا جہاد کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو جہاد کریا فرمایا تھا کہ تو قتال کر کفار کے ساتھ جب تو ان سے ٹکرائے اور مقابلہ کرے۔ اور سفیان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دشمن سے قتال کر جب تو ان سے مقابلہ کرے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کر اور بزدل بھی نہ ہو۔

اور حماد کی ایک روایت میں ہے غنیمت میں چوری نہ کر اور بزدلی نہ کر، اس پر بھی اضافہ کیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد دو عمل ایسے ہیں جو افضل ہیں تمام اعمال سے مگر جو شخص ان کے مثل عمل کرے پھر آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر اشارہ کیا کہ اس طرح حجۃ مبرورہ اور عمرہ مبرورہ حج مقبول یا عمرہ مقبول۔

حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اسلام جس کی اللہ جل شانہ نے خبر دی ہے کہ وہی دین ہے اس کے نزدیک ایسے اس ارشاد میں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران ۱۹)

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه (آل عمران ۸۵)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً. (المائدہ ۳)

اعتقاد اور ظاہری اعمال باہم مربوط ہیں اس لئے کہ حضور کو یہ فرمان کہ اسلام یہ ہے کہ تو اپنا دل اللہ کے سپرد کر دے۔ یہ اشارہ عقیدہ کی درستگی کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ مسلمان ترے ہاتھ اور زبان سے محفوظ اور سلامت رہیں۔ یہ اشارہ ظاہری معاملات کی درستگی کی طرف۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح اور وضاحت فرمادی اور خبر دی کہ ایمان افضل اسلام ہے اور اس کی تشریح یوں فرمائی کہ اللہ کے ساتھ ایمان، فرشتوں کے ساتھ ایمان، اس کی کتابوں کے ساتھ ایمان اس کے رسولوں کے ساتھ اور دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اس میں اشارہ اور یہ ارادہ فرمایا کہ ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے افضل ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے الذین يؤمنون بالغیب کہ متیقن وہ لوگ ہیں جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح و ثنا میں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں واضح فرمایا کہ اعتقاد اور عام اعمال ایمان ہیں پھر فرمایا افضل ایمان ہجرت ہے پھر ہجرت کی تفریع و تشریح فرمائی جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام تر طاعات ایمان ہیں جیسے کہ یہ اسلام بھی ہیں، اور وہ آپ کی تشریح اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اسلام وہی اذعان و یقین ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خواہ وہ یقین امر ظاہر کے ساتھ ہو یا باطنی کے ساتھ جب کہ دونوں امر ایسے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے پسند کرتے ہیں کہ بندے انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب حاصل کریں۔

زمانہ کفر میں کئے گئے اعمال کا مواخذہ:

۲۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالحافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب بن نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان عامری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے اور ہمیں خبر دی ہے، ابو عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذہ بن نجدہ قرشی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے خلاد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے منصور سے اور اعمش ابو وائل سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ انسان سے ان اعمال پر بھی گرفت کریں گے جو اس نے اسلام سے قبل دور جاہلیت میں کئے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جس نے اسلام میں اچھائی کی اس سے ان اعمال کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا جو اس نے جاہلیت میں کئے تھے اور جس نے اسلام میں آ کر بھی برائی کی اس سے پہلے اور پچھلے تمام اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

یہ الفاظ ابو نصر کی حدیث کے تھے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو محمد بن عبد اللہ بن نمیر سے اس نے اپنے باپ سے اس کو روایت کیا ہے۔
حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ مذکورہ تقریر اس بنیاد پر ہے کہ ایمان کی حالت میں طاعات عین ایمان ہیں اور کفر کی حالت میں معاصی عین کفر ہیں۔ جب کافر مسلمان ہو جاتا ہے اسلام اس کے کفر کو تباہ کر دیتا ہے پھر اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی کرے تو اس کی طاعات اور نیکیاں اس کی ان معاصی اور گناہوں کو تباہ کر دیتی ہیں جو اس نے حالت کفر میں کئے۔ اور اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی نہیں کرتا تو اس کے وہ گناہ باقی و بدستور رہتے ہیں انہیں تباہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی لہذا اس کی ان تمام برائیوں پر گرفت کی جائے گی جو اسلام میں کی ہوں گی یا اسلام سے قبل کی ہوں گی اور اس کی تفصیل میں حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے کام لیا ہے۔

اعتراض کا جواب

یہاں پر مصنف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر سابقہ گناہوں پر بھی گرفت ہوگی۔ تو اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اسلام سے قبل کے صوم و صلوٰۃ کی قضاء بھی اس پر لازم ہوگی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (از مترجم) سابقہ تقریر سے لازم نہیں آتا کہ اس شخص پر ان نمازوں اور روزوں کی قضاء لازم ہو جو اس نے ترک کئے تھے۔ کیونکہ اسلام لانے کے بعد جب نماز پڑھے اور روزہ رکھے گا اس کے ذمہ سے وہ نمازیں اور روزے ساقط ہو جائیں گے جو اس نے کفر کے دور میں ترک کئے تھے یہ حدیث کی دلالت سے ثابت ہے۔ (اسلام کے بعد) اگر نماز نہ پڑھے اور روزے نہ رکھے تو ان کے کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اس کو اس حال پر محمول کیا جائے گا جیسے ان کا عمل کرتا اور اس سے گذشتہ نماز روزہ کے معاف ہو جائے۔

ایک نیک پر دس گنا ثواب:

۲۴..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو جعفر کامل بن احمد التمیمی نے اور ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن قنادہ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

(۲۳)..... محمد بن یعقوب ابو العباس الأصم (ت ۳۴۶) (سیر ۱۵/۴۵۲)، ابو النضر محمد بن محمد بن یوسف الفقیہ (ت ۳۴۴) (سیر

۱۶/۴۹۰)، و أبو وائل هو شقیق بن سلمة، و سفیان هو ابن سعید الثوری، و معاذ بن نجدة هو ابن العریان الہروی.

و الحدیث متفق علیہ. أخرجه البخاری ۱۸/۹ عن خلاد بن یحیی عن سفیان عن منصور به.

و مسلم ص (۱۱۱) عن محمد بن عبد اللہ بن نمیر عن أبیه عن وکیع عن الأعمش به.

وانظر أحمد ۱/۳۷۹ و ۴۰۹ و ۴۳۱ و ۴۶۲. ابن ماجہ ۴۲۴۲. البیہقی ۲۳/۹. الترغیب والترہیب للأصفہانی ۱۴۲

ہے ابو العباس محمد بن اسحاق بن ایوب صبحی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن بن زیاد سری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی اویس نے انہوں نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے مالک زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا اسلم العبد وفحسن اسلامه كفر الله عنه كل سيئة زلفا وكتب الله له كل حسنة كان زلفها ثم كان

القصاص. الحسنة بعشر امثالها الى سبعمئة ضعف والسيئة بمثلها الا ان يتجاوز الله عز وجل.

کہ جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اپنے اسلام کو اچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ غلطیاں مٹا دیتا ہے اور اللہ اس کی سابقہ نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے کی تھیں پھر بدلہ ہوگا ایک نیکی دس گونہ کے برابر ہوگی سات سو گونہ تک اور برائی صرف ایک گونہ ہوگی مگر اللہ چاہے تو اس سے بھی درگزر فرمائے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور یوں کہا ہے کہ مالک کہتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی ہے امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مالک نے اس حدیث کو مسند بیان کیا اور ابن عیینہ نے مرسل۔

۲۵:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن محمد بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہوں نے سنی ہے عطاء بن یسار سے وہ خبر دیتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ اسلام قبول کرتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ دور کی نیکیاں بھی قبول فرمالتا ہے اور سابقہ غلطیاں مٹا دیتا ہے اور پھر وہ نیکیاں جو اسلام میں کرتا ہے وہ ہر نیکی دس گونہ سے سات سو گونہ تک ہوتی ہے اور گناہ ایک ہی گونہ رہتا ہے یا اس ایک گونہ کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے۔

باب:..... ایمان کے زیادہ و کم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے زیادہ ہونا

یہ بات متفرع ہوتی ہے اور واضح ہوتی اس قول پر کہ طاعات ساری کی ساری ایمان ہیں۔ جب وہ سب ایمان ہوں گی تو ان کا کمال ہونا ایمان کے کمال ہونے سے ہوگا۔ اور ان کا کم ہونا ایمان کا کم ہونا ہوگا۔ اور اہل ایمان بھی اپنے ایمانوں میں ایک دوسرے سے مفاضل اور کم زیادہ ہوں گے جیسے کہ وہ اپنے اپنے اعمال ایک دوسرے سے کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔ اور حرام ہے یہ بات کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میرا ایمان ملائکہ کا ایمان ہے اور نبیوں کا ایمان یا ایمان ایک ہے صلوة اللہ علیہم اجمعین۔

(۲۴)..... أبو العباس محمد بن إسحاق بن أيوب الصبغی (ت ۳۵۴) (سیر ۳۸۹/۱۶)، الحسن بن علی بن زیاد السری (إكمال ۵۶۹/۳)، أنساب ۱۳۶/۷)، وإسماعیل هو ابن عبد الله بن عبد الله بن أویس المدنی، وأبوسعید هو سعد بن مالک الخدری رضی الله عنه. والحديث أخرجه النسائی ۱۰۵/۸ من طریق صفوان بن صالح عن الولید عن مالک بن مرفوعاً. وعلقه البخاری ۱/۷ ولم يذكر فيه كتب الحسنات.

وقال الحافظ في الفتح ۹۸/۱ وقد ثبت في جميع الروايات، ماسقط من رواية البخاری وهو كتابة الحسنات المتقدمة قبل الإسلام. وقوله كتب الله أي أمر أن يكتب وللدارقطني من طريق زيد بن شبيب عن مالك بلفظ "يقول الله لملائكته اكتبوا" فقل إن المصنف أسقط ما رواه غيره عمداً لأنه مشكل على القواعد.

(۲۵)..... أبو الحسن بن بشران هو علي بن محمد بن عبد الله بن بشران (ت ۳۱۵) (سیر ۳۱۱/۱۷)، وإسماعیل بن محمد بن محمد بن إسماعیل بن صالح الصفار أبو علي (ت ۳۴۱) (سیر ۴۴۰/۱۵)، وسعدان بن نصر أبو عثمان (ت ۲۶۵) (سیر ۳۵۷/۱۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)..... لیزدا دوا ایمانا. (الف ۴)

تا آنکہ ان کا ایمان زیادہ ہو جائے۔

(۲)..... واذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا (انفال ۲)

جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۳)..... واذا ما نزلت سورة فمنهم من يقول ايكمن زادته هذه ايمانا فاما الذين

امنوا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون (توبہ ۱۲۴)

اور جس وقت کوئی سورۃ اتاری جاتی تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کر دیا ہے بہر حال جو

لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کا ایمان اس نے زیادہ کر دیا ہے اور وہ خوش ہیں۔

(۴)..... ويزداد الذين امنوا ايمانا (الدر ۳۱)

اور مومنوں کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا ایمان زیادہ ہو سکتا ہے۔ جب زیادہ ہو سکتا ہے تو زیادتی معدوم اور ختم بھی ہو سکتی ہے تو اس کا عدم ایمان کا نقصان اور کم ہونا ہے چنانچہ اس کا بیان گذر چکا ہے۔ اور حدیث بھی اسی کی مثل دلالت کرتی ہے جسے کتاب اللہ دلالت کرتی ہے۔

۲۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن عمر بن حفص زاہد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سری بن خزیمہ ابیوردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن یزید مقری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید نے اور وہ ابن ابی یوبہ ہیں وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عجلان نے قعقاع بن حکیم سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اکمل المؤمنین ايمانا احسنهم خلقاً۔

مؤمنوں میں کامل ترین ایمان والا سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

۲۷:..... اور خبر دی ہے ہمیں ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو محمد حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے وہ ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اکمل المؤمنین ايمانا احسنهم خلقا وخياركم خياركم لنساءكم.

(۲۶)..... لينظر من هو (أبو بكر محمد بن عمر بن حفص).

والحدیث أخرجه أحمد ۵۲۷/۲ عن عبد الله بن زید عن سعید بن ابن عجلان به.

والحاكم ۳/۱ عن طريق عبد الله بن محمد بن أبي مسرة عن عبد الله بن یزید المقری به مرفوعاً وسكت عليه وصححه الذهبي.

(۲۷)..... أبو محمد حاجب بن أحمد بن یرحم الطوسی (ت ۳۳۶) (سیر ۳۳۶/۱۵)، ومحمد بن یحییٰ الذہلی (ت ۲۵۸) (تهذيب

الکمال)، وأبوسلمة هو: ابن عبد الرحمن بن عوف المدنی، ومحمد بن عمرو وهو ابن علقمة المدنی.

والحدیث أخرجه (۲۵۰/۲) عن ابن إدريس، (۴۷۲/۲) عن یحییٰ بن سعید، وأبونعیم فی الحلیة (۲۳۸/۹) عن یحییٰ کلهم عن محمد بن عمرو به مرفوعاً.

وانظر المستدرک ۳/۱، والأربعین الصغری رقم (۱۳۸).

بے شک مؤمنوں میں ایمان کے اعتبار سے زیادہ کامل ان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر ہو۔
 علمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ حسن خلق ایمان ہے اچھا اخلاق نہ ہونا ایمان کا نقصان و کم ہونا ہے اور یہ کہ مؤمن اپنے ایمان میں مختلف ہیں بعض بعض سے ایمان میں زیادہ کامل ہیں۔

ایمان کا کمزور ترین درجہ:

۲۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں مروان نے منبر نکالا اور خطبہ شروع کیا نماز عید سے قبل ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے مروان آپ نے سنت کی مخالفت کی ہے آپ نے منبر نکالا ہے جب کہ وہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور آپ نے خطبہ نماز عید سے قبل شروع کیا ہے ابوسعید نے کہا کون ہے یہ؟ لوگوں نے بتایا فلاں ہے ابوسعید کہتے ہیں اس شخص نے اپنا وہ فرض ادا کیا جو اس کے ذمہ تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلیسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔
 جو شخص تم میں سے غلط اور ناجائز کام کو دیکھ لے اسے چاہئے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھے تو پھر زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر صرف دل سے برا جانے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

امام مسلم نے اس کو اعمش کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

عورت کا ناقص العقل والدین ہونا:

۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن اخطق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں انہوں نے روایت کی ہے ابن الہاد سے انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا معشر النساء تصدقن واکثرن الا ستغفار فانی رأیتکُن اهل النار قالت امرأة منهن وما لنا

یارسول الله قال تكثرن اللعن وتکفرن العشير وما رأیت من ناقصات عقل و دین اغلب

لذی اللب منکن قالت یارسول الله وما نقصان العقل والدين؟

قال اما نقصان العقل فشهارة امرأتین تعد شهادة رجل فهذا نقصان العقل وتمکت اللیالی لا تصلی، تفطر فی

رمضان فهذا نقصان الدين۔

اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو اور استغفار کی کثرت کرو میں نے تمہیں زیادہ اہل جہنم سے دیکھا ہے ایک عورت بولی ہمیں کیا ہوا

یارسول اللہ آپ نے فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے تم لوگوں سے زیادہ دین اور عقل کے اعتبار سے

(۲۸)..... مرران هو ابن الحکم الأموی ووالد إسماعیل هو: رجاء بن ربيعة الزبيدي۔

والحدیث أخرجه مسلم ص ۵۰

(۲۹)..... أحمد بن إبراهيم بن ملحان أبو عبد الله (ت ۲۹۰) (سير ۵۳۳/۱۳)، ابن الهاد هو: يزيد بن عبد الله بن أسامة بن الهاد الليثي،

والليث هو: ابن سعد المصري، وابن بكير هو يحيى بن عبد الله بن بكير

والحدیث أخرجه مسلم (ص ۸۵) وأخرجه من حديث أبي سعيد.

البخاری (۳۰۵/۱) الفتح، مسلم (ص ۸۷)

۱ دھورانا مکمل نہیں دیکھا جو عقلمند پر زیادہ غالب ہو تم لوگوں سے وہ بولی یا رسول اللہ عقل اور دین کا نقصان کیا؟ آپ نے فرمایا عقل کا نقصان تو یوں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک آدمی کی شہادت کے برابر ہوتی ہے یہ تو عقل کا نقصان ہوا۔ کئی کئی راتیں ایک عورت نماز نہیں پڑھ سکتی رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتی یہ دین کا نقصان ہوا۔

امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں محمد بن صالح سے انہوں نے لیث سے روایت کیا اور بخاری مسلم نے اس کو ابو سعید کی روایت سے نقل کیا ہے۔ ۳۰..... خبر دی ہے ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو منصور محمد بن قاسم عتکی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی اویس نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے مالک نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عمر و محمد بن عبد اللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر اسماعیل نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن سعید ایللی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن وہب نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی مالک نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے حضرت ابو سعید حذری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا۔ جس کو چاہے گا اپنی رحمت سے داخل کرے گا۔ اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کرے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لو فرشتے جہنم سے کولوں کو نکالیں گے وہ مکمل جل چکے ہوں گے پھر زندگی کی نہر (نہر الحیات) یا نہر اہل شرم و حیاء کی نہر میں ڈالے جائیں گے۔ پھر وہ اس طرح اگیں کے جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے کیا دیکھا نہیں کہ اس کی نوک مڑی ہوئی پھیلی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ ابن وہب کی حدیث کی ہیں۔ بخاری نے صحیح میں اس کو ابو اویس سے روایت کیا ہے اور مسلم نے ہارون بن سعید سے۔

قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

(اس مذکورہ تشریح کی) وجہ یہ ہے کہ ایک دل میں تو حید ہو جس کے ساتھ کوئی خوف غالب نہ ہو دل پر جس سے ڈرایا جائے اور نہ ہی کوئی امید موجود ہو جس کا طمع کیا جائے بلکہ صاحب تو حید بھول چکا ہو (یعنی تو حید میں گم ہو کر) دنیا و آخرت کو بھول چکا ہو جب کوئی انسان اس صفت اور اس کو کیفیت میں آجائے تو تو حید اس کے دل میں ان تمام قرآن سے منفرد ہو چکی ہوگی کہ اگر وہ ہوتے تو ایمان کے کئی کئی بات ہوتے جو تو حید کے ساتھ زیادہ ہو جاتے اور تو حید ان کی ساتھ زیادہ ہو جاتی جب وہ تصدیق ہو۔ (اور یہ حقیقت ہے کہ) ایک وجہ کی تو حید کمزور تر ہوتی ہے وجوہات کثیرہ کی تو حید سے، جب تو حید میں وجہ واحد ہوگی تو اس کا وزن بھی ہلکا ہوگا۔ اور تو حید کی شہادتیں کثیر اور مسلسل ہوں گی تو اس کا وزن بھی بھاری ہوگا۔

(اور سابقہ تشریح کی) ایک وجہ اور ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایمان یقین کی ادنیٰ مراتب ہو حتیٰ کہ اگر آپ شک میں ڈالیں فوراً شک میں پڑ جائے۔ اور دوسرا ایمان ایسا ہو جو یقین کی آخری حدود تک پہنچا ہو تو اس کا وزن یقیناً بھاری ہوگا اور پہلے کا ہلکا ہوگا۔

اس کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایمان ایسا ہو جو قوی دلیل سے پیدا ہوا ہے اور کامل یقین سے اور ایک دوسرا ایمان ایسا ہو جو محض

(۳۰)..... ابو منصور محمد بن القاسم العتکی (ت ۳۲۶) (سیر ۵۲۹/۱۵)، ووالد عمرو و یحییٰ بن عمارۃ المازنی (ت ۱۲۹)، و ابو بکر

الاسماعیلی ہو احمد بن ابراہیم الاسماعیلی۔

والحدیث آخر جہ البخاری ۷۲/۱ (الفتح) عن اسماعیل بن ابی اویس، مسلم (ص ۱۷۲) عن ہارون بن سعید الایلی

نہ سننے سے اور جس چیز کی خبر ملی ہے اس کی طرف میلان سے پیدا ہوا ہو یقیناً پہلا وزن کے اعتبار سے بہاری اور دوسرا وزن میں اس سے ہلکا زین ہوگا۔

(علاوہ ازیں) حدیث مذکور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگ اپنے ایمان میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

امام حافظ ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تحقیق عبدالرحمن بن بزرگ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اخاف على امتي الا ضعف اليقين.

میں اپنی امت پر یقین کی کمزوری کے سوا کسی چیز کا خوف نہیں کرتا۔

۳۱: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدان صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن بشر مرثدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن وہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابوالیوب نے عبد الرحمن بن بزرگ سے پھر اس نے گذشتہ حدیث کو ذکر کیا ہے یہ حدیث بھی لوگوں کے ایمان کے ایک دوسرے سے فرق اور تفاوت پر دلالت کرتی ہے۔

ممکنہ اعتراض کا جواب

کہ اگر ایمان اور دین شئی واحد ہے اور دین نص قرآنی کے مطابق مکمل ہو چکا تو مطلب یہ ہوا کہ ایمان مکمل ہو چکا پھر کامل اور ناقص ہونا کم زیادہ ہونا چہ معنی دار تو مصنف اس کا جواب دینے کی کوشش فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

اليوم اكملت لكم دينكم (المائدہ ۳)

کہ میں نے آج تمہارے واسطے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔

یہ آیت اور دیگر وہ تمام نصوص جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارے اس قول کے منافی نہیں ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے اس لئے کہ اليوم اكملت لكم دينكم کا معنی یہ ہے کہ میں نے اس کی وضع تمہارے لئے مکمل کر دی ہے۔ یعنی آج کے بعد میں تمہارے اوپر آئندہ کوئی چیز مزید فرض نہیں کروں گا جو آج تک میں نے فرض نہیں کی۔ اور آج سے پہلے جو کچھ فرض کر چکا ہوں اس کی فرضیت تم سے ساقط نہیں کروں گا۔ یعنی آج کے بعد نہ مزید سختی ہوگی اور نہ ہی تخفیف ہوگی اور نہ ہی کوئی نسخ ہوگی نہ ہی کوئی تبدیلی ہوگی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا دین ہمارے لئے ہمارے اعمال و افعال کے کرنے سے پہلے مکمل کر دیا گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اگر ایسا ہی ہوتا، تو پھر اس آیت کے ساتھ مخاطبین پر ہمیشہ ایمان پر قائم رہنا بھی ساقط ہو جاتا اس لئے کہ دین تو کامل ہو چکا۔ اور کامل ہوجانے کے بعد تو کوئی شئی مزید نہیں ہوتی۔ جب ایمان پر دوام آئندہ اور مستقبل کے لئے ہے اور وہی ایمان ہے تو اسی لئے وہ طاعات جو باقی ہیں جو بتدریج لازم ہوتی ہیں وہ سب کی سب ایمان ہیں۔ وہاں کامل ہونا تو یہ راجع ہے شریعت اور وضع اور ہیئت اور اس کی شکل صورت کی طرف۔ اس کے ادا کرنے والوں کے کامل کرنے کی طرف

(۳۱) أحمد بن بشر المرثدي (خط ۴۳۳/۴)، وعبدالرحمن بن برزج (تاريخ البخاري الكبير).

والحديث في مجمع الزوائد ۱۰۷/۱ رواه الطبراني في الأوسط ورجالہ ثقات، وتاريخ البخاري الكبير ۲۶۳/۵ (۸۵۳) عن إسماعيل بن

أبي أويس عن ابن وهب عن سعيد بن أبي أيوب به، اليقين لابن أبي الدنيا رقم (۹) بترقيمي من طريق أحمد عيسى به مرفوعاً.

نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ قائم لوگوں کے قیام کی طرف۔ واللہ اعلم۔

کفار کی مایوسی اور تکمیل دین:

۳۲:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبدالرحمن بن محبوب دھان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا یوسف بن بلال نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا محمد بن مروان نے کلبی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

اليوم ينس الذین کفرو امن دینکم۔ (ماندہ ۳)

کہ آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ اہل مکہ (کفار) اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم مسلمان ان کے دین کی طرف لوٹو گے کبھی بھی یعنی بتوں کی عبادت کی طرف۔

فلا تخشوہم۔ ان سے نہ ڈرو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے میں۔ واخشون اور مجھ ہی سے ڈرو بتوں کی عبادت میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ومخالفت کرنے کے بارے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے حضرت جبرائیل اترے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بلند کر رکھا تھا اور مسلمان اللہ سے دعا کر رہے تھے یہ آیت لائے اليوم اکملت لکم دینکم جبرائیل کہہ رہے تھے حلالکم وحرامکم۔ اپنے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو فلم یزل بعد هذا حلال ولا حرام۔ اس کے بعد نہ مزید کچھ حلال ہو گا نہ ہی کچھ حرام ہو گا۔ واتممت علیکم نعمتی میں نے اپنی نعمت تمہارے اوپر مکمل کر دی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا اپنا انعام احسان پورا کر دیا تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ ورضیت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے منتخب کر لیا لکم الاسلام دیناً۔ تمہارے اسلام کو دین۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی اور ان کو اپنی طرف اور اپنی رحمت کی طرف سمیٹ لیا۔

۳۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن عبدالرحمن بن عیسیٰ دھقان نے کوفہ میں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابی عرزہ غفاری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ جعفر بن عون نے ابو عیسیٰ سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں طارق بن شہاب سے یہود کے ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جیسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہماری جماعت یہود پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہرا لیتے حضرت عمر نے پوچھا کون سی آیت اس نے کہا یہ آیت اليوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (ماندہ ۳) حضرت عمر نے جواب دیا۔ ہم اس دن کو بھی جانتے، اور اس جگہ بھی جہاں وہ نازل ہوئی تھی رسول اللہ عرفات میں تھے جمعہ کے دن تھا۔

فائدہ:..... یعنی ہم مسلمان اس سے قطعاً غافل و بے خبر نہیں ہیں ہمیں معلوم ہے کہ:

(۳۲)..... ينظر من هو (محمد بن عبد الرحمن بن محبوب الدهان)، والحسين بن محمد بن هارون، أحمد بن محمد بن نصر، يوسف بن بلال، أبو صالح هو: باذام والکلی هو: محمد بن السائب بن بشر، ومحمد بن مروان هو: السدی الصغیر۔
والحدیث عزاه السيوطی فی الدر (۲/۵۷۷) للمصنف فی الشعب فقط۔

(۳۳)..... ينظر من هو (علی بن محمد بن عبد الرحمن بن عیسیٰ الدهقان أبو الحسين، وقيس بن مسلم وهو الجدلی، وبوالعمیس هو عتبة بن عبد الله بن عتبة الهذلي۔
والحدیث أخرجه البخاری ۶/۶۳، ومسلم (ص ۲۳۱۳)

☆..... کتب بہامش أصل المطبوعة (فی ذی الحجة الحرام ومحرم وصفر وقبضه الله تعالى فی شهر ربيع الأول إلى رحمته ولطفه)

①..... وہ رسول اللہ پر نازل ہوا۔

②..... جمعہ کے دن نازل ہوئی۔

③..... عرفات میں نازل ہوئی۔

④..... حج کے عظیم اجتماع کے موقع پر نازل ہوئی ہمارے لئے وہ ذات مقدس ہے جس پر اتری۔

وہ کتاب مقدس ہے جس میں اتری وہ مقام مقدس ہے جہاں اتری وہ دن مقدس ہے جس دن اتری۔ وہ اجتماع مقدس ہے جس میں اتری وہ حج سب سے مقدس ہے حجۃ الوداع جس میں اتری تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی عید اور بڑی خوشی کیا ہو سکتی ہے۔ (از مترجم)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو حسن بن صباح سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اس کو عبد بن حمید سے دونوں نے جعفر بن عون سے۔

بعض کا قول:

جن لوگوں نے ایمان کم یا زیادہ ہونے کا قول کیا ہے ان میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ انسان جب گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ معصیت اس کی ان طاعات کو اور عبادات کو اکارت و ضائع کر دیتی ہے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق حتیٰ کہ بعض تو اصل ایمان تک کو ذوقتی ہیں (ایمان کے ضیاع کے بعد تو وہ دائی جہنمی ہو جائے) وہ بعض قائل ایسے شخص کی خلود اور دائی جہنم کا قول نہیں کرتا بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے اگر چاہے تو اس کو اپنی رحمت سے معاف کر دے، یا شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نجات ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو اس کو اس کے گناہوں کی پاداش میں سخت عذاب دے پھر اپنی رحمت کے ساتھ اس کو جنت میں داخل کر دے۔

سابقہ قول کے قائلین کا استدلال اور حجت یہ آیت ہے۔

يا ايها الذين امنوا لاترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضکم

لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون (حجرات ۲)

ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو اور آپ کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں حالانکہ تمہیں اس کا علم ہی نہ ہو۔

استدلال کرنے والوں کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرنا معصیت واقع ہوا ہے لہذا معصیت کرنے والے کا ایمان نکل جاتا ہے اور بعض اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کی دوسری دلیل یہ ہے۔

يا ايها الذين امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالامن والاذی (بقرہ ۲۶۴)

ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ ضائع نہ کرو۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مذکورہ آیات سے استدلال کرنے والوں نے جو استدلال کیا ہے کبھی اس کے برعکس بھی مفہوم ہو سکتا ہے وہ یہ کہ آیت کا معنی اور مفہوم یہ ہو۔ کہ اے مہاجرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارا ہجرت کرنا اور اے انصار تمہارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانہ دینا۔ تمہیں کہیں اس بات پر نہ اسکا دے کہ تم اس کی عزت و حرمت کو ضائع کر دو اور اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر بیٹھو لہذا اپنی اس حرکت سے اپنی ہجرت اور پیغمبر کو جگہ دینے اور نصرت کرنے کی نیکی سے جو مقصود رضائے الہی تھی کہیں اس غرض سے ہٹ نہ جاؤ لہذا اس کے عظیم اجر سے

محروم ہو جاؤ گے۔

اور ایک توجیہ اس آیت کے مفہوم کی اور بھی ممکن ہے وہ اس طرح ہے کہ

لا تجھروا لہ بالقول کجھہر بعضکم لبعض (الحجرات ۲) بہ جھہر بالقول۔

کبھی ایسا نہ ہو کہ تم سے توہین کی حد کو پہنچ جائے پھر تم کافر ہو جاؤ اور فکر کی وجہ سے تمہارے اعمال تباہ ہو جائیں مگر یہ کہ تم تو بہ کرو اور اسلام میں آؤ۔

اسی طرح

لا تبطلوا صدقاتکم بالامن والاذى (بقرہ ۲۶۲)

اس پر محمول نہیں کہ احسان جتنا نا صدقہ کو تباہ کرتا ہے۔ بلکہ اس کی توجیہ یہ ہے کہ صدقہ ایسی چیز ہے جس کے ساتھ خالص اللہ کی رضا ڈھونڈی جاتی ہے اور اس کے ثواب سے یہی توقع اور امید ہوتی ہے۔ جب صدقہ کرنے والا سائل پر احسان جتلاتا ہے اور اس کو عیب لگا کر ایذا دیتا ہے تو اپنے صدقہ کو اللہ کی رضا جوئی سے ہٹا کر سائل کی رضا کی طرف لے آتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کا اجر تباہ ہو جاتا ہے (اللہ کے ہاں اجر ضائع ہونے کے بعد) پھر اجر اس کی طرف سے ہونا چاہئے جس پر صدقہ کیا جس کو دیا اگر اس کو ایذا دی گئی ہو اور دے کر رسوا کیا ہو گا تو وہاں سے بھی ضائع ہوایا احسان جتلانے ایذا پہنچانے کی وجہ سے تو لامحالہ اجر دونوں طرف سے ضائع ہی ہوا۔

اور اگر معنی ہے طاعات کو معصیت کے ساتھ خراب کر دینا تو یہ صدقہ کے باطل کرنے کے ساتھ مختص نہیں کوئی بھی طاعت ہو سکتی ہے۔ اس موضوع پر حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی کلام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہا ہے کہ اس قول پر طعن اور اعتراض یہ بھی ہے کہ اہل ایمان کی خطائیں جزا کے اعتبار سے متناہی ہیں یعنی سزا کی ایک حد ہے جہاں وہ ختم ہو جاتی ہے اور ان کی حسنات اور نیکیاں جزا کے اعتبار سے غیر متناہی ہیں یعنی ختم ہونے والا نہیں ہے کیونکہ وہ جنت کا دائمی دخول ہے اس اعتبار سے جنت میں اجر ہمیشہ جاری و ساری رہے گا تو اس طرح اجر نہ ختم ہونے والا ہوا۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ ختم ہو جانے والی سزاؤں میں اپنی غلطی کی وجہ سے جس کا مستحق ہو جاتا ہے۔ وہ مؤمن کی ایسی نیکی کو لے ڈوبتی ہے جس کا ثواب ناختم ہونے والا ہوتا ہے جس کی انتہا نہیں ہوتی۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

من اقتنى کلیاً الا کلب صید او ماشیۃ فانه ینقص من عملہ کل یوم قیراطان۔

جو شخص کتا پالتا ہے شکاری کتے یا مال مویشی کے حفاظتی کتے کے علاوہ اس کے عمل سے دو قیراط روزانہ کم ہوتے ہیں۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے عمل کے اجر سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں اور یہ اکثر روایات ابن عمر سے اس حدیث میں من اجرہ کے الفاظ ہیں اور بعض میں من عملہ ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے اپنے عمل کے ثواب کے کچھ حصے سے محروم ہو جائے گا۔

ہم اس بات کے جواز کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کو اس کی ایک غلطی یا کئی غلطیوں کی وجہ سے اس کی نیکیوں کی کچھ جزا سے محروم کر دے اور اس کا ثواب کم کر دے۔ ہاں ہم اس شخص کے قول کا انکار کرتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ غلطی اور گناہ طاعات و عبادت کو کارت کر دیتی ہے۔ اس کو ثواب کے بالکل باطل کرنے کو لازم کر دیتی ہے۔ یہ ہمارا انکار اس لئے ہے کہ اس کے بارے میں نہ قرآن میں وضاحت ہے نہ ہی حدیث میں۔ اور یہ بات اہل ایمان کے جنت میں دائمی دخول کے ثبوت کے بعد ناممکن ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی کا قول:

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

اتدرون ما للمفلس؟ قالوا ان المفلس من لا درهم له ولا متاع ان المفلس من امتی رجل یاتی یوم القیمۃ بصلۃ وصوم وزکاة ویأتی وقد شتم هذا وقذف هذا واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فبعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایا ہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار۔ لوگوں نے جواب دیا مفلس وہ ہے جس کے روپیہ پیسہ نہ ہو سامان نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ سب لے کر آئے مگر کسی کو گالی دی ہے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے اس کا مال کھایا ہے اس کا ناحق خون کیا ہے اس کو مارا ہے تو قیامت کے روز اس کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اس کو دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس کے قرض چکانے سے پہلے پھر ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے پھر یہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں جس شخص نے یہ قول کیا ہے کہ برائی نیکی کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس نے اس مذکورہ حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کے حریفوں کو اس کی نیکیوں کے اجر میں سے کچھ اس قدر دیا جائے گا جو اس کی غلطی کی سزا کے برابر ہو سکے اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں یعنی اس کی نیکیوں کا اجر ختم ہو گیا جو اجر اس کی غلطیوں کی سزا کے مقابل کیا گیا تھا تو پھر ان کے خطائیں لی جائیں گی وہ اس پر ڈالی جائیں گی اور یہ شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا تاکہ وہاں عذاب دیا جائے گا اگر اس کی بخشش نہ کی گئی حتیٰ کہ جب اس کے گناہوں کی سزا ختم ہو جائے گی جنت میں واپس بھیج دیا جائے گا اس لئے کہ اس کے لئے جنت کا دوام لکھا ہوا تھا اور اس کے دعویداروں کو غلطیوں کے تقابل کے بعد باقی اجر زیادہ نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ یہ اللہ کا فضل ہے یہ اس کے لئے مخصوص جو قیامت دن ایمان دار آئے گا۔ واللہ اعلم۔ کوئی گناہ نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو:

۳۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ سے انہوں نے کہا خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں ہم روایت کیا عقیل نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی اس حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو چور اس حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس حالت میں نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو مال چھیننے والا ڈاکو جب مال چھپتا ہے تو وہ اس حالت میں نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو (اس طرح کہ نظریں اٹھا کر اس کو دیکھتے رہ جائیں۔)

۳۵..... اور اسی اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے سعید سے اور ابوسلمہ سے ابو ہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابوبکر کی مثل مروی ہے لیکن اس میں نہی یعنی مال چھیننے کا ذکر نہیں ہے اس حدیث کو بخاری نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا ہے اور مسلم نے دوسرے طریق سے لیث سے۔

(۳۴)..... أبو بکر أحمد بن سلیمان الفقیہ (ت ۳۴۵) (سیر ۱۶/۴۷۹) والزهري هو محمد بن مسلم بن عبيد الله بن عبد الله بن شهاب،

وعقيل هو ابن خالد الأيلي، والليث هو ابن سعد، ويحيى هو ابن عبد الله بن بكير.

والحديث أخرجه البخاري (۱۹/۵ فتح) عن سعيد بن عفير عن الليث به مرفوعاً

تشریح:.....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہو مؤمن۔ حالانکہ وہ مؤمن ہوئے مطلق ایمان مراد لیا ہے لیکن وہ ناقص ایمان ہے کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے اور اللہ کی نبی کو ترک کرنے کی وجہ سے چنانچہ یہ امر تکفیر باللہ کو لازم نہیں کرتا اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ قرآن اور حدیث میں ہر وہ مقام جہاں فرض کو ترک کرنے پر تشدید اور سختی ہے یا ارتکاب کبیرہ پر تو اس سے مراد ایمان کا ناقص ہونا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (نساء ۳۸-۱۱۶)
بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کریں گے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوا کو جس کے لئے چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔

ہم نے کتاب الایمان میں احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں جو ہماری ذکر کردہ تاویل کی صحت پر دلالت کرتے ہیں جو کہ کافی ہیں۔ اور توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

اور حلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے یہاں ایسے آثار جو دلالت کرتے ہیں طاعات ایمان ہیں اور یہ کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ اہل ایمان ایمان میں ایک دوسرے پر سے کم زیادہ ہیں یا ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ہم نے اس مسئلہ کو کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے اور یہاں ہم اس کے کئی طرق کی طرف اللہ کی مشیت کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں۔

۳۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحاق فقیر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن عیسیٰ بن سکن نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عمران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مبارک نے ابن شوزب سے انہوں نے محمد بن جادہ سے انہوں نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے ہذیل بن شریبیل سے وہ کہتے ہیں عمر بن خطاب نے فرمایا تھا۔

لو وزن ایمان ابی بکر یا ایمان اهل الارض لرجح بهم۔
اگر ابو بکر صدیق کا ایمان تمام روئے زمین کے لوگوں کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ان سب کے ایمان سے بھاری ہوگا۔

۳۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو بکر بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے سہل بن بکار نے محمد بن طلحہ سے زبیر سے انہوں نے ذر سے وہ کہتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز بسا اوقات ایک یا دو آدمیوں ہاتھ پکڑتے اور فرماتے:

(۳۵)..... أبو سلمة هو ابن عبد الرحمن الزهري، وسعيد هو ابن المسيب

والحديث أخرجه البخاري (۵۸/۱۲) فتح عن يحيى بن بكير، مسلم (ص ۷۶) عن عبد الملك بن شعيب بن الليث بن سعد عن أبيه عن جده به.

(۳۶) محمد بن عيسى بن السكن أبو بكر الواسطي الشهير به (ابن أبي قماش) (خط ۲/۳۰۰ ت ۲۸۷)

والحديث أخرجه عبد الله بن أحمد في السنة (ص ۱۰۲) وخيشمة الإطرابلسي فضائل أبي بكر الصديق (ص ۱۳۳) وانظر (علل

الدارقطني) ۲/۲۲۳.

(۳۷)..... محمد بن أيوب الكلابي أبو هريرة الواسطي (تقريب) وسهل بن بكار (سير ۱۰/۲۶۲) ولينظر من (محمد بن طلحة)

والحديث أخرجه ابن أبي شبة في الإيمان (۱۰۸) عن أبي أسامة عن محمد بن طلحة عن زبید عن ذر به

وقال الألباني: سائر الرواة رجال الشيخين غير أن ذر هو ابن عبد الله المرهبي لم يدرك عمر قلت:

هو زر بن حبیش وليس ذر بن عبد الله وقد جاء مصرحاً به في الشريعة للآجري (ص ۱۱۲) من طريق يزيد بن هارون عن محمد بن طلحة به

وعليه فالحديث صحيح والحمد لله.

تعالوانز دادایمانا
آجاؤ ہم ایمان زیادہ کریں۔

دل پر ایمانی نقطہ:

۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اسحق نے کہ بشر بن موسیٰ نے خبر دی ہے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ہوزہ بن خلیفہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف عبد اللہ بن عمر بن ہند سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ: دل کے اندر ایمان ایک سفید نقطہ کی صورت میں شروع ہوتا ہے، پھر جس وقت ایمان بڑھتا اور عظیم ہوتا ہے وہ سفیدی بڑھتی ہے پھر جس وقت ایمان مکمل ہو جاتا ہے تو پورا دل (روشن) اور سفید ہو جاتا ہے۔ اور نفاق شروع ہوتا ہے ایک سیاہ دھبے اور نقطے کی صورت دل میں پھر جیسے جیسے نفاق بڑھ کر زیادہ ہوتا ہے یہ سیاہی بھی بڑھتی ہے جب نفاق مکمل ہو جاتا تو پورا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ قسم اللہ کی اگر تم لوگ کسی مؤمن کا دل چیر کر دیکھو تو اسے سفید پاؤ گے اور اگر کسی منافق کا دل چیر کر دیکھو تو اس کو سیاہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا وہ لمحہ ودھہہ ایک ذوق ہے جیسے کوئی انسان یا جانور کوئی معمولی چیز چھلکتا ہے اسی طرح ایمان بھی تھوڑا سا دل میں داخل ہوتا ہے پھر اس میں وسعت اور کشادگی آتی ہے اور زیادہ ہوتا ہے۔

ایمان چار ستون پر قائم ہے:

۳۹..... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن اسحق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزنی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن غنام بن حفص بن غیاث نے وہ کہتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن وسع نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے محمد بن سوقة سے انہوں نے علاء بن عبد الرحمن سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت علیؓ کے پاس گیا اور پوچھا اے امیر المؤمنین ایمان کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایمان چار ستون پر قائم ہے۔

صبر۔ عدل۔ یقین۔ اور جہاد پر پھر ان میں سے ہر ایک ستون کی تقسیم ذکر فرمائی ہم نے حضرت علیؓ سے کئی دیگر وجوہ سے بھی روایت کی ہے۔
۴۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن محمد اشائنی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طراکھی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو خالد احمر نے عمر بن قیس سے انہوں نے ابو اسحق سے وہ کہتے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ صبر ایمان میں بمنزلہ سر کے ہے جسم میں جب صبر چلا جائے ایمان چلا جاتا ہے۔

(۳۸)..... اللعظة: بالضم مثل النكتة من البياض ومنه فرس المظ إذا كان بجحفلته بياض يسير. كذا بالنهاية لابن الأثير، بشر بن موسى بن صالح بن شيخ بن عميرة أبو علي البغدادي (ت ۲۸۸) (سير ۳۵۲/۱۳)، وعوف هو ابن أبي جميلة والحديث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۸) عن أبي أسامة عن عوف به. وقال الألباني منقطع الإسناد بين عبد الله وعلي كما في التقريب والخلاصة (۳۹)..... أبو زكريا بن أبي إسحاق هو يحيى بن إبراهيم بن محمد (سير ۲۹۵/۱۷)، أبو محمد أحمد بن عبد الله المزني، عبید اللہ بن غنام بن حفص بن غياث (سير ۵۵۸/۱۳) والحديث أخرجه ابن أبي الدنيا في اليقين طبع بدار الكتب العلمية (۴۰)..... أبو الحسن الطراثفي هو أحمد بن محمد بن عبدوس سبق (۱۲)، وأبو إسحاق هو عمرو بن عبد الله السبيعي، وعمرو بن قيس هو الملاثي، وأبو خالد الأحمر هو: سليمان بن حيان. والحديث أخرجه ابن أبي شيبة (۱۳۰) عن أبي خالد الأحمر به وقال الألباني: الإسناد ثقات غير أن أبا إسحاق وهو السبيعي كان اختلط ولم يسمع من علي رضي الله عنه ثم هو مدلس

وضوء، نصف ایمان ہے:

۴۱..... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشائکی نے وہ کہتے ہیں ہمیں ابوالحسن طراکھی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عبداللہ بن رجاء بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اسرائیل نے ابوالفتح سے ابولیلیٰ سے وہ کہتے ہیں حجر بن عدی نے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے۔
الوضوء نصف الایمان۔ کہ وضوء نصف ایمان ہے۔
جو نماز نہیں پڑھتا وہ کافر اور بے دین ہے:

۴۲..... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشائکی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طراکھی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید دارمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن نمیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن ابی اسماعیل نے معقل خثعمی سے وہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ کھلے میدان یا کھیت میں تھے اے امیر المؤمنین آپ ار عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نماز نہیں پڑھتی حضرت علی نے فرمایا:
من لم یصل فهو کافر وہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔

۴۳..... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشائکی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طراکھی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں بیان کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے ہم سے شریک نے عاصم سے اس نے ذر سے اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

من لم یصل فلا دین له.

جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اور ہم نے بریدہ بن حصیب سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے:

العهد الذی بیننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر.

ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جو شخص اسے چھوڑ دے وہ کافر ہو گیا۔

یقینی بات ہے کہ ارادہ کیا ہے ایسا کفر جو ایمان اللہ کے منافی اور ایمان کی ضد ہے بوجہ ترک کرنے ایک شاخ کے کئی شاخوں میں سے اور وہ کفر

(۴۱)..... أبو لیلیٰ هو الکندی، وإسرائيل هو ابن یونس بن أبی إسحاق.

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبہ فی الإیمان (۲۳) عن وکیع عن سفیان عن أبی إسحاق عن إبی لیلیٰ الکندی عن غلام للحجر أن حجراً رأی ابناً له خرج من الغائط فقال یا غلام ناولنی الصحیفۃ من الکوة سمعت علیاً یقول:

”الطهور نصف الإیمان“

(۴۲)..... أخرجه ابن أبی شیبہ فی الإیمان (۱۲۶) عن ابن نمیر عن محمد بن أبی إسماعیل به.

وقال الألبانی هذا لا یصح عن علی وعلته (معقل) هذا قال (الحافظ) مجهول.

(۴۳)..... عاصم هو ابن بهدلة وشریک هو ابن عبداللہ النخعی.

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبہ فی الإیمان (۴۷) عن شریک عن عاصم به.

وقال الألبانی شریک هو ابن عبداللہ القاضی وهو ضعیف لسوء حفظه.

وقول البیهقی: وقد روینا عن بریدة بن حصیب..... الخ

أخرجه الترمذی (۲۶۲۱)، وابن ماجہ (۱۰۷۹)، أحمد (۱۳۴۶/۵)، والمصنف فی السنن الکبریٰ له (۳۶۶/۳)، والحاکم فی

المستدرک (۶/۱ و ۷)، وابن أبی شیبہ فی الإیمان (۴۶) وصحح الألبانی إسناده.

مراد نہیں جو ایمان باللہ کے منافی ہو اس لئے کہ اس شخص نے فرضیت کا انکار نہیں کیا ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کو خاص طور پر ذکر کرنا اس کے ترک پر وجوب قتل کے لئے ہو جیسے قتل کا وجوب ترک ایمان پر ہے۔

۳۴..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق نے وہ کہتے خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو نعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعمش نے جامع بن شداد سے اسود بن ہلال سے وہ کہتے حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے اصحاب سے کہا:

اجلسوا بنا نوء من . اظنه قال . ساعة اى نذكر الله .

ہمارے ساتھ بیٹھو ہم ایمان لائیں، یا امن میں آئیں۔ میرا خیال ہے کہا تھا ایک خط یقینی ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں۔

۳۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبد اللہ بن جراح نے اور بیان کیا ہے ہمیں محمد بن فضیل نے اپنے والد سے وہ نقل کرتے ہیں شاک سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبد اللہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

اجلسوا بنا نردا ایمانا

ہمارے ساتھ بیٹھو ہم ایمان کو زیادہ کریں۔

۳۶..... ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن جراح نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ابن حمانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے ہلال و زان سے انہوں نے عبد اللہ بن حکیم سے انہوں نے عبد اللہ سے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

اللهم زدنى ایمانا وفقها

اللہ میرا ایمان اور دین کی فہم زیادہ فرما۔

۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر قناده نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو منصور نضروی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے احمد بن نجده نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سعید بن منصور شریک نے پھر اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ سابقہ روایت کی مثل نقل کیا ہے اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

بقیناً وعلماً

یعنی میرے یقین اور علم میں اضافہ فرما۔

(۳۴)..... ابو نعیم ہو الفضل بن دکین

والحدیث علقہ البخاری (۱/۳۵ الفتح) وقال الحافظ وصله احمد، وأبو بكر أيضاً بسند صحيح إلى الأسود بن هلال، ۱، ھ، وأخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۰۵)

(۳۵)..... عبد الله هو ابن مسعود رضى الله عنه وعلقمة هو ابن قيس النخعي، وإبراهيم هو ابن يزيد بن قيس النخعي، ووالد محمد هو فضيل بن غزوان الضبي، ومحمد بن أيوب هو ابن يحيى بن الضريس

(۳۶)..... هلال هو ابن أبي حميد الوزان، وابن الحمانى هو يحيى بن عبد الحميد، وأبو منصور النضروى هو العباس بن الفضل بن زكريا الضبي النضروى، وأحمد بن نجدة (سير ۵۷۱/۱۳)

والحدیث فی فتح الباری ۱/۳۸ وعزاه الحافظ لأحمد فی الإيمان من طریق عبد الله بن عكيم عن عبد الله به.

وقال الحافظ استاده صحيح وأخرجه الآجرى فی الشريعة (ص ۱۱۲) من طریق وكيع عن شريك به.

صبر نصف اور یقین عین ایمان ہے:

۳۸..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن محمد بن حسن بن داؤد علوی نے اور املا کروایا کہتے ہیں خبر دی ہے عبد اللہ بن محمد بن حسن نصیر آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن ہاشم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وکیع نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعلمش نے ابوضبیان سے انہوں نے علقمہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا۔

الصبر نصف الايمان واليقين عین ایمان ہے اور یقین عین ایمان ہے۔

یہ روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جو کمزور ہے مرفوعاً روایت ہے۔

ہم نے اسی مفہوم کے کئی شواہد حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اقوال روایت کئے ہیں وہ کتاب الایمان میں مذکور ہیں جو شخص ان سے واقف ہونے چاہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

۳۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں بیان

(۳۸)..... أبو الحسن محمد بن الحسين بن داود العلوی (ت ۳۰۵) (عبر ۱۲۹/۲)، ولینظر من هو عبدالله بن محمد بن الحسن النصیر آبادی، وعبدالله بن هاشم (ت ۲۵۵) (سیر ۳۲۸/۱۲)، وأبو ظبيان هو الحصين بن جندب، ووکیع هو ابن الجراح، وعبدالله بن هاشم هو الطوسي. والحديث علقه البخاری (الفتح ۴۵/۱)، وقال الحافظ ۳۸/۱: رواه الطبرانی بسند صحيح.

وأخرجه أبو نعيم في الحلية والبيهقي في الزهد من حديثه مرفوعاً ولا يثبت رفعه، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (۵۷/۱) رواه للطبرانی في الكبير ورجاله رجال الصحيح.

(۳۹)..... عمار هو ابن ياسر رضى الله عنه، وسفيان الغالب أنه ابن سعيد الثوري ويحتمل أن يكون ابن عيينة. والحديث في الترغيب والترهيب للأصبهاني رقم (۵۹) بترقيماً من طريق الحسين بن عبدالله الواسطي امام مسجد العوام عن عبد الرزاق عن معمر عن ابن إسحاق به مرفوعاً. فتح الباری ۸۲/۱ تعليقاً وقال الحافظ:

رواه أحمد بن حنبل في كتاب الإيمان من طريق سفيان الثوري ورواه يعقوب بن أبي شيبة في مسنده من طريق شعبة.

وزهير بن معاوية كلهم عن أبي إسحاق السبيعي عن صلة بن زفر به.

وهكذا روينا في جامع معمر عن أبي إسحاق

وكذا حدث به عبد الرزاق في مصنفه عن معمر

وحدث به عبد الرزاق بأخرة فرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم كذا أخرجه البزار في مسنده وابن أبي حاتم في العلل كلاهما عن الحسن بن عبدالله الكوفي. هو عندنا الحسين بن عبدالله الواسطي.

وكذا رواه البغوي في شرح السنة من طريق أحمد بن كعب الواسطي.

وكذا أخرجه ابن الأعرابي في معجمه عن محمد بن الصباح الصنعاني ثلاثتهم عن عبد الرزاق مرفوعاً

واستغربه البزار وقال أبو زرعة هو خطأ.

قال الحافظ :

هو معلول من حيث صناعة الإسناد لأن عبد الرزاق تغير بأخرة وسمع هؤلاء منه في حال تغيره إلا أنه مثله لا يقال بالرأي فهو في حكم المرفوع

وقد روينا مرفوعاً من وجه آخر عن عمار أخرجه الطبرانی في الكبير وفي إسناد ضعف.

قلت : قال الهيثمي في المجمع ۵۷/۱ في إسناده القاسم أبو عبد الرحمن وهو ضعيف.

علیٰ ابونعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا سفیان نے ابواسحق سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے عمار سے وہ فرماتے ہیں۔

ثلاثة من جمعهم فقد جمع الايمان. الا نفاق من الاقتار والانصاف من النفس. وبذل السلام للعالم.
تین صفات ہیں جو شخص اپنے اندران کو جمع کر لے اس نے ایمان کو جمع کر لیا تگدستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی ذات اور اپنے نفس کا انصاف و محاسبہ کرتا۔ اور سلام کرنے کو سارے جہاں کے لئے عام کرتا۔

۵۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحق نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے ہم سے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شیخ اہل مدینہ نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے عصا بن یسار سے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

تعال نؤمن ساعة. اولسنا مؤمنين.

آئیے ہم ایک لمحہ مؤمن ہیں اس نے پوچھا کہ کیا ہم مؤمن نہیں ہیں انہوں نے جواب دیا۔

بلى! ولكننا نذكر الله فنزداد ايمانا.

ہاں مؤمن تو ہیں لیکن ہم اللہ کی یاد کریں اور ہمارا ایمان زیادہ ہو۔

قرآن سے پہلے ایمان سیکھنا:

۵۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے۔ حجاج بن نصیر نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے حماد بن شیح نے ابی عمران الجونی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جندب بجلی سے انہوں نے فرمایا تھا:

كنا فتيانا حزاورة مع نبينا صلى الله عليه وسلم فتعلمنا الايمان قبل ان نتعلم القرآن ثم تعلمنا القرآن

فازدنا به ايمانا وانكم اليوم تعلمون القرآن قبل الايمان.

ہم لوگ مضبوط جوان تھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے ہم قرآن سیکھنے سے پہلے ایمان سیکھتے تھے اس کے بعد ہم قرآن سیکھتے تھے لہذا ہمارا ایمان زیادہ ہو جاتا اور تم لوگ آج ایمان سے پہلے قرآن سیکھتے ہو۔

ایمان کی تین صفات:

۵۲..... کہا (داؤد بن حسین بیہقی نے) حدیث بیان کی ہے ہم سے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابی حازم سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

(۵۰)..... أحمد هو ابن عبد الله بن يونس الكوفي.

والحديث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۱۶) عن أبي أسامة عن موسى بن مسلم عن أبي سابط قال: كان عبد الله بن رواحة يأخذ بيد النفر من أصحابه فيقول فذكره وقال الألباني: إسناده ضعيف لأن ابن سابط واسمه عبد الرحمن لم يدرك ابن رواحة فإن هذا مات في عهد النبي صلى الله عليه وسلم شهيداً في غزوة مؤتة.

(۵۱)..... جندب هو ابن عبد الله البجلي رضى الله عنه وأبو عمران هو عبد الملك بن حبيب، وحماد بن نجيع هو السدوسي.

والحديث أخرجه ابن ماجه (۶۱) عن علي بن محمد عن وكيع عن حماد بن نجيع وكان ثقة به دون قوله وإنكم اليوم تعلمون القرآن قبل الإيمان.

وقال البوصيري في الزوائد:

إسناده هذا الحديث صحيح رجاله ثقات.

(۵۲)..... أبو حازم هو سلمان الأشجعي الكوفي، وطلحة هو ابن مصرف ومنصور هو ابن المعتمر وإسرائيل هو ابن يونس.

قاتل قال هو: داود بن الحسين البيهقي.

ثلاث من الایمان . ان یحتلم الرجل فی اللیلة الباردة . فیکوم فیغتسل لایراه الا الله . والصوم فی الیوم الحار .
وصلاة الرجل فی الارض القلات لایراه الا الله .

تین صفات یا تین کام ایمان میں سے ہیں۔ سخت سردی کی رات میں کوئی آدمی خواب میں ناپاک ہو جائے پھر اٹھ کر غسل کرے حالانکہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ دوسرا سخت گرمی کے دن روزہ رکھنا تیسرے کسی انسان کا جنگل و بیابان میں نماز ادا کرنا جہاں اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔

ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے:

۵۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طرائکی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے اسماعیل بن عیاش حمصی نے عبد الوہاب بن مجاہد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ سے دونوں نے فرمایا۔

الایمان یزداد و ینقص .

ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

۵۴:..... اپنی سند کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بتائی ہے اسماعیل بن عیاش نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے حریر بن عثمان نے رجبی نے ابو حبیب حارث بن محمد سے ان ہوں نے ابو درداء سے انہوں نے فرمایا:
الایمان یزداد و ینقص - کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۵۵:..... اور اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہمیں اسماعیل بن عیاش نے حدیث بیان کی ہے صفوان بن عمرو سے عبد اللہ بن ربیعہ حضرمی سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ آپ نے فرمایا:

الایمان یزداد و ینقص

کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

۵۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن زیادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نصر تمار نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے اور خبر دی ہے ابو بکر اشانی نے خبر دی ہے طرائکی نے

(۵۳)..... والد عبد الوہاب ہو مجاہد بن جبر المکی، وأحمد هو ابن عبد الله بن یونس .

والحدیث أخرجه ابن ماجه (۷۴) عن أبی عثمان البخاری سعید بن سعید عن الهیثم بن خارجه عن إسماعیل یعنی ابن عباس به .

وقال البوصیری :

إسناد هذا الحدیث ضعیف .

(۵۴)..... الحارث بن مخمر أبو حبيب (الجرح ۳/۴۱)، (الثقات ۴/۱۳۱)، وأبو الدرداء هو عویمر رضی اللہ عنہ .

والحدیث أخرجه ابن ماجه (۷۵) عن أبی عثمان البکاری عن الهیثم بن إسماعیل بن عباس عن حریر بن عثمان الرجبی عن الحارث (بن مخمر) أظنه عن مجاهد عن أبی الدرداء به .

تنبيه : وقع فی ابن ماجه المطبوعة جریر بدل حریر وهو خطأ

(۵۵)..... عبد الله الصواب أنه ابن رافع الحضرمی، وصفوان بن عمرو هو : ابن هرم الحمصی .

والحدیث فی اللآلئ المصنوعة (۳۸/۱) وعزاه السيوطی للمصنف فی الشعب فقط .

کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حماد بن سلمہ نے ابوجعفر سے خطمی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد عمیر بن حبیب بن خماشہ سے انہوں نے کہا الایمان یزداد وینقص ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

ان سے پوچھا گیا اس کی کمی اور زیادتی کیا ہے انہوں نے جواب دیا۔

جب ہم اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور ہم اس سے ڈرتے ہیں یہ ایمان کی زیادتی ہے اور جب ہم غافل ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اور کوئی عمل ضائع کرتے ہیں یہ ایمان کا نقصان ہے۔ یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

۵۷..... ہمیں خبر دی ہے اشانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی طراکھی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن فضیل نے اپنے والد سے انہوں نے شاک سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے لقمہ سے کہ وہ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔

امشواہنا نزداد ایمانا۔

ہمیں لے چلو ہم ایمان بڑھائیں۔

خیانت کرنے والے کا ایمان گھٹ جاتا ہے:

۵۸..... مذکورہ اسناد کے ساتھ۔ ہمیں بیان کیا ہے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے کہتے ہیں بیان کیا ہے ہمیں وکیع نے سفیان سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے وہ فرماتے ہیں۔

مانقصت أمانة عبد ققط الا نقص من ایمانه

نہیں کم ہوتی کسی بندے کی امانت ہرگز مگر اس کا ایمان کم ہو جاتا ہے۔

یعنی امانت میں خیانت کرنے والے کا ایمان گھٹ جاتا ہے۔ (مترجم)

۵۹..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحق نے خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شیبان نے وہ کہتے ہیں خبر دی جریر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے عیسیٰ بن عاصم نے عدی بن عدی سے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اس

۵۶..... عمیر بن خماسة رضی اللہ عنہ ذکرہ الحافظ فی الإصابة، وأبو جعفر هو عمیر بن یزید الخطمی، وعفان هو ابن مسلم، وأبو نصر و عبدالملک بن عبدالعزیز التمار۔

الحدیث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۳)، والآجری فی الشریعة (ص ۱۱۱، ص ۱۱۲) من طریق حماد بن سلمة به۔

۵۷..... الحدیث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۰۳) عن ابن فضيل عن أبيه به۔

قال الإلبانی إسناده حسن۔

۵۸..... والدهشام: هو عروة بن الزبير الأسدي وسفيان يمكن أن يكون ابن سعيد الثوري أو ابن عيينة ووکیع هو ابن الجراح۔

الحدیث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۰) عن وکیع وأخرجه الأصبهانی فی الترغیب والترہیب (۲۵۶) بترقیمی من طریق الحسن بن علی بن صالح۔

تلاهما عن سفیان به۔

۵۹..... جریر هو: ابن حازم، وشيبان هو ابن فروخ الحبطی۔

الحدیث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۳۵) عن أبي اسامة عن جریر بن حازم عن عیسی بن عاصم به وقال الألبانی۔

سناده صحيح۔

کی طرف لکھا:

اما بعد فان للايمان حدودا وشرائع وفرائض من استكملها استكمل الايمان ومن لم يستكملها لم يستكمل الايمان
حمد و صلوة کے بعد! بے شک ایمان کی کچھ حدود ہیں اور طریقے ہیں اور احکام و فرائض ہیں جس نے ان کو مکمل کیا اس نے ایمان کو مکمل کیا
جس نے ان کو ادھورا چھوڑا اس نے ایمان ادھورا چھوڑا۔

ایمان قول و عمل ہے:

۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق نے کہ خبر دی بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد الصمد بن
حسان نے وہ کہتے ہیں ہمیں نزلایا سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا:

الايمان قول وعمل يزيد وينقص

ایمان قول و عمل ہے زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے۔

۶۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشعری نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن طرائفی نے کہ بات بیان کی ہم سے عثمان بن سعید نے فرماتے ہیں مجھے حدیث
بیان کی گئی، ہوں علی بن مدینی سے خلف بن خلیفہ سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے اس ارشاد الہی کے بارے میں:

ولكن ليطمئن قلبي (البقرہ ۲۶۰)

تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

مجاہد نے کہا:

ازداد ايماننا الى ايماني اپنے ایمان کی طرف ایمان کو زیادہ کرو۔

ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی سے۔

۶۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق نے انہوں نے کہا خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں
خبر دی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو ہلال نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بکر بن عبد اللہ مزی نے وہ کہتے
ہیں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض حواریوں سے کہا۔

ارني يدك قصير الايمان

اپنا ہاتھ مجھے دیکھائیے اے چھوٹے ایمان والے۔

یہ وہ وقت تھا جب وہ پانی پر چلے تھے اور ایک آدمی ان کے پیچھے لگا۔ اس نے اپنا پیر رکھا اور غوطہ کھایا (ڈوبنے لگا) عیسیٰ علیہ السلام نے اس
سے کہا ہاتھ یدک یا قصیر الايمان ادھر ہاتھ کراے کوتاہ ایمان والے۔

۶۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشعری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے

(۶۰) سفیان ہو ابن سعید الثوری، و عبد الصمد ذکرہ ابن حجر فی التعحیل (ص ۲۶۰)

(۶۱) لیث ہو ابن ابی سلیم، و علی ہو: ابن عبد اللہ بن جعفر المدینی.

و الحدیث أخرجه الطبري في التفسير (۵۱/۳) حلبی عن صالح بن مسمار عن زید بن الحباب عن خلف بن خلیفہ عن لیث بن ابی سلیم عن
مجاہد و ابراہیم بہ.

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۳۳۲/۱ و ۳۳۵)، (سعید بن منصور)، وابن جریر وابن المنذر والمصنف في الشعب.

(۶۲) الحدیث أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب اليقين (۲/ب. ۵/۳)

وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابو شہاب نے لیث سے عبد الرحمن بن سابط سے انہوں نے کہا۔

واللہ ما اری ایمان اهل الارض يعدل ایمان ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولا اری ایمان مکة ایمان عطاء۔
اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ اہل زمین کا ایمان ابو بکر کے ایمان کے برابر ہو سکے اور میں نہیں سمجھتا کہ اہل مکہ کا ایمان عطاء کے ایمان کے برابر ہو سکے۔

جبرائیل علیہ السلام کا ایمان:

۶۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بیہقی نے فرماتے ہیں خبر دی ہے ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن اسحاق نے بن ابی عباد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن عمر نے وہ فرماتے ہیں۔

کہ ابن ابی ملیکہ سے کہا گیا آپ کے ساتھ ایک آدمی بیٹھتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا ایمان جبرائیل علیہ السلام کے ایمان کی مثل ہے انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم اللہ نے جبرائیل کو ثناء میں فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (جبرائیل کے بارے میں)

انه لقلول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین وما صاحبکم بمجنون (تکویر ۱۹-۲۲)

بے شک قرآن معزز فرشتے کا کہا ہوا ہے۔ جو بڑا طاقتور ہے۔ عرش کے مالک کے نزدیک بڑا رتبہ والا ہے۔ اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ وہاں وہ امین (قابل اعتماد) ہے اور تمہارا رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہے دیوانہ۔

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو اتنی بڑی عظمت عطا کی ہے۔ (مترجم)

اور سمجھتے ہو کہ مہران کا ایمان وہ آدمی جو ہر وقت شراب میں مست رہتا تھا جبرائیل کے برابر ایمان کے ہے۔

۶۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب اصم انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو عتبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی بقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے عبد الملک بن ابی نعمان نے جو کہ شیخ تھے اہل جزیرہ کے وہ روایت کرتے ہیں میمون بن مہران سے وہ کہتے ہیں۔

کہ ایک آدمی نے ان سے تقدیر کے بارے میں منظرہ کیا۔ فرماتے ہیں وہ اسی بحث میں مصروف تھے کہ اچانک دونوں نے ایک عورت کے گانا گانے کی آواز سنی میمون نے فرمایا اس عورت کے ایمان کا حضرت عمران کی بیٹی مریم کے ایمان کے ساتھ کیا مقابلہ میمون کہتے ہیں جب انہوں نے اس سے یہ بھی بات کہی تو (شرمندہ ہو کر) چلا گیا اس پر مزید کچھ نہ کہہ سکا۔

۶۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بیہقی نے خبر دی ہے احمد بن محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موسیٰ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو بشر حلبی نے حسن سے انہوں نے کہا۔

لیس الایمان بالتحلی ولا بالضمی ولكن ما وقر فی القلب ودقاته الاعمال من قال حسنا وعمل غیر صالح ردہ

(۶۳)..... عطاء ہو ابن ابی رباح القرشی، ولیث ہو ابن ابی سلیم، وأبو شہاب ہو عبد ربہ بن نافع الحنات۔

(۶۴)..... یعقوب بن ابی عباد (الجرح ۸۳۸/۹)، (الثقات ۲۸۵/۹)، وابن ابی ملیکہ ہو عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ القرشی، ونافع

بن عمر بن عبد اللہ الجمحی (ت ۱۶۹) تہذیب۔

(۶۵)..... أبو عتبہ أحمد بن الفرج الحجازی (سیر ۵۸۳/۱۲)، ولینظر من هو عبد الملک بن ابی النعمان۔

اللہ علی قولہ ومن قال حسناً وعمل صالحاً رفعہ العمل.

ایمان بناوٹ سجاوٹ کا نام ہیں ہے اور نہ خوش امیدوں کا نام ہے ایمان وہ ہے جو دل میں جگہ کر لے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔
جو شخص بات اچھی کرے اور عمل غیر صالح کرے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قول پر ماردیتے ہیں اور جو شخص اچھی بات کرے عمل صالح کرے اس کے عمل بلند کر دے گا یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ (فاطر ۱۰)

اللہ تعالیٰ کی طرف پاک الفاظ چڑھتے اور بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اس کو وہی اوپر اٹھاتا ہے۔

امام حافظ ابوبکر بن ہثی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تحقیق ایمان کے بارے میں ہم اپنا قول محمد بن حنفیہ سے بھی روایت کر چکے ہیں اور عطاء بن ابی رباح سے اور حسن سے۔ ابن سیرین سے۔
عبید بن عمر سے وہب بن منیہ سے اور حبیب بن ابی ثابت سے اور دیگر مسلمان ائمہ سے مثلاً اوزاعی، مالک، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض،
امام شافعی، احمد حنبل، اسحاق بن ابراہیم حنظلی محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہم رحمہم اللہ۔

نماز ایمان میں سے ہے:

۶۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن الوعر و نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے
ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مسئلہ کے بارے میں جو انہوں نے کتاب السیر میں ذکر کیا ہے۔

الصلوۃ من الایمان نماز ایمان میں سے ہے۔

اور کہا ہے۔ ذبیحہ پر تسمیہ کے بارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بارے میں ناپسند نہیں کرتا کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کے ساتھ یہ بھی کہہ
صلی اللہ علی رسولہ (اللہ اپنے رسول پر رحمت نازل کرے) بلکہ میں اس کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ کا ذکر اور رسول اللہ پر صلوٰۃ ایمان
باللہ ہے اور اس کی عبادت ہے جس پر انشاء اللہ اجر دیا جائے گا جو کہے گا۔

ہم نے یوسف بن عبد الاحد سے روایت کیا ہے انہوں نے ربیع بن سلیمان سے وہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا فرماتے تھے۔

الایمان قول وعمل یزید وینقص لایمان

ایمان قول ہے اور عمل ہے کم زیادہ ہوتا ہے۔

۶۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے یوسف نے پھر اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں:

۶۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو علی حسین بن صفوان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبد اللہ بن محمد بن
ابی الدنیا نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے ابراہیم بن سعید نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے عبد الصمد بن نعمان نے وہ کہتے

(۶۶)..... لینظر من هو أبوبشر الحلبي.

والحدیث فی کنز العمال (۱۱) أخرجه ابن النجار والدیلمی وسعید بن منصور عن أنس.

(۶۷)..... أبو سعید بن أبی عمرو هو محمد بن موسى بن الفضل الصیر فی (ت ۳۲۱)، والربیع: هو ابن سلیمان بن عبد الجبار المرادی.

(۶۸)..... الزبیر بن عبد الواحد بن محمد الأسد أبا ذی أبو عبد الله (ت ۳۷۷) (سیر ۵/ ۵۷۰). ولینظر من هو یوسف بن عبد الواحد.

(۶۹)..... لینظر من هو أبو علی الحسین بن صفوان، وأبو الصمد بن نعمان، أما أبراہیم بن سعید فهو الجوهری، وعبد الله هو ابن محمد بن

عبید بن أبی الدنیا. والحدیث أخرجه ابن أبی الدنیا فی محاسبة النفس (۸۶) ومن طریقہ أخرجه المصنف.

ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے ہارون بربری نے عبداللہ بن عبید بن عمر سے انہوں نے فرمایا۔

الایمان قائد والعمل سائق والنفس حرون فاذا ونی قائدھا لم تستقم لسانقھا واذا ونی سائقھا لم تستقیم لقائد

ھا ولا یصح هذا الا مع هذا حتی تقدم علی الخیر الایمان باللہ مع العمل للہ والعمل للہ مع الایمان باللہ.

ایمان، آگے سے کھینچنے والا ہے اور عمل پیچھے سے ہانکنے والا۔ اور نفس اڑیل گھوڑا ہے جب اسے آگے کھینچنے والا ست ہو جاتا ہے وہ پیچھے سے ہانکنے والے سے سیدھا نہیں ہوتا اور جب پیچھے سے ہانکنے والا ست ہو جاتا ہے تو وہ آگے کھینچنے والے سے سیدھا نہیں ہوتا (دونوں باہم لازم ملزوم ہیں ایمان اور عمل صالح) ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ نفس خیر کا اقدام کرے ایمان باللہ، عمل للہ کے ساتھ اور عمل للہ ایمان باللہ کے ساتھ۔

قیصہ بن عقبہ ہارون سے اس اثر کا متابع لائے ہیں۔

۷۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صفانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعلیٰ بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسنان نے ضحاک سے اس ارشاد الہی کے بارے میں:

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ. (فاطر ۱۰)

ضحاک نے کہا:

العمل الصالح یرفع الکلام الطیب.

عمل صالح طیب کلام کو اونچا کرتا ہے۔

ایمان کی کمی اور زیادتی کی بابت احناف کا موقف

۱..... احناف کا موقف یہ کہ ہے ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ایمان نام ہے زبان کے اقرار دل کی تصدیق کا، تو اقرار و تصدیق دونوں خاص کیفیات ہیں، جو کہ زیادہ یا کم نہیں ہو سکتیں۔

البتہ مؤمن بہ کا اضافہ ہوتا ہے یعنی جن چیزوں یا امور سے ایمان لایا جاتا ہے وہ چیزیں اور ان کے ساتھ ایمان تو کم زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر ایمان جو کہ تصدیق قلبی ہے وہ تو بدستور ہے لہذا وہ کم زیادہ نہیں ہو سکتی۔

۲..... یہ ایمان اور اعمال دو الگ الگ چیزیں ہیں گونجات اخروی کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ دونوں اہم و ضروری ہیں لیکن اعمال صالحہ ایمان میں شامل یا اس کا حصہ نہیں ہے۔

یعنی ایمان تصدیق قلبی کے نام ہے اور اعمال احکامات شرعیہ کے مطابق اعضاء و جوارح کو استعمال کر کے بنیت رضاء الہی بنیت عبادت سرانجام دینے کا نام ہے۔ آیات قرآنیہ شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو دو مختلف اور الگ چیزوں کے طور کے پیش فرمایا۔

ان الذین امنوا و عملوا الصالحات کانت لہم جنت الفردوس نزلا (کہف) (ازمترجم)

(۷۰)..... الضحاک هو: ابن مزاحم الہلالی، وأبو سنان هو: سعید بن سنان الشیبانی الأصغر والحديث عزاه السيوطي في الدر المنثور

(۲۳۶/۵) لابن المبارك وسعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن الضحاک به.

ایمان کے بارے میں انشاء اللہ کہنا

۷۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عبید اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شعبہ نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا۔ انا مؤمن۔ میں مؤمن ہوں ابن مسعود نے فرمایا یوں کہوں۔ کہ میں جنت میں ہوں (یعنی میں جنت میں جاؤں گا) مگر ہم تو کہتے ہیں۔ ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

۷۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن علی بن دحیم نے شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اطلق زہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے علقمہ سے کہا۔ کیا تو مؤمن ہے اس نے جواب دیا میں امید کرتا ہوں انشاء اللہ۔ مصنف فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ بات صحابہ تابعین، سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے نقل ہے۔

اور ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا تم لوگ مؤمن ہو۔ تم لوگ اہل جنت ہو۔ اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ اہل فارس و روم کا زیادہ طبقہ جہاں تک تم دعوت لے کر بھیجے گئے ہو وہ جنت میں ہوں گے کیونکہ ان میں سے کوئی تمہارے لئے کوئی کام کر دیتا ہے تو تم اسے کہتے ہو۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ تم نے بہت اچھا کیا اللہ تجھے برکت دے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ. (سورہ شوریٰ آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ کر کے دیتا ہے۔

۷۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد موصلیٰ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عثمان بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے محمد بن عبد الوہاب نے کہ خبر دی ہے یعلیٰ بن عبید نے کہ ہمیں بات بتائی ہے اعش نے شقیق سے انہوں نے سلمہ بن سبرہ سے وہ کہتے ہیں حضرت معاذ نے ہمیں خطبہ دیا۔ پھر اس نے پورا خطبہ ذکر کیا۔ (جو پہلے ذکر ہو چکا ہے) حضرت معاذ کے خطبہ میں یہ بات ہے کہ وہ اس میں جماعت کو مخاطب کرتے ہیں کسی شخص معین یعنی خاص شخص کو نہیں۔ مگر دوران بات، استثناء کی طرف رجوع کرتے ہیں دخول جنت کے بارے میں اور یوں کہتے ہیں۔ انی لا طمع کہ میں امید کرتا ہوں۔

(۷۱)..... أبو العباس محمد بن أحمد بن محبوب المحبوبي (ت ۳۴۶) (الوافي ۴/۲، شذرات ۲/۳۷۴)

والحدیث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۲۲) عن غندر عن شعبة به

وقال الألباني موقوف صحيح الإسناد، وأخرجه عبد الرزاق (۲۰۱۰۶) عن معمر عن الأعمش عن شقيق به بنحوه.

(۷۲)..... محمد بن علي بن دحيم الشيباني هو أبو جعفر الكوفي سبق (۴)، وإبراهيم بن إسحاق الزهري.

(۷۳)..... أبو محمد الموصلي هو الحسن بن علي بن المؤمل بن الحسن بن عيسى.

أبو عثمان البصري هو عمرو بن عبيد الله، ولينظر من هو محمد بن عبد الوهاب، وسلمة بن سيرة (الجرح ۳/۱۲۲)، وشقيق هو ابن وائل.

والحدیث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۳۳) عن عبد الله بن إدريس عن الأعمش به.

وقال الألباني في سنده جهالة، سلمة بن سيرة أورده ابن أبي حاتم في الجرح (۲/۱۲۲) برواية شقيق فقط عنه وكذا أورده ابن حبان في

الفتا (۱/۷۳)

۷۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ السدیری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو حامد خسرو گوردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین خسرو گوردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ابو شیح حرائی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے کہا۔

حضرت عمر بن خطاب کو اطلاع پہنچی کہ ایک آدمی کو یہ زعم ہے کہ وہ مؤمن ہے آپ نے اس کے گور کو لکھا کہ اسے میرے پاس بھیجو جب وہ آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تو مؤمن ہے اس نے کہا اللہ کی قسم ہاں اے امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا تیرا ستیاناس ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا کیا آپ لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے تو تین قسم نہیں تھے؟ مشرک منافق اور مؤمن تو آپ ان میں کون سی قسم میں تھے۔ حضرت عمر نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا یہاں تک آپ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

۷۵..... اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے عثمان بن اسود نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا ایک آدمی یہ کہتا ہے میں نہیں جانتا کہ میں مؤمن ہوں یا نہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔ الذین یؤمنون بالغیب (بقرہ ۳) اللہ غیب ہے جو شخص غیب کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ اللہ کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے

امام بیہقی کا قول:

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ہے وہ جو ہم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے روایت کیا اور یہ ہے وہ جو حضرت عمرؓ کی تصویب اور درست قرار دینے کے بارے میں مسلامروی ہے۔ اور حضرت عطاء کا قول اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ مؤمن ہے یعنی اس بات کی طرف راجع ہے کہ فی الحال مؤمن ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

حلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ خاتمہ اور انجام کے خرابی کے خوف فی الحال بھی اپنے آپ کو مؤمن کہنے سے رک جانا اور باز آ جانا کسی بھی مؤمن کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر خدا نخواستہ یہ بات ہو جائے اور جو ایمان وہ مقدم کر چکا وہ ضائع ہو بھی جائے تو اب جو ایمان موجود ہے یہ بالکل معدوم تو نہیں ہو جائے گا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کا اجر ضائع ہوگا اور ثواب باطل ہوگا۔

شیخ حلیمی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے:

مؤمن کے نام کے اطلاق کا انکار سلف میں سے جس نے بھی کیا ہے تو اس کا بھی ایک مقام ہے جو اس کے لائق ہے اور شایان شان ہے اور وہ وہی ہے جو شیخ حلیمی نے کہا کہ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مؤمن ہوں۔ اور مؤمن رہوں گا۔ اور مؤمن ہی مروں گا۔ اور اللہ کو مؤمن ہی ملوں گا۔ انشاء اللہ بالکل نہیں کہتا۔

اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ بلکہ کہہ دے کہ میں جنت میں جاؤں گا اس لئے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں مر گیا وہ جنت میں ہوگا۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو اپنی زندگی کا ایک لحظہ یا ایک دن یا ایک سال مؤمن تھا وہ جنت میں نہیں ہوگا۔ تو اس سے ہم یہ سمجھیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے یہ بات اس شخص کے بارے کہی تھی جو اپنے ایمان پر تکیہ اور بھروسہ کر رہا تھا لہذا انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ اپنے

عام حالات اور عام اوقات میں مطلقاً مؤمن ہے وہ مؤمن ہی ہے، گا اور مؤمن ہی مرے گا، اپنے معاملے کو اس نے اللہ کے حوالے نہیں کیا۔ بہر حال کسی مؤمن کا یہ قول کرنا کہ میں اس وقت مؤمن ہوں یہ وہ قول ہے جس کو غلط نہیں کہا جاسکتا استثناء کرنا یعنی انشاء اللہ کہنا اس وقت صحیح ہوتا ہے جب مستقبل کے بارے میں خصوصاً خبر ہو اس وقت مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ کی بارگاہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ایمان پر مجھے پکار کھنکے کا احسان فرمائیں گے اور اپنی عطا کردہ ہدایت مجھ سے نہیں چھینیں گے۔

حلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استثناء کرنے اور انشاء اللہ کہنے کے لئے ایک مقام اور ہے جہاں وہ صحیح ہے اور بہت بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کو نہ ایمان کے کمال کی طرف راجع کیا جائے نہ ہی اس کی اصلی اور بنیاد پر مثال کے طور پر جیسے ایک آدمی نے حضرت قتادہ سے سوال کیا امومن انت؟ کیا آپ مؤمن ہیں حضرت قتادہ نے (جواب میں یہ نہیں کہا کہ میں مؤمن ہوں بلکہ یہ) کہا بہر حال میں اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں، اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور اچھی و بری تقدیر پر۔ باقی رہی مؤمن کی وہ صفت اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر سورۃ انفال میں فرمایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں ہوں یا نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے وہ آیات تلاوت کیں (جن کا مفہوم یہ ہے) مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان زیادہ کر دیتی ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ مؤمن وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ہم نے جو انہیں رزق دیا ہے خرچ کرتے وہی لوگ سچے مؤمن ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجے اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔

حضرت قتادہ نے واضح فرمایا کہ وہ ایسا ایمان لائے ہیں جو اسے کفر سے دور کرتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے وہ اوصاف و صفات مکمل کر لی ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے مؤمن قوم کے لئے بیان فرمائی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور درجات واجب فرمائے ہیں۔ یہ بات غیر یقینی تھی ان کے لئے ایمان کی تکمیل کے وہ صفات جس کے لئے درجات واجب ہوتے ہیں وہ حاصل کر سکے ہیں یا نہیں۔ اس بات میں شک انہیں نہیں تھا کہ ایمان پر ہوتے ہوئے کفر کی کیفیت سے بالکل دور ہیں جس سے عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ جو شخص مذکورہ دونوں جگہوں میں سے کسی ایک موقع پر استثناء یعنی انشاء اللہ کہتا ہے وہ شک کرنے والا نہیں ہے۔

حافظ ابو بکر بہیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے یہی مفہوم حسن بصری سے بھی روایت کیا ہے۔

۷۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو احمد حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد شاذان ہاشمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نصر مقری زاہد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن عبد الجبار حمصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ بن ولید نے تمام بن حجاج سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حسن بصری سے ایمان کے بارے پوچھا انہوں نے فرمایا ایمان دو ہیں اگر تم مجھ سے ایمان باللہ یعنی اللہ کے ساتھ ایمان اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں، جنت، جہنم، مر کر دوبارہ اٹھانا۔ حساب و کتاب کے بارے پوچھتے ہو تو میں اس مذکورہ معنی اور مفہوم میں مؤمن ہوں۔ اور اگر آپ کا سوال ہے اس ایمان کے بارے میں جس ایمان کے حاصل ہونے کے لئے یہ صفات اللہ نے بیان کی ہیں کہ مؤمن وہ لوگ ہیں جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ڈر جاتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے یہ آیات اولنک ہم المؤمنون حقانک پڑھیں۔ (انفال ۳)

تو اللہ کی قسم میں بھی نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

۷۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیہ نے۔ خبر دی ہے ابو احمد بن اسحاق حافظ نے وہ کہتے ہیں اس نے ابو العباس ثقفی سے سنا وہ فرماتے تھے

کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ فرماتے تھے یہی قول ہے، جو سنت اور ائمہ اسلام سے ماخوذ ہے پھر انہوں نے حکایت کی اور فرمایا۔
کہ ایمان زیادتی کو قبول کرتا ہے اور ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے۔ نماز ایمان میں سے ہیں۔ زکوٰۃ ایمان میں سے ہے۔ حج ایمان میں سے ہے۔ راستہ سے تکلیف دینے والی چیز دور کرتا ایمان میں سے ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے نزدیک اس نام کے ساتھ مؤمن ہیں جو اللہ نے ان کا نام رکھا (یعنی سورۃ حج میں ہو سما کم المسلمین اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے) وہ مؤمن ہیں۔ اقرار میں اور حدود میں۔ وراثتوں اور ہم نہیں کہتے سچے مؤمن ہیں اور یہ بھی نہیں کہتے کہ عند اللہ مؤمن ہیں، اور یہ بھی نہیں کہتے کہ جبرائیل اور میکائیل کے ایمان کی طرح (ہے ہمارا ایمان) اس لئے کہ ان دونوں کا ایمان مقبول ہے۔ امام حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت وکیع سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔

میں مؤمن ہوں۔ اور اہل قبلہ سارے مؤمن ہیں نکاح میں۔ خون بہا دینے میں میراث میں۔ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں اللہ کے نزدیک مؤمن ہوں۔ اس سے مراد اللہ اعلم۔ یہ ہے کہ اللہ عزوجل جانتے ہیں کہ اس کا معاملہ مستقبل میں کیا ہوگا؟ اور وہ نہیں جانتا تو جو چیز معلوم نہیں اس کا معاملہ اس کے جاننے والی ذات کے سپرد ہوگا۔ لہذا وہ اس کی خبر دیتے تھے جس حالت پر وہ فی الحال تھے توفیق کی عنایت اللہ کی طرف سے ہے۔

ایمان کے الفاظ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذ قال ابراهيم لابيہ وقومه انی براء مما تعبدون الا الذی فطر نی فانه، سہیدین

وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ۔ (زحرف ۲۶-۲۷)

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا بس وہی مجھے راہ دیکھائے گا۔ اور بنا دیا اس کو ایک باقی رہنے والی بات ان کی اولاد میں تاکہ وہ رجوع نہ رہیں۔

یہ بھی کہا کیا کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ کا قول ہے۔

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر چکے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا ہا عصموا منی دماء ہم واموالہم

الا بحقہا وحسابہم علی اللہ۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ کہنے لگ جائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب وہ یہ کہیں تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے اور حساب و کتاب ان کا اللہ کے ذمہ ہوگا۔

۷۸..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحیم بن منیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عبد الحمید نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاعطین الراية غدار جلا يحب الله ورسوله يفتح الله عليه.

میں صبح جہاد کا جھنڈا ضرور ایک آدمی کو دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیں گے۔
سہیل فرماتے ہیں میرا خیال ہے وہ خیر کا موقع تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

میں امارت کو کبھی پسند نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اس دن (ضرور رشک کیا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں امیر مقرر فرمایا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں سے جہاد کرتی کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اگر وہ یہ کریں تو انہوں نے تم سے بچا لیا اپنے خون کو اور مالوں کو مگر اس کے حق ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو دوسرے طریق سے سہیل سے روایت کیا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

۷۹:..... مجھے خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی ہے ابو العباس اہم نے خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
ایمان کے اقرار کی دو وجہ ہیں۔ جو شخص بت پرست ہے۔ اور جو بے دین ہے اور دین نبوی کا دعویٰ دار ہے۔ جب وہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بس اس نے ایمان کا اقرار کر لیا جب اس اقرار سے پھر جائے قتل کر دیا جائے گا۔

اور جو شخص دین یہودیت اور نصرانیت پر ہے یہ لوگ دین موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے دعویٰ دار ہیں، حالانکہ وہ اس میں تبدیلی کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی کتاب میں ان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان کا عہد لیا جا چکا مگر وہ ان کے ساتھ ترک ایمان کی وجہ سے کفر کر چکے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کے باوجود اس کے دین کی اتباع یہ اللہ پر جھوٹ ہے۔

مجھ سے کہا گیا ہے کہ ان لوگوں میں وہ بھی ہیں جو دین محمد پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں اور اس بات کی شہادت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ بالفرض اگر ان میں کوئی ایسا ہو اور ان میں سے کوئی ایک یہ کہے اشہدان لا الہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ۔ تو صرف کہنے سے وہ شخص ایمان کے اقرار کا مکمل کرنے والا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے یا فرض ہے اور اظہار برأت کرے اس سب کچھ سے جو دین محمد کے خلاف ہے یا دین اسلام کے خلاف ہے جب وہ یہ کہے بس وہ ایمان کا اقرار مکمل کر لیا امام شافعی نے اس میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

اس مذکورہ تفصیل پر قیاس کرتے ہوئے ہر وہ شخص جو احتمال رکھنے والے کلام کا تلفظ کرے تو یہ اس کی طرف سے ایمان کا صریح اقرار نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ ایسی کلام کا تلفظ کرے جو اس کو احتمال کی حد سے نکال دے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے مفصل کلام کیا ہے۔

کبھی مشہور قول لا الہ الا اللہ کے بغیر بھی ایمان منعقد ہو جاتا ہے جب ایسے الفاظ لے آئے جن سے معروف قول کا مفہوم ادا کر دے ہم نے جو آیت ذکر کی ہے اس میں اس پر دلالت موجود ہے۔

حالانکہ تحقیق ہم روایت کر چکے ہیں مقداد بن اسود کی حدیث میں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں کسی کافر سے ٹکراؤں وہ مجھ سے قتال کر لے اور تلوار میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر وہ بھاگ کر مجھ سے کسی درخت کے ساتھ پناہ لے لے اور یہ کہے کہ میں اللہ کے لئے اسلام لایا ہوں کیا اس کے یہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کر۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ تو میرا ہاتھ کاٹ چکا ہوگا۔ اس کے بعد یہ کہہ رہا ہوگا کیا میں اسے قتل کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کو قتل نہ کر۔ اگر تم نے اسے قتل کیا تو وہ ترے اس مقام پر ہوگا جس مقام تو اس کو قتل کرنے سے قبل تھا۔ اور تو اس کے اس مقام پر ہوگا جس پر وہ کلمہ پڑھنے سے قبل تھا۔

۸۰:..... ہمیں اسی کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن ابراہیم نے بن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے لیث نے ابن شہاب سے انہوں نے عطا بن یزید لیثی سے انہوں نے عبد اللہ بن عدی بن خیار سے انہوں نے مقداد بن اسود سے انہوں نے کہا یا رسول اللہ..... پھر اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

بخاری۔ مسلم نے اس کو اپنی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

اور ہم نے روایت کیا ہے عقبہ بن مالک کی حدیث میں شبیرہ کی قصہ میں مقداد کے قصہ کے ساتھ علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہانی مسلم جب کہ میں مسلمان بھی ہوں۔ پھر آگے اس سے وہی ذکر کیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعراض منقول تھا اس کے قاتل سے اور آپ کا یہ فرمان بھی کہ:

ان الله ابى على من قتل مؤمنا
بے شک اللہ نے مجھ پر انکار کیا ہے اس شخص کی مغفرت سے جو شخص کسی مؤمن کو قتل کرے۔

فصل:..... جو شخص مسلمان کو کافر کہے

۸۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الولید فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن بشر اور عبد اللہ بن نمیر نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن عمر نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا كفر الرجل اخاه فقد باء بها احدهما

جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک اس کفر کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔

(یعنی ایک ضرور اس کا مصداق ہو جاتا ہے)۔

(۸۰)..... فتح الباری ۳۲۱/۷ (۴۰۱۹) عن أبي عاصم عن ابن جريج عن الزهري به.

ومن طريق ابن أخي ابن شهاب عن عمه به، ومسلم ص (۹۵) من طريق الليث عن ابن شهاب به قوله وروينا في حديث عقبة بن مالك..... الخ
مجمع الزوائد ۲۶/۱ و ۲۷ وقال الهيثمي رواه الطبرانی في الكبير وأحمد وأبو يعلى إلا أنه قال عقبة بن خالد بدل عقبة بن مالك ورجاله
ثقات كلهم.

وانظر المستدرک ۱۹/۱. البيهقي ۲۲/۸، ۱۱۶/۹

الطبرانی في الكبير ۳۵۶/۱۷. ابن أبي شيبة ۱۰/۱۲، ۳۹۸/۱۲. أحمد ۱۱۰/۴، ۲۸۹/۵. تهذيب الكمال للمزني ص ۸۸۳.

(۸۱)..... الحسن بن سفیان (ت ۳۰۳) (سید ۱۵۷/۱۳)، محمد بن بشر هو: ابن الفرافصة الكوفي والحديث أخرجه مسلم ص ۷۹

مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن دینار کی ایک روایت میں ابن عمر سے مروی ہے۔

ان کان کما قال والارجعت الیہ۔

اگر وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ اس نے کہا تو (ٹھیک ہے) ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔
قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

علیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات جب کوئی مسلمان مسلمان کے بارے میں کہتا ہے تو یہ دو وجوہ پر ہوتا ہے۔ اگر کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ وہ دین جس کا یہ معتقد ہے وہ کفر ہے تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ باطنی طور پر کافر ہے لیکن ظاہری طور پر بطور منافقت ایمان کا اظہار کرتا ہے تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا اور اگر کسی بات کا ارادہ نہ کرے تب بھی کافر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس کو تہمت لگائی ہے اس چیز کے بارے میں جس کو وہ فی نفسہ خود نہیں جانتا۔

امام بیہقی کا قول:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں اس وقت کہا تھا جب انہوں نے مکہ میں خطبہ کھینچ کر رسول اللہ کا راز افشا کیا تھا۔

دعنی اضرب عنق هذا المنافق۔

چھوڑیے مجھے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔

حضرت عمر نے اس کو منافق قرار دیا تھا جب کہ وہ درحقیقت منافق نہیں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تصدیق فرمائی تھی اس کی اس بات کے بارے میں جو اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی تھی۔

اور حضرت عمر اس کی وجہ سے کافر نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے حاطب کو کفر کی نسبت ناول کے ساتھ کی تھی۔ اور حضرت عمر کا موقف وہ تھا جس احتمال تھا۔

باب تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات

مقلد وہ ہوتا ہے جو چاہے دین بنا لیتا ہے اس لئے کہ اس کا دین اس کے باپ دادا سے اور رشتے داروں کا دین ہوتا ہے (عالم مصنف کی مراد اس سے باپ دادے کی رسومات کے پیروکار لوگ ہیں)

اور اس کے اہل شہر کا دین ہے اس کے پاس اس کے سوا کوئی حجت کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

مشکوٰۃ شخص ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسلام کا عقیدہ رکھتا ہوں اور اہل اسلام کی تابعداری کرتا ہوں مگر صرف اپنی ذات کی بچاؤ کے لئے اس لئے کہ اگر یہ حق ہوا تو میں کامیاب ہو جاؤں گا اور اگر یہ سچ نہ ہوا تو میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے فرماتے ہیں۔

وہ مؤمن جو تقلید نہیں کرتا دو طرح پر ہے۔

ایک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو دلائل و براہین کے ساتھ معرفت تامہ کے ساتھ پہچانتا ہے۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے بارے کوئی شک نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صدق پر دلالت کرنے والے دلائل کے ساتھ پہچانتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا اعتراف کرتا ہے اور رسول اللہ کی طرف سے ان تمام احکامات کو دل سے قبول کرتا ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ اور ان تمام امور کے اندر جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ہے یا جن امور سے اسے روکا ہے اس میں رسول کی رضاقت کے ساتھ وہ شخص اپنے آپ کو رسول اللہ کے تابع کر چکا ہوتا ہے۔

اور دوسرا وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کے نبی کی نبوت پر حجت قائم ہو جانے کے بعد اللہ کے نبی کی دعوت کی اجابت کرنے دعوت کو قبول کرنے کے لئے اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ حلی نے اس کے بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ۔ پھر دیکھا جائے گا اگر وہ شخص مؤمن اس ایمان لانے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں کوئی الحادو بے دینی کرتا تھا تو اس کا نیا ایمان اس الحاد کو ترک کرتا ہوگا نبی کریم کے فرمان اور دعوت کی وجہ سے۔

اور اگر اس سے پہلے بے دین تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ عالم کا کوئی صانع نہیں کوئی بنائے والا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی حالت پر ہے جس پر اس وقت ہے۔ تو ایسے شخص کے ایمان کی وجہ اللہ کے نبی کی دعوت ہوگی۔ وجود باری تعالیٰ کے بارے میں پیغمبر اسلام کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے ذکر فرمایا کہ عالم کے لئے ایک اللہ ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے۔ وہ قادر ہے کوئی شئی اس کو عاجز نہیں کر سکتی۔ عالم ہے۔ حکیم ہے۔ وہ اس وقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا اپنے ماسوا پر موجود شئی کو اس نے از سر نو بنایا۔ اور اس کو اختراع کیا اور ایجاد کیا مگر بغیر اصلی اور مادے کے اور اس نے رسول کو لوگوں کے پاس بھیجا تا کہ ان کو اس کی معرفت کرائے۔ اور ان کو اس کی مخلوق کے آثار و نشانات سے جنہیں وہ دیکھ رہے ہیں۔

بتلا فرمائے اور وہ اس سے سمجھ حاصل کریں۔ اور تاکہ وہ رسول لوگوں کو اللہ کی اطاعت و عبادت کی دعوت دے۔ اور اس رسول کی سچائی پر دلالت و رہنمائی وہ امور ہیں جن کے ساتھ اس کی اس نے تائید کی ہے جو کہ گونا گوں قسم کے ہیں جو اس طرح ہیں کہ لوگ ان کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ سب ان کی مثل لانے کے لئے ایک دوسرے کے معاون بھی ہو جائیں۔

پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی و منطقی دلائل

(عقل کے ساتھ سوچئے کہ) جب ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہے جو تم سب کی طرح بشر ہے وہی بشریت تمہارے اندر بھی ہے اس کے اندر بھی۔ پھر تمہاری اس کی مٹی پانی ہوا ایک ہے شہر ایک ہے (اسی شہر میں تم رہتے ہو اسی میں وہ رہتا ہے۔ اسی دھرتی پر تم رہتے ہو اسی پر وہ۔ اسی ہوا میں تم سانس لیتے ہو اور اسی میں وہ۔ وہی پانی تم پیتے اور وہی وہ کہ اس تمام وحدت و یگانگت کے باوجود وہ ایک بات میں تم سے مختلف ہے کہ وہ کہتا ہے اس کو آسمانی تائید حاصل ہے تاکہ اس کی سچائی پر دلالت ہو۔ جب کہ وہ اس کے علاوہ کسی بھی چیز میں لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی مختلف نہیں ہے۔ اس کو کھانے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو ہے۔ اس کو پینے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو ہے۔ اور عادت کے مطابق وہ کسی شے پر الگ سے قدرت نہیں رکھتا صرف انہیں اشیاء پر قدرت رکھتا ہے جن پر سب قدرت رکھتے ہیں جس چیز سے سب عاجز ہیں وہ بھی عاجز ہے۔ (مگر اس سب کچھ کے باوجود اس کے پاس ایک ایسا پیغام ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ اس کو ایسی تائید حاصل ہے جو کسی کو نہیں)، تو پھر ضروری ہے عقلی اور منطقی طور پر کہ سب لوگ یہ جان لیں کہ یہ اس اللہ واحد کا فضل ہے جس نے اس فضل کے ساتھ صرف اسی کو مختص کر لیا ہے۔ ورنہ وہ شخص تو ان امور کے اندر جو امور عادیہ میں سے نہیں ہیں سب لوگوں کی طرح عاجز ہے۔ پھر اگر وہ عاجز ہے ان چیزوں سے اور اس کے پاس موجود ہو جائیں اور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائیں۔ باوجود یہ کہ وہ اس کے کرنے کی نہیں ہیں بلکہ اس کے سوا کسی اور ہستی کی

صنعت ہیں۔ اور عقلی طور پر یہ بھی ممنوع بات ہے کہ وہ ہستی اس کی ہم مثل اور ہم جنس بھی نہ ہو۔ اور قدرت و طاقت میں اس کی نظیر بھی نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر ایسے خلاف عادت امور کا ظہور اور وجود اس سے بھی اسی طرح محال ہو گا جیسے اس سے محال ہے۔

لیکن یہ جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ اس شخص کے پیچھے کسی عظیم صانع کا ہاتھ ہے جو اشیاء کائنات میں ایسی قدرت اور ایسی قوت سے تصرف کرتا ہے جس قوت اور قدرت کے ساتھ بڑے بڑے صنعت کار اور مشاہدہ کرنے والے کارگیری نہیں کر سکتے جیسے اس کی صنعت و کارگیری مخلوق کی صنعت کے مشابہ نہیں۔ ایسے ہی وہ خود بھی ان سے مشابہ نہیں بلکہ بے مثل ہے۔

اور ایسے ہی اس پر نقص اور کمی کا تصور جائز نہیں جیسے مخلوق پر ہے۔ اثبات صانع پر اس کی حجت قائم ہو چکی ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی ذات سے جاہل یا غیر معترف ہیں چنانچہ پیغمبر اسلام کی رسالت کا اثبات اسی ذات لایزال کی طرف سے ہے جو شخص جھک جائے اس کی حجت کے لئے۔ اور سچا مان لے اس کو اس کے تمام فرامین میں اور جو شخص اس کی تمام دعوت کے ساتھ ایمان لے آئے۔ اس کے لئے اثبات رسول اور اثبات مرسل ایک ساتھ ایک ہی مقام میں ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اور رسول دونوں کا اثبات و اعتراف اور دونوں کے ساتھ ایمان ایک ساتھ ہو جائے گا۔

یہ وجہ ہے ایمان باللہ کی رسول اللہ کی دعوت کی اجابت کرنے کے لئے یہ اجابت حجت و دلیل کے ساتھ ہے۔ اور انبیاء اور رسل کی دعوت کو قبول کرنے والے عام لوگوں کا ایمان اسی وجہ سے ہے۔

پھر رسول اللہ کے بعد لوگوں میں وہ لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے بعد میں بھی متنبہ کیا۔ اور خود بھی غور و فکر کیا اور بحث و تحقیق کی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے دلائل کی بصیرت عطا کی جس نے اس کی کمر مضبوط کر دی۔ چنانچہ انہوں نے پیغمبر کے دین کی حفاظت کی اور ان کا یقین مضبوط ہوا اور انہوں نے اس علم کو تلاش کیا اس قدر جس سے پیغمبر کی دین کی نصرت ہوئی ہے جس سے اس کے اعداء اور دشمنوں سے مجادلہ و مناظرہ کر سکے اور اس کے دفاع کے لئے کھڑا ہو سکے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شاہ حبشہ کے سامنے تقریر:

۸۲..... ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مرقی نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وہب بن جریر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور حدیث بیان کی ہے انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے انہوں نے ام سلمہ زوجہ رسول سے فرماتی ہیں کہ اہل مکہ نے جب رسول اللہ کو پریشان کیا۔ اور اس کے اصحاب بھی پریشان ہوئے تو آپ نے انہیں ارض حبشہ کی طرف چلے جانے کا اشارہ دیا۔ پھر انہوں نے لمبی حدیث ذکر کی ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ کہ نجاشی (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بات کی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ ہم ان کے دین پر تھے یعنی اہل مکہ کے دین پر۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک رسول بھیجا ہم جس کا نسب پہچانتے ہیں اور اس کی سچائی، اس کی پاک دامنی پہچانتے ہیں۔ اس نے ہمیں یہ دعوت دی کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں۔ اور ہماری قوم اور دیگر لوگ جو اللہ کے سوا عبادت کرتے ہم وہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں اچھائی اور نیکی کرنے کا حکم دیا۔ برائی سے ہمیں روکا۔ ہمیں نماز کا حکم دیا۔ روزہ کے رکھنے اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔ اور اخلاق حسنہ کی تمام اقدار کا حکم دیا۔ اور ہمارے سامنے اس نے قرآن کی تلاوت کی جسے وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں جس کے مشابہ کوئی شئی نہیں ہے۔ ہم نے اس رسول کی تصدیق کی اور اس کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم اس کے

ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے پہچان لیا ہے کہ وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ اللہ عزوجل کی طرف سے حق سچ ہے۔

اس کے بعد ہماری قوم نے ہم سے بایکٹ کر لیا ہے۔ اور ہمیں ایذا آزمائش سے دوچار کر دیا ہے جب ہمیں اتنا ستایا گیا جس کی برداشت کی ہمارے اندر سکت نہ تھی تو ہم نے ہمارے نبی نے تمہارے ملک کی طرف نکل جانے اور ہجرت کر جانے کا حکم دیا ہے۔ آپ کو انہوں نے آپ کے ماسوا پر ترجیح دی ہے تاکہ آپ ہمیں ان کے مظالم سے نجات دلائیں۔

نجاشی نے پوچھا۔ کیا تمہارے پاس اس کتاب میں سے کچھ ہے جو ان پر نازل ہوئی ہے۔ تاکہ تم میرے سامنے اس میں سے کچھ پڑھو۔ حضرت جعفر نے جواب دیا۔ ہاں ہے چنانچہ انہوں نے سورہ مریم ان کے سامنے پڑھی۔ حضرت جعفر کی تلاوت کے بعد نجاشی رو پڑے۔ یہاں تک کہ روتے روتے اس کی داڑھی بھیگ گئی۔ اور اس کے ارکان سلطنت بھی رو پڑے اور ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا۔ بے شک یہ کلام اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔

آپ ﷺ کی نبوت پر کھجور کے درخت کی شہادت:

۸۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عباس بن محمد دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن عبد الوہاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے سماک سے انہوں نے ابوضیان سے انہوں نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ کیونکر نبی بن گئے ہیں؟

آپ نے فرمایا یہ بتا کہ اگر میں ان کھجوروں میں سے کسی کو بلاؤں اور وہ میری بات مان لے تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ بولا ہاں۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور کے درخت کو بلایا۔ کھجور نے آپ کی بات مان لی۔ پھر وہ شخص یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور اسلام لے آیا۔ اس حدیث کو محمد بن سعید اصفہانی نے اسی طرح روایت کیا ہے شریک سے جو اس سے زیادہ مکمل ہے اور اس کو اعمش ابی ضبیان سے بھی روایت کیا ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوة میں اس کے کئی شواہد ذکر کئے ہیں۔ اور ہم نے اس شخص کا ایمان ذکر کیا ہے۔ جو اس وقت ایمان لایا جب وہ نبی کریم کی سچائی پر واقف ہو گیا اور آپ کے معجزے پر جس سے آپ کے فرمان کی سچائی کھل جاتی ہے۔

۸۴..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں۔ خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن یوسف سلمی نے وہ کہتے ہیں۔ حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے جعفر بن برقان نے عمر بن عبد العزیز سے کہ ایک آدمی نے ان سے کھجور کی بابت سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

علیک بدین الا عرابی والغلام فی الكتاب والہ عمن سواہ

لازم پکڑ دینا یہی بات کا ایمان اور لڑکے کا ایمان کتاب میں اور چھوڑ دے اس کو جو اس کے سوا ہے۔

(۸۲)..... جعفر بن ابی طالب، ووالد وہب وھو جریر بن حازم، ونصر بن علی ھو ابن نصر الجهضمی الصغیر والحديث أخرجه أحمد (۲۰۱/۱ و ۲۰۳) من طریق ابی بکر بن عبد الرحمن بہ.

(۸۳)..... سماک ھو: ابن حرب الکوفی، وشریک ھو ابن عبد اللہ القاضی، ومحمد بن سعید ھو ابن سلیمان بن الأصبھانی والحديث أخرجه المصنف فی الدلائل (۱۵/۶) من طریق محمد بن سعید الأصبھانی عن شریک بہ وانظر المستدرک (۲/۲۲۰)

وقوله ورواہ أيضاً عن الأعمش عن ابی ظبیان انظر الدلائل (۱۵/۶)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ ہے وہ جو عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا اور ان کے سوا سلف نے علم کلام کے مسائل میں غور کرنے سے نہی کے بارے میں۔ یہ اس لئے کہا کہ انہوں نے دیکھا سمجھا کہ مسائل کلام میں گھسنے کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہے دین کی صحت کی تین اور توضیح کے لئے۔

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلائل و براہین کے ساتھ تائید یافتہ بنا کر بھیجے گئے تھے اور ان صحیح براہین کا مشاہدہ انہیں لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے ان کا مشاہدہ کیا، اور ان کا مکمل پیغام اور وہ لوگ جن کو وہ بھیجا وہ ایک ساتھ اثبات تو حید و نبوت کے لئے کافی وافی تھا دوسری چیزوں کی نسبت سے انہوں نے امن اور سلامتی نہیں سمجھی کہ لوگ علم کلام میں فراخی پیدا کریں، اور لوگوں میں وہ شخص بھی ہوگا جس کی عقل کامل نہ ہوگی اور رائے کمزور ہوگی لہذا بعض گمراہوں کی گمراہی کے جال میں پھنس جائے گا۔ اور بے دینوں کے شبہات میں، اور اس سے نکلنے کی استطاعت بھی نہ رکھے گا جیسے کمزور آدمی جو تیرے میں ماہر نہ ہو جب گہرے پانی میں گر جائے غرق ہونے سے محفوظ نہیں ہوتا اور اس سے چھٹکارے پر قدرت بھی نہیں رکھتا۔

اور علم کلام سے منع بھی نہیں کیا کہ ذاتی طور پر وہ مذموم ہے یا غیر مفید ہے۔

اور وہ علم کیسے مذموم اور مائل نفرت ہو سکتا ہے؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک رسائی حاصل کی جائے اور اللہ کی صفات کے علم اور اس کے رسولوں کی معرفت حاصل کی جائے اور سچے نبی اور چھوٹے نبوت کے دعویدار ہیں جس کے ذریعے فرق کیا جائے۔

لیکن کمزوروں پر ان کے ڈرنے اور شفقت کرنے کی وجہ سے منع کیا تا نکہ ایسا نہ ہو کہ وہ جو چاہتے ہیں علم کلام سے وہاں تک نہ پہنچ سکیں اور گمراہ ہو جائیں۔ لہذا اس علم کے ساتھ اشتغال سے روکا اور منع کیا ہے۔

علم کلام کے بارے فیصلہ کن بات:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اللہ کے دشمنوں کے خلاف تیاری کرنے کے لئے علم کلام سیکھنے پر ابھارنے اور براہیختہ کرنے کے لئے تفصیلی بحث کی ہے۔

شیخ حلیمی کے علاوہ بعض اہل علم کا لوگوں کو علم کلام میں اشتغال سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل السنّت والجماعت کے اسلاف رسولوں کے معجزات کے ساتھ اکتفا کرتے تھے جس طریقے سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ سلف اہل السنّت کے زمانے میں علم کلام کے ساتھ اہل بدعت اشتغال رکھتے تھے۔ لہذا اہل السنّت اہل بدعت کے کلام کے ساتھ اشتغال رکھنے و مصروف ہونے سے منع کرتے تھے پھر اس پر طرہ یہ کہ اہل بدعت اس بات کے دعویدار تھے کہ اہل السنّت کے مذہب اپنے اصول میں عقل کے خلاف ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک جماعت کو غور و فکر کرنے اور استدلال کے لئے مقرر فرمادیا انہوں نے کلام میں مہارت حاصل کی اور روشن دلائل اور حجت باہرہ کے ساتھ بیان کر دیا کہ اہل السنّت کے مسالک عقل کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں جیسے کہ وہ ظاہر کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ ہر چیز کا اثبات و ایجاب کتاب و سنت سے ہوتا ہے ان امور میں بھی جن میں عقلاً جائز ہے کہ غیر واجب ہوں۔ عقل سے اثبات و ایجاب نہیں ہوتا۔ یہ سب بات ہے کہ سلف میں وہ لوگ بھی تھے جو علم کلام میں مہارت حاصل کرتے اور اس کے ذریعے اہل بدعت کا رد کرتے تھے۔

۸۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن معقل نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حرمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن وہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے مالک نے کہ وہ ایک دن عبد اللہ

بن یزید بن ہر مز کے پاس داخل ہوئے۔ اور قصہ ذکر کیا۔ پھر کہا کہ ابن ہر مز کلام میں بصیرت والا اور وہ اہل بدعت کا رد کرتا تھا۔ اور بڑے علم والے لوگوں میں سے تھا خصوصاً جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے اہل بدعت میں سے۔

باب:..... اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان سبب سے مؤمن ہوتا ہے

۸۶:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن محمد نے علاء بن عبد الرحمن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کل انسان تلده امه علی الفطرۃ ابواہ یہود انہ اوینصر انہ اویمجسانہ فان کان مسلمین فمسلم.

وکل انسان تلده امه یلکزه الشیطان فی حضنیہ الامریم و ابنہما

ہر انسان کو اس کی ماں جنم دیتی ہے (اسلام کی) فطرت پر۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے یا مجوسی بناتے ہیں اگر وہ دونوں مسلمان ہوتے ہیں تو بچہ بھی مسلمان ہوتا ہے۔

اور ہر انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلوں میں گھوسہ مارتا ہے مگر نبی کریم اور اس کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنی صحیح میں قتیہ سے روایت کیا ہے۔

اور ہم امام شافعی سے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا:

کل مولود یولد علی الفطرۃ.

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔

یہ وہی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف قرار دیا ہے جب تک وہ اپنے قول سے وضاحت نہ کریں اور دو میں سے ایک قول کو اختیار کریں۔ ایمان یا کفر کو فی ذاتہ ان کے حکم میں ہے البتہ ان کا حکم ان کے والدین والا ہے ولادت کے دن ان کے والدین جو کچھ تھے تو بچہ بھی اسی حکم میں ہوگا۔ اگر مؤمن تھے تو وہ ایمان پر ہوگا یا کافر تھے تو وہ کفر پر ہوگا۔ امام شافعی کا مسلک اسی بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولود کو اس طرح بنایا ہے کہ فی نفسہ اسکے لئے اپنا کوئی حکم نہیں ہے بہر حال دنیا میں وہ اپنے والدین کے تابع ہے دین میں یہاں تک کہ وہ اپنے بارے میں بالغ ہونے کے بعد کچھ ظاہر کرے۔

باقی رہا ان کا آخرت کا حکم تو کچھ لوگوں نے ان کو آخرت کے بارے میں بھی ان کے والدین کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور بعض نے مسلمانوں کی اولادوں کو ان کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مشرکین کی اولاد اہل جنت کے خادم ہوں گے۔ اور کچھ لوگوں نے تمام بچوں کے بارے میں توقف کیا ہے اور ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کیا ہے یہ قول احادیث صحیحہ کے مطابق تمام اقوال میں سے زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں سلف کے تمام اقوال اور ان کے دلائل ہم کتاب القدر کے آخر میں ذکر کر رہے ہیں جو شخص ان پر آگاہی چاہے تو انشاء اللہ وہاں رجوع کرے گا۔ جب والدین دونوں یا کوئی ایک مسلمان ہو جائے گا بچہ اس کے اسلام کے ساتھ مسلمان قرار پائے گا۔

ہم نے کتاب السنن میں اولاد صحابہ میں سے جو بچے والدین یا کسی ایک اسلام کی وجہ سے مسلمان قرار پائے تھے ان کا ذکر کیا ہے۔ جب کوئی بچہ دار الکفر سے قید ہو کر آئے اور اس کے والدین ساتھ ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک ساتھ ہو تو بچے کا دین اس کے ماں باپ والا ہوگا اگر بچہ ایلا قیدی ہو کر آئے تو اس کا دین قید کرنے والے کا دین ہے کیونکہ وہی اس کا ولی ہے جو اس کے لئے اولیٰ ہے لہذا بچہ اپنے دین کے معاملے میں اپنے والدین کی جگہ ہے جیسے ولایت اور کفالت میں ان کی جگہ ہے۔ واللہ اعلم۔

باب..... اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح اور کس کا صحیح نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذ بلغ الاطفال منكم الحلم فليستأذنوه. (نور ۵۹)

جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں چاہئے کہ وہ اجازت طلب کیا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آیت میں یہ خبر دی ہے کہ بچوں پر فرض عائد ہو جاتا بلوغت کے لئے کہ وہ اجازت مانگیں اندر آنے کے لئے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان في خلق السموات والارض..... لايات لقوم يعقلون. (البقرہ ۱۶۴)

یعنی اس مذکور تفصیل میں عقل رکھنے والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

لايات لاولى الالباب. (آل عمران ۱۹۰)

عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

فرائض کے ساتھ خطاب اس کے عقل سے کیا ہے۔

۸۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اخطب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الولید طیا سی نے اور موسیٰ بن اسماعیل نے۔ دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے نبی کریم سے۔ آپ نے فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة عن الصبي حتى يحتلم وعن المعتوه حتى يفريق وعن النائم حتى يستيقظ

تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا دیا گیا ہے۔ (یعنی خاص حالت میں فرشتے ان کے اعمال نہیں لکھتے) چھوٹا بچہ یہاں تک کے جوان

ہو جائے۔ اور بیہوش جب تک کے ہوش میں آئے اور میند والا یہاں تک کے بیدار ہو جائے۔

بہر حال حضرت علی کے اسلام کے بارے میں جو مروی ہے کہ وہ دس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور ان کا رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھنا۔ اسی بارے میں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور نماز کا حکم دیا تو وہاں دو میں سے ایک بات تھی۔ یا تو انہیں خطاب کے لئے مخصوص کیا ہوگا۔ اس لئے کہ وہ صاحب تمیز اور صاحب معرفت ہو گئے تھے باقی عام بچوں کے مقابلے۔ تاکہ یہ ان کی کرامت اور منقبت ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خطاب ان کی طرف متوجہ ہوا اور دعوت متوجہ ہوئی تو ٹھیک ان کی طرف سے اس کی اجابت بھی ہو گئی اور باقی تمام بچوں کی طرف نہ تو خطاب متوجہ ہوتا ہے اور نہ ہی دعوت لہذا ان کی طرف سے اسلام صحیح نہیں ہوتا۔ یا پھر نبی علیہ السلام کا خطاب حضرت علی کے لئے خاص ان کو

اسلام اور نماز کی دعوت ہوگا۔

اس دن اس لئے کہ وہ حضور کے نزدیک بالغ ہو چکے تھے۔ اس لئے کہ سن کے ساتھ بالغ ہونا ابتدا اسلام میں مشروع نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ابن عمر کے قصہ سے قبل محفوظ نہیں جو احد یا خندق میں ہوا علاوہ اس کے کوئی بات محفوظ نہیں ہے۔

بلکہ ظاہر یہ ہے کہ لوگ اس بارے میں اپنی رائے پر چلتے تھے۔ اور جس بات کو لوگ جانتے وہ یہ تھی کہ صبی (بچہ) وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہونا ممکن نہ ہو۔ اور آدمی وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہونا ممکن ہو۔ اور حضرت علی جب مسلمان ہوئے تو دس برس کے تھے یعنی دس پورے کر کے گیارہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اور جو اس عمر کو پہنچ جائے اس کی اولاد ہونا ممکن ہوتا ہے۔ جب بلوغ اس کے بعد اس کے ساتھ مشروع ہوا تو سن کی طرف دیکھا جانے لگا۔ کہ جو اس سن کو پہنچ جائے ممکن ہے کہ اس کی اولاد ہو جا۔ئے سوائے اس سنہ کے جو نادر ہوا ان میں سے جو اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو جائے اور وہ جو اس متعین سنہ سے کم ہو گا وہ بچہ کے حکم میں ہوگا۔ اور یہ بھی جائز نہیں ہوگا کہ اس کا اسلام صحیح اور درست ہو۔ اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہم نے کتاب السنن کی کتاب الفہاگل میں ذکر کر دیا ہے۔

باب:..... اسلام کی طرف دعوت

۸۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ابراہیم مرنی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو صالح بن ابوطاہر غنبری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے میرے دادا یحییٰ بن منصور نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے زکریا بن اسحاق مکی نے یحییٰ بن عبد اللہ صفی سے انہوں نے ابو عبد سے انہوں نے ابن عباس سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو اس سے فرمایا۔ تم اہل کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو انہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت کی دعوت دینا اگر وہ لوگ تمہاری اس دعوت کو مان لیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں رات دن میں۔ ہر روز اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو تم ان کے اعلیٰ ترین مالوں میں تصرف سے بچنا اور خود کو مظلوم کی بددعا سے بچانا کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان کو حجاب نہیں ہوتا بخاری نے اس کو یحییٰ بن منصور سے انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اس کو اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ جس شخص کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اس کو دعوت دینا فرض ہے۔ اور جس کو دعوت اسلام پہنچ ہو چکی ہے اس کو بلانا مستحب ہے۔ کتاب السنن میں احادیث اور اس بارے میں کلام گذر چکے ہیں۔

(۸۷)..... الأسود هو ابن يزيد النخعي، وإبراهيم هو ابن يزيد بن قيس النخعي، وحماد هو ابن أبي سليمان الكوفي، وأبو الوليد

آخرجه أبو داود (۳۹۸) عن عثمان بن شيبه عن يزيد بن هارون.

والنسائي ۱۵۶/۶ عن يعقوب بن ابراهيم عن عبد الرحمن بن مهدي كلاهما عن حماد بن سلمة عن حماد بن أبي سليمان به

وابن ماجه (۲۰۴۱) عن أبي بكر بن أبي شيبه عن يزيد بن هارون به.

وعن محمد بن خالد بن خدّاش ومحمد بن يحيى الذهلي كلاهما عن عبد الرحمن بن مهدي به.

(۸۸)..... يحيى بن عبد الله هو ابن محمد بن صفى المخزومي، ووکیع : هو ابن الجراح، وإسحاق بن ابراهيم هو ابن مخلد بن راهويه الحنظلي.

والحديث أخرجه البخاري (۱۰۰/۵) الفتح عن يحيى بن موسى به مختصراً

وانظر فتح الباری الأرقام (۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹)، مسلم ص ۵۰

باب نمبر ۱

ایمان کا پہلا شعبہ

ایمان باللہ

۸۹:..... فرمایا: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن اسحق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو مسلم نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے محمد بن کثیر نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے سہیل بن ابی صالح سے انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

الایمان بضع وستون و سبعون. افضلها لا اله الا الله و ادناها ما طعة الاذى عن الطريق و الحياء شعبة من الایمان
ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زائد شعبے و شائیں ہیں سب برتر شاخ لا اله الا اللہ ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستہ سے گندگی وغیرہ
تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کا شعبہ ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ شہادت فرض ہے۔ جو اعتقاد بالقلب اور اقرار باللسان کو شامل ہے۔ دل کا اعتقاد اور زبان کا اقرار اگرچہ دو ایسے عمل ہیں جو دو مختلف اعضاء (دل اور زبان) سے صادر ہوتے ہیں۔ مگر عمل کی نوعیت واحد ہے۔ جو چیز اس میں قلب کی طرف منسوب ہے وہی زبان کی طرف منسوب ہے۔

اور جو چیز زبان کی طرف منسوب ہے وہی دل کی طرف منسوب ہے۔ جیسے لفظ۔ مکتوب وہی لکھا ہوا مکتوب ہے وہی بولا ہوا مکتوب ہے۔ بولا ہوا وہی لکھا ہوا اور لکھا ہوا وہی بولا ہوا مکتوب ہے حلیمی نے فرمایا۔ کہ عمل صالح اعتقاد اور اقرار سمیت مجموعی طور پر متعدد اشیاء میں۔

۱..... اول:- باری تعالیٰ کے وجود کا اثبات کرنا تاکہ اس کے ساتھ تعطیل کا عقیدہ سے انکار واقع ہو۔

۲..... دوم:- اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات تاکہ اس کے ساتھ شرک سے بیزاری واقع ہو۔

۳..... سوم:- اس بات کا اثبات کہ اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے تاکہ اس کے ساتھ عقیدہ تشبیہ سے بیزاری واقع ہو۔

۴..... چہارم:- اس بات کا اثبات کہ اللہ کے سوا ہر شئی کا وجود اللہ تعالیٰ کے ایجاد و اختراع کرنے سے قبل معدوم تھا تاکہ اس کے ذریعہ خالق و مخلوق کے مابین علت و معلول کے تعلق و رشتہ کے عقیدہ سے بیزاری و براءۃ واقع ہو۔

۵..... پنجم:- اس بات کا اثبات کہ جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس کا مدد براہِ تصرف جیسے چاہے وہ خود ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے ان لوگوں سے براءۃ واقع ہو سکے جو اس بات کے قائل ہیں کہ کائنات طبعی طور پر چل رہی ہے یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ کواکب اور ستاروں کی گردش سے یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ فرشتوں کی تدبیر سے چل رہی ہے بہر حال باری تعالیٰ کے اثبات کے ساتھ برآۃ و بیزاری اور اللہ کے وجود کا اقرار یہ عقیدہ تعطیل کے رد میں سے ہے اس لئے کہ ایک قوم اللہ کی معرفت سے بھٹک گئی ہے اور کافر و ملحد ہو گئے ہیں اور انہوں نے یہ دعویٰ کر لیا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ اسی حالت پر ہے اور یہ کہ موجود وہی چیز ہو سکتی ہے جو محسوسات میں سے اور جو چیز محسوس نہیں ہوتی وہ موجود بھی نہیں ہے۔

اور یہ کہ حوادث اور واقعات عناصر راجع آگ پانی ہوائی کے طبائع کے تغیر و تبدیلی سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہ عالم کا کوئی مدبر نہیں ہے جس کے اختیار اور عمل سے ہو جو کچھ ہوتا ہے۔

جب کوئی ثابت کرنے والا عالم کے لئے ایک اللہ ثابت کرتا ہے اور فعل اور صنعت کی نسبت اسی کی طرف کرتا ہے۔ تو وہ الحاد اور تعطیل کو غلط کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ ملحدین کا خوبصورت مذہب ہے جس کے قائل اہل الحاد اپنے مخالفین کو فرقہ متجملہ کا نام دیتے ہیں اور انہیں غیر فلاسفہ و غیر معقول کہتے ہیں۔

اسی طرح شرک سے برأت و بیزاری وحدانیت کے اثبات سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ کائنات کے دو فاعل یا دو خالق ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ایک خیر کے امور اور دوسرا شر کے امور انجام دیتا ہے۔ اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تخلیق کی ابتدا روح اور نفس سے تھی۔ لیکن غیر درست طریقہ اور غیر معقول طریقہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس تخلیق کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مادہ قدیمہ کے طرف ارادہ کیا جو ازل سے اس کے ساتھ موجود تھا۔ اور اس عالم کو اس مادہ سے بنایا اور ترتیب دیا اس موجودہ درست اور معقول ترکیب کے ساتھ۔

جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کوئی نہیں ہے اللہ کے سوا وہ ایک ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اور اس کے سوا کوئی قدیم نہیں ہے۔ تو وہ شریک ہونے کے قول کی نفی کرتا ہے اور یہ شریک ہونے یا کرنے والا قول باطل ہونے اور اپنے قائل کے لئے کافر کا لقب واجب کرنے میں الحاد اور تعطیل کے قول کی طرح ہے اسی طرح تشبیہ کے عقیدے سے برأت و بیزاری یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے اور ہی عرض ہے اس لئے ہے کہ ایک قوم حق سے بھٹک گئے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بعض حادث صفات کے ساتھ متصف کیا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جوہر ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ جسم ہے۔ بعض نے یہ جائز رکھا ہے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے جیسے کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا ہے۔ جب کہ یہ ساری باتیں اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب لگانے کے لئے تعطیل اور تشریک کے عقیدے کی طرح ہیں (کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کائنات کی اشیاء سے مماثلت رکھتا ہے جب کہ وہ مشیت سے پاک ہے (مترجم) جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی ہے اس کی مثل کوئی بھی شئی نہیں ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نہ وہ جوہر ہے اور نہ ہی عرض ہے تو وہ تشبیہ کی نفی کر دیتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ جوہر یا عرض ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز اور ممکن ہوتا جو تمام جوہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

جب وہ جوہر نہیں ہے عرض نہیں ہے تو اس پر وہ سب کچھ جائز نہیں ہے جو جوہر و اعراض پر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جوہر میں تالیف و ترکیب ہوتی ہے حکیم ہوتی ہے اللہ اس سے پاک ہے اور مکان اور جگہ گھیرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے حرکت و سکون میں آتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔ اور وہ کیفیات بھی اس پر جائز نہیں جو اعراض پر ہوتی ہے جیسے قائم بالغیر ہونا اپنے ہونے اور وجود کے لئے کسی اور شئی کا محتاج ہونا پھر حادث و فانی ہونا وغیرہ اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہے۔

اسی طرح تعطیل سے برأت و بیزاری۔ یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی کو از سر نو بغیر مادہ کے بنانے والا ہے اپنی ذات کے سوا (یہ اس لئے ضروری ہے کہ) پہلے لوگوں میں سے ایک قوم نے فرقہ معطلہ کی مخالفت کی مگر حق تک رسائی پانے میں ناکام ہو گئے اور انہوں نے یہ قول اختیار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ موجود تو ہے لیکن اسی طرح کہ وہ تمام کائنات کی موجودات کے لئے علت اور سبب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے وجود نے موجودات میں سے ہر شئی کے وجود کو ایک کے بعد ایک کو تقاضا کیا ہے ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس کا وہ ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ معلول جب علت سے جدا نہیں ہوتا تو پھر لازم ہے کہ اس عالم کا مادہ بھی ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو یعنی دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہے اور مادہ بھی قدیم ہے آپس میں علت و معلول کا تعلق ہے جیسے وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے یہ بھی جدا

نہیں ہو سکتے۔

تو جو شخص یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ از سر نو بغیر مادے اور بغیر مثال کے کائنات بنانے اور ایجاد کرنے والا ہے اور اپنے سوا ہر چیز کو از سرے نو پیدا کرنے والا ہے اپنے اختیار کے ساتھ اور اپنے ارادے کے ساتھ خواہ وہ چیز جو ہر ہوا یا عرض ہو بغیر کسی اصل کے اختراع کرنے والا ہے تو وہ شخص تعطیل کے قول کی نفی کرتا ہے علت و معلول کے عقیدہ کی نفی کرتا ہے جو عقیدہ اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب دینے کے لئے عقیدہ تعطیل و شریک کی طرح ہے۔ اسی طرح شریک سے برآء و بیزاری یعنی تدبیر میں شریک ہونا اس کی نفی ہوتی ہے اس بات کے اثبات کے ساتھ کہ موجودات میں سے کسی بھی شئی کے لئے اللہ کے سوا کوئی مدبر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک قوم نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ فرشتے عالم کے مدبر ہیں لہذا ان کو اللہ کا نام دے رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے بارے میں فرمایا۔ فالمدبرات امراً (نازلت) مدبرات کا معنی ہے منفذات لمادبر اللہ علیٰ ایدیہا اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے جس چیز کی تدبیر فرمادی ہے ان تدبیرات الہیہ کو نافذ کرنے والے مثال کے طور پر جیسے اللہ کے حکم کو نافذ کرنے والے کو حاکم کہتے ہیں جب وہ دو مخالفوں میں فیصلہ کرتا ہے اور ایک قوم نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ کواکب اور ستارے اپنے نیچے مدبر ہیں اور ہر مصیبت اور ہر حادثہ جو دھرتی پر ہوتا ہے وہ کواکب کی گردش کے آثار سے ہوتا ہے اور ان کے ملنے اور جدا ہونے ان کے ملاپ اور جدائی وغیرہ کیفیات سے ہوتا ہے۔

تو جو شخص یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ ایجاد و اختراع کیا ہے اس کا مدبر وہ خود ہے اس کے سوا کوئی مدبر نہیں ہے تو وہ تدبیر میں شریک کرنے کی نفی کرتا ہے جب کہ یہ شرک اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب دینے میں قدیم ہونے کے شرک اور تخلیق میں شرک کی طرح ہے پھر اللہ تعالیٰ نے (مذکورہ تمام شرک کی نفی کرنے اور توحید کے تمام مذکورہ وغیرہ مذکورہ) پہلو اجاگر کرنے اور ثابت کرنے کے لئے) اور مذکورہ تمام معانی کو ایک ہی کلمہ میں جمع کرنے کے لئے یہی ایک کلمہ دیا ہے وہ ہے لا الہ الا اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے مامورین کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی کا عقیدہ رکھیں اور اسی کا قول و اقرار کریں اور اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے:

فاعلم انه لا الہ الا اللہ (سورۃ محمد ۱۹)

یقین جائے کہ وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

یعنی لاموجود الا اللہ۔ لا واحد الا اللہ۔ لامنزہ من الشرکاء الا اللہ۔ لامنزہ من التشبیہ الا اللہ۔ لامبدع ولا موجد

بغیر اصلی ومادۃ الا اللہ۔ لامدبر والامتصرف فی الوجود الا اللہ۔ وغیرہ ذلك من اللوازم والصفات (ازترجم)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون. ويقولون ائنا لنار كوا الھتنا لشاعر مجنون. (الصفات ۳۵-۳۶)

بے شک ان مشرکوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے تو وہ اڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم ایک شاعر

اور دیوانے کے لئے اپنے بہت سارے معبودوں اور حاجت رواؤں کو چھوڑ دیں گے؟

یعنی جب انہیں کہا جاتا کہ لا الہ الا اللہ تو وہ اڑ جاتے اور اس کا اقرار نہ کرتے بلکہ اس کی جگہ یہ کہتے:

ائنا لنار كوا الھتنا لشاعر مجنون.

۹۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو نصر فقیہ نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن عیسیٰ الحکامی

نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوایمان نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے شعیب نے زہری سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اقرار کر لیں لا الہ الا اللہ جو شخص یہ کلمہ بڑھ لے اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال بچا لیا مگر اس کے حق کے ساتھ اور حساب اس کا اللہ کے ذمہ ہے۔ بخاری نے اس کو صحیح بخاری میں ابوایمان سے روایت کیا ہے۔

۹۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے حسین بن محمد قبانی نے وہ کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن کیسان نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابو حازم نے ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچا (ابوطالب) سے فرمایا تھا:

قل لا الہ الا اللہ اشہد لک يوم القيامة.

آپ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے میں قیامت کے دن آپ کے لئے اس کی شہادت دوں گا۔

اس نے کہا اگر مجھے قریش کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ مجھے طعنہ دیں گے کہ موت گھبرا کر میں نے تیرے سامنے اقرار کر لیا تھا تو میں ضرور اقرار کرتا ہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

انک لاتہدی من احببت ولكن الله يهدي من يشاء. (التقصص ۵۶)

آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن حاتم سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

۹۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعلیٰ رودباری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو محمد بن شاذب واسطی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب بن ایوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو غان مالک بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد السلام بن حرب نے عبد اللہ بن بشر نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو آپ کے اصحاب میں سے کئی لوگ شک میں مبتلا ہو گئے میں بھی انہیں میں سے ایک تھا حضرت عمر میرے پاس سے گذرے اور سلام کیا میں نے ان کا جواب نہ دیا انہوں نے ابو بکر صدیق کے آگے میری شکایت کر دی صدیق اکبر میرے پاس آئے اور فرمایا تیرے بھائی نے سلام کیا اور تم نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا مجھے تو ان کے سلام کا پتہ ہی نہیں میں اس سے بے خبر تھا اور مشغول تھا ابو بکر صدیق نے پوچھا کیسے؟ میں نے کہا مجھے یہ خیال آ گیا تھا کہ حضور فوت ہو گئے ہیں اور میں نے ان سے اس امر کی نجات کے بارے نہیں پوچھا؟ صدیق نے فرمایا میں نے آپ سے پوچھا تھا حضرت عثمان کہتے ہیں میں جلدی سے کھڑا ہوا اور صدیق اکبر کو گلے سے لگایا اور معاف کیا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ واقعی اس کے زیادہ حق دار تھے۔

انہوں نے فرمایا میں نے اس امر کی نجات کے بارے رسول اللہ سے سوال کیا تھا حضور نے فرمایا:

(۹۱)..... الحسن بن یعقوب (ت ۳۴۲) (سیر ۴۳۳/۱۵)، الحسن بن محمد القیانی (ت ۲۸۹) (سیر ۴۹۹/۱۳)، ویحییٰ ہو ابن سعید

القطان، ویزید بن کیسان ہو الشیخری أبو اسماعیل. أخرجه مسلم ص ۵۵ عن محمد بن حاتم بن میمون

(۹۲)..... أبو محمد بن شاذب الواسطی ہو عبد اللہ بن عمر بن شاذب (تاریخ واسط ۸۰ و ۱۵۹)، و شعیب بن ایوب (ت ۲۶۱) تقریب.

أخرجه ابن سعد فی الطبقات الكبرى (۸۳/۲/۲ و ۸۵) عن محمد بن عمر عن محمد بن عبد اللہ عن الزہری بہ.

من قبل الكلمة التي عرضتها على عمي فقي له نجاة.
جو شخص اس کلمہ کو قبول کر لے جو میں نے اپنے بچپا پر پیش کیا تھا بس وہی اس کے لئے نجات ہے۔

کلمہ توحید کا اقرار نجات کی ضمانت ہے:

۹۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد خاتم دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن اسماعیل نے۔ پھر انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ ازیں آخر میں یہ کہا ہے۔

من قبل الكلمة التي عرضتها على عمي فردها فقي له نجاة.

جو شخص وہ کلمہ قبول کر لے جو میں نے اپنے بچپا پر پیش کیا تھا اور اس نے اسے رد کر دیا تھا یہی کلمہ اس بندے کے لئے نجات ہے۔

۹۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابو عبد اللہ الغفار اصہبانی نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی احمد بن مہدی بن رستم نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابو عاصم نبل نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی عبد الحمید بن جعفر نے وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا صالح بن ابوعریب نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الصمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے انہوں نے ولید بن ابی بشر سے انہوں نے حمران بن ابان سے کہ انہوں نے سنا تھا عثمان بن عفان سے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا:

من مات يعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة.

جو شخص مر گیا اور وہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی علیہ نے خالد سے پھر اس مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے علاوہ ازیں کہا ہے:

(۹۳)..... أخرجه أحمد (۶/۱) عن أبي اليمان عن شعيب عن الزهري عن رجل من الأنصار من أهل الفقه عن عثمان بن عفان به.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۴/۱) رواه أحمد والطبراني باختصار وأبو يعلى. في المسند بتمامه والبخاري بنحوه وفيه رجل لم يسم ولكن الزهري وثقه وأبهمة (۹۴)..... أبو عاصم النبيل (ت ۲۱۲)

أخرجه أبو داود (۳۱۱۶)، والحاكم (۳۵۱/۱)، وأحمد (۲۳۳/۵) من طريق صالح بن أبي عريب به وقال الحاكم صحيح الإسناد ووافقه الذهبي وحسنه الألباني في الإرواء (۱۵۰/۳)

(۹۵)..... محمد بن الحسن بن محمد المحمد آبادي أبو طاهر (ت ۳۳۶) (سير ۳۰۴/۱۵ و ۳۲۹)، وأبو قلابة هو: عبد الملك بن محمد (ت ۲۷۶) قريب، وعبد الصمد هو ابن عبد الوارث بن سعيد الغنيري أبو سهل البصري (ت ۲۰۷)

أخرجه أحمد ۶۵/۱ عن محمد بن جعفر عن شعبة به

وقال العلامة شاكر رحمه الله: إسناده صحيح.

(۹۶)..... أحمد بن جعفر هو أبو بكر القطيعي (ت ۳۶۸) (سير ۲۱۰/۱۶)

أخرجه مسلم (ص ۵۵)، وأحمد (۶۹/۱)، والمصنف في الأسماء والصفات (ص ۹۹)

من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة.

جو شخص مر گیا حالانکہ وہ یقین سے جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام مسلم نے اس کو زہیر بن حرب سے اور ابن علیہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ ہم نے اس کلمہ کے فضائل کتاب الاسماء والصفات کی جز خامس میں ذکر کئے ہے تفصیل کے ساتھ یہاں ہم نے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

کلمہ توحید کے ذریعہ بروز قیامت تکالیف سے حفاظت:

۹۷:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہزار نے یعنی احمد بن عمرو نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالکامل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے منصور سے انہوں نے ہلال بن یساف سے انہوں نے اغر سے انہوں نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

من قال لا اله الا الله نفعتہ یوما من دھرہ اصابہ قیل ذالک ما اصابہ.

جو شخص لا اله الا الله کہے اس دن اس کی حفاظت رہے گی اس سے قبل جو اس کو تکلیف پہنچی تھی وہ پہنچ چکی۔

۹۸:..... ہمیں خبر دی ہے علی نے وہ کہتے ہیں خبر دی احمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ملکان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن یونس نے سفیان ثوری سے انہوں نے منصور سے پھر اسی کی ذکر کی ہے علاوہ ازیں فرمایا۔ انجنتہ نفعته کی جگہ۔

۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملکان نے۔ پھر اسی حدیث کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔

۱۰۰:..... ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن عبید اللہ بن عبد اللہ حنفی نے بطور املا کے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیب بن حسن قزاز نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن اسحق حلوانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے یعنی

(۹۷)..... أحمد بن عمرو البزار أبو بكر (ت ۲۹۲) (سير ۵۵۳/۱۳)، وأبو كامل هو: فضيل بن حسين بن طلحة البصري أبو كامل الجحدري (ت ۲۳۷)

أخرجه البزار (كشف الأستار ۱۰/۱) (۳) عن أبي كامل عن أبي عوانة به.

وقال البزار وهذا لا نعلمه يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم إلا بهذا الإسناد.

ورواه عيسى بن يونس عن الثوري عن منصور أيضاً.

وقد روى عن أبي هريرة موقوفاً ورفعاً أصح.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱/۱۷۰ رواه البزار والطبراني في الأوسط والصغير ورجال رجال الصحيح

قلت رواه الطبراني في الصغير (۳۹۳) الروض الداني ولكن من طريق عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن أبي هريرة مرفوعاً بلفظ:

من قال لا اله الا الله نفعتہ یوماً من دھرہ ولو بعد ما يصيبه العذاب

تنبيه: سقط من الإسناد عند البزار (كشف الأستار): الأغر فليصح

(۹۸)..... عمرو بن خالد بن فروخ بن سعيد الحنظلي أبو الحسن الجزري (ت ۲۲۹)، وعيسى بن يونس (ت ۲۸۷، أو ۲۹۱)

والحديث أشار له البزار أثناء الحديث السابق.

وأخرجه أبو نعيم في الحلية ۵/۳۶ من طريق أبي الزباع روح بن الفرج، ۷/۱۲۶ من طريق أحمد بن مهدي كلاهما عن عمرو بن خالد.

وأخرجه المصنف في الأسماء والصفات ص ۱۰۳ من طريق هلال بن العلاء عن عيسى بن يونس به.

ابن عبد الحمید نے اور میں خبر دی ہے ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابواحمد بن عدی حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابان بن میمون سراج نے اور احمد بن محمد بن خالد برانی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ حمان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۰۰)..... عبدالرحمن بن عید اللہ بن عبد اللہ الحرفی (ت ۴۲۳) (سیر ۴۱۱/۱)، و احمد بن یحییٰ بن اسحاق هو البجلي الحو النبی أبو جعفر، یحییٰ بن عبد الحمید (ت ۲۲۸)، احمد بن محمد المالینی ابوسعید (ت ۴۰۹) (جر جان ص ۱۲۳)، أبو أحمد بن عدی عبد اللہ بن عبدی الجر جانی أبو احمد (ت ۳۶۵) (جر جان ص ۲۶۶)، محمد بن ابراہیم بن ابان أبو عبد اللہ (ت ۳۳۶) (سیر ۲۲۲/۱۳)، احمد بن محمد بن خالد البرائی أبو العباس (ت ۳۰۰) (سیر ۹۲/۱۳) أخرجه ابن عدی فی الکامل ۱۵۸۲/۳ عن محمد بن ابان و أحمد بن محمد البرائی به.

و أخرجه الخطيب البغدادي في تاريخ بغداد (۲۶۶/۱) من طريق محمد بن أحمد بن إبراهيم عن يحيى الحماني به، ۲۶۵/۱۰ من طريق أبي مسلم الواقدي عبدالرحمن بن واقد عن عبدالرحمن بن زيد بن أسلم به، وعزاه ابن كثير في التفسير ۵۳۷/۶ لابن أبي حاتم من طريق عبدالرحمن بن زيد.

وللطبراني من طريق سليمان بن عبد الله بن وهب الكوفي عن عبدالعزيز بن حكيم عن ابن عمر.

المطالب العالية (۳۳۹۵) وعزاه الحافظ لأبي يعلى وقال البوصيري:

رواه أبو يعلى والطبراني والبيهقي بلفظ آخر وسكت.

وعزاه الهيثمي في المجمع ۸۳/۱۰ للطبراني بن الأوسط من طريقين

وفي الأولي يحيى الحماني وفي الأخرى مجاشع في عمرو و كلاهما ضعيف، ۳۳۳/۱۰ رواه الطبراني وفيه جماعة لم أعرفهم.

قلت يبدو أنه يشير للطريق التي ذكرها ابن كثير.

والحديث ضعفه العراقي ۲۹۸/۱ (الأحياء) وعزاه لأبي يعلى والطبراني والبيهقي في الشعب.

قلت أخرجه الخطيب في تاريخ بغداد ۳۰۵/۵ من طريق ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس مرفوعاً

وقول البيهقي: وروى من وجه آخر ضعيف.....

أخرجه البيهقي في البعث (۸۲) من طريق بهلول بن عبيد عن سلمة وقد روى آدم بن أبي إياس هذا الحديث بإسناد غير هذا عن أبي هريرة

وذكر فيه الأسماء وليس له إسناد صحيح وأخرجه ابن ماجه (۳۸۶۱) عن هشام بن عمار عن عبد الملك بن محمد الصنعاني عن أبي

المنذر زهير بن محمد التميمي عن موسى بن عقبة عن عبدالرحمن الأعر عن أبي هريرة به وقال البوصيري في الزوائد لم يخرج أحد من

الأئمة الستة عدد أسماء الله الحسنى من هذا الوجه ولا من غيره غير ابن ماجه والترمذي مع تقديم وتأخير وطريق الترمذي أصح شيء في

الباب وإسناد طريق ابن ماجه ضعيف لضعف عبد الملك بن محمد. ۱. هـ.

وقول الترمذي (وقد روى آدم بن أبي إياس.....) البخ قال الحافظ في التلخيص الحبير ۱۷۲/۳ والطريق التي أشار إليها الترمذي رواها

الحاكم في المستدرک ۱۷۱/۱ من طريق عبدالعزيز بن الحصين عن أيوب وعن هشام بن حسان جميعاً عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة

وفيها زيادة ونقصان وقال. أي الحاكم. المحفوظ عن أيوب و هشام بدون ذكر الأسماء. قال الحاكم وعبدالعزيز ثقة

قال الحافظ بل متفق على ضعفه وهاه البخري ومسلم وابن معين وقال البيهقي ضعيف عند أهل النقل:

ابن كهيّل عن ابن عمر وقال البيهقي هذا مرسل عن سلمة بن كهيل عن ابن عمر.

وعبيد بن بهلول تفرد به وليس بالقوى.

ثم أخرجه البيهقي (۸۳) من طريق بهلول بن عبيد عن سلمة عن كهيّل عن نافع عن ابن عمر به.

ليس على اهل لا اله الا الله وحشة وفي قبورهم ولا في نشورهم و كاني باهل لا اله الا الله ينفضون

عن رؤسهم يقولون الحمد لله الذي اذهب عن الحزن.

اہل لا الہ الا اللہ پر ان کی قبر میں وحشت نہیں ہوگی اور نہ ہی قبروں سے اٹھتے وقت میں گویا اہل لا الہ الا اللہ والوں کے ساتھ ہوں۔ اپنے

سروں سے مٹی جھاڑیں گے اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔

اس روایت میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم متفرد ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے ضعیف طریقہ مروی ہے جسے ہم نے ”کتاب البعث والمنشور“ میں نقل کر دیا ہے اور ہم نے اس کلمہ کا ذکر تعلق ان عقائد خمسہ ساتھ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ذکر کر دیا ہے۔

کیونکہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس نے اللہ کو ثابت کیا اور غیر اللہ کی نفی کی لہذا اس نے جو کچھ ثابت کیا اس کے ساتھ وہ عقیدہ تعطیل سے باہر آ گیا۔ اور شرک کی نفی سے بھی جو اسی کے ساتھ مربوط ہے۔ اور ایسے شخص نے لفظ الہ سے موجد اور مدبر ہونا بھی ثابت کر دیا۔ اور اس سے تشبیہ کی نفی بھی کر دی الہ کا لفظ مبدع اور موجد کے ماسوا کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔ لفظ الہ سے جب مبدع اور موجد کا اعتراف ثابت ہو گیا تو مدبر ہونا خود بخود ثابت ہو گیا، اس لئے کہ ایجاد کرنا خود تدبیر کرنا ہے پھر اس ایجاد کو باقی رکھنا اور اس میں اعراض کی کیفیات پیدا کرنا اور ان کیفیات اعراض کو ختم کرنا ایجاد کے بعد۔ یہی خود تدبیر کرنا مدبر ہونا ہے۔ اور الہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مخلوق میں سے اس کا کوئی شبیہ نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق میں سے کوئی اس کا شبیہ ہو تو پھر لازم ہوگا کہ یہی صورت اور صفت اس کے لئے بھی جائز ہو جو اس کے شبیہ کے لئے مانی تھی۔ جب یہ بات اس دوسرے شبیہ یا پہلے کے لئے جائز ہو تو وہ لفظ الہ کے نام کا مستحق نہیں ہوگا جیسے اس کی وہ مخلوق اس کی مستحق نہیں جو اس کی شبیہ قرار دی جا رہی ہے۔ تو اس طرح ثابت ہوا کہ لفظ الہ اور شبیہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے جیسے لفظ الہ اور ابداع کی نفی جمع نہیں ہو سکتے۔

حلیمی کا حدیث اسماء اللہ ذکر کرنا:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اسماء اللہ ذکر کی ہے اور اس کے ساتھ وہ اسماء بھی ملائے ہیں جو دیگر احادیث میں وارد ہوئے ہیں اور ان اسماء کو عقائد خمسہ میں تقسیم کیا ہے ہم نے وہ سب کتاب الاسماء والصفات میں نقل کئے ہیں اور ہم نے اس کے ساتھ بعض شواہد اور صفات کی معرفت، اور مشکل آیات کی تاویل اور احادیث مشتبہات کا اضافہ کیا ہے جن کی معرفت ضروری ہے جو شخص اس پر مطلع ہونا چاہے گا انشاء اللہ اس کی طرف بھی رجوع کرے گا۔

اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ حدوث عالم کے اثبات میں۔ اور ان دلائل میں کہ اس عالم کا کوئی صانع اور بنانے والا اور مدبر یعنی چلانے والا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کا مشابہہ نہیں ہے۔ کئی خوبصورت فصل ذکر کئے ہیں جن میں سے کوئی شئی حذف کرنا ممکن نہیں ہے لہذا میں نے ان کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ اور یہاں پر میں نے ان کے سوا اور کے کلام سے وہ حصہ نقل کیا ہے اس باب میں جس کو نقل کرنا ضروری تھا۔

فصل:..... اللہ عز وجل کی معرفت، اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت

معرفت الہی کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اسے موجود سمجھیں۔ قدیم سمجھیں۔ ہمیشہ ہے۔ فنا نہیں ہوگا۔ ایک ہے۔ صمد ہے اور ایسا ایک ہو جو نہ ہم و گمان میں اور تصور میں نہیں آ سکتا۔ تقسیم نہیں ہو سکتا۔ حصے بخرے ٹکڑے نہیں ہو سکتا۔ وہ جو ہر نہیں (قائم بالقدرت کسی جگہ میں) عرض

نہیں ہے (قائم بالغیر) جسم نہیں ہے۔ قائم بنفسہ ہے۔ غیر سے بالکل مستغنی ہے۔ زندہ ہے، قادر ہے، عالم ہے۔ مرید (ارادہ کرنے والا) ہے سمیع ہے بصیر ہے۔ متکلم ہے۔ اس کی حیات ہے۔ قدرۃ ہے علم ہے ارادہ ہے سمیع ہے بصیر ہے۔ کلام ہے۔ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہے گا۔ وہ ان صفات کے ساتھ۔ مخلوق کی کوئی صفات اس کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہا جائے کہ صفات وہی ہیں اور نہ ہی غیر میں یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ اس سے جدا ہیں۔ یا مجاوز ہیں۔ یا مخالف ہیں۔ یا موافق ہیں۔ یا اس کو طول کر چکی ہیں۔ بلکہ یہ اس کی تعریف و ثنائیں، ازلی ہیں۔ اور اس کی صفات ابدی میں اسی کے ساتھ قائم ہیں اسی کے وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی کے دوام کے ساتھ دائم ہیں۔ نہ ہیں اعراض میں نہ ہی اغیار ہیں۔ نہ اعضاء میں اترنے والی ہیں۔ ذہنوں میں خیال و تصور کے اعتبار سے غیر مکلف ہیں یعنی جن کی کیفیت کا تصور میں ذہنوں نہیں آ سکتا۔ ان کی تمثیل وہموں کے لئے غیر مقدور ہے۔ اس کی قدرت مقدورات کو عام و شامل ہے۔ اور اس کا علم معلومات کے لئے عام ہے اور شامل ہے۔ اور اس کا ارادہ تمام مرادات کو شامل ہے۔ وہی ہوتا ہے جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے۔ جو کچھ نہیں ہوتا اس کا وہ ارادہ ہی نہیں کرتا۔ وہ حدود اور جہات و اطراف سے اور غایات سے وراء ہے..... مکانوں اور زمانوں سے مستغنی ہے۔ نہیں پاسکتیں اس کو حاجات اور نہیں چھو سکتے اس کو منافع اور نقصانات۔ نہیں لاحق ہوتیں اس کو لذات۔ نہ ہی تقاضے نہ ہی شہوات ایسی کوئی کیفیت اس پر جائز نہیں جو حادث چیزوں پر جائز ہیں۔ اور حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں اس کا مطلب ہے کہ نہ حرکت درست ہے اس پر نہ ہی سکون۔ نہ ہی اجتماع نہ ہی افتراق نہ ہی برابری نہ ہی معاملہ۔ نہ ہی ایک دوسرے کو چھونا۔ نہ ایک دوسرے کا مجاور ہونا پڑوسی ہونا نہ ہی کوئی حادث شئی اس کے ساتھ قائم ہے۔ نہ ہی اس کی کوئی ازلی صفت اس سے باطل ہوتی ہے۔ اس پر عدم صحیح نہیں ہے محال ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ یا بیوی ہو۔ یا شریک ہو۔ اپنے سوا ہر زندہ کو موت دینے پر قادر ہے۔ اپنے سوا ہر شئی کو فنا کر سکتا ہے۔ فنی کے بعد دوبارہ اجسام کو بنا سکتا ہے۔ ہر شئی کی مثال بغیر کسی کی کوتاہی کے پیدا کر سکتا ہے۔ ہر شئی پر قادر ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے اسی کا حکم ہے۔ ہر انعام اس کا فضل ہے ہر اکرام اس کی طرف سے انصاف ہے۔ اس کی طرف نسبت جوڑنا جائز ہے اور اس کی طرف نسبت ظلم صحیح نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نسب کا سوال:

۱۰۱..... ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے اور ابو جعفر محمد بن صالح نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سابق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر رازی نے ربیع بن انس سے انہوں نے ابو العالیہ سے انہوں نے ابی بن کعب سے۔ کہ مشرکین نے کہا اے محمد اپنے رب کا ہمارے سامنے نسب بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی۔

قل هو الله احد الله الصمد. فرمادے تجھے اللہ ایک ہے اللہ صمد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صمد وہ ہوتا ہے الصمد الذی. لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احداً. جو نہ کسی کو جنے اور نہ ہی اس کو کوئی جنے اور کوئی ایک بھی اس کا ہمسر نہ ہو۔

(۱۰۱)..... الحسین بن الفضل (ت ۲۸۲) (شیر ۴۱۳/۱۳)، و محمد بن سابق (۲۱۳) تقریب، و ابو جعفر الرازی هو عیسیٰ بن ماہان.

أخرجه الترمذی (۳۶۴)، أحمد ۵/۱۳۳ و ۱۳۴ من طریق ابی سعد بن میسر عن ابی جعفر الرازی عن الربیع به.

ورواه الترمذی (۳۶۵) من طریق عبید اللہ بن موسیٰ عن ابی جعفر عن الربیع عن ابی العالیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذكر نحوه ولم يذكر ابیہا.

قال الترمذی وهذا أصح من حدیث ابی سعد.

کیونکہ جو بھی پیدا ہوتا وہ مرتا بھی ہے اور جو مرتا ہے اس کی جگہ کوئی اور بھی آتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نہ ہی مرے گا نہ ہے اس کی جگہ کوئی لے گا۔ نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے۔ نہ ہی برابر ہے۔ کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام:

۱۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا اسماعیل بن نجید نے اور ابو عمرو بن مطر نے اور علی بن بندار صیرفی نے اور ابو عمرو بن حمدان نے اور ابو بکر بن قریش نے وغیرہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صفوان بن صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب بن ابی حمزہ نے ابو زناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله تسعة وتسعين اسماً مائة الا واحدة. انه وتر يحب الوتر. من احصاها دخل الجنة. اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک سو ایک کم۔ (اللہ تعالیٰ طاق عدد ہے اور وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔) جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔

هو الله. الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم. الملك القدوس. السلام المؤمن. المهيمن. العزيز. الجبار. المتكبر. الخالق. الباري. المصور الغفار. القهار. الوهاب. الرزاق. الفتاح. العليم. القابض. الباسط. الخافض. الرافع. المعز. المذل. السميع. البصير. الحكيم. العدل. اللطيف. الخبير. الحليم. العظيم. الغفور. الشكور. على الكبير. الحفيظ. المقيت. الحسيب. الجليل. الكريم. الرقيب. المحي. المميت. الحي. القيوم. الماجد. الواحد. الاحد. الصمد. القادر. المقدر. المقدم. المؤخر. الاول. الاخر. الظاهر. الباطن. البر. التواب. المنقم. العفو. الرؤف. مالك. الملك ذو الجلال والاكرام الوالي. المتعالي المقسط الجامع. الغني المغني. الرافع. الضار. النافع. النور. الهادي البديع. الباقي. الوارث. الرشيد. الصبور. الذي ليس كمثله شئ وهو السميع البصير

”ابو ہریرہ کے سوا اوروں نے۔ الرافع کے بدلے میں المانع کہا ہے۔ اور الباطن کے بعد الوالی المتعالیٰ کہا ہے۔

(۱۰۲)..... ابو بکر اسماعیلی ہو احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن العباس (ت ۳۷۱) (سیر ۲۹۲/۱۶)، اسماعیل بن نجید (ت ۳۶۶) طبقات الصوفیہ للسلمی (ص ۴۵۴)، علی بن بندار الصیرفی ہو ابو الحسن (ت ۳۵۹) (طبقات الصوفیہ للسلمی ص ۵۰۱)، ابو عمرو بن حمدان ہو: محمد بن احمد بن حمدان طبقات الصوفیہ للسلمی (ص ۷۱)، میزان الاعتدال (۳/۴۵۷)، صفوان بن صالح ہو ابو عبد الملك الدمشقی (تقریب) ولینظر من هو احمد بن علی الدامغانی، و ابو بکر بن قریش. خرجہ الترمذی (۳۵۰۷) وابن حبان ۲۳۸۴ والحاکم ۱/۱۶۱، والمصنف فی الاسماء والصفات (ص ۵) وفي سنة الكبرى (۱۰/۲۷) من طريق صفوان بن صالح عن الوليد بن مسلم به وقال الترمذی.

لذا حديث غريب حدثنا به غير واحد عن صفوان بن صالح ولا نعرفه إلا من حديث صفوان بن صالح وهو ثقة عند أهل الحديث. قد روى هذا الحديث من غير وجه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا نعلم في كثير شيء من الروايات ذكر الأسماء إلا في هذا الحديث.

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی نے فرمایا۔

استاذ ابوالفتح ابراہیم بن محمد بن ابراہیم اسفرائینی نے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان من احصاھا۔ سے مراد ہے من علمھا۔ جو ان اسماء کو یاد کرے سے مراد ہے جو ان کو جان لے۔ اور ذکر فرمایا کہ یہ اسماء اٹھائیں نام ذات کے لئے ہیں اور اٹھائیں نام صفات کے لئے ہیں اور تینتالیس اسم فعل کے لئے ہیں۔

اسماء ذات کے معانی کا بیان

”اللہ“

اس کے کئی معانی ہیں:

- ۱..... وہی مخلوق پر قدرت رکھنے والا۔
- ۲..... وہی کچھ ہوتا ہے جو وہ ارادہ کرتا ہے۔
- ۳..... وہی ایسا غالب ہے جو مغلوب نہیں ہوتا۔
- ۴..... وہی ایسا غالب جس پر غلبہ نہ کیا جائے۔
- ۵..... وہی ہے جس کے بغیر مکلف بنانا صحیح نہ ہو سکے۔

”الملک یا بادشاہ“

اس کا معنی یہ ہے:

- ۱..... وہی عزت دیتا ہے جس کو چاہے۔
- ۲..... وہی ذلت دیتا ہے جس کو چاہے۔
- ۳..... اس پر ذلت محال ہے۔
- تحقیق کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے:
- ۱..... وہی مالک بنانے والا، بادشاہی دینے والا ہے۔
- ۲..... چھین لینے والا۔
- ۳..... قدرت دینے والا۔
- ۴..... روک لینے والا ہے۔
- تحقیق کہا گیا کہ معنی یہ ہے:
- ۱..... وہی سرپرستی کرتا ہے۔
- ۲..... معزول کرتا ہے۔
- ۳..... جس کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔

۱..... جس سے کوئی کچھ نہیں چھین سکتا۔

تحقیق کیا گیا کہ معنی یہ ہے:

۱..... وہی عزت اور بادشاہت میں متفرد ہے اس مفہوم میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

”القدوس“

(پاکیزہ) (پاک ذات ہر عیب سے) اس کے کئی معانی ہیں:

۱..... وہی عیبوں سے بری ہے۔

۲..... شرکاء سے بری ہے۔

۳..... انداد (شریکوں) سے پاک ہے۔

۴..... اضداد سے (حریفوں) سے پاک ہے۔

(۲)..... ہر وصف جو اس کے ساتھ مختص ہے اس وصف کا کمال صرف اسی کے لئے ہے۔

(۳)..... اپنے ماسوا (مخلوق) کو عیبوں سے پاک کرنا اسی کی صفت ہے۔

(۴)..... ۱..... خیال و گمان اس کی تحدید کا ادراک نہیں کر سکتے۔

۲..... نگاہیں اس کی صورت کو پانہیں سکتیں۔

”السلام“

سلامتی والا، عیبوں سے بری، سلامتی دینے والا

اس کے کئی معانی ہیں:

۱..... سلامتی اسی کے ساتھ ہے۔

۲..... سلامتی اسی میں ہے۔

(۲)..... جو اس کی اطاعت کرے گا سلامت رہے گا (بچ جائے گا عذاب سے، جہنم سے)

(۳)..... نقائص سے سلامتی والا ہے۔

(۴)..... وہی سلامتی دیتا ہے اپنی طرف سے مقصد کی تحقیق پر۔

”المؤمن“

(امن دینے والا)

اس کے کئی معانی ہیں:

۱..... ہدایت اور ایمان اسی کی طرف سے ہے۔

۲..... تصدیق و تکذیب اسی کے ساتھ ہے۔

- ۱.....حقائق اسی کے آگے کھلیں گے۔
- ۲.....حکم اسی سے لیا جاتا ہے۔
- ۳.....قول اسی کا قول ہے جس کی مخالفت ممکن نہیں۔
- ۴.....اسی کا زوال محال ہے۔
- ۵.....اسی کے ساتھ جھگڑا کرنا مشکل و ناممکن ہے۔

”المہمن“

نگہبان، محافظ، خوف سے امن دینے والا

یہ اسماء کمال میں سے ہے۔ فضل کے تمام اوصاف کو جامع ہے اور نقص کے تمام اوصاف کے مخالف ہے گویا کہ کمال وہ ہے جس پر زوال صحیح نہیں ہے اس میں شہادت، حفاظت عطا۔ منع۔ اختصاص۔ داخل ہیں۔

”العزیز“

غالب، عزت والا

اس کے کئی معانی ہیں:

- ۱.....وہ جو مغلوب نہ کیا جائے۔
- ۲.....وہ جس کی مراد میں مخالفت نہ کی جاسکے۔
- ۳.....وہ انتباہ سے خوف زدہ نہیں کرتا۔
- ۴.....وہ اپنے مقام سے کبھی نیچے نہیں اترتا۔
- ۵.....وہ جس کو ارادہ کرے عذاب دے سکتا ہے۔
- ۶.....بھاگ کر آنے والوں کے لئے پناہ ہے۔
- ۷.....ارادت مندوں کا مقصود وہی ہے۔
- ۸.....دین سے نکل جانے والوں کا راستہ و حساب اسی پر ہے۔
- ۹.....عمل کرنے والوں کا ثواب اسی پر ہے۔
- ۱۰.....وہی ہے جس کی مثال موجود نہیں۔ وہی ہے جو کسی حد میں محدود نہیں۔ وہی ہے جس پر کوئی نقص اور عیب صحیح نہیں۔

”الجبّار“

بڑا زبردست

اس کے کئی معانی ہیں:

- (۱)..... وہ ہے جو عذاب دینے پر آئے تو شفقت نہ کرے (نہ روئے)۔
- (۲)..... بخششیں کرتے کمی سے نہ ڈرے۔
- (۳)..... جب دینے پر آئے تو دل کھول کر دے۔
- (۴)..... جب ہاتھ روکنے پر آئے تو پوری طاقت سے روک دے۔
- (۵)..... جو بے وفائی کرنے عہد شکنی والوں کی وجہ سے کمزور نہیں پڑتا۔
- (۶)..... جو وفاداروں اور مخلصین کی وجہ سے نہیں اتراتا۔
- (۷)..... وہ جو آئندہ کسی شئی کے نہ ہونے پر اس کی تمنا نہیں کرتا۔
- (۸)..... جواب تک کسی شئی کے نہ ہونے پر پریشان نہیں ہوتا۔
- (۹)..... وہ جس کے کسی فعل میں اس سے کوئی پوچھنے اور کیوں؟ کرنے والا نہیں۔
- (۱۰)..... جس کے کسی کام کی وجہ کی مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔
- (۱۱)..... جس کی قدرت پر کوئی روکاؤ کوئی قدغن نہیں۔
- (۱۲)..... جس پر کوئی شئی لازم نہیں ضروری نہیں۔
- (۱۳)..... جس کی عزت کے آگے بڑے بڑے عزت دار ذلیل ہیں۔
- (۱۴)..... جس کے اپنے قریب کرنے سے بڑے بڑے ذلیل (گنہگار) شرف و عزت کے مالک بن جاتے ہیں۔

”المتکبر“

بڑائی والا، کبریائی والا

اس کے کئی معانی ہیں:

- (۱)..... وہ جس کے آگے کسی شئی کی کوئی مقدار نہیں ہے۔
- (۲)..... جس کو کسی ملامت کا اثر نہیں (لامت کے والے فعل و اثر دونوں سے پاک ہے)۔
- (۳)..... جس کو کسی عقاب و سزا کا ڈر نہیں۔
- (۴)..... جو کسی نفع کے حصول کے لئے پیدا نہیں کرتا۔
- (۵)..... جو کسی نقصان سے بچنے کے لئے اختراع و ایجاد نہیں کرتا۔
- (۶)..... جس کی طاعت و عبادت سے اس پر کسی کا احسان نہیں۔
- (۷)..... جس کی تابعداری سے اس پر ثواب لازم نہیں۔
- (۸)..... اتباع کرنے سے جس کی عزت میں اضافہ نہیں ہوتا۔
- (۹)..... کسی نافرمانی اور سرکشی کرنے والے سے جس کی عزت و مقام کم نہیں ہوتا۔
- (۱۰)..... جو کسی ذاتی فائدے کے لئے امر نہیں کرتا۔
- (۱۱)..... جو کسی مفاد کے لئے رکاوٹ و نہی نہیں کرتا۔

”العلی“

اونچا، سب سے اوپر، عالی مرتبہ

اس کے کئی معانی ہیں:

- ①..... وہ برتر ہے (الف) کسی مالک سے (ب) کسی حکم کرنے والے سے (ج) کسی روکنے والے سے (د) کسی حد بندی سے (ه) کسی رسم نشان سے (و) کسی رکاوٹ سے (ز) کسی ہاں و جواب سے۔
- ②..... وہ برتر ہے، مخلوقات کی طرف اپنی کسی حاجت سے۔
- ③..... (وہ برتر ہے) اس سے سوال نہیں کیا جائے وہ جو کچھ کرے۔ اس سے محاسبہ نہیں کیا جائے گا اس پر جو کچھ قبض کرے۔

”العظیم“

عظمت والا، حدود ادراک سے وعقل ماورئی

اس کے کئی معانی ہیں:

- ①..... ہر قسم کی تحدید ہر قسم کی پیمائش اس پر محال ہے۔
- ②..... کثیف (موٹے) اور دقیق (باریک) ہونے سے پاک ہے۔
- ③..... طاعت بجالاتے وقت جس کے آگے اظہار ذلت و اظہار و عجز واجب ہے۔

”الجلیل“

شان و شوکت والا، جلال والا، عظمت والا

اس کے کئی معانی ہیں:

- ①..... اس سے عظیم تر کہ میں جو چیز حدوث پر دلالت کرتی ہے اس کی نسبت اس کی طرف کی جاسکے۔
- ②..... جس کی تابعداری فرض ہو۔
- ③..... وہی شان و شوکت والا بنتا ہے جس کو وہی رفعت عطا کرے۔

”الکبیر“

سب سے بڑا، گرامی قدر

اس کے کئی معنی ہیں:

- ①..... جس پر مقدار اور اندازے واقع اور فٹ نہیں ہیں۔
- ②..... جس کی تدبیر و تدبیر نہیں کی جاسکتی۔
- ③..... ہر قسم کے امور میں جس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی۔

”المحمید“ حمد و ثنا کا مستحق، خوبیوں والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ①.....تمام تعریف و حمد کے مفہوم صرف اسی کے لئے ہیں۔
- ②.....تمام صفات مدح اسی کے لئے ہیں۔
- ③.....تمام صفات کمال اسی کے لئے ہیں۔

”المجید“ مجد والا، بزرگی والا، بڑے رتبے والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ①.....جس کے اوصاف مدح میں اس کا مساوی کوئی نہیں۔
- ②.....وہ ذات جو اپنے جلال اپنی کبریائی اپنی عزت میں منفرد ہے۔
- ③.....وہ ذات کہ اس کے ماسوا کے سارے مدح کے اوصاف صرف اسی کی حمد و ثنا کے مرہون منت ہیں۔

”الحق“ اللہ، سچ، مجسم عدل و انصاف

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ①.....جس کا رد ممکن نہ ہو۔
- ②.....جس کا ہٹنا ممکن نہ ہو، صحیح بھی نہ ہو۔
- ③.....وہ ہستی جسے ایسی قدرت سے موصوف نہ کیا جاسکے جس پر اس کی برائی ہو سکے۔
- ④.....وہ ذات کہ اس کی مخلوق کا کوئی کام بھی ہو جو اس کی امر کے تابع نہ ہو وہ قابل تعریف نہ ہو سکے۔
- ⑤.....وہ ذات جس نے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے اپنی مخلوق کے لئے جو کچھ ان سے وہ کروانا چاہتے ہیں۔

”المبین“ ظاہر کرنے والا، جدا کرنے والا، واضح روشن

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ①.....عقل رکھنے والوں کے لئے اس نے بیان کر دیا ہے۔
- ②.....فضل اسی کے ذریعے ہوتا ہے۔

۳.....تحقیق و تمیز اسی کی طرف سے ہے۔

۴.....ہدایت اسی کے ذریعے سے ہے۔

”الواحد“

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

۱.....اس کے حصے اور اجزاء نہیں ہیں۔

۲.....اس پر تشبیہ درست نہیں ہے۔

۳.....اس کے ملک اور بادشاہی سے ٹکنا ناممکن نہیں ہے۔

۴.....اس کی حکومت و بادشاہت کی کوئی حد نہیں ہے۔

”الماجد“

بزرگی والا، عزت والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

۱.....انتہائی درجے کا اعلیٰ اور ارفع۔

۲.....حسب مشیت کسی کو قریب کرتا ہے۔

۳.....بادشاہ ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔

۴.....بادشاہت دینا بھی اسی کے ساتھ خاص ہے۔

”الصمد“

بلند مرتبہ، بے نیاز، ہمیشہ رہنے والا، بڑے بڑے عظیم کاموں میں جس کی طرف رجوع کیا جائے

اس کے کئی معنی ہیں:

۱.....وہم و گمان میں بھی جس کے اجزاء و حصے نہ ہو سکیں۔

۲.....وجود و ہستی اور تمام احوال و کیفیات اسی سے طلب کئے جاتے ہیں۔

”الاول“

پہلا، سب سے پہلے والا

اس کے کئی معنی ہیں:

۱.....وہی ہمیشہ سے ہے۔

- ②.....انعام اور آزمائش پر جس کا احسان نہ چکایا جاسکے۔
 ③.....کسی فعل پر جس سے سبقت نہ لی جاسکے۔

”الآخر“

پچھلا، سب کے بعد والا

اس کے معنی ہے دائم (ہمیشہ رہنے والا) جس پر کبھی بھی عدم اور نہ ہونا محال ہے۔

”الظاہر“

باہر و ظاہر، اپنی قدرتوں سے سب، ظاہر

اس کے معنی ہے دلائل کے ساتھ جس کا ادراک قطعی اور یقینی صحیح ہو۔

”الباطن“

اندر، مخفی (اپنی ذات سے) پوشیدہ

اس کے معنی پچھونے سے، ہو گھنے سے، چکھنے سے یعنی جو اس سے جس کا ادراک نہ کیا جاسکے اور وہ تمام مخفی امور سے واقف ہو۔

”المتعال“

بلند، عالی مرتبہ، عالی شان

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ①.....وہ بلند ہے ہر ایک کی طاقت و قدرت سے۔
 ②.....وہ برتر ہے زوال سے ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔
 ③.....وہ برتر ہے ہر ضرورت و حاجت سے۔

”الغنی“

بے نیاز، بے پرواہ

①.....قدرت کا محتاج نہیں۔ ستون سہارے کا محتاج نہیں، کسی تعلق کا محتاج نہیں۔

اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کے حادث ہونے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ تصور اس سے درست ہو سکتا ہے۔ کسی نئے حکم پر توقف کے بغیر بھی۔

”النور“

روشنی، روشن کرنے والا

①.....وہ اپنے اولیاء پر دلیل کے ساتھ مخفی نہیں ہے۔ جب کہ آنکھوں کے ساتھ اس کا ادراک درست نہیں اور ممکن نہیں ہے اور ہر عقلمند کے لئے عقل کے ساتھ ظاہر ہے۔

”ذوالجلال“

بزرگی والا، بڑی شان والا، صاحب جلال

①.....ذوالجلال کا معنی ہے، وہ ذات جو مذکورہ تمام صفات جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں کے ساتھ مختص ہے۔

②.....بعض احادیث میں ہے کہ ذوالجلال کا معنی ہے۔ السید (سردار)

قول بیہقی:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث کی سند میں کتاب (الاسماء والصفات) میں ذکر کر دی ہے۔

اور اس کے علاوہ جو دیگر احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں ان کی اسناد بھی۔

امام بیہقی کے استاذ کا قول:

(حضرت) استاذ نے فرمایا کہ ذوالجلال کا معنی ہے کہ وہی تمام مخلوق کا مالک ہے۔ وہی ہر شئی کو جو دے عطا کرنے میں منفر داور اکیلا ہے۔

”المولیٰ“

مالک، دوست، مددگار

اس کا معنی ہے وہی تبدیلی کرتا ہے جو کچھ چاہے اور جیسے چاہے۔

”الاحد“

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

①.....۱۔ کا معنی ہے وہ ذات جس کے لئے اتصال صحیح نہیں۔ ایک دوسرے کو چھونا درست نہیں۔

②.....جس پر نقصان اور کمی اور زیادتی درست اور ممکن نہیں۔

”الفرّد“

اکیلا

اس کا معنی ہے کہ اس کے لئے بیوی اور بیٹا درست نہیں۔

”الوتر“

”طاق“

اس کا معنی ہے کہ وہ ذات جو معنی کے اعتبار سے معدودات میں شمار نہیں ہوتی۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ وہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں ہوتا۔ جس کے ساتھ مخلوق کا کوئی فرد متصف ہو سکے۔ صرف اسی صفت سے موصوف ہو جو اسی کے ساتھ خاص ہو اور غیر سے مباہلت ہو۔

ذات مقدس کے صفاتی نام

ذات مقدس کے صفاتی نام جن کا تعلق قدرت سے ہے۔

”القاہر“

غالب

اس کا معنی ہے ”غالب“۔

”القہار“

دباؤ والا، غالب بڑا

اس کا معنی کئی معنی ہیں:

①..... جس کا برانہ چاہا جاسکے۔

②..... جو مغلوب نہ کیا جاسکے۔

”القوی“

طاقتور

اس کا معنی ہے۔ ہر مقصد میں اور ہر مراد میں پوری پوری قدرت رکھنے والا۔

”المقتدر“

قادر مطلق، قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے کہ وہ ہستی جس کو اس کے مقصد و مراد سے کوئی شے نہ ہٹا سکے۔

”القادر“

قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے قدرت کا اثبات۔

”ذوالقوة المتین“

اس کا معنی ہے قدرت کے اختتام کی نفی۔ (یعنی لامتناہی قدرت کا اثبات) یعنی عام اور جامع قدرت کا اثبات۔
 یہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بعض آثار میں مروی ہے۔ ”الغلاب“ اس کا مطلب ہے جو ارادہ کرتا ہے اس پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور اس کے ارادہ کے خلاف اس کو مجبور نہیں جاسکتا۔

ذات مقدس کے صفاتی نام
 جن کا تعلق علم سے ہے اور ان کے معانی
 ”العلیم“

علم رکھنے والا، جاننے والا

اس کا معنی ہے، معلومات کی تقیم۔ یعنی سب کچھ جانتا۔

”الخبیر“

خبردار، خبر رکھنے والا، ہر شے سے واقف

اس ذات کی یہ خصوصیت ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ہونے سے قبل وہ اس کو جانتا ہے۔

”الحکیم“

حکمت والا، دانائی والا

اسی کی خصوصیت ہے کہ وہ اوصاف کی باریکیاں تک جانتا ہے۔

”الشہید“

اسی کی خصوصیت ہے کہ وہ موجود اور غیر موجود کو برابر جانتا ہے مطلب ہے کہ اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ (گواہ) (بتائے والا) (موجود)۔

”الحافظ“

حفاظت کرنے والا

اس نام کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حافظ بھی ہے وہ جو کچھ جانتا ہے اس کو بھولتا نہیں ہے۔

المحصى

ہر شے کا احاطہ کرنے والا، ہر شے کے علم و معلومات کا احاطہ کرنے والا

اس صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ معلومات کی کثرت اس کو بعض دوسری چیز کی معلومات سے مشغول یا غافل نہیں کر سکتی۔ مثال کے طور پر نور کی

ضیاء باری۔ ہوا کی شدت، اس میں پتوں کا جھڑنا پتوں کا ہلنا اور پتوں کی حرکات کا علم ہر پتے کے ہلنے کا علیحدہ علم (اس طرح کہ کائنات کے ذرے ذرے کا پورا پورا علم وہی جانتا ہے) اس لئے کہ اسی کی صفت ہے انحصی تمام معلومات کا احاطہ رکھنے والا وہ کیسے نہیں جانے گا حالانکہ وہ ان سب کا خالق ہے اس کا ارشاد ہے:

الایعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر (الملک ۱۳)

خبردار ان تمام مخلوقات کو وہ جانتا ہے جو اس نے پیدا کیا اور وہ بہت باریک بین ہے۔

ذات مقدس کے وہ صفاتی نام جن کا تعلق ارادے سے ہے

”الرحمن“

بہت بڑا مہربان

اس کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ دارالکرمائش امتحان میں ہر زندہ و ذی روح کے لئے رزق کا ارادہ وہی کرتا ہے۔

الرحیم

نہایت رحم کرنے والا

اس کا مطلب ہے کہ اہل جنت کے انعامات کا ارادہ وہی کرتا ہے۔

”الغفار“

بہت بخشنے والا

اس کا مطلب ہے۔ بندے کے سزا کا مستحق ہونے کے باوجود اس کی سزا معاف کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

”الودود“

بے حد محبت کرنے والا

اس کا مطلب ہے اہل ولایت و اہل محبت کے لئے احسانات کا ارادہ کرنے والا۔

”العفو“

درگزر کرنے والا، بہت معاف کرنے والا

اہل معرفت پر معاملات کی آسانی کا ارادہ کرنے والا۔

”الرؤف“

شفقت کرنے والا، مہربان

اپنے بندوں پر تخفیف کرنے یعنی ہر معاملہ ہلکا کرنے والا اور آسان کرنے والا۔

”الصبور“

بہت صبر کرنے والا

اپنے بندوں پر پکڑ کرنے اور سزا دینے میں بہت تاخیر سے کام لینے والا۔

”الحلیم“

بڑے حوصلے والا، بڑا بردبار

اصل میں جرم و معصیت پر سزا ساقط کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

”الکریم“

کرم کرنے والا

حاجت مندوں پر خیرات کی کثرت کی بارش کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

”البر“

مہربان، سچ بولنے والا

اہل ولایت و محبت کے لئے اعزاز و اکرام کا ارادہ کرنے والا۔

ذات مقدس کے وہ صفاتی نام جن کا تعلق سننے سے ہے

”السمیع“

سب کچھ سننے والا

وہ اسم جس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔

”البصیر“

سب کچھ دیکھنے والا

وہ جس کا تعلق حیات سے ہے۔

”الحی“

زندہ ہمیشہ سے

وہ جس کا تعلق بقا سے ہے۔

”الباقی“

بقا والا، باقی رہنے والا

اور اسی معنی میں ہے۔

الوارث

وارث

یعنی جو مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے گا (یعنی اس پر فنا نہیں آئے گی)۔ وہ جس کا تعلق کلام سے ہے۔

”الشکور“

قدردان

وہ جامع اسم جس کا تعلق بیک وقت علم، سمع، وبصر سے ہے۔

”الرقیب“

اس کے معنی ہیں نگران، نگہبان، محافظ۔

وہ صفاتی نام جن کا تعلق فعل سے ہے

”الخالق“

(پیدا کرنے والا) کسی بھی چیز کی اختراع کے ساتھ مختص ہے۔

”الباری“

(پیدا کرنے والا) کسی چیز کی بہتر اور خوبصورت اختراع و ایجاد کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

”المصور“

(ہر مخلوق کی شکل و صورت بنانے والا) جوڑنے بنانے مرکب کرنے کے تمام اقسام کے لئے خاص ہے۔

”الوہاب“

(دینے والا) بڑا (عطا فرمانے والا) عطا کرنے کی کثرت، اور نافرمان سے بھی واپس نہ لینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الرزاق“

(رزق دینے والا) اس عطا کے ساتھ خاص ہے جو زندگی بچائے اور ہلاکت کو دفع کرے۔

”الفتاح“

(خوب فیصلہ کرنے والا) (بڑا کھولنے والا) (فتح دینے والا) یہ ہر مشکل کام کو آسان کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”القابض“

(قبض کر لینے والا) (بند کر دینے والا) (روک لینے والا) یہ اسم پھین لینے۔ واپس لے لینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الباسط“

(کھول دینے والا) (وسعت و فراخی کرنے والا) عطایا و انعامات میں وسعت و فراخی کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

”الخالق“

(نیچے کر دینے والا) (ذلت دینے والا) منکرین کو ذلیل کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الرافع“

(رفعت و بلندی و برتری دینے والا) مراتب و مقامات عطا کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المعز“

(عزت دینے والا) (غلبہ دینے والا) احوال و حالات اچھے بنا دینے کی صورت کر دینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المذل“

(ذلت دینے والا) (عاجز و کمزور کرنے والا) مرتبہ و مقام ہال اولاد دروزی روزگار وغیرہ کم کرنے گھٹا دینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الحکم“

(فیصل) (حاکم) منصف (فبق کرنے والا) جو کچھ ارادہ کرے اس کو کر ڈالنے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

”العدل“

(منصف) عادل (انصاف کرنیوالا) جو کچھ کرتا ہے وہ قبیح اور غلط نہیں ہوتا جو بھی کرتا ہے وہی عین انصاف ہوتا ہے اسی سے خاص ہے۔

”اللطیف“

(باریک بین) مہربان (لطف و کرم والا) (گہرائی تک نظر رکھنے والا) افعال و معاملات کی باریکیوں پر نظر رکھنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الحفیظ“

(نگہبان) یاد کرنے والا (حفاظت کرنے والا) اس صفت سے خاص ہے کہ ایک چیز کا دفاع یا حفاظت دوسری چیز کی حفاظت سے غافل نہیں کرتا۔

”المقیّت“

(روزی رسان) (نگہبان) ایک چیز کی حقیقت جاننا دوسری کی حقیقت واضح ہونے سے اس کو غافل نہ کر سکے اسی صفت سے مختص ہے۔

”الحسیب“

(شمار کرنے والا) (حساب لینے والا) کافی ایک کی موافقت دوسرے کی موافقت اس کو غافل نہیں کرتی اسی صفت سے مختص ہے۔

”الرّقیب“

(نگہبان) منتظر (محافظ) ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کر سکتی اس صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المجیب“

(جواب دینے والا) (دعا قبول کرنے والا) سوال کے وقت خرچ کرنے دعاء کے وقت قبول کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الواسع“

(فراخی والا) (وسعت والا) روزی فراخ کرنے والا یہ اس صفت سے خاص ہے کہ اس پر دینا و عطا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

”الباعث“

(مارنے کے بعد قیامت میں زندہ کر کے اٹھانے والا) یہ صفت اللہ تعالیٰ کی یوم حشر سے خاص ہے۔

”الوکیل“

(کار ساز) دوسروں کے کام بنانے والا (مخلوق کی کفالت سے مختص ہے۔

”المبدی“

(ابتدا کرنے والا) (نیا اور انوکھا کام کرنے والا) محض اپنی عنایت سے ابتدا کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

”المعید“

(لوٹانے والا) (دوبارہ پیدا کرنے والا) اعادہ کرنے دوبارہ بنانے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المحی“

(زندہ کرنے والا) (جلانے والا) حیات و زندگی تخلیق کرنے کی صفت سے خاص ہے۔

”الممیت“

(موت دینے والا) (مارنے والا) موت پیدا کرنے کی صفت اور اس پر قبضہ کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”القیوم“

(سب کو قائم رکھنے والا) (سب کو تھامنے والا) (ہمیشہ زندہ) تمام مخلوق کو ان کی صفات کے ساتھ قائم و دائم رکھنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الواجد“

(پالنے والا، وجود دینے والا) جو کچھ ارادہ کرے اس کو جو دے عطا کر دے اس صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المقدم“

(آگے کرنے والا) جس چیز کو چاہے آگے کر دے اس صفت سے مختص ہے۔

”المؤخر“

(پیچھے کرنے والا) جس چیز کو چاہے پیچھے کر دے اس صفت سے مختص ہے۔

”الولی“

(دوست) (مددگار) (مالک، مہربان، نگہبان) اپنے اہل ولایت و اہل محبت کی حفاظت کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”التواب“

(بڑا معاف کرنے والا) توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

”المنتقم“

(انتقام لینے والا) عہد شکنی کرنے والوں کو عذاب دینے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

”المقسط“

(انصاف کرنے والا) انصاف اور عدل کے فعل کے ساتھ مختص ہے۔

”الجامع“

(اکٹھا کرنے والا) بھگڑنے والوں اور انصاف کو جمع کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الغنی“

(بے پرواہ، بے نیاز، سب کچھ کا مالک) ہر قسم کی کمی اور حاجات کو پورا کرنے کی صفت سے مختص ہے۔

”النافع“

(فائدہ پہنچانے والا) لذات کی صفت پیدا کرنے کی خاصیت سے مختص ہے۔

”الہادی“

(ہدایت دینے والا) طاعات کے فعل کے ساتھ خاص ہے۔

”المحصل“

(گمراہ کرنے والا) معاصی اور گناہوں کے پیدا کرنے کی صفت سے مخفی ہے۔

”البدیع“

(از سر نو پیدا کرنے والا) تخلیق میں اس کے ساتھ مشارکت کے محال ہونے کی خصوصیت کے ساتھ خاص۔

”الرشید“

(ہادی) (راہنما) ہر کام کو صحیح طور پر انجام دینے والا (مقصود تک پہنچانے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

”مالک الملک“

(سلطنت کا مالک) (بادشاہی کا مالک) تبدیل کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

تبعی نے فرمایا:

بعض ان عبارات کی تاویل و تشریح اسماء ذات کے حساب سے ممکن ہے اور یہ بھی فرمایا۔

یقین جاسنے کہ اسماء الٰہی تین اقسام پر ہیں۔

قسم اول:۔۔۔ ذات کے لئے۔

قسم ثانی:۔۔۔ ذات کی صفات کے لئے۔

قسم ثالث:۔۔۔ فعل کی صفات کے لئے۔

قسم اول:

اسم و رسمی ایک چیز ہے اس کی مثال۔ قدیم۔ شنی۔ لٹ۔ مالک ہے اسم اور رسمی ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسم کے ساتھ اس نے رسمی کی کسی صفت کا اضافہ و زیادتی ثابت نہیں ہوتی بلکہ صرف رسمی کا اثبات مقصد ہوتا ہے۔

دوسری قسم:

اسم صفت ہے وہ صفت جو رسمی کے ساتھ قائم ہے یہ نہیں کہا جائے گا کہ میں اسم خود رسمی ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ رسمی کے ما ۱۰۱۱ شے ہے اس کی مثال جیسے عالم، قادر۔ کیونکہ اسم ہی علم اور قدرت ہے۔

تیسری قسم:

و فعل کی صفات ہیں۔ ان میں اسم منہی کا غیر ہے یعنی ملحد و چیز ہے۔

اس کی مثال جیسے خالق، رازق۔ کیونکہ خلق اور رزق۔ میں خالق و رازق نہیں بلکہ ملحد و چیز ہے۔

بہر حال تسمیہ جب حقوق میں سے ہو تو یہ اسم اور مسمی کا غیر ہوتا ہے اور تسمیہ جب اللہ عزوجل سے ہو یہ صفت ہوتی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ یہی اس کی کلام ہے۔ یوں نہیں کہا جائے گا کہ مسمی ہے اور نہ غیر مسمی اور یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ وہی علم ہے وہی قدرت ہے ہمارے بعض اصحاب اہل حق میں سے ہے کہ تمام اسماء الہی کے بارے میں یہ قول اختیار کیا ہے کہ اسم اور مسمی ایک چیز ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ عالم۔ خالق کے ہمارے قول میں ذات باری تعالیٰ کے لئے اسم ہے وہی ذات ہے جس کے لئے ذات کی صفات ہیں جیسے علم۔ قدرت اور فعل کی صفات میں جیسے خلق رزق وغیرہ انہوں نے کہا کہ ہم ان صفات کے بارے میں یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اسماء ہیں بلکہ اسم اللہ کی ذات ہے جس کی یہ صفات ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

تسمیٰ رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی قول کو اختیار کیا ہے عمارت بن اسد صحابی نے اس میں جو ان سے استاذ ابو بکر محمد بن حسن بن فورک نے نقل کیا ہے۔

اور میرے نزدیک یہی صحیح ہے جس کے ساتھ زبان شہادت دیتی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بِغَلَامٍ نَّاسِئَةٍ یَحِیُّی (مریم ۷)

اس آیت میں۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس کا نام رکھی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا یا یحییٰ۔ اے یحییٰ۔ اس کے اسم کو خطاب کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مخاطب یحییٰ ہے نام نہیں۔ یحییٰ اس کا نام ہے اور یحییٰ وہی خود ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

فَاتَّعَلُّوْا مِنْ ذُرِّهِ الْاَسْمَاءُ سَمِیْمُوْهَا (یوسف ۱۰)

نہیں عبادت کرتے تم اس کے سوا اگر ناموں کی جو تم نے نام رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں اسماء سے مراد مسمیات مراد لئے ہیں اس لئے کہ اگر اسماء الگ شے ہوتے اور مسمیات الگ یا وہ اسماء ہوتے مسمیات نہ ہوتے تو قائل کو چاہئے تھا کہ جب کہتا عبادت اللہ نے اللہ کی عبادت کی ہے اور اللہ اس کا نام ہے۔ تو درحقیقت اس نے اللہ کی نہیں بلکہ اس کے نام کی عبادت کی ہوتی۔ یا غیر اللہ کی یا لا غیر کی تو کہا جاتا کہ بے شک وہ وہی ہے اور یہ بھال ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول:

”اِنَّ لِلّٰهِ سَعْدَ وَتَسْعِیْنِ اسْمًا“

ہے شک اللہ تعالیٰ کے ناموں کا نام ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ بندوں کی طرف سے رکھے ہوئے اللہ کے نام۔ اس لئے کہ فی نفسہ وہ تو واحد ہے۔ شاعر نے کہا:

اَلِیُّ الْحَوْلِ ثُمَّ اِسْمُ السَّلَامِ عَلَیْکُمْ

ابو عبید کہتے ہیں۔ شاعر کی مراد ہے تم السلام علیکم۔

اس لئے کہ اسم السلام وہی ذات السلام ہے۔ اور ہمارے اصحاب میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اسماء کو یعنی ناموں کو صفات کے قائم مقام جاری کیا ہے۔ اس بارے میں کلام گذر چکا ہے اور پسندیدہ قول ان اقوال میں سے وہ قول ہے جس کو شیخ ابو بکر بن فورک نے پسند کیا ہے۔

۱۰۳:..... ہمیں خبر دی ہی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو الولید حسان بن محمد فقیہ سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل سے وہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے بارے سوال کئے گئے تھے۔

تبارک:..... انہوں نے فرمایا اس کا مطلب ہے ارتفع و علا۔ اونچا ہوا اور بلند ہوا۔

فصل:..... اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور عالم کے حادث ہونے کے بعض دلائل کی طرف اشارہ

عالم:..... اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئی سے عبارت ہے۔ اور وہ تمام اجسام اور تمام اعراض ہے۔ (یعنی تمام بذات خود موجود اور دوسرے کے سہارے موجود اشیاء) اور مذکورہ تمام اشیاء اللہ کی ایجاد اور صرف اسی کی اختراع سے عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وہو الذی یبدئ الخلق ثم یعیدہ۔

اللہ وہی ذات ہے جس نے مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔

اور ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کائنات کی پہلی تخلیق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

کان اللہ ولم یکن شیئی غیرہ ثم ذکر الخلق۔

اللہ تعالیٰ موجود تھا اور علاوہ اس کے کچھ بھی نہیں تھا۔

پھر آپ نے مخلوق کا ذکر فرمایا ہے۔

وجود اور تو حید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ کیا عقل کے پاس کائنات کے اجسام کے حادث و نئے پیدا شدہ ہونے یعنی عدم سے وجود میں آنے کی کوئی دلیل ہے؟ یا کائنات کے وجود تغیر سے استدلال تو اس کو جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے رہتے ہیں آئے دن اس کائنات میں واقع اجسام مسلسل ٹوٹ پھوٹ وغیرہ حوادث کا شکار ہوتے رہتے ہیں، مجتمع رہنا منتشر ہونا کبھی حرکت کبھی سکون کبھی رنگ و بو اور ذائقہ کی تبدیلیاں وغیرہ جو چیز مسلسل حوادث اور تغیرات کا شکار ہو رہی ہو وہ ازلی اور قدیم نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے وجود میں بھی عدم سے وجود میں آنے کی محتاج ہوتی ہے جب ثابت ہوا کہ حادث ہے عدم سے وجود میں آئی ہے تو لامحالہ ثابت ہوا کہ پھر اس کا کوئی محدث و موجد بھی ہے جو اس کو وجود میں لایا ہے اور وہ اللہ ہے اور وہ ایک ہے اور وہ ایسا موجد ہے کہ اس کی کوئی مثال ممکن نہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ کیا عقل کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے؟ کہ اعراض یعنی وہ چیزیں جو مستقل اور بذات خود موجود نہیں بلکہ کسی دوسری شئی کے ساتھ قائم ہیں جیسے بے شمار رنگ وغیرہ وہ بھی حادث ہیں قدیم نہیں ہیں۔ کائنات کے تضاد و اختلاف سے استدلال تو جواب یہ ہے کہ جی ہاں دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم روزمرہ یہ دیکھتے ہیں کہ ایسی اشیاء اپنے وجود میں متضاد ہیں مختلف ہیں۔ جن کا وجود ایک جگہ میں اکٹھے ہونا سب کا ممکن نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں سے بعض کو باطل کر دیں گے۔ اور جس چیز پر باطل ہونا درست ہو اور ممکن ہو، وہ حادث ہوتی ہے کیونکہ قدیم ہمیشہ سے ہوتا ہے اور اس پر عدم صحیح نہیں ہوتا لہذا اس سے ثابت ہوا کہ تمام اعراض کی حادث ہیں۔

وقائع و حوادث سے وجود و تو حید باری پر استدلال

اگر کوئی کہے کہ کیا کائنات میں حوادث و واقعات۔ تغیرات وغیرہ ہوتے ہیں ان کا بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے تو جواب یہ ہے کہ جی ہاں

ہے۔ وہ اس طرح کہ محدث اور نو پیدا چیز کی حقیقت یہ ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آتی ہے۔ پھر اگر موجود شئی کو وجود میں لانے والا کوئی نہ ہو تو وہ وجود میں نہ آئے اس لئے کہ اس کا وجود ان کے عدم سے بہتر نہ ہوگا لہذا عدم ہی رہے گا اگر کوئی موجود اور وجود بخشے والا ہوگا تو وہ اس کے وجود کو عدم و جواب بہتر جان کر اس کو وجود میں لائے گا چنانچہ موجود کا وجود دلیل ہے اس بات کی کہ اس کا موجود عقلاً بھی ضروری ہے۔ اور وہ اللہ ہے جو کہ اکیلا ہے۔

مقدم و مؤخر پیدا کرنے سے استدلال

دوسری بات یہ ہے کہ کائنات کی اشیاء اور نو پیدا حوادث اور واقعات ایک دوسرے سے مقدم و مؤخر وجود میں آتے رہتے ہیں تو ان کو کوئی مقدم و مؤخر کرنے والا نہ ہوتا تو کسی شئی کا پہلے وجود دوسری بعد میں موجود سے بہتر یا ضروری نہ ہوتا۔ لہذا اثبات ہوا کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو بعض سے بعض کو کسی اولیت و ضرورت کی وجہ سے بعض کو بعض پر مقدم و مؤخر کر کے وجود میں لاتی ہے وہی اللہ ہے۔

اختلاف اشکال و صورت و بیانات سے استدلال

اسی طرح کائنات کی بعض اشیاء کا وجود دوسری بعض سے شکل و صورت میں مختلف ہے اور اپنی مخصوص شکل و صورت پر ہے اور یہ سلسلہ مستقل اور قائم ہے، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کوئی اس کا خالق ہے جس نے اس کو مخصوص اور مختلف اشکال کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی اس کا فاعل اور کرنے والا نہ ہوتا تو بعض حیثیات بعض سے بہتر و اولیٰ نہ ہوتیں لہذا کائنات یک رنگ و یک شکل ہوتی یا سرے سے نہ ہوتی لہذا کوئی ایسی ذات ہے جس نے اشکال و ہیأت کی موجودہ تخصیص کو ضروری اور بہتر جان کر ایسا کیا ہے وہی اللہ تعالیٰ ہے دوسرا کرنے والا کوئی نہیں۔

انتقال اسباب و احوال سے استدلال

اسی طرح یہ بات بھی ہے کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اجسام کے اسباب منتقل ہوتے اور ان کے احوال تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی منتقل کرنے والا نہ ہوتا جو منتقل کرتا تو کائنات کی اشیاء کا منتقل ہونا نہ ہونے سے بہتر نہ ہوتا لہذا کائنات میں جمود ہوتا تبدیلی اور انتقال کا تسلسل نہ ہوتا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ یہ سلسلے کسی ایسی ذات سے مربوط اور وابستہ ہے کہ جو اس میں نقل و تبدیل کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ کائنات اپنے اس تغیر و تبدیلی میں محتاج ہے اس کی جو اس کو بدلے اور اپنی مرضی کی تبدیلی لائے وہی اللہ ہے وہ اکیلا ہے۔

کائنات کے موجود مصنوع اور مخلوق ہونے سے استدلال

علاوہ ازیں یہ بات ہے کہ کائنات موجود ہے مصنوع ہے اور مخلوق ہے جب موجود ہے تو کوئی وجود میں لانے والا بھی ہوگا کیونکہ وجود موجود کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ مصنوع ہے تو کوئی صانع بھی ہوگا اس لئے صانع کے بغیر مصنوع ممکن نہیں۔ اور مخلوق ہے تو خالق بھی ہوگا کیونکہ کوئی مخلوق خالق کے بغیر ممکن نہیں موجود اور موجود ایک نہیں ہو سکتے مصنوع اور صانع ایک نہیں ہو سکتے مخلوق اور خالق ایک نہیں ہو سکتے کائنات موجود ہے مصنوع ہے۔ مخلوق۔ اللہ اس کا موجد ہے صانع ہے خالق وہ اس عمل میں اکیلا ہے۔

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل پر غور و فکر سے استدلال

ہم کائنات کے تغیر و تبدیلی کو انسان کی مثال کے آئینے تصور کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ انسان جو انتہائی درجے پورا اور کامل ہے۔ اس کے

پس منظر کو زیر غور لائیں کہ وہ کبھی پانی کی بوند تھا۔ کبھی وہ خون کی پھٹکی تھا۔ کبھی وہ گوشت کا ٹوٹھڑا یا بوٹی تھا پھر وہ ہڈیاں اور گوشت پوست اور خون کا مجموعہ بن گیا پھر وہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا بھاگتا دوڑتا ہنستا مسکراتا۔ کام کاج کرتا بے شمار امور انجام دیتا انسان بن گیا۔

تو ہم نے اس پورے منظر و پس منظر میں انسان کو جب دیکھا تو یقین آ گیا ہے کہ یہ انسان تمام حالات میں ایک حالت سے دوسری کی طرف بذات خود منتقل نہیں ہو گیا اس لئے کہ ہم اس کو اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کا مالک بن چکا ہے پوری عقل رکھتا اس کے باوجود وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے لئے قوت شنوائی پیدا کر لے اور قوت بینائی خود بنا لے اور نہ وہ اس پر قادر ہے کہ اپنے لئے ہاتھ پیر بنا لے تو یہ بات دلیل ہے اس امر کی کہ اپنے مکمل ہونے سے قبل اپنی طاقت حاصل کرنے سے قبل آج کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ عاجز ہوگا۔ پھر ہم نے انسان کو بچہ بھی دیکھا۔ پھر جوان دیکھا پھر بوڑھا دیکھا پھر ضعیف دیکھا تو ہم نے سمجھ لیا کہ ان تمام حالات اور تمام مراحل کی طرف وہ خود منتقل نہیں ہوتا رہا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ ضرور کوئی ذات ہے جو اس کو ان تمام مراحل کی طرف ایک کے بعد ایک کر کے منتقل کرتی رہی اور ہر مرحلے پر اس کی تدبیر و اصلاح کرتی رہی وہی ذات اللہ ہے جو کہ اس سارے تصرفات میں اکیلا ہے۔

روٹی سے کپڑا بنانے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنانے کی دو مثالوں سے استدلال

اس امر کو جو بات واضح کرتی ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ کپاس کو دیکھ لیجئے ناممکن ہے کہ وہ خود بخود کا تا ہو اسوت بن جائے پھر خود بخود بننا ہوا کپڑا بن جائے بغیر کسی بنانے والے اور تدبیر و اصلاح کرنے والے کے اور اسی طرح ناممکن ہے کہ پانی اور گار امل کر خود بخود مضبوط عمارت بن جائے بغیر کسی مستری اور بغیر کسی انجینئر کے۔ جیسے کوئی صانع صانع نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی کوئی صنعت نہ ہو مصنوع نہ ہو جیسے کوئی مصنوع چیز صانع کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کائنات بھی بغیر صانع کے مصنوع نہیں ہوگی بغیر موجود کے ایجاد نہیں ہوگی بغیر خالق کے مخلوق نہیں ہوگی بلکہ اس کا صانع موجود و خالق ہے اور وہ اکیلا اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں متعدد مقامات پر اپنی کتاب عزیز میں ان امور کے بارے میں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے تنبیہ اور آگاہی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجودِ قدرت اور تو حید باری تعالیٰ پر استدلال

انسانوں کی مٹی سے تخلیق کرنا اور دھرتی پر پھیلانا

(۱) ومن اياته ان خلقكم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون۔

اور اسی کی (قدرت اور وجود) کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان ہو کر ہر جگہ پھیل رہے ہو۔

انسانوں کی ہم جنس بیویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور و فکر کا سامان

(۲) ومن اياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم

مودة ورحمة ان في ذلك لآيات لقوم يتفكرون۔

اسی کے (وجود قدرت و تصرف) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور اسی نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

تخلیق ارض و سما میں اور اختلاف رنگ زبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں

(۳).....ومن اياته خلق السموات والارض واختلاف السنتكم والوانكم ان في ذلك لآيات للعلمين اور اسی کے (وجود قدرت و تصرف) کے دلائل میں سے ہے پیدائش آسمانوں اور زمین کی اور اختلاف تمہاری زبانوں کا اور رنگوں کا بے شک اس میں نشانیاں ہیں علم والوں کے لئے

رات کو آرام کے لئے دن کو تلاش فضل کے لئے بنانے میں اہل سمع کے لئے دلائل ہیں

(۴).....ومن اياته منامكم بالليل والنهار وابتغاءكم من فضله ان في ذلك لآيات لقوم يسمعون اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات کا سونا اور دن کا تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔

بجلی کی چمک بارش کے نزول دھرتی کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں

(۵).....ومن اياته يريكم البرق خوفاً وطمعاً وينزل من السماء ماءً فيحيى به الارض بعد موتها ان في ذلك لآيات لقوم يعقلون بعد موتھا ان في ذلك لآيات لقوم يعقلون۔

اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں دیکھاتا ہے ڈر اور امید کے لئے اور وہی نازل کرتا ہے آسمان سے پانی پھر وہ زندہ کرتا ہے اس کے ذریعے زمین کو اس کے ویران ہونے کے بعد بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

ارض و سماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں مدفون انسان اللہ کے بلانے پر نکل کھڑے ہوں گے

(۶).....ومن اياته ان تقوم السماء والارض بامرہ ثم اذا دعاكم دعوة من الارض اذا انتم تخرجون۔ اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین قائم ہیں اسی کے حکم سے پھر وہ جس وقت بلائے گا تمہیں بلانا زمین میں سے تو اس وقت تم نکل کھڑے ہوں گے۔

(سورہ الروم آیت ۲۰ تا ۲۵)

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے کہ ارض و سماء میں آثار صنعت موجود ہیں؟
حلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اسے کہا جائے گا کہ آسمان (بلندی) محدود اور متناہی جسم ہے (یعنی ختم ہو جانے والا چیز)۔ محدود اور متناہی شئی کا قدیم ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدیم وہ موجودات ہے جس کے وجود کا کوئی سبب نہیں ہے۔ اور جس کے وجود کا سبب نہیں اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی انتہا ہو۔ اس لئے کہ اس کا وجود اس انتہا تک اولیٰ نہیں ہوگا اس کے بعد غیر ضروری نہیں ہوگا۔

اور اس لئے بھی کہ متناہی خالص الوجود نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اپنی حد اور انتہا تک تو موجود ہوتا ہے پھر اپنی انتہا کے بعد معدوم ہو جاتا ہے۔ جب کہ قدیم کبھی معدوم نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بات درست ہوئی کہ متناہی یعنی انتہا رکھنے والے کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قدیم ہو۔ جب کہ آسمان متناہی ہے جب متناہی ہے اس کی حد بھی ہے اور انتہا بھی تو ثابت ہو گیا کہ وہ قدیم نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ آسمان متناہی ہے اور اس کی انتہا ہے؟

اسے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ آسمان مشاہدہ کے اعتبار سے متناہی ہے یعنی اس جہت کے اعتبار سے جو ہمارے قریب تر ہے یہی بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ان جہات سے بھی متناہی ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم اس کا مشاہدہ نہیں کر رہے کیونکہ اسی جہت سے اس کی انتہاء لازم کر دیا ہے کہ ہمارے قریب والی اس کی جہت قدیم نہ ہو اور موجود بلکہ سبب ہو۔ تو یہ بات صحیح اور درست ہوگئی کہ آسمان کی وہ جہت جو ہمارے قریب نہیں ہے وہ بھی اسی طرح ہے یعنی وہ بھی قدیم نہیں ہے۔ (ورنہ لازم آئے گا کہ ایک جہت اور دوسری قدیم ہے) جب کہ یہ درست نہیں ہے کہ شئی واحد کا بعض حصہ قدیم ہو اور بعض حصہ قدیم نہ ہو بلکہ غیر قدیم ہو (اور آسمان کے قدیم نہ ہونے بلکہ حادث ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ) آسمان ذواجز اجسم ہے یعنی اس کے کئی اجزاء ہیں اور اس کی ہر ہر جز محدود ہے اور متناہی ہے تو یہی بات دلالت کرتی ہے کہ پورا آسمان محدود ہے اور متناہی ہے لہذا یہی ثابت ہوا کہ آسمان حادث ہے قدیم نہیں ہے۔

پھر حکمی رحمۃ اللہ علیہ نے بات کو آگے چلاتے ہوئے یہاں تک کہا ہے کہ میں نے آسمان کے (حادث ہونے کے) بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ زمین کے بارے میں بھی بالکل اسی طرح بات ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے اس لئے کہ زمین کے اجزاء تو مشاہدۃً التخلیٰ اور تبدیلی کو قبول کرتے ہیں اس لئے وہ بھی حادث ہے قدیم کی طرح بھی نہیں ہو سکتی۔

یہی حال پانی اور ہوا کا بھی ہے اس لئے کہ دونوں کے اجزاء جمع بھی ہوتے ہیں اور نکھرتے بھی ہیں اور ایک حالت سے دوسری کی طرف بدلتے بھی ہیں۔ لہذا ان کا حال بھی ان تمام دیگر اجسام والا ہوا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یعنی یہ بھی دیگر اجسام کی طرح کسی تبدیلی کرنے والے کے محتاج ہیں جو انہیں تبدیل کرتا ہے اور ناقل کی طرف محتاج ہیں جو انہیں مختلف احوال کی طرف منتقل کرتا ہے۔ اور وہ وہی واحد ہے جو زبردست ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ کیا عقل کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے کہ کائنات کے تمام اجسام کو پیدا کرنے والا اور وجود دینے والا ایک صرف ایک ہے؟ اور وہ دلیل کیا ہے؟

تو اسے جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ایک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے ہر شے اپنے حدوث اور وجود میں صرف ایک پیدا کرنے والے کی محتاج ہے جب ایک پیدا کر ڈالے تو پھر زیادہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی لہذا کائنات کے تمام افراد و اجسام کا خالق ایک ہے اور صرف ایک ہے اور وہی اللہ ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر کائنات کے صانع دو (یا زیادہ) ہوتے ان دو یا سب کی تدبیر و تصرف کا نظام (اور ڈسپلن) نہ چل سکتا اس لئے کہ وہ اپنے اپنے احکام جاری کرتے تو یہی اختلاف فساد شروع ہو جاتا اور یہ اختلاف کائنات کی تباہی کا باعث بن جاتا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَٰهَةٌ إِلَّا إِلَٰهُهُ لَفَسَدَتَا. (الانبیاء ۲۲)

اگر ارض سماء میں متعدد الٰہ ہوتے سوائے اللہ کے تو وہ ضرورتاً تباہ ہو جاتے۔

یعنی اپنے اپنے احکام جاری کرتے تو ضرور دونوں یا ایک عاجز ہو جاتے تو جو عاجز ہو جائے وہ الٰہ نہیں ہو سکتا اور یہ اس لئے بھی ہے کہ اگر مثال کے طور پر دونوں میں سے ایک کسی ایک جسم کو زندہ رکھنا چاہتا اور دوسرا اسے مارنا چاہتا تو عقلاً یہ صورتیں ہو سکتیں یا تو دونوں کا منشا پورا ہو جائے یا کسی ایک کا جب کہ دونوں کا منشاء پورا ہونا موت و حیات کے حوالے سے ناممکن ہے جس کا منشاء پورا ہوتا وہ تو الٰہ ہوتا جس کا منشاء و ارادہ پورا نہ ہو سکے وہ کیسے الٰہ ہو سکتا ہے یا پھر دونوں کا ارادہ پورا نہ ہو سکتا لہذا وہ الٰہ نہ ہو سکتے۔

جس کی مراد پوری نہیں ہو سکتی وہ عاجز بن جاتا اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا، والہ نہیں ہو سکتا، وہ قدیم نہیں ہو سکتا۔

اور اس کا دوسرا پیرایہ یہ بھی ہے کہ دو ہونے کی صورت میں دونوں میں مخالفت صحیح ہوتی یا باہمی جھگڑا مشکل ہوتا اگر مخالفت صحیح ہوتی یا جھگڑا مشکل ہوتا یا اس طور کہ مخالفت صحیح ہوتی تو جس کی مراد ارادہ پورا نہ ہوتا تو وہ قہر و جبر سے موصوف ہوتا لہذا وہ اللہ نہ ہو سکتا یا باہمی جھگڑا مشکل ہوتا تو ہر ایک نقص اور عجز کے ساتھ موصوف ہوتا لہذا عاجز معبود نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دو یا زیادہ ہونا محال ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم انسانیت کو اپنی وحدانیت

اپنی قدرت اپنے تصرف کے بارے میں دعوت فکر

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار کئی مقامات پر اپنی کتاب میں اپنی وحدانیت کی دعوت دی ہے اپنی نشانیاں ہمیں دکھا دکھا کر اور ہمارے لئے دلائل واضح فرمائے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

والہکم اللہ واحد لا الہ الا هو الرحمن الرحیم۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار والفلک
التي تجرى فی البحر بما یفنع الناس۔ وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیایہ الارض بعد موتها وبث فیہا من
کل دابة وتصریف الرياح والسحاب المسخرین السماء والارض لا یت لقوم یعقلون۔ (بقرہ ۱۶۳-۱۶۴)
اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر وہی بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق
میں اور رات دن کی تبدیلی میں اور ان جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لے کر جن میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ اور اس پانی
میں جیسے اللہ نے آسمان سے برسایا ہے۔ پھر اس کے ساتھ زندہ کیا ہے زمین کو اس کے مرنے یعنی خشک ہونے کے بعد۔ اور پھیلانے
اس میں ہر قسم کے جانور۔ اور ہواؤں کے بدلنے میں۔ اور آسمان و زمین کے درمیان تابع فرماں بادلوں میں، البتہ نشانیاں ہیں ان
لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے میں واضح دلائل دیئے ہیں اور ہمیں اپنی نشانیاں زمین و آسمان میں دکھائی ہیں تاکہ ہم غور و فکر کریں اور سمجھیں:

①..... یہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق۔

②..... لیل و نہار کا نظام۔

③..... سمندروں کے بہاؤ میں جہازوں کی روانی اور مال برداری۔

④..... اس میں لوگوں کا تجارتی اور کاروباری نفع۔

⑤..... اوپر سے بارش اتار کر خشک زمین کو تر و تازہ کر کے فصلیں اور باغات سیراب کر کے انسانی معیشت کی بحالی۔

⑥..... دھرتی پر موسیثیوں کا پھیلانا اور انسانوں کا ان سے ضروریات پوری کرنا۔

⑦..... ہواؤں کے ہیر پھیر کے ساتھ موسموں کی تبدیلی کا نظام۔

⑧..... بین السماء والارض یعنی فضا میں بادلوں کا مسخر ہونا یہ تمام امور ایسے ہیں اللہ کی قدرت اللہ کی وجود۔ اللہ کی خالقیت و مالکیت۔ اللہ کے

مدد پر متصرف اور واحد۔ اور زبردست اور حکیم اور قادر مطلق ہونے کے قطعی شواہد ہیں۔ اور یہ وہ جس دلائل میں اللہ کی وحدانیت جن کو ہر انسان کھلی
آنکھوں سے ہر وقت دیکھ سکتا ہے اور ہر وقت مشاہدہ کر سکتا ہے اور ہر وقت ان میں غور و فکر کر سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے کہ یہ سارے کام ایسے ہیں جو
اللہ کے سوا کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا یہ وہ دلائل توحید ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ دلائل فطرت ہیں جو انتہائی سادہ بھی ہیں اور
عام فہم بھی ہیں اجڈ اور جاہل سے جاہل کی سمجھ میں بھی آ سکتے ہیں۔ اور یہی دلائل جامع بھی ہیں ان دلائل میں غور و تدبر کرنے والے اصحاب علم

ودانش بھی ان گہرائی میں اتر کر وہ موتی حاصل کر سکتے ہیں جو ان کے علم کو چار چاند لگا سکتے ہیں اور دنیا کے کفر و نیامادیت کے تمام لغو و لچر خیالات کو باطل کر سکتے ہیں جس سے شرک اور کفر کے اندھیرے چھٹ سکتے ہیں اور توحید باری تعالیٰ کا سورج کائنات کو اپنی روشنی میں لے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے معبود مالک کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیں اپنا پیغام سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (مترجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الہ واحد کی دعوت کا

مشرکوں کی حیرانی و دلیل کا مطالبہ و دلیل کا نزول

۱۰۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس اصم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن فضل صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر رازی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسروق نے ابوعبی سے و الہکم الہ واحد۔ جب یہ آیات نازل ہوئی تو مشرکین حیران ہو گئے اور ایک دوسرے سے بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے:

الہکم الہ واحد

تمہارا الہ معبود مشکل کشا سب کچھ کرتا دھرتا ایک ہے۔

یہ سچا ہے تو اس بات کی کوئی نشانی کوئی دلیل ہمارے سامنے پیش کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار (بقرہ ۱۶۴)

نازل فرمائی کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو دیکھیں رات دن کے آنے جانے کو دیکھیں کہ یہ کس کی تدبیر و تصرف سے سب کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے وہی اللہ ہے وہی ایک ہی وہی الہ ہے معبود ہے مشکل کشا ہے۔ اور آخر میں یہ بتایا کہ اس میں سمجھنے اور عقل رکھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

توحید باری تعالیٰ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ ابوالعتاہرہ کے اشعار

۱۰۵:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن یوسف دقیتی نے انہوں نے کہا میں نے اپنے پاس امام شافعی کی ایک کتاب میں یہ شعر لکھے ہوئے پائے۔

فيا عجباً كيف يعصني الا الله ام كيف يجحدہ جاحد۔

اے حیرانی معبود حقیقی کی کیسے نافرمانی کی جاتی ہے۔ یا کوئی انکار کرنے والا کیسے؟ اس کا انکار کرتا ہے۔

والله في كل تحريكة وتسكينة ابدأ شاهد۔

اللہ کی قسم ہر حرکت میں اور ہر سکون میں ہمیشہ (اس کی الوہیت) کی دلیل موجود ہوتی ہے حرکت میں۔

في كل شئني له اية تدل على انه واحد

(کائنات کی) ہر شے میں اس کی نشانی موجود ہے، جو دلالت کر رہی ہے کہ وہ ایک ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار ابوعتاہرہ شاعر کے ہیں۔

۱۰۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا ابو الحسن عبد الواحد میں ابو عبد الرحمن سے ان سے نقل کرنے والا ابو القاسم مذکور ہے وہ کہتے ہیں میرے دادا نے حکایت بیان کی ہے اپنی کتب میں اپنے شیوخ سے کہ ابو العتاهیہ شاعر اسماعیل بن قاسم ایک دفعہ کاغذ فروش کی دکان کے چھپرے تلے آیا اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگا باتیں کرتے کرتے اس نے ایک کاپی یا رجسٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی پشت پر اس نے یہ اشعار لکھ کر چھوڑ دیئے۔ یعنی اوپر مذکورہ تین اشعار لکھے اور اٹھ کر چلا گیا جب اگلی صبح ہوئی یا اس کے بعد کسی دن وہاں ابو نو اس شاعر بھی آ کر بیٹھا اور باتیں کرنے لگا اچانک اس نے وہی رجسٹر اٹھایا تو اس پر مذکورہ شعر لکھے دیکھے اور بولا، بہت اچھا لکھا، اس کو اللہ مارے، میں نے تو بھائی ان تمام اشعار کے مقابلے میں جو میں نے کہے ہیں ان کو بہت پسند کیا ہے۔

یہ کس کا کلام ہے؟ کس کے اشعار ہیں؟

ہم لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو العتاهیہ نے لکھے ہیں۔ بولا ہاں یہ اسی کا حق تھا یعنی واقعی یہ وہی لکھ سکتا ہے۔

توحید باری پر مبنی شاعر ابو نو اس کے اشعار

پھر ابو نو اس شاعر نے رجسٹر اٹھایا اور (ابو العتاهیہ کی طرح اللہ کی توحید اور شان میں اشعار) لکھے وہ یہ ہیں۔

سبحان من خلق الخلق من ضعیف مہین

پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو کمزور اور حقیر نطفے سے پیدا کیا

یسوقہ من قرار الی قرار مکین

چلاتا ہے اس کو ایک ٹھکانے سے دوسرے مضبوط ٹھکانے کی طرف۔

یحوز شیئاً مشیاً فی الحجب دون العیون۔

درجہ بدرجہ اس کی حفاظت کرتا ہے کئی کئی پردوں میں نگاہوں سے بچا کر

حتیٰ بدت حرکات مخلوقہ من سکون

یہاں تک کہ حرکات ظاہر ہو جاتی ہیں بچے میں (ایک طویل) سکون کے بعد۔

اتفاق سے ابو العتاهیہ شاعر جب واپس اسی جگہ آیا تو اس نے ابو نو اس کے یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے اس نے بھی وہی جملے کہے جو اس کے بارے ابو نو اس نے کہے تھے کہ بہت اچھا لکھا ہے۔ اللہ اس کو مارے۔ اللہ کی قسم میں اپنے تمام کلام کے مقابلے میں جو میں نے کہا ہے اس کو پسند کرتا ہوں یہ کس کا کلام ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ یہ ابو نو اس شاعر کا کلام ہے۔ ابو العتاهیہ نے جواب میں کہا کہ اچھا یہ اس شیطان نے کہا ہے؟ پھر اس نے یعنی ابو العتاهیہ نے لکھا۔

انسان کردار سے بنتا ہے شکل و صورت سے نہیں

فانک حالکاً فالمسک احوی و مالسواد جلدی من بقاء

اگر میں کالا ہوں تو (کیا ہوا) کستوری بھی تو کالی ہوتی ہے۔ میرے چمڑے کی سیاہی باقی رہنے والی نہیں ہے

ولکنی عن الفحشاء ناء۔ کبعد الارض عن جو السماء

مگر میں برائیوں اور بے حیائیوں سے تو دور ہوں جیسے کہ زمین آسمان کی فضا سے دور ہے۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد“:

۱۰۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن صالح بن ہانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے سری بن خزمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو نعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سفیان نے اعمش سے منہال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

ولقد خلقناکم ثم صورناکم (اعراف ۱۱)
البتہ تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری ہم نے شکل و صورت بنائی۔

حضرت ابن عباس نے تفسیر بتائی۔

خلقوا فی اصلاّب الرجال. ثم صوروا فی ارحام النساء
اس سے مراد ہے کہ پہلے مردوں کی پیٹھ میں پیدا کئے گئے پھر عورتوں کی رحموں میں ان کی شکلیں بنائی گئیں۔

انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد

۱۰۸..... ہمیں بیان کیا امام ابو انصیر سہیل بن محمد بن سلیمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن محمد بن علی بن زیاد دیقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن محمد عبد الرحمن مدینی نے انہوں نے کہا ہمیں بتایا ہے اسحاق بن ابراہیم خطلی نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی بقیہ بن ولید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا بکیر بن سعید نے خالد بن معدان سے وہ کہتے ہیں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قد افلح من اخلص الله قلبه للإيمان. وجعل قلبه سليماً. ولسانه صادقاً. ونفسه مطمئنة.

وخليقته مستقيمة. وجعل اذنه مستمعة وعينه ناظرة. فاما الاذن فجمع واما العين

فمقرة لما يوعى القلب. وقد افلح من جعل الله قلبه واعياً.

کامیاب ہو گیا وہ شخص جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے خالص کر لیا۔ اور اس کی دل کو حق شناس بنادیا۔ اس کی زبان کو سچا۔ اور اس کے نفس کو مطمئن بنادیا۔ اس کی فطرت کو درست بنادیا۔ اس کے کان کو حق سننے والا۔ آنکھ کو حق دیکھنے والا بنادیا۔ بہر حال کان تو قیف ہیں (بات اندر پہچانے کے لئے) اور آنکھ دل کی محفوظ کردہ چیز کا پیالہ میں۔ تحقیق کامیاب ہو گیا وہ شخص اللہ نے جس کے دل کو ایمان کو محفوظ کرنے والا بنادیا۔

(۱۰۷)..... أخرجه الحاكم في المستدرک (۳۱۹/۲) عن أبي جعفر محمد بن صالح بن هاني، به.

وعزاه السيوطي في الدر (۷۲/۳) لعبد الرزاق، وعبد بن حميد، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، وأبو الشيخ، والحاكم وصححه والمصنف في شعب الإيمان عن ابن عباس رضي الله عنهما.

(۱۰۸)..... سہیل بن محمد بن سلیمان أبو الطیب طبقات الشافعية (۳۹۳/۴)، عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن المدینی (بیان خطا ۱۷۵) خالد بن معدان الکلاعی، أبو عبد اللہ ثقة تقرب.

أخرجه أحمد ۱۲۷/۵ عن إبراهيم بن أبي العباس، والأصبهاني في الترغيب (۱۰۱) من طريق الوليد بن عتبة كلاهما عن بقیة به وعزاه السيوطي في اللآلیء (۹۷/۱) لابن السني في الطب، قلت ومن طريقه أخرجه الأصبهاني في الترغيب.

انسانی اعضاء کی باطنی کارکردگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۱۰۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور مادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں خبر دی معمر نے عالم سے انہوں نے ابوصالح سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

القلب ملک. وله جنود. فأذا صلح الملك صلحت جنوده وإذا فسد الملك فسدت جنوده.

والاذنان قمع والعینان مسلحة واللسان ترجمان والیدان جناحان. والرجلان برید

والکبد رحمة والطحال ضحک والکلیتان مکر والریة نفس.

دل بادشاہ ہے اور اس کے کئی مددگار یا سپاہی ہیں، جب بادشاہ درست ہو جائے تو اس کے مددگار بھی درست ہو جاتے ہیں۔ اور جب بادشاہ خراب ہو جائے اس کے مددگار سپاہی بھی خراب ہو جاتے ہیں دونوں کان (بات داخل کرنے کا) کیف ہیں۔ اور آنکھیں تو چوکیدار کا ٹھکانہ ہیں۔ اور زبان ترجمان ہے۔ دونوں ہاتھ پر ہیں۔ اور دونوں پاؤں ڈاک پہنچانے والا دل اور جگر شفقت و رحمت ہے اور تلی بیچ کا راستہ ہے دونوں پیچھے پھڑے سانس اور جان بن اور دونوں گردے خفیہ تدبیر ہیں۔

”امام بیہقی فرماتے ہیں“:

اسی طرح یعنی مذکورہ اثر کے مفہوم کے مطابق ایک موقوف روایت میں بھی آیا ہے یعنی قلب کے بارے میں نعمان بن بشر کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے۔ اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مبارک نے معمر سے اپنی اسناد کے ساتھ اور کہا کہ انہوں نے اس کو مرفوع کہا ہے۔
۱۱۰..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوسعید احمد بن نسوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن

(۱۰۹)..... أحمد بن منصور الرمادی (جرح ۷۸/۲)

عزہ العراقی لأبی نعیم فی الطب البوی والطرائی فی مسند الشامیین والمصنف فی الشعب من حدیث أبی هريرة کذا بالاحتاف (۲۲۳/۷)

وقال الزبیدی: قوله رواه أبو نعیم فی الطب ظاهراً أنه من حدیث عائشة وليس كذلك وإنما أخرجه من حدیث أبی سعید

(۱۱۰)..... الحسن بن عیسی بن ماسر جس الماسر جسی أبو علی (تہذیب ۳۱۳/۲)

قول البیهقی ورواه أيضاً الحکم بن فضیل..... الخ

رواه ابن عدی فی الکامل فی الضعفاء ۶۳۳/۲ من طریق سويد بن سعید عن الحکم بن فضیل عن عطية عن أبی سعید.

وقال ابن عدی هذا الحدیث لأعلم یرويه عن عطية غیر الحکم بن فضیل والحکم هذا قد روى عن غیر عطية مثل خالد الحذاء وغیره وهو

قلیل الروایة وما تفرّد به لا یتابعه علیه الثقات.

قلت: تعقبه السیوطی فی اللآلی ۹۶/۱ بقوله:

(الحکم) وثقه أبو داود وغیره.

(وسويد) وإن وهام ابن معین فقد وثقه أحمد وأبو حاتم وأبو زرعة والبغوی وصالح حرزه والدارقطنی وآخرون واحتج به مسلم فی صحیحه

وکفی بذلك، غاية أمره عمی وعمره مائة سنة فاحتل حفظه.

وله متابع أخرجه أبو الشیخ وفي العظمة عن علی بن الصباح عن یحیی بن واقد عن هشام بن محمد بن السائب عن أبی الفضل العبدي من آل

حرب بن مصقلة عن عطية عن أبی سعید به.

وعطية لم یثنه أمره إلی أن یحکم علی حدیثه بالوضع بل الترمذی یحسن له.

ابراہیم نسیا پوری نے انہوں نے کہا حسن بن عیسیٰ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تھا یعنی عبد اللہ بن مبارک والی حدیث کے بارے میں انہوں نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر نے عاصم بن ابی نجد سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اس کو مرفوع کیا ہے اور ذکر کیا ہے۔ اور اس کو حکم بن فضیل نے عطیہ سے انہوں نے ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۱۱..... ہمیں خبر دی ہے ابویعلیٰ روز باری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن موسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ابن جریج سے انہوں نے محمد بن مرتفع سے انہوں نے عبد اللہ بن زبیر سے رضی اللہ عنہما۔

وفی انفسکم افلا تبصرون۔ (ذریعہ ۲۱)

اور خود تمہارے نفوس میں (نشانیوں میں) کیا تم دیکھتے نہیں۔

ابن زبیر نے فرمایا نفوس میں نشانیوں سے مراد پیشاب پاخانے کا راستہ ہے۔

۱۱۲..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو جعفر رزازی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ولید نجاشی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے ابو نعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے سفیان نے ابن جریج سے انہوں نے عبد اللہ بن کثیر سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر سے کہ:

وفی انفسکم افلا تبصرون۔

کہ تمہاری نفوس میں نشانیاں ہیں سے مراد ہے کہ۔ پیشاب پاخانے کا راستہ مراد ہے۔

فائدہ:..... مذکورہ آیت میں انسان کو اپنے وجود میں کارفرما خود کار نظام میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے جس میں اللہ کے وجود اس کی وحدانیت۔ قدرت و تصرف کے بے شمار دلائل ہیں انسانی وجود حقیقت اللہ کی عظیم ترین قدرت کا بے مثال شاہکار ہے جدید سائنس اور میڈیکل نے ثابت کیا ہے کہ انسانی وجود میں آٹھ بڑے بڑے نظام کارفرما ہیں جو کہ اپنی جگہ محیر العقول کارکردگی کا خود کار عمل انجام دے رہے ہیں جس پر غور کرنے کے بعد انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ انسانی وجود میں ایک چھوٹی کائنات آباد ہے سچ خالق کائنات نے فرمایا:

وفی انفسکم افلا تبصرون۔

حضرت ابن زبیر کا ارشاد عوام الناس کو سمجھانے کے لئے سادہ اور اہم ہے۔ کیونکہ یہ نظام اخراج ہے اور انتہائی اہم ہے جس پر زندگی کا دار و مدار ہے اگر یہ خراب ہو جائے تو زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے اسی لئے شارع علیہ السلام نے فراغت ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی ہے:

الحمد لله الذي اذهب عني الادي وعافاني. (ترمذی)

۱۱۳..... اور ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عمر بن حفص تاجر نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سری بن خزیمہ سے ابیوردی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابو نعیم نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سفیان نے ابن جریج سے

(۱۱۱-۱۱۳)..... ابو جعفر الرزازی هو محمد بن عمرو بن البختري (ت ۳۳۹) (خط ۱۳۲/۳) أخرجه الطبري في التفسير ۱۲۶/۲۶ عن

ابن حميد عن مهران عن سفیان به۔

وعزاه السيوطي في الدر المنثور للفریابی وسعيد بن منصور وابن جرير والمنذري وابن أبي حاتم والمصنف في شعب الإيمان عن ابن الزبير رضي الله عنه۔

انہوں نے محمد بن مرتفع سے انہوں نے ابن زبیر سے پھر مذکورہ بات کو ذکر کیا ہے۔

۱۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو ذر کریمان ابو الخثعمی نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن محمد بن عبید اللہ ادیب نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمود بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عبد اللہ بن ہشیم نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے الاصمعی نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابن سماک سے وہ ایک آدمی سے کہہ رہے تھے۔

قدرت باری کا حیران کن شاہکار

تبارک من خلفک فجعلک تبصر بشحم وتسمع بعظم وتکلم بلحم.

بابرکت ہے وہ ذات جس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے ایسا بنایا کہ تم ایک چربی کے ساتھ دیکھتے ہو۔ ایک ہڈی کی ساتھ سنتے ہو۔ اور ایک گوشت کے ساتھ کلام کرتے ہو۔

۱۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے ابو العباس اسم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو امیہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہی ابو عاصم نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے صالح ناجی نے ابن جریج سے انہوں نے ابن شہاب سے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

یزید فی الخلق ما یشاء (فاطر۱)

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی تخلیق میں اضافہ فرماتا ہے۔

ابن شہاب نے فرمایا اس سے حسن صورت مراد ہے۔

۱۱۶..... ابو عبد اللہ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو امیہ طرسوسی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن سلیمان بصری نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابراہیم بن جنید نے عمر بن حفص عسقلانی سے انہوں نے خلید بن علیج سے انہوں نے حضرت قتادہ سے اس قول باری کے بارے میں:

یزید فی الخلق ما یشاء (فاطر۱)

اللہ جو چاہتا اپنی مخلوق میں اضافہ فرماتا ہے۔ کہ اس سے آنکھوں کی خوبصورتی مراد ہے۔

فائدہ:..... آیت مذکورہ کا مفہوم عام ہی انسان اپنے مالک کی تخلیق کے اضافہ کے بارے میں کسی تفصیل جاننے سے عاجز ہے سوائے وحی کی اطلاع کے جو کہ اب ممکن نہیں دوسرے تخلیق کے بعد اس کے مشاہدے سے جو کہ آج تک حیران کن طریقہ سے جاری ہے اور انسانی زندگی کے ارتقاء کے ساتھ جاری رہے گا۔ روایت میں آواز کی خوبصورتی اور آنکھوں کی خوبصورتی کا ذکر آیا ہے بلاشبہ یہ بھی اللہ کی تخلیق میں اضافہ ہے مگر یہ اضافہ انہیں دو میں بند نہیں بلکہ جیسے اللہ کی قدرت کوئی نہیں جان سکتا اس کے عمل کو بھی محدود نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے اضافہ کو بھی وہی جانتا ہے اپنی قدرت کی طرح۔ (مترجم)

(۱۱۴)..... عبد اللہ بن الہیثم هو ابو عبد اللہ البصری، الأصمعی هو: أبو سعید عبد الملک بن قریب (ت ۲۱۵)، وابن السماک هو:

أبو العباس محمد بن صالح العجلی (ت ۱۸۳) (سیر ۳۲۸/۸)

(۱۱۵)..... أبو أمیة الطرسوسی هو: محمد بن إبراهيم وأبو عاصم هو الضحاک بن مخلد.

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور (۲۴۴/۵) لعبد بن حمید وابن المنذور وابن أبی حاتم والمصنف فی الشعب عن الزہری بہ.

(۱۱۶)..... أبو عثمان الخياط، فی الدر المنثور (۲۴۴/۵) للمصنف فقط

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ علیہ کی نصیحت

۱۱۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اخق نے انہوں نے کہا میں نے ابو عثمان خیاط سے سنا کہتے تھے ہمیں بیان کیا ذوالنون بن ابراہیم مصری نے انہوں نے کہا۔

ان الله تعالى خلق القلوب اوعية للعلم لولا ان الله سبحانه وبحمده انطق اللسان با لبيان .

و افتتحه با لكلام ما كان الانسان الا بمنزلة البهيمة يوحى با لرأس ويشير با ليد .

اللہ عزوجل نے انسانی قلوب کو علم و آگاہی کی سانچے اور برتن بنایا ہے۔ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ زبان کو بیان کرنے کے لئے قوت گویائی عطا نہ فرماتا اور کلام و بات چیت کرنے کیلئے اسے نہ کھولتا تو انسان ایک چوپائے اور جانور کی طرح ہوتا۔ سر سے اشارہ کرتا اور ہاتھ سے اشارہ کرتا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

۱۱۸:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے انہوں نے کہا خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سعد ان بن نصر نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سالم بن ابوالجعد سے انہوں نے ام درداء سے انہوں نے ابودرداء سے انہوں نے فرمایا۔

تفكرو ساعة خير من قيام ليلة .

(اللہ کی قدرت میں (اور اللہ کی کتاب میں) ایک لکھ غور و فکر کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا افضل عمل

۱۱۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے انہوں نے کہا خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں بتایا ہے سعدان بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بتایا ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے سالم بن ابوالجعد سے۔ ام درداء سے پوچھا گیا تھا کہ ابودرداء کے افضل اعمال میں سے افضل عمل کونسا تھا انہوں نے جواب دیا ”التفکر“ اللہ کی قدرت اور اللہ کی کتاب میں غور و فکر کرنا۔

اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے کا حکم

۱۲۰:..... ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبد العزیز نے کہ خبر دی ہے ابوالفضل عبدوس بن حسین بن منصور نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابو حاتم محمد

(۱۱۷)..... أبو عثمان الخياط هو : سعيد بن عثمان (خط ۹۹/۹)

(۱۱۸)..... أخرجه أحمد في الزهد (ص ۱۷۲) من طريق أبي معاوية به

وأخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۰۹/۱) من طريق قيس بن عمار الدهني عن سالم أبي الجعد عن معدان عن أبي الدرداء به

(۱۱۹)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۰۸/۱) من طريق أحمد بن حنبل عن أبي معاوية به.

وانظر الزهد لابن المبارك (ص ۳۰۲)

(۱۲۰)..... حمزة بن عبد العزيز (ت ۳۰۷) (سير ۲۶۳/۱۷)، وعبدوس بن الحسين بن منصور أبو الفضل، ومحمد بن إدريس الرازي

أبو حاتم (ت ۲۷۷) تقريب، وعلي بن ثابت هو : أبو أحمد الجزري، والوازع بن نافع (ميزان ۳۲۷/۳)، أخرجه ابن عدي (۲۵۵۶/۷) من

طريق الصلت بن مسعود عن الوازع به.

قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۸۱/۱) للطبراني في الأوسط وقال :

فيه الوازع بن نافع وهو متروك.

بن ادریس رازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حاتم ذمی ادیب نے کہ خبر دی ہے علی بن ثابت نے وازع بن نافع سے (سالم) انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تفکروا فی الاء اللہ یعنی عظمتہ ولا تفکروا فی اللہ.

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں غور و فکر کیا کرو یعنی اللہ کی عظمت کے بارے میں اور اللہ کی ذات کے بارے میں غور و فکر نہ کیا کرو۔ یہ ایسی اسناد ہے جس میں نظر ہے۔

عقیدہ یہ رکھیں کہ تیرے خیال تصور کا مالک بھی اللہ ہے

۱۲۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے علی بن محمد مروزی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن ابراہیم رازی نے کہ ہمیں بیان کیا ہے یحییٰ بن معاذ نے انہوں نے کہا کہ:

ساری توحید ایک ہی کلمہ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تیرے خیال و گمان میں بھی جس چیز کا تصور آئے اس کے بارے میں آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ اس کا مالک بھی ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں عقلی و منطقی بحث اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات پر کیا دلیل ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ موجود ہے؟

جواب دیا جائے کہ ہم بیان کر چکے کہ اسی نے اس عالم کو وجود دیا اور اسے نو پیدا کیا۔ اور یہ کام ایسا تھا کہ اس کا وقوع ایک عظیم قدرت والی ذات کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اور قدرت بذات خود قائم نہیں ہوئی بلکہ لازم ہے کہ وہ کسی قدر موجود کے ساتھ قائم ہے۔

دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کے وجود کی یہ ہے کہ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ فعل عمل میں نہ آنے سے فعل کا وجود محال ہوتا ہے۔ اسی طرح فاعل کے عدم وجود سے بھی فعل کا وجود محال ہوتا ہے یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ عالم موجود ہے تو عالم کا وجود خود دلیل ہے اس بات کی کہ اس کا فاعل موجود ہے ورنہ کائنات نہیں ہو سکتی تھی اور وہ ہی اللہ ہے۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قدیم ہے اور وہ ہمیشہ رہے گا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ تو ثابت ہو چکا کہ اللہ موجود ہے۔ پھر اگر وہ قدیم نہ ہوتا ضرور اس کا کوئی وجود میں لانے والا ہوتا لہذا وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج ہوتا اور یہ سلسلہ لامتناہی چلتا۔

جب کہ موجود و حال سے خالی نہیں ہو سکتیں یا قدیم یا حادث۔ جب حادث ہونا غلط ہوا تو لامحالہ ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ تمام حادث اشیاء ایک دوسری سے مقدم و مؤخر ہیں۔ جن کو مقدم یا مؤخر کرنے والے کا وجود ضروری ہے ورنہ تمام اشیاء ایک دوسری سے مقدم یا مؤخر نہ ہو سکتیں۔ اسی طرح بعض سے بعض کی شکلیں اور صورتیں مختلف ہیں یعنی اشکال و صورت بعض اشیاء کے ساتھ مخصوص ہیں تو کوئی تخصیص کرنے والا ضرور ہے جو کہ صورتیں الگ اور مخصوص کر کے دے اگر یہ کام کرنے والا حادث ہوتا تو یہی ضرورت اس کی بھی ہوتی لہذا دونوں ایک ضرورت و حاجت کا شکار ہوتے لہذا خود اسی حاجت کا شکار دوسرے کی حاجت پوری نہ کر سکتا لہذا نہ کوئی تخصیص کرنے والا ہوتا نہ کہ مقدم مؤخر کرنے والا کیونکہ ہر ایک کی خواہش اور تقاضا یہی ہوتا لہذا ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اگر کوئی کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ وہ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے؟

جواب یہ ہوگا کہ اگر وہ جسم ہوتا تو وہ مرکب ہوتا کیونکہ جسم مرکب شئی کا نام ہے اور مرکب ایک نہیں بلکہ دو یا زودہ سے ترکیب پانے والی شئی ہوتی ہے جب کہ اللہ بجانہ شئی واحد ہے تالیف و ترکیب کا احتمال نہیں رکھتا۔ وہ مرکب ہونے سے پاک ہے یوں وہ جسم نہیں ہے۔ اور وہ عرض نہیں ہے اس لئے کہ عرض وہ ہوتا ہے جس کی بذات خود بقاء صحیح نہیں ہو بذات خود قائم نہ ہو بلکہ وہ کسی دوسری شئی کے ساتھ قائم ہو جب کہ اللہ تعالیٰ قائم بنفسہ قائم بذاتہ ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ اس کا عدم صحیح نہیں۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اللہ قدیم بجانہ شئی ہے مگر اشیاء جیسا نہیں تو اسی طرح تم یہ انکار کر دیا کہ وہ جسم ہے مگر اجسام کی طرح اور اجسام جیسا نہیں؟

جواب دیا جائے گا کہ اگر یہ بات لازم ہوتی تو یہ بھی لازم ہوتا کہ وہ صورت ہو مگر صورتوں جیسی نہیں اور جسد ہو مگر اور اجساد جیسا نہیں۔ جوہر ہو مگر جوہر جیسا نہیں جب یہ لازم نہیں آتا تو وہ بھی لازم نہیں آتا۔

لفظ شئی نام ہے اور علامت پر موجود چیز کا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئی کا نام دیا ہے ارشاد باری ہے:

قل ای شیئی اکبر شہادۃ؟ قل اللہ اکبر شہید بینی و بینکم (انعام ۱۹)

فرمادیتے کون سی شئی بڑی ہے شہادت کے اعتبار سے؟ فرمادیتے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لفظ استعمال کیا ہے جب کہ اپنے آپ کو جسم کا نام نہیں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ جسم یا جسد استعمال نہیں فرمایا، اور نہ ہی اس کے مسلمانوں نے اتفاق کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واللہ الاسماء الحسنی فادعوه بها وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجرون ما کانوا یعملون۔ (اعراف ۱۸۰)

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہے انہیں ناموں کے ساتھ اس کو پکارئے ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جو اللہ کے ناموں میں الحاد اور بے دینی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جلدی اس کا بدلہ دیئے جائیں گے جو عمل کرتے تھے۔

(ان ناموں میں کوئی نام جسم یا جسد وغیرہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو جسم کہنا درست نہیں۔) (مترجم)

اگر کہا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنوعات کے مشابہ نہیں ہے اور وہ ہم اور تصور میں نہیں آ سکتا تو جواب یہ دیا جائے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ مصنوع اور بنائی چیزوں کے مشابہ ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز ہوتا جو ان مصنوع و مخلوق چیزوں پر جائز ہے نقص کی علامات اور حادث ہونے کی نشانیاں اور دوسرے محدث و موجد کی ضرورت اور احتیاج۔ اور یہ بات اس کی نفی کی متقضی ہے لہذا واجب ہوا کہ وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا ہے۔

لیس کمثلہ شیئی وهو السميع البصیر۔ (شوریٰ ۱۱)

اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کسی شے کے مشابہ نہیں اس امر کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ) ہم روزمرہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہمارے سامنے جتنی بنائی ہوئی چیزیں وہ اپنے بنانے والے کے مشابہ نہیں ہیں، مثلاً کتابت کا بت کے مشابہ نہیں ہے۔ عمارت بانی کے مشابہ نہیں ہے اسی طرح دیگر وہ تمام اشیاء جو ظاہر ہیں اور اپنے بنانے والے کے مشابہ نہیں ہیں اور بنانے والا اپنی بنائی ہوئی اشیاء کے مشابہ نہیں ہے ان ظاہر چیزوں سے ہم غائب چیزوں پر دلیل پکڑ سکتے ہیں اور ہم نے اسی سے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کسی اپنی بنائی ہوئی شئی کے مشابہ نہیں اور نہ ہی کوئی شئی اس کے مشابہ ہے۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بنفسہ و بذاتہ قائم ہیں اپنے ماسوا سے مستغنی ہے تو اسے جواب دیا جائے گا کہ۔

اگر وہ بذات خود قائم نہ ہوتا تو وہ اپنے قیام کے لئے اپنے ماسوا اور غیر کا محتاج ہوتا۔ تو یہ دلیل ہوتی حادث ہونے کی اگر وہ حادث ہوتا تو دیگر حادث اشیاء پر جو تعمیرات جائز ہیں وہ سب کچھ اس پر بھی جائز ہوتے حالانکہ اس کے قدیم ہونے پر دلائل قائم ہو چکے ہیں لہذا وہ بذات خود قائم ہے دوسروں سے مستغنی ہے اپنے وجود کے اندر تا تک وہی سب کا قائم کرنے والا رہے اس کو کوئی قائم رکھنے والا نہ ہو اور وہ سب سے مستغنی ہو کسی کا محتاج نہ ہو جو مستغنی نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہو کسی اور کا خالق و موجد حقیقی کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے عالم ہے قادر ہے؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ جواب یہ ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ کے فعل کا ظہور اس کی حیات۔ اس کی قدرت اور اس کے علم کی دلیل ہے اس لئے کہ اس فعل کا ظہور اور وقوع میت سے اور عاجز سے اور لاعلم اور جاہل سے ممکن نہیں ہے جب اس کے افعال وجود میں آچکے ہیں جو کہ میت سے۔ عاجز سے جاہل سے وجود میں نہیں آسکتے تو لامحالہ ثابت ہوا کہ جس سے یہ افعال صادر ہوئے ہیں یقیناً وہی ہے قادر ہے عالم ہے اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مرید ہے یعنی ارادہ کرتا ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ وہ زندہ ہے۔ عالم ہے، نہ وہ مجبور ہے نہ وہ مغلوب اور عاجز ہے نہ ہی اس کے ساتھ کوئی ایسی مشکل ہے جو اس کو ان امور سے روک سکے ہر وہ ذات جو زندہ ہو جاہل نہ ہو اور اس کے ساتھ کوئی ایسی مشکل نہ ہو جو اس کے ارادے کو روک دے وہ اپنے ارادے کا مالک ہوتا ہے۔ مختار ہوتا ہے قصد کرنے والا ہوتا ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے بصیر ہے؟

جواب دیا جائے گا کہ وہ زندہ ہے اور زندہ وجود کے لئے یہ محال ہوتا ہے کہ وہ سمیع و بصر کی صفت سے خالی ہو جب کہ وہ کسی مانع صفت سے خالی ہو کیونکہ منع مانع اور ممنوع کو تقاضا کرتا ہے۔ اور جو ممنوع ہو وہ مغلوب ہوتا ہے۔ اور جو مغلوب ہو یہ صفت حادث کی ہوتی ہے جب کہ باری تعالیٰ قدیم ہے ہمیشہ ہے وہ سمیع ہے بصیر ہے ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہے زندہ ہے ساکت نہیں ہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی آفت نہیں لگی ہوئی جس کی وجہ سے وہ کلام نہ کر سکے۔ اور ہر وہ زندہ جو ایسا ہو وہ متکلم ہوتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ متکلم ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ جس کو کلام کرنا محال ہو اس کی طرف سے خطاب کرنا اور حکم و امر کا پایا جانا بھی محال ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب بھی موجود ہے امر بھی موجود میں تو لازمی بات ہے کہ وہ متکلم ہے اگر سوال کیا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ۔ قادر۔ عالم۔ ارادہ کرنے والا۔ سمیع بصیر متکلم تھا اور رہے گا؟

جواب یہ ہے کہ۔ کہ اگر اللہ ہمیشہ سے زندہ۔ قادر۔ عالم۔ ارادہ کرنے والا۔ سننے والا دیکھنے والا۔ کلام کرنے والا نہ ہوتا تو لامحالہ وہ۔ میت ہوتا۔ عاجز ہوتا جاہل ہوتا۔ ارادہ نہ کر سکتا۔ نہ سن سکتا نہ دیکھ سکتا نہ کلام کر سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو لازمی بات ہے کہ پھر وہ کچھ کر بھی نہ سکتا اس سے کوئی جھپٹنا یا بڑا فعل اور کام بھی وجود میں نہ آسکتا جب کہ مشاہدہ اس سب کچھ کو غلط بتا رہا ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ کر چکا ہے اور کر رہا ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ہمیشہ ایسے تھا اور ہمیشہ ایسے رہے گا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ کیا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ حی ہے۔ قادر ہے عالم مرید ہے سمیع ہے بصیر ہے متکلم ہے حیات کا مالک ہے قدرت اور علم ارادے۔ سمیع بصر اور کلام کا مالک ہے۔ جواب دیا جائے گا کہ ایسی موجود ہستی کا سرے سے اثبات محال ہے جو موجود تو ہوالہ بھی ہوئی قادر عالم مرید سمیع بصیر متکلم تو ہو لیکن وہ حیات قدرت علم ارادہ سمیع بصر کلام کا مالک نہ ہو بلکہ ان صفات کے ہوتے ہوئے ان صفات کا اثبات اس کے لئے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ. (البقرہ ۲۵۵)

کائنات کے سارے لوگ اللہ کے علم میں سے کسی شے کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ خود چاہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وسع كل شئى علماً (ط)

ہر شے سے اس کا علم فراخ ہے۔

تیسرے مقام پر فرمایا:

وان الله قد احاط بكل شئى علماً. (الطلاق ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو اپنے علم کے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔

یعنی اس کے علم نے تمام معلومات کا احاطہ کر لیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وہ تمام آیات جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں اسی مذکورہ بات کی دلیل ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين. (الذاریات ۵۸)

بے شک اللہ ہی رزاق ہے اور وہ بڑی مضبوط قوت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے طاقت و قوت کو ثابت فرمایا ہے اور یہی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے علم کو ثابت فرمایا ہے۔ لہذا یہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ وہ عالم ہے علم کے ساتھ اور قادر ہے قدرت کے ساتھ اس لئے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ عالم تو ہو لیکن اس کو علم نہ ہو یہ بھی ممکن ہوتا کہ علم تو ہو مگر کوئی اس کا عالم نہ ہو۔ جیسے اگر یہ ممکن ہوتا کہ فاعل تو ہو مگر اس کا کوئی فعل نہ ہو۔ تو یہ بھی ممکن ہوتا کہ فعل تو ہو مگر اس کا فاعل نہ ہو جب یہ محال ہے کہ فاعل ہو مگر اس کا کوئی فعل نہ ہو۔ جیسے یہ محال ہے کہ فعل ہو مگر فاعل نہ ہو اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ عالم تو ہو مگر اس کا علم نہ ہو۔ جیسے یہ محال ہے کہ علم ہو لیکن اس کا کوئی عالم نہ ہو۔

اس لئے کہ عالم کے عالم ہونے میں اگر علم شرط نہ ہوتا تو اس کا عدم بھی ہر عالم میں نقصان دہ نہ ہوتا یہاں تک کہ صحیح ہونا ہر عالم کہ وہ عالم ہو عدم علم کے باوجود۔ جب عالم کے لئے علم شرط تھا بعض میں تو یہ واجب ہوا کہ ہر عالم میں علم ہو بوجہ امتناع اختلاف حقائق کے دو موصوفوں میں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ۔ فعل کے احکام عدم علم کے ساتھ ممتنع ہیں ہماری طرف سے جیسے ممتنع ہے ہمارے غیر عالم ہونے کے ساتھ۔ جیسے علماء ہونے میں تمام حکمین میں برابری واجب ہے ایسے اس بات میں بھی ان میں برابری واجب ہے کہ علم بھی ان کے لئے ہو۔ بوجہ محال ہونے اس کے وقوع کے غیر ذی علم سے ہماری طرف سے۔ مثل محال ہونے اس کے وقوع کے غیر عالم سے ہماری طرف سے (ایک وجہ یہ ہے) کہ علم کی حقیقت وہ ہوتی ہے جس کو علم والا جانتا ہے جس کے عدم کے ساتھ وہ عالم نہیں ہوتا پس اگر قدیم بذات خود عالم ہو تو ذات اس کی علم ہوگی۔ اور عالم بمعنی علم ہونا درست نہیں اگر اس بات پر جو ہم نے ذکر کی آیات سے معارضہ کریں جیسے ارشاد باری ہے:

وفوق كل ذي علم علم عليم. (یوسف ۷۶)

کہ ہر ذی علم سے بڑے علم والا ہوتا ہے۔

تو ہم یہ جواب دیں گے کہ۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذو علم ہے بطور نکرہ بلکہ ہم کہہ رہے ہیں وہ علم والا ہے بطور معرفہ جیسے ہم کہتے ہیں وہ الذلّال والا کرام ہے بطور معرفہ ہم اس کو ذلّال واکرام نہیں کہتے بطور نکرہ۔

لہذا آیت مذکورہ کا معنی اس وقت فوق كل ذي علم محدث من اعلم منہ ہوگا یعنی ہر ذی علم حادث سے کوئی بڑا علم والا بھی ہوتا ہے۔ اگر کچھ لوگ اعتراض کریں کہ اس کا علم قدیم ہے حالانکہ وہ خود قدیم ہے۔ جواب میں کہا جائے گا کہ۔ ہمارے اصحاب میں سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ازلی ہونے کا اثبات کرنے کے ساتھ اس بات کے قائل نہیں۔ اور ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی اشتباہ بھی

واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدیم وہ ہوتا ہے جو اپنے وجود میں مقدم ہو بشرط مبالغہ۔ اور مقدم فی الوجود وہی وجود ہی ہوتا ہے۔ اور وجود کسی ایک کے نزدیک بھی اشتباہ کو لازم نہیں کرتا۔ تو اسی طرح مقدم فی الوجود اشتباہ واجب نہیں کرتا اور اس لئے بھی کہ قدیم ہونا وصف مشترک ہے۔ جو استعمال سے ثابت ہے یوں کہا جاتا ہے۔ شیخ قدیم۔ بنا قدیم۔ عرجون قدیم۔ پرانا بزرگ۔ پرانی عمارت۔ پرانی شاخ وغیرہ تو مشترک وصف میں اشتراک کے ساتھ اشتباہ واقع نہیں ہوتا۔

اس لئے کہ اگر قدیم ہونے میں اشتراک کے ساتھ اگر اشتباہ واقع ہوتا اشتراک فی الحدث کے ساتھ بھی اشتباہ واقع ہوتا۔ جب اشتراک فی الحدث کے ساتھ اشتباہ واقع نہیں ہوتا تو اشتراک فی القدم کے ساتھ بھی واقع نہیں ہوتا۔

اور اس لئے کہ ہمارے نزدیک مشتبهین کی حقیقت۔ دو غیر چیز ہوتی ہیں ایسی دو غیر کہ ایک پر جو سب کچھ جائز ہو دوسرے پر بھی صحیح ہو اور ایک دوسرے کے قائم مقام ہو۔ جب کہ اللہ کی صفات اس کی غیر نہیں ہیں۔

اگر کچھ لوگ اعتراض کریں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کا علم ہو تو وہ تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو وہ خود وہی ہوگا۔ یا اس کا غیر ہوگا۔ یا اس کا بعض ہوگا۔ (تینوں صورتیں غلط ہیں) جواب دیا جائے گا کہ یہ محض دعویٰ ہے۔ بلکہ اللہ کے علم کا انکار ہے۔ یہ جائز نہیں کہ یہ کہا جائے کہ علم وہی خود اللہ ہے اس لئے کہ یہ محال ہے کہ علم عالم ہو۔

اور یہ بھی جائز نہیں کہ یہ کہا جائے اس کا علم اس کا غیر ہے۔ اس لئے کہ علم کی مفارقت اس سے محال ہے اور دو غیروں کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کی مفارقت کسی بھی صورت میں دوسرے سے محال ہو۔ اور اللہ کا بعض کہنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کا موصوف یعنی اللہ تعالیٰ کے حصے نہیں ہو سکتے وہ جزئیت اور بعضیت سے پاک ہے اگر اعتراض کریں کہ۔ اگر اس کا علم ہو تو وہ عرض ہو جو مکتسب اور حاصل کردہ ہوگا۔ مضطرب ہوگا یعنی وہ اس کی طرف مجبور ہوگا۔ تو اعتقادی طور پر وہ ہمارے علوم یعنی مخلوق کے علوم کی جنس سے ہوگا اس لئے کہ یہ یہی علم علم معقود کا ہے۔

جواب دیا جائے کہ۔ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ علم علم نہیں ہے اس لئے کہ عرض ہے یا اس کیفیت و صفت پر ہے جو تم نے ذکر کی ہے۔ بلکہ علم تھا اس لئے کہ علم بہ جانا گیا پھر مجبور کیا گیا۔

اگر علم محدث ہوتا تو اس کا علم عرض ہوتا کسی ہوتا یا اس کی طرف مجبوری ہوتی۔ اور اگر وہ علم حادث نہیں تو جو چیز حادث کو لازم ہے کہ اس کے ساتھ موصوف ہونا صحیح نہیں ہوگا۔ جب لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم ہو غیر معتقد غیر مکتسب ہو غیر مضطرب ہو تو لازم ہوا کہ اس کا ایسا علم ہو جو ان صفات سے موصوف ہو سکے جو تم نے ذکر کی ہیں۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ عالم ہے علم کے ساتھ تو وہ اپنے علم کا محتاج ہوتا ہے جواب دیا جائے گا کہ حاجت و ضرورت اس پر جائز نہیں کیونکہ وہ غنی ہے اس کا علم اس کا غیر نہیں ہے اور اسی طرح اس کی تمام صفات ذاتیہ اس کی غیر نہیں ہیں۔ اس کی بعض بھی نہیں ہیں یہاں تک کہ اس کو اپنے غیر اپنے بعض کی طرف ضرورت و حاجت کے ساتھ موصوف کیا جاسکے۔

اگر لوگ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر اس شئی کا علم ہے جس کا معلوم کیا جانا صحیح اور ممکن ہو جواب دیا جائے گا کہ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی یہ صفت بیان کی ہے۔

لتعلموا ان الله على كل شيء قدير وان الله قد احاط بكل شئنى علماً۔ (طلاق ۱۲)

تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے اور اللہ نے ہر شئی کو علم کے احاطہ میں لے لیا ہے۔

بہر حال غیر اللہ یعنی اللہ کے ماسوا کے لئے ممکن نہیں کہ ہر شئی کے علم کے ساتھ عالم ہو۔ ہر شئی کے بارے اس کو علم ہونا ممکن بھی نہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہر معلوم کا عالم ہونا لازم ہے۔ اسی طرح لازم ہے کہ اس کا علم ہر اس چیز کا علم ہو جس کا معلوم ہونا ممکن ہو۔

اللہ تعالیٰ کی تمام ذاتی صفات میں ہی کلام ہے جو اس کے علم کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں سے کسی صفت کے بارے میں یہ جائز نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ اس کی مجاور ہیں کیونکہ مجاورت تقاضا کرتی ہے ایک دوسرے سے چھونے اور مس کرنے کو یا مقاربت کو مکان وجگہ کے اعتبار سے جب سب کچھ اجسام کی صفت ہے اور اجسام حوادث کا محل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ صفات اس میں داخل ہو گئی ہیں اس لئے کہ حلول مجاورت کو تقاضا کرتا ہے جب کہ مجاورت کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہے، اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اس کی صفات اس کی مخالف ہیں یا اس کے مفارِق اور جدا ہیں اس لئے کہ مخالفت اور مفارقت فرع ہیں غیریت کی۔ جب کہ اللہ اور اس کی صفات کے درمیان تغایر محال ہے اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ اس کی ملکیت ہیں اس لئے کہ جو چیز ملک ہوتی ہے اس میں تصرف وغیرہ ممکن ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ وہ اپنی ذات میں مختلف میں نہ ہی یہ کہا جائے کہ متفق ہیں اس لئے کہ وہ ایک دوسری سے متغایر نہیں ہیں۔

اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ صفات اللہ کے ساتھ ہیں یا اللہ کے اندر ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ صفات اس کی ذات کے ساتھ مختص ہیں اسی کے ساتھ قائم ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ان کے ساتھ موصوف تھا اور ہمیشہ ان کے ساتھ موصوف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات خبری ہیں بعض ان میں سے (وَجْہ) چہرہ (دایاں) ہاتھ ہے ان کے اثبات کا طریقہ ان کے بارے میں خبر صادق کا وارد ہونا ہے، ہم انہیں ثابت تو کریں گے لیکن ان کی کیفیت بیان نہیں کریں گے۔ بہر حال صفات فعل مثلاً خلق۔ رزق۔

یہ اغیار ہیں اور یہ سب لایزال ہیں دائمی ہیں ان کے ساتھ ازل میں اللہ کو موصوف کرنا درست نہیں۔ ہمارے اصحاب میں سے محققین نے یہ کہنے سے انکار کیا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ ازل سے خالق اور رازق تھا مگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خالق ازلی ہے ہمارا رازق ازل سے جو کہ خلق اور رزق پر قادر تھا اس لئے کہ اس نے ازل میں پیدا نہیں کیا تھا پھر پیدا کیا۔ جب خالق کا نام وجود خلق کے بعد دیا گیا تو لازم نہیں کرتا تغیر کو اس کی ذات میں ہمارے اصحاب میں سے وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ قول کرنا جائز ہے۔ کہ وہ ازل سے خالق تھا رازق تھا اس معنی میں کہ عنقریب پیدا کرے گا اور عنقریب رزق دے گا۔

۱۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو زکریا بن ابواسحاق نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابوالحسن طراکشی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبد اللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن طلحہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں۔

هل تعلم له سمياً (مریم ۶۵)

کیا تم جانتے ہو اس کے لئے نام۔

(۱۲۲)..... معاویہ بن صالح الحضرمی ہو : أبو عمرو (ت ۱۵۸) تقریب۔

علی بن ابی طلحہ، أرسل عن ابن عباس ولم یرہ (تقریب)

أخرجه ابن جریر فی التفسیر (۸۰/۱۶) عن علی بن عبد اللہ عن معاویہ

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور (۲/۹۴) لابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

یعنی کیا تم جانتے ہو رب تعالیٰ کی کوئی مثل یا مشابہ (یا ہم نام جانتے ہو)۔

۱۲۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب (ح) نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو الحسن بن فضل قطان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے علی بن عبد الرحمن بن عیسیٰ بن ماتی نے ان دونوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غرزہ غفاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن یزید نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے اسرائیلی نے سماک سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وہل تعلم له سمياً (مریم ۶۵) کہ لیس احد یسمى الرحمن غیرہ۔

ایسا کوئی ایک بھی نہیں ہے جس کا نام الرحمن ہو اللہ کے ماسوا۔

(۱۲۳)..... ابو الحسن بن الفضل ہو محمد بن الحسن بن محمد بن الفضل ابو الحسن الأزرق القطان سبق برقم ۸۴، و خالد بن یزید ہو الکاهلی أخرجه الحاكم: (۳۷۵/۲) عن أبي زكريا العنبري عن محمد بن عبد السلام عن إسحاق بن إبراهيم عن وكيع ويحيى بن آدم قالاً: ثنا إسرائيل به.

وصححه الهاكم ووافقه الذهبي.

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۲۷۹/۳) لعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم والحاكم وصححه والمصنف في الشعب.

ایمان کا دوسرا شعبہ

اللہ کے تمام رسولوں صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایمان

دل کے اعتقاد اور زبان کے اقرار سمیت تمام رسولوں کے ساتھ ایمان لانا (ایمان بالرسول ہے) مگر ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا دیگر تمام رسولوں کے ساتھ ایمان بایں طور ہوگا کہ سارے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان لوگوں کی طرف جن کے تذکرے میں یہ بیان ہوا ہے کہ فلاں فلاں رسول فلاں قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور وہ اپنی نبوت و رسالت میں سچے تھے اور حق پر تھے۔ جب کہ ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان اس بات کی تصدیق کرنا ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول تھے ان سب لوگوں کی طرف جن کی طرف آپ بھیجے گئے تھے اور ان سب کی طرف جو ان لوگوں کے بعد تھے یا ہوں گے قیامت قائم ہونے تک جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے (سب کی طرف آپ کی رسالت عام ہے۔)

قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول کی تعلیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱)..... امنوا باللہ ورسولہ (الحمدیدے)

ایمان لاؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

تشریح:..... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ ایمان لانے کے حکم کو اپنے ساتھ ایمان لانے کے حکم کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

(۲)..... والمؤمنون کل امن باللہ وکتابہ ورسولہ لانفروق بین احد من رسلہ۔ (البقرة ۲۸۵)

سب مؤمن بھی ایمان لائے ہیں، ہر ایک ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں کے ساتھ، ہم فرق نہیں ڈالتے کسی ایک کے درمیان اس کے رسولوں میں سے۔

(۳)..... ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویريدون ان یفروا بین اللہ ورسولہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض

ویريدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً۔ (النساء ۱۵)

بلاشبہ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور فرق کرنا چاہتے ہیں (ایمان کے حوالے سے) درمیان اللہ کے اور اس کے رسولوں کے اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اختیار کر لیں اس کے بیچوں بیچ کوئی دوسرا راستہ۔

اولئک هم الکفرون حقاً

وہ لوگ اصلی کافر ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔ پھر تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو اپنی ذات کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔

(۴)..... والذین امنوا بالله ورسوله الخ (نساء: ۱۵۲)

جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر اور نہ فرق کیا (ایمان کی بابت)
ان میں سے کسی ایک کے درمیان یہی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کو ان کے اجر دے گا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اچھا انجام و اچھا ٹھکانہ انہیں لوگوں کے لئے ہوگا جو ایمان لانے میں اللہ اور رسولوں میں اور تمام رسولوں کے درمیان فرق نہ کریں بلکہ تمام رسولوں پر ایمان لائیں۔

ہم روایت کر چکے ہیں ابن عمر کی روایت میں حضرت عمر بن خطاب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا۔

ان تؤمن بالله وملكه، وكتبه ورسوله واليوم الآخر وتؤمن بالله قدر كله خيره وشره.

کہ تو اللہ پر ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تو ایمان لا تقدیر کے ساتھ یعنی اچھی اور بری (دونوں کے ساتھ)

۱۳۴:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر رزاز نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن عبد اللہ طرابلسی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن مرقی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے تھمس بن حسن نے کہ میں نے سنا عبد اللہ بن بریدہ سے وہ حدیث بیان کرتے تھے یحییٰ بن یمر سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث انہوں نے بیان فرمائی۔

اسی حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں تھمس کی روایت سے نقل کیا ہے۔

۱۳۵:..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد عزیری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم بوشنی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن امام نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریج نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء بن عبد الرحمن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله ويؤمنوا بي وبما جئت به فاذا فعلوا

ذلك عصموا مني دماءهم واموالهم الا بحقها، وحسابهم على الله.

میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور جو چیز میں لایا

ہوں (قرآن) اس پر ایمان لائیں وہ جب یہ کام کر لیں وہ بچالیں گے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال

مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

امام مسلم نے اس روایت کو اپنی صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۱۳۶:..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن خثویہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن لیث نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ

(۱۳۴)..... عیسیٰ بن عبد اللہ الطرابلسی (۲۷۷/۲) تذکرۃ الحفاظ (۶۱۰/۲) أخرجه مسلم (ص ۳۷)

(۱۳۵)..... یحییٰ بن محمد العزیری ابو زکریا (۳۳۳) (سیر ۵۳۳/۱۵)، و امیہ بن بسطام (ت ۲۳۱) تقریب، یزید بن زریج ہو

ابو معاویہ (تقریب)۔

بن ہشام نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل پالان پر آپ کے پیچھے سوار تھے آپ نے فرمایا اے معاذ۔ انہوں نے جواب دیا البیک یا سعدیک یعنی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کی بھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا میں اس بات کی لوگوں کو اطلاع کرنے دوں تاکہ لوگ خوش ہو جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ ایسا کرنے سے لوگ اسی کا آسرا کر لیں گے (عمل کرنے سے سستی کریں گے) حضرت معاذ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بتادی تھی تاکہ حدیث چھپانے اور کتمان حق کرنے کے (گنہگار نہ ہو جائیں)۔

۱۲۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمرو عثمان بن احمد بن سماک نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن روح مدائنی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر بن فارس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ بیان کرتے تھے حضرت معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من شهد ان لا اله الا الله مخلصاً من قلبه وان محمداً رسول الله دخل الجنة.

جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں سچے دل سے

اور یہ شہادت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۱۲۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر احمد بن کامل بن خلف قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الملک بن محمد نے یعنی ابو قلابہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیب بن شہید نے حمید بن ہلال سے انہوں نے ہضآن بن کامل سے انہوں نے عبد الرحمن بن سمرہ سے انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من مات يشهد ان لا اله الا الله و انى رسول الله يرجع ذالك الى قلبه موقن دخل الجنة.

جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں یہ بات یقین کرنے والے دل سے ہو۔ وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

۱۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں

(۱۲۶)..... علی بن محمد بن سختویہ ابو الحسن (ت ۳۳۸) (شذرات ۲/۳۲۸)، وإسحاق بن منصور هو: أبو يعقوب التميمي (ت ۲۵۱) ومعاذ بن هشام هو: ابن أبي عبد الله الدستوائي (ت ۲۰۰) (تقریب)۔

آخر جہ مسلم (ص ۶۱)

(۱۲۷)..... علی بن عبد اللہ بن ابراہیم الهاشمی أبو الحسن (سیر ۱۷/۳۲۱)، وعثمان بن أحمد بن السماك أبو عمرو (ت ۳۴۴) (سیر ۱۵/۳۴۴)، وعبد الله بن روح المدائني (ت ۲۷۷) (سیر ۱۳/۵)، وعثمان بن عمر بن فارس (ت ۱۹۹) (تقریب)

والحدیث سبق برقم (۷)

(۱۲۸)..... أحمد بن کامل بن خلف أبو بکر القاضی (ت ۳۵۰) خط ۳/۳۵۷ تحفة الاشراف (۸/۳۰۵)

آخر جہ النسائي في اليوم واللييلة، وابن ماجة (۳۷۹۶) كلاهما من طريق يونس عن حميد بن هلال به، وأخرجه النسائي في اليوم واللييلة من طريق ابن أبي عدي عن حبيب بن الشهيد به.

حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبد اللہ سعدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے پھر اس نے مذکورہ حدیث اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کی ہے سو اس کے کہ انہوں نے کہا عبد الرحمن بن مرة سے معاذ بن جبل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انبیاء و رسل کی تعداد:

۱۳۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ احمد بن عبد الجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے مسعودی سے اس نے کہا مجھے خبر دی ہے ابو عمرو دمشقی نے عبید بن خشاش سے انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کی۔

یا رسول اللہ کم المرسلون؟ رسول کتنے ہیں؟

قال ثلاث مائة وبضعة عشر جماعاً غفیراً قال قلت ادم نسی کان؟ قال نعم بنی متکلم؟

تین سو دس سے اوپر تھے بڑی جماعت تھی میں نے کہا کیا آدم علیہ السلام بھی نبی تھے؟

آپ نے فرمایا ہاں نبی تھے اللہ نے اس کے ساتھ کلام کی تھی۔

۱۳۱۔ وہ فرماتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے موسیٰ بن عبیدہ سے انہوں نے محمد بن ثابت سے انہوں نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلوا علی انبیاء اللہ و رسلہ فان اللہ بعثہم کما بعثنی۔

اللہ کے سارے نبیوں پر درود بھیجو اور سارے رسولوں پر بیشک اللہ نے ان کو بھی ایسے بھیجا تھا جیسے مجھے بھیجا ہے۔ اور یحییٰ بن سعید سعدی بصری نے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے اس نے روایت کیا ہے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے عبید بن عمر لیشی سے انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ۔

کم النبیون؟

نبی کتنے تھے؟

قال مائة الف نبی واربعة وعشرون الف نبی۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے۔

(۱۳۰)..... أحمد بن عبد الجبار (سیر ۱۳/۵۵)، المسعودی هو:

عبد الرحمن بن عبد الله المسعودی (ت ۱۶۵) (تقریب)

عبید بن الخشخاش هو أبو عمرو الدمشقی

أخرجه أحمد (۵/۱۷۸) عن وکیع به۔

(۱۳۱)..... موسیٰ بن عبیدہ بن نشیط أبو عبد العزیز (ت ۱۵۳) محمد بن ثابت بن ابی ہریرہ مجهول (تقریب)

أخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد ۸/۱۰۵ من طریق أبی عاصم عن موسیٰ بن عبیدہ به۔

المطلب العالیہ (۳۳۷) وعزاه الحافظ (لابن أبی عمر) وزاد البوصیری فی عزوه لأحمد بن منیع وقال البوصیری:

فی إسناده موسیٰ بن عبیدہ وهو ضعیف

والحدیث ضعفه الحافظ فی فتح الباری ۱۱/۱۶۹ وعزاه للقاضی إسماعیل

وعزاه السيوطی فی الدر المنثور ۵/۲۲۰ لعبد الرزاق والقاضی إسماعیل وابن مردويه والمصنف فی الشعب۔

میں نے کہا کم المرسلون منهم؟
ان میں رسول کتنے تھے؟

قال ثلاث مائة وثلاثة عشر .

تین سو تیرہ تھے۔

۱۳۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن فضل ساسری نے بغداد میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن عرفہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید سعدی بصری نے پھر وہی مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ یہی روایت ایک دوسرے طریقہ سے حضرت ابو ذر سے مروی ہے جو کہ غیر قوی ہے۔

۱۳۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو ذر کریا منبری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد السلام سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اٹحق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا خبر دی ہے عمرو بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل سے انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

واذکر فی الكتاب ابراہیم انه کان صدیقاً نبیاً

(مریم ۴۱)

اے پیغمبر قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا تذکرہ پڑھے بیشک وہ سچا نبی تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سارے انبیاء کرام بنی اسرائیل میں سے تھے مگر دس۔

①..... حضرت نوح علیہ السلام۔

②..... حضرت صالح علیہ السلام۔

③..... حضرت ہود علیہ السلام۔

④..... حضرت لوط علیہ السلام۔

⑤..... حضرت شعیب علیہ السلام۔

⑥..... حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

⑦..... حضرت اسمعیل علیہ السلام۔

⑧..... حضرت اٹحق علیہ السلام۔

⑨..... حضرت یعقوب علیہ السلام۔

⑩..... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۳۲)..... علی بن الفضل السامری السوری أبو الحسن، الحسن بن عرفہ (ت ۲۵۷) (تقریب)

أخرجه المصنف فی السنن الکبری ۴/۹ وقال : تفرد به یحیی بن سعید السعیدی .

وقال الذہبی فی المیزان ۳/۳۷۷ :

یحیی بن سعید القرطبی العبشمی السعیدی وقیل السعیدی الشہید عن ابن جریج عن عطاء عن عبید بن عمیر عن أبی ذر حدیثہ قال العقیلی

لا یتابع علیہ، وقال ابن حبان یروی المقلوبات، والملزقات لا یجوز الاحتجاج به إذا انفرد .

انبیاء میں سے صرف دو ایسے تھے جن کے دو نام تھے:

①..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرا نام مسیح ہے۔

②..... یعقوب علیہ السلام ان کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔

امام بیہقی کا فرمان:

ایمان بالرسول، ایمان باللہ.

کو بھی متضمن ہے۔ ایمان بالرسول درحقیقت اس کتاب کو بھی قبول کرنا ہے جو وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا عزم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس بات کی تصدیق کرنا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں درحقیقت ان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے۔ اور یہی چیز ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے طرف راجع ہوتی ہے اس لئے کہ وہ رسل کی تصدیق ہے اور اطاعت رسول میں درحقیقت اطاعت مرسل (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت) ہے۔

اس لئے کہ اسی کے حکم سے ہی تو اس کی اطاعت اس نے کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من يطع الرسول فقد اطاع الله. (النساء: ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔

امام بیہقی نے فرمایا۔

نبوۃ۔ اسم ہے نباء سے مشتق ہے اور نباء خبر کو کہتے ہیں۔ مگر اس موقع پر خبر سے مراد خاص خبر ہے اور نبی وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں سے کسی ایک بندے کو یہ عزت و اکرام عطا کرتے ہیں اور اس کو باقی لوگوں سے ممتاز بنا دیں گے اس کی طرف وحی بھیج کر۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے اپنی شریعت پر مطلع کرتے ہیں امر نبی وعظ۔ ارشاد وعد۔ وعید وغیرہ امور سے لہذا نبوت اس طرح کی خبر اور ایسی ہی اطلاعات جو ان مذکورہ صفات سے متصف ہو کا نام ہے۔ تو نبی وہ ذات مقدس ہوتی ہے جس کو ان امور کی خبر دی جاتی ہے۔ ان اطلاعات کے ساتھ اگر ان امور کو لوگوں تک پہنچانے اور تبلیغ کرنے اور لوگوں کو اس کی دعوت دینے کا حکم بھی ساتھ ساتھ ہوتا ہے تو وہی انسان نبی اور رسول ہوتا ہے۔

اور اگر اس کی طرف وحی اس لئے القا کی جاتی ہے تاکہ وہ خود بذات اس پر عمل کرے۔ اور اس کو اس کی تبلیغ اور اس کی دعوت کا حکم نہیں دیا جاتا تو تو وہ نبی ہوتا ہے رسول نہیں ہوتا لہذا ہر رسول نبی ہوتا ہے، اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تخلیق کائنات کے بارے میں واضح آیات کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور مخلوق کے مخلوق ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور کائنات کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں اطلاع اور رہنمائی فرمائی ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبوت کے اظہار و اعلان کے لئے بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

①..... لقد ارسلنا رسلنا بالبینة وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط. (الحج: ۲۵)

البتہ تحقیق بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ اور نازل کی ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان عمل تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

(النساء: ۱۶۵)

②..... رسلاً مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسول

بہت سے رسول بھیجے ہم نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ نہ رہ جائے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت رسولوں کے بعد۔

③..... ولوانا اهلکنا هم بعدذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولاً

فتتبع ایا تک من قبل ان نذل ونخزی۔ (طہ ۱۳۴)

اگر ہم ان لوگوں کو رسول کے آنے قبل عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے تو وہ قیامت میں یہ کہتے اے ہمارے رب ہماری طرف آپ نے کوئی رسول کیوں نہ بھیجا (اگر آپ رسول بھیجتے) تو ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسول ہوتے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اسے رسولوں کو اپنے بندوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے بھیجا اور اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر الزام ختم کرنے کے لئے۔

کہا گیا کہ اس میں کئی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ:

(بلسلسہ رسل جاری فرما کر) اللہ تعالیٰ نے جس الزام اور جس حجت کو کاٹ دیا اور ختم کر دیا وہ یہ ہو سکتی تھی کہ لوگ قیامت میں یہ کہتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا تھا تاکہ ہم اس کی عبادت کریں تو چاہئے تھا کہ ہمارے لئے اس عبادت کو بھی بیان کر دیا جاتا جو ہم سے مطلوب تھی، اور جس عبادت کو ہمارے لئے پسند کیا تھا۔ یہ بیان کیا جاتا کہ وہ عبادت کیا ہے؟ اور کیسی ہے؟

اگرچہ ہماری عقلوں میں اس سے فائدے کا حاصل کرنا اور اس کا شکر کرنا ان نعمتوں پر جن کا ہمارے اوپر اس نے انعام فرمایا ہے تو تھا لیکن یہ ہماری عقلوں میں نہیں آتا تھا کہ اظہارِ عجز و ذلت اس کے آگے کیسے کریں؟ اور اظہارِ عبدیت ہماری طرف سے کس طرح ہونا چاہئے اور کس طور پر مناسب ہے کہ اس کا اظہار ہو لہذا یہ ان کی حجت اور ان کا یہ اعتراض اس طرح ختم کر دیا گیا کہ انہیں حکم دیئے گئے۔ انہیں کہی گئی اور ان کے لئے احکامات جاری کئے گئے۔ ان کے لئے راستے اور مناہج متعین کئے گئے لہذا وہ اچھی طرح جان گئے کہ ان سے کیا کچھ مطلوب ہے اور ان کے سارے شبہات دور ہو گئے۔

دوسری وجہ:

بے شک وہ حجت جو کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ کہتے ہم لوگ شہوت و غفلت سے مرکب بنائے گئے تھے۔ ہمارے اوپر حرص و ہوا مسلط کئی گئی تھی۔ ہمارے اندر شہوات و لذات رکھی گئی تھیں۔ اگر ہماری کسی ایسی انسان کو بھیج مدد کر دی جاتی کہ جب ہم بھول چوک اور سہو طبی کا شکار ہوتے تو وہ ہمیں تنبیہ کر دیتا اور جب ہمیں ہوا و خواہش اس طرف مائل کرتی تو وہ ہمیں سیدھا چلاتا کیونکہ ہم سے مطلوب تو صرف اطاعت ہی تھی۔ لیکن ہمارے ساتھ ایسا نہ کیا گیا بلکہ ہمارے درمیان اور ہمارے نفوس کے درمیان تخیلہ چھوڑ دیا گیا۔ اور ہمیں مکمل طور پر اپنے نفوس کے حوالے کر دیا گیا خصوصاً اس وقت جب ہماری کیفیات وہ تھی جو ہم نے بتلائی ہیں تو بلا محالہ ہمارے اوپر ہماری خواہشات غالب آ گئیں۔ ہم ان پر جبر کرنے پر قادر نہ رہ سکے تھے لہذا اسی واسطے ہم سے نافرمانیاں اور معاصی ہو گئے تھے۔

تیسری وجہ:

رسولوں کو بھیج کر جو الزام ختم کر دیا گیا اور جو حجت کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہمارے عقلوں میں ایمان کی اچھائی۔ سچائی۔ انصاف۔ محسن کا شکر کرنے کی اچھائی تو آتی تھی۔ جھوٹ۔ کفر۔ ظلم و زیادتی کی قباحت و برائی بھی ہماری عقلوں میں آتی تھی۔ لیکن ہماری عقلوں میں از خود یہ بات نہیں آتی تھی کہ جو شخص اچھائی کو ترک کر کے برائی کی طرف چلا جائے حسن کو چھوڑ کر فتنج کا ارتکاب کرے وہ آگ کے عذاب میں ڈال دیا

جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ اور جو شخص قبیح کو چھوڑ کر حسن کا ارتکاب کرے گا برے کام چھوڑ کر اچھے کام کرے گا وہ جنت کا ثواب اور بدلہ دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا یہ بات ہماری عقل میں نہیں آ سکتی تھی۔ کیونکہ یہ بات عقل سے معلوم نہیں ہو سکتی تھی اور عقل کے ساتھ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق ایسی بنائی ہے جس کو جنت کہتے ہیں اور ایک مخلوق وہ بنائی ہے جس کو جہنم کہتے ہیں اور وہ آگ ہے اور وہ دونوں مخفی اور غائب تھیں لہذا اس بات کا ادراک کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک گنہگاروں کے لئے بنائی گئی ہو اور دوسری اہل اطاعت کے لئے اگر ہم جان لیتے کہ ہم گناہ کرنے پر عذاب دیئے جائیں گے۔ اور محدود گناہوں پر محدود عذاب اور غیر محدود گناہ کرنے پر عذاب بھی غیر محدود دیئے جائیں گے اور محدود اطاعت پر غیر محدود ثواب دیئے جائیں گے اس لئے کہ ہم سے مطلوب صرف اطاعت تھی۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیج کر یہ تمام حجتیں کاٹ دیں اور یہ سارے الزام ختم کر دیئے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسولوں کی بعثت کی صحت و ضرورت پر جت پکڑی ہے اور دلیل دی ہے۔

ان امور کے ساتھ جو مشہور و معروف ہیں ستاروں کے برج، ان کی تعداد۔ اور ان کی رفتار کے ساتھ پھر ان چیزوں کے ساتھ جو زمین میں غذا کی بابت نہیں ان کے ساتھ۔ اور ان چیزوں کے ساتھ جو دور میں کسی خاص بیماری کے لئے۔ اور ان چیزوں کے ساتھ جو ہر ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو ہر کے نقصان کو دور کرنے کے ساتھ مختص ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو کسر اور ٹوٹنے کو درست کرنے کے لئے مخصوص ہیں۔ اور علاوہ اس کے منافع اور نقصانات کے ساتھ جن کا ادراک بجز وحی کے نہیں ہو سکتا۔

پھر لوگوں کے کلام کے وجود سے۔ بیشک وہ انسان جو بہرہ پیدا ہوتا ہے وہ کبھی بھی نہیں بول سکتا۔ اور جو بچہ کسی بھی لغت کو سنتا ہے اور اسی پر پرورش پاتا ہے اسی لغت کے ساتھ کلام بھی کرتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ کلام کی اصل سننا ہے اور بے شک وہ پہلا انسان جس نے کلام کیا تھا اس نے تعلیم سے اور وحی سے تکلم کیا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

و علم ادم الاسماء کلھا۔ (البقرہ ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھائے۔

اور ارشاد فرمایا:

خلق الانسان۔ علمہ البيان۔ (الرحمن ۲۰۳)

انسان کو پیدا کیا۔ اس کو بیان کرنا سکھلایا۔

پھر ہر رسول جسے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قوم کی طرف بھیجا اسی کوئی نہ کوئی معجزہ اور نشانی ضرور عطا کی جس کے ساتھ اس کو تائید دی۔ اور ضرور اسے کوئی نہ کوئی حجت و دلیل بھی ساتھ دی اور رسول کو دی جانے والی آیت یا نشانی یا معجزہ کو عادات کے خلاف بنادیا۔

اس لئے کہ رسول جس چیز کا اس معجزے یا نشانی کے ساتھ اثبات چاہتا تھا یعنی اللہ کی عطا کردہ رسالت وہ خود ایسا امر تھا جو خارج تھا مادات سے تاکہ اس معجزے یا نشانی کے اپنے دعوے کے ساتھ ملنے سے اس بات پر استدلال کر سکے کہ وہ رسول ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسالت کا جہم بادعویٰ ہر کے اللہ پر افتراء اور جھوٹ بولنا سب سے بڑا جرم ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی حکمت و فراست کے لائق نہیں ہے کہ وہ ہر کس و ناس کے ساتھ پرانی امور کو ظاہر کر دے جو عادات کے خلاف ہوں اور پھر وہ اس کے ذریعے بندوں کو فتنے میں واقع کرتا پھر اسے اور اللہ تعالیٰ نے اس فعل سے برأت و بیزاری کرتے ہوئے اپنی کتاب میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے اور اپنے نبی کا ارادہ فرماتے ہوئے فرمایا۔

(الحاق ۴۴-۴۶)

ولو تقول علينا بعض الاقاويل. لاخذنا منه باليمين. ثم لقطعنا منه الوتين.

اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کو نبی بات جھوٹ بنا لاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔
 ہر وہ نشانی جو اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو عطا فرمائی پہلے تو وہ اس سے یہ ثابت فرماتا ہے رسول کے متعلق کہ وہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ پھر دوسرے لوگوں کے سامنے یہی ثابت کرتا ہے کہ وہ سچا رسول ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نشانی صرف اور صرف رسول کے لئے مخصوص کر کے اس کو اس کی اپنی نبوت کا علم دے پھر اس کی قوم کے لئے اس کے علاوہ کوئی ثبوت عطا کرے۔

معجزات رسل کے اقسام

رسولوں کے معجزات کی اقسام بہت ساری تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اطلاع فرمائی ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو نو آیات بینات عطا فرمائی تھیں۔

- | | | |
|-----------------------|----------------------------|----------------------|
| (۱)..... عصا کا معجزہ | (۲)..... ید بیضاء کا معجزہ | (۳)..... خون |
| (۴)..... طوفان | (۵)..... مٹیوں کا | (۶)..... چھڑیاں |
| (۷)..... مینڈک | (۸)..... چہروں کا مٹانا۔ | (۹)..... دریا چیرنا۔ |

مذکورہ معجزات کی تفصیل

عصا کا معجزہ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی لاشی کا اڑدھابن جانا یہ تمام طہدوں اور جادو گروں کے خلاف حجت تھی۔ اس وقت جادو زوروں پر تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا عصا دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اور جادو گروں کی رسیوں اور لاشیوں کو نگل گیا تو انہیں یقین آ گیا کہ اس کی حرکت نو پیدا حیات اور زندگی کی وجہ سے ہے جو کہ حقیقی زندگی ہے یہ اس طرح کی اور اس جنس کی نہیں ہے جو مختلف حیلوں اور تدبیروں سے جادو گروں نے وہم و خیال پیدا کر دیا ہے۔

لہذا موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ ایک طرف تو حقیقی صانع کی صنعت پر یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کر رہا تھا اور دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر اکٹھے دو چیزوں کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کے باقی معجزات

ہر حال باقی تمام نشانیاں جن کا تعلق ساحروں وغیرہ سے نہیں تھا وہ نشانیاں فرعون اور اس کی قوم کے خلاف تھیں جو اس بات کے قائل تھے کہ زمانہ ہی خالق ہے دھرتی کا نظریہ رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ نشانیاں موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرما کر ان کے ذریعے یہ ظاہر فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جو کچھ خبر دی ہے وہ صحیح ہے اور جو پیغام دیا ہے وہ سچا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا اور ان سب کا ایک رب ہے اور ان کا خالق ہے۔

داؤد علیہ السلام کے معجزے

- (۱)..... اللہ عز و جل نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم فرما دیا تھا۔
- (۲)..... اسی طرح ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا۔
- (۳)..... اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو کہ شام کو بھی اور صبح کو بھی ان کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

- (۱).....عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو جھولے میں کلام کرنے پر قادر بنادیا تھا کہ وہ جھولے میں حکماء اور دانائوں کی طرح کلام کرتے تھے۔
- (۲).....اللہ تعالیٰ ان کے لئے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔
- (۳).....اور ان کی دعاء سے اور ان کے ہاتھ کے ساتھ جب وہ ہاتھ لگاتے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیتے تھے۔
- (۴).....اور انہیں یہ قدرت دی تھی کہ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے اور وہ اللہ کے حکم کے ساتھ پرندہ بن جاتا۔
- (۵).....پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہودیوں کے بیٹوں سے اس وقت اوپر اٹھا لیا جب وہ اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور صلیب پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوپر اٹھا کر ان کے جسم کو قتل اور پھانسی کی اذیت و تکلیف سے نجات دے دی۔ اس دور میں طب عام تھی اور اپنے عروج پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات ان کے ہاتھ پر جاری کئے ان کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ حاذق طیب اور حکما ان نشانیوں اور معجزات سے کئی گنا کم درجات کے کارناموں سے بھی عاجز تھے۔ اور اسی زمانہ میں طبائع کی کیفیت ایسی تھی کہ ان کے آگے چیخ چیخ کر یہ بتانا بلکہ اس کا امکان ظاہر کرنا کہ عالم کا خالق ہے اور کوئی مدبر ہے سب کچھ بے کار تھا۔
- لیکن اللہ تعالیٰ نے مذکورہ معجزات اور نشانیوں کے اظہار سے اس پر دلیل قائم کر دی اور ان کی دعوت کے ساتھ ان کے صدق پر حجت قائم کر دی۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

بہر حال ہمارے پیارے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اللہ کی رحمتیں ہوں ان سب پر اور حضور پر اور آپ کی آل پاک پر اور سب کے سب صحابہ پر۔

آپ کے معجزات تمام رسولوں سے زیادہ ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی نبوت کے نشانات و معجزات ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔ مگر ان تمام نشانیوں میں سے وہ نشانی معجزات میں سے وہ معجزہ جو آپ کی دعوت سے مقترن ہے اور ملا ہوا ہے۔ جو آپ کی زندگی کے ایام میں برابر بڑھتا گیا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی امت میں ہمیشہ سے ہے وہ قرآن مجید ہے جو واضح طور پر معجزہ ہے۔ جو اللہ کی مضبوطی ہے۔ وہ بالکل اسی کا مصداق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی خود تعریف بیان فرمائی ہے۔

ارشاد فرمایا۔

- (۱).....وانہ لکتاب عزیز لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید (تم جلد ۳۱-۳۲)
- بے شک وہ قرآن مضبوط کتاب ایسی ہے کہ باطل اس کے قریب بھی نہیں آ سکتا نہ اس کے آگے نہ اس کے پیچھے حکمت والی اور محمود ذات نے اسے نازل فرمایا ہے۔

اور ارشاد ہے:

انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون۔

- (۲).....تنزیل من رب العالمین۔ (واقعہ ۷۷-۸۰)

بے شک یہ قرآن ہے عزت والا۔ جو کتاب محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہے پروردگار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

(۳).....بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ (بروخ ۲۱-۲۲)

(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں) بلکہ یہ عظیم الشان قرآن ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

(۴).....ان هذا لهو القصص الحق۔ (آل عمران ۶۲)

بے شک یہ قرآن سچے واقعات ہیں۔

(۵).....وهذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون (انعام ۱۵۵)

یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے۔ اسی کی اتباع کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

(۶).....انها تذكرة فمن شاء ذكره۔ فی صحف مكرمه۔ مرفوعة مطهورة۔ بایدی سفره كرام برة۔ (یس ۱-۱۶)

دیکھو یہ قرآن نصیحت ہے۔ جو چاہے اسے یاد رکھے۔ قابل ادب و تقویٰ میں لکھا ہوا ہے جو بلند مقام پر رکھے ہوئے اور پاک ہیں۔

ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو سردار اور نیکو کار ہیں۔

(۷).....قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یا تو ابمثل هذا القرآن

لایأتون بمثلہ ولو کان بعضهم لبعض ظہیروا۔ (اسراء ۸۸)

کہہ دیجئے اگر تمام انسان اور جن اکٹھے ہو جائیں اس بات پر کہ اس قرآن کی مثل بنا کر لے آئیں تو اس کی مثل نہیں لاسکیں گے

اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے قرآن مجید کو ایک ایسی صفت پر اتارا ہے جو بشر کے کلام کے مبالغہ ہے یعنی اس

سے جدا ہے اور مختلف ہے۔

اس لئے کہ یہ نہ تو نظم ہے اور نہ ہی نثر ہے۔ (نظم ہے مگر) اس کی نظم خطوط و رسائل والی نظم نہیں ہے وعظ و تقریر والی نظم نہیں ہے۔

اشعاروں والی نظم نہیں ہے۔ کاهنوں کے ججوں جیسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بتایا ہے کہ کوئی بھی اس کی مثل لانے کی استطاعت نہیں

رکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو چیلنج کر دیں کہ وہ اس کی مثل بنا کر لائیں اگر انہیں اس بات کا ادعاء ہو یا وہ تم گمان ہو کہ وہ

اس پر قادر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

قل فاتوا بعشر سور مفتریات۔ (ہود ۱۳)

فرما دیجئے کہ لے دو تم دس سورتیں افترا کی ہوئی۔

پھر ان کے لئے نو سورتیں کم کرنے فرمایا:

فاتوا بسورة من مثله (بقرہ ۲۳)

لاؤ تم کوئی ایک سورۃ اس جیسی۔

قرآن مجید کی حقانیت کی فطری اور عقلی دلیل

قرآن مجید کی حقانیت کی ایک فطری اور عقلی دلیل یہ ہے کہ خود حاصل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخالف و موافق کی نظر میں اور اپنے

اوپر اے کی نظر میں ہر الزام اور ہر اعتراض سے پاک تھے سب کی نظروں میں مقبول تھے عمدہ دائرے اور پختہ سمجھ رکھنے والے تھے متناسب اور

سنجیدگی کے مالک تھے قوت عقل اور اصابت رائے سے آراستہ تھے۔

ظاہر ہے جو انسان شرافت و متانت و سنجیدگی کے اس مرتبہ و مقام پر فائز ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دینے کے

لئے کھڑا ہو عقل نہیں مان سکتی اور کسی بھی اعتبار سے ممکن بھی نہیں کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم کوئی ایک سورۃ اس جیسی لے آؤ جو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں یعنی قرآن اور تم ہرگز اس کو نہیں لاسکو گے۔ اور اگر تم اس کو لے آؤ گے تو میں اپنے اس دعوے میں کاذب ہوں گا کہ میں اس کو اللہ کی طرف سے لے آیا ہوں، یہ میرا اپنا کلام نہیں میری اختراع ایجا نہیں ہے نہ ہی کسی اور بندے کی ہے۔

خصوصاً اس صورت میں تو آپ کبھی یہ چیلنج نہیں کر سکتے تھے جب اپنے دل میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ قرآن ان پر نہیں اترا (اگر واقعہ نہ اترا ہوتا تو وہ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے) جب کہ انہیں یہ بھی خطرہ تھا کہ ان کی قوم میں فصیحوں بلیغوں اور ادیبوں کی کمی نہیں ہے کوئی ایک بھی میری قوم میں سے میرے مقابلے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اگر آپ کا دعویٰ باطل ہوتا تو آپ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے۔ جب آپ نے یہ چیلنج کیا تو یہ قطعی دلیل ہے اس بات کی کہ آپ نے پورے عرب کو ایسے نہیں کہہ دیا تھا کہ اس کی مثل پیش کرو اگر کر سکتے ہو تو لیکن میں کہتا ہوں تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔ آپ اسے نہیں کہہ سکتے تھے مگر اس وقت جب آپ کو یقین محکم ہو کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے اور بالکل نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ آپ نے محض اپنے اندازے سے یہ یقین بنا لیا ہو جب تک کہ یہ یقین ان کو ان کے رب کی طرف سے نہ دلایا گیا ہو جن کی طرف سے آپ کے پاس وحی آرہی تھی لہذا آپ نے اس رب کی خبر پر یقین کرتے ہوئے اتنا بڑا چیلنج انتہائی وثوق و اعتماد کے ساتھ کر دیا تو یہ فطری اور حسی دلیل ہے اس بات کی قرآن اللہ کا بے مثل کلام ہے کسی بندے کی اختراع و ایجا نہیں ہے۔

چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی سچائی کی بڑی دلیل ہے

پس منظر سے پیش منظر کی طرف آئیے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیلنج دے دیا کہ اگر تم لوگ میرے مخالفت اور قرآن کی مخالفت میں سچے ہو یہ کہنے میں اگر سچے ہو کہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام نہیں بلکہ کسی بندے کی اختراع ہے ایجا دے تو تم بھی بندے ہو صاحب زبان ہو ادیب ہو تمہارے اندر بھی فصحاء کی کمی نہیں ہے زبان کا ماہرین کا قحط الرجال نہیں ہے اس پورے قرآن کا مقابلہ نہ کرو صرف ایک سورت اس جیسی بنا کر لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ دنیا گواہ ہے آسمان شاہد ہے۔ مہلت لمبی ہوتی چلی گئی اس بارے میں ان کو پوری پوری مدت مہلت اور ڈھیل دی گئی، یہاں تک کہ اس چیلنج کے بعد مسلسل حوادث و مصائب پیش آتے رہے اسی چیلنج کرنے والے عظیم انسان کے چیلنج کے ہوتے ہوئے دونوں کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ اہل عرب کے سردار اور صنادید مکہ قتل ہوتے رہے۔ ان کی اولادیں قید ہوتی رہیں، عورتیں لونڈیاں بنتی رہیں۔ ان کے مال لٹتے رہے لیکن چشم فلک نے پہلی بار یہ منظر دیکھا کہ ان مصائب سے دوچار ہونے والی قوم میں سے کوئی مائی کا لال یہ جرات نہ کرے کہ میں محمد کے اس قرآن کا مقابلہ کرتا ہوں اور پورے عرب کو اس مصیبت سے نجات دلاتا ہوں۔ عقل پکار پکار کر کہتی ہے کہ اگر وہ لوگ اس پر قادر ہوتے تو وہ ضرور اس کے ساتھ اپنے نفوس کا فدیہ دیتے اپنی اولادوں کو بچاتے اپنے مالوں کو بچاتے اپنی عورتوں کو بچاتے تو معاملہ اس طرح ان پر آسان ہو جاتا خصوصاً جب کہ وہ اہل زبان تھے اہل فصاحت تھے شعر و خطابت کے ماہر تھے۔ جب وہ قرآن کی ایک بھی سورۃ کی مثال بنا کر نہ لاسکے نہ ہی وہ اس بات کا ادا کر سکتے تو یہ حقیقت مسلم ہو گئی کہ وہ اس بات سے عاجز تھے۔ اور ان کے عجز کے ظاہر ہونے میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کام سے عاجز ہونے میں انہیں کی مثل تھے۔ اس لئے کہ انہیں کی مثل بشر تھے۔ ان کی زبان انہیں کی زبان تھی، ان کی عادت انہیں والی عادت تھی۔ ان کی طبیعت انہی والی طبیعت تھی، ان کا زمانہ، انہیں والا زمانہ تھا جب یہ سب باتیں ویسی ہی تھیں مگر اس کے باوجود قرآن مجید جیسی بے مثل و بے معارضہ کتاب آگئی تو پھر واجب ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکا تھا

اگر مسیلمہ کے جھوٹ کا ذکر کریں تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا سارا کلام اس سے تجاوز نہیں کرتا اس کا کچھ حصہ ایک دوسرے کی حکایت گوئی سے ہے اور سرقہ یعنی چرایا ہوا کلام ہے، کچھ حصہ کائنات کے کج بیج ہیں اور عرب کے رجز ہیں۔ اس سے تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احسن ہوتا تھا اعتماد سے اور معنوی اعتبار سے زیادہ درست تھا۔ اور فائدہ کے اعتبار سے زیادہ واضح تھا۔ پھر اس کے باوجود اہل عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ الزام نہیں دیا اور ان پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ آپ ہمیں تو قرآن کی مثل لے آنے کا چیلنج کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام انسان اور تمام جن مل کر اگر قرآن کی مثل لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے نہیں ہے بلکہ آپ کا اپنا کلام ہے۔ یہ آپ کا قول تھا۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انا النبی لا کذب..... انا ابن عبد المطلب.

میں نبی ہوں۔ جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تا لله لولا الله ما هتدينا..... ولا تصدقنا ولا صلينا.

قسم بخدا اگر اللہ پاک نہ ہوتا ہمیں راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کرتے نہ ہم نماز پڑھتے۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان العيش عيش الاخرة..... فارحم الانصار والمهاجرة.

بے شک اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ تو مہاجرین و انصار پر رحم فرما۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعيس عبد الدينار والدرهم. وعبد الخميصة ان اعطى منهارضى وان لم يعط سخط.

تعيس و انتكس (وان شيك) فلا انتقش.

درہم و دینار کا بندہ ہلاک ہو جائے کپڑے لئے کا بندہ تو اگر اس میں سے کچھ مل جائے خوش ہو جائے اگر نہ ملے تو ناراض ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام اور اس جیسا اور بہت سارا کلام جو الفاظ کی دنیا میں حسین ترین کلام ہے اور معنی اور مطلب کی دنیا میں سب سے زیادہ نفٹ اور درست ہے۔ تکلف و تصنع سے پاک ہے۔

عرب میں سے کسی ایک نے بھی اس بات کا دعویٰ نہ کیا کہ اس کے کلام میں سے کوئی شے قرآن کے مشابہ ہے۔

حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف ہمارے بعض اصحاب کی طرف سے لکھا کہ انہوں نے کہا۔ عین ممکن ہے کہ یہ نظم بھی اہل عرب کے درمیان زیر بحث آئی ہو اور چیلنج کے وقت وہ اس سے بھی عاجز ہو گئے ہوں لہذا یہ بھی مجھے بن گیا ہو اس لئے کہ جو چیز عادت میں شمار ہوتی ہو اس کو عادت سے نکال دینا عادت کو توڑ دینا ہوتا ہو بالکل اسی طرح جیسے اس چیز کو عادت میں داخل کرنا جو عادت میں نہیں ہے عادت کو توڑ

دیتا ہے۔

شیخ نے اس کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے۔

دونوں میں سے جو بھی بات ہو اس کے ساتھ آپ کا معجزہ ظاہر ہو گیا اور عرب نے اپنے عجز کا اعتراف کر لیا اور اس کی مثل لانے سے عاجز ہونے کا اقرار کر لیا۔

۱۳۴..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اہل حق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے عبد الرزاق نے عمر سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے اس کے آگے قرآن کی تلاوت کی جس سے اس کا دل بڑی نرم ہوا، یہ خیر ابو جہل کو پہنچی ولید نے پورا ماجرا سنایا اسی اثناء میں ولید نے کہا قسم بخدا تمہارے اندر اشعار کو جاننے والا مجھ سے بڑا کوئی نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ کوئی رجز و قصیدہ پڑھنے اور جاننے والا ہے۔ اور نہ ہی جنوں کے اشعار میں۔ اللہ کی قسم محمد جو کہتا ہے اس میں سے کوئی شئی بھی اس کی مثل نہیں ہے اللہ کی قسم اس کے قول میں جو وہ کہتا ہے ایک حلاوت ہے مٹھاس ہے اور اس کلام پر تازگی ہے۔ وہ کلام ہے جس کا اوپر پھل دار ہے جس کا نچلا حصہ چشمہ آب شیریں ہے۔ وہ برتر ہے غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔ وہ کاٹنا ہے جو اس کے تحت ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا ہمیں انہوں نے اسی طرح موصول حدیث بیان فرمائی۔ اس روایت کو حماد بن زید نے ایوب سے عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے اس نے وہ آیت بھی ذکر کی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی تھی۔ وہ یہ تھی:

ان الله يا مريا لعدل والا حسان (النحل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا کلمہ دیتا ہے۔

ہم نے اس کو ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے جو کہ اس بھی زیادہ اتم ہے۔ جب ولید بن مغیرہ اور قریش کا وفد اکٹھے ہوئے تاکہ وہ اس موسم حج میں کسی ایک بات اور کسی ایک رائے پر متفق ہو سکیں جس کے بعد عرب کے وفد سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جو کچھ بات چیت کیا کریں گے۔ ایک متفق علیہ بات ہوگی۔

چنانچہ قریش نے ولید بن مغیرہ سے کہا۔ اے عبد شمس۔ آپ بات کریں اور اپنی رائے قائم کریں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارے میں) ہم بھی اپنی رائے دیں گے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا۔ نہیں آپ لوگ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) بات کریں میں سنوں گا۔

قریش نے کہا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ کاہن ہے۔ (غیب کی خبریں ہانکنے والا)۔

ولید بن مغیرہ نے کہا۔ نہیں وہ کاہن نہیں ہے۔ میں بہت سارے کاہن دیکھ چکا ہوں (اس کا کلام) کاہن کی جھنجھٹ نہیں ہے نہ ہی کاہن کا سحر ہے۔ قریش نے کہا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے۔ (دیوانہ ہے)۔

ولید بن مغیرہ نے جواب دیا۔ نہیں وہ مجنون اور دیوانہ نہیں ہے ہم نے جنون دیکھا ہے ہم اس کو پہچانتے ہیں اس کو مجنون کا خفقہ (یعنی گلا گھٹنا) نہیں ہے اور مجنون کا اس کے ساتھ خالہ اور فکر و تر دہ نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے ساتھ پاگل کا وسواس ہے قریش نے کہا۔ پھر تو ہم کہتے ہیں شاعر ہے۔ ولید نے جواب دیا۔ وہ شاعر بھی نہیں ہے قسم بخدا ہم شعر کو اس کی ان اقسام کے ساتھ پہچانتے ہیں۔ شعر پر جز ہوتا ہے ہزج ہوتا قریضہ ہوتا ہے۔ مقبوضہ ہوتا ہے۔ مبسوط ہوتا ہے۔ مگر اس کا کلام تو شعر بھی نہیں ہے قریش نے کہا ہم کہیں کہ وہ ساحر ہے۔ (جادوگر)۔

(۱۳۴)..... أخرجه الحاكم في المستدرک (۵۰۶/۲ و ۵۰۷) عن أبي عبد الله محمد بن علي صنعاني به وصححه علي شرط البخاري

ووافقه الذهبي

ولید نے کہا۔ وہ جادوگر بھی نہیں ہے۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں اور انکا جادو بھی دیکھا ہے نہ ہی یہ کلام جادوگر کی پھنکار اور چھکار ہے نہ ہی جادوگر کا گند اور گرہ ہے قریش نے کہا۔ اے عبد شمس پھر ہم اس کو کیا کہیں؟

ولید نے کہا۔ اللہ کی قسم بیشک اس کی بات میں بڑی حلاوت اور مٹھاس ہے۔ اس کا کلام (ایسا درخت ہے) جس جڑ میں سے آب شریں کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اور جس کی ٹہنی میوے اور پھل سے لدی ہوئی ہے۔ تم اس میں کسی شئی کو ماننے والا نہیں ہو مگر یہی کہ سب غلط اور باطل ہے۔ (تمہاری عقلوں کے) قریب قریب بات یہ ہے کہ وہ ایسا جادوگر ہے جو آدمی کے اور باپ درمیان فاصلہ پیدا کر دیتا ہے آدمی کے اور اس کے بھائی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کے قبیلے و خاندان کے درمیان۔ اسی گفتگو کے ساتھ قریش ولید سے اٹھ کر چلے گئے اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ذرنی ومن خلقت وحیداً. وجعلت له مالا ممدوداً. وبنین شہوداً. ومهدت له تمہیداً. ثم یطمع ان ازید کلاً. انه کان لا یاتنا عنیدا سارہقہ صعوداً. انه فکرو قدر فقتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبصر ثم ادبر واستکبر. فقال ان هذا الا سحر یؤثر ان هذا الا قول البشر. ساصلیہ سقر. (المذثر ۱-۲۶)

چھوڑ دیجئے مجھے اور اس کو جس کو میں نے پیدا کیا تھا۔ اور بنایا میں نے اس کے لئے بہت سارا مال۔ اور ہر وقت حاضر و نہنہ والے بیٹے۔ اور تیار کر دیا میں نے اس کے لئے ہر طرح کا سامان تیار کر دیا۔ پھر وہ یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ اس کو دوں۔ ہرگز نہیں۔ بلاشبہ وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے۔ عنقریب چڑاؤں گا میں اس کو اونچی گھاٹی پر۔ بلاشبہ اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ پھر اسے خدا کی ماریاں نے کیسا انداز لگایا۔ پھر اس نے نگاہ کی۔ پھر اس نے تیور چڑھا کی اور براہند بنایا۔ پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگایہ قرآن تو کچھ نہیں مگر جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے مگر بندے کا قول ہے عنقریب میں اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔

۱۳۵..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العیاس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن عبد الجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی محمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کا ایک وفد اکٹھے ہوئے پھر آ کے مذکورہ عبارت ذکر کر کے ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوة کی آٹھویں جلد میں مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے اور دیگر ان تمام روایات کو بھی ذکر کیا ہے۔ جو نصر بن حارث سے۔ عقبہ بن ربیعہ وغیرہ سے وارد ہوئی ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کے سماع کے وقت کیا کچھ کہا اور انہوں نے جو اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنا۔

قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجوہات

پہلی وجہ: وہ ہے جس میں غیب کی خبر ہے۔ اس کا بیان اس ارشاد باری میں ہے۔

قرآن میں دین اسلام کی غلبے کی بشارات

لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون. (توبہ ۳۳، القف ۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت و دین حق کے ساتھ۔
تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ شرک اس کو ناپسند کریں۔
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اہل ایمان کے لئے خلافت عطا کرنے کی بشارت

لیستخلفنہم فی الارض۔ (النور ۵۵)
اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ضرور دھرتی پر خلافت عطا کرے گا۔

اہل روم کے غلبے کی بشارت

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ الروم میں:

وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین۔ (آیت ۴۰۳)

(رومی مغلوب ہو گئے ہیں قریب ملک میں) اور وہ اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد غنقریب غالب ہوں گے صرف چند سالوں کے اندر اندر۔
علاوہ اس مذکور کے اللہ تعالیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتوحات کے وعدے آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد پھر ایسی ہی ہوا
جیسے قرآن نے خبر دی ہے۔

اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نجوم کے علوم سے واقف تھے۔ نہ ہی کہانت کو جانتے تھے اور نہ ہی نجومیوں کے پاس
بیٹھتے تھے اور نہ ہی کاہنوں کے پاس بیٹھتے تھے۔

دوسری وجہ اعجاز قرآنی کی دوسری صورت وہ پہلے لوگوں کے قصے اور خبریں ہیں جو کچ بچ بیان ہوئے ہیں بغیر کسی مخالفت کے ادعاء کیا ہے اس
کے خلاف اس میں۔ ایسی چیزیں جس سے خبر واقع ہوئی ہے ان لوگوں کے بارے میں جو اہل کتاب تھے ان کتب کے۔

اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے کوئی کتاب نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اور نہ ہی اہل کتاب سے سیکھنے
کے لئے ان کے پاس بیٹھتے تھے اور جس وقت بعض لوگوں نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بشر یا فلاں بشر سکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس
بات کو رد کر دیا۔ اور ارشاد ہوا۔

لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ہذا لسان عربی مبین۔ (نحل ۱۰۳)

اس انسان کی زبان جس کی طرف منسوب کرتے ہیں اس قرآن کو نبوی ہے اور یہ قرآن خالص عربی زبان ہے۔

اہل مکہ کے اعتراض کا جواب

۱۳۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ تفسیر میں کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن
حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابی ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابی شیح سے انہوں نے مجاہد سے
انہوں نے کہا قریش نے کہا تھا یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آل حضرمی کا رومی غلام پڑھاتا ہے اور وہ صاحب کتب تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی

جس کی طرف اس قرآن کو منسوب کر رہے ہیں اس کی زبان عجمی یعنی غیر عربی ہے یعنی رومی زبان میں بات کرتا ہے

اور یہ قرآن صاف ستھری عربی ہے۔

۱۳۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب المستدرک میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
 ۱۳۸:..... اسی مذکورہ استاد کے ساتھ ہمیں بیان کیا ہے ورقاء نے حصین بن عبد الرحمن سے عبد اللہ بن مسلم بن حضری سے انہوں نے کہا ہمارے دعائی غلام لڑکے تھے اہل عین تھر سے دونوں میں سے ایک کا نام یسار دوسرے کا نام جبر تھا اور وہ اپنی کتاب پڑھتے رہتے تھے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گذرتے تو وہاں ذرا سا کھڑے ہو جاتے لہذا مشرکین نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے سیکھتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما کر ان کا رد فرمادیا۔

کلبی کا گمان ہے کہ اس روایت کے مطابق جواب و صالح سے ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ دونوں عیسائی لڑکے مسلمان ہو گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے ان کو سکھاتے اور ان سے باتیں بھی کرتے اور وہ دونوں اپنی کتاب کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے۔
 امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو شخص اس مذکورہ کمزور کہانی کے پیچھے پڑا وہ کسی بات سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ اسی طرح کی تہمت آپ کو لگا تا رہے گا یہ بات دلیل ہے اس کی کہ اگر وہ لوگ کسی ایسی چیز کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت لگائیں جس کی نفی کر چکے ہوں تو بھی اس کو ذکر کرتے رہیں گے اور اس اتہام سے خاموش نہیں ہوں گے۔

شیخ حلیمی اور کتاب اللہ کے علوم کے اقسام اور اس حوالے سے اس میں جو اعجاز ہے

شیخ حلیمی نے تفصیلی کلام کیا ہے اس اشارے کے بارے میں جو علوم کے انواع و اقسام کے بارے میں کتاب اللہ میں ہے اور اس کے بارے میں آئی میں جو اعجاز ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید کے علاوہ جو آیات باہرہ ہیں۔

①..... مثلاً آپ کے لئے درخت کا آپ کا کہنا مان کر چلے آنا جب آپ نے اس کو بلایا تھا۔

②..... زہر آلودہ بکری کی ٹلی کا آپ کے ساتھ کلام کرنا۔

③..... آپ کے لئے کھانے کا بڑھ جانا اور لوگوں کی بڑی تعداد کو کافی ہو جانا۔

④..... اور آپ کے ہاتھ کی انگلیوں سے بڑے ٹپ میں پانی کا بہنا یہاں تک کہ اس سے لوگوں کی کثیر تعداد نے وضو کر لیا۔

⑤..... بھور کے خشک تنے کا بول پڑنا اور رو پڑنا۔

⑥..... آپ کا بہت سی غیب کی خبروں کی خبر دینا اور اس کا سچا ہو جانا علاوہ اس کے جو کچھ معجزات مذکور ہیں اور مدون ہیں۔ کسی ایک بات میں بھی کفایت ہے یعنی ان باتوں میں سے کوئی بات بھی یقین کرنے کے لئے کافی ہے علاوہ ازیں جب اللہ عزوجل نے آپ کے لئے دو امر جمع فرمائے ہیں ایک آپ کی جنات اور انسانوں کی طرف بعثت عامہ اور دوسری آپ کے ساتھ نبوت و رسالت کے سلسلہ کو ختم کر دینا یہ واضح طور پر آپ کے لئے نچ و واضح میں سے ہے حتیٰ کہ اگر ایک چیز کسی فریق سے رہ جائے تو دوسری ان کو ضرور پہنچ جائے گی۔ ایک چیز فائدہ نہ دے اس کی تو دوسری فائدہ دے گی گردش زمانہ سے اگر ایک چیز مٹ گئی تو دوسری باقی رہے گی۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے حجت بالغہ ہے اسی کا شکر ہے

اس کی حفاظت پر اور شفقت پر اپنی مخلوق کے لئے خاص طور پر ایسا جس کا وہ مستحق ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کانہوں اور بات چرانے والوں کے بارے میں کئی فصل ذکر کئے ہیں ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوة، میں ذکر کیا ہے۔ ان اخبار کو جو اس بارے میں وارد ہوئے ہیں جو کانہوں اور جنوں کے بارے میں پائے گئے ہیں۔

ہمارے نبی کریم کی تصدیق کی بابت اور ان کے اشارت کی بابت ان کے انسانی دوستوں کے بارے میں آپ کے ساتھ ایمان کے بارے میں۔ مؤمن جنوں کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو اللہ پر جھوٹ بولنے پر آمادہ کریں۔ یا اس کی تابعداری پر آمادہ کریں۔ جو اللہ پر جھوٹ بولے اور کانفر جنوں کے لئے ممکن ہے کہ وہ اپنے اولیاء کو حکم کریں ایمان کا اس انسان کے ساتھ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے۔ تو یہ بات دلالت کرتی ہے۔ اس پر کہ اس کا حکم جو ان میں سے اللہ رسول پر ایمان لایا سو وہ معرفت کی وجہ سے ہے جو اس کے لئے واقع ہو چکی ہے بسبب اس کے تصدیق کرنے کے اس شخص کی جو اللہ رسول کے ساتھ ایمان لایا کانہوں میں سے۔

۱۳۹:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تکی نے وہ ابن بکیر سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے عقیل سے ابن شہاب سے کہ انہوں نے کہا کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے۔

بعثت بجوامع الکلم. ونصرت بالرعب وبینا انا ویت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی.

میں جامع ترین کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میں رعب و بیبت کے ساتھ امداد کیا گیا ہوں اور یکا یک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں بس وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے اور تم اسے حاصل کر رہے ہو ابن شہاب نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے امور کثیرہ جمع کر رہے ہیں جو آپ سے پہلے کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک امر میں اور دو امروں میں یا اس کی مثل اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے روایت کیا ہے۔ اور ہم نے اس کو یونس کی حدیث سے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔

۱۴۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر عمر بن حفص سدوسی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے جو ہرمیہ بن بشیر نجیحی نے انہوں نے کہا میں نے سنا حسن سے انہوں نے ایک دن یہ آیت پڑھی۔

ان اللہ یا مر با لعدل والاحسان الیٰ اخرہ. (نمل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا..... آخر تک۔

آیت پڑھنے کے بعد رک گئے اور فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے تمہارے لئے ساری خیر کو جمع کر دیا ہے اور سارے شر کو بھی جمع کر دیا اس ایک آیت میں۔ پس اللہ کی قسم اس نے نہیں چھوڑا عدل کو اور احسان کو اللہ کی اطاعت میں سے کسی شے کو مگر اس کو جمع کر دیا ہے۔ اور نہیں چھوڑا بے حیائی اور برائی کو اور سرکشی کو یعنی اللہ کی معصیت میں سے کسی شے کو مگر اس کو جمع کر دیا ہے۔

ایمان کا تیسرا شعبہ فرشتوں کے ساتھ ایمان

ایمان بالملائکہ کئی معنی پر مشتمل ہے۔

پہلی بات:..... فرشتوں کے وجود کی تصدیق کرنا۔

دوسری بات:..... ان کو ان کے مرتبے اور مقام پر رکھنا۔ اور ثابت کرنا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

اللہ کی مخلوق ہیں، انسانوں کی طرح، اور جنوں کی طرح، اللہ کے حکم کے مامور ہیں، شریعت کے مکلف ہیں، کسی شئی پر قادر نہیں ہیں ہاں جس شئی پر اللہ نے انہیں قدرت دی ہے ان پر موت آ سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑی طویل مدت بنائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ اس وقت وفات دے گا جب وہ اپنی اللہ کی طرف سے مقررہ مدت کو پہنچ جائیں گے۔ وہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں کئے جاتے جو وصف ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے تک پہنچاتی ہو۔ اور نہ ہی انہیں الہ یا معبود کے نام سے پکارا جائے گا جیسے کہ پہلے لوگ انہیں پکارتے تھے۔ یا اس کے دعویدار تھے۔

تیسری بات:..... اس بات کا اقرار کرنا کہ فرشتوں میں سے بعض اللہ کے رسول ہیں یعنی نمائندے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بندوں میں سے جس کے پاس چاہتے تھے بھیجتے تھے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے بعض کو بعض کی طرف بھیجتے ہوں، اور اس مذکورہ اعتراف کے تابع یہ بات بھی ہے کہ فرشتوں میں سے بعض حاملین عرش ہیں، بعض ان میں سے صافین یعنی صف باندھے کھڑے ہیں، بعض ان میں سے جنت کے خازن ہیں (در بان) اور بعض جہنم کے خازن اور داروغے ہیں، بعض اعمال لکھنے والے ہیں۔ بعض ان میں سے بادلوں کو بانکنے والے ہیں ان تمام تفصیلات کے بارے میں یا اکثر کے بارے میں قرآن میں آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایمان کے بارے میں خصوصاً فرماتے ہیں۔

امن الرسول بما انزل الیہ من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملئکتہ وكتبہ ورسلہ۔ (البقرہ ۲۸۵)

رسول ایمان لاچکا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتری ہے اور سارے مؤمن بھی ان میں سے ہر

ایک ایمان لاچکا ہے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

اور ہم روایت کر چکے ہیں حضرت ابن عمر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔

ان تؤمن بالله وملئکتہ وكتبہ ورسلہ۔

یہ کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ۔

(فائدہ): یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان بالملائکہ۔ ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (مترجم)

فصل:..... فرشتوں کی معرفت

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ عقل و گویائی رکھنے والے دو گروہ ہیں ایک انسان دوسرے جن پھر دونوں گروہ کی دو قسم ہیں۔ اچھے اور برے۔ تو اچھے انسان، ابرار کے نام کے ساتھ پکارے جاتے ہیں۔ پھر وہ ابرار تقسیم ہوتے ہیں رسولوں اور غیر رسولوں کی طرف اور برے انسان پکارے جاتے ہیں فجار کے نام کے ساتھ۔ پھر وہ بھی دو قسم ہیں ایک کفار دوسرے غیر کفار اور اچھے جن ملائکہ کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں پھر وہ بھی دو قسم ہیں رسول اور غیر رسول اور برے جن۔ پکارے جاتے ہیں شیاطین کے نام کے ساتھ۔ پھر یہی نام بطور استعازہ فجار انسانوں پر بھی بطور تشبیہ یعنی فجار جنوں کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ تشریح۔ ایک اور توجیہ کا بھی احتمال رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض ان میں سے دھرتی پر رہنے والے ہیں اور بعض آسمان پر رہنے والے۔ جو آسمان پر رہنے والے ہیں۔ وہ ملائعہ الاعلیٰ کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور ملائکہ کے نام سے۔ اور جو دھرتی پر رہنے والے ہیں وہ مطلقاً جن ہیں وہ نیک اور بد۔ مؤمن اور کافر کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔

باقی ملائعہ الاعلیٰ کے لئے ملائکہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ رسالت کے اصل ہیں اور اس کی صلاحیت رکھتے ہیں جس کا وہ نام رکھا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگ اس پر ہیں کہ ملک دراصل ملک تھا اور ملک میں قلب کیا گیا ہے۔

ملائکہ کے واحد کو مالک کہتے ہیں بایں معنی کہ وہ رسالت کا مصل ہے اس لئے کہ مختار ہے اور برگزیدہ ہے آسمان کے لئے کہ وہ وہاں سکونت کرے، اس لئے کہ رسالت وہیں سے دھرتی کے رہنے والوں کے پاس آتی ہے جو شخص اسی کی طرف گیا ہے۔ وہ کہتا ہے اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ اس نے ملائکہ کو حکم دیا تھا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں لہذا انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو اسے ملائکہ سے مستثنیٰ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

الابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ.

کہ ابلیس جنوں میں سے تھا پھر اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کر لی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ سجدے کے لئے مامور ایک طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں مگر ابلیس نے جب نافرمانی کی اور ملعون ہوا تو وہ جنوں میں سے ہو گیا جو دھرتی پر رہتے ہیں۔

اور یہ دلیل بھی ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے ان کافروں کے بارے میں خبر دی ہے جنہوں نے کہا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وجعلوا بینہ و بین الجنة نسباً (صفات ۱۵۸)

ان شرکوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنا رکھی ہے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائکہ اور فرشتے جنوں میں سے ہیں اور وہ نسب اور رشتہ داری جو انہوں نے ان کے اور اللہ کے درمیان بنالی ہے تو وہ ان کا یہ قول ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

حالانکہ اللہ بہت برتر ہے اس سے جو وہ کہتے ہیں اور بہت بلند ہے بہت بڑا ہے۔

اور یہ دلیل بھی ہے کہ انسان ظاہر ہیں۔ اور جن چھپے ہوئے ہیں اور فرشتے بھی چھپے ہوئے ہیں۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوقات کی صفات بیان کی ہیں تو ارشاد فرمایا۔

انسان و بنایا ٹھیکری کی مانند بچنے والی مٹی سے۔ اور جنوں کو پیدا کیا آگ کے مارچ اور جوہر سے۔
اگر فرشتے کوئی تیسری قسم ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کو اشرف مخلوقات میں نہ پکارتے اور اس کی تخلیق کرنے پر اپنی قدرت کی مدح و تعریف نہ کرتے۔

مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول

جس نے اس مذکورہ قول کی مخالفت کی اس نے کہا کہ دھرتی کے رہنے والے ذوالعقول دو قسم ہیں۔ انسان۔ اور جن اور جو اس تعریف سے نکل گیا اس کو انسان کا نام لاحق نہیں ہوتا اگرچہ چھپا ہوا نہ ہو بلکہ نظر آنے والا ہو اور نہ ہی جن کا نام لوگ ہو سکتا ہے اگرچہ نظر نہ آنے والا ہو۔ وہ دلیل جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائکہ جنوں سے الگ شئی ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے جب فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے ابلیس کی ملائکہ سے مفارقت کے سبب کے بارے میں۔ ارشاد ہوا:

الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ (کہف: ۵۰)

مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) جنوں میں سے تھا اور اپنے رب کی نافرمانی کی تھی۔

اگر سب کے سب مامورین ہوتے تو امتناع از سجود میں سب مشترک ہوتے۔ ابلیس کے جنوں میں سے ہونے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو اس کو عدم سجدہ پر آمادہ کرتی۔ اس آیت میں وہ دلالت بھی موجود ہے جو یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ملائکہ خیر ہیں۔ اور جن بھی خیر ہیں۔ اور وہ دو مختلف گروہ ہیں (ایک گروہ نہیں ہیں) باقی ابلیس اس حکم میں داخل تھا جس کے ساتھ فرشتے مخاطب کئے گئے تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی تھی فرشتوں کی ہم نشینی کی اور ہم سکنتی کی بسبب اس کی حسن عبادت کے اور سبب عبادت میں اس کی سخت جدوجہد کے لہذا فرشتوں کی گفتی میں اور جماعت میں شمار ہونے لگا۔

لہذا جب ملائکہ آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیئے گئے تو وہ بھی اور تمام صلی ملائکہ اور لاحق بہ ملائکہ فی الجملہ حکم میں داخل ہو گئے۔ سو اس کے کہ ملائکہ سے اس کی اصل جبلت کی مفارقت اور الگ ہونے نے اس کو اطاعت میں بھی ان سے مفارقت پر آمادہ کر دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ (کہف: ۵۰)

سوائے ابلیس کے کہ وہ جنوں میں سے تھا لہذا اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کر لی۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وجعلوا بینہ و بین الجنة نساء۔ (الصافات: ۱۵۸)

کہ مشرکوں نے اللہ کے جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی۔

(اس آیت سے استدلال کرنا کہ ملائکہ بھی جن میں سے ہے یہ صحیح نہیں اس لئے کہ) یہ آیت اس بات کی احتمال رکھتی ہے کہ مشرکین اصنام کو اور بتوں کو الہ کہتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جو کہ ان لوگوں کو ان کی عبادت کرنے پر اللہ کے قریب کر دیتی ہیں۔ یہ اس وقت ہوتا تھا جب شیطان جن ان بتوں کے پیڑوں میں گھس جاتے اور پجاریوں سے ہم کلام ہوتے بتوں کے اندر سے لہذا یہ لوگ اس کلام کو اللہ عز و جل کی طرف منسوب کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وجعلوا بینہ و بین الجنة نسباً. (الصافات)

کہ ان لوگوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنا دی ہے۔

اس لئے کہ وہ بتوں کو الہ (الہ معبود و مشکل کشا) کہتے اس بات کی وجہ سے کہ ”جن“ ان لوگوں کے ساتھ بتوں کے پیٹ سے بات کرتے تھے۔ لہذا مشرکوں نے یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ لہذا اس طرح انہوں نے اپنی جہالت کی بنیاد پر اللہ کے اور جنوں کے مابین نسب اور رشتہ ثابت کر لیا۔

۱۴۱:..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اس آیت کی تفسیر کی بارے میں۔ کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابو نجیح سے انہوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں۔

وجعلوا بینہ و بین الجنة نسباً (صافات ۱۵۱)

مجاہد فرماتے ہیں کہ کفار قریش نے کہا۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت ابو بکر صدیق نے ان سے فرمایا ان کی مائیں کون ہیں؟ بولے سردار جنوں کی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد علمت الجنة انہم لمحضرون۔ (الصافات ۱۵۸)

البتہ تحقیق جن جانتے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے کہ عنقریب حساب کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔

اور جن وہی ملائکہ ہیں ہم نے قنادہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا (مشرکوں نے) ملائکہ کو جنوں میں سے اللہ کی بیٹیاں قرار دیا اور اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ بولا۔

ابو عمران جوئی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں سے مصاہرت کی اس کے نتیجے میں ملائکہ پیدا ہوئے۔

اور ہم نے کلبی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ یہودی یہ کہتے تھے۔ اپنی اس بات کی بنا پر کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد علمت الجنة انہم لمحضرون۔

جن اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ حاضر کئے جائیں گے۔

یعنی جہنم پر حاضر کئے جائیں گے یعنی وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (کلبی نے) کہا اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت زندیقوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا، اور چوپایوں کو اور مویشیوں کو ابلیس نے کہا تھا کہ میں بھی ضرور ایک مخلوق پیدا کروں گا جو ان سب کو نقصان پہنچائے گی سو اس نے سانپ پیدا کئے کچھو اور درندے پیدا کئے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا۔

وجعلوا بینہ و بین الجنة نسباً. (صافات ۱۵۸)

بولے وہ ابلیس ہے اللہ اس کو رسوا کرے۔ اللہ اس سے برتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

۱۴۲:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد الرحمن دھان نے کہ خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے نکلی سے پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔ شیخ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

خلق الانسان من صلصال كالفخار وخلق الجن من مارج من نار (الرحمن ۱۴-۱۵)

انسان کو ٹھیکری کی مانند بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جنوں کو آگ کے مارج سے پیدا کیا۔ (شعلے سے)۔

یہ بیان ہے اس کیفیت کا جب پہلی تخلیق کے وقت ان کو ترکیب دیا تھا ملائکہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ غیر مذکورہ مادہ کے (اختراع کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہو جاؤ پس ہو گئے جیسے اللہ تعالیٰ نے اس پہلے اصل کو جس سے جن پیدا ہوئے تھے اور اس اصل کو جس سے انسان کو پیدا کیا تھا وہ مٹی پانی آگ اور ہوا ہے۔ کہ ہو جاؤ پس ہو گئی۔ فرشتے اختراع و ایجاد میں جنوں اور انسانوں کے اصول کی طرح ہیں اور ان کی ذوات کی طرح نہیں اس لئے ان کے ساتھ ذکر نہیں کئے گئے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳:..... یہ وہ روایت ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے سید ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو حامد بن شرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ابوالاثر ہر اور حمدان سلمیٰ نے ان سب نے کہا ہمیں حدیث بیان عبد الرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خلقت الملائكة من نور. وخلق الجن من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لكم.

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے تھے، اور جن آگ کے شعلے پیدا کئے تھے، اور آدم اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کی گئی ہے۔

اس کو مسلم نے محمد بن رافع سے انہوں نے عبد الرزاق سے روایت کیا ہے۔

دونوں کے مابین فرق کے ذکر میں دلیل ہے اس بات پر کہ انہوں نے نور سے مراد آگ کے نور کے علاوہ نور مراد لیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۱۴۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حارث بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر بن محمد نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے انہوں نے صالح سے جو مولیٰ ہیں تو امہ کے انہوں نے حضرت ابن عباس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ انہوں نے فرمایا:

ان من الملائكة قبيلة يقال لها الجن و كان ابليس منها و كان يسوس ما بين السماء والارض

فسخط الله عليه فمسخه شيطانا رجيمًا.

بیشک ملائکہ میں سے ایک قبیلہ ہے جسے جن کہا جاتا ہے ابلیس اسی قبیلے سے تھا انتظام کرتا تھا درمیان

آسمان و زمین کے سوا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا لہذا اس کو شیطان مردود کے طور پر مسخ کر دیا۔

نبیہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات اگر ثابت ہو جائے تو یہ دلالت کرے گی اس قبیلے کی مفارقت پر دیگر ملائکہ سے نام کے اندر۔

اور مقاتل بن سلیمان کا خیال ہے کہ ابلیس کی پیدائش اور جنوں کے مذکورہ قبیلے کی پیدائش نارسموم سے اور مارج نار سے تھی اور وہ سب جنت کے خازن تھے ان کا سردار ابلیس تھا اور یہ سب آسمان دنیا کے رہنے والے تھے جب دھرتی پر رہنے والے جن قتل ہو گئے تو یہ سب دھرتی پر

اتر آئے۔ اور وہ سب وہی لوگ تھے جن کی طرف اللہ عزوجل نے یہ وحی کی تھی۔

انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ (بقرہ ۳۰)

کلبی کا خیال ہے کہ بیشک یہ سب جنت کے دربان تھے۔ ان کو اسی لئے جنت کہا جاتا ہے لجن انہیں کے لئے مشتق کیا گیا اسم جنت سے۔ ابلیس کے پاس جنت کی چابیاں تھیں اس کی پیدائش آگ کے مارج سے تھی یہ وہ آگ ہوتی ہے جس کا دھواں نہیں ہوتا۔ اور جنوں آپس میں لڑائی کر کے جنوں کی اولادوں کو قتل کر دیا لہذا اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے ابلیس بھیجا فرشتوں کی ایک لشکر کے ساتھ یہ زمین پر اتر آئے تو جنوں اولاد کو جنات سے نکال دیا اور ان کو مسند رکے جزیروں میں دھکیل دیا اور دھرتی پر سکونت اختیار کر لی یہی لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا۔

انی جاعل فی الارض خلیفہ

کہ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں۔

اس کے ساتھ ان ملائکہ سے کومرا نہیں لیا جو کہ آسمان پر تھے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ قول کی بنا پر احتمال ہے کہ ان کو بھی اللہ نے آگ کے شعلے سے پیدا کیا ہو۔ اور وہ جن کا نام اس لئے رکھے گئے ہوں کہ جو کلبی نے ذکر کیا ہے۔ یا اصل خلقت میں جن کے ساتھ ان کی موافقت کی وجہ سے۔ اور ان کے علاوہ دیگر کو پیدا کیا ہو ملائکہ سے (نور سے واقع ہوئے) جیسے ہم نے سیدہ عائشہ کی حدیث سے راویت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول:

وجعلوا بینہ و بین الجنہ نسباً۔ (۱۵۸)

احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد یہی قبیلہ ہو جس کو جن کہا جاتا ہے ان کے سوا دیگر ملائکہ مراد نہ ہوں۔

شیخ حلیمی کا قول اور فرشتوں اور جنوں کے الگ الگ مخلوق ہونے کے دلائل

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وہ دلائل جو جنوں اور فرشتوں کے الگ اور جدا مخلوق ہونے پر دلالت کرتے ہیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن فرشتوں سے سوال کریں گے مشرکین کے بارے میں اور ان سے کہیں گے۔

اهؤلاء ایاکم کانوا یعبدون۔ (سورہ سہا ۲۰)

کیا یہی ہیں جو تمہاری عبادت کرتے تھے۔

فرشتے جواب دیں گے۔

سبحنک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن۔ (سہا ۲۱)

تو پاک ہے تو ہی ہے ہمارا دوست نہ کہ وہ (مشرک) بلکہ وہ تو پوجتے تھے جنوں کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ملائکہ جنوں سے الگ مخلوق ہیں۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ احتمال ہے کہ یہ براءت ویزاری ملاء الاعلیٰ کی طرف سے ہو جو ”جن“ کے نام سے موسوم نہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد:

۱۳۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر بن ابوالحق سے انہوں نے عمر بن عبداللہ اصم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

إن ناركم هذه التي توفدون لجزء من سبعين جزءاً من نار جهنم وإن السموم الحار التي خلق الله تعالى منها الجان لجزء من سبعين جزءاً من نار جهنم.

بے شک یہ تمہاری آگ (دنیا والی) جسے تم سگاتے ہو ایک حصہ ہے ستر حصوں میں سے جہنم کی آگ سے اور بیشک گرم ہوا جس سے اللہ نے جنوں کو پیدا کیا ہے ایک حصہ ستر حصوں میں سے جہنم کی آگ سے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد:

۱۳۶:.....ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو عمرو بن سماک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فضل بن اخطی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلیمان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد نے سفیان بن حسین سے انہوں نے یعلیٰ بن مسلم سے انہوں نے سعید بن جیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

كان اسم ابليس عزازيل وكان من اشراف الملائكة من ذوالاربعة الاجنحة ثم ابلس بعده
که ابلیس کا نام عزازیل تھا اور وہ چار پروں والے باعزت فرشتوں میں سے تھا پھر اس کے بعد نافرمان ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ارشاد:

۱۳۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اعثم سے انہوں نے حبیب بن ابوثابت سے انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا:

كان ابليس من خزان الجنة وكان يدبر امر السماء الدنيا.
ابلیس جنت کے خازنوں میں سے تھا آسمان دنیا کا انتظام کرتا تھا۔

۱۳۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابواللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے اس نے کہا ہمیں

(۱۳۵)..... أبو إسحق هو : عمرو بن عبد الله السبيعي

أخرجه ابن جرير في التفسير (۲۱/۱۳) من طريق شعبة عن أبي إسحاق عن عمرو بن الأصم به وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۹۸/۴) للطيالسي، وابن جرير، وابن أبي حاتم، والطبراني، والحاكم وصححه، والمنصف في الشعب عن ابن مسعود رضي الله عنه.

(۱۳۶)..... حنبل بن إسحاق (ت ۲۴۳) (سير ۵۱/۱۳)، سعيد بن سليمان هو أبو عثمان الواسطي (تقريب)، عباد هو: ابن العوام أبو سهل الواسطي (تقريب)، وسفيان بن حسين هو: ابن الحسن أبو محمد (تقريب)، ويعلی بن مسلم هو ابن هرمل.

عزاه السيوطي في الدر المنثور (۵۰/۱) لابن أبي الدنيا في كتاب مكاييد الشيطان، وابن أبي حاتم، وابن الأنباري في كتاب الأضداد، والمصنف في الشعب.

(۱۳۷)..... حبيب بن أبي ثابت (ت ۱۲۹) (تقريب)

عزاه السيوطي في الدر المنثور (۵۰/۱) لو كيع وابن المنذر، والمصنف في الشعب.

حدیث بیان کی ہے سری بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔
عثمان بن زفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب قتی نے جعفر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے:

کان من الجن (کہف ۵۰)
کہ اہل جنوں میں سے تھا۔

فرمایا کہ ان جنوں میں سے تھا جو جنت میں کام کرتے تھے۔
شیخ حلیمی کی تحقیق:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ملائکہ، روحانیین نام رکھے گئے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جبرائیل کا نام بھی روح الامین۔ اور روح القدس رکھا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یوم یقوم الروح و الملائکة صفا. (النساء ۳۸)

جس دن روح اور فرشتے بحالت صف کھڑے ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جبرائیل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جبرائیل نہیں بلکہ وہ کوئی اور بڑا فرشتہ ہے وہ اکیلا بحالت صف کھڑا ہوگا۔ اور دیگر ملائکہ الگ صف میں جنہوں نے یہ بات کہی ہے وہ کہتے ہیں وہ روح جوہر ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی کئی روحوں کو مرکب کر کے ان کو ایک جسم بنا دے اور ایک ناطق اور عاقل مخلوق بنا دے۔ اور ممکن ہے کہ ملائکہ اجسام ہوں جس حالت پر آج ایجاد شدہ ہیں جب عیسیٰ علیہ السلام۔ اوصالح علیہ السلام کی اونٹنی اختراع کئے گئے تھے۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ ملائکہ روحانیین ہیں (راکی زبر کے ساتھ) بایں معنی کہ وہ مکانات اور سایوں میں محصور ہیں بلکہ فضا اور فراخی میں ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رحمت والے فرشتے روحانی میں اور عذاب والے فرشتے کربئی ہیں یہ کرب سے بنا ہے اور وہ روح سے بنا ہے۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ ب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ کربئی ساتویں آسمان پر رہنے والے ہیں روتے ہیں اور نو حاد اور بین کرتے رہتے ہیں۔ (یعنی اللہ کے خوف سے) ہم نے اپنی کتاب الاسماء والصفات کے تیرہ نمبر پر وہ تمام روایات ذکر کی ہیں جو روح اور ملک کے تفسیر کے بارے میں جنہیں روح کہا جاتا ہے وارد ہوئی ہیں۔

نئے اور پرانے زمانے سے لوگوں نے فرشتوں کے اور انسانوں کے مابین فضیلت کے بارے میں کلام کیا ہے کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں۔ انسانوں میں سے جو رسول ہیں وہ ان رسولوں سے افضل جو فرشتوں میں سے ہیں اور انسانوں میں سے جو اولیاء ہیں وہ ان اولیاء سے افضل ہیں جو فرشتوں میں سے اولیاء ہیں اور کچھ دوسرے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ملائکہ اعلیٰ جملہ اہل زمین سے افضل ہیں اور سب کے پاس اپنے اپنے قول کی دلیل موجود ہے۔

۱۴۹:..... اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ذر عذرازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد ربہ بن صالح قرشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ بن رویم نے انصاری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

(۱۳۸)..... یعقوب ہو : ابن سفیان القمی.

آخر جہ المصنف فی الاسماء والصفات ص (۳۱۶ و ۳۱۷) بنفس الإسناد، ومن حدیث جابر بن عبد اللہ الأنصاری رضی اللہ عنہما.

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اس کی اولاد کو بھی تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب آپ نے انہیں پیدا تو فرمایا ہے وہ کھائیں گے اور پیئیں گے شادی بیاہ کریں گے سواری کریں گے لہذا آپ دنیا کو ان کے لئے خاص کر دیں اور آخرت کو ہمارے لئے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا ان کے لئے جن کو میں اپنے (بے مثال) ہاتھ سے پیدا کیا اور جس میں میں نے اپنی (بے مثال) روح پھونک دی۔ (ان جیسا نہیں کروں گا) جن کو میں نے کن کہا اور وہ ہو گئے۔ (یعنی انسانوں کو تمہارے برابر نہیں کروں گا۔)

امام بیہقی نے فرمایا۔ ابوطاہر اور ابو حامد کے علاوہ دیگر لوگوں نے ہشام بن عمار سے اس کی اسناد کے ساتھ جابر بن عبد اللہ انصاری سے (یہی کچھ) کہا ہے مگر اس کے ثبوت میں نظر ہے۔

جنہوں نے ملائکہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ دو قسم ہیں انہوں نے زیادہ بہتر بات کہی ہے اس میں سے جو اس بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ اور انہوں نے اس قسم سے جس میں سے ابلیس ہے ان سے کم تر مردی ہے جو ملائکہ الاعلیٰ میں ہیں کیونکہ وہ زیادہ شرف اور عزت والے ہیں۔ اور ہم نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نزدیک ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بشر کہتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کے اوپر رحم فرمائے، فرشتے کہا گئے؟ یعنی ان کا مرتبہ کہاں گیا؟ تو عبد اللہ بن سلام نے میری طرف غور سے دیکھا اور ہنس پڑے اور فرمانے لگے اے بھیجے کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کیا چیز ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرشتے ایک مخلوق میں جیسے زمین مخلوق ہے آسمان مخلوق ہے جیسے بادل مخلوق میں پہاڑ مخلوق ہیں ہوائیں مخلوق ہیں اور جیسے دیگر تمام مخلوقات ہیں سب سے زیادہ عزت والی مخلوق اللہ کے نزدیک ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور عبد اللہ بن سلام نے اوپر والی حدیث ذکر فرمائی۔

۱۵۰:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماء نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے مہدی بن میمون نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ بن ابویعقوب نے بشر بن شغاف نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے اور مذکورہ بات ذکر کی ہے۔

۱۵۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار شکاری نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن عبد اللہ ترقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حفص بن عمر نے حکم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل آسمان پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور تمام انبیاء پر بھی فضیلت عطا فرمائی ہے لوگوں نے سوال کیا اے ابن عباس اہل آسمان پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان کے بارے میں فرمایا:

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْ اِلٰهٌ مِنْ دُوْنِ هٰذَا لَكَ نَجْزِيْهٖ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ الظَّالِمِيْنَ . (انبیاء ۲۹)

جو بھی کہے ان میں سے کہ بے شک میں اللہ کا سوا تو ایسے کو ہم جہنم کی سزا دیں گے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

(۱۳۹)..... الانصاری قیل ہو جابر بن عبد اللہ الانصاری کما فی تہذیب الکمال (ص ۹۲۷)

(۱۵۰)..... مہدی بن میمون ہو الأزدی أبو یحییٰ، و محمد بن عبد اللہ بن ابی یعقوب ہو التمیمی، و بشر بن شغاف، و ابن سلام ہو عبد اللہ بن

سلام کلہم من رجال (التقریب)

آخر جرحہ المصنف فی دلائل النبوة (۳۸۵/۵) بنفس الإسناد.

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

انا فتحنالک فتحاً میناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ (الفتح ۲۱)

بے شک فتح دی ہم نے آپ کو فتح کھلی۔ تاکہ معاف کر دے ان کے لئے اللہ جو پہلے ہو چکا کوئی گناہ آپ سے اور جو پیچھے رہا۔
لوگوں نے کہا اے ابن عباس۔ نبیآء پر آپ کی کیا فضیلت ہے؟ فرمایا اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ (ابراہیم ۴)

نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی اپنی قومی زبان کے ساتھ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وارسلناک للناس رسولاً۔ (النساء ۷۹)

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے والد سے مگر وہ قوی نہیں ہے۔

اور جس نے دوسرے قول کیا ہے اور اللہ کے اس قول کے ساتھ معارضہ کیا ہے۔

(الزمر ۶۵)

لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین۔

اگر آپ نے شرک کیا (بالفرض و الحال) تو آپ کے عمل اکارت ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

مگر یہ کہ کوئی کہنے والا یہ کہے (اور روایت مذکورہ کی تاویل کرے) کہ آیت میں خطاب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ نہیں ہیں بلکہ (امت کے لوگ ہیں)۔

یہ تاویل کی جائے کہ اگر یہی ہے وہی مراد ہو جو ظاہر الفاظ سے واضح ہے تو پھر اللہ نے آپ کو اس آیت کے ذریعہ اس سے پناہ دے دی ہے جسے ابن عباس نے پڑھا ہے ان کی روایت کے مطابق (یعنی سورۃ فتح کی آیت کے ساتھ)۔

۱۵۲: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الازہر نے کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے ابو فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے ابو امیر موم سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

المؤمن اکرم علی اللہ من الملائکۃ۔

(۱۵۱)..... عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار السکری ابو محمد (ت ۴۱۷) (سیر ۳۸۷/۱۷)، وعباس بن عبد اللہ الترقفی ہو ابو محمد (ت

۲۶۶) (سیر ۱۲/۱۳)، و حفص بن عمر ہو ابن میمون العدنی، والحکم بن ابان ہو ابو عیسیٰ، وعکرمہ، وبراہیم بن الحکم بن ابان الأربعة من رجال التقريب.

أخرجه المصنف فی دلائل النبوة (۳۸۷، ۳۸۶/۵) بنفس الإسناد.

(۱۵۲)..... أبو المهزم هو یزید بن سفیان.

أخرجه ابن ماجة (۳۹۴) من طریق الولید بن مسلم عن حماد بن سلمة به.

وانظر الکاف الشاف فی تخریج أحادیث الکشاف لابن حجر رقم (۷۸۰) بترقیمی.

وقال البوصیری فی الزوائد:

إسناده ضعيف لضعف یزید بن سفیان أبی المهزم.

ایماندار انسان اللہ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابوالمہزم و م نے ابو ہریرہ سے بطور موقوف روایت اور ابوالمہزم و م متروک ہے۔

۱۵۳:..... ہمیں خبر دی ہے۔ استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر نے اپنی اصل (کتاب یا سند) سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس احمد بن محمد بن احمد العمروی نے بطور الملاء کے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الغفار بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن تمام سلمیٰ نے خالد حذاء سے انہوں نے بشر شغاف سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن شئى اكرم على الله من ابن ادم قال قيل يا رسول الله ولا الملائكة؟

قال الملائكة مجبورون بمنزلة الشمس والقمر.

کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن ادم سے زیادہ عزت والی نہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا؟ فرشتے بھی نہیں آپ نے فرمایا فرشتے تو مجبور محض میں جاندار سورج کی طرح۔

اس روایت میں عبید اللہ بن تمام متفرد ہیں۔

امام بخاری نے کہا ابن تمام کے نزدیک کئی عجیب و غریب روایات ہیں اس کے علاوہ خالد حذاء سے جو موقوف میں عبد اللہ بن عمرو پروہی صحیح ہے۔

۱۵۴:..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی قماش نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن بقیہ نے خالد حذاء سے انہوں نے بشر بن شغاف سے اس نے اپنے باپ سے اس کے کہا میں نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے وہ کہتے تھے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن آدم سے بڑھ کر کوئی شئی زیادہ عزت والی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیا فرشتے بھی نہیں انہوں نے فرمایا وہ چاند و سورج کے بمنزلے میں وہ تو مجبور محض ہیں۔

۱۵۵:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد پہلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن زید صانع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن عبید ایادی نے ابو عمران جونی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ میں اس کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اچانک جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان چوکا مارا، اور میں اٹھ کر ایک درخت کی طرف چلا گیا اس میں جیسے پرندے

(۱۵۳)..... عبد القادر بن طاہر ابو منصور (سیر ۵۷۲/۱)، واحمد بن محمد بن احمد هو العمرزی ابو العباس، ومحمد بن حیویہ بن عباد

هو أبو بكر السراج، وعبيد الله بن تمام السلمی قال في الجرح روى أحاديث منكورة.

أخرجه الطبرانی كما في ابن كثير (۹۵/۵)، الخطيب البغدادي في تاريخ بغداد (۴۵/۴) من طريق عبید الله بن تمام به.

وقال ابن كثير: وهذا حديث غريب جداً

وانظر الكافي الشاف رقم (۷۸۰) بترقيمی، والديلمی (۲۳۳۱) بترقيمی.

وعزه الهيثمي في مجمع الزوائد (۸۲/۱) للطبرانی في الكبير وقال الهيثمي فيه عبید الله بن تمام.

(۱۵۴)..... وهب بن بقیة هو الواسطي أبو محمد (ت ۱۹۶)

کے دو آشیانے کی طرح تھے ایک میں میں بیٹھ گیا اور دوسرے میں جبرائیل میں نے بسم اللہ پڑھی اور میں بلند ہو گیا اور پر کو چلا گیا۔ یہاں تک کہ جب آسمان کے دونوں کنارے بھر گئے اور میں نے اپنا پہلو بدلا۔ میں اگر چاہتا تو آسمان کو چھو سکتا تھا میں نے توجہ کی تو جبرائیل علیہ السلام لپٹے ہوئے ٹاٹ کی مانند تھے لہذا میں نے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں جبرائیل کے علم کی فضیلت کو پہچان لیا۔

حماد بن سلمہ نے اس کو ابو عمران جوئی سے انہوں نے محمد بن عمیر بن عمار سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ جبرائیل گر کر بے ہوش ہو گیا گویا کہ وہ ٹاٹ ہے لہذا میں نے اپنی خدا خونی پر اس کی خدا خونی کی فضیلت و برتری کو جان لیا پھر میری طرف وحی کی گئی بادشاہ نبی یا بندہ و غلام نبی؟ یا جنت کی طرف؟

جبرائیل نے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کرنا۔ حالانکہ وہ لیٹے ہوئے تھے میں نے جواب میں کہا نہیں بادشاہ نبی نہیں بلکہ عبد و بندہ نبی یعنی میں اللہ کی بندگی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔

۱۵۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ زہد اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو السری موسیٰ بن حسن بن عباد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیش بن مبشر فقیہ نے انہوں نے کہا ہم یزید بن ہارون کے پاس تھے انہوں نے قصہ ذکر کیا پھر یزید بن ہارون نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمران جوئی نے محمد بن عمر بن عطار دین حاجب محمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مجھے معراج کرائی گئی۔ میں ایک درخت میں تھا اور جبرائیل دوسرے درخت میں تھا پھر ہمیں چھپایا اللہ کے امر میں سے بعض چیز نے جو کچھ چھپانا تھا۔ اور جبرائیل اس وقت گر کے بیہوش ہو گئے مگر میں (الحمد للہ) اپنی حالت پر ثابت رہا اور میں نے جبرائیل کے ایمان کی اپنے ایمان پر فضیلت پہچان لی۔

۱۵۷:..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسامہ عبد اللہ بن اسامہ کلبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے انہوں نے مقدم سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ جبرائیل سرگوشی کر رہے تھے۔ اچانک آسمان کا کنارہ اچھا اور جبرائیل علیہ السلام متوجہ ہوئے کمزور ہوئے سکڑنے لگے اور بعض ان کا بعض میں داخل ہونے لگا اور

(۱۵۵)..... عبد اللہ بن یوسف الاصفہانی ابو محمد (ت ۳۰۹) (تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۰۳۹)، محمد بن علی بن زید الصائغ ابو عبد اللہ (ت

۲۸۷) (سیر ۱۳/۳۲۸)، ابو عمران الجونی هو عبد الملک۔

اخرجه البزار، كشف الاستار ۱/۳۷ (۵۸) ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/۳۱۶) من طریق سعید بن منصور۔

وقال البزار:

وهذا لانعلم رواه إلا أنس ولا رواه عن أبي عمران إلا الحارث، وكان بصرياً مشهوراً.

والحديث في مجمع الزوائد (۱/۷۵) وقال الهيثمي رواه البزار والطبرانی في الأوسط ورجاله رجال الصحيح.

وقول المصنف: "ورواه حماد بن سلمة عن أبي عمران الجونی....." الخ.

اخرجه البيهقي في شرح السنة (۱۳/۲۳۷) من طريق حماد بن سلمة به.

وقال البيهقي هذا مرسل ۱ھ.

ومحمد بن عمير بن عطار ذكره ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً.

(۱۵۶)..... موسى بن الحسن بن عباد أبو السري (ت ۲۸۷) (سیر ۱۳/۳۷۸)، وحیش بن مبشر (ت ۲۵۸)، یزید بن ہارون (ت ۲۰۶)

اخرجه ابن عساكر عن محمد بن عمير بن عطار (ع) حاجب التميمي عن أبيه كما في الكنز ۱۲/۳۱۲ (۳۵۳۳۸)

زمین کے قریب ہو گئے۔ اتنے میں ایک فرشتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس نے کہا۔ اے محمد! بے شک تیرا رب تجھ پر سلام کہتا ہے اور تجھے اختیار دیا ہے کہ آپ بادشاہ نبی بنیں یا عبد (غلام) نبی بنے۔ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کیجئے میں سمجھ گیا کہ وہ خیر خواہ ہیں میں نے جواب دیا بندہ نبی بننا پسند کروں گا چنانچہ وہ فرشتہ آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ میں نے کہا اے جبرائیل میں نے تم سے پوچھنے کا ارادہ کیا تھا آپ کے بارے میں۔ مگر میں نے جب تیرا حال دیکھا تو اس نے مجھے مشغول کر دیا سوال کرنے سے۔ اے جبرائیل بتائیے یہ کون تھے؟ جبرائیل نے کہا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے اللہ نے جب اس کو پیدا کیا تھا اپنے سامنے۔ دونوں قدم برابر رکھنے والا کھڑا تھا اپنی نگاہ نہیں اٹھا تھا اس کے درمیان اور اس کے رب کے درمیان نور کے ستر پردے تھے ہر نور ایسا تھا کہ اگر اس کے قریب ہو تو وہ جلا دے۔ اس کے آگے لوح محفوظ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے آسمان سے یا زمین میں یہ لوح اٹھ جاتی ہے اپنی جہین کو پوجتا ہے پھر اس میں دیکھتے اگر اس میں میرا کوئی کام ہوتا مجھے اس کا حکم دیتا ہے اگر وہ حکم میکائیل کے کام کے متعلق ہوتا ہے تو اسے اس کا حکم دیتا ہے میں نے کہا اے جبرائیل آپ کس چیز پر مقرر ہیں۔ فرمایا ہواؤں پر اور لشکروں پر۔ میں نے پوچھا میکائیل کس چیز پر مقرر ہے بتایا کہ نباتات پر یعنی اگانے پر، میں نے پوچھا ملک الموت کس چیز پر مقرر ہے جواب دیا کہ جانوں کے قبض کرنے پر نہیں گمان کرتا میں کہ وہ اتریں گے مگر قیامت قائم ہونے کے ساتھ نہیں ہے یہ کیفیت میرے ساتھ جو آپ نے دیکھی مگر بوجہ خوف قائم ہونے قیامت کے۔

نوٹ:..... یہ قول کہ اس کے اور رب کے درمیان ستر نور کے پردے تھے۔ احتمال رکھتا ہے کہ اس سے یہ ارادہ کیا ہو اس کے درمیان اور رب کے عرش کے درمیان۔

دنیاوی امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں:

۱۵۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو حفص عمر بن محمد جمحی نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبد العزیز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے عمر بن مرہ سے انہوں نے عبد الرحمن بن سابط سے انہوں نے کہا۔

دنیا کے امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل اور ملک الموت۔ اور اسرافیل بہر حال جبرائیل ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہے۔ اور میکائیل بارش اور نباتات پر مقرر ہے اور ملک الموت قبض ارواح پر مقرر ہے اور اسرافیل وہ لوگوں پر اللہ کے عذاب کے امر کو نازل کرتے ہیں۔

۱۵۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن حسن نے کہ خبر دی ہے حاجب بن احمد نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حماد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے مسلم بن صحیح سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا عبد اللہ نے کہا۔

ان من السموات لسمأ ما فيها موضع شبر الا وعليها جبهة ملك اوقد ماہ ثم قراء وانا لنحن المصافون وانا

لنحن المسبحون. (صفا ۱۶۵-۱۶۶)

(۱۵۷)..... ع: اللہ بن اسامة الکلبی أبو اسامة (الجرح ۱۰/۵)، ومحمد بن عمران بن أبي لیلی، وابن أبي لیلی هو عبد الرحمن بن أبي لیلی، والحکم هو ابن عتية أبو محمد الکندی، ومقسم هو ابن بجرة ويقال ابن نجدة أبو القاسم، الأربعة من رجال (التقريب).

أخرجه الطبرانی، وأبو الشيخ في العظمة، والمصنف في الشعب بسند حسن كما في الدر المنثور (۹۱/۱ و ۹۲)

(۱۵۹)..... حاجب بن أحمد هو: ابن يرحم بن سفيان بن نصر بن عبد الله أبو محمد الطوسي، أبو معاوية هو: محمد بن حازم الضرير.

أخرجه الطبري في التفسير (۷۱/۲۳) من طريق الأعمش به.

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۲۹۳/۵) لعبد الرزاق، والفريابي، وسعيد بن منصور، وعبد بن حميد، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي

حاتم، والطبراني، والمصنف في الشعب.

آسمانوں میں سے ایک آسمان ایسا ہے جس میں ایک بالشت بھر جائے نہیں ہے مگر اس پر کسی نہ کسی فرشتے کی پیشانی ٹکی ہوئی ہے یا اس کے قدم پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ہے شک ہم البتہ صف باندھنے والے ہیں اور بے شک ہم البتہ تسبیح کرنے والے ہیں۔

فرشتے رات دن تسبیح کرتے ہیں:

۱۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابی طالب کہ خبر دی ہے عبد الوہاب بن عطاء نے کہ خبر دی ہے حمید بن طولیل نے اسحاق بن عبد اللہ بن حارث نے میرے باپ سے کہ انہوں نے کعب سے اللہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا۔

(۱)..... یسبحون اللیل والنهار لا یفترون (الانبیاء ۳۰)

فرشتے اللہ کی رات دن تسبیح کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

(۲)..... ولا یسئمون (فصل ۳۸) وہ نہیں اکتاتے۔

اس نے کہا کیا تیری آنکھ تجھے ایذا دیتی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں پھر کہا کیا تیرا نفس تجھے ایذا دیتا ہے۔ کہا کہ نہیں کہا کہ بے شک وہ تسبیح الہام کئے گئے ہیں جیسے تم الہام کئے گئے ہو نفس اور نگاہ۔

۱۶۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے ہمیں حدیث بیان کی۔ ابو معاویہ نے ابو اسحق شیبانی سے انہوں نے حسان بن مہارق سے انہوں نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے اس نے کعب سے کہا کیا آپ نے اللہ کے اس قول کو دیکھا ہے۔

یسبحون اللیل والنهار لا یفترون۔ کہ فرشتے رات دن تسبیح کرتے ہیں سستی نہیں کرتے۔

تو کیا ان کا عمل اور کام ان کو تسبیح سے مشغول نہیں کرتا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ سائل کون ہے؟ کسی نے کہا: ابو عبد المطلب کا لڑکا ہے۔ چنانچہ کعب نے مجھے پکڑا اور مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا جھنجھ۔ بات یہ ہے کہ تسبیح ان کے لئے ایسے کردی گئی ہے جیسے تمہارے لئے تمہاری سانس کھاتے پیتے جاتے آتے بات چیت کرتے سانس نہیں لیتے ہو؟ (یعنی یہ سانس کام بھی کرتے ہو اور سانس بھی لیتے ہو تمہارا کوئی کام تمہارے سانس لینے سے تمہیں مصروف نہیں کرتا) ان کی تسبیح بھی اسی طرح ان کے لئے کردی گئی ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا۔ اور جس نے کہا پس اول پیدا کئے گئے ہیں بغیر شہوت کے جو شخص اللہ کی عبادت کرے حالانکہ اس کا خمیر گوندھا ہوا ہو شہوت سے، اس کی عبادت افضل ہوتی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ فرشتوں میں سے جو شہوت کے ساتھ آزمایا گیا وہ کیسے معصیت میں واقع ہو گیا اور ہاروت ماروت کا قصہ ذکر کیا۔

ہاروت و ماروت:

۱۶۲..... ہمیں خبر دی ہے۔ شیخ ابوالحسن محمد بن حسن بن داؤد علوی نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

(۱۶۰)..... یحییٰ بن ابی طالب (تہذیب الکمال ص ۸۷۰) فیمن روی عنہ عبد الوہاب، وإسحاق بن عبد اللہ بن الحارث ثقة (تقریب)،

وعبد اللہ بن الحارث هو ابن نوفل (تقریب)

أخرجہ ابن المنذر، وابن ابی حاتم، وأبو الشیخ فی العظمة، والمصنف فی الشعب عن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل عن کعب، كما فی الدر المنثور (۳۱۵/۳)

وأخرجہ الطبری فی التفسیر (۱۰/۱۷) من طریق إسحاق بن عبد اللہ بن الحارث بن أبیہ عن ابن عباس بن کعب بہ.

(۱۶۱)..... أخرجه الطبری فی التفسیر (۱۰/۱۷) من طریق أبی معاویہ بہ.

عباس بن محمد دوری اور ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن کبیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زبیر بن محمد نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے جو کہ موسیٰ بن عبد اللہ بن عمر کے عبد اللہ بن عمر سے کہ انہوں نے سنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین کی طرف اتارا تو فرشتوں نے کہا اے رب کیا آپ زمین پر اس کو رکھیں گے جو اس پر فساد کرے گا۔ اس پر خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور تیری تقدیس و پاکیزگی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ کہ تم نہیں جانتے۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہم تیرے لئے سب سے زیادہ اطاعت گزار ہیں آدم زادوں سے بھی زیادہ، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے لاؤ جنہیں ہم زمین پر اتاریں گے، ہم دیکھیں گے تم کیسے عمل کرتے ہو؟

فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہم ہاروت اور ماروت کو بھیجتے ہیں۔ چنانچہ وہ زمین پر اتار دیئے گئے۔ اور ان دونوں کے لئے زہرہ عورت کی شکل بنا دی گئی اور انسانوں میں سے خوبصورت ترین بنا کر۔ وہ ان دونوں کے پاس آئی۔ اور انہوں نے اس عورت سے اس کا نفس مانگا اس عورت نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تمہاری بات نہیں مانوں گی جب تک کہ تم دونوں یہ مشرکانہ کلمہ نہیں بولو گے ان دونوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم ہم اللہ کے ساتھ کبھی بھی شریک نہیں بنائیں گے چنانچہ وہ ان سے چلی گئی۔ پھر وہ ایک چھوٹے بچے کو لے کر ان کے پاس آئی جسے وہ اٹھائی ہوئی تھی، ان دونوں نے پھر اس سے اس کے نفس پر قدرت مانگی، اس نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں پہلے اس بچے کو قتل کر دو وہ دونوں بولے نہیں اللہ کی قسم ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ پھر ان دونوں سے واپس چلی گئی پھر وہ شراب کا پیالہ لے کر آئی۔ ان دونوں نے پھر اس کے ساتھ برائی کی اجازت چاہی اس عورت نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں یہ شراب پی لو دونوں نے وہ شراب پی لی اور وہ نشہ میں آ گئے اور اس عورت پر

(۱۶۲) موسیٰ بن جبیر هو الأنصاری مولیٰ بنی سلمة، وسعيد بن سلمة هو ابن أبي الحسام.

آخر جہ أحمد ۱۳۴/۲ عن یحییٰ بن ابی بکیر بہ.

وقال ابن کثیر فی التفسیر ۱۹۸/۱ بعد أن ساقه یاسناد أحمد:

وهكذا رواه أبو حاتم بن حبان فی صحیحہ عن الحسن بن سفیان عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن یحییٰ بن ابی بکیر بہ.

وهذا حدیث غریب محمد هذا الوجه ورجاله کلہم ثقات من رجال الصحیحین إلا موسیٰ بن جبیر هذا وهو الأنصاری السلمی مولاہم المدینی الحداء روى عن ابن عباس وأبی امامة بن سهل بن حنیف ونافع وعبدة اللہ بن کعب بن مالک روى عنه ابنہ عبد السلام ویکر بن مضر وزہیر بن محمد وسعيد بن سلمة وعبدة اللہ بن لہیعہ وعمرو بن الحارث ویحییٰ بن ایوب روى له أبو داود وابن ماجہ وذكرہ ابن ابی حاتم فی کتاب الجرح والتعذیل ولم یحک فیہ شیئا من هذا ولا هذا فهو مستور الحال وقد تفرد به عن نافع مولیٰ ابن عمر عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وروى له متابع من وجه آخر عن نافع كما قال ابن مردويه حدثنا دعلج بن أحمد حدثنا هشام حدثنا عبد الله بن رجاء حدثنا سعيد بن سلمة عن موسى بن سرجس عن نافع عن ابن عمر سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول فذكره بطوله.

قلت: قال ناكر رحمه الله في تحقيق مسند أحمد (۳۱/۹) عن هذه المتابعة إنها ضعيفة فإن عبد الله بن رجاء البغداني ثقة صدوق من شیوخ البخاری لکنہ کان کثیر الغلط والتصحیف.

وسعيد بن سلمة بن أبي الحسام ضعفه النسائي وقال أبو حاتم سألت ابن معين عنه فلم يعرفه حق معرفته.

وموسى بن سرجس لم يعرف حاله.

والحديث ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ۲۸/۵، ۳۱۳/۶ و ۳۱۴ وقال في الموضع الأول

رواه أحمد والبخاري ورجاله رجال الصحيح خلا موسى بن جبیر وهو ثقة وكذلك قال في الموضع الثاني إلا أنه لم ينسبه فيه للبخاري.

پڑ گئے، اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا جب وہ ہوش میں آئے تو وہ عورت بولی کہ اللہ کی قسم تم نے وہ کچھ بھی نہیں چھوڑا جس کا تم میرے ساتھ انکار کرتے رہے وہ سب کچھ تم نے نشہ کی حالت میں کر ڈالا ہے۔ (لہذا اللہ کی طرف سے) دنیا اور آخرت کے عذاب کی بابت اختیار دیئے گئے ان دونوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

اسی طرح اس کو زہیر بن محمد نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے اور اس کو سعید بن سلمہ نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جبیر سے۔

۱۶۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب نے کہ خبر دی ہے محمد بن یونس بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن رجاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلمہ نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن مہر سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔
ملانکہ نے دنیا میں جھانک کر دیکھا۔ تو کیا دیکھا کہ اولاد آدم گناہ کر رہے ہیں۔

تو وہ بولے اے ہمارے رب۔ کتنی بڑے جاہل ہیں یہ لوگ۔ کتنی کم معرفت ہیں یہ لوگ تیری عظمت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم بھی ان کی جگہ ہوتے تو میری نافرمانی کرتے۔ فرشتے بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو تیری تسبیح کرتے تیری حمد کے ساتھ اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم اپنے آپ میں سے دو فرشتوں کو منتخب کرو چنانچہ انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کیا۔ پھر وہ دنیا میں اتار دیئے گئے۔ اور ان کے ساتھ اولاد آدم کی شہوتیں جوڑ دی گئیں، اور ان کے لئے ایک عورت ایکٹنگ کرتی مقرر کر دی گئی لہذا وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور گناہ میں پڑ گئے۔ اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا۔ اب تو تم اپنے لئے دنیا یا آخرت کا عذاب چن لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دوسرے نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا عذاب تو ختم ہو جائے گا اور آخرت کا عذاب ختم نہیں ہوگا۔ لہذا انہوں نے دنیا کے عذاب کو پسند کر لیا۔ چنانچہ وہی دونوں ہی جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وما نزل علی الملکین ببابل ہاروت وماروت۔ (بقرہ ۱۰۲)

ہم نے اس کو ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے حضرت مجاہد سے حضرت ابن عمر سے بطور موقوف روایت ابن عمر پر۔ اور وہ صحیح ہے اور حضرت ابن عمر نے اس کو حضرت کعب سے لیا ہے۔

قصہ ہاروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (منجانب مترجم)

روایت ۱۶۲ اور ۱۶۳ پر ہم ایک فٹ نوٹ لکھ رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ مصنف کتاب ہذا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۴۵۸ھ ہے اور تفسیر ابن کثر کے مصنف ابوالفد اسماعیل ابن کثیر قرشی دمشقی رحمۃ اللہ کی وفات ۷۴۴ھ میں ہے اس لحاظ سے دونوں ہم عصر ہیں تفسیر ابن کثیر پانچویں صدی سے لے کر اب تک دنیا کے علم میں مقبول چلی آرہی ہے ہر طبقے کے علماء اور مفسرین اس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ اس کتاب کی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ایک خوبی یہ ہے کہ علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے علم تفسیر میں روایات کے حوالے سے بڑی حد تک تطہیر کا کام کیا تھا۔ اس سے قبل مفسرین کرام نے تفسیر قرآن میں روایات کے اندراج میں جو تساہل برتا تھا اور ہر طرح کی روایات ان کی اسنادی حیثیت بیان کئے بغیر درج کر دی تھیں وہ ان تمام روایات کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد ان کی اسناد کے بارے میں عادلانہ جرح و تقدیر

کرتے میں پھر آخر میں بطور خلاصہ تبصرہ کرتے ہیں جس سے تمام روایات کے علم میں آ جانے کے بعد ایک طرف تو ان کی اسنادی حیثیت واضح ہو جاتی ہے دوسری طرف ایک تحقیقی اور صاف تھرا موقف سامنے آ جاتا ہے۔

باروت ماروت کے قصے کے بارے میں بھی روایات کی دنیا میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے علامہ ابن کثیر نے ان تمام روایات کو حدیثی ہوں یا آثار ہوں نقل کر کے ان کی اسنادی حیثیت واضح کی ہے اس کے بعد ان کو رد کیا ہے۔ انہیں روایات کو ان الفاظ کے ساتھ پکارا ہے۔ انتہائی غریب۔ انتہائی منکر اس میں انتہائی درجہ کی غرابت ہے۔ اس میں کافی زیادت ہے۔ غراب ہے۔ نکارہ ہے مذکورہ روایت کے راوی موسیٰ بن جبیر کے بارے میں کہا کہ وہ مستور الحال ہے۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ روایت میں بہت غلطی کرتا تھا۔ ابن قطان نے کہا ہے کہ اس کا حال غیر معروف ہے بحوالہ تہذیب التہذیب۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ روایات ابن عمر کی دراصل کعب الجبار سے مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ اور فرمایا کہ مذکورہ حدیث کعب الجبار نے کتب بنی اسرائیل سے نقل کیں۔ ابن کثیر نے اس واقعہ پر جامع تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ باروت ماروت کا قصہ تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے، مثلاً مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقاتل ابن حان وغیرہ اور اس کو مفسرین متقدمین و متاخرین میں سے خلق کثیر نے نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اخبار بنی اسرائیل کی طرف راجع ہے۔ اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع متصل الاسناد نہیں ہے۔ جو صادق مصدوق سے ثابت ہو۔ وہاں قرآن مجید تو ظاہر سیاق قرآن میں اجمال ہے بغیر کسی ربط و تفصیل کے ہم اسی کے ساتھ ایمان لائیں گے جو کچھ قرآن میں وارد ہوا ہے۔

ملخصاً تفسیر ابن کثیر جلد اول صفات ص ۱۳۸۔ ص ۱۳۹۔ ص ۱۴۰۔ ص ۱۴۱۔ ص ۱۴۲۔

مطبوعہ۔ دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع لبنان بیروت۔

۱۶۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن قطبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا ذکر کیا ہے سفیان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کعب سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ فرشتوں نے بنی آدم کا اور ان کے گناہوں کا جو وہ کرتے ہیں تذکرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ اپنے آپ سے دو فرشتوں کو منتخب کرو۔ انہوں نے باروت ماروت کو منتخب کیا۔ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں لوگوں کے پاس ایسے اپنا رسول بھیجوں گا میرے اور تمہارے درمیان رسول نہیں ہوں گے۔ تم اتر جاؤ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔

عبد اللہ کہتے ہیں۔ کعب نے کہا جب وہ دن پورا ہوا جس دن وہ اترے تھے اسی دن انہوں نے اس کا ارتکاب کر لیا جو کچھ ان پر حرام کیا گیا

(۱۶۳)..... محمد بن یونس بن موسیٰ ابوالعباس البصری (ت ۲۸۶) وموسیٰ بن عقبہ هو ابن ابی عیاش القرشی أبو محمد المدنی (ت ۱۴۱)

تفرد المصنف یاخرجه فی الشعب کما فی الدر المنثور (۹۷/۱)

(۱۶۴)..... أخرجه عبدالرزاق فی تفسیره عن الثوری به کما فی تفسیر ابن کثیر (۱۹۹/۱) وقال ابن کثیر: ورواه ابن جریر من طریقین عن

عبدالرزاق به ورواه ابن ابی حاتم عن أحمد بن عصام عن مؤمل عن سفیان الثوری به.

ورواه ابن جریر أيضاً حدثنی المثنی حدثنا المعلى وهو ابن أسد حدثنا عبدالعزيز بن المختار عن موسى بن عقبه حدثني سالم أنه سمع عبد الله

يحدث عن كعب الأحبار فذكره. فهذا أصح وأثبت إلى عبد الله بن عمر من الاسناد من المتقدمين وسالم أثبت في أبيه من مولاة عمر فدار

الحديث ورجع إلى نقل كعب الأحبار عن كتب بنی اسرائیل والله أعلم.

تھا۔ یہ زیادہ مناسب ہے یہ کہ محفوظ ہو۔ اور اس بارے میں علی بن ابی طالب سے بھی مروی ہے۔

اوپر بات یہ جاری تھی کہ فرشتے افضل ہیں یا انسان اس سلسلہ میں مصنف نے دو موقف بیان کئے تھے:

①..... کہ انسانی رسول ملائکہ رسولوں سے افضل ہیں۔

②..... کہ تمام مؤمن انسان ملائکہ سے افضل ہیں (مترجم) اب مصنف فرماتے ہیں کہ جس نے آخری قول کیا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ یوں کہتا خصوصاً اس وقت جب کہ اطاعت کی توفیق اور معصیت سے بچنے کی طاقت اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ افضل وہی ہونا چاہئے جس کو توفیق زیادہ حاصل ہو، اور جس کی گناہوں سے حفاظت و عصمت زیادہ ہو۔ (لہذا حقیقت ظاہرہ کچھ یوں نظر آتی ہے کہ) ہم یہ دیکھتے ہی کہ وہ اطاعت جس کا وجود محض اللہ کے توفیق عطا کرنے سے ہوتا ہے اور گناہوں سے بچنا اور عصمت بھی دونوں چیزیں فرشتوں میں زیادہ ہیں تو واجب ہے کہ وہی افضل ہوں۔

شیخ حلیمی کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نو مذکورہ دونوں اقوال کی توجیہ ذکر فرمائی ہے مگر میں اسے نقل نہیں کرتا۔

انہوں نے ملائکہ کی افضلیت کو اختیار کیا ہے۔ جب کہ ہمارے اکثر اصحاب نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ امر آسان بھی ہے۔ مگر اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ ہاں صرف اسی شکی کی معرفت کہ وہ خود جس نظریہ پر ہے۔

۱۶۵..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجا سے اور عمر سے مولیٰ ابن عباس سے اس نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا کہ لفظ جبرائیل و میکائیل ایسے ہیں جیسے عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

۱۶۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسین عبد الصمد بن علی بن مكرم بن زرار نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن ابی عثمان طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ اخطی بن محمد فروی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الملک بن قدامہ نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۱۶۵)..... أخرجه ابن أبي حاتم من طريق سفيان عن الأعمش به كما في تفسير ابن كثير (۱/۱۹۰)

(۱۶۶)..... عبد الصمد بن علي بن (محمد بن) مكرم البزار أبو الحسين (خط ۱/۱۱۳)، وإسحاق بن محمد الفروي (ت ۲۲۶)، عبد الملك بن قدامة الجعفي (ضعيف) (تقريب).

أخرجه الحاكم في المستدرک (۸۷/۳ و ۸۸)، وابن نصر المروزي في تعظيم قدر الصلاة رقم (۲۵۵) كلاهما من طريق إسحاق بن محمد الفروي به.

وقال الحاكم صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه وقال الذهبي منكر غريب وما هو على شرط البخاري، عبد الملك ضعيف نفرد به وقال ابن كثير في التفسير (۸/۲۹۷):

هذا حديث غريب جداً بل منكر نكارة شديدة وإسحاق الفروي روى عنه البخاري وذكره ابن حبان في الثقات وضعفه أبو داود والنسائي والعقيلي والدارقطني وقال أبو حاتم الرازي: "كان صدوقاً إلا أنه ذهب بصره فربما لقن وكتبه صحيحة وقال مرة هو مضطرب وشيخه عبد الملك بن قدامة أبو قتادة الجعفي تكلم فيه أيضاً والعجب من الإمام محمد بن نصر كيف رواه ولم يتكلم عليه ولا عرف بحاله ولا تعرض لضعف بعض رجاله!؟

غير أنه رواه من وجه آخر عن سعيد بن جبیر مرسلًا بنحوه ومن طريق آخر عن الحسن البصري مرسلًا قريباً منه.

کہ حضرت عمر تشریف لائے جب نماز قائم ہو رہی تھی۔ انہوں نے ابو جحش لیثی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز سے رک جانے کا قصہ بیان کیا اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھیے تاکہ میں تجھے ابو جحش کی نماز سے اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی بیان کروں بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے آسمان میں کچھ ایسے فرشتے ہیں جو بطور عبادت ہر وقت اپنے سروں کو عاجزی سے جھکائے ہوئے ہیں وہ سر نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے۔ جب قیامت قائم ہوگی وہ اپنے سروں کو اٹھائیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے دوسرے آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جن کے سر جھکے ہوئے ہیں وہ اپنے سر جھکے ہوئے سے سر نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے جب قیامت قائم ہوگی وہ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

(فائدہ)..... ظاہر وہ مالک الملک ہے مجود و ملائکہ ہے وہ غنی ہے اس کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں اور عبادت کرنے والوں کی کمی نہیں، جس کو وہ اپنے آگے جھکنے کی توفیق عطا کر دے وہی کامیاب ہے۔

اللهم اجعلنا منهم.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس روایت کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت عمر کے مناقب میں نقل کیا ہے۔

۱۶۷:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صغار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی مریم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن فروخ نے کہ مجھے خبر دی ہے اسامہ بن زید نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابان بن صالح نے مجاہد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ عز و جل کے لئے فرشتے ہیں سوائے محافظ فرشتوں کے وہ لکھتے ہیں درخت کے ہر اس پتے کو بھی جو جھڑتا ہے جب تم میں سے کسی انسان کو کسی میدان یا جنگل میں کوئی مجبوری یا پریشانی لاحق ہو تو اسے چاہئے کہ آواز دے اور پکارے اللہ کے بند و میری مدد کرو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

باب نمبر ۴

ایمان کا چوتھا شعبہ
”ایمان بالقرآن“

جو کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے
اور ان تمام کتابوں کے ساتھ ایمان جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله والكتاب الذى نزل على رسوله
والكتاب الذى انزل من قبل. (فناء ۱۳۶)

اے ایمان والو، ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے نازل کی اپنے رسول پر
اور اس کتاب پر جو نازل کی اس نے پہلے۔

اور ارشاد فرمایا:

والمؤمنون كل امن بالله وملائکته وکتابه ورسوله. (البقرہ ۲۸۵)
اور سب مؤمن بھی۔ ہر ایک ایمان لایا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

اور ارشاد ہے:

والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك. (البقرہ ۴)
اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (نبیوں پر)۔

علاوہ ازیں وہ تمام آیات جو اسی مفہوم میں آئی ہیں۔

اور ہم ابن عمر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں روایت کر چکے ہیں۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ان تؤمن بالله وملائکته وکتابه ورسوله.

یہ کہ تو ایمان لا اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

فائدہ:..... یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان بالقرآن اور ایمان بالکتاب السماویہ ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (مترجم)

ایمان بالقرآن کے شعبے اور حصے

ایمان بالقرآن کے کئی شعبے اور کئی حصے ہیں۔

ایمان بالقرآن کا پہلا شعبہ:

اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع کردہ (تیار کردہ گھڑا ہوا) نہیں ہے اور نہ ہی جبرائیل کا

وضع کردہ ہے۔

دوسرا شعبہ:

اس بات کا اقرار کرنا کہ وہ معجز نظم ہے اگر سارے جن اور انسان اس بات سے متفق ہو جائیں کہ وہ اس کی مثل بنا کر لے آئیں تو اس پر وہ قادر نہیں ہوں گے۔

تیسرا شعبہ:

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ پورا قرآن مجید جس کو چھوڑ کر نبی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے تھے وہ یہی ہے جو مسلمانوں کے مصاحف میں (قرآنوں) میں ہے، اس سے کوئی شئی فوت نہیں ہوئی (کوئی چیز نہیں گئی) اور نہ ہی کسی بھولنے والے کے بھولنے سے کچھ ضائع ہوا ہے، اور نہ ہی کسی صحیفے کے گم ہوجانے سے، نہ ہی کسی قاری کی موت سے نہ ہی کسی چھپانے والے کے چھپانے سے کچھ نقصان ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس میں سے کسی شئی میں کوئی تحریف و تبدیلی کی گئی ہے نہ ہی اس میں کوئی حرف زیادہ کیا گیا ہے۔ نہ ہی کوئی حرف اس سے کم کیا گیا ہے۔ اس بات کی پہلی وجہ اور پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

افلا يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا. (النساء، ۸۲)

پس کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں پاتے بہت اختلاف۔

دوسرا ارشاد ہے:

وهذا كتاب انزلناه مبارك فاتبعوه. (انعام ۱۵۵)

اور یہ قرآن ایک کتاب ہے جو نازل کی ہے ہم نے، بڑی برکت والی ہے پس اسی کی پیروی کرو۔

تیسرا ارشاد ہے:

لكن الله يشهد بما انزل اليك اليك انزل به علمه والملائكة يشهدون وكفى بالله شهيدا (التاۃ، ۱۶۶)

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کو جو نازل کیا آپ کی طرف، کہ اس کو نازل کیا ہے اپنے علم سے

اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہ۔

چوتھا ارشاد ہے:

وانه لتنزيل رب العلمين نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين. (الشراء، ۱۹۳-۱۹۴)

بے شک وہ قرآن اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کا۔ اتر اس کو لے کر روح الامین (جبرائیل) آپ کے دل پر تاکہ آپ ہوں ڈرانے والے۔

پانچواں ارشاد ہے:

انا انزلنا قرانا عربيا لعلمكم تعقلون. (یوسف ۲)

بے شک اتارا ہے ہم نے قرآن عربی تاکہ تم سمجھو۔

مذکورہ آیات میں ہے کہ یہ کتاب ہم نے اتاری ہے بابرکت کتاب ہے اس کی اتباع کرو تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے۔ پہلی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کسی غیر کی طرف نہیں ہے۔

دوسری آیت میں یہ حکم اس بات کی گواہی اللہ بھی دیتا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن کو ساتھ لے کر جبرائیل امین اترے ہیں جنہوں نے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا ہے تو گویا حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کو اس کے مقام معلوم سے دھرتی پر اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچانے اور حوالے کرنے والے ہیں پانچویں آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس کو سمجھو مطلب ہے کہ ہم نے ایسا رسول اور نمائندہ بھیجا ہے جو قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرنے والا ہے تو وہ نمائندہ بلندی سے پستی کی طرف کلام کو منتقل کرنے والا ہے جس کی اس نے حفاظت بھی کی ہے۔

الا له الخلق والامر۔ (اعراف ۵۴)

خبردار مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اور اپنے امر کو الگ اور فاصلہ کر کے بیان فرمایا (واو عطف کے ساتھ عطف مغائرت کو تقاضا کرتا ہے جس کا مطلب ہے کہ) خلق یعنی مخلوق الگ چیز ہے اور امر الگ چیز اگر امر بھی مخلوق ہوتا تو پھر واؤ کے ساتھ فاصلہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

لولا كلمة سبقت من ربك (طہ ۱۲۹)

اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے گزر چکی تیرے رب کی طرف سے مطلق سبقت اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پر سابق ہونے کو تقاضا کرتی ہے۔

اور ارشاد ہوا:

انما قولنا لشيء اذا اردنا ان نقول له كن فيكون۔ (الزل ۴۰)

ہمارا قول کسی بھی شے کے لئے۔ جس وقت ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اس کو یہ کہیں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا قول مخلوق ہوتا تو دوسرے قول سے متعلق ہوتا اور یہ حکم اس قول کا ہوتا حتیٰ کہ یہ سلسلہ لامتناہی ہوتا جو کہ محال ہے۔

اگر مولانا کا لفظ مخلوق ہوتا تو ایک اور قول کے ساتھ تعلق رکھتا۔ اور یہ حکم اس قول کا ہوتا۔ یہاں تک کہ تعلق پکڑتا اس سلسلہ کے ساتھ جو ختم نہیں ہوتا اور یہ محال ہے استاذ ابو بکر محمد بن حسن فورث رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ممکنہ اعتراض کے بارے فرمایا۔ کہ کلام در حقیقت اللہ تعالیٰ سے دلیل کے ساتھ ثابت ہے۔ اور اللہ قول ”کن“ امر تکوینی ہے غیر موجود کو وجود بخشنے کے لئے ہے، امر تکلیف کے لئے نہیں ہے یعنی بمنزلہ اس قول کے نہیں جیسے اللہ نے مشرکین سے فرمایا کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا جیسے بنی اسرائیلوں سے فرمایا تھا کہ تم بندر بن جاؤ یہ دونوں امر تکلیف کے لئے یعنی مکلف بنانے کے لئے تھے۔

اور ”کن فیکون“ میں کن کے امر کے تعلق خاص اس وقت سے ہوگا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں ہے کہ فلاں کام فلاں وقت میں ہوگا وہ وقت اس لئے ہوگا جیسے کہ اس کے نفس نے آواز کو آواز کے موجود ہونے کے وقت سنا ہے۔

اگرچہ اس سے وجود سے پہلے بھی سننے والا تھا مگر وہ سماع صوت سے متعلق ہوا ہے اس کے موجود ہو جانے کے وقت اس اعتبار سے کہ اس نے اس کو اسی وقت سنا ہے اس سے قبل نہیں۔۔

اور ”فیکون“ کی فاتعقب کو تقاضا نہیں کرتی۔ اپنے متعلق سمیت۔ اس لئے کہ یہ فیکون والا جملہ انما کا جواب ہے۔

گویا کہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا قول کن جس چیز کے متعلق ہوتا ہے نہیں ہوگا مگر اس حال میں ہوگا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس وقت میں ہوگا۔ اور یہ کہ قول کن مستقبل کے لئے بھی لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کا مابعد بمنزلہ مصدر کے ہے جیسے اس آیت میں:

وان تصوموا خير لكم۔

یقول:

وان تصوموا خیر لکم (بقرہ ۱۸۳)

مصدر کے معنی میں ہے۔

اس کا معنی یہ ”صیامکم خیر لکم“ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور یہ تقاضا کرتا ہے زمانہ استقبال کو ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے صفت کلام کو ثابت کرنے اور نفاذ کی نفی کرنے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل لو کان البحر مدادا لکللمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ (کہف ۱۰۹)

فرما دیجئے اگر سمندر سیاہی ہو میرے رب کے کلمات (کو احاطہ تحریر میں لانے کے لئے) تو سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ ہم اس کی مثل اس کی مدد کو اور لے آئیں۔

فائدہ..... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے دو دفعہ کلمات کی اضافت فرمائی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے کلام کا اثبات فرمایا ہے۔ اور کلمات کے ختم نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ اور جتنا جمع متکلم کا صیغہ استعمال فرما کر کلام بطور تنظیم کیا ہے۔ اس کی مثال قرآن میں ہے۔ جیسے یہ آیت:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (حجر ۹)

میں۔ انا۔ نحن نزلنا۔ انا لحافظون۔ سب جمع کے الفاظ استعمال کئے ہیں یہ سب تعظیم کے لئے ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً۔ (سورۃ نساء ۱۶۴)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمائی۔ اس میں کلام کے تکرار کے ساتھ اس کو مؤکد کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے۔ ان الفاظ کی بھی خبر دی ہے جن کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تھا ارشاد ہے:

یا موسیٰ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی وانا اخترتک فاستمع لما یوحی

اننی انا اللہ لا الہ الا انا۔ فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکرئ۔ الیٰ قوله۔ واصطنعتک لنفسی (طہ ۱۲-۱۳)

اے موسیٰ بے شک میں ہی تیرا رب ہوں، پس اپنے جوتے اتار دیجئے۔ بے شک آپ مقدس وادی طوی میں ہے۔ اور میں نے تمہیں منتخب کر لیا ہے۔ اب وہ توجہ سے سنے جو وحی کیا جا رہا ہے۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میری ہی عبادت کیجئے اور میری ہی یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔ یہ سلسلہ کلام جاری ہے۔ واصطنعتک لنفسی تک۔

اسی طرح سورۃ اعراف میں فرمایا:

یا موسیٰ انی اصطفتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین۔ (الاعراف ۱۴۳)

اے موسیٰ میں نے تجھے اپنے پیغامات کے لئے منتخب کر لیا ہے اور اپنی کلام کے لئے منتخب کر لیا ہے

لہذا جو کچھ میں آپ کو دوں اس کو لے لیجئے اور شکر گزار رہتے۔

یہ سلسلہ وہ کلام ہے جسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے ان کو ہی سنوانے سے سنا اور بغیر ترجمان کے جو رب کے اور اس کے درمیان ہو۔ اور اپنی اپنی ربوبیت کی رہنمائی فرمائی۔ اور انہیں اپنی وحدانیت کی ان کو دعوت دی۔ اور اپنے ذکر کے لئے اور اپنی عبادت کے لئے نماز قائم کرنے کی دعوت دی۔ اور انہیں اس بات کی خبر دی کہ انہیں اپنے لئے اور اپنے پیغامات کے لئے اور اپنی کلام کے ساتھ منتخب کر لیا ہے۔ اور وہ مخلوق کی طرف مبعوث ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ انہوں نے اس کو غیر اللہ سے سنا تھا تو درحقیقت وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ غیر اللہ نے اپنی ذات کے لئے

ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات کی وحدانیت کی دعوت دی ہے۔ جب کہ یہ کفر ہے۔ اور اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس غیر نے اللہ کی طرف دعوت دی ہے تو پھر اس کا یہ قول جھوٹا ہو گیا۔ انی انا ربک کہ میں تیرا رب ہوں اور انسی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے لہذا میری عبادت کیجئے۔ جب کہ ایسی صورت میں اس غیر کو یہ کہنا چاہئے تھا۔

ربی وربک فاعبدہ

میرا اور تیرا وہ ہی رب ہے اس کی عبادت کیجئے۔

اور وہ اس بات پر دلالت کرتا کہ اس نے اس قول کو اس ذات سے سنا ہے جس کے لئے ربوبیت ہے اور وحدانیت ہے۔ اور اس لئے کہ امت تمام اہل ملل کے ساتھ اس بات پر متفق ہو چکی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی کا شرف و فضیلت خاص طور پر حاصل ہے۔ اگر مذکورہ قول کو موسیٰ علیہ السلام نے مخلوق سے سنا ہوتا تو یہ اس کی خصوصیت نہ ہوتی اور نہ ہی کوئی شرف و فضیلت اور نہ ہی اس ذات سے کوئی مشابہت جس نے اس کو جبرائیل سے سنا کوئی زیادہ خصوصیت بوجہ جبرائیل کی فضیلت زیادہ ہونے کے اس آواز پر جسے اللہ تعالیٰ نے فی الوقت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پیدا کیا تھا۔

اور ہم عمر بن خطاب کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کے مناظرے کا قصہ روایت کر چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں تیرے ساتھ اللہ نے پردے کے پیچھے کلام کیا تھا اور اللہ نے تیرے اور اپنے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو نمائندہ مقرر نہیں کیا تھا۔

۱۶۸: ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روزباری نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن داسہ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے عثمان بن مغیرہ سے انہوں نے سالم سے یعنی ابن ابوجعد سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش فرماتے تھے کہ کیا ہے کوئی آدمی؟ جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ اس لئے کہ قریش نے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں اپنے رب کا کلام لے جاؤں (یہاں بھی رب کا کلام کہا۔) (ایسے ہی) ہم نے حضرت ابو بکر صدیق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جب مکہ کے مشرکوں کے سامنے سورۃ روم پڑھی تو انہوں نے کہا تو وہی ہے جو تیرا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو صدیق نے جواب دیا کہ۔ لاکلمتہ کلام اللہ عزوجل نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا)۔

اور ایک دوسری روایت میں ایسے الفاظ ہیں۔ کہ یہ نہ تو میرا کلام ہے اور نہ وہی میرے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے (یہاں بھی صدیق نے کلام اللہ فرمایا)۔

اور ہم نے عامر بن شہر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ میں شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بیٹھا تھا اس کے ایک بیٹے نے انجیل کی کوئی آیت پڑھ ڈالی اور پھر خود ہی ہنس پڑا۔ تو نجاشی نے کہا کیا تم کلام اللہ پر ہنستے ہو۔ (نجاشی نے بھی کلام اللہ کہا)

(۱۶۸)..... أخرجه أبو داود (۳۸۳۳) عن محمد بن كثير عن إسرائيل، والترمذي (۲۹۲۵) عن محمد بن إسماعيل عن محمد بن كثير عن إسرائيل كلاهما عن عثمان بن المغيرة. به وقال الترمذي. حسن صحيح. وأخرجه ابن ماجة (۲۰۱) والحاكم في المستدرک (۶۱۲/۲) من طريق إسرائيل. به. وقال الحاكم صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي.

اسی طرح ہم نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ جس قدر استطاعت رکھتے ہو اللہ کا قرب حاصل کرو اور یقین کرو تم ہرگز اللہ کے قریب نہیں ہو سکتے کسی بھی چیز کے ذریعے جو اللہ کو اس کے کلام سے زیادہ محبوب ہو۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا) اور ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اصدق الحدیث کلام اللہ کی سچی بات اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی اللہ کا کلام فرمایا)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا القرآن کلام اللہ۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لو ان قلوبنا طهرت لما شبعنا من كلام الله
اگر ہمارے دل پاک ہوں تو ہم اللہ کے کلام سے کبھی سیر نہیں ہوں گے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ کہا)
اور حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ما حکمت مخلوقاً. انما حکمت القرآن.

کہ میں نے کسی مخلوق کو فیصل نہیں بنایا بلکہ میں نے تو قرآن کو فیصل بنایا ہے۔

(قرآن کہا جب کہ قرآن یہ وہ چیز ہے جو کلام اللہ ہونے کے یقین کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔) (وہی کلام اللہ فرمایا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اور دعائیں ایک آدمی نے یوں کہا:

اللهم رب القرآن العظيم اغفر له فقال له ابن عباس ثكلتك امك ان القرآن منه ان القرآن منه.

اے اللہ اے عظیم قرآن کے رب اس بندے کو معاف فرما دے تو حضرت عبداللہ بن عباس نے اس شخص کو کہا کہ

بے شک قرآن اسی سے ہے بے شک قرآن اسی سے ہے (یعنی اس کا کلام ہے اس کی صفت ہے)۔

ان مذکورہ آثار کی اسناد ہم نے کتاب الصفات میں بیان کر دی ہیں اور اس بارے میں جو کچھ نبی کریم سے اور ان کے صحابہ و تابعین سے اور تبع تابعین سے مروی ہے وہ بھی ذکر کر دیا ہے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے

۱۶۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن ابراہیم فارسی نے "التاریخ" میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اہلق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے۔

انہوں نے خبر دی ہے ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا ہے حکم بن محمد ابو

مروان طبری نے کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے سعید بن عیینہ نے وہ کہتے ہیں میں نے ستر سال سے اپنے مشائخ کو ایسا پایا ہے کہ جن میں عمرو بن دینار

بھی ہیں وہ سب یہ کہتے تھے کہ:

القران كلام الله ليس بمخلوق

قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

بخاری حکم سے ایسے ہی روایت فرمایا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شیبہ نے حکم بن محمد سے کہ انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے

انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے مشائخ سے ستر سال سے کہہ رہے تھے۔ پھر اسی مذکورہ حکایت کا مفہوم ذکر فرمایا۔

۷۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو احمد حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو سلمیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے سلمہ بن شیبہ نے۔ پھر مذکورہ قول کو نقل کیا۔ اور اسی کو حکم بن محمد نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عمرو بن دینار کے مشائخ صحابہ کرام کی ایک جماعت ہیں۔ ان میں سے:

①..... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

②..... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

③..... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

④..... عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور اکابر تابعین ہیں۔

ہم نے یہی قول علی بن حسین سے اور جعفر بن محمد صادق سے اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، محمد بن ادیس شافعی، یحییٰ بن یحییٰ، احمد بن حنبل ابو عبید، محمد بن اسماعیل بخاری اور ان کے سوا جلیل القدر مشائخ سے یہی قول نقل کیا ہے جب کہ (قرآن کے مخلوق ہونے والی) بدعت کو جعد بن درہم نے ایجاد کیا تھا اور اس سے جھم نے نقل کیا تو اس کو خالد بن عبداللہ نے قسریٰ نے عید قربانی کے دن ذبح کر دیا تھا۔

استاذ ابوبکر بن نورک کا ارشاد:

استاذ ابوبکر بن نورک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام حادث و نو پیدا ہوتا اس کے لئے اور پہلی بار وجود میں آنے سے قبل اللہ تعالیٰ عدم کلام یعنی متکلم نہ ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف ہوتا۔ جیسے کہ اگر اللہ تعالیٰ غیر عالم ہوتا تو جھل و نادانی سے اور علم سے مانع آفت سے موصوف ہوتا۔ اگر بالفرض والجمال ایسے ہوتا تو ضرور ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس حال میں متکلم نہ ہوتا۔ جیسے اگر وہ شروع سے ہی نہ جانتا ہوتا تو ایک ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس وقت علم سے موصوف نہ ہوتا (تو یہ تمام صفات و کیفیات نقص ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کے نقائص سے پاک ہے) لہذا واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ ازل سے متکلم تھا اس لئے کہ اس کو کلام کی منافی صفات مثلاً سکوت گونگان۔ بچپن لاحق نہیں ہوتیں۔

اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ کلام اللہ اگر مخلوق ہوتا تو ضروری ہوتا کہ اس کے پیدا کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ اس کی ضد اور مخالف صفت سے بھی موصوف ہوتے۔ اس لئے کہ یہ محال ہے کہ کوئی حی اور زندہ صفت کلام سے بھی خالی ہو اور اس کے عدم سے بھی خالی ہو۔ اور اگر عدم کلام اللہ تعالیٰ کے لئے قدیم ہوتا تو اس کا عدم یعنی متکلم ہونا ممکن نہ ہوتا اور یہ مفروضہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام ان صفات کا محال ہونا لازم آتا ہے۔ جیسے امر ہوا، نہی ہوئی، خبر ہوئی اور یہ سب دین کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ اللہ کا کلام اگر مخلوق ہوتا تو تین حال سے خالی نہ ہوتا یا تو اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں پیدا کیا ہوتا۔ یا اپنے ماسوا اور غیر میں۔ یا بالکل لاشی میں۔ جب کہ یہ تیسری صورت عقلاً محال ہے یعنی کلام کو پیدا کرتا لاشی میں۔ اس لئے کہ یہ عرض ہے اور عرض قائم بذاتہ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی محال ہے کہ اس کو اپنی ذات میں پیدا کرتا اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اندر تغیر و تصرف کر رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی تغیر و حوادث کا محل نہیں ہے (بلکہ اس سے پاک ہے) اور یہ بھی محال ہے کہ وہ کلام کو اپنے ماسوا اور غیر میں پیدا کرتا۔ کیونکہ کلام اگر اللہ کے ماسوا

اور غیر میں پیدا ہوتا تو اس کی نسبت اور اضافت بھی اسی غیر کی طرف ہوتی اسی کے خاص اوصاف کے طور پر تمام اعراض کی طرح جیسے علم ہو قدرت ہوئی حیات ہوئی تو جب ان کو غیر اللہ اور ماسوا اللہ میں پیدا کرتا تو وہ کلام اللہ نہ ہوتا۔ (بلکہ کلام غیر اور کلام فلاں ہوتا اور اس صورت میں کوئی امر اللہ کا امر نہ ہوتا اور کوئی نہیں اللہ کی ہی نہ ہوتی۔ تو مطلب یہ برآمد ہوا کہ اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے اور قدیم ہے حادث نہیں ہے مخلوق نہیں ہے اس کا مخلوق ہونا محال ہے) (مترجم)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ۔ اللہ کا کلام ماسوا اللہ میں ازراہ تفصل و عنایت ہو سکتا تھا جیسے اس کا فعل بطور تفضیل و عنایت اسی کا ہو سکتا ہے اگرچہ وہ غیر میں ہو۔

تو اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ تفصل اسم ہے کئی کئی جنسوں کو شامل ہے۔ اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے خصوصی اوصاف کے طور پر۔ پس اگر ایک قوت ہو جو منسوب کی گئی ہو اسی مخلوق کی طرف جس میں وہ پیدا کی گئی ہے اگرچہ جمع یا بصریہ ہو۔ تو بھی اسی طرح ہوگا۔ تو کہہ دو کہ۔ بایں طور کہ امر اور نبی کے نام کے ساتھ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ یہ فلاں کا قول ہے یا فلاں کا کلام ہے پس اگر نہ منسوب کریں اس کو نہ خصوصی طور نہ عمومی طور پر۔ نہ جملہ کی طرف اور نہ ہی محل و جگہ کی طرف تو دونوں میں معاملہ جدا ہو جائے گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر اللہ کا کلام مخلوق نہ ہوتا تو ہمیشہ مخبر ہوتا۔

انا ارسلنا نوحاً (نوح)

ہم نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔

ہمیشہ بھیجتا جب کہ یہ جھوٹ ہے جواب میں کہا جائے گا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟

وقال الشيطان لما قضی الامر ان الله وعدكم وعد الحق (ابراہیم ۲۲)

شیطان کہے گا اس وقت جب فیصلہ ہو چکے گا بیشک اللہ نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تمہیں جھوٹا وعدہ دیا تھا۔

اور یہ نہیں کہا کہ بعد میں کیا وہ جھوٹ ہے؟ اگر مقرض کہے اس کا معنی ہے عنقریب کہے گا۔ تو جواب دیا جائے گا کہ یہی جواب ہے انا ارسلناک نوحاً کا بھی ہے کہ اس کے ازل میں خبر تھی اس بارے میں کہ عنقریب ہم نوحؑ کو بول بنا کر بھیجیں گے۔ یہ خبر نوح کو بھیجنے کے بارے پہلے تھی۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم ہوتا تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ ہمیشہ امر کرنے والا ہوتا حالانکہ اس طرح مخلوق کو امر کرنا لازم آتا ہے جو کہ موجود ہی نہیں کیونکہ ازل میں مخلوق موجود نہیں تھی لہذا اس کو امر کرنا جو موجود ہی نہ ہو محال ہے۔

جواب یہ دیا جائے گا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے یہ کہا ہے کہ ہمیشہ امر کرنے والا تھا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر اس کیفیت سے تھا کہ (اے مامور) جب تو پیدا ہوگا اور پھر تو بالغ ہوگا اور تیری عقل مکمل ہو جائے گی تو یہ امر (تجھ پر لاگو ہو جائے گا پھر) تم اس وقت ایسے کرنا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امر ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے ہیں۔

اور ہمارے اصحاب میں سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل میں غیر امر تھا یعنی امر کرنے والا نہیں تھا تو یہ مطلب ہوگا کہ اس کا کلام امر ہوگا معنی اور مفہوم کے حدوث و وجود کے لئے تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ لازم نہیں ہے کہ جب ازل میں متکلم ہو تو ازل میں ہمیشہ امر کرنے والا بھی ہو اس لئے کہ کلام کی حقیقت امر کی حقیقت کی غیر ہے اور مختلف ہے۔

کلام نہیں تھا کیونکہ امر تھا۔ کلام اس لئے تھا کہ مسموع تھا ایسا مسموع جو متکلم کے معانی و مطالب کا فائدہ دیتا تھا۔ جو سکوت کی نفی کرتا ہے جو گونگے پن کی نفی کرتا ہے۔ اور امر ہوگا یہ سمجھانے کے لئے کہ اس کو ایسا کرنا لازم ہوگا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے کلام کرنے والا اور ہمیشہ متکلم تھا کہ مطلب تو یہ ہوگا کہ وہ ایسی غیر مفید اور غیر ضروری باتیں کرنے والا تھا جس کو کوئی سننے والا ہی نہیں تھا؟

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ کیا تسبیح کرنے والا ایسے ہی نہیں ہوتا؟ کہ اس کے کلام کو کوئی نہیں سنتا اس کے باوجود وہ یہودہ بکواس اور بڑبڑانا نہیں کہلاتا۔ اگر کہا جائے کہ اس کو تو اللہ سنتا ہے۔ تو جواب دیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ تو ہذیان کو اور بکواس کو بھی سنتا ہے مگر اللہ کا سننا ہذیان کو ہذیان سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ ہذیان کا مطلب غیر مفید کلام ہے۔ جب کہ اللہ کا کلام بڑے عظیم معانی کا فائدہ دیتا ہے۔

اگر کوئی دلیل پکڑنے والا حروف سے دلیل پکڑے کہ حروف حادث ہیں اور مخلوق ہیں۔ اور ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہو کر ہیں۔ اس میں حادث اور مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔ تو یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حروف نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا معنی اور مفہوم ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے جو سنا جاتا ہے اور جس کے معانی سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ حروف اس معنی اور مفہوم پر دلیل ہوتے ہیں۔ جیسے تحریر اور حکمت کلام کے علامات ہوتے ہیں اور اس پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسے وہ معانی بطور متکلم سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ نہ اس کے بخارج ہوتے ہیں نہ ہی حروف۔ اسی طرح اس کا کلام سمجھا جاتا ہے جب کہ وہ کلام حروف ہوتے ہیں نہ ہی آواز ہوتے ہیں۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

مَا يَتَّبِعُهُمُ مِنْ ذِكْرِ مَنْ رَٰبَهُمْ مَّحْدُثٌ. (الانبیاء ۲۰)

کہ نہیں آتا کافروں کے پاس کوئی نیا ذکر ان کے رب کی طرف سے۔

اس آیت میں اللہ کی طرف سے جو کلام آتا ہے اس کو حادث اور نیا قرار دیا ہے۔ اس سے بھی حادث اور مخلوق ہونے کی دلیل نکلتی ہے۔ (مترجم) ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر اذکار میں سے کوئی ذکر غیر محدث ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس کی مثال ایسے ہوگی جیسے کوئی شخص کہے کہ میرے پاس آدمی آیا ہے جس کا سر ہے تو اس کلام کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ سر سے خالی تو کوئی بھی نہیں ہے۔

(اور یا یہ توجیہ کی جائے گی کہ) ذکر سے مراد کلام رسول ہے۔ یا نفس رسول ہے اس لئے کہ اتیان یعنی آنے کا لفظ استعمال ہوا ہے جب کہ حقیقتاً آنا تو رسول کا ہی ہوتا ہے۔

اگر کلام اللہ کے مخلوق ہونے اور حادث ہونے پر کوئی شخص اس کے نسخ اور تبدیل اور حفاظت سے دلیل پکڑے اور کہے کہ (منسوخ تبدیل اور قابل حفاظت چیز مخلوق ہوتی ہے اور حادث ہوتی ہے)

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ تمام باتیں احکام و قرأت کی طرف رائج ہے میں جو کلام پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ کلام کے عین کی طرف۔ اسی طرح ہے تجبض یعنی کم کرنا یہ قرأت میں ہوتی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے اور باقی رہی قرأت غیر معرف جیسے کہ ذکر اللہ۔ اللہ کا غیر اور ماسوا ہے۔

اور اس آیت سے مخلوق ہونے اور حادث ہونے پر دلیل پکڑنا۔

اَنَا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا. (زحر ۳)

کہ ہم نے اس کو بنادیا ہے قرآن عربی۔

اس سے دلیل پکڑنا کہ چونکہ اللہ نے بنایا ہے تو مطلب یہی ہوا کہ وہ مخلوق ہے۔
تو جواب یہ ہے کہ بنانے سے مراد تخلیق کرنا۔ از سرے تو بنانا نہیں بلکہ اس سے مراد ہے مینا کہ ہم نے اس کا یہی نام رکھا ہے۔ جیسے اس آیت میں جعل سے مراد بنانا نہیں بلکہ نام رکھنا مراد ہے۔

وجعلوا الملائكة الذين هم عباد الرحمن اناثا

کہ مشرکوں نے ملائکہ جو کہ رحمن کے بندے ہیں مشرکوں نے ان کا مؤنث کر دیا ہے اور بنا دیا ہے۔
اس سے مراد بنانا یا تخلیق کرنا نہیں جب کہ مراد ہے کہ انہوں نے ملائکہ کو مؤنث ہونے کے ساتھ منسوب و موصوف کر دیا ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

انه لقول رسول كريم. (الحاقة: ۳۰)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا۔

ولا بقول كاهن. (الحاقة: ۳۲)

نہیں ہے قول کسی کاهن کا۔

انه لقول رسول كريم ذي قوة عند ذي العرش مكين مطاع ثم امين. (التكوير: ۱۹-۲۱)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا طاقت ور ہے عرش والے کے پاس قرار پکڑنے والا۔ وہاں اطاعت کیا ہوا۔

ان تینوں آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید عزت والے قاصد کا قول ہے یعنی جبرائیل نے اس کو بول کر اور پڑھ کر رسول اللہ کو سنایا ہے اور کسی کاهن کا قول نہیں ہے یعنی ایسے کسی ناپاک کے منہ اور زبان کے الفاظ نہیں ہیں۔

بلکہ مقدس فرشتے نے اللہ سے حاصل کر کے سب سے پہلے اس کا نطق کیا ہے۔ (مترجم)

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ وہ عزت والے قاصد کا بولا ہوا اور نطق کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ نے قرآن کو عزت والے رسول سے اور قاصد سے حاصل کیا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ایسا قول جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت والے قاصد اور نمائندے سے سنا ہے جب وہ عزت والا رسول اور نمائندہ قرآن کو لے کر حضور پر اترا ہے اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وان احد من المشركين استنجاك فاجره حتى يسمع كلام الله.

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک بھی آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیجئے جہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام نہ سنے۔

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ثابت فرمایا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ کا کلام جبرائیل کا کلام بھی ہو ایک ساتھ یعنی خالق کلام بعینہ مخلوق کا کلام ہو ایسا ہونا ممکن نہیں لہذا ثابت ہوا کہ وہی معنی ہو گا جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ آیات سے مقصود مشرکین کی تکذیب ہے ان کے اس گمان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو از خود وضع کر لیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ قرآن وہی ہے حضرت جبرائیل امین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا ہے اور جبرائیل نے اس کو اللہ کی طرف سے اتارا ہے۔

دوسری وجہ:

بہر حال دوسری وجہ یعنی ایمان بالقرآن کا دوسرا شعبہ وہ ہے اس بات کا اعتراف و اقرار کرنا کہ قرآن معجز نظم ہے۔ چنانچہ اس پر بات چیت گذر چکی ہے۔ باقی قرآن کا اعجاز ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک قرآن کی قرأت میں واقع ہے۔ قرآن کے حروف کی نظم اور اس کی دلالت عین کلام قدیم میں ہے جب جن اور انسان قرآن کی مثل لانے سے عاجز تھے۔ اور فرشتے بھی اس کی مثل لانے سے عاجز تھے اس لئے کہ اکثر اہل علم کے قول کے مطابق قرآن نظم ہے مگر لوگوں کے منظوم کلام کی جنس میں سے نہیں ہے۔ اور اس کی ذات یا اس کی توجہ کی طرف راہ بھی نہیں پائی جاسکتی تاکہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے اور اس کی مثال بنائی جاسکے۔ اور وہ مثل ترکیب جو اہر کے ہے تاکہ اجسام بن سکیں۔ اور ذوات کی الٹ پھیر ہو سکے۔ کیونکہ جس طرح جن و انس اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں اسی طرح اس کی مثل لانے سے فرشتے بھی عاجز ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچ جو واقع ہوا ہے وہ حرف جنوں اور انسانوں کو ہے فرشتوں کو نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ فرشتوں کی طرف نہیں۔ اس قرآن میں وہ آیات موجود ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ قرآن کی نظم جبرائیل کی طرف سے بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ تکلیف اور خیر کی طرف سے ہے۔ یعنی باریک میں اور خبر رکھنے والی ذات کی طرف سے ہے یہی معنی ہے حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا۔

تیسری وجہ۔ یعنی ایمان بالقرآن کا تیسرا شعبہ۔ اس کا یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی خود ضمانت دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

①..... انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون۔ (الحجر ۹)

بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو اتارا ہے اور بیشک ہم ہی ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

②..... وانه لكتاب عزيز لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد۔ (فصلت ۴۱-۴۲)

بے شک وہ قرآن مجید ایک کتاب عزیز ہے جس کے پاس باطل نہیں آسکتا نہ آگے اور نہ ہی

اس کے پیچھے یہ حکمت والے اور حمد والے رب کا اتارا ہوا ہے۔

جس شخص نے اس بات کا امکان مانا ہے کہ کسی کو قرآن میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کرنے کی قدرت حاصل ہے یا اس سے کچھ کم کرنے یا اس کی تحریف کرنے کی قدرت ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی ہے اس کی خبر کے اندر اور اس خبر کے خلاف کا جواز و امکان مانا ہے جب کہ یہ بات کفر ہے۔

(اور اس کے غلط ہونے کی ایک عقلی وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ) اگر یہ بات ممکن ہوتی تو کوئی مسلمان شخص بھی اپنے دین کے معاملے میں وثوق اور یقین پر نہ ہوگا۔ جس چیز میں بھی وہ قرآن سے تمسک اور استدلال کرے گا۔ اس لئے کہ اس کے پاس اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہوگی کہ جو کچھ ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے۔ بلکہ امکان پیدا ہو جائے گا کہ کوئی مسئلہ اس میں نہ ہو جس میں کتمان ہوا ہے یا جو ضائع ہوا ہے یا کوئی احکام جو ثابت تھے اس میں کوئی نسخ یا تبدیلی ہوگئی ہو۔ وغیرہ وغیرہ تو گویا اس طرح پورا دین و ایمان مشکوک ہو جائے گا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں تفصیلی کلام کیا ہے۔ لہذا یہ صحیح ہے کہ ایمان کی تکمیل اسی میں ہے اور ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ پورا قرآن مجید یہی ہے جو خلفاء عن سلف متواتر چلا آ رہا ہے نہ اس میں کوئی زیادتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی چیز کم ہے۔

قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک

۱۷۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہمیں ابو الحسن علی بن محمد بن خثویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن موسیٰ اشیب نے ابراہیم بن سعد زہری سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن علی بن مقاتل ہاشمی فردی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزنی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو خلیفۃ الفضل بن خیاب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید طیلسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبید بن سبا سے انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ:

میرے پاس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی شہادت کے موقع پر بلاوا بھیجا۔ میں حاضر ہوا تو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت عمر تشریف لائے ہیں کہ یمامہ کی جنگ قتل قرأ کے ساتھ بڑی شدید ہوئی ہے (کیونکہ اس جنگ میں قرآن مجید کے ستر قاری شہید ہو گئے تھے) جس سے مجھے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اسی طرح دیگر جنگوں میں بھی قرأ قتل ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سارا حصہ ضائع ہو سکتا ہے (اس لئے کہ اس وقت تک قرآن مجید پورا ضبط تحریر میں ایک کتاب کی صورت میں نہیں تھا بلکہ قراء کے سینوں میں جمع تھا پھر الگ سورتوں کی صوت میں محفوظ تھا) عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔ مگر میں نے عمر سے جواباً یہ کہا ہے کہ میں اس کام کو کیسے کروں؟ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے جواب دیا ہے کہ۔ یہ کام اللہ کی قسم خیر ہے (بہتر ہے) نے ہمیشہ اور بار بار میرے ساتھ اس بات پر حضرت عمر بات چیت اور بحث و تحقیق کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا ہے لہذا اب اس بارے میں میری رائے بھی وہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں ابو بکر صدیق نے فرمایا (اے زید) بے شک آپ جو ان آدمی ہو عقلمند ہو، ہم لوگ آپ کو تہمت بھی نہیں لگاتے (یعنی آپ ہمارے نزدیک بدنام نہیں ہیں بلکہ با اعتماد ہیں) اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے لئے وحی کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ لہذا آپ قرآن میں ڈھونڈ بھال کریں اور اسے جمع کریں۔ حضرت زید فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانے کی تکلیف اور ذمہ داری دیتے تو مجھ پر کوئی زیادہ بھاری نہ ہوتی اس ذمہ داری سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا یعنی قرآن مجید جمع کرنے کی ذمہ داری ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے کہا آپ لوگ وہ کام کیونکر کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام خیر ہے (یعنی بہتر ہے) چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار میرے سے مسلسل بات چیت اور بحث و تحقیق کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا اس کام کے لئے جس کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے جہتو ڈھونڈ بھال اور تلاش قرآن شروع کر دی۔ میں اسے کانڈ کے ٹکڑوں سے اور کھجور کے پتوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سورۃ توبہ کا آخر میں نے حضرت ابو خزیمہ کے پاس پایا۔ اور ابو الولید کی ایک روایت میں ہے کہ۔ حضرت خزیمہ کے ساتھ یا ابو خزیمہ انصاری کے پاس۔ کہ نہیں پایا تھا میں نے اس کو کسی ایک کے پاس ان کے سوا یعنی یہ آیت:

لقد جاءكم رسول من انفسكم. یعنی خاتمہ سورۃ برآۃ۔

حضرت زید فرماتے ہیں کہ صحیفہ (قرآن مجید مرتب و مدون شدہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر ان کے بعد ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حدیث اشیب پوری ہوئی۔

ابو الولید نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابراہیم بن سعد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ ارمینہ اور آذربایجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام کے خلاف جنگ کرتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قرآن میں ان کے اختلاف نے خوف زدہ کر دیا تھا لہذا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ اس امت کو بچا لیجئے اس سے پہلے کہ وہ کتاب اللہ میں اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس نمائندہ بھیجا (اور گزارش کی کہ) آپ مصحف (صدیق و فاروق والاقرآنی نسخہ) میرے پاس بھیجیں یا یہ کہا کہ صحیفہ بھیجے۔ ہم انہیں مصاحف (قرآنوں) میں لکھ لیں گے پھر وہ (اصل نسخہ) آپ کے پاس واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ نے وہ مصحف حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو بلایا اور انہیں حکم دیا اور عبد اللہ بن زبیر کو اور سعید بن عاص کو (یہاں تک کہ اضافہ تو ابو الولید کی روایت کا تھا) اور ابو الولید کے ماسوا نے اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے کہا ہے۔ کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) ان لوگوں کو حکم دیا کہ (مختلف) صحیفوں کو مصاحف (قرآنی نسخوں) میں نقل کریں اور ان سے کہا کہ۔ جس چیز میں تم لوگ اور زید بن ثابت اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لغت کے ساتھ لکھ لو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن انہیں کی زبان کے ساتھ نازل ہوا ہے لہذا اتمام صحیفہ۔ مصاحف میں لکھ لئے گئے پھر حضرت عثمان نے (مملکت اسلامی) کے ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ اور باقی ماندہ مصحف یا صحیفوں اور قرآنی اوراق کے لئے یہ حکم دیا کہ یا تو ان کو مٹا دیا جائے یا جلادیا جائے۔ (اور رکھ پہاڑوں میں دفن کرادی گئی۔)

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے خارجہ بن زید نے کہ اس نے زید بن ثابت سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت کم پائی جب صحیفہ لکھے جارہے تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے آپ اس آیت کو پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے اسے تلاش کیا تو میں نے اسے خزیمہ بن ثابت انصاری کے ساتھ پایا۔ وہ یہ آیت تھی۔

من المؤمن رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه. (الاحزاب ۲۳)

لہذا میں نے اس کو قرآن میں اسی سورۃ کے ساتھ لاحق کر دیا۔

قرآن مجید کی جمع و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ اس دن لفظ تابوت کے بارے میں اختلاف ہوا حضرت زید بن ثابت نے فرمایا لفظ ہے ”التابوت“ اور ابن زبیر اور سعید بن عاص نے ”التابوت“ کہا ان کا اختلاف حضرت عثمان کی خدمت میں لے جایا گیا آپ نے فرمایا اس کو التابوت لکھو اس کو بخاری نے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے۔

سوائے قول ابن شہاب کے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تالیف و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی اور ہم نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

کنا عند رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نولف القرآن من الدفاع.

ہم رسول اللہ کے پاس قرآن مجید کو (کاغذ یا چمڑے) کے ٹکڑوں سے جمع کرتے اور ترتیب دیتے تھے۔

سوائے اس کے نہیں کہ زید بن ثابت کی مراد ہے۔ جمع و ترتیب متفرق آیات کی جو نازل ہو چکی تھیں ان کی سورتوں میں اور ان کو جمع کرنا سورتوں میں نبی علیہ السلام کے اشارے سے تھا۔ اس کے بعد پھر سینوں میں محفوظ تھا (کاغذ اور چمڑے کے) ٹکڑوں میں اور سفید پتھروں اور کھجور کے پتوں میں لکھا ہوا تھا۔ تو ان تمام چیزوں سے صحیفوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے سوا مہاجرین و انصار کے اشارے سے صحیفوں میں جمع کیا گیا۔ پھر جو کچھ صحیفوں میں لکھا گیا تھا اس کو مصاحف میں جمع کیا گیا تھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اشارے سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے مطابق۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سوید بن غفلہ سے کہ انہوں نے کہا علی بن ابی طالب نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اگر میں ہوتا تو میں بھی مصاحف میں وہی کچھ کرتا جو کچھ حضرت عثمان نے کیا۔

تحقیق ہم ذکر کر چکے ہیں کتاب۔ المدخل میں اور کتاب۔ دلائل المبوءۃ کے آخر میں (وہ مواد) جو اس اجماع کو تقویت دیتا ہے۔ اور اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس بات پر اللہ کے بندوں نے اللہ کی کتاب کی حفاظت کی اور اس نے پوری امت کو واضح راستے پر چھوڑا۔ اور ہمیں سنت کی متابعت کی توفیق عطا فرمائی اور بدعت سے اجتناب کی توفیق دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن چھوڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد

۱۷۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے کہ خبر دی ہے فضل بن محمد بن مسیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عبد العزیز بن رفیع سے کہ انہوں نے کہا کہ میں شداد بن معقل کے ساتھ حضرت ابن عباس کے پاس گیا۔ اور ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا کوئی اور شے بھی چھوڑی ہے؟

انہوں نے فرمایا:

ما ترک سوی ما بین ہذین اللوحین.

کہ نہیں بس جو کچھ ان دو تختیوں کے درمیان ہے اس کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔

پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اسی کی مثل جواب دیا۔ اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں قتیہ سے انہوں نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟

۱۷۳:..... ہمیں خبر دی ہے سید ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حامد احمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے اور ابو حاتم رازی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید بن سنان رھاوی نے کہ ہمیں حدیث بیان

کی ہے یزید بن سنان نے یعنی اس کے باپ نے عطاء سے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا ابو الحجاج مجاہد بن جبر سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا صحیب سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا:

ما امن بالقرآن من استحل محارمه.

جو شخص قرآن کے حرام کردہ امور و حلال سمجھے اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

۱۷۴:..... اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو احمد بن ابوالحسن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اثنق بن خزیمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سعید رباطی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن صادق نے جو مولیٰ ہے بنی ہاشم کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مفصل بن مصلح نے مجاہد سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے کہا میں نے صحیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

ماأمن بالقرآن من استحل حرامه.

جو شخص قرآن کے حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ”محارمہ“۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام کتابوں کے ساتھ قرآن سمیت ایمان لانا ایسا ہے جیسے تمام رسولوں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت ایمان لانا ہے اور کلام اللہ کے بارے میں ہمارے اوپر جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں اور جانیں کہ اللہ کا کلام اس کی صفت ہے۔ اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جو اسی کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کا کلام پرہا ہوا ہے فی الحقیقت ہماری قرأت کے ساتھ محفوظ ہے ہمارے قلوب میں۔ لکھا ہوا ہے ہمارے مصاحف میں۔ ان میں حلول و دخول کیا ہوا نہیں ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فی الحقیقت مذکور ہے ہماری زبانوں کے ساتھ معلوم ہمارے قلوب میں۔ معبود ہے ہمارے بجدوں میں اور مساجد میں ان میں حلول و دخول کیا ہوا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے مختلف ہونے کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی کوئی تعداد ہے نہ ہی کوئی حصر ہے۔ اور نہ ہی قلیل یا کثیر ہے بلکہ وہ کلام جب عربی میں پڑھا جاتا ہے تو قرآن نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب سریانی میں پڑھا جائے تو انجیل نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب وہ عبرانی میں پڑھا جائے تو توراۃ نام رکھا جاتا ہے۔ اور ہماری اسی شریعت میں قرأت کا نام اسی کا رکھا جاتا جس کا نام قرآن رکھا جاتا ہے۔ توراۃ انجیل کا نام قرأت نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کی تکذیب فرمائی ہے۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے۔

(۱۷۳)..... أخرجه الطبرانی في الكبير (۳۶/۸ رقم ۷۲۹۵) من طريق محمد بن يزيد بن سنان الراوى. به.

وقال الهیثمی فی الزوائد (۱۷۷/۱) فیہ محمد بن یزید الراوى ضعفه البخاری وغیرہ و ذکرہ ابن حبان من الثقات وأبوہ یزید ضعفه أبو داود وغیرہ وقال البخاری مقارب الحدیث.

(۱۷۴)..... أخرجه الترمذی (۲۹۱۸) من طریق وکیع عن أبی فروة یزید بن سنان عن أبی المبارک عن صہیب مرفوعاً.

وقال أبو عیسی: هذا حدیث لیس إسناده بالقوی وقد خولف وکیع فی روايته وقال محمد: أبو فروة یزید بن سنان الراوى لیس بحدیثہ بأس إلا رواية ابنه محمد عنه فإنه یروی عنه مناکیر.

قال أبو عیسی وقد روى محمد بن یزید بن سنان عن ابنه هذا فزاد فی هذا الإسناد عن مجاهد عن سعید بن المسیب عن صہیب، ولا يتباع محمد بن یزید علی روايته وهو ضعیف وأبو المبارک رجل مجهول.

اور کتاب اللہ میں ان کی خیانت کی خبر دی ہے۔ اور کلام اللہ کو اپنے موقف اور اپنے مقام سے بدلنے اور تحریف کرنے کی خبر دی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ (تحریف کرنے کے باوجود کہ) یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ جھوٹ کہہ رہے ہیں) اس لئے کسی مسلمان کے پاس کوئی ضمانت نہیں ہے۔ کہ جب ان کی کتابوں سے کوئی شئی پڑھے وہی یہود و نصاریٰ کی وضع کردہ گھڑی ہوئی ہو۔

قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نصیحت

۱۷۵:..... تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے۔ احمد بن عبید صفار نے عبداللہ بن بن صقر بن نصر سکری سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے زہری سے انہوں نے عبداللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا۔

تم لوگ کسی چیز کے بارے میں اہل کتاب سے کیوں پوچھتے ہو؟ حالانکہ تمہاری وہ کتاب جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے تمام چیزوں سے (اللہ کی طرف سے آنے والی) جدید ترین خبر ہے تم اسے خود پڑھتے ہو وہ کتاب بوڑھی نہیں ہوئی (پرانی نہیں ہوئی) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا تھا اور اس میں تبدیلی کر ڈالی تھی۔ اور وہ اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تھے پھر کہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے حقیر سامعاً و خرید سکین اور حاصل کر سکیں۔ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کر دیا ایسے علم سے جو تمہارے پاس ان سے پوچھنے سے آئے۔ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کبھی بھی جو تمہاری طرف نازل ہونے والی کتاب قرآن میں سے کچھ مسئلہ پوچھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۱۷۶:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن بشر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے کہ ہمیں بیان کیا ہے لیث نے۔ یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

اے مسلمانوں کی جماعت تم کسی شئی کے بارے میں اہل کتاب سے کیسے سوال کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جسے اللہ نے تمہارے نبی پر نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جدید ترین خبر ہے جسے تم خود پڑھتے ہو۔ پھر آگے مذکورہ روایت کی مثل نقل کیا ہے۔

اس کو بخاری نے یحییٰ بن بکیر سے اور موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے مجاہد شععی سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا۔

کہ بے شک ہم یہودیوں سے باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس بارے میں کہ ان میں سے کچھ کو ہم لکھ لیا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔

کیا تم لوگ (اپنے دین کے بارے میں) ایسے حیران و پریشان ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران و پریشان تھے؟ حالانکہ میں تمہارے پاس اسے

(۱۷۵)..... أخرجه البخاری (۱۳/۳۳۳ و ۳۳۴ فتح) من طریق إبراهيم بن سعد. به، (۱۳/۳۹۶ فتح) من طریق شعيب عن الزهري. به.

(۱۷۶)..... أخرجه البخاری (۵/۲۹۱) عن يحيى بن بكير. به.

چمکتا ہوا صاف ستھرا لے کر آیا ہوں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

۷۷:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے خبر دی ہے ابو الحسن کا رزی نے کہ خبر دی ہے علی بن عبد العزیز نے ابی عبید سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم نے کہ خبر دی ہے مجالد نے پھر اسی مذکورہ کی مثل ذکر کیا ہے۔

۷۸:..... ابو عبید نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ نے ابن عون سے انہوں نے حسن سے وہ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں اسی سابق کی مثل اور کہا کہ ابن عون نے کہا کہ میں نے حسن سے کہا کہ مٹھوکون؟ کا کیا مطلب ہے انہوں نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے متحرون۔ حیران و پریشان۔

۷۹:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے خبر دی ہے ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایشم بن سہل تستری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمد بن زید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مجالد نے بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حامد بن محمد فاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذان جوہری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ذکر یا بن عدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے مجاہد سے انہوں نے شعی سے انہوں نے حضرت جابر سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب سے کسی شئی (یعنی کسی مسئلے) کے بارے میں مت پوچھو وہ تمہیں ہدایت نہیں دیں گے بلکہ وہ تو خود گمراہ ہیں۔

قاضی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے۔

اللہ کی قسم اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی حلال نہ تھا مگر میری اتباع کرنا۔

اور روایت کیا گیا ہے جبر بن نفیر سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منادینے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہوا ہے یہودیوں کی قول سے اپنی تھوک ہے۔ اور اس سے نبی کے بارے میں۔

ایمان کا پانچواں شعبہ تقدیر اچھی ہو یا بری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وان تصبہم حسنة يقولوا هذه من عند الله وان تصبہم سئنة يقولوا هذه من عندك قل كل من عند الله (النساء، ۷۸)
اگر ان میں کوئی اچھائی پہنچے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے ان کو کوئی برائی تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے۔ آپ
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ اگلی آیت:

ما اصابک من حسنة فمن الله. وما اصابک من سئنة فمن نفسك. (النساء، ۷۹)

جو کچھ تجھے اچھائی پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو کچھ تجھے برائی پہنچے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔
پہلی آیت اور دوسری آیت میں بظاہر تضاد ہے۔ مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ آپ کو ایسی چیز پہنچتی ہے جو آپ
کو خوش کرتی ہے مثلاً جسمانی صحت۔ دشمن کے مقابلے میں کامیابی رزق میں فراخی وغیرہ تو تیری طرف اس احسان کی ابتدا کرنے والا اللہ تعالیٰ
ہے۔ اور جو چیز تجھے ایسی پہنچے جو تجھے بری لگتی ہے اور تجھے غمگین کرتی ہے تو وہ تیرے اپنے کسب و عمل کے بسبب ہے لیکن اس کے باوجود اس کو
تیری طرف چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور تیرے اور اس کا فیصلہ کرنے والا وہی ہے جیسے اس نے ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

وما اصابکم من مصيبة فبما کسبت ايديکم ويعفو عن كثير. (الشورى، ۳۰)

جو کوئی بھی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تو وہ بسبب ان اعمال کے ہے جو تمہارے اپنے ہاتھوں نے کئے ہیں اور وہ بہت سارے گناہ معاف
کرتا ہے کبھی ان چیزوں میں سے جو آپ کو تکلیف دیتی تھیں، وہ زخم تھے جو آپ کو دیئے جاتے یا (دوست احباب کا) قتل ہونا مال چھین
جانا یا شکست ہو جانا وغیرہ۔

دوسری آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ مصیبت وغیرہ میں اس کے برعکس یہ کہے۔

قل كل من عند الله (النساء، ۷۸)

فرمادیجئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

یہ دلالت کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے علاوہ اس کے ایک دوسری آیت میں خبر دی ہے کہ جو تکلیف پہنچتی ہے وہ بطور
جزا اور بدلے کے ہوتی ہے بوجہ اس غلطی کے جو اپنے کسب و عمل سے اپنے نفس کے خلاف کی ہوتی ہے، یہ اس کے خلاف نہیں ہے جس کا پہلی
آیت میں حکم دیا گیا تھا۔

منکرین تقدیر سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اعلان برأت

۱۸۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق نے کہ خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو

عبدالرحمن مقری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ہمس بن حسن نے عبداللہ بن بریدہ سے یحییٰ بن یسر سے۔ انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جس نے تقدیر کے باری میں بات کی تھی یا بحث کی تھی وہ معبد جھنی تھا بصرہ میں۔ یحییٰ کہتے ہیں ہم لوگ حج کرنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور حمید بن عبدالرحمن تمیری جب ہم مدینے میں آئے تو ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور وہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تھے میں نے ان سے عرض کی اے ابو عبدالرحمن ہماری طرف کچھ لوگ ہیں جو قرآن بھی پڑھتے ہیں اور علم کی تلاش اور جستجو بھی رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کو کوئی شئی نہیں ہے۔ معاملہ از سر نو ہے۔ (یعنی نیا معاملہ ہے، یعنی پہلے سے کوئی تقدیر و اندازہ مقرر نہیں ہے) حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں سے ملو تو انہیں خبر دی دو کہ بے شک میں ان سے بری ہوں۔ اور وہ مجھ سے بری میں یعنی ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی ان کا ہم سے کوئی تعلق ہے۔ ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ عبداللہ بن عمر قسم کھاتا ہے اگر ان کے کسی ایک کے لئے احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اللہ اس سے قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ وہ پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی اچھی کے ساتھ بھی اور بری کے ساتھ بھی۔

تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے

مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اچانک ہمارے سامنے ایک انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا آدمی ظاہر ہوا۔ جس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے لیکن ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا پہچانتا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوڑا ہوا ہو کر بیٹھ گیا اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیں پھر کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تقدیر کے ساتھ وہ اچھی ہو یا بری ہو اس آدمی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آگے حدیث حضرت عمر نے بیان فرمائی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریقے سے کہمیں سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یزید بن زریع نے ہمیں سے اور اس نے حدیث میں یہ کہا ہے کہ تو ایمان لے آ اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور اچھی یا بری تقدیر کے ساتھ بیٹھی ہو یا کڑوی ہو اور مرنے کے بعد جی کراٹھنے کے ساتھ۔ اس آدمی نے کہا آپ نے سچ کہا۔

۱۸۱:..... اور ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن منہال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں نے پھر اس کو ذکر کیا ہے۔ اور تحقیق ہم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں یہ الفاظ ہیں وتؤمن بالقدر کلہ۔ کہ تو پوری پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لے آ۔

اور ہم نے ایمان بالقدر کے بارے میں علی بن ابی طالب سے اور عبداللہ بن عمر سے اور انس بن مالک سے اور عدی بن حاتم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۱۸۲: اور تحقیق خبر دی ہے ہمیں ابوعلی حسین بن محمد روز باری نے کہ خبر دی ہے محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ خبر دی ہے سفیان نے ابوسنان سے انہوں نے وہب بن خالد حمصی ابن دلیس سے اس نے کہا۔ کہ میں حضرت ابی بن کعب کے پاس آیا میں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ شک واقع ہو گیا ہے مجھے اس بارے میں کوئی حدیث سنائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے دل سے دور کر دے انہوں نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے تمام اہل آسمان اور اہل زمین و عذاب میں مبتلا کر دے تو سب کو عذاب دے کر بھی وہ ظالم نہیں ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمام اہل آسمان و زمین پر رحم کر دے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے ان کے حق میں بہتر ہوگی۔ اگر تو احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تو تقدیر کے ساتھ ایمان نہ لے آئے۔ اور تو یقین کر لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچے وہ تجھ سے ملنے والی نہیں تھی۔ اور جو تجھ سے مل جائے وہ تجھے پہنچ نہیں سکتی تھی۔ اگر تو اس عقیدے کے خلاف مر گیا تو تو جہنم میں جائے گا، ابن دلیس کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملا اس نے اسی کی مثل حدیث بتائی۔ پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان کے پاس آیا اس نے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی، پھر میں زید بن ثابت کے پاس گیا اس نے بھی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل حدیث بیان کی۔

تحقیق ہم نے عبادہ بن صامت سے اور دیگر سے تقدیر کے ساتھ ایمان کی کیفیت کے بارے میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ اور اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ پہلی حدیث سے مراد یہ ہے کہ ہر شئی اندازہ شدہ ہے یعنی ہر شئی کی تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا اندازہ و تقدیر بنانے والا ہے اور یہ بات ہے کہ خیر اور شر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں مگر ان کا تقدیر بنانا والا ایک ہے خیر کی تقدیر بنانے والا شر کی تقدیر بنانے والا ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ہے تو کتاب اللہ دلالت کرتی ہے۔ پھر سنت بھی کہ اللہ تعالیٰ ازل میں جانتا تھا۔

جو کچھ خیر و شر اس کے بندوں سے ہوگا۔ پھر اس نے قلم کو حکم دیا وہ اللہ کے علم کے ساتھ لوح محفوظ میں چل گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وکل شیئی احصینہ فی امام مبین۔ (یس ۱۲)

اور ہر چیز کو ہم نے کتاب روشن یعنی (لوح محفوظ) میں لکھ دیا ہے۔

اور ارشاد ہے:

ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا۔ (الحج ۲۲)

کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی ہے)۔

اور ارشاد باری ہے:

وکان ذالک فی الکتب مسطوراً۔ (بنی اسرائیل ۵۸)

یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے۔

آیات و احادیث کا خلاصہ

یہ تمام آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہر چیز اور ہر شے ہر مصیبت اور ہر راحت کے علاوہ بھی ہر شے اللہ کے علم میں ہے اور اس نے اپنے علم کے مطابق ہر چیز کی تقدیر مقرر کر رکھی ہے ہر کام ہر امر اس کی تقدیر کے تابع اور مطابق ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے تقدیر کے ساتھ ایمان لانا لازم ہے اور ایمان کا شعبہ ہے اس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ (ازمترجم)

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

كان الله ولم يكن شئ غيرہ وكتب في الذكر كل شئ ثم خلق السموات والارض.

اللہ تعالیٰ ازل میں تھا جب کہ کوئی شے نہیں تھی اس کے سوا اور اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو لوح محفوظ میں لکھا پھر اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔

اور ہم نے اس مفہوم کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ اس پہچ پر جس پر اس کا علم تھا ان کے بارے میں۔ اور اس اندازے پر جو کچھ کہ اس نے ان پر اندازہ قائم فرمایا تھا۔ ارشاد باری ہے:

انا كل شئ خلقه بقدر.

(اقرم ۳۹)

بے شک ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ایک خاص اندازے کے ساتھ۔

یعنی جو ہم نے انداز مقرر کیا تھا اس کی تخلیق سے قبل اسی کے مطابق پیدا کیا لہذا تخلیق کا عمل جاری ہوا اس کے علم کے مطابق اور اس کی تحریر کے مطابق۔ (اور آیت مذکورہ کا شان نزول آگے ملاحظہ فرمائیں۔)

مذکورہ آیت کا شان نزول

۱۸۳..... جو ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نخوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحق نے کہ خبر دی ہے ابو اسحاق نے کہ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زیاد بن اسماعیل سہمی سے محمد بن عباد خزومی سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکین قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تقدیر کے بارے میں آپ کی مخالفت کر رہے تھے۔ لہذا یہ آیت نازل ہوئی:

ان المجرمين في ضل و سمر..... يوم يسحبون في النار على وجوههم ذوقوا مس سقر.

انا كل شئ خلقناه بقدر. (۲۹۲۲۳)

بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہیں۔ اس روز منہ کے پل دوزخ میں گھسیٹے جائیں اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز

کا اندازہ مقرر کر کے پیدا کیا ہے۔

مذکورہ حدیث کو مسلم نے صحیح میں سفیان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

آدم علیہ السلام کی تقدیر ان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہو چکی تھی

۱۸۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے اصہبانی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو سے انہوں نے طاؤس سے

کہ انہوں نے سنا۔ حضرت ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے (غالباً عالم بالا پر میں) مناظر یا جھگڑا کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے آدم آپ ہمارے باپ ہیں آپ نے ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ اور ہمیں جنت سے نکال دیا ہے۔ (یعنی اللہ کی نافرمانی کر کے) آدم علیہ السلام نے ان سے کہا اے موسیٰ اللہ نے تجھے اپنی ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا اور تیرے لئے تو راہ لکھی کیا تو مجھے ایسے معاملہ پر ملامت کرتا ہے جس کی تقدیر و اندازہ اللہ نے میرے اوپر مجھے پیدا کرنے سے بھی پہلے مقرر کر دیا تھا۔ لہذا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے دلیل و حجت میں غالب آگئے۔ غالب آگئے۔ اس کو بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

تبصرہ:

اس حدیث مذکورہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کا علم بندوں کے افعال پر اور ان کے صدور و ظہور پر مقدم ہے جو اللہ کی تقدیر سے صادر ہوتے ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایک کو بھی ایسے کام پر ملامت کرے جو مقررہ تقدیر پر ہو جس کو کوئی روک نہیں سکتا، مگر صرف گناہ میں وقوع سے بچنے کی جہت سے بطور تنبیہ کے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کا قول، آدم علیہ السلام کے دنیا سے خروج کے بعد کسی ایسے وقت میں نہیں تھا جس میں تحذیر و اغتاہ کا اور گناہ سے بچنے کا کوئی مفہوم و مطلب ہو لہذا آدم علیہ السلام نے جو اس کا معارضہ کیا اس میں آدم علیہ السلام کی حجت اور دلیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق ہو گئی۔

تقدیر کے سہارے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے ان کے

اور اہل شقاوت کے لئے ان کے اعمال آسان ہو جاتے ہیں

۱۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اہلق نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد نے زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الاوصی نے منصور سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا۔

ہم لوگ ایک جنازے میں شریک تھے جب ہم بقیع غرقہ کے قبرستان پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کے ساتھ زمین پر ہلکی ہلکی ٹھوکریں لگانے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ کوئی سانس لینے والا تنفس نہیں ہے مگر اس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں متعین ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا ہم عمل چھوڑ کر اپنی قسمت کے لکھے یعنی مقدر پر آسرانہ کر لیں، تو میں نے اہل سعادت سے ہوگا وہ سعادت کی طرف ہو جائے گا اور جو اہل شقاوت سے ہوگا وہ بد نصیبوں کی طرف ہو جائے گا حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عمل کر ہر ایک کے لئے عمل آسان ہوں گے۔ جو اہل شقاوت سے اور بد نصیبوں میں سے ہوگا اس کے لئے اس کے اعمال آسان ہوں گے اور اہل سعادت سے ہوگا اس کے لئے اس کے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى. فسنيسره لليسرى. واما من بخل واستغنى

و كذب بالحسنى فسنيسره للعسرى. (البقرہ: ۱۰۲۵)

(۱۸۴)..... أخرجه البخاری (۵۰۵/۱۱) فتح و مسلم (۲۰۴۲/۳) من طريق سفیان بن عینة. به. عمرو هو: ابن دینار.

(۱۸۵)..... أخرجه مسلم (۲۰۳۹/۳)

بہر حال جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیز گار رہا۔ اور تصدیق کی نیک بات کی۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چلنا آسان راستہ پر اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھٹایا نیک بات۔ سو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چلنا تنگی کے راستے پر۔ اس کو امام مسلم نے ابو بکر بن شیبہ سے روایت کیا اور اس کو جریر بن عبد الحمید کی حدیث سے منصور سے اور اعش کی حدیث سے سعد سے نقل کیا ہے۔

۱۸۶: ہمیں خبر دی ہے۔ ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے کہ خبر دی ہے عزہ بن ثابت نے تنکی بن عقیل سے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے ابو الاسود دؤلی سے وہ کہتے ہیں مجھے عمران بن حصین نے کہا۔

آپ بتائیے کہ لوگ جو کام کرتے ہیں اور اس میں تکلیف اٹھاتے ہیں، کیا یہ ایسی چیز ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر پہلے سے تقدیر کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے؟ یا اس کے ساتھ مستقبل کا انتظار کرتے ہیں اس قبیل سے کہ ان کے پاس ان کا نبی آتا ہے اور ان پر اس کے بارے میں حجت ثابت ہوتی ہے؟ ابو الاسود دؤلی نے کہا نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جس کا ان پر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے پھر اس نے پوچھا کیا یہ ظلم ہے؟ ابو الاسود نے کہا کہ میں اس سوال سے سخت گھبرا گیا اور میں نے کہا کوئی بھی شے نہیں ہے مگر ہر شے اللہ کی مخلوق ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا جائے گا وہ جو کچھ بھی کرے اور لوگ جو کچھ کریں گے ان سے سوال ہوگا۔ اس نے مجھے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اللہ کی قسم میں تم سے اس لئے سوال کر رہا تھا تاکہ میں تیری عقل کا اندازہ کروں۔ بے شک دو آدمی یا کہا کہ ایک آدمی قبیلہ مزینہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا آپ یہ بتائیں کہ لوگ جو عمل کرتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں آج کیا یہ ان کے خلاف تقدیر کا فیصلہ کیا جا چکا ہوتا ہے اور پہلے سے ان کے خلاف تقدیر لکھی ہوئی ہے یا مستقبل میں جب ان کا نبی ان کے پاس جو خبر لاتا اس سے ان پر حجت قائم ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور ان پر گذر چکا ہوتا ہے۔ اس آدمی نے سوال کیا کہ پھر ہم کس چیز میں اس وقت عمل کریں؟ (یعنی کیوں کریں) فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو مقاموں میں سے کسی ایک کے لئے پیدا کیا ہے اس کو اس کے لئے آسان کر دیتا ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔

و نفس و ما سواها فالهمها فجورها وتقواها. (النفس ۷-۸)

قسم ہے انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعضاء کو درست کیا۔ پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اسحاق بن ابراہیم سے انہوں نے عثمان بن عمر سے روایت کیا۔

اس حدیث میں اور اس سے پہلے والی حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بندہ جس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہی عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ آسان کر دینے کا عمل اس بادشاہ کے حق کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہ کچھ کرے اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی اور اگر جو کچھ کریں ان سے سوال ہوگا۔ لہذا لوگ اس نوعیت کی عبادت کریں کہ ان کے باطن میں اس ذات کا خوف ہو جو ان سے غائب ہے اور وہ اپنے ظاہری اعمال پر آسرا بھی نہ کریں اور نہ ہی اپنی ظاہری امید میں بھروسہ کریں جو انہوں نے وابستہ کی ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے حسن احوال سے امید کریں اور اللہ کی رحمت سے اور اس کے عذاب سے خوف کریں بعض امید و بہم کی کیفیت رکھیں اسی کے ساتھ ایمان کی صفت کی تکمیل کریں۔ اور اسی معنی میں ہے حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل

۱۸۷..... ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے بغداد میں کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن منصور نے کہ خبر دی ہے ابو معاویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے زید بن وہب سے انہوں نے عبد اللہ سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ صادق اور مصدق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک (اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ) چالیس دن تک اپنی ماں کی پیٹ میں محفوظ رہتا ہے (یعنی لفافہ) اس کے بعد چالیس دن تک خون کی پھٹکی رہتا ہے۔ اس کے بعد چالیس دن تک بوٹی رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو کہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ اس کے بعد چار چیزوں کا اس پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا رزق۔ اس کا عمل۔ اور اس کی موت۔ اور یہ کہ وہ بد نصیب ہے یا خوش نصیب یہ سب لکھ دیا جاتا ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم میں سے ایک انسان (بعض دفعہ) اہل جہنم والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس پر تقدیر کا لکھا سبقت کر جاتا ہے لہذا اس کا خاتمہ اہل جنت کے عمل پر کر دیا جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اور بسا اوقات) ایک تمہارا اہل جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس کی تقدیر کا لکھا اس پر سبقت کر جاتا ہے لہذا اس کا خاتمہ اہل جہنم کے عمل کے ساتھ کر دیا جاتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح میں ابو بکر بن شیبہ وغیرہ سے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے دوسرے طریقے سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

عبد اللہ اسفاطی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۸..... ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو بکر بن نورک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصہبانی نے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن علی ابو حفص نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ اسفاطی نے انہوں نے کہا کہ:

میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے پاس آپ سے حدیث اعمش پہنچی ہے زید بن وہب سے عبد اللہ بن مسعود سے تقدیر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں میں نے وہ کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمش پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ زید بن وہب کو رحم کرے اور اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن مسعود پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ ہر اس بندے پر رحم کرے جس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

محمد بن یزید اور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو علی روزباری نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن یعقوب متوشی نے بصرہ میں بطور املاء کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد جہتانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید اعور نے اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا بیٹھے ہوئے حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ اور علی بن ابی طالب کے ساتھ میں نے کہا یا رسول اللہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کیا صادق و مصدق کی حدیث ہے؟ میں ارادہ کر رہا تھا تقدیر والی حدیث کا حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ابن مسعود کو وہ حدیث

میں نے بیان کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کا تین بار اعادہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اعمش کی مغفرت فرمائے۔ جیسے اس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت کرے جس نے وہ حدیث اعمش سے پہلے بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی بھی مغفرت کرے جس نے اعمش کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ اس حالت کا اعتبار ہوتا ہے جس پر انسان کے عمل کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا کہ اس کا لکھا کس چیز کی طرف سبقت کرتا ہے۔ اور اس سب کچھ میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور اس کے بندوں کے اعمال اسی کے پیدا شدہ ہیں اور اسی کی مخلوق ہیں اور بندوں کے وہ کسب کردہ ہیں اور اس بات کی دلیل ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ آیت ہے:

والله خلقکم وما تعملون۔ (الصافات ۹۶)

اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔

ابن آدم جو کچھ عمل کرتا ہے وہ صنم نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس کی حرکات ہیں اور اس کے فعل اور کسب میں یعنی بندہ ان افعال کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا ہے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو کچھ ہم عمل کرتے ہیں اس کو بھی پیدا کیا ہے ہمارا کام یہ ہے کہ وہ ہماری حرکات ہیں اور ہمارے اکتسابات ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الله خالق کل شیئی (الزمر ۶۲)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔

اعمال بھی شے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ اس کا بھی خالق ہے۔ (مترجم)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

خلق السموات والارض وما بینہما۔ (الجمہۃ ۳ وغیرہ)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا فرمایا ہے۔

بندوں کی طرح ان کے اعمال بھی ارض و سماء کے مابین ہیں لہذا ثابت ہوا کہ ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفات ذات میں سے کسی شے کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذات اس کے غیر نہیں ہیں لہذا آیت ان کو شامل نہیں ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو شامل نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

هل من خالق غیر الله (فاطر ۳)

کیا اللہ کے سوا اور کوئی خالق ہے۔

اور جیسے یہ ارشاد ہے:

من الله غیر الله۔ (قصص ۷۱-۷۲)

کون ہے؟ معبود اللہ کے سوا۔

جیسے اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ایسے ہی اس کے سوا کوئی خالق بھی نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

فمن یرد اللہ ان یرد اللہ ان یهدیہ یشرح صدرہ للإسلام. ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً

کانما یصعد فی السماء کذا لک یجعل اللہ الرجس علی الذین لایؤمنون. (انعام ۱۲۵)

تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے گمراہ تو اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لائے عذاب بھیجتا ہے۔

یہ مذکورہ آیت جس طرح ہدایت اور ضلالت کے بارے میں حجت ہے ایسی ہی ہدایت اور ضلالت کی تخلیق کے بارے میں بھی حجت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یشرح سینہ کھولتا ہے۔ تبجعل، بناتا ہے، پیدا کرتا ہے، یہ الفاظ فعل کو اور خلق کو بھی پیدا کرنے کو لازم کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اس مفہوم میں آیات قرآنیہ کثیر ہیں۔ اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ۔

عمل کرو ہر انسان کے لئے وہ اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اور حذیفہ بن یمان کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ خالق کل صانع وصنعتہ

اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

خیر و شر دونوں پیدا شدہ ہیں

۱۹۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابی المعروف نے کہ خبر دی ابوہل اسفرائی نے کہ خبر دی ہے۔ ابو جعفر حذاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن مدینی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مروان بن معاویہ فزاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مالک نے۔ ربیع بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صنعت کا خالق ہے۔ اور ہم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ خیر اور شر دونوں مخلوق ہیں یا دونوں صفتیں ہیں لوگوں کے لئے قائم کی جائیں گی قیامت کے دن ہم نے اس بات میں بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور وہ ”کتاب القدر“ میں مذکور ہیں۔ جو شخص ان پر مطلع ہونا چاہے وہاں رجوع کرے۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگرچہ انسان کا کسی چیز کا ازسرے نو بنانا، اور وجود میں لانا درست ہے، جس چیز کو وجود میں لانا اس کے اختیار میں ہوتا، ہم بعض وہ چیز جبر، کو ازسرے نو بنانا کہتا ہے ان میں سے بعض کو بنانا درست نہیں ہوگا وہ اس طرح کہ اس شئی کا ازسرے نو بنانا والا بعض سے زیادہ بہتر ہو جیسے اللہ تعالیٰ اس چیز کے لئے جس کا ازسرے نو بنانا درست ہے۔ جس چیز کا ازسرے نو بنانا درست ہے اس کا بعض نہیں ہوگا بایں صورت کہ اس سے اس کا ازسرے نو بنانا بعض سے بہتر ہو۔

(۱۹۰)..... آخر جہ البخاری فی خلق أفعال العباد (۹۲)

عن علی بن المدینی. بہ.

وعلی بن المدینی هو: علی بن عبد اللہ بن جعفر بن نجیح السعدی مولاهم أبو الحسن بن المدینی البصری.

بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے

اور (اللہ بندے کے افعال کا خالق ہے صانع کا عقلاً بھی خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی) اس لئے کہ انسان خود از سرے نو پیدا شدہ ہے اور نو پیدا کے لئے صحیح نہیں ہے کہ وہ کسی شئی کو از سرے نو پیدا کرے جیسے کہ حرکت صحیح نہیں ہے کہ وہ حرکت کرے۔

اور اس لئے (بھی اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صنعت عقلاً کا خالق ہے) کہ یہ نو پیدا اشیاء اور امور یا حوادث جو ایسے وجوہ پر واقع ہوتے ہیں جن کا قصد اور ارادہ نہیں کیا جاتا۔ یا جو مقصود نہیں ہوتے جیسے کفر کا قبیح ہونا کافر سے اس کے قصد کے بغیر واقع ہے کیونکہ کافر چاہتا ہے کہ اس کا کفر حسن واقع ہو نہ کہ قبیح مگر وہ قبیح ہی واقع ہوتا ہے۔ یہ امر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا قصد کرنے والا ہے جس نے اس کے قبیح واقع کرنے کا قصد کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ محال ہے کہ وہ ایسے ہی بغیر فاعل کے اور بغیر کسی کرنے والے کے ہو اس کیفیت پر جس پر وہ ہے۔

اسی طرح ایمان واقع ہوتا ہے اتباع کیا ہو اور دینے والا اگر ایمان لانے والا قصد کرے یہ کہ واقع ہو ہر خلاف اس صورت کے۔ اس سے یہ نہیں آتا۔ یہ امر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسے واقع ہوا ہے کہ کسی واقع کرنے والے کے قصد و ارادے سے جس نے اس کو واقع کیا ہے اس طرح۔ بخلاف اس کے کہ اگر کوشش کرتا اس کے خلاف کے لئے یہ کہ واقع ہو تو واقع نہ ہوتا (اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ) ہم انسان کو ایسا پاتے ہیں کہ وہ افعال کے حقائق اور ان کی کمیات ان کے اجزا کی تعداد کا علم نہیں رکھتا اور یہ بات درست اور جائز نہیں ہے کہ وہ افعال کا خالق و موجد ہو۔ جب کہ وہ ان کے بارے میں احاطہ کرنے والا پورا پورا علم بھی نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر یہ جائز ہو تو اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سارے ایجاد کرنے والے ایسے ہی بے علم و بے خبر ہوں (حقائق افعال سے) اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ کی حکمت ہی اپنی ایجاد میں ایسی ہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایجاد پر کسب داخل نہیں ہوتا اس لئے کہ کسب حقائق کے عالم کی اختراع ہے۔ کہ اس کے جمیع وجوہ کے ساتھ اس کو ہمارے لئے کسب بنا دے۔ اور ہم اس کے کسب کرنے والے ہوں گے ایجاد کرنے والے نہیں ہوں گے۔ چنانچہ وہ دلیل جو اس طریقہ کو پکا کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

واسرو اقولکم اوجہروا بہ انه علیم بذات الصدور . الا یعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر . (الملک ۱۳)

تم لوگ بات پوشیدہ کو بیا ظاہر وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔ بھلا جس نے پیدا کیا ہے کیا وہ بے خبر ہے؟

وہ تو پوشیدہ باتوں کا جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ اور ظاہر کو پیدا کیا ہے جو (درحقیقت) دل کا کسب اور فعل ہیں اور وہ دونوں کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو کیسے نہ جانے حالانکہ اس نے ہی دونوں کو پیدا کیا ہے، تو آیت دلالت کرتی ہے کہ مخلوق ہونا اس بات کو متقاضی ہے کہ اس کا خالق اپنی تخلیق کے تمام پہلوؤں کا علم رکھتا ہو۔

(اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صنعت کا خالق اس لئے بھی ہے کہ) اس امر پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ ہر شے مقدور ہے اور وہ اس پر قادر ہے۔ اس لئے کہ اس بات پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ قدرت اللہ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جیسے علم تو واجب ہے کہ وہ ہر مقدور شئی پر قادر ہو جیسے وہ ہر معلوم کو جانتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے تو واجب ہے کہ جو بات اللہ کی قدرت میں ہے وہ اس کی مراد ہو اور جو چیز مراد ہو وہ اس کا فعل بھی ہو۔ جیسے کہ جو چیز انسان کی قدرت میں ہے اس کی مراد بھی ہے لیکن وہ اس کا فعل نہیں ہے۔

خلق افعال اور توحید پر مختلف ممکنہ عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے کسب کا بھی خالق ہے تو یہ بات تسلیم کریں گے کہ یہ فعل دو فاعلوں سے صادر ہوا ہے یا اس کے دو فاعل ہیں۔

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے جیسے خالق صرف وہی ہے۔
اور انسان فی الحقیقت کسب کرنے والا ہے عین اور ذات فعل کو عدم سے پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

شیخ ابو الطیب کا قول:

شیخ ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان فرماتے تھے کہ ایسے قادر کا فعل جو قدیم ہو خلق اور مخلوق ہوتا ہے۔ اور ایسے قادر کا فعل جو قدیم نہ ہو بلکہ پیدا شدہ ہو محدث ہو وہ کسب ہوتا ہے لہذا قدیم ذات کسب سے وراء ہے۔ پیدا شدہ یعنی مخلوق پیدا کرنے سے عاجز ہے اور ذلیل ہے اور بے بس ہے۔

اعتراض دوم:

اور شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بندے کا کسب دو قدرت رکھنے والے اور دو قادروں کی قدرت میں ہے اور وہ دو قادروں کا مقدور ہے۔

تو جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ایسے ہی ہے مگر ایک قادر ہے اپنی تخلیق کے اعتبار سے جو اس کو اختراع کرتا ہے اور ایجاد کرتا ہے۔ اور اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالتا ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔

اور دوسرا اس کو کسب کرتا ہے اور پیدا نہیں کرتا وہ بندہ ہے۔ اور پیدا کرنا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ازلی والی قدرت پیدا کرنے والی قدرت تعلق قائم کرتی ہے، اور کسب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ قدرۃ حادثہ از سر نو تعلق پکڑتی ہے، تو قدرت ازلیہ مؤثر ہوتی ہے ایجاد و اختراع میں اور قدرت حادثہ مؤثر ہوتی ہے اکتساب میں۔

اعتراض سوم:

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کے تمام افعال کو پیدا کیا ہے تو وہ اسی کے اعمال ہوئے لہذا اللہ تعالیٰ اس پر بندے کو کیونکر ثواب دے گا اور کیونکر عذاب دے گا۔

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ اللہ عز وجل کی طرف سے ثواب تو محض اس پر اللہ کی مہربانی اور عنایت سے ہے۔ بہر حال رہا عذاب تو وہ اگر اس کو عذاب میں مبتلا کرے تو اس کا اس کو حق ہے اور اختیار بھی ہے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ بندہ اس کی ملکیت ہے اور اس کے قبضہ میں ہے۔
ورنہ نہ تو کفر عذاب کی علت اور سبب ہے اور نہ ہی ایمان ثواب کی علت ہے کفر و ایمان دو علامتیں ہیں، جو عذاب و ثواب کے لئے بطور نام و بیچان مقرر ہیں۔

کہا جائے گا کہ اگر آپ کافر ہیں تو آخرت میں آپ کو عذاب ہوگا اور اگر آپ مومن ہیں تو آپ کو عافیت اور ثواب دیا جائے گا۔ جب کہ یہ سب کچھ ثواب ہو یا عذاب۔ کفر ہو یا ایمان اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور اسی کی ایجاد ہے یہ کسی علت و سبب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ قادر مطلق خالق کل ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اعتراض چہارم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب دے گا جس کو اس نے خود پیدا کیا ہے؟ تو وہ اس پر ظلم کرنے والا ہوگا۔
جواب دیا جائے گا کہ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا؟ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ظلم کی حقیقت حد سے تجاوز کرنا اور حد سے بڑھ جانا ہے۔
اور اس نشان سے آگے بڑھا جانا ہے جو نشان ایسا حکم کرنے والی ذات لگا دے جس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا نہیں۔ لہذا ایسی ذات سے ظلم سرزد ہونے کا کوئی معنی و مطلب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اُس کے تمام کام فائدہ ہی فائدہ میں بغیر کسی تعدی اور تحکم کے، ایسی چیز میں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔ لہذا اس کی ذات عالی صفات کے لئے ظالم کا اطلاق کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اور وہ اعتراض جو آپ نے کیا ہے اگر درست ہو تو اس قول میں اور اس شخص کے قول میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ جو یہ کہتا ہے کہ جب اس نے بندے کو کفر کی قدرت دی ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کفر ہی کرے گا، تو اللہ کا اس بندے کو سزا دینا اور عذاب دینا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح تو اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ظالم ٹھہرے گا۔

اور اسی طرح ہے یہ صورت بھی کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لئے گناہ کرنے کی حالات پیدا کرے اور زندگی دے قدرت دے اور گناہوں کی شہوت پیدا کرے یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ کفر کرے گا (اور گناہ کرے گا) تو گویا کہ اس نے اس طرح کر کے اس انسان کو خود ہلاکت اور تباہی میں واقع کر دیا لہذا اس طرح تو وہ ظالم ٹھہرے گا۔

اسی طرح وہ معصوم بچوں کو اور دیوانوں کو اور چارپایوں کو تکلیف پہنچا کر بھی ظالم ٹھہرے گا اور اس تکلیف کے عوض اجر مقرر کرنے کا بھی کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی غلط اور قبیح فعل پر اجر بھی درست نہیں مگر اسی کی رضا کے ساتھ۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلم نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ مالک حقیقی ہے وہ اپنے ملک میں جو بھی تصرف کرے وہ حد سے تجاوز کرنے والا نہیں ہوگا۔ یہ ہے ہمارا جواب مگر معترض کے اعتراض اور سابقہ مذکورہ قول کے قائل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اعتراض پنجم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو کفر کو تخلیق کرے وہ کافر کا فر تھا اور جس نے ظلم کو تخلیق کیا وہ ظالم ہوتا ہے تو اسے جواب دیا جائے گا کہ۔ اگر یہ مفروضہ کو درست مان لیا جائے تو پھر اس شخص کے قول کا بھی انکار نہیں کیا جاسکے گا جو یہ کہے کہ جس نے نیند کو پیدا کیا وہ خود نیند کرنے والا تھا اور جس نے خوف کو پیدا کیا وہ خود خوف زدہ تھا اور جس نے بیماری کو پیدا کیا وہ خود بیمار تھا اور جس نے موت کو پیدا کیا خود بھی میت تھا۔

جب کہ بدیہی بات ہے کہ یہ سب کچھ ان اشیاء میں لازم نہیں آتا تو جب ان امور میں مذکورہ بالا منطقی تسلسل لازم نہیں آتا تو کفر۔ اور ظلم میں بھی لازم نہیں آتا؟

اعتراض ششم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تم لوگ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کفر کو اور ظلم کو بھی چاہتا ہے؟
تو اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ۔ اگر چاہئے سے آپ کی مراد ہے غلبہ کی نفی۔ اور عجز کی نفی اور جبر و اکراہ کی نفی اس پر جو کچھ وہ چاہے۔ تو ہاں وہ چاہتا ہے کہ وہ جو کچھ ارادہ کرے وہ ہو جائے۔

ہاں اس اعتراض کا ایک دوسرا جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز موجود ہو جائے جس کے موجود ہونے کو وہ ازل سے جانتا ہے تاکہ اس کے علم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اور کفر بھی اس قبیل سے ہے جس کو وہ ازل سے جانتا تھا کہ وہ موجود ہوگا کیا آپ قرآن مجید میں دیکھتے نہیں؟ ارشاد ہوتا ہے۔

یرید اللہ الایجعل لهم حظاً فی الآخرة. (آل عمران ۱۷۶)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے۔

اور اس اعتراض کا ایک اور جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کفر کا فرسے ہو برخلاف ایمان کے مؤمن سے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کو گمراہ کرنے اور ان کے دلوں پر سدا اور روکاٹ پیدا کرنے کی دعا کی تھی حتیٰ کہ وہ ایمان نہ لائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال قد اجیبت دعوتكما فاستقیما. (یونس ۸۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی سو تم دونوں یکے رہنا۔

(تو یہ اجابت دعا دلالت کرتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے گمراہ کرنے کو چاہا تھا اور ان کے دلوں پر رکاٹ کو چنانچہ وہ ایمان نہیں لائے تھے اس لئے کہ اللہ نے دونوں نبیوں کی دعا قبول کر لی تھی۔

اس میں ایک اور جواب بھی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کفر فبیج ہو۔ گمراہی ہو۔ اندھاپن ہو۔ خسارہ اور نقصان ہو۔ نور نہ ہو۔ ہدایت نہ ہو۔ حق نہ ہو۔ بیان فصاحت نہ ہو۔ اگر ارادہ کریں کہ یہ کہیں کہ کفر کو چاہتا ہے یعنی اس کا حکم کرتا ہے تو یہ مت کہئے۔ یعنی یہ کہنا درست نہیں ہے۔
اعتراض ہفتم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا حکیم وہی ہے جو یہ ارادہ کرے کہ اس کو گالی دی جائے اور برائی کے ساتھ اس کو یاد کیا جائے؟

اسے جواب میں کہا جائے گا کہ حکیم وہ ہے جو گالی کو سونے والے اور سرسام یرسام (دماغی مرض) والے کی زبان پر جاری کر دے اور ان دونوں کا یہ فعل بھی نہ ہو۔ حکیم وہ ہے جو بندے کو پیدا کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کو گالی دے گا اور اس کے وجود کا انکار کرے گا پھر بھی ہر لمحہ اس کے لئے نئی سے نئی قدرت عطا کرتا ہے۔

یابہ جواب دیا جائے گا کہ گالی جس کی شان میں کی کرے وہ حکیم نہیں ہے اور جس کی شان نہ گھٹے وہ حکیم ہے کیونکہ جو نہیں ہوتا اس کو وہ چاہتا ہے۔ اور اس لئے کہ جو یہ ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والے کی گالی اس کے لئے مدح کرنے والے کی مدح کے خلاف ہو بس وہی حکیم ہے۔

اور جو ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والی کی گالی اس کے لئے۔ معصیت ہو کافر سے نہ کہ طاعت وہی حکیم ہے۔ اس لئے کہ جو ارادہ کرتا ہے شئی کا جس کا خلاف نہ ہو سکے وہی حکیم ہے اور جو ارادہ کرتا ہے کہ گالی اس وقت میں موجود ہو۔ جس کو وازل میں جانتا تھا کہ وہ فلاں وقت میں موجود ہوگی، بس وہی حکیم ہے۔ اس لئے کہ اس نے ایک شئی کا ارادہ کیا اس وقت میں جس میں وہ ہوتا تھا۔ اور وہ جس نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ وہ مغلوب نہ ہو مظلوم نہ ہو مجبور نہ ہو اس کام کے کرنے پر جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا بس وہی حکیم ہے۔ اس سلسلہ میں بہت لمبا کلام ہے۔

اعتراض ہشتم:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم لوگ بندے کی استطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

جواب یہ کہا جائے گا کہ۔ ہمہ کہیں گے یہ اس کی قدرت ہے۔ اور یہ قدرت اور بندے کا فعل مل کر دونوں چیزیں یہ اللہ کی طرف سے توفیق ہیں اطاعت کے لئے، اور رسوائی ہیں اس کی طرف سے گناہ میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فضلوا فلا یستطیعون سبیلاً. (الفرقان ۹)

بس وہ گمراہ ہو گئے ہیں پس وہ نہیں استطاعت رکھتے راستے کی (حق کے راستے کی)۔

جب کہ وہ باطل کے راستے کی استطاعت رکھتے ہیں تو آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے ان سے حق کی استطاعت کی نفی کی ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کے فاعل نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے کہا تھا۔

انک لن تستطیع معی صبراً۔ (کہف ۶۷)

بے شک تو ہرگز نبیوں کی اطاعت رکھنے کا صبر کرنے کی میرے ساتھ۔

تو موسیٰ علیہ السلام سے صبر کی استطاعت کی نفی کی ہے جب اس نے صبر کی نفی کا ارادہ کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

کل میسر لما خلق له۔

ہر انسان کے لئے وہی عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بندہ جب کسی فعل کا کسب کرتا ہے تو کسب کرنے کے وقت وہ کسب اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہوتا ہے اور یہی اس کے لئے آسان ہونا یہی اس کی قدرت ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص خیر کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اور وہ اپنے وجود سے پہلے خیر نہیں تھی۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان کی استطاعت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ استطاعت فعل کا سبب ہے اس کے وجود سے وجود میں آتا ہے اور اسی کے عدم سے عدم رہتا ہے۔

لہذا استطاعت کسب کے ساتھ چلتی ہے جیسے علت معلول کے ساتھ چلتی ہے۔ اور علت کا معلول پر مقدم ہونا صحیح نہیں ہوتا لہذا استطاعت کا کسب پر مقدم ہونا بھی صحیح نہیں (بلکہ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔)

۱۹۱:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یحییٰ حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن حکیم اودی نے کہ خبر دی ہے شریک نے یحییٰ بن سعید سے اور عاصم نے قام سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرمائی ہیں کہ:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چلی گئی چنانچہ آپ قبرستان جا پہنچے اور جا کر کہا تم پر سلامتی ہو اہل ایمان کے گھر تم ہم سب کے لئے پیش رو ہو۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”اوہو“ اور اگر استطاعت رکھتی تو یہ کام نہ کرتی۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے استطاعت کے بارے میں کہا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ سے استطاعت کی نفی کی تھی ٹھہرے رہنے کے لئے پیچھے چلنے سے نہیں۔

اعتراض نہم:

اگر یہ کہا جائے کہ کہتے ہیں بے شک اللہ نے بندے کو اس چیز کی تکلیف دی ہے جس کی طاقت وہ اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں رکھتا۔ مسلمانوں کے اس قول کا مطلب یہی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ یہ کہیں:

ایاک نعبد و ایاک نستعین:

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

بندے کی عبادت بھی رب کی معاونت کے بغیر نہیں ہوتی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا. (بقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اس کا مطلب ہے کہ اس چیز کی تکلیف دیتا ہے جو اس کے لئے حلال ہو۔ یا جس کے اس کے وقت وغیرہ پر کرنے سے وہ عاجز نہ ہو۔ یا یہ ارادہ کیا ہے کہ ایمان والے نفس کو نہیں تکلیف دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق اس لئے کہ یہ آیت مؤاخذ سے غنود گذر کے تحت نازل ہوئی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو ہم چاہتے ہیں اس کے بارے میں فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَالًا طَاقَةً لَنَا بِهِ.

اے ہمارے رب ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں کوئی طاقت نہیں ہے۔

اگر اس کا جواز ہوتا تو ہم اس سوال و دعا کو نہ جانتے جب اس چیز کی تکلیف جائز ہے جو چیز معلوم ہے کہ وہ نہیں ہوگی تو اس چیز کی تکلیف بھی جائز ہے جس کی توفیق نہیں دی گئی اور اس پر معاونت بھی نہیں کی گئی۔

اعتراض دہم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ اللہ کی قدرت میں ایسا لطف اور مہربانی بھی ہے کہ اگر اے وہ کافر کے ساتھ کرے تو وہ مسلمان ہو جائے؟

جو ابائیہ کہا جائے گا کہ جی ہاں وہ لطف وہی قدرت ہے۔ جس کے ساتھ اطاعت انجام پاتی ہے۔ اور وہ مقابل ہے اور ضد ہے اس کی جس کو کافر کے ساتھ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَوْ شِئْنَا لَا تَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هِدَاها. (الہجۃ ۱۳)

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔

اور ارشاد فرمایا:

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. (أنحل ۹۳)

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اور جو عمل کرتے ہو (اس دن) ان کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

اور ارشاد ہے:

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ الْاَقْلِيلًا. (النساء ۸۳)

اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب کے سب شیطان کے پیروکار ہو جاتے۔

اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ اسی طرح اس مفہوم کی احادیث بھی بہت ہیں۔

یہ لطف یہ مہربانی یہ ہدایت عطا کرنا یہ رحمت کرنا اور اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے اس فعل میں متفضل اور عنایت و مہربانی کرنے

(۱۹۱) أخرجه ابن السنی (۵۸۴) من طریق عاصم بن عیید اللہ عن عبد اللہ بن عامر عن عائشة مرفوعاً بلفظ "السلام علیکم دار قوم

مؤمنین أنتم لنا فرط وإنابکم لاحقون اللهم لاتحرمننا أجرهم ولا تضلنا بعدهم وليس فیہ "ویحہا لو استطاعت ما فعلت"

والا ہے۔ اگر چاہے تو کرے اور نہ چاہے تو ترک کر دے۔ اور جس شخص نے یہ خیال کیا ہے کہ اس نے برابری کی ہے درمیان کافر کے عنایت اور نظر میں وہ باطل ہے اس کا قول دو شخصوں کی مثال کے ساتھ۔ کہ دونوں میں سے ایک کو اس نے وفات دی تھی بالغ ہونے سے پہلے اور دوسرے کو وفات دی تھی اس حال میں کہ وہ بالغ تھا اور کافر تھا باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر وہ بالغ ہوگا تو کافر ہوگا۔

اور ان شخصوں کی مثال کے ساتھ اس کا قول باطل ہے جن میں سے ایک کو اس حال میں موت دی کہ وہ مؤمن تھا اور دوسرے کو ایک سال تک مزید زندہ رکھا یہاں تک کہ وہ کافر ہو گیا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ کافر ہو جائے گا اور اس سلسلہ میں کلام کثیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات

ذوالنون مصری کا ارشاد:

۱۹۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو عثمان خیاط سے کہتے ہیں میں نے سنا ذوالنون (مصری) سے کہتے ہیں توفیق ملنے کی تین علامات ہیں:

- ① نیک اعمال میں لگن بغیر اس کی استعداد کے۔
- ② گناہ سے سلامت رہنا اس کی طرف میلان کے باوجود۔ اور اس سے بچنے کی کم تدبیر کے باوجود۔
- ③ دعا کرنا اور دعائیں اللہ کے آگے عاجزی و انکساری کرنا۔
- اور تین علامات ہیں توفیق سے محروم کرنے کی۔
- ① گناہوں سے دور بھاگنے کے باوجود ان میں واقع ہونا۔
- ② چیز کی استعداد کے باوجود خیر سے رکنا اور باز رہنا۔
- ③ دعا کرنے اور اللہ کے آگے بجز و نیاز کرنے کا دروازہ بند ہونا۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے کتاب القدر میں وہ اخبار و آثار روایت کئے ہیں جو ان مسائل کے بارے میں آئی ہیں۔ اور ہم نے ان آیات و اخبار کے بارے میں جواب دیئے ہیں جن سے استدلال کرتے ہیں۔ اور اس کتاب میں ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے۔

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صنعت اور فعل کے لئے کوئی علت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے کیوں کیا؟ اس لئے کہ اگر اس کے کسی فعل کی علت ہو تو وہ دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو وہ قدیم ہوگی یا حادث ہوگی۔ اگر علت قدیم ہو تو وہ اس بات کو تقاضا کرے گی کہ پھر اس کا معلول بھی قدیم ہو اور یہ محال ہے۔ اور اگر علت حادث ہو تو پھر اس کی کوئی اور علت ہوگی پھر اس اور کی بھی کوئی علت اور ہوگی یہاں تک کہ یہ علت در علت کا لامتناہی سلسلہ یعنی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہ بھی محال ہے۔

اور اگر علت دوسری علت سے مستغنی ہو تو حوادث کا علت سے مستغنی ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے۔ تو یہ ساری تقریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہمارا لب جل جلالہ فعال لما یوید ہے جو چاہتا کر ڈالتا ہے۔ اس کے کسی فعل کی کوئی علت نہیں ہے۔ اس کے فیصلہ کی کوئی باز

پرس کرنے والا نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ازل میں ان حوادث کو جانتا تھا جو اس کی مخلوق کے ساتھ پیش آئیں گے۔ پھر اس نے اس کی تقدیر مقرر کی جس چیز کو وہ ازل میں بانتا تھا پھر اس نے اپنی مخلوق کو اسی اندازے پر پیدا کیا جو مقدر کیا تھا۔ لہذا اس کے حکم کے لئے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اور اس کے فیصلے کے لئے ہونا نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ایمان لانے میں واجب ہے بیزار ہونا (غیر اللہ سے) گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت مانگنے سے۔ ”رف“ سے اور واجب ہے دل و زبان سے تسلیم کرنا اس کی قضا اور تقدیر کو۔

بہر حال قضاء و قدر آگے گردن جھکا دینا دل کے ساتھ بائیں صورت ہوگا کہ تقدیر جن کاموں میں انسان کی موافقت میں جاری ہو جائے خوش ہو کر اس میں غور و فکر نہ کرے اور قضاء و قدر کے ناموافق فیصلوں سے نہ ہی افسردہ ہونہ ہی غمگین ہو۔

اور زبان کے ساتھ قضاء و قدر کے تابع ہونا یہ ہے کہ جو چیز اسے اچھی لگے اس کے ساتھ اس پر فخر نہ کرے جو اسے اچھی نہ لگے۔ اور پسندیدہ چیز کو کسی ایسے سبب کی طرف منسوب نہ کرے جس کا تعلق انسان کی ذات سے ہو اور تقدیر کا جو فیصلہ اس کو اچھا نہ لگے اس پر زیادہ غمگین نہ ہو۔ اور اس کا کسی ایسے سے شکوہ نہ کرے۔ اور یہ بھی نہ کہے کہ یہ اس پر تقدیر کا ظلم ہے بلکہ دونوں امور کی نسبت اللہ کی طرف کرے اور اس کے فضل کی طرف اور اس کی تقدیر کی طرف کرے اور یقین لائے، اور قضاء و قدر کے آگے مطیع ہو جائے اور گردن جھکا لے اس چیز میں بھی جو اسے مکروہ یا نا پسند ہو یا جو اسے مجبور کر دے اور اللہ کی طرف سے اس کو آسان کرنے پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم قضا و قدر کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی ترغیب کی بابت اور نیکی اور بدی کرنے کی ذات طاقت سے اظہار برأت کی بابت کئی احادیث اور کئی حکایات نقل کی ہیں۔

جنت کا خزانہ

۱۹۳..... جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے دی ہے۔ ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے وہ کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سلیم نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عمرو بن میمون سے وہ حدیث بیان کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ کیا میں تجھے سکھانہ دوں یا فرمایا تھا دلالت نہ کروں ایسے کلمہ پر جو اللہ کے عرش کے نیچے جنت کے خزانے میں سے ہے۔ اور وہ ہے لاقول ولا قوۃ الا باللہ کہ گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنی کی طاقت محض اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے نے مان لیا ہے اور سرے تسلیم خم کر لیا ہے۔

طاقت و مومن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے

۱۹۴..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو بکر بن عبد اللہ نے کہ خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ادريس نے ربیعہ بن عثمان سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے

(۱۹۳)..... أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة (۱۳) عن إبراهيم بن الحسن عن حجاج بن شعبه. به. وقال النسائي.

خالفه محمد بن السائب: رواه عن عمرو بن میمون عن أبي ذر.

(۱۹۴)..... أخرجه مسلم (۲۰۵۲/۳) عن أبي بكر بن أبي شيبة وابن نمير عن عبد الله بن إدريس. به.

انہوں نے اعرج سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ طاقتور مؤمن اللہ نزدیک کمزور اور ضعیف مؤمن سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور تو (اے مخاطب) ہر خیر میں جو تجھے فائدہ دے حریص بن۔ اور اللہ سے مدد مانگ اور عاجز و بے بس نہ بن۔ اگر تجھے نقصان و برائی پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں اسے کرتا تو یہ نہ ہوتا۔ بلکہ یوں کہہ اللہ کی تقدیر و فیصلہ یہی تھا۔ اس نے جو چاہا وہی کیا۔ ”بے شک“ اگر میں ایسا کرتا تو۔ یہ قول شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح مسلم میں ابن نمیر سے روایت کیا ہے۔ اور ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ:

میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے آپ نے بھی مجھے کسی ضروری کام سے بھیجا اور وہ نہیں ہو سکا تو آپ نے فرمایا اگر اللہ کا فیصلہ ہوتا تو ہو جاتا اگر اللہ تعالیٰ مقدر کرتا تو ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا نفع اور نقصان کا مالک کوئی نہیں

۱۹۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اخطی فقیہ نے کہ خبر دی ہے محمد بن محمد بن حیان انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے قیس بن حجاج نے حنش صنعانی سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے سوار تھا۔ آپ نے اس وقت فرمایا۔ اے لڑکے یا چھوٹے فرمایا۔ اللہ کو یاد کرو وہی تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد کرو تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ سے مانگنا۔ اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگنا۔ اور تو یقین کرے کہ ساری امت اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع دیں جو اللہ نے تیرے لئے تقدیر میں نہ لکھا ہو وہ اس فائدہ دینے پر قادر نہیں ہوں گے اور اگر ساری امت اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ تجھے کچھ نقصان پہنچائیں جو اللہ نے تیرے اوپر نہ لکھا ہو وہ اس پر قادر نہیں ہوں گے۔ فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ (فیصلے لکھنے والے) قلم سوکھ چکے ہیں (جس پر فیصلے لکھے گئے وہ) صحیفے لپیٹے جا چکے ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں روایت کیا ہے۔

اللهم ان اسئلك الصحة والعفة والامانة وحسن الخلق والرضى بالقدر .
اے اللہ میں تجھ سے صحت مانگتا ہوں۔ پاک دامنی اور امانت داری حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنا مانگتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اسئلك الرضى بعد القضاء .

میں تجھ سے قضاء کے بعد راضی رہنا مانگتا ہوں۔

۱۹۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الرحمن سلمیٰ نے کہ انہوں نے سنا عبد اللہ رازی سے وہ کہتے تھے ابو عثمان سے نبی کریم کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا۔

(۱۹۵)..... أخرجه المصنف في الأسماء والصفات (۷۶) والترمذی (۲۵۱۶) والآجری فی الشریعة (۱۹۸) من طریق حنش عن ابن عباس وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح .

و أخرجه الحاكم (۵۳۱/۳) من طریق عبد الملك بن عمير عن ابن عباس .

تنبيه: فی المخطوطة والمطبوعة كثير الصنعاني بدلًا من حنش الصنعاني والصحيح حنش صنعاني ليس هناك من اسمه كثير حدث عن ابن عباس وأروى عنه من اسمه قيس بن الحجاج .

استلک الرضاء بعد القضاء فقال الرضاء قبل القضاء عزم على الرضاء و الرضاء بعد القضاء هو الرضاء .

کہ میں (اے اللہ) تجھ سے قضاء کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ قضاء سے پہلے رضا۔

رضا پر عزم ہے قضاء کے جاری ہونے کے بعد رضا۔ اصل وہی رضا ہے۔

۱۹۷..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعدا احمد بن محمد مالینی نے کہ خبر دی ہے علی بن حسن بصری نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا ابو عثمان سعید بن عثمان مصری سے وہ کہتے تھے میں نے سنا تھا ابوسعید خراز سے وہ کہتے تھے۔

کہ قضاء سے قبل رضا (درحقیقت) خود پر تقویٰ کرنا اور سوئپ دینا ہے اور قضاء کے بعد رضا (درحقیقت) سرے تسلیم کرنا ہے۔

۱۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر غبری نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ہے میرے دادا یحییٰ بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابن ہاد سے انہوں نے محمد بن حارث سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے:

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ رباً وباً لاسلام دیناً ومحمد نبیاً.

اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔

۱۹۹..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نصر فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مغلّٰی بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے یزید بن ہاد سے یہی مذکورہ حدیث اور اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے عبدالعزیز سے۔

۲۰۰..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن بن علی وراق نے مقام مرو میں انہوں نے حدیث کو میرے لئے اپنی تحریر میں لکھا (اور کہا کہ) ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن یزاد جر جانی نے جب ان کی عمر ایک سو پچیس سال ہو چکی تھی انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عصام بن لیث لیشی سدوسی سے جو کہ بنو مرارہ میں سے تھے اور دیہات میں رہتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

من لم یرض بقضائی وقدری فلیلتمس رباً غیرى.

جو شخص میرے فیصلے پر راضی نہیں ہے اور میرے تقدیر پر اٹلے چاہے کہ وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرے۔

۲۰۱..... ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم زید بن ابی ہاشم علوی نے اور عبدالواحد بن محمد بن اہلبق مرقی نے کوفہ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن جیم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اخیق قاسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قبیصہ نے سفیان سے انہوں نے علاء سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبد اللہ سے انہوں نے کہا۔

اللہ نے تجھ پر جو فرض کیا ہے اسے ادا کرتا رہ تو لوگوں میں سے عابد ترین ہوگا۔

(۱۹۸ و ۱۹۹)..... أخرجه مسلم (۶۲/۱) عن محمد بن يحيى بن أبي عمر المكي وعبد الواحد بن عبد العزيز الدراودي عن يزيد بن الهاد. به.

(۲۰۰)..... عزاه الألباني في الضعيفة (۷۷) لابن عساكر من طريق الحاكم عن البيهقي. به.

وقال الألباني وهذا إسناد ضعيف جداً علي بن يزداد الجر جاني قال الذهبي هي ترجمة شيخه عصام بن الليث لا يعرفان وساق له في اللسان هذا الحديث من طريق الحاكم ثم قال أخرجه أبوسعبد بن السمعانى في الأنساب وقال: "هذا إسناد مظلم لأصل له".

وقال الذهبي أيضاً في ترجمة علي بن يزداد الجر جاني شيخ لابن عدى متهم روى عن الثقات أو ابداء وأقره في اللسان.

قال الألباني فالإسناد ضعيف جداً

اور جو اس نے تجھ پر حرام کر دیا ہے اس سے بچنا رہ تو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔ اور اللہ نے جو تیرے لئے مقصوم بنایا ہے اس کے ساتھ راضی رہ تو سب سے زیادہ غنی ہوگا۔

ایمان کی چوٹی

۲۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عتبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے لقیہ نے بحیر بن سعید سے انہوں نے خالد بن معدان سے انہوں نے یزید بن مرثد سے انہوں نے ابو درداء سے انہوں نے فرمایا ایمان کی چوٹی چار چیزیں ہیں۔ اللہ کے فیصلہ پر صابر رہنا۔ اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ پر توکل میں اخلاق پیدا کرنا۔ رب عزوجل کے لئے تابع فرماں ہو کر سرے تسلیم خم کرنا۔

ابن آدم کی خوش نصیبی اور بد نصیبی

۲۰۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن قاسم شاذلی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ اسحق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا۔ ابن ابی فدیہ نے انہوں نے کہا کہ ابن ابی حیدر رضی اللہ عنہ۔

اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابو عبد الرحمن نسیمی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن صبیح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عامر عقدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی حمید نے اسماعیل بن محمد بن سعد یعنی ابن ابی وقاص نے اپنے باپ سے اپنے دادا سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

اولاد آدم کی خوش نصیبی اور سعادت مندی ان کا اللہ سے خیر مانگنا (استخارہ کرنا) ہے اور ان پر اللہ نے جو فیصلہ فرمایا اس پر راضی رہنا ہے۔ اور اولاد آدم کی بد بختی و بد نصیبی اللہ سے خیر طلب کرنے کو چھوڑ دینا اور اللہ کے فیصلے پر ناراض ہونا ہے۔ اس کو روایت کیا ہے عمر بن علی مقدمی نے محمد بن ابی حمید سے اور عبد الرحمن بن ابی بکر بن عبید اللہ سے انہوں نے اسماعیل سے۔

خیر کے فیصلے کی دعا

۲۰۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو علی بن شاذان بغدادی نے اس کے ساتھ انہوں نے کہا خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بشر حاتم بن سالم قزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

(۲۰۳)..... أخرجه الترمذی (۲۱۵۱) من طریق أبي عامر العقدي وقال غريب لانعرفه إلا من حديث محمد بن أبي حميد وليس بالقوى عند أهل الحديث.

(۲۰۴)..... أخرجه الترمذی (۳۵۱۶)، وابن السني في عمل اليوم والليلة (۵۹)، والبغوي في شرح السنة (۱۵۵/۳) من طريق زنفل بن عبد الله. به وقال الترمذی.

هذا حديث غريب لانعرفه إلا من حديث زنفل وهو ضعيف عند أهل الحديث ويقال له زنفل العرفي وكان سكن عرفات وتفرد بهذا الحديث ولا يتابع عليه.

والحديث ضعفه ابن حجر في فتح الباری (۱۸۳/۱۱)

زُفْل عرفی نے جس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کرنے کا ارادہ فرماتے تو ہمیشہ یہ دعا کرتے۔

اللهم خر لی واختر لی.

اے اللہ میرے لئے خیر کا فیصلہ فرما۔ اور میرے لئے اچھائی کا انتخاب فرما۔

۲۰۵:..... ہمیں خبر دی ہے، محمد بن موسیٰ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی الدنیاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن اسماعیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے لیث سے انہوں نے ابو اؤکل سے انہوں نے کہا کہ عبد اللہ نے کہا۔ تم لوگوں میں سے کوئی ایک بندہ اللہ سے خیر مانگتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ میرے لئے خیر مقدر فرما ہند اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر مقدر کرتا ہے مگر بندہ اس سے خوش نہیں ہوتا۔ لیکن یوں دعا کرنا چاہئے:

اللهم خر لی برحمتک

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے ساتھ خیر کا فیصلہ فرما اور اپنی عافیت کے ساتھ۔

اور بندہ یوں کہتا ہے۔

اللهم اقض لی بالحسنی.

اے اللہ میرے لئے اچھائی کا فیصلہ فرما۔

حالانکہ اچھائی کا فیصلہ تو کبھی ہاتھ پیر کاٹ دینا بھی ہوتا ہے۔ اور مال برباد ہو جانا۔ اور اولاد ہلاک ہو جانا بھی۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ یوں دعا کرے۔

اللهم اقض لی بالحسنی فی یسر منک وعافیة.

اے اللہ میرے لئے اچھائی کا فیصلہ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت میں فرما۔

دعائے استخارہ

۲۰۶: ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی الدنیاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو خثیمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک نے محمد بن عمر بن عطاء سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا تھا فرماتے تھے۔ جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا کرے:

اللهم انی استخیرک بعلمک و انتقدک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم. فانک تقدر ولا اقدر

وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کان کذا و کذا. للامر الذی یرید. خیراً لی فی دینی ومعیشتی

وعاقبة امری. والا فاصرفه عنی واصرفنی عنه ثم اقدر لی الخیر این کان. ولا حول ولا قوة الا باللہ.

(۲۰۶)..... قال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۲/۲۸۱) رواه ابو یعلیٰ و رجاله موثقون و رواه الطبرانی فی الأوسط بنحوه.

قلت والحديث رواه أيضاً من غير طريق ابی سعید.

البخاری (۲/۷۰)، و ابو داود (۱۵۳۳)، و الترمذی (۳۸۰)، و ابن ماجه (۱۳۸۳)، و أحمد (۳/۳۳۳).

اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے اپنے لئے خیر مانگتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے ذریعے اپنے لئے قدرت مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ بے شک تو ہی قادر ہے میں قادر نہیں ہوں۔ اور تو ہی جانتا ہے میں نہیں جانتا ہوں۔ اور تو ہی تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ اگر ایسی ایسی بات ہے؟ (یعنی اگر اس کام میں اچھائی اور خیر ہے) اس کام کے لئے کہ جس کا ارادہ کیا ہے۔ یعنی اگر یہ میرے واسطے اس کام میں میرے دین میں دنیا میں۔ انجام کار میں اچھائی ہے (تو اس کام کو پورا کر دے) اور اگر اس میں خیر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو بھی اس کام سے ہٹالے میرے لئے خیر کو مقدمہ فرما دے وہ جہاں بھی ہو۔ گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۲۰۷:..... ہمیں خبر دی ہے اہل حق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن اسماعیل نے کہ خبر دی ہے علی بن روحان عسکری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن مروان سدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن قیس ملائی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو عبد الرحمن سلمی نے کہ خبر دی ہے محمد بن یزید نے کہ خبر دی ہے محمد بن خلف وکج نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن شعیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن سدی نے عمرو بن قیس حلانی سے انہوں نے عطیہ عوفی سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یہ بات یقین کی کمزوری میں شمار ہوتی ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرے۔ اور تو اللہ کے رزق دینے کے باوجود شکریہ لوگوں کا ادا کرے۔ اور اللہ نے جو چیز تجھے نہیں دی اس پر تو ان سے جا کر برائی کرے یا لوگوں کی برائی کرے۔ بے شک حریص کا حرص اللہ کے رزق کو نہیں کھینچ سکتا۔ اور ناپسند کرنے والے کی ناپسندی رزق کو واپس نہیں کر سکتی۔ بیشک اللہ نے اپنے حکم اور جلال کے ساتھ خوشی اور راحت کو راضا اور یقین میں رکھا ہے۔ اور غم اور دکھ کو شک اور ناراضگی میں رکھا ہے۔ محمد بن مروان ضعیف ہے۔

اور یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے قول سے ایک بار اور دوسری بار مرفوع مروی ہے۔

خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر و غم اس کی ناراضگی اور شک میں ہے

۲۰۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شعیب شاشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جحز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قرہ نے سفیان بن سعید سے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے خثیمہ سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ کو ناراض کر کے ہرگز کسی کو راضی نہ کرنا۔ اور اللہ کے فضل پر کسی دوسرے کا شکریہ نہ ادا کرنا۔ جو چیز اللہ کی مرضی سے تجھے نہ ملے اس پر کسی کی برائی نہ کرنا۔ کسی حریص کا حرص کہنا اللہ کے رزق کو تیرے پاس کھینچ کر نہیں لائے گا۔ اور کسی بدخواہ کی بدخواہی اس کو تم سے واپس نہیں لوٹا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و انصاف کے ساتھ خوشی کو راحت و سرور کو اللہ کی رضا اور یقین میں رکھا ہے اور فکر و غم کو ناراضگی اور شک میں رکھا ہے۔

(۲۰۷)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۰۶/۱) من طریق عمرو بن قیس۔ بہ۔

(۲۰۸)..... أخرجه الطبرانی فی الکبیر (۲۶۶/۱۰) رقم (۱۰۵۱۳)، وأبو نعیم فی الحلیۃ (۱۲۱/۳) (۱۳۰/۷) من طریق الأعمش عن خثیمۃ۔ بہ۔

وضعه المنذری فی الترغیب (۵۴۰/۲)

۲۰۹..... پس ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن صفوان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن ابی دنیا نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن صباح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ابو ہارون مدنی سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

رضایہ ہے کہ تو اللہ کی ناراضگی کے ساتھ لوگوں کو راضی نہ کر۔ اور اللہ کے رزق دینے پر شکر کسی اور کا ادا نہ کر۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ تجھے نہ دے اس پر کسی کو ملامت نہ کر۔ رزق کو کسی حریص کا حرص نہیں چلا سکتا۔ نہیں کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی سے رزق واپس یار دہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور اپنے انصاف کے ساتھ خوشی اور راحت کو یقین اور رضا میں کر دیا ہے اور فکر و غم کو شک اور ناراضگی میں کر دیا ہے۔

۲۱۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبد الرحمن بن محمد بن سنانہ ہمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو القاسم عبد الرحمن بن حسن قاضی نے کہ خبر دی ہے محمد بن حسن بن سماعہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابو اخطی سے انہوں نے ابو الاوص سے انہوں نے عبد اللہ سے کہ انہوں نے کہا جب تم میں سے کوئی آدمی کوئی حاجت طلب کرے تو ہلکی پھلکی طلب کرے، اس لئے کہ اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے اور ایسا بھی کرو کہ کس کے پاس جا کر اس کی تعریف کر کے اس کی کمر توڑ دو۔

۲۱۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے انہوں نے مصرور بن سوید سے کہتے کہ کہا ہے عبد اللہ نے اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں انسان کے اپنے مسلمان بھائی سے سوال کرنے میں فتنہ ہے اگر وہ اسے دے دے تو یہ تعریف اور شکر یہ کسی اور کا کرتا ہے اگر منع کر دے دوسرے کے آگے برائی کرتا ہے۔

۲۱۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید ہشام بن ابراہیم خزومی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ موسیٰ بن جعفر بن ابی کثیر نے اپنے چچا سے انہوں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینة و کان تحته كنز لهما.

بہر حال دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی شہر میں۔ اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا۔ بے شک وہ خزانہ کیا تھا؟

سونے کی ایک تختی تھی اس میں یہ لکھا تھا۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوش رہتا ہے۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے ہنستا ہے۔

حیرانی اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غم کرتا ہے۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے زوال کو دیکھتا ہے پھر اس کو اس کی اہل سیر قبول کر لیتا ہے وہ کیسے اس پر اطمینان کرتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۱۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب سے انہوں نے ہمیں

حدیث بیان ہے عبداللہ بن احمد بن محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حکیم بن سلیمان قرشی سے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے۔ عمرو بن جمیع سے انہوں نے جویر سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے کہا نزال بن سبرہ سے انہوں نے علی بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وكان تحته كنز لهما.

کہ اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا۔

انہوں نے کہا کہ وہ سونے کی تختی تھی اس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ تعجب ہے اس پر جو موت کو یاد کرتا ہے کہ وہ حق ہے آئی ہے وہ خوش کیسے ہوتا۔ اور جیرانی ہے اس پر جو یاد کرتا ہے جہنم حق ہے وہ کیسے ہنتا ہے اور تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو یاد کرتا ہے کہ حق ہے وہ کیسی غمگین ہوتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو دنیا کو اور اس کی گردش ایام کو دیکھتا ہے اور اہل دنیا کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ کیسے دنیا سے مطمئن ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن نے اور ابو سعید بن ابی عمرو نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الجواب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمار بن رزق نے ابو حصین سے انہوں نے یحییٰ بن وثاب سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا کہ عبداللہ نے فرمایا بندہ مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تقدیر کے ساتھ ایمان لے آئے وہ یہ یقین رکھے کہ جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ اس سے خطا کرنے والا یا نہ پہنچنے والا نہیں تھا۔ اور جو کچھ اس کو نہ پہنچے وہ اسے نہیں پہنچتا تھا۔ اگر میں آگ کا انکار امنہ میں لے لوں یہاں تک کہ وہ منہ میں جا کر بجھ جائے میرے لئے یہ زیادہ آسان ہے اس بات سے کہ میں کسی ایسے معاملہ میں جسے اللہ نے مقدر کیا ہو یہ کہوں کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔

ایمان کی حقیقت

۲۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو ذکریا بن ابی اسحق نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن عثمان بن یحییٰ اوی نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے عباس بن محمد دوری نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ہشیم بن خارجہ نے خبر دی ہے سلیمان بن عتبہ نے یونس بن میسرہ سے انہوں نے ابو ادريس خولانی سے انہوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لكل شئ حقيقته وما بلغ عبد حقيقته الايمان حتى يعلم ان ما اصابه لم يكن ليخطئه

وما اخطاء لم يكن ليصيبه.

(۲۱۳)..... النزال بن سبرة هو الهاللي الكوفي له صحبة

آخرجه المصنف في الزهد (۵۴۱) من طريق عمرو بن جرير. به.

وفي الزهد عمرو بن جرير بدلاً من عمرو بن جميع.

(۲۱۵)..... أبو إدريس الخولاني هو عائذ الله بن عبد الله.

آخرجه أحمد (۴۴۱/۶) من طريق يونس. به.

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۹۷/۷) رواه أحمد والطبراني ورجالہ ثقات ورواه الطبراني في الأوسط.

بیشک ہر شے کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ یہ جان لے جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ اس سے کسی صورت وہ نلنے والا نہیں تھا اور جو نہیں پہنچایا جو کچھ اس سے رہ گیا وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔

تقدیر پر یقین رکھنے سے غم قریب نہیں آتا

۲۱۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے اس نے کہا میں نے سنا تھا سعید بن عثمان خیاط سے وہ کہتے تھے میں نے سنا تھا ذوالنون مصری سے وہ فرماتے تھے۔
کہ جو شخص تقدیروں کے ساتھ یقین پیدا کر لے مغموم نہیں ہوتا۔

۲۱۷..... اور اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ خیاط نے کہا ہے میں نے ذوالنون سے سنا وہ فرماتے تھے تو اللہ سے راضی ہو جا، اور اللہ کے ساتھ یقین راعنا دقائم کر۔ ہر شے اللہ کے فیصلے کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ کی تعریف کرے اس لئے کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اللہ سے راضی ہو گیا۔ اس کو اللہ کی قضا خوش کر دیتی ہے۔ جس نے اللہ کے ہاں سے معروف کو طلب کیا اس نے اللہ کے ہاتھ کی سخاوت آسان اور تیار پایا اگر انسان وہ چیز ان لے جو قریب ہے تو غیر اللہ کی خوشی کے لئے اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

ثربن سنان مجاشعی کا ارشاد:

۲۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو علی حسین بن صفوان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد قرشی نے انہوں نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے عمار بن عثمان نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی بشر بن مجاشعی نے اور وہ عابدین میں سے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عابد سے کہا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ میں نے کہا آپ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیجئے وہ تجھے جہاں پھینکے وہ زیادہ لائق ہے کہ وہ تیرے دل کو (غیر ضروری امور میں پڑنے سے) رغ کر دے۔ اور اپنی (دنیا کی) فکر کم کر دیجئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے رب کی ناراضگی سے بچائیے۔ کیونکہ ورنہ وہ ناراضگی آپ کے اوپر آنے لگی اور آپ اس سے غفلت میں ہوں گے آپ اسے سمجھ بھی نہیں پائیں گے۔

۲۱۹..... ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن عبید اللہ حرنی نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد زبیر کوئی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے زید بن حباب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن شمیط بن عجلان نے اپنے والد سے انہوں نے حسن سے انہوں نے فرمایا:

کہ مؤمن صبح کو بھی مغموم ہوتا ہے اور شام کو بھی نید میں کروٹیں لیتا تو بھی (یعنی روزی کی فکر میں پریشان ہوتا ہے) حالانکہ اس کو اتنا (رزق) مافی ہوتا ہے جو بکری کے چھوٹے سے بچے کو۔

ابو العباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن نصیر نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابو العباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے۔

تدبیر کرنے اور پسند کے پیچھے پڑنے کو چھوڑ دو۔ زندگی میں خوش رہو گے۔ اس لئے کہ تدبیر اور تنگ و دو۔ اور پسند کے درپے رہنا لوگوں پر ان کی زندگی کو مکدر کر دیتا ہے اور مشکل بنادیتا ہے۔

حضرت عطاء نے فرمایا کہ ابو العباس سے سوال کیا گیا۔

کہ وہ کون سا مقام ہے کہ بندہ جب اس مقام پر کھڑا ہو تو عبدیت کے مرتبہ پر کھڑا ہو جائے فرمایا کہ ترک تدبیر حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العباس سے سنا وہ فرما رہے تھے۔

سلامتی اس وقت تک نہیں آتی جب تک کہ تم تدبیر کے معاملے میں اہل قبور جیسے نہ ہو جاؤ۔

اور عطاء فرماتے ہیں نے ابو العباس کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔

ہمارے لئے سرور و خوشی اللہ کی تدبیر میں ہے اور محرومی ہماری اپنی تدبیر میں ہے۔

فائدہ:..... اس لئے کہ بندے کی تدبیر ناقص ہوتی ہے اس لئے ناکامی کا امکان زیادہ کامیابی کا بہت کم ہوتا ہے جب کہ اللہ کی تدبیر مضبوط اور کامیاب ہوتی ہے اس لئے توکل کا اعلیٰ مقام یہی ہے بندہ مکمل اپنے آپ کو اللہ کی تدبیر کے سوا لے کر دے از روئے سستی و کاہلی نہیں بلکہ بطور توکل علی اللہ۔ (از مترجم)

بعض علماء کی نصیحت

۲۲۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمر زاہد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن علی انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے انہوں نے کہا میں نے سنا سفیان ابن عیینہ سے کہتے تھے کہ علماء فرماتے تھے۔ جو شخص اللہ کی تقدیر پر قناعت نہیں کرتا وہ اپنے نفس کی تدبیر پر بھی قناعت نہیں کر سکتا۔

۲۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اس نے سنا عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن رازی سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق طوسی سے وہ فرماتے تھے۔

جو شخص تدبیر (کا سہارا کرنا) چھوڑ دے (بلکہ اللہ کا سہارا کرے) وہ راحت و سکون کی زندگی گزارتا ہے۔ ❶

مسروق کہتے ہیں میں نے سنا ابو العباس سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو الحسین فارسی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا عباس بن عاصم سے وہ کہتے تھے میں نے سنا سہل سے وہ کہتے تھے۔

آزمائش اور پریشانی اللہ کی طرف سے دو طرح کی ہوتی ہے یا تو بطور رحمت کے یا بطور سزا کے بطور رحمت وہ ہوتی ہے جو انسان کو ترک تدبیر پر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فقر و فاقہ کے اظہار پر ابھارتی ہے اور بطور سزا وہ ہوتی ہے جو انسان کو اپنی پسند اپنی مرضی کرنے اور اپنی تدبیر کرنے پر اکساتی ہے۔

جب فقر مقدر ہو تو غذا نہیں آتا

۲۲۳:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن یوسف اصہبانی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابو سعید بن اعرابی نے انہوں نے کہا

❶.....وفی الأصل والمطبوعة علی (اظہارہ قدرۃ) وهو خطأ والصحيح (علی اظہار فقرہ وفاقہ) كما فی الحلیۃ

(۲۲۲)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ ۱۰/۱۹۶ قال أبو نعیم سمعت أبا یقول سمعت أبا بکر یقول سمعت سهل بن عبد الله یقول فذکره.

(۲۲۳)..... شقیق هو أبو علی البلخی.

ہمیں حدیث بتائی ہے محمد بن اسماعیل اصہبانی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو تراب سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے حاتم سے سنا کہتے تھے میں نے شفیق سے سنا وہ کہتے تھے۔

اے فقیر (یعنی اللہ کا فقیر) دنیا میں مشغول نہ ہو۔ اور غنا کی تلاش میں مشقت نہ اٹھا اس لئے کہ جب فقر تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے تو تو غنی نہیں ہو سکے گا۔

۲۲۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبد اللہ بن جعفر نے اس نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے حماد نے وہ کہتے ہیں کہ ایوب نے کہا۔ جو کچھ تو ارادہ کرتا ہے جب وہ نہیں ہوا تو پھر تو بھی وہی ارادہ کر جو خود ہوگا۔

۲۲۵..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن احمد بن سعید رازی نے کہ بات بتائی ہے ہمیں عباس بن حمزہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن ابو حواری نے سفیان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

ومن يؤمن بالله يهد قلبه (تقانب ۱۱)

جو شخص اللہ کے ساتھ ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو رہنمائی کرتا ہے۔ فرمایا کہ رہنمائی فرماتا ہے تسلیم و رضا کے ساتھ۔

۲۲۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے اس نے کہا میں نے سنا علی بن احمد بن عبد العزیز قزوینی سے اس نے کہا میں نے سنا جعفر سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو العباس بن عطاء سے وہ کہتے تھے کہ رضا اللہ تعالیٰ کی مخالفت ترک کرنے کو کہتے ہیں ان امور کے اندر جو کچھ وہ بندے پر جاری کرے۔

عمر بن عبد العزیزؒ کی جامع دعا

۲۲۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر عمر بن قتادہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے ابو العباس محمد بن اسحاق صنفی نے اس نے کہا ہمیں بات بتائی ہے حسن بن علی بن زیادہ نے کہ بات بتائی ہے ہمیں اسحاق مروی نے اس نے کہا ہمیں بات بتائی ہے مالک نے یحییٰ بن سعید نے کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا۔

مجھے ان دعاؤں نے چھوڑا دیا ہے مجھے تمام امور میں کوئی دلچسپی نہیں (یعنی تمام امور کی دعا کی بجائے ایک جامع دعا کرتا ہوں) میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی تقدیر کی جگہ ہو جاؤں۔ (اس لئے کہ وہ) یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے اپنی قضاء اور فیصلے کے ساتھ راضی رکھ اپنی تقدیر میں میرے لئے برکت عطا فرما یہاں تک کہ تو جس چیز کو مؤخر کر دے میں اس کی جلدی پسند نہ کروں اور جس چیز کو تو جلدی دے میں اس کی تاخیر پسند نہ کروں۔

یونس بن عبید کا ارشاد:

۲۲۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابوالفتح نے کہ ہمیں بات بتائی ہے ابوالحسن احمد بن حسین بن یزید قزوینی نے مقام رائے میں کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن ایوب بن یحییٰ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے سلیمان عسکری نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے حماد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید نے اس نے کہا میں نے سنا تھا عمر بن عبد العزیز سے وہ کہتے ہیں۔

کہ مجھے اللہ کی قضا اور فیصلے کے سوا کوئی خواہش نہیں ہوئی۔

۲۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے عباس بن محمد نے کہ ہمیں بات بتائی ہے یحییٰ بن معین نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حجاج نے شعبہ سے اس نے کہا کہ مجھے یونس بن عبید نے کہا تھا۔
”کہ میں نے کبھی کسی چیز کی تمنا اور آرزو ہی نہیں کی۔“

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد:

۲۳۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو حازم حافظ نے کہ خبر دی ہے ہمیں محمد بن احمد بن سنان نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ہشتم بن خلف نے کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن علی بن حسن نے وہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم شعث سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ کہتے تھے اپنے مرتبے اور مقام سے اوپر راضی ہونے والا یا راضی ہونا کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد:

۲۳۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حسن بن محمد بن الحق نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو عثمان خیاط سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔

①..... تسلیم و رضا کی (یعنی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے) کی تین علامات ہیں۔

قضاء کے مقابلے میں رضا۔ آ زائش پر صبر کرنا۔ خوشحالی پر شکر کرنا۔

②..... اور تقویٰ کرنے اور اللہ کے سپرد کرنے کی تین علامات ہیں۔

ترک حکم اللہ کے فیصلوں میں اور اس کے اندازوں میں ایک وقت سے دوسرے وقت کی طرف۔ اور اپنے ارادے کو اللہ کے ارادے کے لئے معطل کرنا نوافل میں اور دنیا کے اسباب میں۔ اور اس بات پر نظر رکھنا کہ اس بارے میں اللہ کی تدبیر کیا واقعہ ہوتی ہے۔

③..... دل روشن یا روشن ضمیر ہونے کی علامات تین ہیں۔

ہر چیز کو اللہ طرف سے دیکھنا۔ ہر شے کو اسی سے قبول کرنا۔ ہر شے کی نسبت اسی کی طرف کرنا۔

ابو عبد اللہ ناجیؒ کا ارشاد:

۲۳۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو احمد حافظ سے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عثمان سعید بن عبد العزیز حلیمی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی۔ احمد بن ابی جوارہ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو عبد اللہ ناجی سے وہ کہتے تھے۔

عظیم ترین عبادات میرے نزدیک تین ہیں:

①..... کہ آپ اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کو رد نہ کیجئے۔

②..... اللہ کے سوا کسی اور سے کوئی حاجت نہ مانگئے۔

③..... اس سے کوئی چیز ذخیرہ نہ کیجئے۔

محمد بن احمد بن شمعونؒ کا ارشاد:

۲۳۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا۔ محمد بن احمد بن شمعون سے جب کہ ان سے رضاء کے بارے

پوچھا گیا تھا (کہ اللہ سے راضی ہونے کی کیا حقیقت ہے) انہوں نے جواب دیا۔ (کہ اس کی تین صورتیں ہیں) اللہ کے ساتھ راضی ہونا۔ اللہ سے راضی ہونا اللہ کے لئے راضی ہونا۔ اللہ کے ساتھ راضی ہونا یہ ہے کہ وہی مدیر ہے وہی مختار ہے اور اس سے راضی ہونا یہ ہے کہ وہی تقسم کرنے والا ہے۔ وہی عطا کرنے والا ہے اور اس کے لئے رضایہ ہے کہ۔ وہی اللہ ہے وہی رب ہے۔

ابن فرجی کا ارشاد:

۲۳۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن نے کہ انہوں نے سنا منصور بن عبد اللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عباس بن یوسف شکلی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن فرجی سے وہ کہتے تھے کہ رضا کے مفہوم میں تین اقوال ہیں:

- ①..... اپنی پسند کو ترک کرنا۔
- ②..... قضاء کے گذر سے دل کا سرور۔
- ③..... اپنے نفس سے تدبیر کو ساقط کرنا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے خلاف فیصلہ دے۔

”ابو عثمان بیکندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد“:

۲۳۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن نے کہ انہوں نے سنا ابو بکر بن شاذان سے کہتے تھے کہ ابو عثمان بیکندی سے رضا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

جو شخص پشیمان نہ ہو اس پر جو دینا کے اسباب میں سے اسے حاصل نہ ہو بلکہ اس سے رہ جائے اور نہ ہی اس پر افسوس کرے نہ ہی اس پر افسردہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی نصیحت:

۲۳۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید مالینی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن محمد بن حسن نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابو العباس بن حکمویر رازی نے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا یحییٰ بن معاذ رازی سے وہ کہتے تھے۔ اے آدم کے بیٹے اس غیر موجود شئی پر افسوس نہ کر جو مر کر بھی تجھے نہ مل سکے اور اس موجود شئی پر نہ اتر اجب موت تیرے ہاتھوں میں نہ رہنے دے۔

۲۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن موسیٰ نے سفیان سے انہوں نے سماک سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

لکیلا تأسو علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم۔ (الحدید ۲۳)

”نا آنکہ افسوس نہ کرو تم اس پر جو تم سے رہ جائے اور تاکہ تم نہ اتر آؤ اس پر جو کچھ تمہیں وہ دے دے۔“

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہر انسان خوش بھی ہوتا ہے اور غمگین بھی۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ جس وقت اسے منصبیت پہنچے اس کو صبر بنادے اور اگر اسے خیر و بھلائی ملے تو اس کو شکر بنادے۔

امام بیہقیؒ کا قول:

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول سے اس آیت کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حزن و غم سے مراد ہے زبردستی ناراض ہونا اور گالی گلوچ کرنا ہے اور فرح و خوشی سے مراد اترانا اور اکرنا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا تقوے پر مبنی نصیحت آمیز واقعہ

۲۳۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعدا یمنی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابو محمد حسن بن ابوالحسن عمسری نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے۔ محمد بن احمد بن عبدالعزیز عامری نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن صدقہ محال نے انہوں نے فرمایا:

کہ میں انیم شہر میں حضرت ذوالنون مصریؒ کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ انہوں نے وہاں پر کھیل کود کی اور ڈھول بجنے اور بڑائی کرنے یا اترانے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر کے کسی آدمی کے ہاں شادی ہو رہی ہے اور دوسری جانب انہوں نے رونے پیچنے اور بلبلانے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے عمر بن صدقہ (وہ لوگ جو شادی پر غیر شرعی کام کر رہے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کی نعمتیں عطا کی گئیں ہیں مگر ان کا شکر ادا نہیں کیا۔ (اور یہ دوسرے لوگ جو رو پیٹ رہے ہیں) ابتلاء اور آزمائش میں مبتلاء کئے گئے ہیں مگر انہوں نے صبر نہیں کیا۔ مجھ پر اللہ کی ناراضگی واقع ہوگی اگر میں اس شہر میں رات گزاروں چنانچہ وہ اسی لمحے شہر انیم سے شہر فسطاط کی طرف نکل گئے۔ کیونکہ بے صبری اور ناشکری اللہ کی ناراضگی اور بے یاری و بے مددگاری کو لاتے ہیں اور صبر و شکر اللہ رضا اور نصرت کو۔ (ازمترجم)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نماز تہجد میں بارگاہ الہی میں عجز پیش کرنا

۲۳۹:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابوالولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ بوشخی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے احمد بن ضبل نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے، معمر بن بشر بن جابان صنعانی سے انہوں نے حجر بن قیس مدری سے انہوں نے کہا کہ میں نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے ہاں رات کو قیام کیا وہ رات نماز پڑھ رہے تھے اور زور سے قرأت کر رہے تھے۔ قرأت کے دوران جب وہ اس آیت پر پہنچے:

افرایتم ماتمنون انتم تخلقونہ، ام نحن الخالقون۔ (الواقۃ ۵۸-۵۹)

بھلا تپلاؤ جو تم شکم مادر میں مٹی کا قطرہ ڈالتے ہو کیا تم اس سے بچ پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

(حضرت علی نے یہ پڑھنے کے بعد کہا) بلکہ آپ ہی اے رب پیدا کرنے والے ہیں۔ تین دفعہ یہی جملہ دہرایا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

افرایتم ما تحرثون انتم تنزعونہ ام نحن الزارعون۔ (الواقۃ ۶۳-۶۴)

تپلاؤ بھلا جو تم کھیتی کاشت کرتے ہو اسے تم لہلہاتے کھیت بنا لیتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں:

حضرت علی نے کہا۔ بلکہ تو ہی یہ کرتا ہے یا رب تین بار یہی کہا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

افرایتم الماء الذی تشربون۔ انتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون۔ (الواقۃ ۶۸-۶۹)

بھلا تم پیاؤ تو سہی یہ پانی جسے تم پیتے ہو کیا اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا ہم اتارنے والے ہیں۔

(پھر حضرت علی نے کہا۔ بلکہ یا رب تو ہی یہ کرتا ہے تین بار یہی جملہ کہا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

افرايتم النار التي تروون انتم انشأتم شجرتها ام نحن المنشئون. (الواقعة ۷۴-۷۵)

بھلا تم لوگ بتلاؤ کہ یہ آگ یہ جسے تم سلگاتے ہو کیا اس کا درخت تم نے بنایا ہے یا کہ ہم بنانے والے ہیں۔
پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ یارب تو ہی ہے۔ تین بار یہی کہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پر مغز اور جامع دعا

۲۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی صنعانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحق بن ابراہیم نے۔ کہ خبر دی ہے عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے جعفر بن برقان سے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یہ فرماتے تھے۔ اے اللہ میں تو ایسا ہوں یہ جو چیز میں ناپسند کرتا ہوں اس کو بھی ہٹا نہیں سکتا۔ اور جس چیز کی میں آرزو کرتا ہوں اس کے نفع کو حاصل کرنے کا بھی میں مالک نہیں ہوں۔ میرا معاملہ تو میرے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں خود بھی اپنے عمل کا رہن ہوں۔ مجھ سے بڑا فقیر کوئی نہیں۔ اے اللہ میرے دشمن کو میرے معاملہ میں خوش نہ فرما۔ اور میرے دوست کو میرے معاملے میں دکھ نہ پہنچا۔ اور میری مصیبت کو میرے دین میں واقع نہ فرما اور اس شخص کو مجھ پر مسلط نہ فرما جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

بعض اہل نظر کا قول:

۲۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اس چیز کے بارے میں جو ان کے سامنے پڑھا گیا بعض حضرات سے بطور حکایت کے کہ انہوں نے کہا تھا کہ دین کا کمال نیکی کی طاقت اور بدی سے رکنے کی طاقت سے نیز ارہونے اور سب چیز میں ہر چیز کے خالق مالک کی طرف رجوع ہونے میں ہے۔

حضرت سہل کا قول:

عبد الرحمن سلمیٰ نے کہا کہ حضرت سہل نے فرمایا:

جس شخص نے (ازراہ خود پسندی) اپنے نفس کی طرف نظر رکھی وہ کامیاب نہیں ہوا۔

اور جس نے اپنے نفس کے لئے کسی حال کا دعویٰ کیا اس کا وہ دعویٰ پورا نہیں ہوا۔

مخلوق میں سے خوش نصیب و سعادت مند وہ ہے جس نے اپنے افعال و اقوال سے نظر ہٹالی۔

اس شخص کے لئے فضل حاصل کرنے اور دوسروں کو فضل پہنچانے کا اور تمام افعال میں اللہ کے احسان کی رویت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور مخلوق میں سے شقی اور بد نصیب وہ ہے جس کے اپنے افعال و اقوال اس کی اپنی نظر میں اچھے لگیں اور وہ ان پر فخر کرے اور اپنے لئے ان کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اس کو ایک دن تباہ کر دے گا۔

اگرچہ فی الوقت وہ تباہی سے بچا رہا ہو کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کے بارے کیسے واقعہ بیان فرمایا ہے۔ (خصوصی طور پر یہ فقرہ قابل غور ہے)

انما اوتيته على علم عندي. (القصص ۷۸)

کہ یہ مال کثیر میرے اپنے اس علم کی بدولت ہے جو میرے پاس ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل کو یکسر بھول گیا تھا۔ اور اس نے اپنی ذات کے لئے فضیلت اور خوبی کا دعویٰ کر لیا لہذا اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی پاداش میں اسی مال و علم سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ اور کتنے ہی شریروں کو اللہ نے (قارون کی طرح) زمین میں دھنسا یا اس حال میں کہ وہ

شریر اپنے فضل کا ادعا رکھنے والے اس ہلاکت اور زمین میں دھنس جانے کا شعور وادراک بھی نہیں کر سکے۔ اور اشرار کو زمین میں دھنسا دینا (دراصل) حفاظت کو ختم کر دینا ہے اور گناہوں سے بچنے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت کے حوالے کرنا ہے۔

اور چوڑے چوڑے دعووں کے ساتھ زبان کھولنا۔ اور اللہ کے فضل اور اس کی عنایت سے اندھا بن جانا۔ اور اللہ کے انعام اور احسان پر شکر کرنا (جب یہ کیفیات آجائیں تو یہی زوال کا وقت ہوتا ہے۔ یعنی ایسا انسان ہمیشہ کے لئے ان خرابیوں کی بدولت زوال سے دو چار ہو جاتا ہے۔ ۲۴۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے۔ ابو بکر محمد بن جعفر ادومی قاری نے کہ ہمیں بات بتائی ابو العیناء نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے۔

عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید ہمدانی نے ہمیں بات بیان کی ہمارے والد نے مجالد سے انہوں نے شعی سے انہوں نے محمد بن اشعث کندی سے انہوں نے کہا کہ ہر شے کے لئے غلبہ اور حکومت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حماقت کے لئے بھی عقل پر غلبہ اور حکومت ہوتی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ غلبہ اس کے لئے ہے کہ قضاء و قدر جس کی موافقت کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وتلك الايام نداولها بين الناس. (آل عمران ۴۰)

یہی ایام ہیں ہم جنہیں لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں۔

۲۴۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن حمش سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے فرماتے تھے۔

کہ جب تو اپنے رب کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کا دیا ہوا رزق بھی نہ کہا۔

جب تو اس کی منع کی ہوئی بات سے باز نہیں آتا تو اس کی حکومت سے باہر نکل جا جب تو اس کے فعل سے راضی نہیں ہے تو تو رب بھی اس لئے اس کے سوا کوئی دوسرا تلاش کر لے جب اس کی نافرمانی کرتا ہے تو ایسی جگہ چلا جا جہاں وہ تجھے نہ دیکھے۔

ابراہیم بن حمش زاہد کا قول:

۲۴۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا تھا ابو منصور صوفی سے جو کہ ابراہیم بن حمش زاہد کے نور سے ہوتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے نانا سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ۔ تھنا ہستی ہے۔ حفاظتی تدبیر پر۔ موت ہستی امید و آرزو پر تقدیر ہستی ہے تدبیر پر۔ نصیب ا قسمت ہستی ہے کوشش اور غنی ہونے پر۔

بعض اہل نظر کے منظوم ارشادات

۲۴۵:..... ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے شعر سنائے اور کہا کہ مجھے شعر سنائے تھے ابو محمد حسین بن علی علوی شہید نے انہوں نے کہا کہ مجھے اہمشتی۔ اپنے یہ ذاتی شعر سنائے تھے۔

وبعین مفتقر الیک رأیتی فہجرتنی ونزلت بی من حائق.

(اے میرے مالک) اپنی بارگاہ میں اٹھی ہوئی میری محتاج و سائل نظروں کو دیکھ کر آپ نے جدا کر دیا ہے

اور میرے ساتھ مصیبت اتر پڑی ہے۔

لست المعلوم انا المعلوم لانی. انزلت حاجاتی بغیر الخالق.

آپ کے اوپر کوئی ملامت نہیں ہے ملامت تو مجھ پر ہے اس لئے کہ میں نے اپنی حاجات نیر خالق و مالک کے آگے پیش کر دیں۔

”عمر و زاہد کا ارشاد“:

۲۳۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب مامونی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا عمر و زاہد سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شعر کہتے تھے:

واذا سمعت بان مجدوداً حوی. عوداً فائمر فی یدہ فصدق.
جب آپ یہ بات سنیں گے کئی ہوئی سیاہ لکڑی اس کے ہاتھوں میں پھل آور ہو گئی ہے تو اس بات کی تصدیق کر دے۔
واذا سمعت بان محروماً اتی. ماءً لیشربہ فغاض فحقق.
اور جب آپ یہ سنیں کہ کوئی نام کام (پیا سا انسان) پانی کی پاس آیا ہے پینے کے لئے اور وہ نیچے ہو گیا اور خشک ہو گیا تو مان لے۔
ومن الدلیل علی القضاء و کونہ بؤس اللیب و طیب عیش الاحق.
یہ بات قضاء کے ہونے اور وجود کے دلائل میں سے ہے کہ عقلمند بھوکا رہتا ہے اور بے وقوف عیش کرتا ہے۔

عبد اللہ بن شیبہ کا ارشاد:

۲۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ابو الصقر احمد بن فضل کاتب نے ہمدان میں کہ ہمیں شعر سنائے تھے احمد بن یحییٰ ثعلب نے انہوں نے کہا ہمیں شعر بیان کئے عبد اللہ بن شیبہ نے۔

لیس اختیار ولا عقل ولا ادب. یجدی علیک اذا لم یسعد القدر.
جب تقدیر معاونت نہ کرے تو نہ بزرگی فائدہ تجھے دے گی نہ علم نہ ہی عقل۔
ما یقضہ اللہ لا یعییک مطلبہ. والسعی فی نیل مالہ یقضہ عسر.
اور جس چیز کا اللہ فیصلہ کر دے اس کی تلاش تجھے نہیں تھکائے گی۔ اور جس چیز کا اس نے فیصلہ نہ کیا ہو اس کے حصول کی کوشش بھی گراں ہوتی ہے۔

کم مانع نفسہ از ابہا حذراً. للفقیر لیس لہ من مالہ ذخیر.
بہت سے لوگ اپنے نفس کو فقر کے خوف سے اس کی خواہشات پوری کرنے سے باز رکھتے ہیں مگر پھر بھی ان کے پاس مال جمع نہیں ہوتا۔
ان کان امساکہ للفقیر یحذرہ فقد یعجل فقراً قبل یتفقیر.

احمد بن عبید اللہ دارمی کا ارشاد:

۲۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر سنائے تھے ابو عمر و محمد بن احمد بن اسحق نحوی نے اس نے کہا ہمیں شعر سنائے تھے احمد بن عبید اللہ دارمی نے انطاکیہ میں۔ اپنے کلام میں سے۔

یا لأم الدھر علی مابنا. لاتلم الدھر علی غدرة.
ہمارے ساتھ جو گذر رہی ہے اس پر زمانے کو اے ملامت کرنے والے، زمانے کو اس کی بے وفائی اور دھوکے پر ملامت نہ کر۔
فالذھر ما مور لہ امر. ینصرف الدھر الی امرہ.
اس لئے کہ زمانہ کو تو حکم ملا ہوا ہے (وہ مجبور ہے) اس کے حکم دینے والا موجود ہے جو زمانے کو اپنے حکم کی طرف پھیرتا ہے۔
تم کافر با للہ اموا لہ. تذداد اضعافاً علی کفرہ.

بہت سے اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے کافر ہیں جن کے مال دو گئے چو گئے بڑھ رہے ہیں ان کے کفر کے باوجود بھی۔

و مؤمن ليس له دائق. يزاد ايماناً على فقره.

اور بہت سے مؤمن ایسے ہیں جن کے پاس کوئی پائی پیسہ نہیں بلکہ وہ اپنے فقر کے باوجود ایمان میں بڑھ رہے ہیں۔

لا خير في من لم يكن عاقلاً. يبسط رجليه على قدره.

اس شخص میں کوئی اچھائی نہیں ہے وہ عقلمند نہیں ہوتا۔ جو تقدیر کے آسرے پر پیر پیر لیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد:

۲۳۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے اس نے کہا مجھے خبر دی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد مغیری نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے۔

محمد بن عبد السلام نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتلائی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے ابو معاویہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے اعمش نے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا قصہ ذکر فرمایا یعنی ان کے سفر کے بارے میں فرمایا وہ جنگل میں سفر کر رہے تھے اچانک پانی کی ضرورت پیش آئی لہذا ہدھ پیش ہو گیا اور زمین پر ٹھو کریں مارنے لگا اور اس نے پانی کا مقام پالیا۔ اتنے میں جنات آگئے انہوں نے اس مقام مقام کو پوچھیل دیا جیسے جانور کی کھال اتاری جاتی ہے لہذا انہوں نے پانی حاصل کر لیا۔

نافع بن ازرق نے کہا: ٹھہریے ذرا۔ آپ نے حدھ کو دیکھا ہے کہ وہ آ کر زمین کو ٹھو کریں مارتا ہے اور وہ پانی کا مقام پالیتا ہے۔ اور جب وہ شکار کے جال کے پاس آتا ہے تو اسے نہیں دیکھتا یہاں تک کہ وہ اس کے گلے میں پھنس جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول:

فرماتے ہیں:

ان القدر اذا جاء حال دون البصر.

تقدیر جب آتی ہے نظروں کے آگے حائل ہو جاتی ہے۔

۲۵۰: میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے وہ فرماتے تھے میں نے سنا حسن بن احمد بن موسیٰ قاضی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ترمذی سے

وہ کہتے تھے۔

اذا جاء القدر عمى البصر. و اذا جاء الحين غطى العين.

جب تقدیر آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اور جب موت آتی ہے تو آنکھوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

ابو عمرو زاہد کا ارشاد:

۲۵۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر بتائے ابو الحسن محمد بن احمد بن ثابت بغدادی نے انہوں نے کہا ہمیں شعر سنائے ابو

عمرو زاہد نے۔

اذا اراد الله امرأ بامرى. و كان ذارأى وعقل وبصير.

جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتے ہیں، اور وہ صاحب رائے صاحب عقل و صاحب بصیرت ہوتا ہے۔

و حلية يعملها في كل ما. ياتي به محتوم اسباب القدر.

اس کو ایسی تدبیر سکھاتا جسے وہ ہر اس چیز میں بروئے کار لاتا ہے جس کے ساتھ تقدیر کے حتمی اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔
اغواء بالجهل واعمى عينه. فسله عن عقله سل الشعر.
جہالت میں واقع کرتا ہے اس کو اور اندھا کر دیتا ہے اس کی آنکھ کو۔ اس کی عقل کو ایسے کھینچ لیتا ہے جیسے بال کھینچا جاتا ہے۔
حتى اذا انفذ فيه حكمه. رد عليه عقله ليعتبر.
یہاں تک کہ جب اس میں اپنے حکم کو جاری کرتا ہے۔ تو اس کی عقل بھی واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ نصیحت عبرت حاصل کرے۔
محمود بن حسن وراق کا ارشاد:

۲۵۲..... استاذ ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب نے شعر بیان کئے انہوں نے کہا۔
مجھے شعر بیان کئے ابو جعفر بن محمد بن صالح او بری نے انہوں نے کہا میں شعر سنائے۔
حماد بن علی بکراوی نے۔ اور یہ شعر محمد بن حسن وراق کے ہیں۔

توكل على الرحمن في كل حاجة. اردت فان الله يقضى ويقدر.
اپنی ہر ہر حاجت اور مراد میں رخصت پر بھروسہ کیجئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تقدیر و قضا کا مالک ہے۔
متى ما يرد ذو العرش امر ابعده. يصبه وما للعبد ما يتخير.
جس وقت عرش کا مالک اپنے بند کے کے ساتھ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ اسے پہنچ جاتی ہے اور بندے کے لئے کوئی پسند و اختیار نہیں ہے۔
وقد يهلك الانسان من وجه امنه. وينجو بحمد الله من حيث يحذر.
کبھی انسان امن کے طریقہ سے بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بحمد اللہ خطرے کی جگہ سے بھی نجات پالیتا ہے۔
ابو الفوارس جنید طبری کا ارشاد:

۲۵۳۔ استاد ابو القاسم نے کہا کہ مجھے شعر سنائے ابو الفوارس جنید بن احمد طبری نے۔
العبد ذو ضجر والرب ذا القدر. والدهر ذو دول والرزق مقسوم.
بندہ مقام کی تنگی اور رب تقدیر کا مالک ہے۔ اور زمانہ ذول اور بادلوں والا ہے اور رزق تقسیم شدہ ہے۔
والخير اجمع فيما اختار خالقنا. وفي اختيار سواه اللوم والشوم.
ہر چیز اسی میں جمع ہے جو ہمارے خالق نے انتخاب فرمایا ہے۔ اور اللہ کے انتخاب کے ماسوا انتخاب میں
خوف اور ملامت اور انجام کی خرابی اور نحوست ہے۔

ایمان کا چھٹا شعبہ یوم آخرت کے ساتھ ایمان

شیخ عظیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ یوم آخرت کے ساتھ ایمان کا مطلب ہے اس بات کی تصدیق کرنا کہ ایمان دینا کے لئے آخر ہے اور انتہا ہے۔ یعنی یہ دنیا ٹوٹ جانے والی ہے، اور اس جہان دنیا کی ہناوت ایک دن ٹوٹ پھوٹ کر تباہ ہو جانے والی ہے۔ اور اس کی ترکیب ایک وقت تحلیل ہونے والی ہے۔ حقیقت میں دنیا کے ختم ہو جانے کے اعتراف میں دنیا کی ابتدا ہونے کا بھی اعتراف ہے۔ کیونکہ اگر یہ عالم قدیم ہوتا اس کی ابتداء ہوتی تو نہ فنا ہوتا اور نہ یہ تبدیل ہوتا۔

آخرت کا عقیدہ رکھنے اور اس کے بارے میں شرح صدر حاصل کرنے میں وہ بات ہے جو اللہ سے ڈرنے کی فضیلت پر ابھارتی ہے۔ اور یہ کہ دنیا کی طرف میلان کم رکھے۔ اور دنیا کی مصیبتوں اور غموں کو حقیر سمجھے۔ اور ان پر صبر کرے۔ اور خواہشات کے پریشان کرنے پر صبر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو جزاء اور ثواب ہے اس کے ساتھ یقین رکھے اور اس پر اجر کے حصول کی نیت و ارادہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين
لوگوں میں سے کچھ لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آخرت کے دن کے ساتھ بھی
حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔

اور ایک ارشاد ہے:

قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر۔ (البقرہ ۲۶)

جہاد کرو ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لائے۔

ان کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے حضرت ابن عمرؓ والی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں جب کہ آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ روایت کیا ہے۔ کہا آپ نے فرمایا تھا:

ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره۔

یہ کہ تو اللہ پر ایمان لا۔ اور اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ۔

اور تو ایمان لا انجلی اور بری تقدیر کے ساتھ۔

۳۵۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن محمد صوفی نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے۔ عبد الصمد بن فضل نے کہ

ہمیں حدیث بتائی ہے عبد اللہ بن یزید نے یحییٰ بن عمر سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بطور روایت مذکورہ حدیث ذکر فرمائی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کے ذریعے خبر دی ہے کہ وہ اس کو فنا کر دے گا جو کچھ دھرتی پر ہے۔ اور اس دھرتی کو دوسری دھرتی سے تبدیل کر دے گا اور یہ خبر دی ہے کہ سورج پلٹ دیا جائے گا اور سمندر آگ بنا دیے جائیں گے۔ اور ستارے بکھر جائیں گے آسمان پھٹ جائے گا، اور پگھلے ہوئے تانبے کی مثل ہو جائے گا۔ پھر ایسے پلٹ دیا جائے گا جیسے کوئی تحریر مٹتی جاتی ہے۔ اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اڑا کر نکمیر دے گا۔ اور چھوڑ دے گا زمین پھٹیں میدان۔ نہ دیکھوں گے اس میں کوئی نیلہ اور نہ ہی کوئی بلندی، اور یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ جیسے اس کے بارے حدیث شریف آئیگی ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اس کا قول برحق ہے۔

شیخ حلیمی نے فرمایا۔

کہ ”الساعة“ جس کا ذکر قرآن میں مکرر آیا ہے وہ دو طرح پر ہے۔

اول: دنیا کی سماعت میں سے آخری سماعت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مَرُوسُهَا

(اعراف ۷۸)

(اے پیغمبر یہ لوگ) آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔

یہ سوال اسی دنیا کی آخری سماعت کے بارے میں ہے۔ اس لئے کہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً

کہ وہ تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گی۔ (سورۃ اعراف ۷۸)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا

(الزمر ۲۳)

اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔

دوم: آخرت کی سماعت میں پہلی سماعت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

(سورۃ الزمر ۵۵)

جس دن سماعت (قیامت قائم ہوگی)۔

یعنی جس دن وہ لوگ اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں پڑے ہیں۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ

(مومنون ۵۵)

جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے۔ کہ وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔

اسی طرح روایات میں ارشاد ہے:

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ادْخُلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ

(نور ۴۶)

جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) کہ فرعونوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تحقیق قرآن اس بات کے ساتھ ناطق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی اور نہ ہی اس بات کو اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایک جانتا ہے۔

(اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر نہیں جانتے تھے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟)

بعثت انا والساعة کھاتین۔

میں بھیجا گیا ہوں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح (جیسے شہادت کی اور بیچ کی انگلی ملی ہوئی ہیں)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے آپ جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی (تو اس کا جواب یہ ہے) کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں میرے بعد قیامت ہی آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ قریب ہے اس لئے کہ اس کی اشراط میرے اور قیامت کے درمیان متواتر اور مسلسل ہوں گی۔ ہاں پہلی اور آخری شرط کے مابین کتنا وقت ہے۔ وہ نامعلوم ہے۔ ہم نے کتاب البعث والمنشور میں وہ تمام اخبار و احادیث ذکر کر دی ہیں جو قیامت اور اس کی علامات کی بابت وارد ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں ان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

ہم نے شعیب بن حمزہ سے۔ ابی زناد سے۔ اعرج سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت ضرور قائم ہوگی حالانکہ دو آدمی خرید و فروخت کرنے کے لئے کپڑے کے تھان کو پھیلائیں گے۔ وہ ابھی تک اس کا سودا کر کے تھان نہیں لپیٹ سکیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

قیامت ضرور قائم ہوگی۔ حالانکہ کوئی آدمی اپنے پانی کے حوض کو پلاستر کر باگا وہ اس سے پانی نہیں پی سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور قیامت ضرور قائم ہوگی۔

حالانکہ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر اونٹنی کے نیچے سے ہٹے گا وہ اسے پی نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ کھانے پینے بیٹھا ہوا بندہ قلمہ منہ کی طرف اٹھائے گا وہ اسے کھا نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

۲۵۵:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے آخری دو روایتوں کے بارے میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے۔ محمد بن خالد نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے بشر بن شعیب نے اپنے باپ سے پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو صحیح بخاری میں ابو الیمان سے اس نے شعیب سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم نے اس کو حدیث سفیان سے انہوں نے ابو زناد سے روایت کیا ہے۔ ❶

❶..... آخر الجزء الثالث من المخطوط يتلوه إن شاء الله الجزء الرابع "السامع من شعب الإيمان"

(۲۵۵)..... أبو الزناد : عبد الله بن ذكوان : والأعرج هو عبد الرحمن بن هرمز.

آخر جہ البخاری (۸۱/۱۳) فتح عن أبي الیمان. به، ومسلم (۲۲۷۰/۴) عن زهير بن حرب عن سفیان بن عیینہ عن أبي الزناد. به.

باب نمبر ۷

ایمان کا ساتواں شعبہ

موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے زمین سے نکل پڑنے پر ایمان

دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں قرآنی آیات بکثرت ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قرآن سے استدلال

(۱)..... زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا. (تغابن ۷)

جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔

(۲)..... قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم. (الباقیہ ۲۶)

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جان بخشتا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔

(۳)..... افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لاترجعون. (المومنون ۱۱۵)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ نہیں آؤ گے۔

حدیث سے استدلال

ہم نے مطر الوراق سے روایت کیا ہے اس نے عبد اللہ بن بریدہ سے اس نے یحییٰ بن یحمر سے اس نے حضرت ابن عمر سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ایمان کے بارے میں حضرت عمر کہتے ہیں کہ سائل نے کہا یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور پوری تقدیر کے ساتھ۔

۲۵۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن محمد اشانی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے مطر سے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

اور وہ مسلم شریف میں منقول ہے۔

مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے عقیدے کی تشریح

دوبارہ اٹھنے پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ اور ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ مردہ اجسام کے چورے کو اور ذرات کو دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے گا۔ اور ان کے وہ ذرات جو دریاؤں اور سمندروں میں بکھر گئے تھے، جو درندوں وغیرہ کے پیٹوں میں چلے گئے تھے جمع کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ انسان اپنی پہلی شکل و صورت پر کھڑا ہو جائے گا۔ پھر تمام انسانوں کو زندہ کر کے جمع کرے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ تمام لوگ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہوں گے چھوٹے بھی بڑے بھی۔ یہاں تک کہ وہ کچے ضائع ہونے والے حمل بھی جن کی خلقت مکمل ہو چکی تھی اور روح پڑ چکی تھی۔ اور وہ بھی جن کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تھی۔ یا روح نہیں پڑی تھی بالکل بھی وہ بھی اور تمام مردے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک جیسے ہیں۔

واللہ اعلم۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔ قیامت کی صفت کے بارے میں:

ان زلزلة الساعة شنى عظيم۔ يوم ترونها تذهل كل مرضعة عما ارضعت وتضع كل ذات حمل حملها۔ (الحج ۲)
بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے جس دن اس کو پہنچیں گے ہر دودھ بلانے والی ماں اپنے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ساقط کر دے گی۔

تحقیق ایتق

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) مذکورہ آیت میں مذکور حمل والیوں سے مراد وہ حمل والیاں ہیں۔ (جو حاملہ ہو گئی) تھیں اور ان کی دنیا میں وضع حمل نہیں ہوئی تھی۔ جب وہ زندہ کر کے اٹھائی جائیں گی تو قیامت کے ہولناکی کی وجہ سے اپنے ان حملوں کو ساقط کر بیٹھیں گی۔ پھر اگر وہ حمل دنیا میں زندہ تھے تو قیامت میں وہ ان کو زندہ ہی گرا دیں گی اور ان پر موت مگر نہیں آئے گی اور اگر وہ حمل دنیا میں اپنے تھے کہ ابھی ان میں روح نہیں پڑی تھی تو مائیں ان کو مردہ ہی گرا دیں گی جیسے وہ دنیا میں بے جان تھے۔ اس لئے کہ زندہ کرنا حیات کا اعادہ کرنا ہے اس کی طرف جو زندہ تھا پھر مار دیا گیا۔ اور جس کا دنیا کی زندگی میں کوئی حصہ نہیں تھا اس کا آخرت کی زندگی میں بھی کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

قرآن مجید سے زندہ ہو کر اٹھنے کا اثبات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی کئی آیات میں بعث بعد الموت کے اثبات کو ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک آیت یہ بھی ہے۔

(۱)..... اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم (یس ۸۰)

کیا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین (جیسی بڑی بڑی مخلوقات) پیدا فرمائیں کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان انسانوں کو پہلے کی طرح پیدا کر ڈالے۔

اور ارشاد فرمایا:

(۲)..... اولم یروا اللہ الذی خلق السموات والارض ولم یعی بخلقہن بقادر علی

ان یحیی الموتی؟ بلی انه علی کل شئی قدیور۔ (احقاف ۳۳)

کیا ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ وہ اللہ جس نے زمین آسمان بنائے اور وہ ان کو بنانے میں تھکا بھی نہیں وہ اس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے ہاں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کرنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے ارض و سماء کو پیدا کرنے کی تمثیل سے ثابت فرمایا ہے حالانکہ وہ اپنے جسم کے اعتبار سے انسانوں سے بہت بڑے ہیں (تو جو ذات اتنی بڑی حقوق پیدا کر سکتی ہے اس کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا شکل ہو سکتا ہے۔

تخلیق اول سے دوسری تخلیق پر استدلال

اور ارشاد ہے:

(۳)..... قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاء ہا اول مرة وہو بکل خلق علیم۔ (یس ۷۸)

کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ آپ فرمادیتے ہیں وہی ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلی تخلیق کو دوسری تخلیق کے لئے دلیل بنایا ہے کیونکہ یہ بالکل اسی جیسی ہے۔ پھر مزید ارشاد فرمایا:

سرسبز درخت سے آگ کی تخلیق سے قدرت پر احیاء اموات پر استدلال۔

الذی جعل لکم من الشجر الا خضر ناراً فاذا انتم منه توقدون. (یس ۸۰)

اور وہ وہی ذات عالی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا فرمائی ہے اور تم اسی سے آگ جلاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے آگ کے ظہور کو آگ کی حرارت اور خشکی کے باوجود اور درخت کے سرسبز ہونے اور تروتازہ ہونے کے باوجود۔ پیدا کرنے کو دلیل بنایا ہے پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں میں نئی حیات پیدا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی کئی کئی آیات کے اندر مردوں کو زندہ کرنے پر زمین کی مثال دے کر ہم لوگوں کو متنبہ فرمایا ہے۔

کہ زمین زندہ ہوتی ہے اور پودے اور کھیت کی نشوونما کرتی ہے اور پھل دار کرتی ہے، پھر وہ مرجاتی ہے اور ایسی ہو جاتی ہے کہ اب وہ بالکل کچھ نہیں آگائے گی اسی طرح ایک عرصہ تک لوگوں کے قدموں تلے روندی جاتی رہتی ہے پھر اس پر جب پانی پڑتا ہے تو پھوٹی اور حرکت کرتی ہے اور پھر زندہ اور آباد ہو جاتی ہے اور پھر سب چیز کو اگاتی اور اس کی نشوونما کرتی ہے۔ حالانکہ اس سارے عمل میں اس کی موت و حیات پھر موت پھر حیات کا فاعل حقیقی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ اس تسلسل پر قادر ہے تو اس کو کون سی چیز عاجز کر سکتی کہ وہ انسان کو مار دینے اور زندگی کے تمام آثار چھین لینے کے بعد پھر دوبارہ اس کو زندہ کر دے اور پھر ویسا ہی بنادے جیسا کہ وہ پہلے سے تھا۔ اور اسی خالق و مالک نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے نطفہ کے زندہ کرنے پر جو کہ بے جان تھا پھر اسی نے اس سے زندہ اور چلتا پھرتا انسان بنادیا لہذا اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

کیف تکفرون بالله وکنتم امواتاً فاحیا کم. (البقرہ ۲۸)

تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرو گے حالانکہ تم بے جان تھے سو اسی نے تمہیں جان بخش دی۔

یعنی باپ کی پشتوں اور ماں کے رحموں میں نطفہ تھے اسی سے تمہیں اس نے چلتے پھرتے کام کاج کرتے انسان بنادیا۔ اور ارشاد فرمایا:

الم نخلقکم من ماء مہین. فجعلناہ فی قرار مکین الی قدر معلوم. فقد رنا فنعم القدرون. (المرسلۃ ۲۰-۲۳)

کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر سے پانی سے نہیں بنایا؟ ہم نے اس پانی کو ایک محفوظ جگہ میں ایک خاص وقت تک ٹھہرایا سو ہم نے (اس کے تمام مراحل) کا ایک خاص انداز مقرر فرمایا اور ہم ہی بہتر اندازے اور قدرت کے مالک ہیں۔

اس نے انسانوں کو آگاہ کر فرمایا کہ جب وہ باپ کی پشت سے نطفہ کو نکالتا ہے تو وہ بے جان ہوتا ہے مردہ ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کو رحم مادر میں زندہ کرتا ہے۔ جس کو پیدا کرنا ہوتا ہے اس سے پیدا کرتا ہے اور اس میں حیات کی ترکیب کرتا ہے، یہ مردہ اور بیجان کو زندہ کرنا روزمرہ کے لوگوں کے مشاہدہ میں ہے جو ذات اس زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔ وہ اس بات سے عاجز نہیں ہے کہ وہ اس کو موت دے دے پھر وہ اس کو دوبارہ زندہ کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو ایک دوسری آیت میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور ارشاد ہوا۔

تخلیق انسان، اور تخلیق شجر اور کھیت سے مسئلہ بعث بعد الموت پر استدلال

الم یک نطفة من منی یمنی. ثم کان علقۃ فخلق فسوی. فجعل منه الزوجین الذکر والانثی

الیس ذالک بقدر علی ان یحیی الموتی. (القیامہ ۳۷-۴۰)

کیا انسان (پانی کی بوند یعنی) نطفہ نہیں تھا منی کا جوڑ کیا گیا؟ پھر وہ خون کی پھنگی تھا سو اس کو اللہ تعالیٰ نے متناسب اعضا والا بنایا۔ پھر اس سے مرد اور عورت کے جوڑے بنائے کیا وہ اللہ (جو ان تمام امور پر قادر ہے) کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اس مسئلہ بعث بعد الموت پر دانہ اور گٹھلی کی پیدائش کے ساتھ متنبہ فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

ان الله فالق الحب والنوی. یشخرج الحی من المیت (انعام ۹۵)

جب کہ اللہ تعالیٰ دانہ اور گٹھلی کو (اگانے کے لئے) چیرتا ہے، وہی زندہ چیز کو بے جان چیز سے پیدا کرتا ہے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ دانہ جب پورا ہو جاتا اور پک کر سوکھ جاتا ہے اور اس کے بڑھنے کے چانس ختم ہو جاتے ہیں یہی حال گٹھلی کا ہے کہ وہ بھی جب بڑی ہو کر بڑھنے سے رک جاتی ہے اور سوکھ جاتی ہے تو یہ دونوں چیزیں مردہ اور بے جان ہوتی ہیں، پھر جب دونوں کو زندہ اور تازہ زمین میں امانت رکھا جاتا ہے تو انہیں سے لمبے لمبے کھجور کے درخت اور لہلہاتے کھیت پیدا ہوتے ہیں جو کہ بڑھتے اور نشوونما پاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی حد انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ اسی تمثیل میں داخل ہے اندا ابھی کہ وہ جب اندا دینے والی چیز سے جدا ہو جاتا ہے تو اس پر بھی موت کا اور بے جان ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسی مردہ و بے جان اندے سے زندہ اور جاندار پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نے کبھی غور فرمایا کہ یہ کہ یہ سب کچھ کیا ہے یہی ہے مردہ کو زندہ کرنا بے جان کو جاندار بنانا اور یہ امر ایسا ہے جو سب کے نظروں کے سامنے ہے سب کے مشاہدے میں ہے اور اس کا علم یہ یہی ہے جس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے۔ یہی دلیل ہے اس بات کی کہ جو ذات یہ مذکورہ تصرف کرتی ہے وہی ذات تمام انسانوں کو قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے حساب و کتاب کے لئے اپنے سامنے لا کھڑا کرے گی جس طرح اس کے لئے یہ مذکورہ امور کچھ مشکل نہیں ہیں بلکہ آسان ہیں اسی طرح اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا بھی کچھ مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے مسئلہ بعث پر استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو مردوں کے زندہ کرنے پر اس واقعہ کے ساتھ آگاہ فرمایا ہے جب اس نے ابراہیم علیہ السلام کو مردہ چیزوں کو زندہ کر کے دیکھایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی اطلاع ہم لوگوں کو قرآن مجید میں دی ہے۔ اور اس واقعہ کو تمام اہل ملل نے نقل کیا ہے۔

مسئلہ بعث بعد الموت پر حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت کو حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ مطلع فرمایا ہے جب وہ ایک ویران اور تباہ شدہ بستی سے گذرے تھے اور وہ بستی اپنی چھتوں پر گر چکی تھی۔ ازراہ تعجب یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کہاں؟ اس کو زندہ کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سو سال تک موت کی نیند سلا دیا۔ پھر ان کو زندہ کر کے اٹھایا۔

مسئلہ بعث بعد الموت قوم عمالقہ کے ہزاروں افراد کی موت پھر زندگی سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت کو ہمارے لئے اس واقعہ کی تفصیل بیان فرما کر واضح فرمایا کہ جب بنی اسرائیل یا قوم عمالقہ کے

ہزاروں لوگ موت کے خوف سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگے تھے (مگر موت نہیں ملتی اپنے وقت پر آ جاتی ہے) اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم سب مر جاؤ لہذا وہ مر گئے پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے یہ واضح فرمایا جیسے میں نے ان ہزاروں کو زندہ کیا اسی طرح تمام اموات کو زندہ کروں گا۔

مسئلہ بعث بعد الموت پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے واقعہ سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت پر ہمیں آگاہی فرمائی ہے موسیٰ علیہ السلام کے ساحروں کے ساتھ مناظرے والے واقعہ کے ساتھ کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا لکڑی تھی اللہ نے اس کو سانپ بنا دیا۔ پھر پھر اللہ کے حکم سے اس کو موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہ لکڑی بن گئی۔ یعنی لکڑی کا سانپ کے ساتھ بدل جاتا پھر سانپ کا لکڑی سے بدل جانا پھر جادوگروں کے مقابلے کے وقت اس کا سانپ بن جانا اس کے بعد اس کا لکڑی بن جانا۔ اس واقعہ کو نقل کرنے میں تمام اہل ملک شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ جو اللہ ایک چیز کی مابین بدل دینے پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتا؟

بعث بعد الموت پر واقعہ اصحاب کہف سے استدلال

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے واقعہ سے مسئلہ بعث بعد الموت پر دلیل قائم فرمائی ہے۔ جن کے کانوں پر اللہ تعالیٰ نے تین سو سال کے عرصہ سے زیادہ عرصہ تک مہر مار دی (یعنی موت کی نیند سلا دیا) پھر ان کو زندہ کیا تا کہ ان کا قوم ان کے حالات پر مطلع ہونے کے بعد اس بات پر دلیل پکڑیں کہ وہ ان کو جس مسئلہ بعث بعد الموت سے ڈراتے رہے وہ حق ہے اور لا ریب ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ”البعث والمنشور“ کے شروع میں اس مسئلہ کی شرح و تفصیل میں بہت سے ارشاد بھی نقل کر دیئے ہیں۔

ایمان کا آٹھواں شعبہ ”ایمان بالحشر“

قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا دھرتی کے اس مقام پر جمع ہونا
جوان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)

جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا لوگ میدان حشر میں کھڑے رہیں گے۔ جب وہ وقت آجائے گا جب اللہ تعالیٰ ان سے حساب لینے کا ارادہ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اور تمام اعمال نامے لائے جائیں گے جو کرنا کاتبین نے لکھے تھے لوگوں کے اعمال کے بارے میں۔ اور وہ لوگوں کو اس طرح دیئے جائیں گے کہ بعض کو سیدھے ہاتھ میں اور بعض کو لٹے ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے جن کو سیدھے ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے وہ سعید اور خوش نصیب ہوں گے۔ اور جن کو بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے ملیں گے وہ شقی اور بد نصیب ہوں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الا یظن اولئک انہم مبعوثون لیوم عظیم. یوم یقوم الناس لرب العلمین. (المطففین ۴-۵)

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے یعنی ایک بڑے سخت دن میں جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے اور واضح فرمایا کہ اس دن قیام کے علاوہ ان کی اور کوئی حالت نہ ہوگی۔

قیامت میں لوگوں کا پسینے میں ڈوبنا

۲۵۷:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ حسن علوی نے خبر دی ہے ہمیں ابو حامد نے اور وہ ابن شریقی ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ ذہلی نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ میرے والد نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ نافع نے یہ کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

یقوم الناس یوم القیمۃ لرب العالمین حتی یرغیب احدہم فی رشحہ الی انصاف اذنیہ

قیامت کے دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان اپنے کانوں کے

نصف تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔

امام مسلم نے صحیح میں حدیث یعقوب سے اس کو روایت کیا ہے۔

قیامت میں سورج کا قریب ہو جانا

۲۵۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو بکر بن عبد اللہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے۔ ہمیں حدیث بیان کی حکم بن موسیٰ نے، ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حمزہ نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر سے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے سلیم بن عامر

نے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی مقدار بن اسود نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے قریب ہوگا جیسے ایک تہائی فرسنگ یا جیسے سرمہ کی سلائی۔ سلیم بن عامر نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ نے میل سے کیا چیز مراد لی ہے لیکن زمین کی مسافت یا سرمہ کی سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے۔ فرمایا کہ لوگ اپنے پسینے میں اپنے اعمال کے حساب سے غرق ہوں گے۔ بعض ان میں سے اپنے ٹخنوں تک، بعض گھٹنوں تک، بعض اپنی کمر تک اور بعض لگام لگائے جائیں گے پسینے کی یعنی منہ تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ مقدار نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ تک پسینے کا اشارہ کیا، اس کو مسلم نے صحیح میں حکم بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس سلسلے میں تمام احادیث کتاب البعث میں ذکر کر دی ہیں۔

اعمال نامہ سب کے گلے میں لٹکا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وکل انسان الزمہ طائرہ فی عنقه ونخرج له يوم القيمة کتابا یلقہ منشوراً اقرا
کتابک کفا بنفسک الیوم علیک حسیباً . (سورۃ اسراء، ۱۳-۱۲)

ہر انسان کے اعمال کا پرچہ (بصورت کتاب) ہم نے اس کی گردن میں لٹکا دیا ہے۔ ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک تحریر (وہ کتاب) نکالیں گے، جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ کہا جائے گا پڑھ لے تو اپنی کتاب تیرے نفس کے ساتھ تو ہی آج حساب کرنے والا کافی ہے۔

اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں

ایک اور ارشاد ہے:

ان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون مات فعلون . (انفطار، ۱۰)
بے شک تمہارے اوپر محافظ مقرر ہیں جو عزت والے نشی ہیں، وہ جانتے ہیں تم جو کچھ کر رہے ہو۔

ہر بات کو فرشتے لکھتے ہیں

اور ارشاد ہے:

عن الیمین وعن الشمال قعیذ . ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید
دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہیں لکھ رہے ہیں۔ انسان کسی بھی بات کا تلفظ نہیں کرتا مگر اس کے پاس نگران تیار بیٹھا ہے۔

اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے

اور ارشاد ہے:

هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون (الباقیہ- ۲۹)
یہ (کتاب) ہماری تحریر ہے جو تمہارے اوپر سچ سچ بولتی ہے۔ بے شک ہم لکھ لیا کرتے تھے جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ جو لوگ اپنے اعمال نامے پڑھیں گے تو وہ یہ کہیں گے:

مالہذالکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا (الکہف: ۲۹)

کیا ہوا اس کتاب کو نہ کسی چھوٹی کو چھوڑتی ہے نہ کسی بڑی بات کو بلکہ سب کو اس نے محفوظ کر رکھا ہے۔

اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں ملا تو حساب آسان ہوگا ورنہ مشکل ہوگا

جس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا:

ھا و اقروا کتابہ انی ظننت انی ملاق حسابیہ فہو فی عیشۃ راضیۃ فی جنة عالیہ (الحاقہ: ۱۹-۲۳)

آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو میں یقین رکھتا ہوں کہ میں اپنے حساب کو ملنے والا ہوں۔ پس وہ شخص خوشی کی زندگی میں بہشت بریں میں ہوگا۔

و اما من اوتی کتابہ بشمالہ فبقول یالیتی لم اوت کتابیہ ولم ادر ما حسابیہ یالیتھا کانت القاضیۃ (الحاقہ: ۲۵-۲۷)

بہر حال جس شخص کو کتاب (اعمال نامہ) بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا ہائے افسوس کہ میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور میں یہ بھی نہ

جان سکتا ہے کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش وہی موت ہی مجھ سے نہ لیتی۔ (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مر چکا ہوتا)۔

فاما من اوتی کتابہ بيمينہ فسوف یحاسب حساباً سیراً ۱۱ ینقلب الی اہلہ مسروراً

و اما من اوتی کتابہ وراء ظہرہ فسوف یدعوا ثبورا ۱۲ ۱۱ ویصلی سعیرا (سورۃ الشقاق: ۷-۱۲)

بہر حال جو شخص کہ اپنا اعمال نامہ اس کو سیدھے ہاتھ میں دیا گیا عنقریب آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش

لوٹے گا۔ بہر حال جس شخص کو اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا وہ عنقریب ہلاکت (موت) کو پکارے گا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

لوگ جب ان صحیفوں کے ذریعے اپنے اپنے اعمال پر مطلع ہو جائیں گے تو انہیں کے ذریعے سے حساب لئے جائیں گے۔ یہ شاید اس لئے

ہوگا کہ لوگ جب قبروں سے اٹھیں گے تو انہیں اپنے اپنے اعمال یاد نہیں ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یوم یبعثہم اللہ جمیعاً فینبہم بما عملوا احصاہ اللہ ونسوہ (مجادلہ: ۶)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا پس خبر دے گا ان کو اس کی جو کچھ انہوں نے اعمال کئے تھے۔ اللہ نے ان کو یاد دار

محفوظ کر رکھا تھا اور وہ اس کو بھول چکے تھے۔ لہذا جب وہ ان اعمال کو یاد کر کے ان سے واقف ہو جائیں گے، ان کے بارے میں

حساب لئے جائیں گے۔

اور محاسبہ کی کیفیت کے بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں، جنہیں ہم نے اپنی کتاب البعث والمنشور میں ذکر کر دیا ہے۔ بعض ان میں

سے یہ ہیں:

لوگو آگ سے بچو اگر چہ آدھی کھجور سے ہو

۲۵۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن عمرو زاز نے کہ انہیں حدیث بیان کی ہے

عبداللہ بن محمد بن شاکر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسامہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے چشمہ بن

عبدالرحمن سے، انہوں نے عدی بن حاتم سے، انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے۔ اللہ کے اور بندے کے درمیان نہ کوئی پردہ حائل ہوگا اور نہ ہی کوئی ترجمان

ہوگا۔ چنانچہ انسان اپنے دائیں طرف دیکھے گا مگر کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ سوائے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ پھر بائیں جانب دیکھے گا مگر کچھ

بھی نظر نہیں آئے گا سوائے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ آگے دیکھے گا تو آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ لوگو آگ سے بچو اگرچہ کچھ اور کے آدھے دانے کے ساتھ ہی سہی۔ اس کو بخاری نے صحیح میں۔ یوسف بن ابی موسیٰ بن ابی اسامہ نے نقل کیا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مکلفین کا حساب خود لگے گا اور اسب کو ایک ساتھ مخاطب کرے گا۔ ایک کے بعد ایک اور باری باری خطاب نہیں کرے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ہاں اہل رحمت کے ساتھ اس کی ہمکلامی ان کی بشارت و کرامت میں اضافہ کرے گا اور اہل عذاب کے ساتھ ہمکلامی ان کی حسرت اور ان کے خسارے میں اضافہ کرے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم اعهد اليكم يا بني ادم الاتعبدوا الشيطان انه لكم عدو مبين (یس۔ ۶۰)

اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔

علاوہ اس کے جتنے کتاب و سنت میں ارشادات آئے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخلوق کے محاسبہ کرنے کا حکم دیں گے وہ اللہ کے حکم کے ساتھ حساب لیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل ایمان کے حساب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لیں گے اور کفار کا حساب فرشتوں کے ذمے لگائیں گے۔ اور ظاہر کتاب و سنت جس چیز پر دلالت کرتے ہیں وہ وہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس بارے میں تمام اقوام میں سے صحیح ترین قول کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ جب حساب و کتاب مکمل ہو جائے گا تو پھر اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اس لئے کہ وزن کرنا جزا عطا کرنے کے لئے ہے۔

ابو یوسف زاہد کا قول:

۲۶۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبد اللہ سعد بن ابراہیم عبدوی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا ابراہیم بن ابی طالب سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا اسحاق بن ابراہیم بن خالد خنظلی سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا اپنے والد سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا ابوسفیان زاہد سے: وہ کہتے تھے میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ہمارے حساب کی ذمہ داری غیر اللہ کے ذمہ ہے۔ اس لئے کہ کریم ذات ہی درگزر کرے گی۔

فرشتے کیا معاف کر سکتے ہیں؟

۲۶۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی ہے حسین بن عمرو نے یحییٰ بن ہمان سے، انہوں نے کہا سفیان ثوری نے کہا: میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ میرا حساب میرے والد کے سپرد ہو، اس لئے کہ میرا رب میرے لئے میرے والد سے بہتر ہے۔

”امام بیہقی کا قول“:

امام بیہقی فرماتے ہیں:

مذکورہ مفہوم ایک مسند حدیث میں مروی ہے۔ لیکن قوی خیال ہے کہ وہ موضوع روایت ہے۔ میں نے اس کے نقل کرنے کی جسارت نہیں کی تھی۔ پھر میں نے اسے مذکورہ حضرات کے ہاں شہرت کی بناء پر نقل کیا ہے۔ میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

ایک متروک الحدیث راوی سے اعرابی کا واقعہ

۲۶۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ”التاریخ“ میں کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابو محمد حسن بن محمد بن اسحاق کے زہری نے، اس نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمد زکریا غلابی نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد عمیمی نے، انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے میرے والد نے اپنے چچا سے، انہوں نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمن سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ مخلوق کا حساب کون لے گا قیامت کے دن؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوب جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔ اعرابی نے سوال کیا واقعی اللہ تعالیٰ حساب لے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، ہاں اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔ تو اعرابی نے کہا، رب کعبہ کی قسم پھر ہم نجات پا جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، اعرابی وہ کیسے؟ اعرابی نے جواب دیا، اس لئے کریم جب قادر ہے تو وہ معاف کر دے گا۔

۲۶۳..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن علی بن علی بن محمد مقرئ اسفرائینی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے، پھر اس نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل بات ذکر کی ہے۔ اس میں محمد بن زکریا غلابی کا تفرّد ہے۔ عبید اللہ بن محمد بن عائشہ سے اور غلابی خود بھی متروک الحدیث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ محاسبہ انبیاء اور شہداء کی شہادت کے ساتھ ہوگا۔

ارشاد فرمایا:

۱..... و جئ بالنبيين والشهداء وقضى بينهم بالحق وهم لا يظلمون (الزمر ۶۹)

انبیاء اور شہداء کو لایا جائے گا اور لوگوں کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

قیامت میں رسولوں اور امتیوں سے ایک دوسرے کی بابت سوال ہونا ہے

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

۲..... فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجنابك على هؤلاء شهيدا (النساء ۴۱)

اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ان پر بطور گواہ لائیں گے۔

اس دوسری آیت میں لفظ شہید یعنی گواہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس لئے کہ ہر امت کا گواہ اس امت کا اپنا نبی ہوگا اور پہلی آیت میں شہداء یعنی گواہوں سے مراد ظاہر یہی ہے کہ اعمال کے لکھنے والے فرشتے و کتاب مراد ہیں۔ ہر امت اور اس کا رسول حاضر کیا جائے گا اور قوم سے سوال کیا جائے گا کہ:

ماذا احببتم المرسلين؟

(۲۶۲)..... أخرجه ابن النجار كما في كنز العمال (۳۹۷۹) عن أبي هريرة

(۲۶۳)..... ميزن الاعتدال (۵۵۰/۳) رقم ۷۵۳۷ قال الذهبي: محمد بن زكريا الغلابي البصري الأخباري أبو جعفر عن عبد الله بن رجا الغداني وأبي الوليد والطبقة وعنه أبو القاسم الطبراني وطائفة وهو ضعيف وقد ذكره ابن حبان في كتاب الثقات وقال: يعتبر بحديثه إذا روى عن ثقة وقال ابن منده تكلم فيه وقال الدراقطني يضع الحديث.

تم لوگوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟

اور رسولوں سے پوچھا جائے گا کہ:

ماذا اجبتم؟

تمہیں امتیوں سے کیا جواب ملا تھا۔

اللہ کے رسول جواب دیں گے:

لاعلم لنا انک انت علام الغیوب (مائدہ ۱۰۹)

ہمیں کوئی علم نہیں، بے شک تو ہی غیب کو جاننے والا ہے۔

(اس آیت کا مطلب ہے کہ) گویا کہ انبیاء و رسول بھول چکے ہوں گے کہ لوگوں نے ان کو کیا کیا جواب دیئے تھے اور ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت بیٹھ چکی ہوگی۔ لہذا اسی ساعت میں وہ جواب بھول جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو مضبوط اور ثابت قدم بنائیں گے اور ان کے لئے یادداشت بیان فرمائیں گے، لہذا پھر وہ اس بات کی شہادت دیں گے جو ان کی امتوں نے ان کو جواب دیئے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

بے شک بعض امت اپنے رسول کو جھٹلا دے گی اور کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

امت محمدیہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید

۲۶۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب فرماتے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں کے پاس پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کریں گے، جی ہاں، میں نے پہنچا دیا تھا۔ لہذا آپ کی امت کو طلب کیا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس نہ ہی کوئی ڈرانے والا آیا تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے پاس آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ آپ کے گواہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میرے گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی امت ہے۔ پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ تم لوگوں کو (اے امت محمدیہ) لایا جائے گا اور تم لوگ یہ گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچایا تھا، یہی بات مذکور ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے اندر:

و کذالک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شهداء علی الناس ویكون الرسول علیکم شہیداً (البقرہ ۱۸۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو جائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے، جعفر بن عون سے۔ اور اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ابو اسامہ نے اعمش سے اور روایت کیا ہے اس کو ابو معاویہ نے اعمش سے۔ انہوں نے حدیث میں فرمایا:

کوئی نبی قیامت کے دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ صرف تین امتی ہوں گے اور بعض کے ساتھ چار امتی ہوں گے۔ بعض کے ساتھ صرف دو امتی ہوں گے۔ یہاں تک کہ کوئی نبی ایسا بھی آئے گا جس کے ساتھ ایک بھی امتی نہیں ہوگا۔ ان نبیوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ لوگوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے، جی ہاں، ہم نے پیغام پہنچایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ان کی قوم کو بلاایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا ان نبیوں نے تمہیں اللہ کا پیغام دیا تھا۔ وہ منع کر دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر نبیوں سے پوچھا جائے گا کہ کون تمہارے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ نبی جواب دیں گے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلائی جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی گواہی دیں گے کہ ان نبیوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا (اس لئے کہ یہ امت قرآن مجید میں تمام نبیوں کے تبلیغ کرنے کی وضاحت پڑھ چکے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس امت کے لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہے کہ نبیوں نے اپنی امتوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ لہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جواب دیں گے کہ ہمارے پاس ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب لے کر آئے تھے اور انہوں نے ہمیں یہ خبر دی تھی کہ نبیوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں کو دیا تھا۔ لہذا ہم نے اس کی تصدیق کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی بات اللہ کی کتاب میں اس آیت میں ہے:

و كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرہ ۱۴۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر آخر الزمان تم پر گواہ بنیں۔

۲۶۵..... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے، پھر اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اعمال کے صحیفے اور فرشتے گواہ ہوں گے

یہ تو وہ تفصیل تھی جو نبیوں اور ان کی امتوں کے مابین سوال و جواب اور شہادت اور گواہوں کے بارے میں تھی۔ باقی رہا ہر قوم کا انفرادی طور پر معاملہ تو ہر امت اور ہر قوم پر انفرادی طور پر گواہ ان کے اعمال کا صحیفہ ہوگا اور اس کے کاتب فرشتے یعنی اعمال لکھنے والے گواہ ہوں گے۔ اس لئے کہ ہر شخص کو دنیا میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ اس پر دو فرشتے مقرر ہیں، جو اس کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کو لکھ لیتے ہیں۔ (لہذا وہ فرشتے گواہی دیں گے اور ان کی وہ تحریر اور اعمال نامے کے صحیفے شہادت دیں گے)۔ اس کے علاوہ انسانی اعضاء و جوارح بھی اپنے خلاف گواہی دیں گے۔

اپنے اعضاء کے انسان کے خلاف شہادت دینے کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔

انسان کے خلاف اس کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے

ارشاد ہوا:

۱..... یوم تشهد علیہم السنتہم وایدیہم وارجلہم بما کانوا یعملون (النور ۲۴)

(قیامت کا دن وہ ہوگا) جس دن (لوگوں کے خلاف) ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیر گواہی دیں گے جو کچھ وہ عمل کر رہے تھے۔

نیز ارشاد باری ہے:

۲:.....وما کنتم تسترون ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم

ولکن ظننتم ان اللہ لایعلم کثیرا مما تعملون (نسلۃ ۲۲)

اور تم اس بات کے خوف سے تو پر دہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے، بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر نہیں ہے۔

۳:.....وقالوا للجلودہم لم شہدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطلق کل شیء (نسلۃ ۲۱)

وہ اپنے چمڑوں (یعنی اپنے اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی ہے؟ وہ کہیں گے کہ جس اللہ نے سب چیزوں کو گویائی بخشی، اسی نے ہم کو بھی گویائی دی (اور گواہی دینے کا حکم دیا)۔

۴:.....الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم وشہد ارجلہم بما کانو یکسبون (یس ۲۵)

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا کر بند کر دیں گے اور ہم ان کے ہاتھوں کو بلوائیں گے اور ان کے پیر گواہی دیں گے اس کی جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ہم نے حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر خود فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ بندے کے اپنے رب سے مخاطب ہونے سے، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب کیا آپ مجھے ظلم سے پناہ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جی ہاں ضرور۔ بندہ کہے گا میں اپنے نفس پر بخشش نہیں کرتا مگر گواہ کے ساتھ جو مجھ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

کفی بنفسک الیوم علیک شہیداً وبالکرام الکاتبین شہوداً

تو آج اپنا آپ ہی کافی ہے گواہ اور کراما کاتبین فرشتے گواہ ہیں۔

پھر اس کے مکملہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بولو، سووہ اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گے۔ پھر بندے اور کلام کے مابین تخلیق کر دیا جائے گا۔ پھر بندہ کہے گا دوری ہو، دوری ہو، میں تمہارا ہی تو دفاع کرتا تھا۔

۲۶۶:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اخطب صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی نصر نے اجمعی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے عبید بن مکتب سے، انہوں نے فضیل بن عمرو سے، انہوں نے شعیبی سے، انہوں نے انس بن مالک سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔ امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں ابو بکر بن نصر سے روایت کیا ہے۔

ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے سے ملیں گے اور فرمائیں گے کہ اے فلاں بن فلاں، کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی؟ اور تجھے سرداری دی، تجھے جوڑا بنایا، تیرے اونٹ اور گھوڑے تابع فرما کر دیئے، جن کی گردن جھکا کر تم ان پر سوار ہوتے ہو اور اس سے اپنی حفاظت کا سامان کرتے ہو۔ بندہ جواب دے گا، جی ہاں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا کیا یہ یقین تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ بندہ عرض

کرے گا کہ نہیں، میرا یہ خیال نہیں تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج میں تجھے اس طرح بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر دوسرے بندے سے ملیں گے، اس سے بھی پہلے جیسے سوال و جواب کریں گے۔ وہ بھی اسی طرح جواب دے گا۔ پھر تیسری شخص سے ملاقات کریں گے اور اس کے ساتھ بھی پہلے دو کی طرح سوال و جواب کریں گے، مگر وہ جواب میں یہ کہے گا کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیری کتاب کے ساتھ اور تیری رسول کے ساتھ اور میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقہ کئے۔ اس سے کہا جائے گا کہ اب ہم تیرے اوپر اپنا گواہ اٹھائیں گے۔ وہ انسان دل ہی دل میں سوچے گا کہ کون میرے اوپر کوئی شہادت دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو بول۔ لہذا اس کی ران بولے گی اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈی اس کے عمل کے بارے میں کہ اس نے کیا کیا۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے نفس سے مجبور ہو جائے اور یہ وہی منافق ہوگا اور یہ وہی شخص ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

۲۶۷:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اُتق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذکورہ حدیث۔ اور یہی حدیث مسلم میں بھی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ قیامت میں بعض لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں شہادت دیں گی (اور بعض لوگ اپنے غلط اعمال سے) انکار کریں گے تو ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور ان کے خلاف ان کے اعضاء و جوارح گواہی دیں گے۔ عین ممکن ہے کہ یہ انکار منافقین کی طرف سے ہو اور جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ منافقوں کی طرف سے ہو اور تمام کافروں کی طرف سے ہو جن کے باری میں اللہ چاہے گا کہ جب وہ دیکھیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہوں کو معاف فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی گناہ بڑا نہیں ہے جس کو وہ نہ بخشیں، سوائے شرک کے تو یہ لوگ آپس میں کہیں گے کہ ہمارا رب گناہوں کو معاف فرما رہا ہے، لیکن شرک معاف نہیں کر رہا، لہذا اسب آجاؤ ہم مل کر کہیں گے کہ ہم لوگ گناہ گار تھے، لیکن شرک نہیں تھے۔ جب وہ شرک کو چھپائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ ان کے منہ پر مہر کر دو، لہذا ان کے منہ سیل بمہر کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پیر شہادت دیں گے کہ وہ شرک کرتے تھے اور فلاں فلاں عمل کرتے تھے۔ اب شرک سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی، یہی ارشاد باری ہے اس آیت میں:

يَوْمَئِذٍ يُؤْذِنُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرُّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا (النساء ۴۲)

قیامت کے دن کافروں اور رسول کے نافرمان چاہیں گے کہ کاش کہ ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔

اور ابھی مفہوم ہے اس حدیث کا جسے ہم نے روایت کیا ہے سعید بن حبیب سے ابن عباس سے کہ وہ اس بارے میں سوال کئے گئے تھے تو انہوں نے یہی ذکر فرمایا۔

گناہگاروں کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے گی

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ زلزلت میں ارشاد فرمایا کہ:

یومئذ تحدث اخبارها (زلزلۃ ۴)

قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔

ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کر چکے ہیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں زمین اس عمل کی شہادت دے گی جو اس کی پیٹھ پر کیا تھا، لہذا وہ اس طرح کہے گی کہ اس انسان نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، یہی ہیں اس کی خبریں جن کے بیان کرنے کی خبر قرآن نے دی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث ایسی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل ایمان کی کثیر تعداد جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے اور کثیر تعداد بڑا آسان حساب لئے جائیں گے اور کثیر تعداد سخت حساب لئے جائیں گے۔

وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے

۲۶۸..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو جعفر بن علی بن جیم شیبانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غرہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فضیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمین نے کہ میں نے سنا تھا سعید بن جریر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ گھر میں چلے گئے اور ان کے بارے میں کوئی وضاحت نہ فرمائی۔ لوگوں نے اپنی اپنی قیاس آرائیاں کیں اور بولے کہ ہم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں، ہم نے اللہ کے رسول کی اتباع کی ہے، وہ لوگ ہم میں ہوں گے یا ہماری وہ اولادیں ہوں گی جو اسلام میں پیدا ہوئیں، ہم تو جاہلیت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے کبھی داغ نہیں دلوائیں ہوں گے، جنہوں نے کبھی جادو منتر نہیں کروائے ہوں گے، جنہوں نے کبھی بدشگونئی و بدفالی نہیں پکڑی ہوگی بلکہ محض اپنے رب پر توکل کئے ہوں گے۔ (یہ سن کر) حضرت عکاشہ بن محسن نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں سے ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں تو ان میں سے ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی نے کہا، کیا میں بھی ان میں سے ہوں گا یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے اس اعزاز کے ساتھ سبقت لے گئے ہیں۔

مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

اور بخاری نے اس حدیث کو عمران بن میسرہ سے، انہوں نے ابن الفضیل سے روایت کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ہزار کا داخلہ

اور ہم نے اس حدیث کو عمر بن حزم سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے تین دن تک نظروں سے اوجھل رہے۔ صرف فرض نماز کے لئے باہر آتے تھے، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کریں گے۔ میں نے گزشتہ تین روز میں مزید لوگوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخلہ کی التجا کی ہے تو میں نے اپنے رب کو، پالنے والا، مجد و بزرگی والا اور کرم کرنے والا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر ہزار میں سے ہر ایک بندے کے ساتھ ستر ہزار کی تعداد جنت میں بغیر حساب کے داخلہ کے لئے دیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عرض کی اے رب میری امت اتنی بڑی تعداد کو پہنچ جائے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے لئے یہ تعداد اہل دیہات سے مکمل کروں گا۔

ہم نے اس روایت کو کتاب البعث والنشور میں بھی درج کیا ہے۔

جس سے مناقشہ کیا گیا وہ تباہ ہو جائے گا

۲۶۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اسحق نے بطور املاء کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مسلم اور یوسف بن یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حوسب عذاب

جو شخص حساب لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا کیا گیا۔

(اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا پھر کیا مطلب ہوگا:

فاما من اوتى كتابه يمينه فسوف يحاسب حسابا يسيرا (اشفاق ۷-۸)

بہر حال جو شخص اپنا اعمال نامہ اپنے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، غنقریب وہ آسان حساب لیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ حساب پسیر سے مراد ہے صرف حساب پیش کرنا یا صرف بندے کا پیش ہونا ہے۔ لیکن جو شخص مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (یعنی جس سے کیوں کے ساتھ سوال کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا) اس لئے کہ کیوں کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس کو بخاری نے اپنی تصحیح میں سلیمان سے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے اس کو ابوالربیع سے حماد سے روایت کیا ہے۔

آسان حساب اور مناقشہ کی وضاحت

۲۷۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زرعد رازی الدمشقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن خالد وھبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ

نے کہ خیر دی ہے احمد بن جعفر قطعی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن احمد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری والد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد الواحد بن حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر نے عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی بعض نماز میں دعا کرتے تھے:

اللهم حاسبني حساباً يسيراً

اے اللہ میرا آسان حساب کیجیو۔

فلما انصرف قلت يا رسول الله ما الحساب اليسير؟

آپ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آسان حساب کیا ہوتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی انسان کے نامہ اعمال کو دیکھ کر اس سے گذر کر لیا جائے گا اور جس کے حساب میں کیوں؟ پوچھ لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ہاں ہر وہ تکلیف جو کسی مومن کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس انسان کے لئے کفارہ بنا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ کائنات کو چھتا ہے وہ بھی کفارہ بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ سرگوشی اور معافی

۲۷۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عمر و محمد بن عبد اللہ ادیب نے کہ خیر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہد بن خالد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتادہ نے صفوان بن محرز سے، انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا آپ نے کیا سنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ بخوبی اور سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو اپنے قریب کریں گے۔ یہاں تک کہ اس پر اتنا سایہ رکھیں گے کہ اس کو دیگر لوگوں سے چھپا دیں گے۔ پھر فرمائیں گے اے میرے بندے، کیا تم اپنا فلاں فلاں گناہ جانتے ہو؟ بندہ عرض کرے گا جی ہاں اے اللہ یہاں تک کہ جب اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرالیں گے اور وہ دل ہی دل میں سوچے گا کہ آج وہ نہیں بچے گا، بس آج تو وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا تھا اور آج میں ان گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں تیرے واسطے۔ اس کے بعد اس کو اپنے حساب کی کتاب دیا جائے گا۔ جہاں تک کافر اور منافق کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں تو گواہ یہ کہیں گے یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھے تھے۔ خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے ہمام سے اور بخاری و مسلم نے اس کو دوسرے طریقہ سے حضرت قتادہ سے بھی روایت کیا ہے۔

(۲۷۰)..... أخرجه عبد الله بن أحمد (۳۸/۶)، الحاكم (۵۷/۱) من طريق.

أحمد بن حنبل بن إسماعيل. به وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي

(۲۷۱)..... أخرجه البخاري (۹۶/۵) فتح عن موسى بن إسماعيل عن همام. به.

وأخرجه البخاري (۳۵۳/۸) من طريق سعيد وهشام قال حدثنا قتادة. به.

وأخرجه مسلم (۲۱۲۰/۳) من طريق هشام الدستوائي عن قتادة. به.

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

مومن کو اللہ قریب کرے گا کہ مطلب ہے اپنی خاص عنایت سے اور اپنے خاص کرم سے بندے کو مقرب بنادے گا اور اس پر اپنا سایہ رکھ دے گا۔ مطلب ہے اپنا میلان اپنی شفقت اور اپنی رعایت مراد ہے۔

حضرت ابن عطیہ کا ارشاد:

۲۷۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید ابن ابی عمرو نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابودنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے اشعث سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شمر بن عطیہ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

ان ربنا لغفور شکور (فاطر ۳۴)

بے شک ہمارا رب البتہ معاف کرنے والا، قبول کرنے والا ہے۔

در اصل یہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا مقولہ بیان فرمایا ہے کہ وہ جنت میں داخلے کے بعد یہ کہیں گے، ابن عطیہ نے فرمایا کہ آیت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ عمل جو انہوں نے گناہ کئے تھے معاف کر دیئے ہیں اور ان کی وہ خیر قبول کر لی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتائی تھی اور انہوں نے اس پر عمل کئے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے عمل کا ثواب دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۷۳..... اور ہمیں خبر دی ہے ابو سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی دینار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے طاؤس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے تھے:

کل ابن ادم خطاء الا مارحم اللہ

آدم کی ساری اولاد گناہگار ہے، مگر جس پر اللہ نے رحم کیا۔

یعنی اللہ کی رحمت سے کوئی بچ گیا تو بچ گیا ورنہ سب گناہگار ہیں۔ (مترجم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

۲۷۴..... فرمایا کہ خبر دی ہے ابن ابی دینار نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے سعدویہ نے ابن مبارک بن فضالہ سے، انہوں نے حسن سے، وہ کہتے تھے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے گناہ کی جزا نہیں دیتے، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہرگز کسی بندے کو خیر اور شر کی جزاء اور بدلہ نہیں دیا مگر وہ ہلاک ہو گیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی نیکیاں دوگنی کر دیتے ہیں اور اس کی غلطیاں اس سے ساقط

کر دیتے ہیں۔

شیخ حلیمی کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جو شخص اللہ کی رحمت سے قریب تر ہوگا اس کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیں گے اور کچھ بعید نہیں ہے کہ کفار میں سے بھی کوئی شخص اللہ کی نافرمانی کے قریب تر ہو لہذا اس کو بھی بغیر حساب کے جہنم میں داخل کر دیں۔
امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و لا یستئل عن ذنوبہم المجرمون (القصاص ۷۸)

کہ مجرم اپنے گناہوں کی بابت نہیں پوچھے جائیں گے۔ (یعنی ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا)۔
اور دوسری آیت میں ارشاد ہے:

۱:..... فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدهان (الرحمن ۳۷)

جب آسمان پھٹ پڑے گا اور رنگے ہوئے چمڑی کی طرح سرخ ہو جائے گا۔

۲:..... فیومئذ لا یستئل عن ذنبہ انس ولا جان (الرحمن ۳۹)

اس دن کوئی انسان اور نہ کوئی جن سے اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

۳:..... یعرف المجرمون بسیمامہم فیؤخذ بالانواصی والاقدام (الرحمن ۴۱)

مجرم اپنی اپنی نشانوں سے پہچانے جائیں گے، لہذا اپنی پیشانیوں اور قدموں سے پکڑے (اور گھسیٹے جائیں گے)

ان مذکورہ تینوں آیات کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ قیامت میں گناہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔
یعنی حساب و کتاب نہیں ہوگا بلکہ ان کی پیشانیوں سے پہچان کر ان کو پیشانیوں اور قدموں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال ا جائے گا۔ جبکہ آنے والی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کا حساب ہوگا، پوچھ گچھ ہوگی۔ (مترجم)
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱:..... احشروا الذین ظلموا زازوا جہم وما کانوا یعبدون من دون اللہ فاہد

وہم الی صراط الجحیم وقفوہم انہم مستولون (الصافات ۲۲-۲۳)

جمع کرو ظالموں (گناہگاروں) کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور (اللہ کے سوا) جن کی وہ عبادت کرتے تھے

پھر ان کو جہنم کے راستے پر روانہ کر دو۔ اور ہاں روک لو ان کو بے شک ان سے سوال و جواب ہوگا۔

۲:..... فوریبک لنستلنہم اجمعین عما کانوا یعملون (الحجر ۹۲-۹۳)

پس قسم ہے تیرے رب کی، ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے اس کے بارے میں جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ان آیات میں واضح طور پر موجود ہے کہ گناہگاروں سے ضرور پوچھا جائے گا بلکہ کلام میں زور اور تاکید کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر قسم بھی کھائی ہے کہ ضرور سوال ہوگا۔ سورۃ قصص اور سورۃ الرحمن کی مذکورہ آیات سے سوال و جواب کی نفی ثابت ہو رہی ہے اور صافات اور حجر کی آیات سے اثبات ہو رہا ہے۔ بظاہر آیات کے مفہوم میں تضاد اور اختلاف ہے، جبکہ قرآن نے واضح طور پر اس بات کو مسترد کر دیا ہے۔ سورۃ النساء میں کہ:

لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً

اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا۔ یعنی اس میں کوئی اختلاف و تضاد نہیں ہے۔

لہذا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیات نقل کرنے کے بعد ان میں تطبیق یعنی باہم مطابق ہونا بیان فرمایا ہے اور ظاہر تضاد کو رفع فرمایا ہے۔ (مترجم)
فرماتے ہیں کہ:

ان آیات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان آیات کے مفہوم میں جمع و تطبیق کی صورت وہ ہے جو ہم نے روایت نقل کی ہے علی بن ابی طلحہ سے۔ انہوں نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ (جن آیات میں سوال نہ کیا جانا مذکور ہے ان سے مراد یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں یہ نہیں پوچھے گا کہ وہ کیا کیا تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی تفصیل ان سے بھی زیادہ جانتا ہے بلکہ ان سے پوچھنے کی بجائے ان سے کہے گا کہ تم نے ایسے ایسے گناہ کئے تھے (لہذا تمہیں پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال جائے گا)۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت:

ہم نے کلبی سے ابی صالح سے حضرت ابن عباس کی روایت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں نقل کی ہے:

ولا يسئل عن ذنوبهم المجرمون (نقص ۷۸)

کہ مجرم اپنے جرائم کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں سے ان کے گناہ کے بارے میں سوال نہیں ہوگا بلکہ ہر کافر اپنی خاص علامات سے پہچانا ہوا ہوگا اور معروف ہوگا کہ یہ کافر ہے۔ اس پہچان کی بناء پر اس کے لئے جہنم میں داخل ہوگا۔ جرم کی تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (مترجم)
یعنی اس روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول یہ آیت کافروں پر محمول ہے۔
اور سورۃ الرحمن کی آیت:

فيومئذ لا يسئل عن ذنبه انس ولا جان - (الرحمن ۳۹)

کہ اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن وانس سے سوال نہیں ہوگا۔

یعنی جس دن آسمان پھٹ جائے گا اور لپیٹ دیا جائے گا اس دن کسی جن وانس سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ عمل حساب و کتاب سے فارغ ہو جانے کے بعد ہوگا۔ علاوہ ازیں ہر ایک مصروف بھی ہوگا۔ لہذا مجرم اپنی اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ کافر اپنے چہرے کی سیاہی سے اور آنکھوں کے نیل گوں ہونے سے اور مؤمن وضو کے اثر سے ہاتھوں اور چہرے کے روشن ہونے سے۔

۲۷۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبید الرحمن دھان نے کہ خبر دی ہے حسین بن محمد ہارون نے کہ خبر دی ہے کہ لہاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حلیمیؒ کا قول:

شیخ حلیمیؒ نے فرمایا کہ مجرم اپنے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے اور اس دن اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن اور انسان سے سوال نہیں ہوگا کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن اور کافر کی تمیز کرنے کا اور فرق سمجھنے اور واضح کرنے کا سوال نہیں ہوگا۔ یعنی فرشتوں کو اس بات کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہوگی کہ وہ قیامت کے دن کسی کے بارے میں سوال کریں اور کہیں کہ تیرا گناہ کیا تھا؟ اور تو دنیا میں کیا کرتا تھا؟ بلکہ ہر

شخص اپنے بارے میں خود یہ خبر دے گا کہ وہ مؤمن تھا یا کافر تھا۔

علاوہ ازیں مؤمن تروتازہ چہروں والے شرح صدور والے اور مطمئن ہوں گے جبکہ ان کے مقابلے میں مشرک منہ کالے، آنکھیں گندی اور کبیدہ خاطرہ ہوں گے۔ جب فرشتوں کو حکم ہوگا مجرموں کو آگ کی طرف ہانکنے کا اور موقف پر ان کو اہل ایمان سے علیحدہ کرنے کا تو ان کے مناظر ان کے گناہوں کو سمجھ اور جاننے کے لئے کافی ہوں گے۔ (ان سے سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مترجم)

امام بیہقیؒ کا قول:

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

یہ ہے وہ تفصیل جو شیخ حلیمی نے ذکر فرمائی ہے عین ممکن ہے کہ یہ اسی روایت سے ماخوذ ہے جو ہم نے تفسیر کلبی سے نقل کی ہے اور اس کے معنی کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے مقاتل بن سلیمان نے آخری آیت کے بارے میں۔ مگر انہوں نے حساب سے فراغت کا ذکر نہیں کیا اور ولایسنل عن ذنوبہم المجرمون کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار مکہ یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس ذکر ہوتا یعنی پہلے لوگوں کی خبر ہوتی اور اطلاع ہوتی کہ وہ کس وجہ سے ہلاک کئے گئے ہیں تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مجرم ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس امت کے مجرم ام سابقہ کے مجرموں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے جو دنیا میں عذاب میں مبتلا کئے گئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال خبیثہ کو اور ان کے علم کو خود محفوظ کر لیا ہے۔

۲۷۶..... ہمیں خبر دی ہے استاذ ابوالفتح نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے عبدالحق بن حسن نے خبر دی ہے عبد اللہ بن ثابت نے کہ خبر دی ہے مجھے میرے والد نے ہذیل سے، اس نے مقاتل سے پھر اس سے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

۲۷۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابی کحج سے، انہوں نے مجاہد سے اس آیت کے بارے میں کہ کوئی جن وانس اپنے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتے مجرم کے بارے میں سوال نہیں کریں گے، نہ کسی انسان سے اور نہ ہی کسی جن سے، بلکہ ان کو ان کی علامتوں سے پہچانیں گے۔ یعنی مجاہد کے بقول عدم سوال کا تعلق فرشتوں کے ساتھ ہے۔ (مترجم)

امام بیہقیؒ کا قول:

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے یہ گمان کیا ہے کہ کفار اسلامی شرائع کے مخاطب نہیں ہیں، اس نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ ان امور کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے جو کچھ وہ جانتے ہیں۔ ان کی ملتیں جس امر کو تقاضا کرتی ہیں اگرچہ وہ امور اسلام میں گناہ ہوں، ہاں البتہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اس کے رسولوں کے بارے میں اور فی الجملہ ایمان کے بارے میں پوچھے جائیں گے اور ہم نے اہل تفسیر سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:.....اعمال کا وزن کرنا

جب حساب و کتاب کا مرحلہ گزر چکے گا تو اس کے بعد اعمال وزن کئے جائیں گے اور ایک خاص ترازو میں تولے جائیں گے۔ یہ وزن اجر اور جزا دینے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ یہ وزن کا معاملہ محاسبہ کے بعد ہو کیونکہ حساب تو اعمال ثابت کرنے کے لئے ہے اور وزن ان کی مقدار میں وضع کرنے کے لئے تاکہ اجر و ثواب اسی اندازے اور مقدار کے مطابق دیا جائے۔

وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱)..... ونضع الموازين القسط ليوم القيمة فلا تظلم نفس شيئا (الانبیاء ۴۷)
ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، کسی نفس پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۲)..... والوزن يومئذ الحق (اعراف ۸)

قیامت کے دن اعمال کا تولنا حق ہے اور سچ ہے۔

جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہو وہ کامیاب ہو گیا

(۳)..... فممن ثقلت موازينه فالئك هم المفلحون (اعراف ۸)

جن اشخاص کے اعمال والے پلڑے بھاری ہو گئے بس وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

جن لوگوں کے پلڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے میں ہوں گے

(۴)..... ومن خفت موازينه فالئك الذين خسروا انفسهم بما كانوا بآياتنا يظلمون (اعراف ۸-۹)

جن لوگوں کے پلڑے اور ترازو ہلکے ہو گئے بس وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا تھا، اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

قیامت کا سائر ن بختے ہی لوگ تمام رشتے ناتے خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۵)..... فاذا نفخ في الصور فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتساءلون (المؤمنون ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان رشتے ناتے نہیں رہیں گے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

جن کے پلڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے

(۶)..... فممن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون (المؤمنون ۱۰۲)

جس کے (نیکیوں) کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے۔

جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

(۷)..... ومن خفت موازينه فاولئك الذين خسرو انفسهم في جهنم خلدون (المؤمنون ۱۰۳)

جن کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہو گئے وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں رکھا تھا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

ہلکے پلڑے والے جہنم میں جھلس جائیں گے

(۸)..... تلفح وجههم النار وهم فيها كالخزن (المؤمنون ۱۰۴)

ان کے چہروں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بد شکل بنے ہوں گے۔

اور ارشاد باری ہے:

(۹)..... فامان ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية (التارعة ۶/۷) الى آخره

جس کے اعمال کے وزن بھاری نکلیں گے وہ دلپند عیش میں ہوگا۔

(۱۰)..... وامان خفت موازينه فامه هاويه (۹) وما ادر اك ماهيد (۱۰)

اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے، تم کیا سمجھتے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔

(۱۱)..... نار حامية (۱۱)

وہ دھکتی ہوئی آگ ہے۔

وزن اعمال کا اثبات حدیث سے

میزان کا ذکر حدیث ایمان میں وارد ہوا ہے۔ لہذا اعمال کے وزن کے ساتھ ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے اور لازم ہے جس طرح دوبارہ اٹھائے جانے کے ساتھ اور جنت اور جہنم کے ساتھ ضروری اور لازم ہے۔

میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا

۲۷۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ منادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے، انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لا جنت کے ساتھ اور جہنم کے ساتھ اور میزان کے ساتھ اور تو ایمان لا موت کے بعد اٹھنے پر اور تو ایمان لا تقدیر کے ساتھ اچھی ہو یا بری ہو۔ اس کے بعد اس نے کہا یعنی سائل نے کہ جب میں یہ کام کروں گا تو کیا میں مؤمن ہوں گا۔ (آپ نے) فرمایا، جی ہاں۔ (سائل نے) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالکلیہ ان دیگر تمام ان چیزوں کی طرح ہے جن کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ (مترجم)

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

جو آیت ہم نے درج کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے اعمال بھی وزن کئے جائیں گے، اس لئے کہ دوسری آیت میں یہ الفاظ ہیں:

بما كانوا بآياتنا يظلمون (اعراف ۹)

وہ لوگ خسارے میں اس لئے ہوں گے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم و نا انصافی کرتے تھے۔

اور اللہ کی آیات کے ساتھ ظلم ان کے ساتھ استہزاء کرنا ہے اور ان کا یقین نہ کرنا ہے۔

اور ایک آیت میں یہ بھی کہ:

فی جہنم خالدون (مومنون ۱۰۳)

کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اسی تسلسل میں یہ بھی ہے کہ:

الم تكن آياتي تتلى عليكم فكنتم بها تكذون (مومنون ۱۰۵)

کیا تم لوگوں پر میری آیات پڑھی نہیں جاتی تھیں مگر تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعمال کا وزن ہوگا) اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ:

فامه هاربه وما ادراك ماهيه نار حاميه (القارعة ۹-۱۱)

جس کے وزن اعمال ہلکے ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، تم کیسے جانو کہ وہ کیا ہے، وہ آگ ہے دھکائی ہوئی۔

یہ وعید اور دھمکی مطلقاً کفار کے لئے ہی ہے۔ جب اس آیت اور آنے والی آیت کے مفہوم کو ملا کر غور کیا جائے۔ یعنی:

وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها (الاحقاف ۲۷)

اگر چہ کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو تو ہم اس کو بھی لائیں گے۔

دونوں آیات کے مفہوم کو ملا کر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے ہر اس بات کا سوال ہوگا جس میں انہوں نے دین کے اصول یا فروع

میں سے حق کی مخالفت کی تھی۔ کیوں کہ اگر وہ نہ پوچھے جاتے ان باتوں کے بارے میں جن میں انہوں نے موافقت کی تھی اپنی اصل دین داری

میں مثلاً مختلف قسم کا بائیم دینا لینا ان کا اور اس کا حساب بھی نہ کئے جاتے تو وزن میں اس کا شمار بھی نہ ہوگا۔ جس وقت وہ اعمال وزن کے وقت

تولے گئے تو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ وہ ان تمام باتوں اور تمام چیزوں کے بارے میں بھی پوچھے جائیں گے۔ حساب کے موقف میں یہ تحقیق

اور یہ فیصلہ اس شخص کے قول پر ہے جو یہ کہتا ہے کہ کفار بھی شرائع کے مخاطب ہیں اور مکلف ہیں اور وہ صحیح ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فويل للمشرکین الذین لا یؤتون الذکات (فصلت ۶)

پس ہلاکت مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو زکوٰۃ نہ دینے پر دھمکی دی ہے (اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ احکام شریعت کے مکلف ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ قیامت میں ان سے سوال ہوگا:

ماسلکم فی سفر؟ قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نحوض

(الدر ۳۳-۳۷)

من الخائضین وکنا نکذب بیوم اندین حتی اتانا الیقین

تمہیں جہنم میں کیا چیز لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور اہل باطل کے ساتھ مل کر حق کا انکار کرتے تھے اور روز جزا کو ہم جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ مشرکین بھی ایمان بالبعثت مکرانٹھے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کے مخاطب ہیں اور مکلف ہیں اور ان سے ان چیزوں کا سوال ہوگا اور ان چیزوں میں سے جس کے ساتھ وہ کوتاہی کریں گے اس کی ان کو سزا دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

احناف کا مسلک

احناف کا مسلک اس کے برعکس یہ ہے کہ کفار و مشرکین جب تک ایمان و اسلام قبول نہ کر لیں اس وقت تک وہ شرعی احکامات کے مکلف و مخاطب نہیں ہیں۔ ان سے ان اعمال وغیرہ کا سوال نہیں ہوگا بلکہ ان سے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ایمان بالقرآن کا سوال ہوگا اور ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا اور اس پر ان کو اجر و ثواب بھی نہیں ملے گا بلکہ ان کے سارے اعمال دنیا میں ہی اکارت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے اعمال کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

(۱)..... الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيهم فِي الْحَيَوةِ الدُّنْيَا وَهم يَحْسِبُونَ أَنهم يَحْصِنُونَ صَنَعًا (کہف ۱۰۴)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی ہے، حالانکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

(۲)..... أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبهم وَلِقَائِهِ فحَبْطَتْ أَعْمَالهم فَلَا تَنفَعهم يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنًا (کہف ۱۰۵)

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کے ساتھ کفر کیا ہے اور اس کی ملاقات کے ساتھ بھی کفر کیا ہے۔ لہذا ان کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔

قرآن مجید کی یہ آیات نص صریح ہیں اس بات پر کہ کفار و مشرکین کے اعمال دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہو چکے ہیں اور قیامت میں ان کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا۔ لہذا اس پر ان کو ثواب بھی نہیں ملے گا اور نہ ہی کوتاہی پر سزا ہوگی۔ یہ سب اعمال ایمان کے تابع رہیں گے۔ (از مترجم)

امام بیہقیؒ کی وضاحت:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہل علم نے اعمال کے وزن کرنے کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے۔ کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کافر کبھی صلہ رحمی بھی کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ غمخواری بھی کرتے ہیں، کمزور پر شفقت بھی کرتے ہیں، پریشان حال کی فریاد سی بھی کرتے ہیں، مظلوم کا دفاع بھی کرتے ہیں، غلام آزاد بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اعمال میں کہ اگر وہ ایک مسلم کی جانب سے ہوتے تو ضرور وہ نیکی اور طاعت شمار ہوتے تو جس کافر کے پاس اس قسم کی بھلائیاں ہوں گی وہ جمع کر کے اس کے میزان میں رکھی جائیں گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَحْزَنْمَنْ ظَلَمَ نَفْسًا شَيْئًا (انبیاء ۴۷) کہ کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی ایسا نہیں کہ اس کے ترازو اور وزن میں سے کچھ لے لیا جائے اور کم کر لیا جائے۔ لیکن جب اس کے کفر کا اس کے اچھے اعمال سے مقابلہ ہوگا تو وہ اچھائیوں سے بھاری ہو جائے گا اور ادر اللہ تعالیٰ نے جنت کو کافروں کے لئے حرام کر رکھا ہے (جنت تو ان کو مل نہیں سکتی) لہذا اس کے خیراتی امور کی جزا اس کو اس طرح دی جائے گی، اس سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا، لہذا اس کو عذاب دیکر کفار کے مقابلے میں نسبتاً کم دیا جائے گا جنہوں نے ان خیرات میں سے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

۲۷۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو الولید نے کہ خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد

ابن ابی بکر مقدمی نے ابو الولید نے کہا خبر دی ہے عبداللہ بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے عبدالملک بن عمیر سے، انہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ابوطالب (پچا) کو کچھ فائدہ دیا، وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراضگی مول لیتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں، وہ جہنم میں ٹخنوں ٹخنوں تک ہوگا۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔ اس کو بخاری نے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے ابو عوانہ سے روایت کیا ہے اور اس کو مسلم نے محمد بن ابی بکر اور ابن شوارب سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کفر کی اچھائیاں اس لئے نہیں تولی جائیں گی تاکہ وہ ان کے ساتھ عذاب میں تخفیف کی صورت میں جزا اور اجر دیا جائے بلکہ اس کی حجت ختم کرنے کے لئے تولی جائیں گی یہاں تک کہ تولنے کے بعد جب ان کے ساتھ اس کو تولا جائے گا تو وہ ان پر بھاری ہو کر ان کو تباہ کر دے گا۔ یا سرے سے بالکل تولی ہی نہیں جائیں گی۔ بلکہ اس کا فرائد اور اس کی دیگر تمام سینات ایک ہی پلڑے میں رکھ دی جائیں گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ کیا تیرے پاس کوئی طاعت یعنی اللہ کی فرمانبرداری بھی ہے جسے ہم دوسرے پلڑے میں رکھیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس نہیں ہوگی۔ لہذا ترازو کا یہی پلڑہ بھاری ہو جائے گا اور خالی پلڑہ اٹھ جائے گا اور بھرا ہوا پلڑہ اپنی جگہ باقی رہے گا۔ یہی ہوگا اس کا ہلکا پلڑہ ہو جانا۔ باقی اس کی اچھائیاں وہ کفر کے ہوتے ہوئے کچھ بھی شمار نہیں کی جائیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مَنَّا إِلَيْكَ مَاعْمَلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَا لَهُمْ مَنْشُورًا (الفرقان ۲۳)

ہم متوجہ ہوں گے کفار کے اعمال کی طرف پس کر دیں گے ہم ان کو اڑاتا ہوا غبار۔

یعنی کفر کے ہوتے ہوئے کوئی اچھے عمل بھی مقبول نہیں ہوں گے۔ (مترجم)

ابن جدعان کو کچھ نہ ملا

اور ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، وہ فرماتی ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ابن جدعان تھا، جاہلیت کے دور میں وہ صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا دیتا تھا، کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے، اس لئے کہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا:

رب اغفر لی خطیئتی یوم الدین

اے میرے رب قیامت میں میری خطا معاف کر دینا۔

حاتم کو کچھ نہ ملا

اور ہم نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد حاتم کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا کہ:

ان ایاک طلب امرأ فادرکھ

بے شک تیرے والد نے جو کچھ طلب کیا تھا اس نے اس کو پالیا تھا۔

اس سے آپ تذکرہ اور شہرت مراد لے رہے تھے۔ یعنی وہ چاہتا تھا کہ میرا نام ہو میرا چہ چاہو، شہرت ہو کہ بڑا بختی ہے۔ وہ اس نے پالیا ہے۔ اب آخرت میں اس کو کیا ملتا ہے۔ (مترجم)

مؤمن کو دنیا آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے

ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی ایک نیکی پر اسے دنیا میں بھی ثواب دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس پر جزا دے گا بہر حال۔ رہا کافر تو وہ اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔ جب وہ آخرت کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی۔ جس پر اس کو کوئی خیر عطا کی جائے۔

۲۸۰..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے، خبر دی ہے احمد بن محمد بن زیاد ابو سہل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اخلق بن حسن حروی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل..... پھر مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ہمام کی روایت سے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو لوگ پہلی توجیہ کے قائل ہوئے ہیں انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ آیات اور احادیث کی مراد و مطلب یہ ہے کہ کافر کی نیکیاں اس کو جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرانے کے لئے کوئی کام نہیں آتیں، ہاں کبھی یہ جائز ہوتا ہے کہ اس کی سینات کی وجہ سے اس کے لئے جو عذاب واجب ہو چکا تھا وہ ہلکا ہو جاتا ہے اس کی نیکیوں کی وجہ سے۔ اور یہ ایک مرفوع حدیث میں آچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی

۲۸۱..... ہمیں حدیث بیان کی ہے امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یزید جوزی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زکریا بن یحییٰ براز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن احزم طائی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عامر بن مدوک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقبہ بن یقہان نے قیس بن مسلم سے، انہوں نے طارق بن شہاب سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

ما احسن من محسن کافر اور مسلم الا انابہ اللہ عزوجل

کوئی بھی نیکی کرنے والا جو نیکی کرتا ہے مسلم ہو یا کافر ہو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔

ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا کافر کو ثواب دینا کیسا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ صلہ رحمی کرتا تھا یا صدقہ

کرتا تھا یا کوئی نیک عمل کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے اور اس کو مخصوص ثواب یہ ہے کہ اس کو مال دیتا ہے، اولاد دیتا ہے، صحت دیتا ہے اور اس کی مثل کچھ اور بھی۔ ہم نے عرض کی کہ کافر کو آخرت میں ثواب کیسے دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زیادہ عذاب کے مقابلے میں کم عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (مومن ۴۶)

فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کفار کم عذاب اور کچھ کو کمتر عذاب بھی دیا جائے گا۔ (مترجم)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی تبصرہ کرتے ہیں کہ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو اس میں حجت و دلیل ہے۔ اگر ثابت نہ ہو تو پھر دلیل بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد میں وہ راوی بھی ہے جس کے ساتھ حجت نہیں پڑی جاتی۔

اور ابوطالب کے واقعہ والی حدیث صحیح ہے۔ باقی شیخ حلیسی کے اس حدیث کا انکار کرنے کا کچھ مطلب نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کی صحت ان سے کیونکر او جمل رہی ہے۔ وہ تو کئی وجہ سے مروی ہے۔ عبدالملک بن عمیر سے اور ایک اور صحیح طریقہ سے حضرت ابوسعید خدری سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کے مفہوم میں مروی ہے۔

اور اس روایت کو صاحب صحیح نے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ کئی ائمہ نے اپنی صحاح کتب میں نقل کی ہے۔

جو شخص کافر کی نیکیوں کی بابت مذہب ثانی کی طرف گیا ہے اس کے لئے صحیح ہے کہ وہ یہ کہے کہ حدیث ابوطالب خاص ہے صرف اسی کے عذاب کی تخفیف کے لئے۔ اس نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلوک کیا تھا اسی کی وجہ سے اس تخفیف کے ساتھ ابوطالب مختص کیا گیا۔ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف قلب کے لئے اور آپ کو فی نفسہ ثواب دینے کے لئے ابوطالب کے لئے نہیں اس لئے کہ ابوطالب کی نیکیاں اس کے کفر کی وجہ سے اس کی مغفرت پر اثر نہ ہوا غبار ہو گئی تھیں۔

رحمۃ للعالمین کی وجہ سے ابولہب کو پانی کا گھونٹ ملنا

اسی حدیث ابوطالب کی مثل ہے حدیث عروہ بن زبیر جس میں ابولہب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آ زار کرنا اور ثویبہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانا مذکور ہے۔ جب ابولہب کا انتقال ہو گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی ایک کو وہ خواب میں دکھایا گیا۔ بڑی بری حالت میں اور ناکامی میں تھا۔ اس نے اس سے پوچھا تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ ابولہب نے کہا کہ میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مکمل مایوسی دیکھی، امید کی کہیں کوئی صورت نہیں تھی۔ ہاں ثویبہ کو آ زار کرنے کے بدلے میں مجھے اتنا سا گھونٹ پلایا گیا ہے (یعنی تھوڑا سا) اس نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جو فاصلہ یا سوراخ بنتا ہے اسی کا اشارہ کر کے دکھایا۔

یہ بات بھی ایسی ہی ہے اس لئے کہ اس واقعہ میں بھی احسان کا مرجع وہی ذات رسالت ہے، لہذا وہ نیکی ضائع نہ کی گئی۔

بہر حال اہل ایمان کا حساب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور وہ دو گروہ ہوں گے۔

پہلا گروہ:

مومن متقی جو کبیرہ گناہوں سے بچتے رہتے تھے۔ ان کی نیکیاں روشنی کے پلڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے صغیرہ گناہ اگر ہوئے تو وہ

دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ اللہ پاک ان صغیرہ گناہوں کا کوئی وزن نہیں بنائیں گے۔ لہذا روشنی والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور دوسرا پلڑا اٹھ جائے گا۔ جیسے فارغ اور خالی اٹھ جاتا ہے۔ پھر ان کے لئے جنت کا حکم ہو جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کو اس کی حسنات اور طاعت کے بقدر ثواب دیا جائے گا۔ جیسے ہم نفع الموازن والی آیت بیان کر چکے ہیں۔

دوسرا گروہ:

مؤمن خطا کاروں کا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو قیامت میں کبیرہ گناہوں اور فواحش اور بے حیائیوں کی سزا دیئے جائیں گے۔ مگر وہ شرک نہیں کرتے ہوں گے۔ ان کی نیکیاں بھی روشنی کے پلڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے گناہ اور سینات تاریک پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ آج ان کے ان کبیرہ گناہوں کا جو وہ لائے ہوں گے بھی بوجھ ہوگا اور ان کی نیکیوں کا بھی بوجھ ہوگا۔ مگر نیکیاں ہر حال میں بھاری ہوں گی۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ اصل ایمان بھی ہوگا۔ جبکہ سینات اور گناہوں میں کفر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ایک ہی شخص میں ایمان بھی ہو اور کفر بھی یہ محال ہے۔

اور دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ حسنات اور نیکیوں کا مقصد اور منشاء صرف اللہ کی رضا تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں گناہوں کا مقصد اللہ کی مخالفت کرنا یا اللہ سے بغض نہیں تھا بلکہ وہ محض نفسانی خواہشات کی بناء پر تھا۔ جس کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف، اللہ کے غضب سے ڈرنا بھی ساتھ تھا۔ لہذا یہ تو محال ہوگا کہ سینات بھی برابر ہو جائیں، اگرچہ زیادہ بھی ہوں۔ تاہم نیکیوں کے برابر نہیں ہوں گی۔ لہذا الاحمالہ گناہوں کا بوجھ تو ہوگا اور ان کے ساتھ ترازو بھی جھکے گا۔ یہاں تک کہ بعض سینات کا بوجھ بعض حسنات کے بوجھ کی طرح ہوگا۔ سو اس وقت وہی معاملہ ہوگا جو قرآن میں مذکور ہو۔ آیت ونضع الموازن القسط میں مذکور ہے کہ کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی دلالت کرتی ہے اس کی تفصیلات کے بارے میں۔

اور اس کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ان الله يغفر الذنوب جميعا (الزمر ۵۳)

بے شک اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ بخش دے گا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء (النساء ۱۲)

جس کے لئے چاہے گا شرک کے علاوہ گناہ معاف کر دے گا۔

جس کو چاہے گا اپنے فضل سے بخش دے گا اور جس کے لئے چاہے گا اپنی اجازت کے ساتھ شفاعت کرا کے قبول کرے گا اور جس کو چاہے گا اس کے گناہ کی مقدار عذاب دے گا۔ پھر اس کو جہنم سے اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔ جیسے کہ اس بارے میں خبر صادق وارد ہوئی ہے۔

اور کتاب اللہ دلالت کرتی ہے مومنوں کے ملے جلے اعمال کے وزن ہونے پر اور وہ یہی ارشاد ہے:

ونضع الموازن القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة

من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين (الانباء ۲۷)

ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے قیامت کے روز لہذا کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ کسی کی کوئی نیکی رائی کے دانے

کے برابر ہوگی تو ہم اس کو بھی ضرور لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں مراد یہ ہے کہ کسی انسان کی کوئی نیکی چھوڑی نہیں جائے گی۔ بلکہ وہ تو لی جائے گی۔ یہ معاملہ ہوگا اس مؤمن کا جس کے ملے جلے اعمال ہوں گے، کیونکہ اگر اس کی کوئی نیکی چھوڑی جائے اور اس کا وزن رہ جائے تو اس کی جگہ اس کے گناہ کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور یہ زیادتی اس کے لئے عذاب کو واجب کر سکتی ہے۔

وزن اعمال کی کیفیت

بہر حال وزن اعمال کیسے ہوگا؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ نیکیوں کے صحیفے ایک روشن پلڑے میں رکھے جائیں گے اور گناہوں کے صحیفے تاریک پلڑے میں کیونکہ اعمال ایک ہی صحیفے میں نہیں لکھے جاتے اور ان کا لکھنے والا بھی ایک نہیں ہے۔ جو فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے وہ نیکیوں کو لکھتا ہے اور جو بائیں طرف ہوتا ہے وہ برائیوں اور گناہوں کو لکھتا ہے۔ لہذا دونوں اپنے اپنے صحیفے لکھنے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ جب وزن کرنے کا وقت آئے گا تو وہی صحیفے میزان اور ترازو میں رکھے جائیں گے۔ سو جس کو بھاری کرنے کا حق ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بھاری کر دیں گے اور جس کو ہلکا کرنے کا حق ہوگا اس کو ہلکا کر دیں گے۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ مخصوص اجسام پیدا فرمادیں جو حسنات اور سیئات کی تعداد کے مطابق ہوں اور وہ سب ایک دوسرے سے ایسی صفات کے ساتھ ممتاز اور نمایاں ہوں جن کے ذریعے وہ پہچانے جاسکیں۔ پھر وہی اجسام وزن کئے جائیں۔ جیسے دنیا میں بعض اجسام بعض کے ساتھ وزن کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور وزن اعمال میں اعتبار اس بات کا ہوگا کہ اللہ کی رضا اور اللہ کی ناراضگی جس جگہ واقع ہو۔ اہل تفسیر اس میزان کو دو پلڑوں والا ثابت کرنے کی طرف گئے ہیں اور احادیث میں بھی اس پر دلالت آئی ہے اور کلبی نے ابوصالح سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میزان ایسی ہوگی کہ اس کی ایک زبان ہوگی اور اس کی دو ہتھیلیاں یا دو پلڑے ہوں گے۔ اس میں نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی۔ نیکیاں خوبصورت شکل میں لائی جائیں گی اور میزان کے پلڑے میں رکھ دی جائیں گی اور وہ گناہوں اور غلطیوں کا بھاری ہو جائیں گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ اٹھا کر جنت میں ان کے ٹھکانوں کے پاس رکھ جائیں گی۔ پھر مؤمن سے کہا جائے گا۔ آپ اپنے عمل کے ساتھ لاحق ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ جنت کی طرف چلے گا اور اپنے اپنے ٹھکانے کو اپنے اپنے عمل سے پہچان لے گا۔

اور انہوں نے فرمایا کہ برائیاں بدترین صورت میں لائی جائیں گی اور میزان کے پلڑے میں رکھ دی جائیں گی اور وہ ہلکی پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ باطل ہلکا اور بے وزن ہوتا ہے۔ پھر وہ اٹھا کر جہنم میں ان کے ٹھکانے پر رکھ دی جائیں گی۔ پھر اس بندے سے کہا جائے گا کہ آپ اپنے عمل کے ساتھ جہنم میں لاحق ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ انسان جہنم کی طرف آئے گا اور اپنے عمل کے ذریعے اپنا ٹھکانہ پہچان لے گا اور اس کو بھی جو اللہ نے اس کے لئے مختلف اور رنگ رنگ اور قسم قسم کے عذاب تیار کر رکھے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے اپنے منازل کو اور مقامات کو سب سے زیادہ پہچاننے والے ہوں گے وہ جمع ہونے کے دن جائیں گے۔ اپنے اپنے

مقامات کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔

۲۸۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن دھان کہ خبر دی ہے حسین بن محمد ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کہ ہمیں حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۲۸۳..... ہمیں بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن حسین قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عامر بن یحییٰ نے انہوں نے ابو عبد الرحمن معافری حلبی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے سامنے قیامت کے دن ایک انسان کے ساتھ خصوصی بات چیت کریں گے اور اس کے آگے ننانوے رجسٹر کھول کر رکھ دیں گے۔ رجسٹر ڈاتا حد نظر تک لمبا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا تو اس تحریر کی کسی ایک شے سے انکار کر سکتا ہے؟ کیا میرے محافظ کا تبوں نے تجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے؟ وہ بندہ کہے گا نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کیا تیرے پاس اس کے برعکس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ہماری پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور آج تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا۔ اس میں لکھا ہوگا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبده ورسوله۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب یہ چھوٹا سا پرچہ اتنے بڑے طوماروں کے مقابلے میں کیا ہے؟ یعنی کچھ بھی تو نہیں ہے۔ اس سے کہا جائے گا کہ تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شہادتیں والا پرچہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور وہ رجسٹریا طومار دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ لہذا وہ دفتر ہلکے پڑ جائیں گے اور وہ شہادتیں والا پرچہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی۔ اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن صالح نے لیث سے اسی اسناد کے ساتھ اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ایک بندے کو پکارا جائے گا تمام لوگوں کے سامنے اور اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے۔ پھر آگے حدیث ذکر کی ہے۔

فصل..... بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں

گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فحش اور فواحش کہلاتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن (الاعراف ۳۷)

فرمادیتے اے پیغمبر کہ میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ اور باطنی ہوں اور ارشاد فرمایا:

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم (انعام ۳۱)

اور تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ مٹا دیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں۔

اور ارشاد ہے:

(۲۸۳)..... أخرجه الحاكم (۶/۱) بنفس الإسناد وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

وأخرجه الترمذی (۲۶۳۹) من طریق الليث. به.

وقال حسن غريب

والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللہم (الجزء ۳۲)

جو لوگ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور بے حیائیوں سے سوائے چھوٹی چھوٹی باتوں کے اور کبائر کی تعداد کی بابت ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوئے ہیں۔

سات ہلاکت خیز جرائم

۲۸۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابوالفتح مزی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن عثمان ادنی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامعیل ترمذی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اویسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے تیمور بن زید سے، انہوں نے ابوالغیث سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا:

اجتنبوا السبع الموبقات قالو یا رسول اللہ وما هن؟ قال الشوک باللہ والسحر وقتل النفس التي حرم اللہ

الابالحق واکل الربا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات چیزیں کونسی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱)..... اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲)..... جادو کرنا۔

(۳)..... ناحق کسی نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

(۴)..... سوکھانا۔

(۵)..... یتیم کا مال کھانا۔

(۶)..... میدان جہاد سے فرار ہونا۔

(۷)..... پاکدامن مؤمنہ گناہ سے بے خبر عورتوں کو ناحق تہمت لگانا۔

اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے سلیمان سے روایت کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں کو سات کی تعداد میں مقید کرنے کا مطلب سات میں بند کرنا نہیں اور سات سے زیادہ کو منع کرنا مقصد نہیں ہے۔ صرف اس میں ان سے بچنے کی تاکید مقصود ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے علاوہ کو بھی ان میں شامل کیا تھا۔

اور ہم نے عبید بن عمیر سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ الکبائر سبع۔ کبیرہ گناہ نو ہیں۔ پھر سات مذکورہ اور دوسرے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہیں:

عقوق الوالدین، واستحلال البيت الحرام

(۱).....ایک والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۲).....بیت الحرام کی بے حرمتی کرنا۔

اور حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشُرک باللہ. و قتل النفس. و عقوق الوالدین. و قال الا انبشکم باکبر الکبائر.

قوله الزها او قال شهادة الزور بدل اقول الزور

(۱).....اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲).....کسی نفس کو قتل کرنا۔

(۳).....والدین کی نافرمانی کرنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتا دوں۔ وہ ہے جھوٹی بات کرنا یا فرمایا تھا جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی بات کی جگہ کہا تھا۔

اور حدیث ثابت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسم کھانا۔

کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی انسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ کو بھی کوئی بھلا گالیاں دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں دیتا ہے کہ یہ کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہے اور وہ بھی اس کے باپ کو یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

تین کبیرہ گناہ

اور اسی طرح ثابت کی روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے کو اس لئے قتل کرے وہ تیرا کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد آپ کے صحابہ کی جماعت تھی۔ تم لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور چوری نہیں کرو گے، زنا یعنی بدکاری نہیں کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور اچھے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔

فائدہ:..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سات کبیرہ گناہ، عبید بن عمیر کی روایت میں نو کبیرہ گناہ، انس بن نیک رضی اللہ عنہ کی روایت میں پانچ کبیرہ گناہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین کبیرہ گناہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں اپنے والدین کو اور دوسرے کے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ، عبداللہ بن مسعود کی روایت میں تین کبیرہ گناہ۔ عبادہ بن صامت کی روایت میں چھ کبیرہ گناہ مذکور ہیں۔ (مترجم)

قرآن مجید میں وارد ہونے والی محرمات

کتاب اللہ میں مندرجہ ذیل کی تحریم وارد ہوئی ہے۔

- (۱)..... مری ہوئی چیز کی حرمت۔
- (۲)..... خون کی حرمت۔
- (۳)..... سور کے گوشت کی حرمت اور ان کے ساتھ مذکورہ تمام چیزوں کی حرمت ان میں یہ بھی مذکور ہیں:
- (۴)..... شراب کی حرمت۔
- (۵)..... جوئے کی حرمت اور اس میں یہ بھی وارد ہوئی ہے۔
- (۶)..... یتیم کا ناحق مال کھانے کی حرمت۔
- (۷)..... باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کی حرمت۔
- (۸)..... ناحق قتل نفس کی حرمت۔
- (۹)..... زنا کی حرمت۔
- (۱۰)..... چوری کی حرمت وغیرہ۔

یہ تمام امور اپنی اپنی جگہ مذکور ہیں۔

جبکہ سنت میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

لیس بین العبد وبين الشرك الا ترک الصلاة

بندے اور شرک کے مابین فرق نماز نہ پڑھنا ہے۔

اس سے شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صلوٰۃ کی تخصیص ہے۔ وجوب قتل کے لئے اس کی ترک کے ساتھ۔

قول شیخ حلیمی:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ بھی اس سلسلے میں وہی امور لائے ہیں جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کتاب وسنت میں جب جستجو کی جائے

تو محرمات کثیر ہیں۔ ہم نے یہ امور اس لئے ذکر کئے ہیں۔ تاکہ ہم صغائر اور کبار کا جامع بیان کریں۔ ہم اس بارے میں اللہ کے حکم سے تمام ضروری چیزوں کو ذکر کریں گے۔

(۱).....ہم کہتے ہیں کہ ناحق کسی نفس کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر مقتول باپ ہو یا بیٹا یا بی بی الجملہ وہ قریبی رشتہ دار ہو یا بالکل غیر ہو محترم بوجہ حرمت ہو یا محترم بوجہ اشہر حرام ہو۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ فاحشہ اور بے حیائی ہے بال نوچنا اور ڈنڈے سے پیٹنا وغیرہ ایک باریادو باریہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۲).....اور زنا (بدکاری) گناہ کبیرہ ہے۔ اگر وہ پڑوسی کی عزت سے ہو یا کسی اور عزت والی، حرمت والی سے ہو یا ان دونوں سے تو نہ ہو، لیکن اگر یہ فعل بلاد الحرام یعنی مکہ اور مدینہ میں یا ماہ رمضان میں ہو تو پھر یہ فاحشہ اور بے حیائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَرِدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نَذَقَهُ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ (الحج ۲۵)

جو شخص حرم میں بے دینی کا ارادہ کرے ظلم کے ساتھ ہم اس کو درد دینے والا عذاب دکھائیں گے۔

(۳).....بہر حال زنا موجب للحد کے سوا باقی فعل صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگرچہ باپ کی منکوحہ سے ہو یا بیٹے کی بیوہ سے ہو۔ اجنبی یعنی غیر رائے بیوہ سے ہو لیکن اگر بالجبر ہوگا تو پھر وہ کبیرہ گناہ ہوگا۔

(۴).....اور پاکدامن عورت کو جھوٹی زنا کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر تہمت لگنے والی خاتون ماں ہو (تہمت لگانے والے کی) یا بہن ہو یا اس کی بیوہ ہو یا زانیہ ہو تو پھر یہ تہمت فحاشی اور بے حیائی ہوگی۔

(۵).....نابالغ لڑکی کو تہمت لگانا، لونڈی کو لگانا، آزاد عورت جس کی عزت اتر چکی ہو، یہ سب صغائر میں سے ہیں۔

(۶).....خیانت، جھوٹ اور چوری کی تہمت کا بھی یہی حال ہے۔

(۷).....میدان جہاد سے فرار کبیرہ گناہ ہے۔ اگر فرار ہونے والا ایک اکیلے کو یا دو کمزوروں کو چھوڑ کر فرار ہوا ہے جبکہ یہ دونوں سے قوی اور طاقتور تھا یا دونوں یا ایک بغیر ہتھیار کے رہے اور فرار ہونے والا مسلح تھا اور اسلحہ سمیت بھاگا تو یہ فحش کام بھی ہوگا۔

(۸).....والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ اگر نافرمانی کے ساتھ ساتھ گالی گلوچ کیا ہے یا مار پیٹائی کی ہے تو یہ فحاشی اور بے حیائی بھی ہے۔ اگر نافرمانی بوجہ بھاری سمجھنے کے ہے، ان کے حکم کو یا دونوں کی نبی کو یا دونوں کے چہروں پر تیوری چڑھنے کے سبب سے ہے یا دونوں سے الگ تھلگ رہنے کے لئے ہے مگر ساتھ ساتھ اطاعت کرتا ہے اور خاموشی کو لازم رکھنے کے لئے ہے تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔

اگر اس کا سارا عمل ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے کھینچ جائیں اور اس کو کوئی امر یا نہی نہ کریں اور ان کو اس سے صدمہ یا نقصان پہنچتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۹).....چوری کبیرہ گناہ ہے، لیکن چوری کے ساتھ ساتھ ڈاکہ ڈالنا فاحشہ ہے۔ اس لئے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ڈاکو کا ہاتھ اور پیر مخالف سمت سے کاٹا جاتا ہے۔

(۱۰).....اور ڈاکہ کے ساتھ بندے کو قتل کرنا فاحشہ ہے۔ اس لئے والی کو اس کا معاف کرنا بھی عمل نہیں کرتا۔ جب وہ توبہ سے قبل اس پر قادر ہو۔

(۱۱).....بے کار اور حقیر چیز کی چوری صغیرہ گناہ ہے۔ جس شخص کی چوری ہوئی ہے اگر وہ مسکین ہو اور وہ مسروقہ چیز اس کی ضرورت ہو بلکہ اس

کی مجبوری ہو تو اس صورت میں یہی کبیرہ گناہ ہوگی اگرچہ اس چیز کی چوری سے چور پر حد واجب نہیں ہوگی۔

(۱۲)..... اور لوگوں کا مال ناحق لے لینا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر لیا ہو مال مالک کی ضرورت اور مجبوری ہو یا مالک لینے والے کا باپ ہو یا اس کی ماں ہو یا لینے والا جبر و قہر سے لے لے تو یہ فاحشہ ہے اور اسی طرح اگر وہ لینا بطور قمار و جوئے کے ہو تو بھی فاحشہ ہے اور اگر ماخوذ اور لی ہوئی شے حقیر چیز ہو اور مالک غنی ہو جس کو اس کے لے لینے سے کوئی پریشانی نہ ہو تو یہ صغائر میں سے ہوگا۔

(۱۳)..... شراب نوشی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر شراب پینے والا زیادہ پی لے یہاں تک کہ نشہ میں ہو جائے یا اس کی وجہ سے برہنہ ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔ اگر شراب میں برابر وزن پانی ملا دیا ہے اور اس کی شدت اور نشہ ختم ہو گیا ہے اور پیتا ہے تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔ (۱۴)..... نماز ترک کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر ترک کرنے کی عادت ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔ اگر نماز تو قائم کرتا ہے مگر اس کا حق نہیں دیتا یعنی خشوع و خضوع سے نہیں پڑھتا اور نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے یا انگلیاں پٹختا ہے یا نماز میں لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگاتا ہے یا نماز میں کنکریاں سیدھی کرتا ہے یا بلا ضرورت کنکریوں وغیرہ کو بلا عذر چھوتتا رہتا ہے تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اگر اس کو عادت بنالیتا ہے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۵)..... اگر جماعت ترک کرتا ہے تو یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے اور ترک جماعت کی عادت بنالیتا ہے اور اس سے وہ جماعت سے دوری اور جدائی رکھنے کی نیت رکھتا ہے یا ان سے الگ تھلگ رہنے کا قصد و نیت کرتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کوئی بستی والے اس عمل پر اتفاق کر لیں یا کوئی شہر والے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۶)..... زکوٰۃ روک لینا ادا نہ کرنا اور سائل کو خالی لوٹا دینا یہ صغیرہ گناہ ہے۔ پس اگر زکوٰۃ کے روک لینے پر لوگ اکٹھے ہو جائیں یا منع کرنا ایک آدمی کی طرف سے ہو مگر منع کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ڈانٹ ڈپٹ اور سخت گوئی کا اضافہ بھی کر دے تو یہ بات کبیرہ گناہ ہے۔ اور اسی طرح سے اگر کوئی حاجتمند کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو کھانا دینے کی وسعت رکھتا ہے اور حاجتمند کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ اس سے سوال کرتا ہے اور وہ اس کو خالی لوٹا دیتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

شیخ حلی نے فرمایا:

اصل اس باب میں یہ ہے کہ ہر حرام کی ہوئی چیز کسی ذاتی مفہوم اور حقیقت کی وجہ سے ممنوع ہوتی ہے۔ بے شک کسی محرم اور ممنوع چیز (یا کام) کا ایسے طریقہ پر ارتکاب کرنا جس طریقہ سے حرمت کی دو یا زیادہ وجوہ اکٹھی ہو جائیں (وہ کام صرف ممنوع نہیں بلکہ وہ فاحشہ ہوتا ہے۔ اور اس ممنوع اور محرم کام یا چیز کا ارتکاب ایسے طریقہ پر جس طریقہ سے وہ منصوص کے مرتبہ سے قاصر ہو یا اس کا ارتکاب ماسوائے منصوص کے جو کہ منصوص کے مفہوم کو پورا نہ کر سکے یا منصوص کا ارتکاب جس سے ممانعت ہے اس لئے کہ دوسرے کے لئے ذریعہ نہ ہو، پس یہ (مذکورہ امور) سب کے سب صغائر میں سے ہیں۔

اور صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا ایسے طریقہ پر جو طریقہ حرمت کی دو وجوہ کی یا زیادہ وجوہ کو جمع کر لے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس کی مثال اس تفصیل میں موجود ہے جس کا ذکر ابھی پیچھے گزرا ہے اور اس کا یہاں پر اعادہ بھی (شیخ نے) فرمایا ہے اور جو کچھ ذکر کیا ہے (شیخ نے) اس میں ذریعہ بننے کو زیادہ کیا ہے۔ مثلاً یہ کوئی شخص کسی آدمی کو کسی مطلوب پر دلالت و رہنمائی کرے تا کہ ناحق قتل کرے یا قاتل کو چھری لا کر دے (اس قسم کے فعل کا ارتکاب کرنا) حرام ہے (اور یہ حرمت اس) ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدہ ۲)

کہ ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو گناہ کے کام پر اور سرکشی کے کام پر، لیکن اس کے باوجود وہ صغائر میں سے ہے۔
اس لئے کہ اس کے بارے میں جو نبی ہے اس لئے ہے تاکہ ظالم کے لئے ذریعہ نہ ہو اور وہ اپنے ظلم پر قدرت نہ حاصل کر سکے۔ (اور اسی مذکورہ حکم میں ہے) کسی آدمی کا دوسرے آدمی کو جس پر کہنے والے کی اطاعت لازم بھی نہیں یہ کہنا کہ تو فلاں آدمی کو قتل کر دے یہ کہنا کبیرہ گناہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسرے کی ہلاکت کا ارادہ ہے، فعل قتل و ہلاکت میں شرکت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم (کتاب اللہ میں) پاتے ہیں کہ لفظ فاحشہ کا اطلاق اور وقوع زنا پر ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی طرف حرمت کی زیادتی نہیں ملی، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ کبائر اور فواحش میں فرق ہے ذکر میں تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔ پس ہر وہ چیز جس کا ذکر بھی زیادہ فحش ہے اس کو کبیرہ پر زیادہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔
مقاتل بن سلیمان کا قول:

مقاتل بن سلیمان نے وضاحت کی ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر جہنم کی دھمکی ہے یا جن کا انجام جہنم ہے اور فواحش وہ گناہ ہیں جن پر دنیا میں حد قائم کی جائے۔ تحقیق شیخ حلی اور ان کے ائمہ کا کلام دلالت کرتا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔
تحقیق ایسی احادیث اور حکایات وارد ہوئی ہیں جو صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے پر ابھارتی ہیں۔ اس بات کے ڈر کے لئے کہ کہیں ان پر اصرار کے نتیجے میں وہ کبیرہ گناہ نہ بن جائے۔

اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے بچو

۲۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن محمد بن حسن بن نورک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے کہ خبر دی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمران قطان نے قتادہ سے، انہوں نے عبد ربہ سے انہوں نے ابو عیاض سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
تم لوگ بچاؤ اپنے آپ کو اعمال کو حقیر و بے وزن کرنے والے امور سے۔ وہ انسان میں اکٹھے ہو کر اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال بیان فرمائی ہے، جیسے کچھ لوگ مل کر کسی میدان یا جنگل میں اترتے ہیں اور قوم کے کاریگر آتے ہیں، کوئی آدمی لکڑی لاتا ہے، کوئی چھوٹی سی لکڑی لاتا ہے، حتیٰ کہ ایک ڈھیر جمع ہو جاتا ہے، پھر وہ آگ ساگاتے ہیں اور وہ اس سب کو کھا جاتی ہے جو اس میں پھینکا جائے۔

بلال بن سعد کا ارشاد:

۲۸۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے علی بن احمد بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل بن مہران اسماعیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عثمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے اوزاعی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ فرماتے تھے:

تم گناہ اور غلطی کے چھوٹے ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم تا فرمائی کتنی بڑی ذات کی کر رہے ہو۔

عباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۸۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہ میں نے منصور بن عبد اللہ سے سنا کہ وہ اس کو کہتے تھے کہ میں نے سنا عباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے کہ:

پرہیز گاروں کی پرہیز گاری اور متقیوں کا تقویٰ ذرے اور رائی کے دانے سے پیدا ہوتا ہے اور ہمارا رب وہ ہے جو خیال و نظر پر پیٹھ پیچھے عیب لگانے، سامنے طعنہ پر بھی حساب لے گا اور وہ محاسبہ کرنے میں ہر چیز کو شامل کرنے والا اور احاطہ کرنے والا ہے اور اس سے زیادہ سخت بات یہ ہے کہ وہ ذرے ذرے کی مقداروں اور رائی کے دانوں کے برابر بھی حساب لے گا۔ جس ذات کا حساب ایسا سخت ہو وہ واقعی اس بات کی حقدار ہے کہ اس سے بچا جائے اور تقویٰ اختیار کیا جائے۔

۲۸۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن بشر نے کہ خبر دی ہے ابن و سب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن زید نے اور ذکر کیا ہے عمرو نے اور ابابکر ابن المنکدر کے دو بیٹوں کا انہوں نے فرمایا کہ:

دونوں میں سے ایک پر جب موت آئی تو وہ رو پڑا۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا، ہم تو آپ کے موت اچھا ہونے پر رشک کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں رویا کہ خدا نخواستہ میں نے اللہ کی کسی نافرمانی و گناہ کرنے کی جسارت کر لی تھی۔ لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی چیز کو معمولی سمجھ کر کرتا رہا ہوں اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہو (اور اس کا مجھ سے محاسبہ ہو جائے)۔ اور دوسرے بیٹے اپنی موت کے وقت روئے، ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے لئے فرماتے ہیں:

و بدالہم من اللہ مالہم یکنونو یحتسبون (البقرہ ۳۷)

ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔

میں وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم سب دیکھ رہے ہو اور اللہ کی قسم میں بالکل نہیں جانتا کہ اللہ کے ہاں میرے سامنے کیا کچھ ظاہر ہوگا؟ اور کیا کچھ سامنے آئے گا؟ اور انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ محمد ان کا بھائی تھا (محمد بن منکدر عابد تھے) اور عبادت میں ان سے قریب تر تھا اور کوئی چیز تھے محمد اپنے زمانے میں؟

۲۸۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن اسحاق طبری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین ہمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابویاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضمرہ بن ربیعہ نے حضرت سفیان ثوری سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فیغفر لمن یشاء یعذب من یشاء (البقرہ ۲۸۳)

اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے اور جسے چاہیں گے عذاب دیں گے۔

فرمایا کہ جس کو چاہیں گے بڑے سے بڑے گناہ پر معاف کر دیں گے اور جس کو چاہیں گے چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر عذاب دیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صغائر اور کبائر میں فرق ہے۔

اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی وعید آئی ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا ابن ابوالخزیمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابوالحسن طرائفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن ابوطالب سے انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ (النساء ۳۱ء)

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جس سے تم منع کئے گئے ہو۔

فرمایا کہ کبیرہ گناہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے یا عذاب یا غضب یا لعنت کے ساتھ ختم کیا ہے۔

اکبر الکبائر شرک ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۱..... مذکورہ اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱)..... انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة (المائدہ ۷۲)

بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بنائے تحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی سے مایوسی (کے ذکر کے ساتھ مذکور ہونا بھی کبیرہ گناہ ہونے کی نشانی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۲)..... لا يناس من رحمة الله الا القوم الكافرون (يوسف ۸۷)

اللہ کے لطف و کرم سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر۔

اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے نڈرو بے باک ہونا (یہ بھی کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے)۔

ارشاد باری ہے:

(۳)..... فلا يامن مكر الله الا القوم الخاسرون (اعراف ۹۹)

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارے پانے والے لوگ۔

انہیں کبیرہ گناہوں میں سے ہے والدہ کا نافرمان ہونا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جبار اور شقی اور عصبی شرکش، بد بخت، نافرمان قرار دیا ہے۔

اور انہیں میں سے ہے اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے بغیر حق کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۴)..... جزاءه جهنم (النساء ۹۲ء)

کہ قاتل کی سزا جہنم ہے۔

اور پاکدامن عورت کو بدکاری کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۵)..... لعنوا فی الدنيا والاخرة ولهم عذاب عظیم (النور ۲۳)

دنیا آخرت میں تہمت لگانے والے لعنت کئے گئے ہیں اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

یتیم کا ناحق مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۶)..... ان الذین یاکلون اموال الیتیمی ظلماً انما یاکلون فی بطونهم نارا ویصلون سعیرا (النساء ۱۰)

بے شک جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں ناحق وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

میدان جہاد سے فرار ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۷)..... ومن یولہم یومئذ دبرہ الامتحر فا لقتال او متحر الى فنة فقد باء بغضب من اللہ (انفال ۱۶)

جس شخص نے (اس دن جہاد میں) پیٹھ بھری، اس کے ماسوا جس نے جنگ کی چال چلنے یا دوسری اپنی ٹولی سے ملنے کے لئے پیٹھ

پھیری۔ (جس نے فرار کے لئے پیٹھ بھری) اس نے اللہ کے غضب کی طرف رجوع کیا۔

کبیرہ گناہوں میں سے سود خوری بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۸)..... الذین یاکلون الربوا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس (البقرہ ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں قبروں سے نہیں کھڑے ہوں گے مگر مثل اس شخص جو کھڑا ہوتا مخبوط الحواس شیطان کے چھوڑنے سے

اور کبیرہ گناہ محر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۹)..... ولقد علموا لمن اشتراه ماله فی الاخرة من خلاق (البقرہ ۱۰۲)

البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں کہ البتہ جو اس کو خریدتا ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کبیرہ گناہ زنا (بدکاری) بھی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۰)..... ومن یفعل ذالک یلق اثاماً یضاعف له العذاب یوم القیمة ویخلد فیہ مہانا (الفرقان ۶۹)

جو شخص اس کا ارتکاب کرے وہ کئی گنا ہوں کو ملتا ہے اس کے لئے دو گنا عذاب ہوگا قیامت کے دن اور اس میں ذلیل ہوگا

اور جھوٹی اور گناہ کی قسم بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۱)..... ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمناً قليلاً اولئک لاخلاق لهم فی الاخرة (آل عمران ۷۷)

بے شک جو لوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں حقیر سی قیمت وہی لوگ ہیں

جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ غلول اور مال غنیمت کی چوری بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۲)..... ومن یغلل یأت بما غل یوم القیمة (آل عمران ۷۶)

جو شخص مال غنیمت میں چوری کرے گا قیامت کے دن چرائی ہوئی چیز لے کر آئے گا۔

فرض زکوٰۃ کو منع کرنا یعنی نہ دینا یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۳)..... فتکونی بها جاہم (التوبہ ۳۵)

جو مال دبا دبا کر رکھتے ہیں اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے قیامت میں ان کی پیشانیاں داغی جائیں گی۔
جھوٹی گواہی دینا اور گواہی چھپانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۴)..... ومن یکتھمھا فانہ اثم قلبہ (البقرہ ۲۸۳)

جو شخص شہادت کو چھپائے گا اس کا دل گناہگار ہے۔

اور شراب پینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پوجا کو اس کے برابر کیا ہے اور جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا یا اللہ کی فرض کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز ترک کرنا یہ بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

(۱۵)..... من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد برئ من ذمۃ اللہ ورسولہ

جو شخص قصداً نماز ترک کر دے وہ اللہ کے ذمہ سے خارج ہو گیا۔

عہد شکنی کرنا اور قطع رحمی کرنا بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

لھم اللعنة ولھم سؤ الدار

ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے۔ (الرعد ۲۵)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بہر حال دونوں میں فرق کو ترک کر دیا پس کس چیز میں ہے۔

۲۹۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے کہ خبر دی ہے ابو عمرو بن نجید نے کہ خبر دی ہے ابو مسلم الکجی نے کہ خبر دی ہے عبدالرحمن بن حماد شعیبی نے کہ خبر دی ہے ابن عون نے محمد سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا:

کل مانھی اللہ عنہ کبیرہ

ہر وہ کام ہے جس سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح فرمایا اور یحییٰ بن عتیق نے اور ہشام نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کہا ہے۔

۲۹۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہیں حدیث بیان کی ہے کہ احمد بن منصور نے کہ

ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے کہ خبر دی ہے معمر بن ایوب سے، انہوں نے ابن سیرین سے، انہوں نے عبیدہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

کل ماعصى اللہ ربہ فهو کبیرہ

ہر وہ کام جس میں اللہ کی نافرمانی کی جائے وہی کبیرہ گناہ ہے۔ اور تحقیق نادر چیز ذکر کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۷)..... قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم (النور ۳۰)

مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

۲۹۴..... اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں معمر نے حدیث بیان کی ہے ابن طاووس سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ حضرت ابن

(۲۹۱)..... عزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱۳۸/۲) لابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس۔

(۲۹۲)..... عزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱۳۶/۲) لعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والطبرانی والمصنف من طرق عن ابن عباس۔

(۲۹۳)..... عزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱۳۶/۲) لعبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والمصنف من طرق عن ابن عباس۔

عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انہوں نے فرمایا: قریب قریب ستر ہیں۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ یہ انہوں نے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم میں اور محرمات کے ارتکاب سے ترہیب اور ڈرانے کے لئے فرمایا ہو۔ بہر حال صغائر اور کبائر کے مابین فرق کرنا دنیا اور آخرت کے احکامات سے لازمی اور ضروری ہے ان نصوص کی بنیاد پر جو کتاب و سنت میں آئی ہیں۔

مسلمان اہل قبلہ بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے

ہمارے احباب رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ:

اصحاب کبائر اہل قبلہ جب قیامت میں بغیر توبہ کئے آئیں گے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے گا تو ان کو ابتداء ہی میں معاف کر دے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کے حق میں ان کے نبی کی شفاعت قبول کر لے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کو جہنم میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ پھر وہ ایک خاص مدت تک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ پھر ان کو جہنم سے جنت کی طرف نکالنے کا حکم دے گا یا شفاعت کے ساتھ یا بغیر شفاعت کے۔ اور ہمیشہ جہنم میں تو صرف کفار ہی رکھے جائیں گے۔

ہمارے احباب نے اس بات پر استدلال اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیا ہے:

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيئَتُهٗ الْخ

(البقرہ ۸۱)

ہاں جس نے برائی کا کسب کیا اور اس کے گناہوں نے اس کو احاطہ میں لے لیا۔ وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ ہمیشہ آگ میں رکھنا اس کے لئے ہے جس کو اس کے گناہوں نے گھیر لیا ہوگا۔ (وہ کافر ہی ہو سکتا ہے) اس لئے کہ مؤمن ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو یا بہت سے کبائر کا اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا ہوتا، اس لئے کہ تمام گناہوں کا سردار اور بڑا گناہ کفر ہے۔ وہ مؤمن کے گناہوں میں موجود نہیں ہوتا ہے۔ لہذا صحیح ہوا کہ وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا۔
اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس دوسرے قول کے معارض و مخالف ہے۔ وہ یہ ہے:

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ ۸۲)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ہے اس شخص کو جس نے ایمان کی اصل اور اس کی فروع (دونوں چیزیں) جمع کر لی ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب یا کبائر کا مرتکب صالحات اور نیک اعمال کا تارک ہوتا ہے۔ تو یہ بات صحیح ہوگی کہ جنت والا وعدہ اس کے لئے نہیں ہے۔

تو معترض کو جواباً یہ کہا جائے گا کہ کبیرہ یا کبائر کا مرتکب جب ان سے توبہ کر لے اور قیامت میں ان گناہوں سے تائب ہو کر آئے، مگر صالحات اور نیکیوں کا تارک ہو ایمان کے اور اس کی فروعات کے مابین جمع کرنے والا نہ ہو اس کے باوجود وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حالانکہ اس کی توبہ ان نیکیوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی جو اس نے چھوڑی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اوپر شر اور برائی سے ہمیشہ دور رہنا لازم تھا۔ پس جب اس نے کچھ وقت شر اور گناہ کا اقامہ وار تکب کیا اور پھر کچھ وقت اس سے دور ہو گیا تو گویا ایسا کرنے سے وہ کچھ فرض کو ادا کرنے والا (اور کچھ کا تارک ہوا) اور کچھ فرض ممکن نہیں ہے اور جائز نہیں ہے کہ پورے فرض کا بدلہ کر سکے۔ اور جب یہ بات ممکن ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے

تائب ہونے والے پر احسان فرمائے اور اس کی توبہ کے بدلے میں اس کے گناہ مٹا دے اور معاف کر دے تو یہ کیونکر جائز نہیں ہوگا اور کیونکر درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہوں پر اصرار کرنے والے پر بھی احسان فرمائے اور اس کے ایمان کے سبب جو کہ تمام نیکیوں سے احسن اور بہتر نیکی ہے اس کے گناہ معاف فرمادے؟ اور اس کی صلوٰۃ اور دیگر بعض حسنات کے سبب وہ غلطیاں بھی مٹا دے جو اس کی سینات کی مدت میں زیادہ ہو گئی تھیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

ان الحسنات يذهبن السيئات (سود۱۱)

بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

اس کو لے لیجئے اور محفوظ اور یاد رکھئے۔ دونوں اس بات میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور جدا ہیں کہ تائب مغفور ہوتا ہے بغیر عذاب دینے کے اور گناہوں پر اصرار کرنے والا کبھی اپنے گناہوں کے سبب کچھ مدت تک عذاب دیا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ خبر صادق اس کے بارے میں وارد ہو چکی ہے اور ہمارے اصحاب نے اس پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ استدلال کیا ہے:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (النساء ۴۸/۱۱۶)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف فرمائے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور معاف فرمادے گا

اس کے ماسوا (گناہ) جس کے لئے چاہے گا۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خبر میں اختلاف فرض کر لیا جائے اور اسی کے ساتھ حدیث بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے۔ ۲۹۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ربیع کی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زہری سے، انہوں نے ابوداؤد سے، انہوں نے عبادہ بن صامت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

میرے ساتھ تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، بدکاری نہیں کرو گے۔ یعنی پوری آیت بیعت والی باتوں کا ذکر فرمایا۔ (پھر فرمایا کہ) جو شخص تم میں سے ساری باتیں پوری کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو شخص ان باتوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھا اور اس کو سزا دے دی گئی وہ ہر اس کے لئے کفارہ ہوگی اور جس نے کسی کام کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا (یعنی اس کا گناہ سامنے نہ آسکا) وہ اللہ عزوجل کے حوالے ہوگا۔ اگر وہ چاہے گا معاف کر دے گا اور چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا۔

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس حدیث کو سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی نے فرمایا:

عبادہ بن صامت کا قول فی بیعت النساء سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ جیسے عورتوں کی بیعت میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ياايها النبي اذا جاءك المؤمنات يباعدنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن

اولادهن ولا ياتينن ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك في معروف الخ (۱۲)

اے نبی جب تیرے پاس ایمان والی عورتیں تیرے ساتھ بیعت ہونے کے لئے آئیں تو (ان شرائط پر ان کی بیعت قبول کر لیجئے) کہ:

- (۱)..... اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔
 - (۲)..... چوری نہیں کریں گی۔
 - (۳)..... زنا نہیں کریں گی۔
 - (۴)..... اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔
 - (۵)..... اور بہتان نہیں باندھیں گی، جیسے وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے آگے اختر کریں۔
 - (۶)..... اور ہر اچھے کام میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔
- (گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کرنا:

ومن اصاب من ذلك شيئا فستره الله عليه

کہ جو شخص ان مذکورہ گناہوں میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر پردہ ڈال دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے شریک کے ماسوا باقی گناہ ہے۔ جیسے آپ کا یہ قول کرنا (فعوقب به) یعنی جس نے مذکورہ گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی۔ اس سے مراد بھی ماسوا کے شرک کے گناہ مراد ہے۔ جمعی تو سزا اور حد کو کفارہ قرار دے دیا۔ اس غلطی کا اور گناہ شرک کے بعد جس کا ارتکاب کیا اور جس گناہ کے ارتکاب کے بعد اس میں حد جاری نہیں کی گئی اس کو اللہ کی مشیت کے سپرد کیا۔ اگر چاہے تو اس کے لئے معافی فرمادے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔ پھر عذاب دائمی نہیں ہوگا۔ اس بات کی دلیل شفاعت قبول کر کے جنت میں بھیجنے والی احادیث میں اور وہ آیات ہیں جو کتاب اللہ میں اس معنی میں آئی ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آیت مغفرت میں یہ فقرہ کہ جس کو چاہے بخش دے گا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کے صغیرہ گناہ معاف کر دے گا جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہوگا اور اس کے لئے بخشش نہیں کرے گا جو کبائر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا جیسے کہ دوسری آیت میں ارشاد ہے:

ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلاً كريماً (النساء، ۳۱)

اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے جس سے تم منع کئے گئے ہو تو مٹا دیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں

اور داخل کریں ہم تم کو باعزت مقام میں۔

تو جواب میں کہا جائے گا کہ وہ کبائر جن سے اجتناب کرنے کو مغفرت کے لئے شرط قرار دیا گیا ہے اس سے مراد شرک ہے اور یہ اس آیت میں مطلق ہے اور اس کے ساتھ سیئات کی تکفیر کرنا اور مٹا بھی مطلق ہے اور وہ دونوں اس آیت میں جس کے ساتھ ہم نے حجت پکڑی ہے دونوں جگہ دونوں مفید ہیں۔ لہذا دونوں کے مابین جمع کرنا واجب ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کرنے والوں کو آگ کی اور اس میں ہمیشہ رہنے کی وعید اور دھمکی دی ہے اور ان سے توبہ کرنے والوں کے سوا کسی کو صلحہ نہیں کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق (تا) الا من تاب (الفرقان ۷۸-۷۹)

نہ قتل کرو کسی نفس کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کی تائید کے ساتھ۔

(یہاں تک کہ فرمایا) مگر وہ شخص جو توبہ کرے تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس وعید اور دھمکی کا تعلق صرف اسی سے نہیں بلکہ تمام ان امور سے اور اشیاء سے ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی ابتداء شرک کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

والذين لا يدعون مع الله الهاً اخر (الفرقان ۶۸)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے الہ کو نہیں پکڑتے۔ (یعنی شرک کی نفی کی ہے)

لہذا آیت میں یہ فقرہ:

وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ اثْمًا

جو شخص یہ کام کرے گا وہ ملے گا کئی کئی گنا ہوں کو بھرے گا۔

اور رجوع کرے گا ان تمام سابقہ چیزوں کی طرف جو پہلے مذکور ہوئی ہیں۔

جس نے ان کبار اور اس وعید کے اور اس پر جو دلیل دلالت کرتی ہے وہ یہ قول ہے:

يَضَاعِفُ لَهُ الْعَذَابَ

کہ اس کے لئے دہر اعذاب ہے۔

کہ درمیان جمع کیا ہے اس نے یہ ارادہ کیا ہے۔ وہ شخص جس نے شرک اور اس کے علاوہ کبار کے مابین جمع کیا ہے۔ اس پر جمع کر دیئے ہیں

شرک کے عذاب کے ساتھ کبار کے عذاب، لہذا اس پر عذاب دہرا ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا:

الْأَمِنْ تَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

مگر جو شخص ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔

تو یہ ایمان اور عمل صالح کا ذکر کیا ہے اور یہ اس لئے تاکہ اس کا ایمان اس کے کفر کو تباہ کر دے اور ختم کر دے اور ایمان میں اس کی اصلاح اس کو تباہ کر دے جو پہلے سے کفر میں اس سے خرابی ہوئی جیسے ہم نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فُجِرَ ۖ وَهُوَ خَالِدٌ فِيهَا (النساء ۳۷)

جو شخص کسی مؤمن کو قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(جواب میں) کہا جائے گا کہ اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے قتل کیا تھا اور مرتد ہو گیا

تھا اسلام سے اور ہمارے بعض اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت اپنے سبب یا شان نزول پر بند ہے۔

۲۶۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن بن محبوب دھان نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے کلبی نے ابوصالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا مقیس بن ضبابہ نے اپنے بھائی ہشام بن ضبابہ کو بنی نجار کے محلہ میں مقتول پایا جبکہ ہشام مسلمان تھا۔ مقیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی فہر کے ایک آدمی کو نمائندہ بنا کر بھیجا اور اس کو فرمایا کہ تم بنی نجار کے پاس جاؤ اور جا کر میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اگر تم ہشام کے قاتل کو جانتے ہو تو اس کے بھائی کو ہشام کا قاتل حوالے کر دو کہ وہ اس سے (بدلہ) قصاص لے گا۔ اور اگر تم نہیں جانتے تو تم لوگ اس قاتل کی دیت اس کے حوالے کرو۔

چنانچہ فہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو یہ پیغام پہنچایا۔ بنی نجار والوں نے کہا سمع اور طاعت ہے اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے۔ (یعنی ہم یہی کچھ کریں گے جو آپ نے فرمایا ہے) اللہ کی قسم ہم ہشام کے قاتل کو نہیں جانتے، لیکن ہم اس کے بھائی کو دیت دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے مقیس کو سواوٹ دیئے۔ پھر وہ فہری اور مقیس وہاں سے بے اور مدینے کی طرف چلے۔

جب مدینے کے قریب پہنچے تو مقیس بن ضبابہ کے پاس شیطان آیا اور اس نے مقیس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ کیا کیا تم نے؟ تم نے اپنے بھائی کی دیت (اس کا خون بہا) قبول کر لیا۔ یہ تو تیرے اوپر گالی ہوگی۔ ایسا کر کہ تیرے ساتھ جو آدمی ہے اس کو قتل کر دے۔ لہذا نفس کا بدلہ نفس ہو جائے گا اور دیت بھی اضافی طور پر بچے گی۔ لہذا اس نے پتھر اٹھایا اور فہری کو دے مارا اور اس کا سر پھیل دیا۔ پھر وہاں سے اونٹ پر سوار ہوا اور اونٹ ہانک کر مکہ کی طرف کافر ہو کر روانہ ہو گیا اور اپنے شعروں میں یہ کہنے لگا:

میں نے اپنے بھائی کے بدلے فہری کو قتل کر دیا اور میں نے اس کا خون بہا۔ بنو نجار کے ارباب شوریٰ کی پیٹھ پر لا دیا۔ اور میں نے اپنے بھائی کا قصاص بھی پالیا اور نکیہ لگا کر لیٹ گیا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں جو بتوں کی طرف لوٹ گیا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت اسی واقعہ میں اسی مقیس کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم الخ (النساء ۹۳)

جو شخص کسی کو مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم میں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرا جواب بھی ہے، وہ، وہ ہے جو ہم نے روایت کیا ہے ابو جہل لائق بن حمید سے اور وہ بڑے بڑے تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس کی جزا ہے۔ اگر اللہ چاہے گا کہ اس کی جزا سے درگزر کرے تو وہ خود کرے گا۔

۲۹۷..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو علی حسین بن محمد روز باری نے کہ خبر دی ہے محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو شہاب نے سلیمان تیمی سے، انہوں نے ابو جہل لائق بن حمید سے، پھر اس نے اس بات کو ذکر کیا ہے اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس کی اسناد ثابت نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے ابو سلیمان خطابی بستی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ: پورا قرآن مجید بمنزلہ ایک کلمہ کے ہے۔ جس کا نزول پہلے ہوا اور جس کا بعد میں ہوا اس پر عمل کے وجوب میں سب برابر ہے جب تک اول اور آخر میں منافات واقع نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس قول: یغفر ما دون ذالک لمن یشاء میں اور ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا (نساء ۱۹۳) میں جمع کیا جائے اور اس کے ساتھ لمن یشاء کو لائق کیا جائے۔ یہ باہم متناقض و مخالف نہیں ہوگا۔ مشیت کی شرط قائم ہے سب کے سب گناہوں میں ماسوائے شرک کے اور اسی طرح ہے یہ بھی فجر اء جہنم و احتمال رکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو فجر اء جہنم اس کی جزا جہنم ہے۔ اگر اللہ اس کو جزا دینے پر آئے اور اس کو معاف نہ کرے تو اس طرح پہلی آیت خبر ہے اس میں کوئی خلاف نہیں ہے اور دوسری آیت وعدہ ہے جس میں غفور و درگزر کی امید ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالینی نے کہ خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے، انہوں نے کہا میں نے سنا عمر بن محمد وکیل سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے معاذ بن ثنیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سوار بن عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اصمعی نے، انہوں نے

(۲۹۶)..... قال الذہبی فی التجرید (۲/۱۲۰) هشام بن ضبابۃ الکناانی اللبشی اخو مقیس. أسلم ووجد قتيلاً من بني النجار وقال ابن إسحاق وغيره قتل في غزوة المريسيع قتله أنصاري وظنه من العدو. والحديث عزاه السيوطي في الدر المنثور (۲/۱۹۵) للمصنف.

(۲۹۷)..... أخرجه أبو داود (۲۲۷۶) عن أحمد بن يونس. به وأخرجه المصنف في البعث (۲۵)

کہا کہ عمرو بن عبیدہ ابو عمرو بن ابی العلاء کے پاس آئے اور ان سے کہا اے ابو عمرو! کیا اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ عمرو نے کہا اللہ نے خود فرمایا۔ انہوں نے پوچھا، کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے وعید کی کوئی آیت ذکر کی جو عمرو کو یاد نہیں رہی تو ابو عمرو نے کہ کوئی عجیت تو دیا گیا ہے۔ وعدہ، ایجاد سے مختلف ہوتا ہے۔ پھر ابو عمرو نے شعر کہا:

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ . ساخلف ايعادی وانجز موعدی
اور بے شک میں نے اگرچہ دھمکی دی ہے اس کو یا وعدہ دیا ہے۔ بہت جلدی میں اپنی دھمکی کے خلاف کروں گا
اور پورا کروں گا میں اپنا وعدہ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:
اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها (النساء ۱۲۰)
جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے
اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مومن گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟)
کہنا گیا ہے کہ اس طرح ہم کہیں گے۔ الحدود۔ اسم جمع ہے متعدی ہوتا اللہ کی حدود کے لئے۔ جمع بنایا گیا ہے بوجہ ترک ایمان کے اور تارک
ایمان ہمیشہ آگ میں رکھا جائے گا۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وان الفجار لفي جحيم يصلونها يوم الدين وما هم عنها بغائبين (القطار ۱۳-۱۶)
بے شک گناہگار البتہ جہنم میں ہوں گے۔ قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے اور اس سے وہ غائب نہیں ہوں گے۔
کہا گیا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

ان الابرار لفي نعيم (القطار ۱۳)
بے شک نیکوکار لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔

(جواب ہے) کہ ایسا فاسق جو ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ایمان کی بدولت پڑ لینی نیک ہوتا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ وہ مطلق پڑ اور نیک
نہیں ہے۔

جواب میں کہا جائے گا کہ اسی طرح وہ مطلق فاجر بھی نہیں ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ اس کے فحور نے اس کے ایمان کو تباہ کر دیا ہے۔

جواب دیا جائے گا کہ اس قول میں اور مر جہ کے قول میں پھر کوئی فرق نہیں رہے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اس کے ایمان نے اس کے فحور اور
گناہوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فحار سے وہ لوگ مراد لئے ہیں جن کے درمیان اور ابرار کے درمیان تقابل
ہے۔ اس لئے کہ تمام نیکوں کی سرداری ایمان ہے اور تمام فحور کا سردار فحور کفر ہے اور ہمارے موقف کی صحت پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ اللہ
تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان ہیں:

(۱)..... ان لانضیع اجر من احسن عملاً (الکہف ۳۰)

بے شک ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھا عمل کیا۔

(۲)..... لا اضيع عمل عامل منكم (آل عمران ۱۹۵)

تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو میں ضائع نہیں کروں گا۔

(۳)..... ان الله لا يظلم مثقال ذرة وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرا عظيما (النساء ۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کریں گے۔ ایک ذرے کی مقدار اگر نیکی ہوگی تو اس کو دگنا کر دیں گے اور اپنی طرف سے بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔

(۴)..... فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره (الزلزال ۷)

جو شخص ایک ذرے کی مقدار خیر کا عمل کرے گا اس کو عمل وہ دیکھ لے گا۔

(۵)..... يوم تجد كل نفس ماعملت من خير محضرا (آل عمران ۳۰)

جس دن پالے گا ہر نفس جو کچھ اس نے خیر کا عمل کیا تھا حاضر کیا ہوا (پالے گا)۔

(۶)..... فالذين امنوا منكم واتفقوا لهم اجر كبير (الحديد ۷)

پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خرچ کیا ہے ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

(۷)..... وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات (التوبہ ۷۲)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے لئے باغات (بہشتوں) کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۸)..... هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الزمن ۶۰)

نیکی کا بدلہ صرف نیکی ہی ہے۔

یہ مذکورہ آیات اور دیگر وہ سب آیات جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں، وہ سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا عمل ضائع نہیں فرمائیں گے جو اچھا عمل کرے گا اور سب اعمال سے احسن عمل اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا ہے۔

جس شخص نے مؤمن کو دائمی طور پر آگ میں رکھنے کا قول کیا ہے۔ درحقیقت اس نے اس کے اعمال کے اجر کو ضائع کیا ہے اور اس کے لئے کوئی معاوضہ نہیں بنایا ہے۔ حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طاعات پر ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور گناہوں پر عذاب کا۔ لہذا کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے معاصی کے اعمال کو دیکھے گا اور طاعات کے عمل کو نہیں دیکھے گا۔ حالانکہ دوسرے کے اعمال طاعت ہوں یا معاصی اسی نے خود کئے ہیں۔ مگر پھر دوسرے کو بھی یہ حق ہوگا کہ وہ اس کے برعکس کہے یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کی طاعات کو دیکھے گا۔ معاصی اور گناہوں کو نہیں دیکھے گا۔ مگر اس کا کہنا تو دور کی بات ہے کوئی بھی اس کا قائل موجود نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم سب مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے اور اجماع ہے کہ طاعات کا اجر حاصل ہوگا اور طاعات کے حکم کے زوال میں ہم نے اختلاف کیا ہے۔ لہذا ہم نے جس چیز کا یقین کیا ہے بعض طاعات پر اجر کا حصول معصیت کے سبب ہے اس کا حکم نہیں اٹھ جائے گا۔

بعض لوگوں نے عقیدہ شفاعت کو اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے باطل قرار دیا ہے۔

ماللظالمين من حميم ولا شفيع يطاع (نافر ۱۸)

ظالموں کے لئے نہ کوئی ولی دوست ہوگا اور نہ ہی کوئی سفارشی جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(تو اس کا جواب یہ ہے کہ) یہاں پر ظالموں سے مراد کافر ہیں۔ اس آیت کا آغاز اس بات کی شہادت دیتا ہے کیونکہ یہ آیت کافروں کے

ذکر میں واقع ہے۔

اگر ایسے لوگ اس آیت سے دلیل پکڑیں:

ولا يشفعون الا لمن ارتضى (ہیاء ۳۸)

(سفارشی) سفارش نہیں کریں گے مگر اس شخص کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا۔

کہا گیا ہے کہ یہ ہماری دلیل ہے۔ اس لئے کہ فاسق بھی اپنے ایمان کے سبب مرتضیٰ اور پسند میں ہوتا ہے۔ (اور یہ بات بھی قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادہ

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔

سورۃ انبیاء کی مذکورہ آیت میں ارتضیٰ فرمایا اور اس آیت یعنی فاطر میں ہے اصطفینا فرمایا۔ دونوں زبان کے لغت کے اعتبار سے ایک ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فمنهم ظالم لنفسه

تو کچھ ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

یعنی مصطفین اور برگزیدہ لوگوں میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور ظلم سے مراد وہی فسق ہے۔

اسی طرح اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ان میں ظالم بھی ہیں، یعنی فاسق ہیں اور اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا کہ یونس علیہ السلام نے اپنے بارے میں کہا تھا:

انى كنت من الظالمين (الانبیاء ۸۷)

کہ بے شک میں ظالم ہوں (قصور وار ہوں)۔

اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی ہے:

ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ وہ سب کے سب جنت میں ہوں گے۔ یہ کتاب البعث والنشور کی ساتویں جز میں اپنے شواہد

سمیت مذکور ہیں۔

اور آیت الامن ارتضیٰ کی ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ الامن ارتضیٰ ان يشفعوله ہے۔ یعنی مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہ شفاعت کرنے والے اس کے لئے شفاعت کریں۔

اسی طرح کا قول یہ بھی ہے:

من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه (البقرہ ۲۵۵)

کوئی ہے جو اس کے آگے سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

یعنی جس کے لئے اللہ پسند کرے گا کہ اس کے لئے سفارش کی جائے اللہ خود اجازت دیں گے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت: الا من ارتضیٰ (کی یہی مذکورہ توجیہ ہی ہے) اس کے علاوہ دوسری کسی توجیہ کا احتمال نہیں رکھنی۔

اس لئے کہ اللہ کے ہاں برگزیدہ لوگ نہ تو کسی فرشتے کی شفاعت کے محتاج ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی نبی کی شفاعت کے۔ (لہذا یہ بات ثابت ہوئی کہ) جو ہم نے کہا ہے وہی آیت کا معنی صحیح ہے۔

اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتے کہ کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب کے لئے سفارش کی جائے۔ اس لئے کہ گناہگار ہی شفاعت کا محتاج ہوتا ہے اور اس کا ضرورت مند ہوتا ہے۔

تو جس قدر گناہگار کا گناہ بڑا ہوگا اسی قدر وہ شفاعت کا بھی زیادہ محتاج ہوگا۔ پھر یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ شفاعت کے لئے اس کی شدت احتیاج اس کے درمیان اور شفاعت کے درمیان حائل ہو جائے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ صاحب کبیرہ کے لئے شفاعت کو پسند نہ کریں اور شفاعت نہ ہو سکے) (پھر سوال ہو سکتا ہے کہ پھر تو کافر کے لئے بھی شفاعت ممکن ہونی چاہئے کیونکہ اس کا گناہ بھی بڑا ہے) تو جواب یہ ہوگا کہ شفاعت کا امتناع تو کافروں کے لئے بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے کہ ان کا گناہ بڑا ہے۔ لیکن (کافر کے لئے سفارش اس لئے ممنوع ہے کہ وہ) اس ذات باری کا منکر ہے جس کی بارگاہ میں سفارش کی جائے گی یا اس لئے کہ وہ رسول کا منکر ہے جو اس کے حق میں سفارشی ہے یا اس لئے ممنوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کافر کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہیں کرے گا جبکہ یہ سارے معافی اہل قبلہ مرتکب کبیرہ مؤمن کے حق میں معدوم و مفقود ہیں۔

پھر یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہ بھی آیا ہے:

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا (انفطار ۱۹)

کہ اس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکے گا۔ لہذا اس آیت سے شفاعت کا امتناع ثابت ہوا؟

تو جواب یہ ہے کہ یہ آیت شفاعت کو منع نہیں کرتی۔ اس لئے کہ آیت میں تملک کا لفظ آیا ہے کہ کوئی مالک نہیں ہے۔ ملک سے بنا ہے اور ملک سے مراد ہے قوت و طاقت کے ساتھ روک دینا تو واقعی اللہ تعالیٰ کو قوت و طاقت سے کسی معاملے میں کوئی نہیں روک سکے گا۔ اس آیت کا شفاعت کے مفہوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے) اس لئے کہ شفاعت، شفاعت کرنے والے کی طرف سے بارگاہ الہی میں انتہائی تدلل اور عاجزی پیش کرنے کا نام ہے اور اپنے آپ کو اس انتہائی اظہارِ عجز کے ذریعہ اس کے قائم مقام کرنا ہوتا ہے جس کے لئے سفارش کر رہا ہے۔ لہذا اس کام کے لئے سب سے زیادہ لائق اور اس کے احوال کے لحاظ سے زیادہ قیامت کے روز سے زیادہ کوئی موقع اور وقت نہیں ہو سکتا۔

تحقیق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے اثبات میں اور اہل توحید کی ایک جماعت کو جہنم سے نکالنے اور ان کو جنت میں داخل کرنے کے بارے میں اخبار صحیحہ وارد ہو چکی ہیں جو اخبار متواترہ کے قریب قریب ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل کبار کی ایک جماعت سے بارے میں جو اہل شرک نہ ہوں مغفرت کرنا بغیر عذاب کے بطور اس کے فضل اور رحمت کے بارے میں احادیث آچکی ہیں۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے، کریم ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ احادیث کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دی ہیں اور ہم یہاں ان سے بعض کی طرف اشارہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا ہے:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسُجِّدَ لَهُ نَافِلَةً لِّكَ عَمْسَىٰ اِنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (الاسراء ۷۹)

اور رات تہجد کی نماز ادا کرتو یہ حکم زیادہ اس کے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے پہنچا دے مقام محمود پر۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں روایت کیا ہے یزید الفقیر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت شفاعت کے بارے میں ہے۔

اویسی طرح ہم نے حذیفہ بن یمان سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر سے بھی روایات کی ہیں۔

۲۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس دوری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا ابو عمرو نے کہ خبر دی ہے محمد بن موسیٰ حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے، عمرو بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع بن جراح نے ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد زعفرانی نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المقام المحمود الشفاعة

کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے محمد بن عبید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں:

عسنى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

قال هو المقام الذى يشفع فيه لامنہ

فرمایا کہ وہ مقام ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۰۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن داؤد بن سلیمان نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن احمد اھوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع بن ادریس اودی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

۳۰۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو بکر بن داؤد نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبدان سے وہ کہتے تھے وہ یہ حدیث ہے جس کا لوگوں نے ہمارے اوپر انکار کیا ہے۔

۳۰۲:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر نے کتاب التفسیر میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع بن داؤد زعفرانی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

اما تہتہی نے فرمایا کہ عبدان کی روایت میں لوگوں نے اس لئے انکار کیا کہ اس کا کسی روایت میں تقرُّد ہے، ورنہ سارے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے وکیع سے اور داؤد سے۔

۳۰۳:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ

کدیگی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی اصحاب رسول سے کہ اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن زمین دراز کی جائے گی رحمن کی عظمت کے لئے کسی کے لئے اس پر جگہ نہیں ہوگی مگر صرف اس کے ایک قدم کی۔ پھر میں پہلا شخص ہوں جو بلایا جائے گا۔ میں جبریل کو رحمن کے دائیں طرف کھڑا ہوا پاؤں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اس سے پہلے اس نے اللہ کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب جب جبریل میرے پاس آیا تھا اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل خاموش کھڑا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس نے صحیح کہا تھا میں نے اس کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ آپ کوئی اپنی حاجت پیش کریں۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میں تیرے بندوں میں سے کچھ بندوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جنہوں نے شہر شہر تیری عبادت کی ہے اور ٹیلوں کی چھاؤں میں تیرا ذکر کیا ہے وہ جواب کے منتظر ہیں کہ میں تیرے یہاں سے کیا لے کر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے خبردار ہوشیار میں ان کے بارے میں تجھے شرمندہ نہیں کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

عَسَىٰ رَبِّكَ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبِّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (اسراء ۷۹)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچا دے۔

اس کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے ابراہیم بن سعد سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ روایت کی مکمل عبارت ان تمام روایات میں وارد ہوئی ہیں جو شفاعت کے سلسلوں میں آئی ہیں۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبِّكَ فَتَرْضَىٰ (الغیٰ ۵)

اور البتہ عنقریب آپ کو آپ کا رب (اتنی) عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور ہم نے روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

رَبِّ انْهِن اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعْنِيْ فَانْهَ مِنْهُ (ابراہیم ۳۶)

اے میرے رب بے شک ان بتوں نے تو بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے، بس جو شخص میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔

اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور عیسیٰ بن مریم نے فرمایا:

اِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَانْتُمْ عِبَادُكَ الْخِ (المائدہ ۱۱۸)

اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت کی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیے۔ اے اللہ میری امت، اے اللہ میری امت..... یہ کہتے کہتے رو

پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل آپ جائیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہئے، بے شک ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور آپ کو تکلیف نہیں دیں گے۔

بصورت دعا اس حدیث میں واضح شفاعت کے الفاظ موجود ہیں امت کے لئے۔ (مترجم)

۳۰۴..... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو محمد زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبد الاعلیٰ نے کہ خبر دی ہے ابن وہب نے انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔ عمرو بن حارث نے کہ بکر بن سوادہ اس کو حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پھر وہی مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں یونس سے روایت کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے یزید الفقیر سے روایت کی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئی پھر آپ نے ان کو ذکر فرمایا اور انہوں نے یہ بات فرمائی:

واعطيت الشفاعة

کہ میں شفاعت کرنے کا حق بھی دیا گیا ہوں۔

۳۰۵..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو حازم حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عمرو بن مطر نے خبر دی ہے ابراہیم بن علی نے کہ خبر دی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے کہ خبر دی ہے ہشیم نے سار سے اس نے یزید فقیر سے پھر اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور وہ بخاری و مسلم میں منقول ہے۔

۳۰۶..... ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابوسعید بن اعرابی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن عبادہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

بے شک ہر نبی کے لئے ایک مخصوص دعا ہوتی تھی جس کے ساتھ انہوں نے دعا کی اپنی امت کے بارے میں اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کے حق میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا رکھی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے زہیر وغیرہ سے روح سے اور بخاری مسلم دونوں نے اس کو روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کو مسلم نے بھی جابر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور مسلم نے اس کو حدیث ابی بن کعب سے قراءۃ کے قصے میں نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: اے اللہ میری امت کو بخش دے اور تیسری بار دعا کو مؤثر کرنا اس دن کے لئے جس دن تمام مخلوق آپ کی خدمت میں رجوع کرے گی۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ (یہ بھی آپ کی شفاعت کی دلیل ہے)۔ (مترجم)

(۳۰۴)..... أخرجه مسلم (۱۹۱/۱) عن يونس بن عبد الأعلى الصدقي. به.

(۳۰۵)..... أخرجه البخاري (۱۱۹/۱) و مسلم (۳۷۰/۱) من طريق هشيم. به.

(۳۰۶)..... أخرجه مسلم (۱۹۰/۱) عن زهير بن حوب وابن أبي خلف كلاهما عن روح. به.

وأخرجه البخاري (۱۷۰/۹) و مسلم (۱۹۰/۱) من حديث أبي هريرة.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی

۳۰۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یونس نے کہ خبر دی ہے ابو سعید بن اعراہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الواحد بن زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مختار بن فلفل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

میں تابعداروں کے اعتبار سے سب نبیوں سے زیادہ ہوں گا قیامت کے دن (یعنی میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے) کوئی نبی ایسے بھی آئے گا کہ اس کی تصدیق کرنے والا ایک آدمی کے سوا کوئی نہیں ہوگا اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک دوسرے طریق سے مختار سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا مفہوم جابر بن عبد اللہ سے اور عبد اللہ بن سلمہ سے اور ابی بن کعب سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مخصوص کئے جائیں گے اجتماعی شفاعت کے لئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اجتماعی طور پر سب کو اس جگہ سے چھٹکارا عطا فرمائیں گے جہاں وہ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد دیگر انبیاء اور فرشتے اور صدیقین شفاعت کے عمل میں شریک ہوں گے اور یہ شفاعت انفرادی اور مسلمانوں کے افراد کے لئے ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخصوص کئے جائیں گے ان سب میں سے اہل توحید میں سے اہل کبار کی شفاعت کے لئے انبیاء، ملائکہ و صدیقین میں سے۔

شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ

۳۰۸..... ہمیں خبر دی ہے استاذ ابوبکر بن نورک نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تمام اہل ایمان جمع کئے جائیں گے اور فکر مند ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کروائیں، یہاں تک کہ وہ ہمیں اس جگہ سے اور اس حالت میں سے چھٹکارا دے دے۔ چنانچہ وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں کہ اے آدم، آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا اور آپ کے سامنے اپنے فرشتوں کو جھکایا تھا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے تھے، آپ ہمارے لئے ہمارے رب کے آگے سفارش کر دیجئے کہ وہ ہمیں اس حالت سے چھٹکارا دے دے۔ وہ کہیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور لوگوں کے آگے اپنی غلطی کا تذکرہ کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے رسول ہیں جن کی اللہ نے بعثت فرمائی تھی۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اپنی مجبوری بتائیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور وہ بھی اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ رحمن کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی خطا کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے توراۃ عطا فرمائی تھی اور اسے ہمکلامی کا شرف بخشا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ اللہ کا بندہ، رسول اور کلمۃ اللہ ہے۔ روح اللہ ہے۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ

بھی یہی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایسا بندہ ہے کہ اللہ نے جس کے پہلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ لہذا سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں جاؤں گا اور میں اپنے رب سے کچھ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت ملے گی۔ جس وقت میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کی ہیبت و عظمت کے پیش نظر سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے (کمال بے پرواہی کے ساتھ) جب تک چاہیں گے چھوڑ دیں گے (میں کمال عجز سے سجدے میں رہوں گا۔ کچھ کہنے کے لئے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کروں گا) پھر کمال و عنایت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ اٹھئے اے محمد اور کچھ کہے آپ کی بات سنی جائے گی اور کچھ مانگئے آپ کی دعا قبول کی جائے گی۔ آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہذا میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جو اللہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا لہذا میرے لئے (قبول ہونے کی) ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا (تو اس کے جلال و عظمت کے آگے) سجدے میں گر جاؤں گا۔ لہذا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اسی حالت میں چھوڑنا چاہے گا چھوڑ دے گا (کمال بے پرواہی کے ساتھ) پھر محض اس کی رحمت و عنایت سے یہ کہا جائے گا کہ اٹھئے اے محمد! کہنے تیری بات سنی جائے گی۔ سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش کیجئے تیری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جن کی تعلیم وہ خود مجھے دے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (تعداد کی) ایک حد مقرر کی جائے گی۔ میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پھر میں اپنے رب کو دیکھوں گا، پھر کہا جائے گا اٹھئے اے محمد کہنے آپ کی بات سنی جائے گی، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد بیان کروں گا جو مجھے سکھائے گا، پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (لوگوں کی بخشش) کی حد مقرر کی جائے گی۔ لہذا میں اتنے لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں کہوں گا اے میرے رب:

مابقی فی النار الا من حسبہ القرآن (ای و جب علیہ الخلود)

جہنم میں صرف وہ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے۔ یعنی جس پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے۔

از روئے قرآن یعنی شرک باقی رہ گئے ہیں۔

اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور مسلم، ہشام، دستوائی وغیرہ کی روایت سے ابو عوانہ کی حدیث میں قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پہلوں اور تمام پچھلوں کو ایک ہی میدان میں جمع کریں گے اور ان کو بلانے والا سنوائے گا (یعنی تاحداً وازلوگ جمع ہوں گے) اور گزرے گی ان سب سے نظر (یعنی تاحد نگاہ لوگ ہوں گے) اور قریب آجائے گا سورج اور لوگ غم اور کرب کے مارے اس کی تاب نہیں رکھیں گے اور برداشت نہیں کر پائیں گے۔ پھر آپ نے بھی مذکورہ قصہ ذکر کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ حدیث جامع ہے مسئلہ اجتماعی شفاعت نبی علیہ السلام کے لئے جس کے نتیجے میں آپ تمام لوگوں کو اس مقام پر اس غم اور کرب سے نجات

وائیں گے سورج کے سامنے طویل قیام کی وجہ سے لوگ جس کی تاب نہ لائیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے گناہگاروں کے لئے سفارش کرنا اس کے بعد ہوگا۔

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو طرح کی شفاعت کا اعزاز حاصل ہوگا۔ پہلی اجتماعی شفاعت جس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں جو کہ تمام لوگوں اور امتوں کے لئے بلا امتیاز ہوگی اور دوسری شفاعت انفرادی جو صرف آپ کی امت کے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔ اس کو شفاعت صغریٰ کہتے ہیں۔ (از مترجم)

اہل کبار کے لئے شفاعت

اور معید بن حلال کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں وہ بات بھی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ شفاعت صغریٰ آپ کی امت کے اہل کبار کے لئے ہوگی۔ یعنی جو کبیرہ گناہ کے مرتکب تھے۔ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میں یہ کہوں گا کہ اے میرے رب میری امت..... میری امت..... لہذا مجھے کہا جائے گا کہ آپ جانیے، دیکھئے جہنم میں جو ایسے لوگ ہیں جن کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو ان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے۔ اور دوسری بار یہ فرمایا کہ مجھے کہا جائے گا کہ جانیے جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہو ان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے اور تیسری بار میں کہا جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم تر سے کم تر مقدار میں ایمان ہو ان کو بھی نکال لیجئے۔ (ظاہر ہے ایسی لوگ اہل کبار ہی ہو سکتے ہیں، لہذا یہ شفاعت اہل کبار کے لئے ہوگی۔ مترجم)

اہل کبار کے لئے رحمت عالم کی شفاعت

ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اہلق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، انہوں نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر وہ آدمی نکال لیں گے جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر خیر ہوگی۔ پھر آپ شفاعت کریں گے یہاں تک کہ ہر اس انسان کو جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا۔ اس کے بعد پھر آپ شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر اس انسان کو نکال لیں گے جس کے دل میں رائی کے دانہ کے نصف سے بھی کم خیر ہوگی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تمام مذکورہ روایات میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اہل کبار کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۱۰..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوطاہر محمد آبادی نے اور ابوبکر قطان نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزق نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عبد الحمید صنعانی نے مکہ مکرمہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اہلق بن ابراہیم عباد نے کہ خبر دی ہے عبد الرزاق نے کہ خبر دی ہے معمر نے ثابت

(۳۱۰)..... أخرجه الحاكم (۶۹/۱) عن محمد بن علي بن عبد الحميد. به.

وأخرجه الضرمذی (۲۳۳۵) من طريق عبد الرزاق. به وقال حسن صحيح غريب من هذا الوجه وأخرجه أبو داود (۴۷۳۹) من طريق أشعث الحارثي عن أنس.

سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے لئے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔

یہ حدیث اشعث حدانی سے اور مالک بن دینار سے اور ثابت سے اور قتادہ سے اور زید بن سمیر سے یزید رقاشی سے انس بن مالک سے بھی مروی ہے۔

۳۱۱..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن علوی نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن شرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حفص عمرو بن ابی سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے جابر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے لئے اہل کبائر کے لئے ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اس حدیث کو ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا تھا:

ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ (الانبیاء ۳۸)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

۳۱۲..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن جعفر بن احمد مزی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن کعب حلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے، پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۳۱۳..... خبر دی ہے ہمیں ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے ابو عمرو نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے ابی صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نبی کا ایک مقبول دعا ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی دعائیں جلدی کر لی ہے اور میں نے اپنی مقبول دعا اپنی امت کے لئے قیامت میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا رکھی ہے۔ انشاء اللہ وہ ملنے والی ہے اس شخص کو جو اس حال میں مر گیا میری امت میں سے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتا

(۳۱۱)..... أخرجه الترمذی (۲۳۳۶) والحاکم (۶۹/۱) من طریق جعفر بن محمد. به.

وقال الترمذی هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه یستغرب من حدیث جعفر بن محمد.

(۳۱۲)..... أخرجه الحاکم (۳۸۲/۲) عن محمد بن جعفر بن أحمد المزکی. به وصححه الحاکم علی شرط الشیخین ووافقه الذہبی

ولکن علی شرط مسلم.

وأخرجه ابن ماجه (۳۳۱۰) من طریق الولید. به دون ذکر الآیة.

(۳۱۳)..... أخرجه مسلم (۱۸۹/۱) عن أبی کریب وابن أبی شیبہ عن أبی معاویة. به.

تھاکسی بھی شے کو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کریم سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عمرو بن ابی سفیان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اس کے معنی کو روایت کیا ہے ابو ذر اور معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اور عوف بن مالک وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عارم بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم شفاعت کے سبب سے جہنم سے نکلے گی اور وہ اُگیں گے گویا کہ وہ پودے میں اور بیلین ہیں (تعاریر) کا لفظ استعمال فرمایا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہوتا۔ آپ نے (ضغابیں) کے ساتھ اس کا مفہوم واضح کیا۔ (ضغابیں) جمع ہے ضغوب کی جو عصفور کے وزن پر ہے۔ کھیرے اور ککڑی کے بیچ کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسے اگیں گے جیسے کھیرے ککڑی کے بیچ سیلاب کے کنارے پر آگتے ہیں۔

حماد نے کہا وہ اس میں ساقط تھا۔ حماد نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا اے ابو محمد میں نے سنا تھا جابر بن عبد اللہ سے فرماتے تھے کہ ایک قوم آگ سے باہر آئے گی شفاعت کی بدولت۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عارم سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو ربیع سے حماد سے اور روایت کیا ہے اس کو عمران بن حصین وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعض معنی کے ساتھ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال

۳۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بکر بن محمد صوفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم فضل بن دکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عاصم محمد بن ایوب ثقفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید الفقیر نے، اس نے کہا کہ مجھے خارجیوں کی آراء میں سے ایک رائے دل کو لگ گئی تھی۔ میں جوان آدمی تھا ہم لوگ ایک گروہ کی صورت میں حج کے ارادے سے نکل گئے۔ پھر ہم لوگوں کی ملاقاتوں کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ میں ہمارا گزر ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنارہے تھے۔ مسجد کے ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، یہ کیا حدیثیں ہیں جو تم لوگوں کو بیان کرتے ہوئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے:

انک من تدخل النار فقد اخزيته (آل عمران ۱۹۲)

بے شک اے رب آپ نے جس کو جہنم میں ڈال دیا اس کو تو آپ نے رسوا ہی کر دیا۔ اور

و کلما ارادوا ان یخرجوا منها اعیلوا فیہا (السجدہ ۲۰)

جب بھی جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔

(یعنی ان آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جہنمی جہنم ہی میں رہیں گے۔ باہر کسی طرح بھی نہیں نکل پائیں گے اور آپ ہیں کہ شفاعت کی

باتیں جہنم سے نکلے اور اس کی مغفرت، پھر جنت میں داخل کی باتیں کرتے ہیں اور اس کی حدیثیں سناتے ہیں؟ مترجم) یہ کیا ہے جو آپ لوگوں کو کہہ رہے ہو؟

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے کیا تم قرآن مجید پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمود کا سنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بھیجیں گے یعنی پہنچائیں گے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ جہنم سے جس کو نکالنا چاہیں گے نکالیں گے۔ انہوں نے کہا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پل کو نصب کرنے کا ذکر کیا اور لوگوں کا اس پر گزرنا ذکر کیا۔ مجھے اس بات کا خوف ہونے لگا کہ میں ان باتوں کو یاد بھی نہیں رکھ سکوں گا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے جہنم میں رہنے کے بعد اور تلوں کے پودوں کی (کالی) لکڑیوں کی طرح ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈالے جائیں گے وہ اس میں غسل کریں گے۔ انہوں نے فرمایا، پھر وہ غسل کے بعد نکلیں گے تو ایسے ہوں گے جیسے سفید کاغذ ہوتا ہے۔ یزید الفقیر راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ہم واپس لوٹ گئے۔ پھر ہم نے آپس میں کہا تمہاری ہلاکت ہو کیا خیال ہے تمہارا کہ یہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول رہا ہے؟ ہم واپس لوٹے تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی شخص خارجی نہ رہا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے، انہوں نے فضل بن دکیس سے۔

۳۱۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمان فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن غالب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن خالد نے عمرو بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو سعید سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر خیر ہو اس کو جہنم سے نکال لو۔ لہذا نکالے جائیں گے جبکہ وہ خوب جل چکے ہوں گے اور کونڈہ ہو چکے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر وہ ایک نہر میں ڈالیں جائیں جس کو نہر حیات کہا جاتا ہے۔ پھر وہ وہاں سے ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم دیکھتے نہیں ہو وہ اگتا ہے تو مڑا ہوا پلٹا ہوا اور پیلا ہوتا ہے۔

بخاری نے اس کو صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے وہب سے روایت کیا ہے۔

۳۱۷..... ہمیں خبر دی ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ابو بکر بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن یعقوب ابن اسحاق انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے، اس نے کہا قتادہ نے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے ابو نصر سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے سرہ بن جندب سے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں آگ نے نخنوں تک پکڑ رکھا ہوگا اور بعض کو کمر تک اور بعض کو ہنسلوں تک پکڑ رکھا ہوگا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ سے اور سعید کی ایک روایت میں قتادہ سے ہے کہ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جنہیں آگ نے گھٹنوں تک

پکڑ لیا ہوگا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے حدیث ثابت بن عطاء بن یسار سے ابوسعید خدری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت۔ صراط اور اہل ایمان کے اس پر گذرنے کی روایت کیا ہے پھر ان سے یہ کہتا کہ:

”اے ہمارے رب ہمارے بھائی تھے جو کہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے۔ حج ہمارے ساتھ کرتے تھے، جہاد ہمارے ساتھ کرتے تھے، انہیں آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ جس کی تم شکل صورت پہچانتے ہو اس کو جہنم سے نکال لو اور ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی گئی ہوں گی۔ یہ لوگ دیکھیں گے کہ کسی کو آگ نے اس کے قدموں تک پکڑ رکھا ہوگا اور بعض کو نصف پنڈلیوں تک۔ بعض کو گھٹنوں تک، بعض کو کمر تک۔ لہذا وہ بہت سے انسانوں کو نکالیں گے پھر لوٹیں گے اور کلام کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو جس شخص کے دل میں ایک قیراط کے برابر خیر ہو اس کو نکال لو۔ لہذا اس طرح بھی وہ بہت سے لوگوں کو نکالیں گے۔ پھر لوٹیں گے اور اللہ تعالیٰ سے پھر کلام کریں گے۔ بار بار اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فرمائے گا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو۔

اور حضرت ابوسعید خدری جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے اگر تم مجھے سچا نہ سمجھو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھو:

ان الله لا يظلم مثقال ذرة وان تك حسنة يضاعفها (النساء ۳۰۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرے گا ایک ذرے کے برابر اور اگر کوئی نیکی ہوگی تو اسے دگنا کر دے گا۔

(پھر یہ سفارشی) کہیں گے، اے ہمارے رب، ہم نے باقی لوگوں کے دل میں کوئی خیر نہیں پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بس ارحم الراحمین باقی رہ گیا ہے۔ ابوسعید نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتے شفاعت کر چکے۔ نبی شفاعت کر چکے۔ مومن بھی شفاعت کر چکے، باقی کوئی نہیں رہا۔ سوائے ارحم الراحمین؟ اللہ تعالیٰ آگ کا قبضہ خود سنبھالیں گے۔ پھر ایک ایسی قوم کو آگ سے نکالیں گے جو کوند ہو چکے ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کبھی بھی کوئی عمل نہیں کیا ہوگا اور وہ جنت کی نہر میں ڈالے جائیں گے جس کا نام ہے نہر حیات۔ پھر وہ اس میں پیدا ہوں گے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا نہیں جو سایہ میں ہوتا پیلا اور دھوپ میں ہوتا سبز؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایسے نقشہ کھینچ رہے ہیں جیسے آپ دیہات میں ہیں۔ فرمایا کہ پھر وہ اگیں اسی طرح پھر وہ ایسے نکلیں گے جیسے موتی، پھر وہ اپنے گردنوں میں خاتموں کا زیور پہنائے جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں بھیجے جائیں گے۔ یہ جہنمی ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے نکالا ہوگا بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی خیر کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لے لو جنت میں سے جو کچھ لوگ وہ تمہارا ہے۔ پھر وہ جنت سے لیں گے یہاں تک کہ تھک کر رک جائیں گے۔ فرمایا کہ پھر کہیں گے اگر ہمیں اللہ دیتا تو ہم اور لیتے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تمہیں اس سے افضل دوں گا جو تم لے چکے ہو فرمایا کہ پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو لیا ہے اس سے افضل اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہ ہے میری رضا، آج کے بعد میں کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

۳۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو زکریا بن اخطی نے دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب نے کہ خبر دی ہے جعفر بن عون نے کہ خبر دی ہے ہشام بن سعد نے کہ خبر دی ہے زید

بن اسلم نے عطاء بن یسار سے، ابی سعید خدری سے انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر فرمایا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو بکر بن ابوشیبہ سے جعفر بن عون سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے سعید بن مسیب اور عطاء بن زید کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ اس قصہ کے بارے میں جس کے آخر میں یہ فرمان ہے کہ جنتی سے کہا جائے گا کہ آپ کسی بھی شے کی تمنا کرے۔ پھر تمنا کرے گا جب اس کی تمنا ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فلاں فلاں چیز کے بارے میں سوال کر۔ اس کا رب اس کو یاد دلائے گا یہاں تک کہ جب اس کی تمنائیں ساری ختم ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ جو کچھ آج ملا ہے یہ تیرا ہے اور اس کی مثل مزید اور بھی تیرا ہے۔

ابو سعید خدری نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ بھی تیرا ہے اور اس کی مثل یعنی اس سے مزید دس گنا بھی تیرا ہے۔ ہم نے ابوصالح کی حدیث میں ابوسعید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنم سے نکالیں جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں ایک وقت خاص تک ٹھہرے رہیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کیا تم کسی شے کی خواہش کرتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم سے بیٹا مٹا دیا جائے پھر وہ بھی اٹھا دیا جائے گا۔

۳۱۹..... ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوطاہر محمد آبادی نے کہ خبر دی ہے عباس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عبیدہ سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے فرمایا: بے شک میں جانتا ہوں جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے انسان کو اور جہنم میں سب سے آخر میں نکلنے والے کو وہ ایسا آدمی ہوگا جو گھٹنوں کے بل دوڑ کر جہنم سے نکلے گا اور اس سے اس کا رب کہے گا جا تو جنت میں داخل ہو جا، وہ کہے گا میں نے دیکھ لیا ہے جنت بھر چکی ہے (یعنی اب میرے لئے جگہ باقی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ اس کو تین بار یہی حکم دیں گے اور وہ ہر دفعہ یہی جواب دے گا کہ جنت بھر چکی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے تیرے دنیا سے دس گنا بڑی جنت ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں محمد بن خالد نے اس نے عبید اللہ سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے اس کو جریر بن منصور کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے یہ اخبار کتاب البعث والمنشور میں نقل کر دی ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض ابواب شفاعت میں اور بعض دوسرے بابوں میں خصوصاً اس باب میں ہیں۔ جہنم سے آخر میں کون نکالا جائے گا؟ ہم نے اس کے ساتھ اور بھی ذکر کی ہیں مگر یہاں پر جو کچھ ذکر کیا ہے اتنا ہی کافی ہے اور توفیق کاملنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۳۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن احمد قحطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب فراء نے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہے ابو النعمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلام بن مسکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوظلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ایک انسان جہنم کی آگ میں ہزار سال تک پکا رہتا رہے گا اے مہربان رب، اے احسان کرنے والے رب (مگر اللہ تعالیٰ اپنی بے پرواہی میں

۳۱۹)..... أخرجه البخاری (۱۳/۴۷۴ فصح) عن محمد بن خالد عن عبید اللہ. به وأخرجه البخاری (۸/۱۳۶) و مسلم (۱/۴۳۱) من طریق جریر. به.

رہیں گے) (جب چاہیں گے) فرمائیں گے اے جبرئیل جاؤ میرے اس بندے کو لا کر پیش کرو۔ فرمایا کہ جبرئیل جا کر دیکھیں گے تو وہاں تو اہل جہنم منہ کے بل پڑے رو رہے ہوں گے۔ جبرئیل واپس آ کر اپنے رب کو اس بات کی خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ اسی کو لے آؤ (جو ہزار سال سے مجھے پکار رہا ہے) اس کا فلاں فلاں مرتبہ بھی تھا۔ جبرئیل جا کر اس کو لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ میرے بندے تم نے اپنا مکان کیسا پایا جہنم میں اور اپنی آرام گاہ کیسی پائی۔ عرض کرے گا؟ یا رب بدترین مکان، بدترین آرام گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس لے جاؤ۔ اس کو اس کے اسی مقام پر جہاں سے آیا ہے۔ وہ عرض کرے گا، اے رب مجھے تو آپ سے یہ توقع نہیں تھی بلکہ یہ توقع تھی کہ جب مجھے آپ جہنم سے نکالیں گے تو واپس نہیں بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائیں گے چھوڑ دو میرے بندے کو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اسی طرح مروی ہے اس حدیث میں اور ہم نے بشر بن مفضل کی حدیث کو روایت کیا ہے ابو سلمہ سے ابو نصرہ ابو سعید سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بہر حال اہل جہنم جو واقعی اس کے اہل ہیں وہ جہنم میں نہ ہی مریں گے اور نہ ہی جیئیں گے۔ لیکن ان کو آگ پہنچے گی ان کے گناہوں کے سبب سے۔“ ذنوب کا لفظ یا خطایا کا لفظ فرمایا تھا۔ دونوں سے مراد گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موت دیں گے ان کو یہاں تک کہ جب وہ کوئلہ بن جائیں گے۔ شفاعت کی اجازت مل جائے گی اور ان کو لایا جائے گا جلی ہوئی لکڑیوں کی گٹھی کی طرح جھلس چکے ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں پھینک دیئے جائیں گے، پھر کہا جائے گا اے اہل جنت ان پر پانی انڈیل دو، پھر وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کے کنارے اگتا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیہات میں تھے۔

۳۲۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نصرہ فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن احمد بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن علی الجہضمی نے، انہوں نے کہا اور مجھے خبر دی ہے ابو نصرہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ جعفر بن احمد شامی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاشعث احمد بن مقدم نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن مفضل نے پھر اس حدیث کو اس نے ذکر کیا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے نصر بن علی سے اور سلیمان بنی نے اس کو روایت کیا ہے ابو نصرہ سے ابو سعید سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ اس آیت پر آئے:

انه من يات ربه مجرمًا فان له جهنم لا يموت فيها ولا يحيى (طہ ۷۴)

جو شخص اپنے رب کے پاس بحیثیت مجرم آئے گا اس کے لئے جہنم ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

آپ نے جب یہ آیت بیان فرمائی تو اس کے بعد اسی مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان فرمایا ہے جسے ہم نے ابو سلمہ سے اور ابو نصرہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہو بعض ان اہل توحید کے ساتھ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور جیسے کہ پہلی حدیث میں ہے اگر اس کی اسناد صحیح ہو جو ان کے بعضوں کے ساتھ اس کا سلوک مذکور ہے اور اسی طرح ہم نے یہاں نقل کیا ہے۔ اور کتاب البعث والنشور میں ان کا حال مختلف ہونا جو آگ سے نکلیں گے وہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق ہوں گے اور اس مقدار کے مطابق جو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہیں گے،

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آگ سے بچائے۔

۳۲۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن یزید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اشعث بن جابر نے اس نے کہا کہ میں نے کہا حسن سے اے ابوسعید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

یریدون ان یخرجوا من النار وما هم بخارجین منها (مائدہ ۳۷)

جابر نے کہا کہ حضرت ابوسعید حسن نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل جہنم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور ان کو اس پر مؤاخذہ بھی کیا گیا تھا۔ تو ان سے اس کا انتقام صراط پر لیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جابر نے اسی جیسا جواب دیا تھا۔

۳۲۳..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عثمان اہوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق بن علی سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں شفاعت کے عقیدے کا سخت ترین مخالف تھا۔ یہاں تک کہ میں جابر بن عبد اللہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے ہر وہ آیت پڑھی جس پر میں قادر تھا اہل جہنم کے خلود اور دائمی جہنم کے بارے میں۔ انہوں نے مجھے فرمایا اے طلق تو مجھ سے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہے اور سنت نبی کو بھی زیادہ جانتا ہے۔ بے شک جو کچھ تم نے آیات پڑھی ہیں ان کے اہل اور ان کے مصداق اور ہیں۔ لیکن یہ لوگ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے یہ عذاب دیئے جائیں گے۔ پھر اس میں سے نکال لئے جائیں گے۔ ہم بھی پڑھتے جیسے تم نے پڑھا ہے اور اس روایت کی شاہد روایت جابر بن عبد اللہ سے اسی جلد میں گذر چکی ہے۔

۳۲۴..... ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نعیم بن حماد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک جماعت آگ سے نکالی جائے گی اس کے بعد کہ وہ اچھی طرح جل چکے ہوں گے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ عبید بن عمیر نے کہا کہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم باجماعت جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید سے ایک آدمی نے کہا اے ابو عاصم، یہ کیسی حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید بن عمیر نے کہا مجھ سے ہٹ جا اے علی اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے نہ سنی ہوتی تو میں اس کو بیان نہ کرتا۔

۳۲۵..... سفیان کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمرو بن عبید آئے اور ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کہ ان کی خواہشات کا تابع تھا۔ چنانچہ عمرو بن عبید حطیم میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی۔ اس میں سے ان کے ساتھی نکلے اور وہ عمرو بن دینار پر کھڑے ہو گئے اور ابن دینار اس

(۳۲۲)..... عزاء السیوطی فی الدر المنثور (۲/۲۸۰) لابن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۳۲۳)..... أخرجه مسلم (۱/۱۷۸) من طریق سفیان بن عیینة. به بلفظ.

”أن الله یخرج ناساً من النار فیدخلهم الجنة“

آدمی کو حضرت جابر بن عبد اللہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرنے لگے وہ آدمی عمرو بن عبید کی طرف آیا اور ان سے کہنے لگا اے گمراہ آدمی کیا تو ہمیں یہ خبر نہیں دیتا تھا کہ جہنم میں سے کوئی ایک بھی نہیں نکلے گا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس آدمی نے کہا یہ رہے عمرو دینار یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لوگوں کی ایک جماعت جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ سفیان کہتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے کہا اس کا بھی ایک معنی اور مطلب ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس آدمی نے کہا اس کا کونسا معنی ہے؟ سفیان کہتے ہیں اس آدمی نے اس کی دوستی چھوڑ دی اور ان سے جدا ہوا۔

۳۲۶:..... اور ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے خبر دی ہے ہمیں ابو حامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الازہر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوالحاج نے عیسیٰ بن سنان سے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رجاء بن حیوٰۃ نے، انہوں نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا تم گناہوں کو کفر کا نام دیتے ہو یا شرک کا یا نفاق اور منافقت کا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ (ہم ایسے نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں) گناہ گار مومن۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اسی کے معنی میں روایت کی ہے علی بن ابی طالب سے اور سعد بن ابی وقاص سے اور حذیفہ بن یمان سے اور دیگر سے۔

تحقیق ثابت ہو چکا ہے۔ (ان روایات کے ساتھ) جو ہم نے یہاں ذکر کی ہیں اور کتاب البعث والمنشور میں کہ مومن اپنے گناہوں کے سبب ہمیشہ جہنم میں نہیں رکھا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ مقدر اور اندازہ نامعلوم ہو جو وہ جہنم میں رہے گا اور وہ شخص جس کو شفاعت ابتداء نصیب ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ بالکل بھی عذاب نہیں دیا جائے گا وہ بھی نامعلوم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کا خطرہ عظیم ہے اور اس کا معاملہ بہت بڑا ہے۔ لیکن ہمارا رب غفور ہے رحیم ہے اور اس کی پکڑ بھی سخت ہے دردناک ہے۔

ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اہم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عامر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی کشیش ابو خزیمہ نے کہتے ہیں میں نے سنا تھا ابو عمر ان جونی سے وہ کہتے تھے تجھ سے پہلے بھی لوگ نجات پائیں گے اور تمہارے بعد بھی۔

فصل:..... وہ امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے

بلکہ اپنے فضل و کرم سے درگزر فرمائیں گے

۳۲۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حلقط نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن منہال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریج نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے اور یہ لفظ اسی کے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن بسطام نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریج نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَنْ تَبَدُّوْا مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخَفُوْهُ یَحٰسِبُکُمْ بِہِ اللّٰہُ (البقرہ ۲۸۳)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ کا ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ (اس میں ہے کہ جو بات دل میں ہے اس کا بھی حوالہ دینا پڑے گا)۔ یہ بات اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گذری، لہذا سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے ادب سے دوزانوں ہو کر بیٹھے۔ پھر سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اعمال میں ایسی تکلیف دیئے گئے ہیں جس کی ہمیں استطاعت ہے، جیسے نماز ہوئی، روزہ اور زکوٰۃ اور صدقہ ہوئے اور اب آپ کے اوپر یہ آیت جو اتاری ہے ہمیں تو اس عمل کی طاقت نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تم وہی کہو جو کچھ تم سے پہلے اہل کتاب یہود اور نصاریٰ نے کہا تھا کہ ہم نے سنا ہے اور اس پر ہم نے نافرمانی کر لی ہے، بلکہ تم یوں کہو کہ سمعنا و اطعنا کہ ہم نے سنا ہے اور ہم نے اطاعت کی ہے۔ ہم تجھ سے تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری طرف ہی لوٹتا ہے اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی کہا:

سمعنا و اطعنا غفر انک و الیک المصیر

ہم نے سنا ہے اور اطاعت کر لی ہے، ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہی رجوع کرنے کی جگہ۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا تو ان کی زبانیں اس کے ساتھ جھک گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پیچھے یہ نازل فرمایا:

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربه والمؤمنون کل امن بالله وملائکته وکتابه ورسله لانفرق بین احد

من رسله وقالو سمعنا و اطعنا غفر انک ربنا و الیک المصیر

رسول ایمان لایا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتاری گئی ہے اور مومن بھی ہر ایک ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ (وہ کہتے ہیں) ہم (ایمان لائے ہیں) کوئی فرق نہیں کرتے، کسی ایک کے ساتھ بھی اس کے رسولوں میں سے اور مومنوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی ہم آپ سے آپ کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہی جائے رجوع۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت کے اس حکم کو منسوخ فرمادیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

لا یکلف الله نفسا الا وسعها لها ما کسبت و علیها ما کسبت ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا اخطانا نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اسی کے فائدے کے لئے جو اس نے نیک کام کیا اور اس کے اوپر وبال ہے جو اس نے غلط کام کیا۔ اے ہمارے رب ہمیں گرفت نہ کرنا اگر ہم سے بھول ہو جائے یا چوک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں میں نے دعا قبول کر لی۔

ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا

اے ہمارے رب ہمارے اوپر ایسا بوجھ نہ رکھنا جیسے کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر بار رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے دعا قبول کر لی ہے۔

ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به

اے ہمارے رب ہم سے وہ ذمہ داری نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ دعا قبول کر لی ہے۔

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين

ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، ہمارے اوپر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور کافروں کے اوپر ہماری مدد فرما۔ (سورۃ بقرہ ۲۸۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، میں نے یہ دعا قبول کر لی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے امیہ بن بسطام اور محمد بن منہال سے۔

۳۲۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن فضل صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے عطاء بن سائب سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه (البقرہ ۲۸۳)

اگر تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اس کو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کا تم سے حساب لے گا۔

(استدراک) یعنی یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر مشکل گذرا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے اپنی تکلیف اور پریشانی بیان کی، اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کے ساتھ آسانی پیدا کر دی اور دوسرا آسان حکم اتار دیا وہ یہ تھا:

لا یكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت (البقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے جو نیکی کرتا اس کے فائدے کے لئے ہے

اور جو غلطی کرتا ہے وہ اسی پر وبال ہوتا ہے۔

۳۲۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے سعید بن مرجانہ سے اس نے کہا میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

لله ما فی السموات وما فی الارض

آخر تک پڑھنے کے بعد رو پڑے، یہاں تک کہ میں نے ان کا گلا بھرانے کی آواز سنی۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے۔ البتہ تحقیق مسلمان اس وقت بھی اسی طرح رنجیدہ خاطرہ اور دکھی ہوئے تھے جب یہ آیت اتری تھی جیسے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دکھی ہوئی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

لا یكلف الله نفسا الا وسعها

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے۔

اور دوسرے بھی ان باتوں میں سے تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی طاقت نہیں تھی۔ پھر معاملہ اللہ کی قضاء کے سپرد ہو گیا کہ نفس کے بھلے کے لئے ہے جو نیکی کرے گا اور اسی کے برے کے لئے جو برائی کرے گا، خواہ یہ بات قول میں ہو خواہ عمل میں ہو۔

۳۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو علی حسین بن علی حافظ نے کہ خبر دی ہے محمد حسین بن مکرم نے بصرہ میں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن تنیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے، انہوں نے مروان سے، اس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی سے، میرا گمان ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم بہ اللہ (البقرہ: ۲۸۳)

فرمایا کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے اس کے بعد والی آیت نے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے، اس نے روح سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ نسخ بمعنی تخصیص و تمیز ہے اور پہلی آیت عموم کے مورد میں وارد ہوئی ہے۔ لہذا بعد والی آیت آئی ہے اور آ کر یہ بیان کیا ہے کہ وہ چیز مخفی نہیں ہے جس کا مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وہ ہے حدیث نفس (دل کی بات دل کا خیال) انسان جس کو دل سے دفع کرنے یا روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا، یہ انسان کی طرف سے اس خیال کو پیدا کرنے اور باقی رکھنے میں انسان کا کسب نہیں ہے۔ اور متقدمین سے بہت سے لوگ اس پر نسخ کے نام کا اطلاق کرتے تھے بربناء اتساع کے اور وسعت کرنے کے بایں معنی کہ اگر دوسری آیت نہ ہوتی تو پہلی آیت ان تمام امور کے مواخذے پر دلالت کرتی۔

احتمال:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

احتمال یہ ہے کہ یہ آیت ایسی چیز ہے جو حکم کو متضمن ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان تمام چیزوں کے ساتھ مواخذہ کرنے کا فیصلہ فرمایا اور ان سے اس چیز کو عبادت بنانے کا حکم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پورا پورا اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے ان کے لئے عبادت بنادے۔ جب انہوں نے سب اور طاعت کے ساتھ اس کا تقابل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف کر دی اور ان سے حدیث نفس والی بات رکھ دی، یعنی ختم کر دی۔ لہذا اس اعتبار سے یہ جملہ جاسکے کہ اللہ خبر ہوگی جو حکم کو متضمن ہے۔ یعنی اس نے تمہارے محاسبے کا حکم و فیصلہ فرمایا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس آیت میں ہے:

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا ماتین (الانفال ۲۵)

اگر تم میں سے بیس جوان صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو کافروں پر غالب آجائیں گے۔ یعنی حکم ہے اس بات کا۔

اس کے بعد فرمایا:

الآن خفف اللہ عنکم و علم ان فیکم ضعفان یکن منکم مائۃ صابرة یغلبوا ماتین (انفال ۶۶)

اب اللہ تعالیٰ نے تم سے (حکم میں) تخفیف کر دی ہے اور جان لیا ہے کہ تمہارے اندر کمزوری ہے، اگر تم لوگوں میں سے ایک سو (مجاہد)

صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسو کافروں پر غالب آجائیں گے۔

پہلا حکم منسوخ کر دیا اور دوسرا حکم پکا کر دیا۔ اوپر والی زیر بحث آیت کا بھی یہی حال ہے اور یہی حکم ہے کہ پہلے حصہ میں حدیث نفس اور دل کے خیال وارادے پر بھی باز پرس کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ جب مسلمانوں نے اپنی کمزوری اور اپنی مشکل کی بارگاہ رسالت میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم میں تخفیف اور آسانی کر دی اور پہلا حکم منسوخ اور دوسرا پکا کر دیا۔ (مترجم)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے یہ اس مجموعے کا خلاصہ ہے جس کو شیخ امام ابو بکر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ذکر کیا ہے بمطابق اس کے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو ادیب نے ان امور کی بحث میں جن کے بارے میں مواخذہ نہیں ہوگا مجملہ ان کے حدیث نفس ہے۔ اس بارے میں بی انہوں نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر یہ لکھا ہے کہ اسی مفہوم میں یہ حدیث بھی ہے:

لَكَ النُّظْرَةُ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَّةُ

کہ پہلی نظر (جو ناگہانی اٹھی) اس کی معافی ہے اور دوسری جو قصد اہو اس کی معافی نہیں ہے اس لئے کہ پہلی نظر قصد و ارادے سے نہیں تھی لیکن جب نظر کا اعادہ کرے گا تو ایسے ہوگا جیسے اس نے خطرے کو پکا کر دیا ہو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب خطرہ پکا ہو گیا تو ایسے ہوگا جیسے نظر کو پکا کیا اور ثابت کیا۔

ابو سلیمان خطباتی کا قول:

ابو سلیمان خطباتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے بارے میں خبر دی ہو اس میں نسخ جاری نہیں ہوتا۔ مثلاً اس طرح کی خبر کہ فلاں کام ایسے تھا یا اس نے یہ کام کیا ہے، یعنی گزرے ہوئے کام کے بارے میں، کیونکہ اگر اس میں نسخ ہو تو کذب اور خلاف بنتا ہے۔ لیکن بعض کے نزدیک نسخ اس میں بھی جاری ہوتا ہے۔ مگر اس صورت میں جب وہ یہ خبر دے کہ وہ اس طرح کرے گا یہ اس لئے کہ جب وہ یہ کہے کہ ایسا کرے گا تو ممکن ہے کہ کسی شرط کے ساتھ شرط ہو۔

اور جب اللہ تعالیٰ یہ خبر دے کہ اس نے یہ کام کیا ہے اس میں کوئی شرط داخل نہیں ہو سکتی۔ یہ صحیح ترین وجوہات میں سے ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے توجیہ کے مطابق آیت کی تاویل کی تھی اور یہ عفو اور تخفیف کے قائم مقام جاری ہوگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے تخفیف کی اور یہ اس کی طرف سے کرم ہے اور فضل ہے، اپنے قول کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ ابو سلیمان نے فرمایا کہ وہ اخبار امر نبی جو شرط کے ساتھ متعلق ہوں ان میں نسخ لوگوں کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے، خواہ یہ خبر ماضی کے بارے میں ہو یا زمانہ مستقبل کے بارے میں۔

۳۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مصری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی مسعر بن کدام نے قنادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَجُوزُ لَامَتِي عَمَّا وَسُوسَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا وَحَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَكْلَمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلَ بِهِ

میری امت سے درگزر کیا گیا ہے۔ ان کے نفس جس چیز کا وسوسہ کریں یا ان کے نفس دل میں کوئی بات کریں جب تک تظلم نہ کرے یا اس کے ساتھ عمل نہ کرے۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسعر کی روایت سے۔

۳۳۲..... ہمیں خبر دی ہے علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر محمد بن عمرو راز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد شاکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام اور حماد اور بابان اور ابو عوانہ نے یہ سب حدیث

(۳۳۱)..... أخرجه البخاری (۱۹۰/۳) و مسلم (۱۱۷/۱) من طریق مسعر.

(۳۳۲)..... أخرجه مسلم (۱۱۶/۱) عن سعيد بن منصور و قتيبة و محمد بن عبيد الكبري كلهم عن أبي عوانة. به

بیان کرتے تھے قتادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمایا ہے میری امت کی ان باتوں سے جو ان کے دل کی بات ہو یا دل کا خیال ہو جب تک ان کے ساتھ کلام نہ کریں یا ان کا عمل نہ کر لیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن منصور سے اور ابو عوانہ سے۔ اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجہ سے حضرت قتادہ سے۔

۳۳۳..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الوارث بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، مجھے خبر دی ہے عبد الرحمن بن احمد بن حمدویہ مؤذن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بغوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے عبد الوارث بن سعید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعد ابو عثمان نے ابو جعاء عطاردی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں، پھر ان کو بیان کر دیا ہے جو شخص ارادہ کرے نیکی کا اور اس کا عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (صرف ارادہ کرنے پر) ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور جو شخص نیکی کا عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ سات سو گنا تک اور سات سو گنا سے زیادہ تک بھی۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا عمل نہیں کرتا اللہ تعالیٰ صرف اس کا ارادہ کرنے پر بھی ایک پوری نیکی لکھتے ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے پھر اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے صرف ایک گناہ لکھتے ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔

۳۳۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابوطاہر غفری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن سلیمان ظہبی نے جعد ابو عثمان سے، انہوں نے ابو جعاء عطاردی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں جو آپ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک تمہارا رب رحیم ہے جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر نیکی پر عمل کرتا ہے تو وہ دس گنا سے سات سو گنا تک اور بہت سادی امثال تک لکھی جاتی ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا (نہ کرنے پر) ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر برائی کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس کے لئے ایک برائی لکھ دی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو بھی مٹا دیتے ہیں اور نہیں ہلاک ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مگر ہلاک ہونے والا۔

۳۳۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے کہ خبر دی ہے جعفر بن سلیمان نے اسی اسناد کے ساتھ اسی حدیث مذکورہ کی مثل۔ اس کو مسلم نے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی کا قول۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ہمام بن منبہ کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدۃ والی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ارادہ کرنے والا برائی کو ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ برائی کو ترک

کرنے پر) بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو۔ اس لئے کہ اس نے گناہ کو ترک کیا ہے وہ بھی میری جزا کے لئے کیا ہے۔ یہ حدیث باب تو بہ میں مذکور ہے۔

۳۳۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن نصیر خلدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ خبر دی ہے مغیرہ بن عبد الرحمن حزامی نے ابو الزناد سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا کوئی بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھو، یہاں تک کہ وہ اس کا عمل کر لے۔ اگر برائی کا عمل کر لے تو اس کی مثل یعنی ایک برائی لکھو اور اگر میرے لئے برائی کو ترک کر دے تو اس کے لئے (برائی نہ کرنے پر بھی) ایک نیکی لکھ دو اور جب نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی عمل نہ کرے تو ارادہ کرنے پر اس کی ایک نیکی لکھ دو اور اگر نیکی کا عمل کر لے تو اس کی دس مثل لکھ دو سات سو مثل تک۔ اس کو بخاری نے صحیح میں حضرت قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے اور احمد بن حسن نے اور محمد بن موسیٰ نے..... لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صنعانی سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الجواب عمار بن زریق سے انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض اوقات دل میں ایسی بات کرتا ہوں جس کو زبان پر لانا یا بتانا اتنی مشکل ہے جتنی کہ میرا آسمان سے نیچے گر جانا مشکل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذالک صریح الایمان یہ تو واضح ایمان ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں صنعانی سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے ہبل بن ابی صالح نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نفسوں میں کوئی بات پاتے ہیں جسے ہم زبان پر لانا پسند نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہی صریح ایمان ہے۔

۳۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے جریر بن ہبل بن ابی صالح سے، پھر اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔

۳۳۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصل سماع سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو احمد محمد بن عبد الوہاب نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا علی بن عثمان سے، وہ کہتے تھے میں سعید بن حمس کے پاس آیا اور میں نے اس سے پوچھا، وسوسہ والی حدیث کے بارے میں؟ اس نے مجھے حدیث بیان نہیں کی۔ میں روتا ہوا واپس ہو گیا۔ پھر بعد میں وہ مجھے خود ملے تو مجھ سے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی ہے مغیرہ بن ابراہیم بن علقمہ سے، انہوں نے عبد اللہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے

(۳۳۶)..... أخرجه البخاری (۱۷۷/۸) عن قتیبہ بن سعید. به.

(۳۳۷)..... أخرجه مسلم (۱۱۹/۱) عن محمد بن إسحاق وغيره. به.

(۳۳۸)..... أخرجه مسلم (۱۱۹/۱) عن زهير بن حرب عن جرير. به.

(۳۳۹)..... أخرجه مسلم (۱۱۹/۱) عن يوسف بن يعقوب عن علي بن عظام. به.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو دل میں کوئی خیال پاتا ہو۔ اگر وہ آسمان سے گرے اور اس کو پرندے اچک لیں تو یہ بات اس کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس سے کہ وہ اس بات کو زبان پر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو محض ایمان ہے یا فرمایا تھا کہ صریح ایمان ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں یوسف بن یعقوب صفار سے، انہوں نے علی بن عثمان سے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو روایت کیا ہے جریر نے اور سلیمان تیمی نے اور ابو عوانہ نے اور ابو جعفر رازی نے مغیرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے مرسلہ جس میں اس کو ہمارے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو علی حافظ سے روایت کیا ہے۔

۳۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر رقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ شعبہ نے منصور و سلیمان سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا، ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نفس مجھ سے باتیں کرتا ہے رب کے بارے میں۔ البتہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں ان باتوں کو زبان پر لے آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد لله الذي لم يقد لكم الاعلى السوسة الخ

ایک سے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے قدرت نہیں دی تمہیں مگر صرف دوسرے پر۔ اور دوسرے سے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ لوٹایا ہے دوسرے کی طرف۔

۳۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ اتحق بن محمد یوسف سوسی نے اور محمد بن موسیٰ نے ان لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصم نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سلیمان اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن مہدی نے سفیان سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے دل میں ایسی بات پاتا ہوں کہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے وہ پسند ہے مگر زبان پر لانا پسند نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا شکر کہ جس نے اپنا معاملہ دوسرے کی طرف پھیر دیا ہے۔

۳۳۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن محمد بن احمد بن محمود عسکری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد قلانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابی ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتادہ نے ذر بن عمر سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد بن حاد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک کوئی ایک ہم میں سے اپنے نفس سے باتیں کرتا ہے، اسے کوئی ایسی شے بھی پیش آتی ہے کہ اگر وہ جل کر کوئلہ ہو جائے یہ اس کو پسند ہوتا ہے مگر اس کو زبان پر لانا گوارا نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ دوسرے کی طرف پھیر دیا ہے۔

(۳۳۰)..... أخرجه أحمد (۳۴۰/۱) من طريق شعبه. به.

(۳۳۱)..... أخرجه أحمد (۲۳۵/۱) من طريق سفیان. به.

(۳۳۲)..... أخرجه أبو داود (۵۱۱۲) من طريق منصور. به.

۳۴۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے، انہوں نے یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن مازنی سے، اس کو خبر پہنچی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ جوانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ کے بارے میں سوال کیا جن کا شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نفسوں میں اور دلوں میں ایسے خیال پاتے ہیں کہ اگر ہم ثریا ستارے پر جا کر یہ نیچے گر جائیں (اور ہلاک ہو جائیں) تو یہ ہمیں پسند ہوگا، مگر اس خیال کے ساتھ کلام کرنا پسند نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ واقعی تم ایسے خیالات پاتے ہو؟ یہ تو صریح صاف ایمان ہے۔ (کہ بری بات کو زبان پر لانا بھی گوارا نہ ہو، اور برائی دور کی بات ہے اس کو زبان پر لانا بھی اس قدر برا محسوس ہو) بے شک شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ بندے کو ایسی برائی میں واقع کر دے۔ مگر جب بندہ ایسی برائی سے محفوظ رہتا ہے تو پھر وہ اسی برے خیال میں واقع کر دیتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک کسی انسان کا دل برے خیال کے آنے پر غمگین ہو جاتا ہے جو کہ انسان کے اپنے اختیار سے نہیں آیا۔ جس کے روکنے پر وہ قادر بھی نہیں ہوتا اور ایسے برے خیال سے کراہت کرنا اور اس سے ڈرنا اللہ کی محبت ہے اور حفاظت تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو برائیوں سے اور برے خیالات سے حفاظت فرمائے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہماری مغفرت فرمائے اور آخرت میں عذاب جہنم سے بچائے اور دخول جنت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین (مترجم)

فصل..... ظلم اور زیادتیوں کی قصاص اور بدلے

۳۴۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن جعفر نے علاء بن عبدالرحمن سے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ غریب اور مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو، سامان ضرورت نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ (غرضیکہ ساری نیکیاں لے کر آئے مگر اس نے) دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا۔ کسی کو پیٹا ہوگا۔ لہذا سب کو باری باری اس کی نیکیاں اس کی زیادتیوں کے بدلے چکانے کے لئے دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے مظالم کا بدلہ پورا کرنے سے پہلے ختم ہو گئیں (تو بدلہ پورا کرنے کے لئے) مظلوموں اور زیادتی شدہ لوگوں کے گناہ لے کر اسی بندے کے اوپر ڈالے جائیں گے (اب صورتحال کچھ یوں ہو جائے گی کہ نیکیاں ساری برباد اور گناہ لازم، وہ بھی دوسروں کے گناہ۔ اب وہ غریب اور مفلس ترین انسان ہوگا، آخرت کے اور اعمال کے اعتبار سے) پھر اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے) اس کو مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس حدیث کا متن باب زیادة الایمان ونقصانہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی وضاحت بھی ذکر کی

ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو لوگ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہوں کے بدلے میں نیکیاں برباد ہو جائیں وہ کہتے ہیں کہ خصم کو اور دعویدار کو اس کی نیکیوں کے اجر میں سے دیا جائے گا۔ ان نیکیوں کا اجر جو اس کے گناہوں کی سزا کے بدلے میں ہوں گی، تمام نیکیاں گناہ کے بدلے میں نہیں جائیں گی۔ اس لئے کہ نیکیوں کے اجر کی انتہاء نہیں ہوتی اور گناہوں کی سزا کی حدود انتہاء ہوتی ہے۔ لہذا جس چیز کی حدود انتہاء ہے۔ اس کے بدلے میں وہ چیز لینا جس کی حد نہیں ہے۔ یہ کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہوگا۔ باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: ان فنیت حسنتہ۔ اگر اس کی نیکیاں فنا ہو گئیں سے آپ کی مراد ہے ان کا آخر ہو جانا یعنی آخری نیکی اس کی نیکیوں میں سے جو سب کے مقابل ہوگی۔

۳۳۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عمر محمد بن عبد اللہ ادیب نے خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے اور ابو یعلیٰ نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد نے اور وہ ابن منحال ہیں۔ انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یزید بن زریج نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید نے قتادہ سے انہوں نے ابو المتوکل سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (الحجر ۴۷)

اہل جنت کے سینوں میں سے ہم کھٹ اور کدورت نکال دیں گے۔ بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھنے والے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن (جنت کے) راستے پر گزر رہے ہوں گے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل کے اوپر روک لئے جائیں گے اور بعض سے بعض کے ایک دوسرے کے لئے مظالم کا جو دنیا میں ہوتے تھے بدلہ لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب لوگ خوب تہذیب و تنقید کر لئے جائیں گے (یعنی گناہوں سے صاف ہو جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق سے) تو ان کے لئے جنت میں داخلے کی اجازت دی جائے گی۔ اللہ کی قسم ہر انسان جنت میں اپنے ٹھکانے کو اس سے زیادہ پہچانے گا جتنا وہ دنیا میں اپنے گھر کو پہچانتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی مثال اس جماعت سے دی جاسکتی ہے جو اپنے مجمع سے لوٹ گئی ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں صلت بن محمد سے انہوں نے یزید بن زریج سے۔

امام بیہقی کا قول:

یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جب لوگ تہذیب و تنقید اور صاف ہونے کے عمل سے گزر چکیں گے۔ بایں صورت کہ ان سے ان کے مخالف اور دعویدار راضی ہو جائیں گے اور ان کا راضی ہونا کبھی تو قصاص اور بدلے کے سبب ہوگا۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور کبھی بایں صورت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بہتر اور زیادہ ثواب عطا فرمائیں گے اور ظالم کو اپنی رحمت سے معاف فرمادیں گے۔

۳۳۶..... اس بارے میں وہ حدیث بھی مروی ہے جو ہمیں ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن ابوعیسیٰ ہلالی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو داؤد طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد القاهر بن سری نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن الکثانہ بن عباس بن مرداس سلیمی نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا عباس

(۳۳۵)..... أخرجه البخاری (۱۳۸/۸ و ۱۴۹) عن الصلت بن محمد. به یزید بن زریج. به.

(۳۳۶)..... أخرجه عبد الله بن أحمد فی زوائدہ علی المسند (۱۵۰/۱۳/۴) من طریق عبد القاهر بن السری. به.

بن مرداس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کی اور دعا کی کثرت فرمائی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں نے ساری دعائیں قبول کر لی ہیں سوائے ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کے۔ باقی رہے ان کے گناہ تو وہ میرے اور بندوں کے مابین ہیں وہ میں نے معاف کر دیئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی کہ اے میرے رب تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کو اس پر ہونے والے ظلم سے بہتر ثواب عطا کر دے اور ادھر ظالم کو بھی معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو اس شام قبول نہیں فرمایا، پھر جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا کہ میں نے ان کو بھی بخش دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس وقت مسکرائے ہیں جبکہ بظاہر مسکرانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ فرمایا کہ میں مسکرایا ہوں اللہ کے دشمن ابلیس پر۔ اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول کر لی ہے تو وہ پلٹ کر ویل اور ہلاکت کو پکار رہا ہے اور اپنے سر میں مٹی ڈال رہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے شواہد کثیر ہیں جنہیں ہم نے کتاب البعث والمنثور میں ذکر کر دیا ہے۔ اگر یہ اپنے شواہد سمیت صحیح ہے تو اس میں مسئلہ مذکور کی حجت ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو (بھی مسئلہ کی حجت قرآن میں موجود ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَغْفِر مَادُونَ ذَاكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۳۸-۱۱۶)

شرک کے ماسوا جس کے لئے چاہے گا معاف فرما دے گا۔

اور لوگوں کے ایک دوسرے پر مظالم ماسوائے شرک میں داخل ہیں۔

اور ثابت کی حدیث میں زید بن وہب سے ابوذر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص میری امت میں سے مر گیا جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بالکل جنت میں جائے گا) اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔

۳۴۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے اس کو سری بن خزمہ نے ان کو عمر بن حفص نے ان کو ان کے والد نے، ان کو اعمش نے ان کو زید بن وہب نے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں عمر بن حفص سے اور مسلم نے کئی طریقوں سے اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کو ابوالاسود دلی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے پھر مر جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابوذر کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کیا ہو۔ آپ نے فرمایا اگرچہ چوری اور زنا بھی کیا ہو ابی ذر کی رضی کے خلاف بھی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے اور اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اور عبد اللہ بن مسعود عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

تمام روایات میں اور ابو ہریرہ اور ابوسعید کی روایات میں کوئی مخالف بات نہیں ہے۔

گناہگار مومن کا جنت میں دخول کبھی تو قصاص اور بدلے کے بعد ہوگا اور بدلہ کبھی عذاب دینے کے ساتھ ہوگا۔ بایں صورت کہ مظلوم کی غلطیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ لہذا یہ بے چارہ اپنے اور اپنے مخالف و عویدار کے گناہوں میں پھنس کر رہ جائے گا اور کبھی اللہ تعالیٰ مظلوم کو از خود ثواب دیں گے اور ظالم کو بھی از خود معاف فرمادیں گے۔ بشرطیکہ اس بارے میں آنے والی حدیث صحیح ہو۔

باقی رہا قصاص اور بدلہ نفس کا نفس کے ساتھ تو اس کا کوئی عقل مند قائل نہیں ہے، جو انسان دانت کے درد اور ایک دن کے بخار کے ساتھ صبر نہ کر سکے اسے چاہئے کہ ہر ایسے امر سے اجتناب کرے جو اس کو دردناک عذاب اور خطرناک سزا سے دوچار کر دے، جس کی شدت اور سختی کا کسی کو اندازہ نہیں اور انتہاء کا علم نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ حدیث ابی ظلال میں حضرت انس بن مالک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن جہنم میں ہزار سال تک پکارتا رہے یا حنان یا منان پھر جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوگا تو وہ اسے جہنم سے نکالیں گے۔ ہم اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۳۳۸..... یہی خبر دی ہے ابو سعید بن ابوعمر و نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابوالدینار نے، ان کو محمد بن حسان ازرق نے، ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حزم بن ابی حزم کہتے تھے: اے اللہ جس پر ہم نے کوئی ظلم و زیادتی کی ہو اللہ تو اس کو ہماری زیادتی کے بدلے میں بہتر ثواب عطا فرما اور اس ظلم کو ہم سے معاف فرما اور جس نے ہمارے اوپر کوئی زیادتی کی ہو اللہ تو ہمیں اس کے ظلم کے بدلے میں ثواب عطا فرما اور اس زیادتی کو اس سے معاف فرما۔

۳۳۹..... انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عبد القیس سے اہل بصرہ سے، اس نے کہا ابوعبصر یہ عابدہ کہتی تھیں اے اللہ میں نے اس کو معاف کیا ہے، جس نے مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اے اللہ تو بھی مجھے اس سے معاف کر دے جس پر میں نے زیادتی کی ہو۔

فصل..... حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات اخروی کے آغاز کی کیفیت

اور قیامت کے دن کی وضاحت ”اشراط وعلامات“

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیوی حیات کے اختتام کے متعدد و مقدمات اور پیش آمدہ امور ہیں۔ جنہیں قیامت کی شرطیں کہا جاتا ہے اور وہی قیامت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔

(۱)..... دجال کا نکلنا۔

(۲)..... حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول۔

(۳)..... دجال کا قتل ہونا۔

(۴)..... یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

(۵)..... دلیہ الارض کا نکلنا۔

(۶)..... سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور وہ امور جو ان مذکورہ اشراط وعلامات سے پہلے وجود میں آئیں گی وہ یہ ہیں:

- (۱)..... علم کا قبض ہونا۔
- (۲)..... جہالت کا غلبہ ہونا۔
- (۳)..... اہل علم میں تکبر و تعلیٰ۔
- (۴)..... علم و حکمت کو بیچنا۔
- (۵)..... گانے بجانے کے آلات کا ظاہر ہو جانا۔
- (۶)..... شراب نوشی کا عام ہونا۔
- (۷)..... عورتوں کا عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرنا۔
- (۸)..... مردوں کا مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنا۔
- (۹)..... بڑی بڑی عمارات بنانا۔
- (۱۰)..... لڑکوں (یعنی غیر پختہ رائے رکھنے والوں) کا حکومت و اقتدار کرنا۔
- (۱۱)..... امت مسلمہ کے پچھلے طبقے کا پہلے طبقے کو لعنت کرنا (یا برا کہنا یا غلط کہنا)۔
- (۱۲)..... قتل کی کثرت ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام مذکورہ امور اسباب حادث ہیں اور ان تمام خبروں کے عیاں ہو جانے اور ظاہر باہر ہو جانے کے باوجود ان کے بارے ڈرانے اور متنبہ کرنے والی احادیث کو نقل کرنا تکلف ہے اور غیر ضروری ہے۔ علاوہ ازیں وہ احادیث جو بڑی بڑی نشانیوں کے بارے میں آئی ہیں، ہم نے ان کو کتاب البعث والنشور میں درج کر دیا ہے۔ لہذا یہاں اب ان کے دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

جب قیامت قائم ہونے کی شرائط پوری ہو جائیں گی اور وہ وقت آن پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ تمام زندہ مخلوقات کو خواہ وہ آسمانوں میں رہتی ہوں یا زمین میں یا سمندر میں مارنے اور ختم کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے، وہ بعض اہل علم کے نزدیک عرش الہی کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہیں اور صاحب لوح محفوظ ہیں۔ وہ صور پھونکیں گے۔ وہی قرن ہے۔

۳۵۰..... ہمیں خبر دی ہے ابوعلیٰ روزبادی نے، ان کو ابو بکر محمد بن مہر ویہ رازی نے، ان کو عمرو بن تیم نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو سلیمان بن یحییٰ نے، ان کو اسلم بن علی نے، ان کو بشر بن شغاف نے، ان کو عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک قرن (یعنی سینک) ہے۔ اس میں پھونک ماری جائے گی۔

۳۵۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو نعمان بن سالم نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنایا یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ایک آدمی سے اس نے کہا میں نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ قیامت ایسے قائم ہوگی۔ انہوں نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں تم لوگوں کو کوئی حدیث بیان نہیں کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ تھوڑے ہی دنوں کے بعد بہت بڑا معاملہ دیکھو گے (تھوڑے ہی

(۳۵۰)..... أخرجه أحمد (۱۶۲/۲) والترمذی (۲۳۳۰ و ۳۲۲۳) والحاکم (۵۰۶/۲) من طریق سليمان التيمي. به.

وقال الترمذی "حسن" إنما نعرفه من حديث سليمان التيمي. وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

(۳۵۱)..... أخرجه مسلم (۲۲۶۰/۳) عن محمد بن بشار. به.

دنوں کے بعد) بیت اللہ کے جلنے کا واقعہ پیش آ گیا۔ شعبہ نے کہا یہ بات یہ اس جیسی بات۔

عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس رہے گا ان میں۔ میں نہیں جانتا کہ دن، مہینے یا سال۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں عیسیٰ بن مریم کو بھیجیں گے۔ وہ عروہ بن مسعود ثقفی جیسے ہوں گے۔ آ کر دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو قتل دیں گے۔ پھر سات برس تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں میں بھی جھگڑا نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چلائیں گے۔ جس سے ہر وہ آدمی انتقال کر جائے گا۔ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی پہاڑ کے جگر میں داخل ہو جائے تو وہ ہوا اس پر بھی پہنچ جائے گی۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور بدترین لوگ زندہ باقی رہ جائیں گے۔

پرندوں کے ہلاک ہونے میں اور درندوں کے خوابوں میں (یعنی برائیوں کی طرف پرندوں کی طرح اڑ کر جائیں، اخلاق میں درندوں کی طرح) جو کسی نیکی کو نیکی نہیں سمجھیں گے اور کسی برائی کو برائی نہیں جانیں گے۔ شیطان ان کے سامنے بھیس بدل کر آئے گا اور ان سے کہے گا کیا تم لوگ شرم نہیں کرتے۔ وہ لوگوں کو کہے گا اور وہ بتوں کی عیادت کریں گے۔ وہ اس کیفیت میں رزق کی فراوانی میں ہوں گے، زندگی عیش کی ہوگی۔ اس کے بعد صور پھونک دیا جائے گا جو بھی سنے گا وہی کان لگائے گا اور کان لگاتے ہی مر جائے گا۔ جو نظر اٹھائے گا نیچے کرنے سے پہلے مر جائے گا جو کروٹ پھرے گا مڑنے سے پہلے مر جائے گا۔

پہلا شخص جو اس کی آواز سنے گا وہ پانی کا حوض پلاستر کر رہا ہوگا سن کر بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی بھی باقی نہیں رہے گا، سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش کریں گے۔ پھنوار کی طرح یا سائے کی طرح۔ نعمان کو شک ہے۔ اس بارش سے لوگوں کے جسم اگیں گے۔ اس کے بعد دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ (جس کے نتیجے میں لوگ) اچانک کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ (زندہ ہو کر) اس کے بعد لوگوں سے کہا جائے گا چلو تم اپنے رب کے پاس (اعلان ہوگا) روکو، ان کو ان کا حساب ہوگا۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ آگ اور جہنم کے لئے لوگوں کو نکالو۔ پوچھا جائے گا کہ کتنی تعداد میں؟ جواب آئے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں بھیجے۔ محمد بن جعفر نے کہا کہ شعبہ نے مجھے یہ حدیث کئی بار بیان کی اور میں نے اس کو اس پر پیش بھی کیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے، صحیح میں محمد بن بشار سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو نے اس حدیث میں تمام بڑی بڑی نشانیاں ذکر نہیں فرمائیں جیسے یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ ولایت الارض کا ظہور۔ سورج کا مغرب سے طلوع۔ عبداللہ بن عمرو کے سوا باقیوں نے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بعد یا جوج ماجوج کا خروج ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یا جوج ماجوج پر وائی مرض کے ساتھ موت بھیجنا قیامت قائم ہونے پر اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے اور ولایت الارض کا ظہور صبح چاشت کے وقت ہوگا۔ دونوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوئی دوسری چیز اس کے پیچھے ہوگی۔ پھر انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کہی کہ میرا گمان ہے کہ ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہوگا۔ ہاں یہ بات عبداللہ بن عمرو نے اس وقت کہی تھی جب انہوں نے مروان بن حکم کے قوم کے بارے میں خبر دی تھی کہ خردج کے اعتبار سے پہلی نشانی دجال کا ظہور ہوگا۔ جب حدیث عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تو وہ اپنے ماسوا سے اولیٰ ہے۔ اور وہ صحیح ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ ان نشانوں کے صور پھونکنے سے قبل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بعض پہلے یا بعض بعد میں ہوں گی۔ مگر جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے۔

۳۵۲..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو ابو عمرو سعید بن حفص خالد

نفیلی نے، ان کو موسیٰ بن اعیان نے اعمش سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابی سعید سے اور عمران بارتی سے، انہوں نے عظیمہ سے، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کسی لگی ہیں یہ نعمتیں، حالانکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اسے منہ میں لے لیا ہے اور حکم سننے کے لئے کان لگا لیا ہے اور جبین جھکائے منتظر ہے کہ کب حکم ہو اور وہ پھونک مار دے۔ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم یوں کہو:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ تو کلنا

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا ہے۔

۳۵۳..... ہمیں خبر دی ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن بالویہ مزیکی نے، ان کو ابو ولید فقیہ نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو موسیٰ بن اعیان نے، اس نے ابوصالح والی حدیث اس کے معنی کے ساتھ ذکر کی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب صور پھونکا جائے گا تو اہل زمین اور اہل آسمان سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ (الزمر ۶۸)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ پس بے ہوش ہو جائیں گے وہ سب جو آسمان میں اور جو زمین میں ہیں۔ مگر جس کو اللہ چاہے گا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ جسے بے ہوشی سے بچانا چاہیں گے وہ بے ہوش نہیں ہوگا اور بے ہوشی سے محفوظ رہے گا)۔ (مترجم)

الامس شاء اللہ فرما کر اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت اہل ارض و سما پر ہونے والی بے ہوشی سے کن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے؟ وہ کون عظیم ہستیاں ہوں گی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان ہستیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے۔ وہ ایک بار کوہ طور پر تجلیات الہی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ حدیث ثابت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مسلمان کے قصے میں ہے جس نے یہودی کو پھڑ مار دیا تھا۔ جب یہودی نے یہ کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنا لیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ اللہ کے نبیوں کے درمیان کسی کو فضیلت دینے کا عمل نہ کیا کرو۔ کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات سب بے ہوش ہو جائیں گی، مگر جسے اللہ تعالیٰ بے ہوش نہ کرنا چاہیں گے وہ نہیں ہوگا۔ پھر دوسری بار اس میں پھونک ماری جائے گی اور میں پہلا شخص ہوں گا جو اٹھایا جائے گا۔ یا فرمایا تھا کہ میں بھی ان میں سے ہوں گا جو پہلے اٹھائے جائیں گے۔ (تو میں کیا دیکھوں گا کہ) موسیٰ علیہ السلام عرش الہی کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ پس میں نہیں جانتا کہ کیا یوم طور والی بے ہوشی کے ساتھ حساب چکا دیئے گئے یا بے ہوش ہوئے مگر مجھ سے پہلے اٹھائے گئے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(۳۵۳ و ۳۵۲)..... أخرجه ابن المبارك في الزهد (۱۵۹۷) والترمذی (۲۳۳۱) وابن ماجه (۲۲۷۳) واحمد (۷/۳ و ۷/۳) وأبو نعیم فی

الحلیۃ (۵/۱۰۵، ۷/۱۳۰ و ۳۱۲) من طرق عن عطیة العوفی. به وقال الترمذی حسن.

وأخرجه ابن حبان (۲۵۶۹ موارد) والحاکم (۵۵۹/۴) من طریقین عن الأعمش عن أبی صالح. به.

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں انبیاء کی ایک جماعت کو دیکھنے کی خبر دی تھی۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ انبیاء کو دیکھنا اس تقدیر پر صحیح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کی طرف لوٹا دیا تھا۔ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، جب صور پھونکا جائے گا تو فتح اولیٰ کے وقت وہ بھی بے ہوش ہونے والوں کے ساتھ بے ہوش ہوں گے۔ پھر یہ موت نہیں ہوگی اپنے تمام مفہومات کے ساتھ مگر صرف شعور اور سمجھنے کی قوت چلی جانے کے مفہوم میں۔ پھر اگر موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے الامن شاء اللہ کے ساتھ مستثنیٰ کیا ہے تو آپ کا شعور اور سمجھ اس حالت میں نہیں جائے گا۔

اور ہم نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہوں گے جو تلواریں حائل کئے عرش کے گرد کھڑے ہوں گے۔

اس بارے میں زید بن اسلم سے مرفوع حدیث مروی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جبریل امین سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ الامن شاء اللہ سے وہ کون لوگ مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بے ہوش کرنا نہیں چاہیں گے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے نام پر ہونے والے شہداء ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

احیاء عند ربهم یرزقون (آل عمران ۱۶۹)

وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔

لہذا وہ فتح اولیٰ (پہلی دفعہ صور پھونکنے میں) ان لوگوں کے ساتھ نہیں مریں گی جو اس وقت مریں گے زندوں میں سے۔

اور ہم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ بارہ عدد ہوں گے:

۱..... جبرئیل علیہ السلام۔

۲..... میکائیل علیہ السلام۔

۳..... اسرافیل علیہ السلام۔

۴..... ملک الموت۔

اور آٹھ حملۃ العرش (عرش الہی کو اٹھانے والے فرشتے)۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے قول کو اختیار کیا ہے جن کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہیں اور انہوں نے اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور شیخ حلیمی نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ دیگر انبیاء سے پہلے اٹھائے گئے ہیں یا بے ہوش ہی نہیں ہوئے۔ اس کو تخصیص پر محمول کیا ہے کہ ان کی خصوصیت ہے جیسے دنیا میں ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی ان کی فضیلت و خصوصیت تھی۔ یا ان کو اٹھانا دیگر انبیاء پر مقدم کیا گیا ہے۔ صرف اسی قدر حتمی وہ کہہ طور پر بے ہوش ہوئے تھے۔ جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تھی تا آنکہ وہ ہوش میں آ گئے تھے۔ پہلے ہوش میں لانا اس لئے ہوگا تا کہ ان کے لئے اس ذریعہ سے اس بے ہوشی کا بدلہ اور جزا ہو جائے۔ اس

میں نہیں ہے کفحہ اولیٰ کے وقت وہ مرے گے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے موقف کو ضعیف اور کمزور قرار دیا ہے جن کا خیال ہے کہ الامن خاء اللہ کا استثناء فرشتوں کے لئے۔ یعنی جبریل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور آٹھ حاملین عرش۔ یہ موقف اس لئے کمزور ہے کہ آیت نے یہ خبر دی ہے کہ زمین و آسمان کے رہنے والے بے ہوش ہو جائیں گے۔ جبکہ یہ فرشتے زمین و آسمان کے ساکن نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عرش تمام آسمانوں سے اوپر ہے اور جبریل اور میکائیل ان فرشتوں میں سے ہیں جو صف باندھنے والے تسبیح کرنے والے ہیں عرش کے گرد۔ لہذا آیت کے مدلول کے تحت داخل ہی نہیں ہیں۔

اور اسی طرح آیت کے تحت معصوم بچے جو جنت میں ہیں وہ اور حوریں بھی داخل نہیں ہیں جو جنت میں ہیں۔ اس لئے کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے، جبکہ آیت اہل زمین و اہل آسمان کے بارے میں ہے۔
پھر بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو موت دے دے گا اور جبریل کو اور میکائیل اور ملک الموت کو سب کو موت دے کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

لَمَن الْمَلِكُ الْيَوْمَ
آج بادشاہی کس کی ہے؟

لہذا اسے کوئی جواب نہیں دے گا۔ لہذا وہ خود فرمائے گا:

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

آج بادشاہی اکیلے اللہ زبردست کے لئے ہے۔

نیز ایک مرفوع حدیث میں روایت ہے کہ گو کہ اس کی اسناد میں ضعف ہے اس لئے ہم نے کتاب البعث والمنشور میں ذکر کیا ہے۔
باقی رہی جنت کی بات تو جنت اور جو کوئی اس میں ہے حوریں وغیرہ وہ سب کچھ بقا کے لئے بنایا گیا ہے فنا کے لئے نہیں۔ جنت لذت و سرور کی جگہ ہے اس میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے مرنے کی حدیث اور خبر ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ:

كُلْ نَفْسٌ ذَا نِقَةِ الْمَوْتِ (آل عمران)

ہر تنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

كُلْ شَيْءٌ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (لقصص ۸۸)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے اللہ کی ذات کے سوا۔

شیخ حلیمی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ احتمال ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ ہر شے ہلاکت کے قابل ہے۔ مطلب ہے جب ہلاکت کے قابل ہے تو اگر اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کریں گے تو وہ ہلاک ہوگی، مگر اللہ کی ذات۔ وہ برتر ہے، اس کی ذات قدیم ہے، ہلاکت و زوال سے پاک ہے اور وہ قدیم ہے تو قدیم وہی ہو سکتا ہے جس کے اوپر فنا جائز نہ ہو، ممکن نہ ہو۔ اور اللہ کے ماسوا ہر شے محدث ہے عدم سے وجود میں آئی ہے اور حادث شے عدم سے وجود میں آنے والی شے اسی وقت تک باقی رہ سکتی ہے جب تک اس کو باقی رکھنے والا اور ایجاد کرنے والا باقی رکھے۔ جب وہ بقا کو روک لے گا وہ چیز فنا ہو جائے گی اور ہمارے پاس اس بات کی بھی کوئی خبر نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ عرش کو ہلاک کرے گا اور فنا کرے گا۔ لہذا چاہئے کہ جنت بھی اسی کی مثل ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو روایت کیا ہے سفیان ثوری سے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا:

کل شیء هالک الا وجهه..... یعنی ہالک الا ما ید بہ وجہہ
ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر میں جس چیز کے ساتھ میں ارادہ کروں بقا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ مگر وہ اعمال جن کے ذریعے اللہ کی رضا مقصود ہو اعمال صالحہ میں سے وہ ہلاک و تباہ نہیں ہوں گے۔

جب تمام زندے مرجائیں گے اور دوسرے فتنے یعنی دوسری بارصور پھونکنے کا وقت آجائے گا تو حدیث صورت میں آیا ہے اور وہی حدیث ہے جو محمد بن کعب سے مروی ہے ایک رجل سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر اس کی سند میں مقال ہے۔ راوی نے اس میں قصہ ذکر کیا ہے۔ فتنہ اولیٰ کے بارے میں اور اس کے مابعد کے بارے میں اور اس نے جبرئیل، میکائیل کی موت کا ذکر بھی کیا ہے۔ پھر حاملین عرش کی موت کا اسرافیل کی موت کا۔ پھر ملک الموت کی موت کا۔ پھر کہا کہ عرش کے نیچے سے انسانوں کی مٹی کی مثل پانی اترے گا۔ پھر آسمان کو حکم ہوگا کہ بارش برسا، چالیس دن تک اور تمام جسموں کو حکم دے گا کہ تم آگوجیسے کھمبی اگتی ہے یا جیسے سبزہ کی انگوری اگتی ہے۔ یہاں تک کہ جب ان کے جسم پورے ہو چکیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ حملۃ العرش کو چاہئے کہ وہ زندہ ہو جائیں سو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر جبرئیل اور میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ دونوں کا اکٹھے ذکر کیا تھا، ان کو ان کے ماسوائے کے ساتھ۔ سو سب زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے وہ صور اٹھائے گا اور اس کے منہ میں رکھے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو بلائیں گے۔ وہ حاضر کئے جائیں گے۔ اہل ایمان کے ارواح چمک رہے ہوں گونور سے اور اہل کفر سے تاریک ہوں گے ان ارواح کو رکھے گا۔ قرن میں پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ آج وہ اس میں نغمہ ثانیہ کے لئے دوبارہ جی اٹھنے کی پھونک مارے گا۔ چنانچہ رو حیں ایسے نکلیں گی جیسے شہد کی کھیاں نکلتی ہیں۔

ان ارواح سے زمین و آسمان کے درمیان کی فضا بھر چکی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے اپنی عزت کی قسم اور اپنے جلال کی قسم ہے۔ ہر روح ضرور ضرور اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے گی۔ لہذا رو حیں ناکوں میں داخل ہو جائیں گی پھر جسموں میں ایسے چلیں گی۔ جیسے زہریلے جانور کے ڈنٹے ہوئے کے جسم میں زہر چلتا ہے پھر ان سے جلدی جلدی زمین پھٹ پڑے گی۔

۳۵۳..... یہ حدیث ان میں سے جن کی اسناد استاذ ابواسحاق اسرافیل بنی کے سامنے پڑھی گئی تھی اور میں سن رہا تھا۔ یہ کہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے ان کو خبر دی۔ ان کو ابو قلابہ برقاشی نے ان کو ابو عاصم نے ان کو اسماعیل بن رافع نے محمد بن یزید بن ابوزید سے انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے انصار کے ایک آدمی سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ہم نے روایت کیا ہے ایک دوسری حدیث میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بیان میں اس میں صور اور قرن کی وضاحت اور اس کے بڑے ہونے کی اور اسرافیل کے بڑے ہونے کی بھی ہے، پھر اس میں کہا ہے کہ جب وہ وقت آجائے گا جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا۔ اسرافیل کو حکم ہوگا۔ وہ قرن میں پہلی بار پھونک مارے گا۔ لہذا قرن سے پھونک تمام آسمانوں کی طرف نیچے آئے گی اور آسمانوں کے رہنے والے سارے اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہو جائیں گے اور سمندر کے رہنے والی مخلوقات اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ پھونک زمین کی طرف اترے گی۔ لہذا دھرتی پر رہنے والی تمام مخلوقات بے ہوش ہو جائیں گی اور اللہ کا سارا جہاں اور اس کی ساری مخلوقات جن انسان، زمین کے اندر کے جانور اور مویشی سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور فرمایا کہ قرن میں بہت سارے سراخ ہیں ان کی تعداد اتنی ہے کہ جتنی مخلوقات موت کا مزہ چکھیں گے جب سب بے ہوش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اسرافیل سے کہیں گے کہ اے اسرافیل کون زندہ باقی رہ گیا ہے۔ وہ کہے گا صرف اسرافیل ہے اور بس جو کہ تیرا کمزور غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی مرجائے

اسرائیل۔ وہ بھی مر جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج کس کی بادشاہت ہے؟ نہ کہیں سے آواز سنائی دے گی نہ آہٹ ہلکی سی اور نہ کوئی بولنے والا ہوگا جو کلام کرے۔ نہ ہی کوئی جواب دینے والا جو سمجھا جائے اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے بھی مر چکے ہوں گے اور اسرائیل بھی اور ملک الموت بھی اور ہر مخلوقات پھر جبار خود اپنے آپ کو جواب دے گا:

لله الواحد القهار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم ان الله سريع الحساب (غافر ۱۶)
صرف ایک اکیلے اللہ بردست کا اقتدار ہے آج۔ آج ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا تھا۔ آج کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ یہ وہ وقت ہوگا۔

تمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم
تیرے رب کا کلمہ پورا ہو چکے گا چنانچہ اور انصاف کا اس کے کلمات کو اس کی بات کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے۔ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اس کا کلمہ اور کلام پورا ہوگا۔

اہل ارض پر اور اہل آسمان پر اس کی قضا اور فیصلے کے نافذ کرنے کی بات اس کے ارشاد کے مطابق کہ:

كل شيء هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون (القصص ۸۲)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔ مگر صرف اس کی ذات ہی باقی رہے گی، اسی کا حکم ہوگا اور اس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ (سورہ قصص ۸۲)
بہر حال اسرائیل تو مرے گے پھر زندہ ہو جائیں گے آنکھ جھپکنے کی دیر میں اور حاملین عرش تو اس پلک جھپکنے سے بھی جلدی زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ غمہ اولیٰ کے بعد اسرائیل کو حکم دیں گے۔ چالیس کا۔ اور اسی طرح توراۃ میں ہے کہ دو نگوں کے درمیان (بھی اسرائیل کے دوبار قرن میں پھونک مارنے کا درمیانی وقفہ) چالیس ہوگا۔ معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ جب چالیس پورا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اہل آسمان اور اہل زمین کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے مجھے اپنی عزت اور غلبے کی قسم ہے، میں تم سب کو دوبارہ پیدا کروں گا جیسے کہ میں نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور البتہ ضرور میں تمہیں زندہ کروں گا جیسے کہ میں نے تمہیں مارا ہے۔ پھر اسرائیل کو حکم دیں گے، وہ دوسری بار پھونک مارے گا۔ حالانکہ تمام ارواح اس قرن میں جمع کر دیئے گئے ہوں گے۔ جب پھونک ماری جائے گی تو ہر روح اس کے مخصوص سوراخ اور وشدان سے نکلے گی۔ پس اچانک روحیں آسمان و زمین کے درمیان حیران ہو کر بھٹکیں گی اور ان کی بھٹناہٹ ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھٹناہٹ ہوتی ہے۔ (اس لئے کہ اپنے اپنے جسموں کو ڈھونڈیں گی اور جسم تو گل سڑ کر ختم ہو چکے ہوں گے، کچھ بھی نہیں ہوگا زمین پر لہذا اسرائیل پکارے گا اے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والی کھا لو..... اے چورا چورا ہو جانے والے اعضاء..... اے بوسیدہ ہو جانے والی ہڈیوں..... اے بکھر جانے والے جسموں..... اے گل جانے والے بالوں..... حساب و کتاب کی جگہ اکٹھے ہونے کے لئے اور بڑی پیشی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

سو ہر روح اپنے اپنے جسموں میں داخل ہو جائے گی۔ فرمایا کہ اللہ بارش کریں گے عرش کے نیچے بے تمام موتی پر۔ لہذا ایسے زندہ ہو جائیں گے جیسے مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام اجسام کو اسی حالت میں اٹھائیں گے جس حالت میں وہ دنیا میں تھے اور ہر ہر جگہ سے اٹھائیں گے جہاں کہیں بھی تھے۔ بعض کو درندوں کے پیٹ سے بعض کو پرندوں کے پوٹوں میں سے۔ بعض سمندر کی تہ میں بعض زمین کے پیٹ میں اور بعض زمین کی پشت پر تو ہر طرح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ پس اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مشرقوں کی طرف سے آگ بھیجیں گے جو لوگوں کو مغربوں کی طرف ہانکنے لگی اور لوگ اس زمین پر جمع ہوں گے، جس کا نام ساہرہ ہے۔ بیت المقدس کی پاک سرزمین ہے۔ جس پر نہ کوئی گناہ ہوا ہے اور نہ ہی کوئی ننگلی ہوئی ہے۔ یہی بات اس آیت میں مذکور ہے۔

(۱)..... فانما هي زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة (النازعات ۱۳)

سوا اس کے نہیں کہ بس وہ ایک ڈانٹ ہے۔ پس اچانک وہ میدان ساہرہ میں ہوں گے۔

(۲)..... يوم يقوم الناس لرب العلمين (المطففين ۶)

اس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العلمین کے لئے۔

(۳)..... وحشرناهم فلم نغادر منهم احدا (الکھف ۴۷)

ہم لوگوں کو جمع کریں گے، ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

(۴)..... ونفخ في الصور فجمعناهم وعرضنا جهنم يومئذ للكافرين عرضا الذين كانت

اعينهم في غطاء عن ذكرى (الکھف ۹۹)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ سو ہم لوگوں کو جمع کر لیں گے اور اسی دن کافروں کے سامنے کر دیں گے جہنم کو جو لوگ کہ ہمارے ذکر سے ان کی آنکھیں پردے میں تھیں۔

۳۵۴..... اور یہ حدیث ان میں سے ہے جس کی ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی۔ ان کو ابو بکر محمد بن طلحہ ابن منصور قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو ابوالحسن علی ابن قدامہ نخعی نے، ان کو مجاشع بن عمرو نے میسرہ عبد الکریم جزری نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن جبیر نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا اور قیامت میں جو کچھ ہوگا آپ نے ان کو حدیث بیان کی اور وہ سب کچھ ذکر کیا۔ اس روایت میں ہم جو کچھ پیچھے لکھا ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے ایک بار مگر جو کچھ ہم نے حدیث ثابت میں اعمش سے، ابوصالح سے، ابو ہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ صحیح ہے۔ صور پھونکنے کے دو فحشوں کے درمیان چالیں کا وقفہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ کیا چالیں دن؟ انہوں نے فرمایا، میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا کیا چالیں مہینے؟ انہوں نے فرمایا میں اس کو بھی نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا پھر کیا چالیں سال؟ انہوں نے فرمایا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش اتاریں گے۔ جس سے لوگ ایسے اگیں گے جیسے بزرگ اگتا ہے اور فرمایا کہ انسانی اعضاء میں سے ہر شے بوسیدہ ہو کر گل جائے گی مگر ایک ہڈی وہ ہے جو دہی کی ہڈی ہے، اسی میں قیامت کے روز مخلوق کی ترکیب ہوگی۔

۳۵۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو موسیٰ بن اسحاق نے، ان کو عبد اللہ بن ابی شیبہ نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے اسی حدیث کے بارے میں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریم سے، انہوں نے ابو معاویہ سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے ایک دوسرے طریق سے اعمش سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابو غالب سے، انس بن مالک سے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے، حالانکہ آسمان ان پر آگ برسا رہا ہوگا۔

ہم نے صحیح اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود سے قیامت کے شرائط کے بارے میں فقہ اولیٰ کی بابت روایت کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش کے نیچے سے انسانوں کی مٹی کی طرح پانی اتارنا، یہاں تک کہ ان کے جسم اور گوشت اس پانی سے اگیں گے۔ پھر صور پھونکنے والے فرشتے کا کھڑا ہونا

(۳۵۵)..... أخرجه مسلم (۲۲۷۰/۳) عن أبي كريب محمد بن العلاء عن أبي معاوية. به وأخرجه البخاري (۱۵۷/۶) عن عمر بن حفص بن

غيث عن أبيه عن الأعمش. به.

وانظر البعث لابن أبي داود (۴۲)

اور اس میں دوسری بار پھونک مارنا اور ہر روح کا اپنے جسم کی طرف جانا، اس میں داخل ہونا، پھر لوگوں کا رب العالمین کے آگے پیش ہونے کے لئے کھڑا ہونا۔ یہ روایت ان تمام امور کی تائید کرتی ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۵۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن بن محبوب نے، ان کو حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر نے، ان کو یوسف بن ہلال نے، ان کو محمد بن مروان نے کلبی سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ (اس آیت کی تشریح کیوں ہے) ویقولون..... وہ کہتے ہیں۔ یعنی اہل مکہ..... متنی هذا الوعد..... کب ہوگا وعدہ۔ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... مایستظرون..... نہیں انتظار کرتے۔ کفار قریش جب جھٹلاتے ہیں..... الا صیحة واحدة..... مگر صرف ایک چنگھاڑ کا۔ جو دوبارہ نہیں ہوگا..... تأخذهم وهم یخصمون..... جو پکڑ لے گی ان کو حالانکہ وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔ یعنی بات کر رہے ہوں گے، اپنے بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے..... فلا یستطیعون..... پس نہیں طاقت رکھیں گے..... یعنی نہیں قادر ہوں گے..... توصیة..... وصیت کرنے پر۔ یعنی کلام کرنے پر..... ولا الی اہلہم یرجعون..... اور نہ ہی وہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ یعنی واپس آ کر ان کے ساتھ بات کرنے کلام کرنے کا اختیار دیئے جائیں..... ونفخ فی الصور..... اور قرن میں پھونک ماری جائے گی..... یہ نفع ثانیہ یعنی دوسری بار پھونک ہوگی..... فاذا هم من الاجداث..... پس اچانک وہ اپنی قبروں سے..... الی ربہم ینسلون..... اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔ یعنی اپنی قبروں سے نکلیں گے..... قالو یاویلنا من بعثنا من مرقدنا..... اور وہ بولیں گے اے ہماری ہلاکت کس نے اٹھایا ہمیں ہماری آرام گاہوں سے۔ یہ کہیں گے کہ ہماری نیند سے۔ یہ اس وقت کہیں گے جب وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور یہ گمان کریں گے کہ وہ سو رہے تھے اور نیند میں تھے۔ اور یہ اس لئے کہیں گے کہ دونوں ٹخوں کے درمیانی مدت میں ان سے عذاب اٹھالیا جائے گا۔ اور دونوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ لہذا وہ عذاب کو بھول جائیں گے۔ فرشتے ان سے کہیں گے..... هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون..... یہی ہے وہ وقت جو رحمن نے وعدہ دیا تھا..... اور سچ کہا تھا رسولوں نے۔ یعنی رسولوں نے قبروں سے اٹھنے کی تصدیق کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے..... ان كانت الا صیحة واحدة..... نہیں ہوگی یہ مگر ایک چنگھاڑ۔ یعنی ایک پھونک..... فاذا هم جمیع لدینا محضرون..... پس اچانک وہ ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہوں گے۔ حساب کے لئے۔ (سورہ یس، آیات ۵۳ تا ۵۸)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے اسامہ بن زید سے انہوں نے زہری سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے فرمایا جب جنگ احد کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی لاش کے پاس آئے اور ان کے کان کٹے پڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر مجھے صنفیہ کے رنجیدہ خاطر ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسی حالت میں لاش کو چھوڑ دیتا (اور پرندے اور جانور کھا جاتے) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے اٹھاتے۔

۳۵۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ بن حسین قاضی نے، ان کو حارث بن ابی اسامہ نے، ان کو روح نے، ان کو اسامہ

نے، پھر اسی اوپر والی حدیث کو ذکر کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے مقسم کی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (اسی مذکورہ حدیث کو) اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اگر عورتوں کے بے صبری کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا (قیامت کے دن) یہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا۔

ان مذکورہ احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ لوگ کھا جاتے ہیں ایک دوسرے کو اور وہ ان کا جزو بدن بن جاتا ہے۔ تحقیق شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ بنے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ لیکن جس میں وہ جزو ہوگا اس سے وہی جزو پیش کیا جائے گا اور شیخ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔ بایں طور کہ وہ حصہ ایک مکلف سے دوسرے مکلف کی طرف منتقل ہوا ہے۔ لہذا اس کو واپس لوٹانا سبب ہوگا کافر کی ایک جزو کو جنت میں داخل کرنے اور مومن کی ایک جزو کو آگ میں داخل کرنے کا۔ جبکہ غیر مکلف میں ایسی بات نہیں ہو سکتی، بلکہ وہ ایسے ہوگا جیسے کہ اس کو زمین کھا گئی ہو پھر وہاں سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ شیخ نے اس بارے میں بڑی تفصیلی بات کی ہے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زندہ فرمائیں گے تو سب کھڑے ہو جائیں گے جلدی جلدی۔ اور وہ دیکھیں گے کہ ان کے بارے میں کیا ارادہ کیا گیا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثم نفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون (الزمر ۶۸)

پھر قرن میں دوسری بار پھونک ماری جائے گی۔ پس اچانک سب لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ کہیں گے:

ياويلنا من بعثنا من مرقدنا (یس ۵۲)

اور ہماری ہلاکت ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ہے؟

اور یہ بھی کہیں گے:

هذا يوم الدين

یہی ہے جزا کا دن۔

اور فرشتے ان سے کہیں گے:

هذا يوم الفصل الذي كنتم به تكذبون (صافات ۲۰-۲۱)

یہی ہے فیصلے کا دن جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

مقام حشر یا میدان ساہرہ

پھر حساب اور پیش کے مقام کی طرف لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ ساہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فانما هي زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة (النازعات ۱۳)

بس وہ تو ایک ڈانٹ ہوگی، صرف ایک ہی بار بس اچانک سب لوگ مقام ساہرہ میں (پہنچے) ہوں گے۔

وہب بن منبہ کا قول کہ ساہرہ بیت المقدس ہے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسی مذکورہ آیت کو تلاوت کیا اور وہ اس دن بیت المقدس تھے۔ پھر فرمایا کہ اس آیت میں جو لفظ ساہرہ آیا ہے اس سے مراد یہی بیت المقدس ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض شام میدان حشر ہے

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کے ساتھ نقل کیا ہے اور مرفوع روایت کے ساتھ بھی جو دلالت کرتی ہیں کہ شام کی سرزمین میدان حشر ہوگی۔

امام خوفز اکا قول ہے کہ ساہرہ سے مراد روئے زمین ہے

امام فرزانے فرمایا کہ..... الساہرة..... روئے زمین ہے۔ گویا کہ یہی نام رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں تمام جاندار جمع ہوں گے۔ ان کی نیند اور جاگنا بھی وہیں ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساہرہ روئے زمین ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: الساہرة..... زمین ہی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ لوگ زمین کے پیٹ میں ہونے کے بعد اچانک زمین کی پشت پر ہوں گے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ:

ساہرہ..... صحرا ہے اور وہ کنارہ جہنم کے قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں سہل بن سعد کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِک قیامت کے دن سفید سرزمین پر جمع کئے جائیں گے جو صاف اور روئی کی طرح (گول ہے) اور صاف ہے۔

اور ایک روایت میں ہے صاف روئی کی مثل ہے۔ جس کے اوپر کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے۔ نقی صاف ستھری روئی جس پر نشان اور دھبہ نہ ہو۔ زمین پر نشان نہ ہونے کا مطلب ہے ہموار اور سیدھی زمین جس میں نہ کوئی ٹیلہ ہو نہ چٹان اور نہ ہی کوئی عمارت۔

حشر یعنی لوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت

حشر کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا، ونسوق المجرمین الی جہنم وردا (سورۃ مریم، آیت ۸۵-۸۶)

جس دن ہم اہل تقویٰ کو رحمن کی طرف جمع کریں گے بطور مہمان اور مجرموں کو بائیں گے جہنم کی طرف پیاسے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مذکورہ آیت میں لفظ وفدا آیا ہے۔ اس کا مطلب اکبانا ہے۔ یعنی ہم تقویٰ کو سوار کر کے لائیں گے اور ودا کا مطلب ہے پیاسے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے روایت کی ہے نعمان بن سعد سے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم مہمانوں کو پیدل جمع نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ ہانکے جائیں گے بلکہ ان کو سواری کے لئے ایسی ایسی اونٹیاں دی جائیں گی کہ مخلوق نے جن کی مثل کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان پر سونے کے پالان ہوں گے اور ان کے مہارزبرجد کے ہوں گے۔ ان پر وہ سوار رہیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازوں تک پہنچ جائیں گے۔

۳۵۸..... ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو عبد الرحمن بن اسحاق نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

۳۵۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عاصمہ بن ابراہیم نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو معلیٰ بن اسد نے، ان کو وہیب نے، ان کو عبد اللہ بن طاؤس نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے۔ امید کرنے والے اور خوف کرنے والے۔ ایک اونٹ پر دو دو۔ ایک اونٹ پر تین تین۔ ایک اونٹ پر چار چار۔ ایک اونٹ پر دس دس۔ اور باقیوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ دو پہر کا آرام کریں گے اور رکیں گے، وہ بھی رکے گی جہاں وہ رات گذاریں گے۔ وہ بھی رات گزارے گی جہاں وہ صبح کریں گے وہ بھی صبح کرے گی جہاں وہ شام کریں گے، وہ بھی شام کریں گے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے معلیٰ بن اسد سے۔

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے وہیب سے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کہ لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے ارشاد مقصود ہے۔ (۱) ابرار (۲) مخطئ۔ یعنی ملے جلے۔ (۳) کفار۔

کفر کی طرف سے ابرار وہ ہوں گے جو اللہ عزوجل کی طرف مشتاق ہوں گے اس ثواب کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر

(۳۵۸)..... عزاء السیوطی فی الدر المنثور (۲/۲۸۳) لابن ابی شیبۃ وعبد اللہ بن أحمد فی زوائد المسند وابن جریر وابن المنذر وابن ابی

حاتم وابن مردودہ والحاکم وصححہ والبیہقی فی البعث عن علی رضی اللہ عنہ

والحدیث عند الحاکم فی المستدرک (۲/۳۷۷) عن محمد بن یعقوب. بہ وصححہ علی شرط مسلم وقال الذہبی:

عبدالرحمن هذا لم یرو له مسلم ولا لخاله النعمان وضعفه ۱ھ۔ والحدیث لم أجده فی البعث للبیہقی المطبوع.

(۳۵۹)..... أخرجه البخاری (۸/۱۳۵) عن معلی بن أسد وأخرجه مسلم (۴/۲۱۹۵) من طریق أحمد إسحاق وبہز كلاهما عن وہیب. بہ.

رکھا ہے۔

اور ڈرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو خوف اور امید کی کیفیت میں ہوں گے۔ لہذا ابراہار لوگ (نیک لوگ) بہترین سواریاں دیئے جائیں گے، جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور مخلط اور ملے جلے وہ ہوں گے جو اس حدیث میں بائیں طور مذکور ہیں کہ وہ اونٹوں پر سوار کئے جائیں گے۔ غالب گمان ہے کہ وہ اونٹنیاں جنت کی اونٹنیاں نہیں ہوں گی۔ اس لئے کہ ان لوگوں میں سے بعض وہ بھی ہوں گے جس کی گناہ ابھی معاف نہیں کئے گئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کو کچھ سزا نہ دے دی جائے۔ اور جس شخص کا جنت کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کے ساتھ اکرام کیا جائے، اس کے بعد اس کی جہنم کی آگ کے ساتھ تو بین رسوائی نہیں کی جائے گی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علی بن زید بن جدعان سے روایت کی گئی ہے، وہ قوی نہیں ہے اور اس بن خالد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ لوگ قیامت کے دن تین اقسام پر جمع کئے جائیں گے۔ سوار..... پیدل..... اور منہ کے بل۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس ذات نے ان کو ان کے قدموں پر چلایا ہے وہ ان کو منہ کی بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

یہ تین اقسام والی روایت اگر صحیح ہے تو پھر گویا کہ بعض ملے جلے اعمال والے مومن سوار ہوں گے، جیسے پہلی حدیث میں آیا ہے اور ان میں سے کچھ پیدل ہوں گے جیسے اس حدیث میں آیا ہے۔ یا کچھ راستہ سوار ہوں گے اور کچھ راستہ پیدل چلیں گے۔ اور باقی رہے منہ کے بل چلنے والے تو وہ کفار ہی ہوں گے اور احتمال ہے کہ بعض ان کے بعض سے سرکش متکبر ہوں گے تو وہ اپنے منہ کے بل اکٹھے کئے جائیں گے اور جو ان متکبرین کے تابع دار ہوں گے وہ اپنے قدموں پر پیدل چلیں گے اور جب وہ حساب کے موقف سے آگے جہنم کی طرف بڑھ جائیں گے تو پھر وہ منہ کے بل گھیٹے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یوم یسحبون فی النار علی وجوہہم

(الفرقان ۴۸)

جس دن وہ اپنے منہ کے بل جہنم میں گھیٹے جائیں گے۔

دوسرا ارشاد یوں ہے:

الذین یحشرون علی وجوہہم الی جہنم اولئک شر مکانا و اضل سبیلا (الفرقان ۳۴)

وہی لوگ ہیں جو اپنے منہوں کے بل جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ وہی لوگ بدتر ہیں جگہ کے اعتبار سے اور گمراہ تر ہیں راستے کے اعتبار سے۔

کافروں کا حشر قیامت کے دن اندھا کر کے ہوگا

اور کفار اس حالت میں اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونحشہرم یوم القیمة علی وجوہہم عمیا وبکما وصما ما وہم جہنم (اسراء ۹۷)

ہم ان کفار کو قیامت کے دن ان کے منہوں کے بل اندھے، گونگے اور بہرے کر کے جمع کریں گے۔ ٹھکانہ ان کا جہنم ہوگا۔

جبکہ وہ اس حالت سے قبل کامل الحواس ہوں گے اور کامل الاعضاء ہوں گے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یتعارفون بینہم (یونس ۳۵)
 باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔

اور ارشاد ہے:

یتخافتون بینہم ان لبثتم الا عشرًا (طہ ۱۰۳)

یہ لوگ چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہیں گے، نہیں ٹھہرے تھے تم دنیا میں مگر دس دن۔

علاوہ ان آیات کے وہ تمام آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال، ان کی نظر، ان کی سمع کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں وہ سب دلالت کرتی ہے کہ پہلے وہ کامل الحواس ہوں گے۔ مگر اب حشر کے وقت وہ اندھے، گونگے، بہرے کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب وہ آگ میں داخل کئے جائیں گے تو ان کے حواس واپس لوٹا دیئے جائیں گے تاکہ وہ آگ کا مشاہدہ کر سکیں اور اس عذاب کا بھی جو جہنم میں ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کَلَّمَا الْقَىٰ فِيهَا فُوجٌ سَالَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا (الملك ۸-۹)

جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا جہنم کے درباران سے سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ بولیں گے ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھوٹا کہہ دیا تھا۔

اس کے علاوہ دیگر وہ تمام آیات بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال اور ان کے سننے اور دیکھنے کی بابت اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے وہ سب دلالت کرتی ہے کہ جہنمی جہنم میں پہنچ کر کامل الحواس ہوں گے اور عذاب کو پائیں گے۔ پھر جب وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کی منادی اور اعلان کئے جائیں گے، پھر وہ اپنے کان چھین لئے جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ (الاعنآء ۱۰۰)

جہنم میں جہنمیوں کے لئے شور اور چلانا ہوگا، مگر وہ نہیں سن سکیں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس وقت ان سے قوت گویائی بھی چین لی جائے گی۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اٰخَسِنُوْا فِيْهَا وَلَا تَكْلُمُوْنَ (المؤمنون ۱۰۸)

ذلیل ہو جاؤ جہنم میں اور تم لوگ مجھ سے کلام بھی نہ کرو۔

(علاوہ ازیں) ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ان کو وعظ فرمایا اور فرمایا: لوگو! تم اللہ کی طرف جمع کئے جاؤ گے اس حال میں کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر ختنہ شدہ ہو گے۔ پھر آپ نے اپنی تائید میں یہ آیت تلاوت کی:

کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نَّعِيدُهُ (الانبيآء ۱۰۴)

جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اسی نہج پر دوبارہ اس کو لوٹائیں گے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ:

پہلا شخص جو قیامت کے دن کپڑے پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں اور ننگے بدن بغیر ختنہ کے جمع کئے جائیں گے۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد عورتوں سے کہاں جائیں گے؟ یعنی اس حالت میں لباس و حجاب کے بغیر کیسے ساتھ رہنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن معاملہ مرد و عورت کے خیال و تصور سے بہت ہی زیادہ سنگین ہوگا۔ (یعنی کسی کو اس حالت کا ہوش تک نہیں ہوگا۔ خوف کے عالم میں لوگ حیران اور گھبراہٹ سے پریشان ہوں گے)۔

یہ کیفیت ننگے پاؤں، ننگے بدن والی جس کو ہم نے ذکر کیا ہے، جس پر مذکورہ نصوص دلالت کرتی ہیں، یہ ان کا حال ان کی قبروں سے نکلنے وقت ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کا اور جس کے ملے جلے اعمال والوں میں سے جائیں گے کپڑا پہنانے اور سواری کروانے کے ساتھ اکرام کریں گے۔ جیسے اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ باقی رہی وہ حدیث جو ابوسعید خدری وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ مرا تھا۔ احتمال ہے کہ لباس سے مراد یہاں اعمال مراد ہوں۔ یعنی خیر و شر کے جن اعمال میں مرا تھا انہیں اعمال میں اٹھایا جائے گا۔ جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جس میں وہ مرا تھا۔ پھر وہ اس سے جھڑ جائیں گے جا کچھ لوگوں سے جھڑ کر ختم ہو جائیں گے۔ پھر حساب کے موقف کی طرف ننگے حالت میں جمع کئے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد جنت کے لباس میں سے کپڑے پہنائے جائیں گی۔ اور کفار کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱) خاشعة ابصار ہم (القلم ۴۳)

ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔

اور دوسرا ارشاد ہے:

(۲) خشعا ابصار ہم (القمر ۷)

ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔

واللہ اعلم اس سے مراد حساب و کتاب کے موقف کی طرف جاتے ہوئے ان کی یہ حالت ہوگی کا بیان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱) مهطعين مقنعي رؤسهم الخ (ابراہیم ۴۳)

دوڑتے ہوں گے اور اپراٹھائے اپنا سر پھر لوٹ کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے۔

یہ وہ کیفیت ہوگی جب ان پر قیام طویل ہو جائے گا۔ موقف میں انتظار کرتے کرتے حیرانی اور پریشانی میں ہوں گے۔ ایسے جیسے کہ ان کے دل میں یقین نہیں، لہذا جب وہ سر اٹھائیں گے ازراہ پریشانی تو طویل اور دائمی نظر سے دیکھیں گے اور ان کی نظر ان کی طرف پلٹ کر نہیں آئے گی اور وہ ایسے ہو جائیں گے گویا کہ وہ نظریں جھکانا بھول چکے ہیں یا نیچے دیکھنا سرے سے جانتے ہی نہیں۔ پریشانی سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن لوگوں کے مختلف احوال ہوں گے اور مختلف موقف اور ٹھکانے ہوں گے۔ مختلف ٹھکانوں اور مختلف احوالوں کی وجہ سے ان کی خبریں بھی مختلف ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون (المومنون ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو گویا کہ قرا، تیں ہوں گی ان کے درمیان اس دن اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ نفع اولیٰ ہوگا صور پھونکا جائے گا۔ لہذا وہ مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں سب بے ہوش ہو جائیں گے، مگر اللہ جس کو چاہے گا بے ہوشی سے بچالے گا۔ لہذا اس وقت ان کے درمیان نہ کوئی رشتے ناتے ہوں گے اور نہ ہی وہ اس وقت ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ بلکہ مارے خوف اور ہشت کے سب ایک دوسرے کو بھول جائیں گے۔ پھر جس وقت دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر بعض ان کے بعض کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت ایک دوسرے سے احوال بھی پوچھیں گے۔

فصل:..... مجرم جہنم کی طرف پیاسے ہانکے جائیں گے

تحقیق ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا:

ونسوق المجرمین الی جہنم وردا

ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

وردا بمعنی عطا شا..... حالانکہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اس دن پیاس عام ہوگی (یعنی سب لوگوں کو پیاس ہوگی) مگر مجرموں کی پیاس نہیں بجھے گی، بلکہ بڑھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

وہاں جا کر کھولتا ہوا پانی پیاسے اونٹ کی طرح پیئیں گے۔ ہم اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں اللہ کے عذاب سے۔

اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلائے جائیں گے

بہر حال متقی لوگ اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہیں گے ملے جلے اعمال والے مؤمنین وہ سب ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلائے جائیں گے۔ حوض کی کیفیت اور اس کے پانی کی تعریف ہم نے کتاب البعث والمنشور میں ذکر کر دی ہے۔

۳۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو نصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو سعید بن ابی مریم نے، ان کو ابو غسان نے، ان کو ابو حازم نے، ان کو سہل بن سعد نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظم ابدا

بے شک میں حوض پر تم سب سے آگے جانے والا اور پیش رو ہوں جو شخص بھی میرے پاس آئے گا وہ پیئے گا

اور جس نے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور پوری حدیث کو ذکر کیا۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل کیا ہے۔

قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مناسب ہے کہ متقین بھی پیاسے ہوں تاکہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلائے جائیں تو حوض کوثر کے پانی کی لذت حاصل کر سکیں۔ اس لئے کہ سیر شدہ انسان اس قدر لذت نہیں پاسکتا جس قدر پیاسا انسان شدید پیاس کے بعد پانی پی کر لذت حاصل کرتا ہے۔

فصل:..... اللہ تعالیٰ نے قیامت کی کیا کیا ہولناکیاں بیان کی ہیں

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ جو کچھ دھرتی پر ہوگا:

(۱)..... زمین کا ہلایا جانا۔

(۲)..... زمین کا تبدیل ہونا۔

(۳)..... زمین کی ہیئت و صورت کا بدلنا۔

(۴)..... زمین کا کھینچنا اور دراز ہونا اور پہاڑوں میں جو کچھ ہوگا۔

(۵)..... پہاڑوں کا چلنا۔

(۶)..... اڑ کر بکھرنا۔

(۷)..... ہبائے منشوراً..... یعنی اڑتا ہوا غبار بنا دینا۔

(۸)..... دھنی ہوئی اون کی طرح کر دینا۔

اور دریاؤں اور سمندروں میں جو کچھ ہوگا:

(۹)..... دریاؤں اور سمندروں کا ابل پڑنا۔

(۱۰)..... دریاؤں کا جھونکا جانا۔

(۱۱)..... قبروں کا اکھڑ جانا۔

(۱۲)..... زمین کا اپنے انقال اور بوجھ سے باہر نکال پھینکنا۔

(۱۳)..... زمین کا اپنے اوپر ہونے والے جرائم و واقعات کی خبریں بیان کرنا۔

(۱۴)..... زمین سے دلہۃ الارض کا نکلنا۔

(۱۵)..... دس ماہ کا بھن اوٹنیاں معطل اور بے کار ہونا۔

(۱۶)..... وحشی اور جنگلی جانوروں کا جمع ہو جانا۔

(۱۷)..... زندہ دفن کی ہوئی سے سوال ہونا کہ کس جرم میں قتل کی گئی تھی۔

(۱۸)..... جسموں اور روحوں کا جوڑا جانا۔

اور آسمانوں میں جو کچھ ہوگا:

(۱۹)..... آسمانوں کا پھٹ جانا۔

(۲۰)..... آسمانوں کو پیدیا جانا۔

(۲۱)..... سورج لپیٹ دینا یعنی اس کی دھوپ تہ بہ تہ ہونا۔

(۲۲)..... چاند کا بے نور ہونا۔

(۲۳)..... ستاروں کا گدلا اور میلا ہونا۔

(۲۴)..... ستاروں کا کھرجانا۔

(۲۵)..... ماں کا اپنے بچوں کو بھول جانا۔

(۲۶)..... حاملہ عورتوں یا جانداروں کا اپنے حمل کو ضائع کر بیٹھنا۔

(۲۷)..... صحیفوں کا پھیلا یا جانا۔

(۲۸)..... آسمان کو چمڑا چھلنا۔

(۲۹)..... جہنم کا دہکایا جانا۔

(۳۰)..... جنت کا قریب لایا جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہت سے امور وقوع پذیر ہوتا۔ ان تمام امور کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔

مذکورہ امور کے وقوع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف

اہل علم نے ان تمام حوادث کے وقوع کے وقت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات پہلی بار صورت پھونکنے کے بعد ہوں گے اور دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہوں گے اور وہ حدیث روایت کی گئی ہے جسے ہم نے اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے محمد بن کعب سے، اس نے ایک انصاری آدمی سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت کے بارے میں۔

اور اکثر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات دوسری بار پھونک مارنے کے بعد ہوں گے۔ لوگوں کا اپنی قبروں سے نکلنا اور قیامت کے دن ان کا کھڑا ہونا اس سے پہلے ہوگا اور وہ دیکھیں گے تاکہ یہ مناظر دیکھ کر ان کے پیش ہونے کا رعب اور ڈر ہو اور ان کے احوال کے لئے زیادہ سخت ہو۔ اکثر آیات جو ان حوادث کے بارے میں آئی ہیں ان کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اس حدیث میں جس کی اسناد ہم نے قیامت کی کیفیت کے بیان میں ذکر کی ہے اور وہ میں سے ایک حدیث ہم نے کتاب البعث والنشور میں بھی ذکر کی ہے۔ اسی کی مثل پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اور دیگر کی بھی ہے آگ بھیجنے کے بارے میں۔

۳۶۱:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفہ میں ان دونوں کو ابراہیم بن عبد اللہ عیسیٰ نے، ان کو کوکب نے اور ان کو خبر دی ابو عبد اللہ نے، اس کو خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبد اللہ نمیر نے، ان کو کوکب نے اعمش سے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابوسعید نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے:

اے آدم بھیج آگ والوں کو آگ میں۔ وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں اور خیر تو تیرے ہاتھ میں ہے۔ آگ میں بھیجنا کس قدر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت اس دن کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حمل والی اپنا حمل ضائع کر دے گی اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ نشہ کی حالت میں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے۔ لیکن اللہ کا سخت عذاب ہوا۔ لوگ کہیں گے ہم میں سے کون ہوگا جنت کے لئے بچنے والا باقی ایک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نو سو ننانوے یا جوج ماجوج میں سے ہوں اور تم لوگوں میں سے ایک ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اللہ اکبر۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک

میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت میں سے ایک چوتھا ہی ہو گے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں ایک تہائی ہو گے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں نصف ہو گے۔ لوگوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اس دن ایسے ہو گے جیسے سیاہ جسم پر ایک سفید بال یا سفید تیل کے جسم پر ایک سیاہ بال۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوبکر ابن ابی شیبہ سے، انہوں نے وکیع ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے علیہ نے فرمایا کہ بخاری اور مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے جریر کی حدیث سے اعمش سے اور اس کی روایت میں ہے کہ خوش ہو جاؤ، بے شک یا جوج ماجوج میں سے ایک ہزار ہوں گے جہنم کے لئے اور تم میں سے ایک آدمی۔

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین اور انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

ياايها الناس اتقوا ربكم ان زلزلة الساعة شنيعة عظيم (ارج۱۲) دو آیات تک۔

اے لوگو! تم لوگ اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شے ہے۔ (آخر تک)

پھر دونوں نے اس کا مفہوم بیان کیا جو کچھ ابوسعید نے روایت کیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ دونوں کے حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عمل کرو اور خوش ہو جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بے شک تمہارے ساتھ دو مخلوق ایسی ہیں وہ جس کے ساتھ ہوں گے ان سے زیادہ ہو جائیں گے۔ یعنی بنی آدم اور بنی ابلیس کے ہلاک ہونے والوں سے (یعنی جنوں اور انسانوں کے جہنمیوں سے ان دو مخلوقات کی تعداد زیادہ ہو جائے گی)۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یا جوج اور ماجوج ہیں۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس فرمان کو دیکھا:

يوم تبدل الارض غير الارض والسموات وبرزوا لله الواحد القهار (ابراہیم ۴۸)

جس دن یہ زمین دوسری زمین سے تبدیل کر دی جائے گی اور آسمان بھی ظاہر ہو جائیں گے اللہ واحد قہار کے لئے۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا؟) کہاں ہوں گے؟ لوگ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صراط پر (راستہ)۔

اور حضرت ثوبان کی روایت میں نبی کریم سے یہ الفاظ زیادہ ہیں (کہ آپ نے جواب میں فرمایا) کہ لوگ اس دن اندھیرے میں ہوں گے پل سے پہلے اور پل وہی صراط ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

واذا الارض مدت والقت مافيها وتخلت (الانشاق ۴)

اور زمین جب دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ نکال پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی۔

اس کا یہی مطلب ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اس کو نکال دے گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها (الزلزلہ ۲)

جب زمین ہلائی جائے گی سخت ہلایا جانا اور زمین نکال دے گی اپنے بوجھ کو۔

اس کا مطلب ہے زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال دے گی۔ آیت کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

فاذا نفخ في الصور نفخة واحدة وحملت الارض والجبال فدكتا دكة واحدة (الحاقة)

جب صور پھونکا جائے گا یکبارگی اور اٹھائی جائے گی زمین، پس ٹھونک کر ماری جائے گی۔

ٹھونک کا مارنا ایک ہی بار۔ اس سے مراد ہے فتح آخرہ۔ واللہ اعلم۔

فصل:..... اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب

تعرج الملائكة والروح اليه في يوم كان مقداره خمسين الف سنة (العارج ۳)

تمام فرشتے اور روح الامین اس کی طرف چڑھ جائیں گے اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانہ کے مالک کے بارے میں جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہوگا، قیامت کے دن وہ لایا جائے گا اور اس کا مال (سونا چاندی وغیرہ) گرم کر کے اس کا ماتھا اور پیشانی اور کروٹیں اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر لے گا اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

ہم نے روایت کی ہے کہ علی بن ابوطالب سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

يعرج اليه في يوم كان مقداره الف سنة (السجدہ ۵)

چڑھ جائے گا اس کی طرف اس دن جس کی مقدار ہزار سال ہے۔

فرمایا کہ یہ دنیا میں ہے (یعنی دنیا بھر سال کے برابر)۔

اور یہ قول:

في يوم كان مقداره خمسين الف سنة (العارج ۳)

اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

یہ قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کو کافروں پر پچاس ہزار سال کا بنا دیا ہے۔

اور ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کا دن مومن پر ایسے ہوگا جیسے ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان کا وقت اور یہ مرفوعاً مروی ہے۔

اور ابن لہیعہ کی روایت میں درج ہے وہ ابو لہیثم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو سعید سے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کا طول کتنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بے شک وہ مومن پر پا کا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے زیادہ آسان ہوگا جتنی دیر میں وہ دنیا میں ایک فرض نماز پڑھتا تھا۔ ہم نے ان احادیث کی اسانید کو کتاب البعث والمثور میں ذکر کر دیا ہے۔

۳۶۲:..... ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو عمرو بن مطر نے، ان کو حمزہ بن محمد بن عیسیٰ کا تب نے، ان کو نعیم بن حماد نے، ان کو ابن

مبارک نے، ان کو معمر نے، ان کو ہمام بن معبہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا گمان ہے کہ انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ آسان کر دے گا جس پر چاہے گا اپنے بندوں میں سے قیامت کے دن کی لمبائی کو فرض نماز کے وقت کے مثل۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کو میں نے پایا ہے ابو عمرو کے فوائد میں۔ مگر میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے کہنے والا کون ہے۔ میرا گمان ہے کہ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابو ہریرہ نے فرمایا ہے۔

۳۶۳:۔۔۔۔۔ یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس کی ہمیں خبر دی ابو الحسن العلاء بن محمد بن ابوسعید نے، ان کو ابو اٹحق اسفرائینی امام نے، ان کو عبد الخالق بن حسن نے، ان کو عبد اللہ بن ثابت نے، اس کو ان کے والد نے، ان کو ہذیل نے، ان کو مقاتل بن سلیمان نے، انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

تعرج یعنی چڑھ جائیں گے۔۔۔۔۔ الملائکۃ۔۔۔۔۔ فرشتہ۔ یعنی اس کے قول کے مطابق:

فی یوم کان مقداره خمین الف سنة

فرماتے ہیں کہ اگر مخلوقات کے حساب و کتاب کی ذمہ داری میرے سوا کوئی اور لے لیتا تو وہ اس سے فارغ نہ ہو سکتا مگر پچاس ہزار سال کی مدت میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب ان کے حساب و کتاب میں شروع ہوں گے تو دنیا کے ایام میں سے صرف آدھے دن کی مقدار میں فارغ ہو جائیں گے۔ وہ دن بھی ابھی آدھا نہیں ہونے پائے گا کہ (حساب و کتاب سے فارغ کر کے) اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا:

اصحاب الجنة يومئذ خير مستقرا واحسن مقيلا (الفرقان ۲۴)

جنت والے اس دن بہترین ٹھکانے اور بہترین آرام گاہ میں ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ ان کے دو پہر کے آرام کا وقت اہل جہنم کی طرح نہیں ہوگا۔

اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کتاب کرتا تو پچاس ہزار سال لگتے، کبھی کا قول:

اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے، فراء کا قول:

کبھی اپنی تفسیر میں اسی مفہوم کی طرف گیا ہے جسے اس نے ابوصالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یعنی اگر بندوں کے محاسبے کی ذمہ داری اللہ کے سوا بالفرض کوئی اور لیتا تو وہ اس سے پچاس ہزار سال میں ہی عہدہ برآ ہو سکتا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے فراء سے روایت کیا ہے کہ اس نے فرمایا اس آیت کے بارے میں مطلب یہ ہے کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اور اوپر چڑھ سکتا ہوتا تو وہ پچاس ہزار سال میں چڑھتے۔

اور اس کے مفہوم کی طرف گئے ہیں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور وہ فرماتے ہیں سوائے اسکے نہیں کہ یہ اندازہ فرشتوں اور جبرئیل کے زمین سے عرش تک چڑھنے کا ہے۔

اور اس آیت کے علاوہ کے بارے میں فرمایا:

يدبر الامر من السماء الى الارض ثم يعرج اليه في يوم كان مقداره خمسين الف سنة مما تعدون (السجدة ۵)

آسمان سے زمین تک ہر معاملے میں تدبیر و نصرت کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف چڑھ جائے گا

اس دن جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہے۔

ایک دوسری توجیہ کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ معنی اور یہ مطلب ہو کہ وہ (جبرئیل) آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر زمین سے آسمان دنیا کی طرف اسی دن چڑھ جاتا ہے اور اتنی مسافت طے کرتا ہے کہ اگر لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کر سکیں گے مگر ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور وہ عرش سے زمین تک اترتا ہے۔ پھر زمین سے عرش تک اسی دن چڑھ جاتا ہے۔ اگر بالفرض لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کر سکیں گے مگر پچاس ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور یہ قیامت کے دن کے اندازے میں سے نہیں ہے بلکہ یہ لفظ المعارج کے صلہ کے طور پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

انهم يرونه بعيداً ونراه قريباً (معارج ۷)

لوگ اس کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس کا تعلق اس عذاب سے ہے جس کا بیان سورۃ کے شروع میں ہے۔ اس توجیہ کو وہ روایت پکا کرتی ہے جو وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زمین سے عرش تک کا فاصلہ پچاس ہزار سال کا ہے ہمارے دنوں اور ہمارے مہینوں اور ہمارے برسوں کے مطابق۔

ایک اور امکان توجیہ

شیخ نے فرمایا: ممکن ہے کہ یہ کہا جائے قیامت قائم ہونے سے پہلے فرشتے آسمان میں اپنے بلند تر مقام سے زمین کی طرف اترنے کی استطاعت رکھتے تھے۔ پھر اپنے اسی بلند تر مقام کی طرف اس دن میں چڑھتے جس کی مقدار ہزار سال ہوتی۔ لیکن قیامت کے دن وہ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ یا تو اس لئے کہ جب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے تو اس دن ان کے لئے اوپر چڑھنے کا راستہ نہیں رہے گا جس پر وہ ٹھہر سکیں۔

یا اس لئے کہ جب وہ اللہ کی عظمت اور جلال کا مشاہدہ کریں گے اور اس کے غضب کی شدت کو دیکھیں گے جو کہ اس کے بندوں میں سے اہل عناد پر ہوگا تو فرشتوں کی قوتیں جواب دے جائیں گی۔ لہذا وہ اپنے اوپر چڑھنے کے لئے جس قدر مدت کے حاجت مند تھے اس سے زیادہ لمبی مدت کے محتاج ہوں گے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کا اندازہ پچاس ہزار سال بتایا۔ بایں معنی کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اس فاصلے کو طے کرتا تو پچاس ہزار سال سے کم میں طے نہ کر سکتا۔

اور اسی طرح کی توجیہ ہوگی اس کی بھی جس کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ عرش چار فرشتوں کے کندھوں پر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خبر دی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حاملین عرش فرشتے قیامت کے دن آٹھ ہوں گے:

ويحمل عرش ربك يومئذ ثمانية (الحاقة)

اور مناسب ہے کہ یہ اس لئے ہو کہ ان کی قوتیں کمزور ہو گئی ہوں گی۔ اس لئے مذکورہ بالا ہولناک امور کی وجہ سے لہذا وہ دوسرے فرشتوں کے ذریعہ مدد کئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام احوال کو خوب جانتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس دن کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس دن کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۳۶۴:..... ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابوعمر نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید بن مرید نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی میرے

والد نے، انہوں نے سناو زاعی سے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی ہارون بن راب نے، اس نے کہا عرش کو اٹھانے والے چار فرشتے خوبصورت اور نرم آواز کے ساتھ ایک دوسرے سے گفتگو کریں گے اور جوابات کا مبادلہ کریں گے۔ چار کہیں گے:

سبحانک وبحمدک علی حلمک بعد علمک

اور دوسرے چار کہیں گے:

سبحانک وبحمدک علی عفوک بعد قدرک
 تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے کہ سب کچھ جاننے کے باوجود تو حلم کا برتاؤ کرتا ہے۔
 تو اپنی حمد سمیت پاک ہے کہ سب کچھ پر قدرت رکھنے کے باوجود تو درگزر کرتا ہے۔

ایماں کا نواں شعبہ
مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے
اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

بلی من کسب سیئۃ واحاطت به خطیئته فالولک اصحاب النار هم فیہا خالدون والذین امنوا وعملوا

الصالحات اولئک اصحاب الجنة هم فیہا خالدون (البقرہ ۸۱-۸۲)

ہاں جو عمل کیا گناہ کا اور اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا، بس وہی لوگ ہوں گے جہنم والے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جو

ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، وہی لوگ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قیامت کے دن کی صفت کے بارے میں:

یوم یات لاتکلم نفس الا باذنه (قرء الی قولہ تعالیٰ) عطاء غیر معذوذ (صودہ ۱۰۵ تا ۱۰۸)

جس دن قیامت قائم ہوگی نہ کلام کرے گا کوئی نفس مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ تو کچھ ان میں سے بد بخت ہوں گے اور کچھ نیک

بخت ہوں گے۔ جو لوگ بد بخت ہوں گے وہ جہنم میں ہوں گے، جہنم میں ان کی چیخ و پکار ہوگی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک کہ

آسمان و زمین مگر یعنی مقدار تیرا رب چاہے، بے شک تیرا رب وہی کرتا ہے جو کچھ ارادہ کرے۔ اور جو لوگ سعادت مند ہوں گے وہ

جنت میں ہوں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، جب تک زمین و آسمان رہیں گے۔

مگر جو کچھ تیرا رب چاہے وہ عنایت ہے نہ ختم ہونے والی۔

اس آیت میں:

الا ماشاء ربک

مگر جو کچھ تیرا رب چاہے کا استثناء ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا ان کو اسی جگہ روک لے گا جہاں وہ پہلے سے تھے اس وقت تک جب تک کہ لوگوں کا

حساب و کتاب کیا جائے اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے اور ہر فریق اپنے اس ٹھکانے کی طرف چلا جائے جو ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہوگا۔

اس طرح یہ فرمان:

مادامت السموات والارض

جب تک کہ زمین و آسمان باقی رہیں گے۔ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں رہیں گے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تابدید اور دوام ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنا۔ عرب اپنے محاورے میں کسی شے کے لمبے قیام اور دوام کے لئے یہی محاورہ

استعمال کرتے تھے۔ یعنی فلاں انسان فلاں جگہ اس وقت تک رہے گا جب تک زمین اور آسمان باقی ہیں اور دائم ہیں۔ اس سے ان کی مراد ہمیشہ

رہنا ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت و جہنم میں ہمیشہ رہنے کو انہیں کے اس محاورے میں سمجھایا کہ مادامت السموات والارض..... یعنی ہمیشہ

رہیں گے۔ ظاہری الفاظ کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے کیونکہ ارض و سماء ہوں گے نہیں وہ ختم ہو چکے ہوں گے۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک کی ایک اور توجیہ:
کہا گیا ہے کہ:

مادامت السموات والارض الا ماشاء ربک

یہ اس پر زیادت میں سے ہے اور الا بمعنی سوا کے ہے اور یہ حسن ہوتا ہے جب مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر جیسے کوئی شخص یہ جملہ بولے:

لفلان علی الف درهم الا الفین التی ہی الی سنة

فلاں آدمی کا میرے ذمہ ایک ہزار درہم ہے مگر ما سوا اس دو ہزار کے جو سال کے بعد واجب الادا ہے۔ گویا وہ دو ہزار کے سوا کی مراد رکھتا ہے۔

اور ہم نے اس پر تفصیل سے کلام کی ہے کتاب البعث والنشور میں فراء اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

۳۶۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو عبد اللہ بن عبد الحمید حنفی نے، ان کو قرہ بن خالد نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر غبرنی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ابوالفتح بن ابراہیم نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، ان کو قرہ بن خالد نے ابوزبیر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اللہ اس کے ساتھ کسی شے کو بھی شریک بناتا ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو ابوطاہر کی روایت میں اور یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا ہوگا جنت میں داخل ہوگا اور جو اس کو ملا اور شرک کرتا ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے اور ابویوب سلیمان بن عبید اللہ غیلانی سے اس نے ابو عامر سے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مسلمانوں کا ٹھکانہ جنت ہے اور کافروں کا ٹھکانہ آگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ:

(مطفقین ۷)

(۱)..... ان کتاب الفجار لفی سجنین

(مطفقین ۸)

(۲)..... ان کتاب الابراہ لفی علیین

کہ بدکرداروں کی تحریک میں ہے اور نیکوکاروں کی علیین میں ہے۔

تو معنی یہ ہوا کہ فجار کے لئے وہ ہے اور ابراہ کے لئے یہ ہے۔ تو یہاں سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سجنین الگ ہے اور علیین الگ ہے۔ جیسا کہ فجار الگ اور ابراہ الگ ہیں اور مختلف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آگ کی صفت ہاویہ..... کھائی بتائی ہے اور جنت کی صفت جنت عالیہ بلند بتائی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ مومن کی روح اوپر لے جائی جاتی ہے اور کافر کی روح نیچے لے جائی جاتی ہے۔

اور ہم کسی ایک کو بھی نہیں جانتے جس نے یہ قول کیا ہو کہ جنت زمین پر ہے۔ لہذا یہیں سے ثابت ہوا کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے اور عرش سے نیچے ہے اور یہ آیت احتمال رکھتی ہے واذا السماء کشطت (نکویر ۱۱) کہ جس وقت آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ احتمال ہے کہ وہ حصہ چھیلا جائے گا جو آگے رہے جنت کے تاکہ چھیلنے کے بعد ہم جنت کے آثار دیکھ سکیں۔ اور اس طرح جنت قریب ہو جائے۔
وازلفت الجنة للمتقين کا یہی مطلب ہو کہ جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۳۶۶..... ہمیں خبر دی ابو الحسن فقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابو یعقوب نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے، ان کو مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن ابو یعقوب نے، ان کو بشر بن شغاف نے، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت عبد اللہ بن سلام کے پاس بیٹھے تھے، انہوں نے حدیث ذکر فرمائی یہاں تک کہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت والے ابو القاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور جنت آسمانوں پر ہے اور جہنم زمین پر۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو ایک ایک جماعت اور ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کو اٹھائیں گے۔ پھر جہنم کے اوپر پل ڈالی جائے گی۔ پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت؟ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے اور آپ کی امت آپ کے پیچھے ہوگی۔ نیک بھی ہوں گے، بد بھی ہوں گے وہ پل کو پکڑیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی آنکھیں مٹا دے گا۔ لہذا اس کی دائیں اور بائیں طرف سے جہنم میں گریں گے۔ نبی نجات پائیں گے اور ان کے ساتھ صالح لوگ بھی اور ان کو فرشتے ملیں گے، دوڑ کر اور ان کو جنت میں ان کے ٹھکانے دکھائیں گے کہ تیری دائیں طرف سے ہے اور تیری بائیں طرف سے ہے۔ پھر عبد اللہ بن سلام نے اسی طرح ہر نبی اور ہر امت کے گذرنے کا تذکرہ فرمایا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط جو کہ جہنم کا پل ہے۔ اس کے ذکر کے ساتھ احادیث کا وارد ہونا اس بات کا بیان و ثبوت ہے کہ جنت اوپر اور بلندی میں ہے۔ جیسے کہ جہنم نیچے اور پستی میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی طرف یعنی جنت کی طرف جانے والا پل کا محتاج نہ ہوتا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جہنم پر ایک پل ہے جو کہ بال سے باریک اور تلواریں سے تیز ہے۔ اس کا اوپر والا حصہ جنت کی طرف ہے، پھسلنے کی جگہ ہے اور پل کے جانبیں سے جہنم کی کھائیاں ہیں، آگ کی آواز مجھے سنائی دے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں گے اس پر روکیں گے اس دن پھسلنے والے مرد اور پھسلنے والی عورتیں بہت ہوں گی اور دونوں طرف سے فرشتے کھڑے ہوں گے جو دعا کی صدائیں بلند کر رہے ہوں گے اے اللہ بچانا، اے اللہ بچانا جو شخص حق کو لائے گا گذر جائے گا ورنہ اس دن اپنے اپنے ایمان و اعمال کی مقدار سے نور اور روشنی عطا کئے جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جو پل پر سے بجلی کی چمک کی طرح گذر جائیں گے اور بعض ہوا کی طرح گذر جائیں گے اور بعض اس میں سے آگے آگے دوڑنے والے گھوڑے کی طرح گذر جائیں گے۔ اور بعض ان میں سے تیزی سے گذر جائیں گے اور بعض دوڑ کر۔ بعض کو ان میں سے روشنی ملے گی ان کے قدموں تک۔ اور بعض گھٹنوں کے بل دوڑیں گے اور ان میں سے بعض کو اس کے گناہوں کے سبب آگ پکڑ لے

گی اور وہ اس کو جلائے گی جس کو اللہ چاہے گا ان کے گناہوں کے اندازے کے مطابق یہاں تک کہ وہ نجات پا جائے گا۔ اور سب سے پہلا گروہ جو نجات پائے گا وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جس پر نہ حساب ہوگا اور نہ ہی کوئی عذاب ہوگا۔ ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسی چودھویں کا چاند اور جو لوگ ان کے قریب قریب ہوں گے۔ وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت تک پہنچ جائیں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ان میں سے ہے (جو آنے والی سند کے ساتھ ہمیں موصول ہوئی ہے)۔

۳۶۷:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبیدان نے ان کو اسماعیل بن محمد نے ان کو ککی بن ابراہیم نے ان کو سعید بن زری نے یزید رقاشی سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مذکورہ اسناد ضعیف ہے، علاوہ اس کے کہ ایسی بعض روایات کا مفہوم ان صحیح احادیث میں موجود ہے جو صراط کے ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ انہیں ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔

بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط کے بارے میں بال سے باریک ہونے کا معنی و مطلب یہ ہے کہ صراط اور اس پر گزرنے کا حکم بال سے باریک ہے۔ یعنی اس کا مشکل ہونا اور آسان ہونا طاعات اور گناہوں کے اندازے کے مطابق ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس بات کے حدود کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ اس کا معاملہ گہرا ہے اور مخفی ہے۔ عربوں کی یہ عادت جاری ہے کہ وہ مخفی اور گہرائی والی بات کو دقیق اور باریک کا نام دیتے ہیں اور اس کے لئے بال کی باریک کی باریکی کی مثال دی جاتی تھی اور اس قول کا مطلب کہ تلوار سے تیز تر ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امر دقیق جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی طرف جو لوگوں کو صراط پر گزرنے کی بابت ہوگا وہ اپنے جاری ہونے میں اور نفاذ میں تلوار کی طرح تیز ہوگا اور فرشتوں کی طرف سے اس کی اطاعت و اتباع کا جاری ہونا بھی اسی قدر تیز ہوگا اور اس کے لئے کوئی روکنے اور رد کرنے والا نہیں ہوگا جیسے کہ تلوار جب چل جاتی ہے اپنی تیزی اور اپنی قوت مار کے ساتھ کسی بھی شے میں تو اس کے بعد اسے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث کے یہ الفاظ میں نے صحیح روایات میں نہیں پائے۔

اور زیادہ نمیری سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ صراط، چھری کی دھار یا تلوار کی تیزی کی طرح ہے۔ مگر یہ بھی روایت ضعیف ہے۔

اور اس کا کچھ معنی عبید بن عمیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ سے یہی قول آیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صراط جہنم کے اوپر سیدھ میں گناہگاروں کے پھسلنے کی جگہ ہے جیسی تیز تلوار ہوتی ہے۔ اور سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں (یہ حدیث پہنچی ہے) کہ صراط قیامت کے دن وہ پل ہوگی جو بعض لوگوں پر بال سے باریک ہوگی اور بعض پر گھر کی طرح اور کھلی وادی کی طرح ہوگی۔

احتمال ہے کہ اس پر گزرنے کی تیزی اور اس سے گرنے کی وجہ سے یہ مذکورہ تشبیہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال جو کچھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہا گیا ہے کہ پل کا اوپر جنت کی جانب ہے۔ اس میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ اس کا نیچے والا حصہ اور سر زمین کی طرف ہے، کیونکہ اس بات کا بیان گذر چکا ہے کہ جہنم نیچے ہے اور جنت اوپر ہے۔

۳۶۸:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن مرقی نے ان کو حسن بن محمد بن اخطی نے ان کو خبر دی محمد بن احمد بن براء نے ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس

نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے وہب بن معبہ سے، انہوں نے کہا، جب قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ اہل جنت و اہل جہنم کے مابین فیصلہ فرما چکیں گے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے ایک خاص کنویں کے بارے میں حکم دیں گے۔ چنانچہ ستر کو کھولا جائے گا اور وہ اس کا ڈھکنا ہے۔ اس سے ایسی آگ نکلے گی جو خود جہنم کو جلا دے اور کھا جائے جیسے دنیا میں آگ دھنی ہوئی روئی کو کھا جاتی ہے اور پھر جب سمندر جہنم کے کنارے سے ملے گا، حالانکہ وہ بحر الجور ہے۔ یعنی سب دریاؤں سے بڑا دریا ہے تو آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کو اڑا دے گی اور ایسے سوکھ جائے گا جیسے اس جگہ کبھی پانی تھا بھی نہیں اور وہی حجاب عاجز ہے جہنم کے اور سات زمینوں کے درمیان پھر جب اس دریا یا سمندر کا پانی بھٹے گا تو ساتویں طبقہ زمین میں آگ لگ جائے گی، لہذا وہ ساتویں زمینوں کو جلا کر صرف ایک ہی کونکہ کر کے چھوڑے گی۔

اور ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے ایک یہودی سے کہا کہ جہنم کہاں ہے اس نے کہا کہ سمندر کے نیچے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

والبحر المسجور (الطور ۶)

قسم ہے ایلتے ہوئے سمندر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے مذکورہ روایت جو وہب بن معبہ سے نقل کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی و مفہوم کا احتمال رکھتی ہے:

یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات (ایراہیم ۴۸)

جس دن بدلی جائے گی یہ زمین دوسری زمین کے ساتھ اور آسمان بھی۔

اور یہ سب کچھ تمام لوگوں کے بل صراط پر چڑھ جانے کے بعد ہوگا۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہم روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اس بارے میں اور عرض کی تھی کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ صراط پر ہوں گے۔

بعض علماء کا قول

بعض علماء نے کہا ہے کہ کفار صراط پر سے نہیں گذریں گے اس لئے کہ وہ سب آگ کی کان میں ہوں گے۔ جب مومن چھٹکارا پالیں گے اور وہ صراط پر چڑھ جائیں گے تو باقی کفار ہی اپنے اپنے موقف پر اور اپنی جگہ پر باقی رہ جائیں گے۔ گویا پیچھے اب باقی آگ میں انہیں کا ہی مقام رہ جائے گا۔

دیگر علماء کا موقف

بعض دیگر علماء نے کہا ہے کہ کفار بھی صراط پر سوار ہوں گے۔ پھر کبھی جہنم کے دروازے سوراخ سوراخ ہو جائیں گے حشر میں چھتوں کے دروازوں کی مثل پھر کفار انہیں میں سے جہنم میں پھینکے جائیں گی۔ تاکہ ان کا غم زیادہ شدید ہو اور زیادہ ہیبت ناک ہو اور ان کو پل کے اوپر سے پھینکنا زیادہ ڈراؤنا اور ہولناک ہو اور چھٹکارے کے ساتھ مومنوں کی خوشی بہت زیادہ اور بہت بڑی ہو۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وامتنازوا الیوم ایہا المجرمون (یس ۵۹)

آج علیحدہ ہو جاؤ اے مجرموں۔

شاید یہ اعلان اسی وقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

كلمالقى فيها فوج سالهم خزنتها الم ياتكم نذير (الملک ۸)
جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے جہنم کے دربان پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟
اور یہ فرمان بھی:

القیافی جہنم کل کفار عنید (۲۲ق)
پھینکو جہنم میں ہر بڑے کافر عنادی کو۔

یہ بھی اسی پر دلیل کی طرح ہے (جو ہم پہلے کہہ آئے ہیں) کیونکہ پھینکنے کے حوالے سے جو طریقہ زیادہ تر مستعمل ہے وہ اسی طرح ہے کہ بلندی سے پستی کی طرف اوپر سے نیچے کی طرف پھینکا جاتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بھی اس کی کیفیت کو خوب جانتے ہیں۔

پل صراط پر منافقوں کا انجام

زیادہ یقین یہ ہے کہ منافقین لوگ پل کے اوپر مومنوں کے ساتھ ساتھ سوار ہوں گے تاکہ مومنوں کے نور میں وہ بھی چلتے جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ منافقوں پر اندھیرا کر دیں گے، لہذا منافقین اسی موقع پر مومنوں سے کہیں گے:

انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً (الحید ۱۳)
مومنوں ہماری طرف دیکھو نا تاکہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی حاصل کر لیں گے۔ کہا جائے گا
واپس پیچھے چلے جاؤ اور روشنی ڈھونڈ کر آؤ۔

لہذا منافق اس جگہ کی طرف واپس لوٹیں گے جہاں روشنی لوگوں کے ایمان و اعمال کے اندازے کے مطابق تقسیم کی گئی تھی۔ وہ وہاں کچھ بھی نہیں پائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ مومنوں کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ اس دوران ان کے اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو چکی ہوگی۔ قرآن مجید نے اس مقام کی منظر کشی فرمائی کہ:

ضرب بینہم بسور لہ باب۔ باطنہ فیہ الرحمة و ظاہرہ من قبلہ العذاب۔ ینادونہم الم نکن معکم ان کے درمیان دیوار حائل ہو جائے گی۔ اس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور سامنے کی طرف عذاب ہوگا۔
(جو سمت منافقوں کی ہوگی) پھر منافق مومنوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ یعنی ہم تمہاری طرح نمازیں بھی پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ اہل ایمان ان سے کہیں گے:

قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم
مومن ان سے کہیں گے، ہاں ہاں تم ہمارے ساتھ تھے لیکن تم نے اپنے نفسوں کو فتنوں میں واقع کر رکھا تھا۔ (الحید ۱۴)

ایک خاص کیفیت کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ دیوار پل صراط کے آخر میں نصب کی جائے گی اور اس میں سے ایک دروازہ چھوڑ دیا جائے گا جس سے مومن جنت کے راستے کی طرف خلاصی پائیں گے۔ یہی ہوگی وہ رحمت جو اس کے اندر کی جانب ہوگی۔ بہر حال اس کا ظاہر وہ آگ کے متصل ہوگا۔ اگرچہ آگ اس سے نیچے ہوگی۔ اس کے متوازی اور مقابل نہیں ہوگی۔ منافق ہمیشہ کے لئے دیوار کے اندر کی طرف راستہ نہیں پائیں گے، لہذا وہ لامحالہ پل صراط کے اوپر سے بھی پھینک دیئے جائیں گے جہاں سے وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں گرتے چلے جائیں گے۔ یہ سلوک ان کے ساتھ ان کے اس استہزا کی پاداش میں ہوگا جو وہ مومنوں کے ساتھ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم کتاب الاسماء و الصفات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدَّ عَلَى

الرَّحْمَنِ عَذَابًا..... تَا..... وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جَنَّتًا (مریم ۷۸-۷۹)

پس قسم ہے تیرے رب کی ہم ان لوگوں کو ضرور اکٹھا کر لائیں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ہم ان کو ضرور جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے۔ پھر ہم ضرور کھینچ کر علیحدہ کر لیں گے ہر گروہ میں سے اس کو جو جہنم پر اکڑنے میں زیادہ سخت تھا۔ پھر البتہ ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو جہنم میں داخل ہونے کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں (بچے گا) مگر (ہر ایک) جہنم پر آئے گا۔ تیرے رب کا یہ لازمی فیصلہ ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو (اللہ کی نافرمانی اور کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں (کافروں و مشرکوں) کو جہنم میں اوندھے گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف

اہل تفسیر نے مذکورہ بالا آیات میں لفظ واروہا کے مفہوم و مطلب کو بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دو میں سے زیادہ صحیح روایت کے مطابق وارد ہونے سے مراد جہنم میں دخول مراد ہے۔ اور اہل تفسیر نے اس بات پر دلیل اسی دوسری آیت سے پکڑی ہے:

انتم لها واردون لو كان هؤلاء الهة ماوردوها و كل فيها خالدون (الانبیاء ۹۸-۹۹)

(اے مشرک) تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا (سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں اس میں ضرور داخل ہونا ہے۔ اگر یہ

(بت وغیرہ) اللہ (معبود و مختار) ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے۔

اور دوسری اس آیت سے بھی دلیل پکڑی ہے مفسرین نے:

فاوردھم النار و بنس الورد المورود (حدود ۹۸)

پس داخل کرے گا ان کو آگ میں اور بری ہے داخل ہونے کی جگہ۔

تو اس مقام پر ورود سے مراد دخول ہی ہے۔ چنانچہ الاواردھا کا قول بھی اسی طرح ہے۔ یعنی اس سے مراد بھی دخول ہی ہے۔

اور یہی بات ہوئی جب ان سے نافع بن ازرق نے بحث کی تھی تو انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ آپ نے اور میں نے دونوں نے اس میں داخل تو ہونا ہی ہے، پھر میں دیکھوں گا کیا ہم نکلے ہیں یا نہیں؟

اور عبداللہ بن سائب سے مروی ہے اس نے اس شخص سے سنا جس نے ابن عباس سے سنا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم میں وارد ہونے والے کفار ہوں گے۔ مؤمن اس میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ یہ روایت منقطع ہیں اور پہلی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اکثر ہے اور زیادہ مشہور ہے۔

اور ہم نے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ وہ رو پڑے تھے اور ان کو رو تادیکھ کر ان کی اہلیہ بھی رو پڑی تھیں اور فرمانے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ میں جہنم میں وارد ہوں گا اور یہ مجھے نہیں معلوم کہ کیا میں اس سے نجات بھی پاؤں گا یا نہیں؟ اور سدی نے قرہ ہمدانی سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی تھی کہ انہوں نے فرمایا لوگ

جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اس سے اپنے اپنے اعمال کے ساتھ نکلیں گے۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے فرہ سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا: یہ خلونہا یعنی ورود کی جگہ واضح دخول کا لفظ استعمال فرمایا۔ یا تلجونہا فرمایا دونوں کا مطلب داخل ہونا ہے۔ یعنی جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اس سے اپنے اعمال کے ساتھ نکلیں گے۔

اور ایک اور روایت میں ابوالاحوص سے، عبد اللہ سے ہے کہ (وان منکم الا وادھا) یعنی تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔ فرمایا کہ راستے کا پل جہنم پر تلوار کی دھار کی طرح ہے۔ (جس پر) پہلا گروہ بجلی کی مثل گذر جائے گا اور دوسرا طبقہ ہوا کی مثل اور تیسرا طبقہ بہترین گھوڑے کی مثل اور چوتھا طبقہ بہترین اونٹ اور مویشیوں کی مثل گذریں گے اور فرشتے کہتے ہوں گے اے ہمارے رب بچائیو بچائیو۔

اور ان آثار کی اسناد ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دی ہیں اور ہم نے روایت کی ہے سفیان سے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن مسیب نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کسی مسلمان کے تین بچے نہیں مریں گے کہ پھر وہ جہنم میں داخل ہو جائے، مگر قسم کو پورا کے لئے پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی:

وان منکم الا وادھا

یعنی ایسا انسان صرف اسی آیت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے داخل ہوگا اور بس۔

۳۶۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے باپ نے ان کو سفیان اسی مذکورہ حدیث کے بارے میں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ روایت صحیح بخاری میں بھی نقل ہوئی ہے اور امام مالک کی ایک روایت میں ہے زہری سے اس حدیث کے بارے میں کہ اس کو آگ چھوئے گی صرف قسم پوری کرنے کے لئے اور یہ حدیث اس کے قول کی تاکید کرتی ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ وارد ہونے سے مراد داخل ہونا ہے۔

۳۷۰..... ہمیں خبر دی ابوبکر بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی نے اس بارے میں، ان کو عبد اللہ بن جعفر نخوی نے کہا یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب ابویوب واشجی نے ان کو ابوصالح غالب بن سلیمان نے کثیر بن زیاد برسانی سے ان کو ابوسمیعہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے بصرے میں جہنم پر وارد ہونے کے مسئلے میں آپس میں اختلاف کیا تھا۔ ایک گروہ نے کہا کہ مومن جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ سب لوگ داخل ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے (جو نافرمانی سے بچتے رہے یا کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں (یعنی کافروں و مشرکوں) کو جہنم میں اوندھے پڑے رہنے دیں گے۔

سو میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جہنم میں سب لوگ داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو باہم اختلاف کیا ہے۔ پھر لوگوں کے اختلاف کا تذکرہ ہوا۔ ابوسمیعہ نے کہا (اس کے بعد) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ میں بھی یہ باتیں سن کر خاموش ہی ہو جاتا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں یہ حدیث نہ سنی ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایود دخول ہے نہ کوئی نیک بچے گا اور نہ ہی کوئی بد بچے گا۔ مگر ہر کوئی جہنم میں داخل ہوگا۔

(۳۶۹)..... أخرجه المصنف من طريق أحمد بن حنبل في المسند (۲/۲۳۹، ۲۴۰) عن سفیان. به.

(۳۷۰)..... أخرجه أحمد (۳/۳۲۹) عن سلیمان بن حرب. به.

وقال الهیثمی فی المجمع (۷/۵۷) رواه أحمد ورجاله ثقات

پھر مومنوں پر وہ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ جہنم کے لئے ٹھنڈی سانس لینا ہوگا ان کی ٹھنڈی سے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو ڈر گئے تھے اور ہم ظالموں کو اس میں اوندھا پڑا چھوڑ دیں گے۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:
امام بیہقی نے فرمایا کہ:

یہ اسناد حسن ہے۔ بخاری نے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور اس کا شاہد وہ حدیث ہے جو ثابت ہے ابو زبیر سے جابر سے، ام مبشر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کا مثل مروی ہے۔ مگر اس نے فرمایا جامدہ کہ جامدہ ہے۔ ابو عبید نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ انہوں نے وان منکم الا واردھا کی تاویل کا ارادہ کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ جہنم میں ورود تو ہوگا مگر اس کی گرمی ان کو نہیں پہنچے گی۔ کچھ بھی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم پوری کریں گے۔
۳۷۱:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو جاج بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا تھا مجھے خبر دی ابو زبیر نے، اس نے سنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے تھے: مجھے خبر دی ام مبشر نے، اس نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے آگے فرمایا کہ انشاء اللہ جہنم میں اصحاب شجرہ داخل نہیں ہو گئے جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ام مبشر نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھڑکا۔ اتنے میں سیدہ حفصہ نے کہا:

وان منکم الا واردھا (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر سب کو اس میں داخل ہونا ہے۔
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حفصہ کا جواب سن کر) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا (مریم ۷۲)

پھر ہم ان کو جہنم سے نجات دیں گے (جو کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں کو اس میں اوندھے منہ پڑا چھوڑ دیں گے۔
اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ہارون بن عبد اللہ سے جاج بن محمد سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ روایت یہ احتمال رکھتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب شجرہ سے جس دخول جہنم کی نفی فرمائی ہے وہ نفی جہنم میں بقا کی اور وہاں ٹھہرے رہنے کی وہ (مطلق داخل ہونے کی نہ ہو) یا نفی ایسے دخول کی ہو جو ان کو تکلیف پہنچائے۔ اصل دخول کی نفی نہ ہو۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل پکڑی تھی:

ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا

پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو بچتے رہے ہوں گے اور ہم ظالموں کو اس میں اوندھا پڑا چھوڑ دیں گے۔

اور کبھی ہوتا ہے محفوظ حدیث اول میں یعنی سفیان بن عیینہ کی روایت میں کہ یہ محض دخول ہوگا بغیر آگ کے اور بغیر پہنچنے کی تکلیف کے۔ جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے حامد بن معدان سے اور وہ اکابرین تابعین میں سے ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب اہل جنت، جنت میں داخل

ہو جائیں گے تو جنتی پوچھیں گے اے ہمارے رب، کیا آپ ہمیں وعدہ نہیں دیتے تھے کہ ہم لوگ آگ میں وارد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں، ہاں، تم اس میں سے گذر کر آئے ہو مگر وہ (متحرک نہیں تھی) بلکہ وہ اس وقت جامد تھی (ٹھہری ہوئی اور اپنی صفت احراق اور شدت حرارت سے رکی ہوئی تھی)۔

اور ہم نے مقاتل بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دن آگ کو مومنوں پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادیں گے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادیا تھا۔

۳۷۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن علی بن محمد قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ بن عبد اللہ بزار نے، ان کو عمر ان بن موسیٰ قزاز نے ان کو عبد الوارث نے ان کو جریدی نے ان کو ابوسلیم نے ان کو عقبہ بن عامر نے۔ قیامت کے دن آگ تھم جائے گی۔ یہاں تک کہ سفید ہو جائے گی۔ جیسے وہ چربی کی پیٹھ ہے جب اس پر لوگوں کے قدم برابر اور درست جم جائیں گے خواہ وہ نیک ہوں یا برے ہوں اس وقت ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جہنم اپنے لوگ لے لے اور میرے لوگوں کو چھوڑ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم اپنے لوگوں کو اس سے زیادہ پہچانتی ہے جیسے کوئی انسان اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لہذا جہنم والوں کو دھنسا دیا جائے گا اور مومن اس سے نکل آئیں گے۔ جبکہ ان کے کپڑوں پر بھی نشان نہیں ہوگا۔ درحالانکہ اور اسی طرح ہی ہے الکتاب میں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا۔ مگر کہنے والے کا نام ذکر نہیں کیا جبکہ وہ کعب الاخبار کے ساتھ معروف ہے۔

۳۷۳: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، ان کو ابوالحسن کارزی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے ان کو ابوعبید نے، ان کو یزید نے ان کو جریری نے ان کو ابوسلیم نے، ان کو غنیم بن قیس نے، ان کو ابو العوام نے، ان کو کعب نے، انہوں نے کہا کہ قیامت میں جہنم لائی جائے گی، گویا کہ وہ چربی کی پیٹھ ہے (یا چربی کی زمین ہے) یہاں تک کہ جس وقت تمام مخلوقات کے قدم اس پر جم جائیں گے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ (اے جہنم) اپنے اصحاب لے لیجئے اور میرے اصحاب چھوڑ دیجئے (یعنی جہنمیوں کو پکڑ لیجئے اور جنتیوں کو چھوڑ دیجئے) کعب نے فرمایا کہ پھر ان سب کو (جہنمیوں کو) نیچے دھنسا دیا جائے گا (یعنی جہنم کی گہرائی میں گرا دیا جائے گا)۔

ابوعبید نے کہا: اھالہ وہ چیز ہوتی ہے جو دنبہ کی چمکی سے اور چربی سے پگھلائی جائے اور متن اھالہ چربی کی پشت ہے۔ جب پگھلنے والی شے اس سے برتن میں نشہ آور ہو جائے۔ حضرت کعب نے جہنم کے سکون کو تشبیہ دی ہے اس سے قبل کہ ہو جائے کافر اس کے پیٹ میں۔ یہ چیز خالد بن معدان والی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ ابوعبید نے فرمایا کہ ہمیں مروان بن معاویہ نے حدیث بیان کی، ان کو بکار بن البمر وان نے، ان کو خالد بن معدان نے، انہوں نے فرمایا جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو عرض کریں گے اے ہمارے رب کیا آپ نے ہمیں وارد ہونے کا (یعنی جہنم میں) وعدہ نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جی ہاں دیا تھا اور تم جہنم سے گذر بھی آئے ہو، مگر وہ جامد تھی ساکت تھی رکی ہوئی تھی۔

ابوعبید کہتے ہیں ہمیں اشجعی نے سفیان سے حدیث بیان کی ہے۔ ان کو کثور نے، ان کو خالد بن معدان نے اسی مذکورہ حدیث کی مثل، مگر انہوں نے جامدہ کی بجائے خادمۃ یعنی کھسی ہوئی کہا ہے۔ ابوعبید کہتے ہیں کہ کھسی ہوئی کو وان منکم الاوارحھا کی تاویل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ جہنم میں وارد ہوئے ہوں گے لیکن اس کی گرمی ان کو بالکل نہیں پہنچے گی اور وہ دو دخول محض اس لئے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم پوری کر لے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام بیہقی نے فرمایا: کھسی یہ وارد ہونا صراط کے پیچھے ہوگا، جیسے ابوالاحوص نے کہا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور

اس کا نام آگ رکھا ہے۔ اس لئے کہ وہ جہنم کا پل ہے اور جو شخص جہنم میں ڈالا جائے گا وہیں سے ڈالا جائے گا۔ اور وہیں سے جہنم کی کھائیاں اچک لیں گی جس کو بھی اچکیں گی اور اسی پر خاردار گوکھروں ہوں گے اور گو نہ گول قسم کے عذاب ہوں گے۔ الایہ کہ اللہ تعالیٰ نجات دے گا اور لوگوں کو جو کفر و شرک سے بچتے رہے تھے (یعنی نجات دے گا پل صراط پر گزرنے کے ساتھ) اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل جہنم میں پڑا چھوڑ دے گا (یعنی پل صراط سے اس میں گرائے جانے کے بعد)۔

اور ہم نے اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم پر پل نصب کی جائے گی اور وہ کہیں گے اے اللہ سلامتی دے، اے اللہ سلامتی دے۔ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پل کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھسلنا ہوگا اور پھلنے کا مقام ہوگا اور اچکنے والے سیاہ پرندے ہوں گے اور کھائیاں ہوں گے آگ کی اور خاردار پودوں یا گوگھر کو چبانا ہوگا اور گرم کئے جائیں گے اس میں کانٹے جنہیں سعدان کہا جاتا ہے (وہ خاردار بوٹی ہے جسے اونٹ شوق سے کھاتا ہے)۔ (یہ محض تمثیلات میں انسانوں کی فہم سے بات کو قریب تر کرنے کے لئے ہے، ورنہ تو جہنم کی کسی چیز کو دنیا کی کسی چیز سے کوئی مماثلت نہیں ہے وہ عذاب خداوندی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔)۔ (آمین) مترجم۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن اس پر سے آنکھ جھپکنے کی دیز میں گزر جائیں گے۔ بعض بجلی کی طرح بعض اعلیٰ نسل کے تیز رفتار گھوڑوں کی طرح۔ بعض پیدل کی طرح۔ مومن آگ سے خلاصی پالیں گے اور منافق و کافر آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ نجات پانے والے مسلم ہوں گے، نوچے ہوئے، زخمی جہنم میں چھوڑ جائیں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے۔ لوگ پل صراط پر اپنے اپنے اعمال کے بقدر گزر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص گزرے گا جس کا نور اور روشنی پیر کے انگوٹھے پر ہوگی۔ وہ جہنم سے ایک ہاتھ کو بچائے تو دوسرا اس میں الجھ جائے گا اور ایک پیر کو بچائے تو اس کے پہلو میں آگ پہنچ جائے۔ پھر جب چھٹکارا پالیں گے تو کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اے جہنم تجھ سے نجات بخشی، تجھے ہمیں دکھا دینے کے بعد۔ اور ہم نے ان دونوں مذکورہ روایتوں کی اسناد ان کے شواہد سمیت کتاب البعث والنشور کی فصل خاص میں ذکر کر دی ہے۔

اور یہ بیان کرتی ہیں کہ وارد ہونے کے بابت ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ احتمال ہے کہ وارد ہونے سے مراد ہی پل صراط پر مرور اور چلنا ہو۔

۳۷۴..... ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے، اس کو عبد الرحمن بن ابی حماد نے یحییٰ بن یمان سے، انہوں نے عثمان بن اسود سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں وان منکم الاواردھا کہ تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔ فرمایا کہ مسلمانوں میں جس شخص کو بخار آ جائے بس وہ جہنم پر وارد ہو گیا۔

۳۷۵..... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزنی نے، ان کو ابوالحسن احمد بن حسین صنونی نے، ان کو سلیم بن منصور ابن عمار نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی تھی صقل بن زیاد سے، ان کو خالد بن دریک سے، ان کو بشیر بن طلحہ سے یعنی یعلیٰ بن مدیہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جہنم قیامت کے دن کہے گے اے مومن جلدی گزر جا تیرے نور اور روشنی نے میرے شعلے کو بجھا دیا۔

اسی روایت میں سلیم بن منصور کا تقرر دے اور وہ منکر ہے۔

فصل:.....مومن کے بدلے کے بارے میں

۳۷۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن احمد مجبوی نے مقام مرو سے ان کو سعید بن مسعود نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو طلحہ بن یحییٰ نے اور ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو ابو اسامہ نے، ان کو طلحہ بن یحییٰ نے، ان کو ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا، ہر مومن کو دیگر اہل مذاہب میں سے ایک آدمی دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ جہنم سے تیرا فدیہ اور بدلہ ہے۔

یہ ابو طاہر کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ابو بکر ابن ابی شیبہ سے۔ اس نے اسامہ سے اور اس کو انہوں نے عون کی روایت سے اور سعید بن ابی بردہ سے نقل کیا ہے اور اس کو ایک جماعت نے مذکورین کے علاوہ ابو بردہ سے روایت کیا ہے۔

۳۷۶:..... ہمیں خبر دی ابو القاسم علی بن ابراہیم بن حامد بزاز نے ہمدان میں، ان کو ابو القاسم عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو محمد بن شان عون نے، ان کو ہمام نے قتادہ سے، سعید بن ابی بردہ سے اور عون بن عبد اللہ سے اور وہ دونوں ابو بردہ کے پاس حاضر تھے۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے عمر بن عبد العزیز کو اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جب بھی کوئی مسلمان آدمی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں کسی یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتا ہے۔ پس عون نے کہا حدیث سن کر عون پر سعید نے انکار نہیں کیا تھا اس کے قول کا۔

پھر اس سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اٹھوائی (یعنی کہ تم اس طرح قسم اٹھاؤ کہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بس وہی معبود ہے۔ اور تین بار قسم کھا کر کہو کہ تیرے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی تھی۔ سو اس نے قسم کھالی۔ اس کو مسلم نے صحیح میں عفان سے ہمام سے نقل کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اما بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ حدیث روایت کی ہے جو ابو زناد سے اعرج ابو ہریرہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۳۷۵)..... قال الزییدی فی الإتحاف (۲۳۴/۹) رواہ الطبرانی وأبو نعیم والبیہقی والخطیب وضعفہ البیہقی ورواہ الحکیم الترمذی فی النوادر.

أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۳۲۹/۹) والخطیب فی تاریخ (۱۹۳/۵) من طریق سلیمان بن منصور. به.

ورواہ الخطیب من طریق محمد بن جعفر عن منصور بن عمار عن خالد بن الدریک عن یعلی. به وقال الخطیب: هكذا قال عن منصور بن عمار عن خالد بن دریک. وروی هذا الحدیث سلیم بن منصور بن عمار عن أبیه واختلف علیہ فقال إسحاق بن الحسن الحریری عن سلیم عن أبیه عن بشیر بن طلحة عن خالد بن دریک عن یعلی.

ورواہ أحمد بن الحسین بن إسحاق الصوفی عن سلیم عن أبیه عن هقل بن زیاد عن الأوزاعی عن خالد بن الدریک عن بشیر بن طلحة عن یعلی بن منه والله أعلم.

وقال الهیثمی فی المجمع (۳۶۰/۱۰) رواہ الطبرانی وفیه سلیم بن منصور بن عمار وهو ضعیف.

خالد بن دریک.

۳۷۵ مکرر..... أخرجه مسلم (۲۱۱۹/۳) عن أبی بکر بن أبی شیبہ عن أبی أسامة. به.

۳۷۶..... أخرجه مسلم (۲۱۱۹/۳) عن أبی بکر بن أبی شیبہ عن عفان بن مسلم عن ہمام. به.

ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی شخص جنت میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا جہنم والا ٹھکانہ نہ دکھادیا جاتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کیا تھا تو تاکہ وہ اس پر اللہ کا زیادہ سے زیادہ شکر کرے (کہ اللہ نے مجھے اس بری جگہ سے بچالیا ہے) اور کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا ٹھکانہ جنت والا دکھادیا جاتا ہے اگر اس نے کوئی نیکی کی تھی تاکہ اس پر حسرت و افسوس زیادہ سے زیادہ ہو۔

۳۷۷:..... ہمیں خبر دی ابو عمر و ادیب نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو فیاض بن زبیر نے، ان کو علی بن عیاش نے، ان کو شعیب نے ابو زناد سے پھر اس کو ذکر کیا ہے اور اس کو بخاری نے صحیح میں ابو الیمان سے شعیب بن ابو حمزہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت کیا گیا ہے ابوصالح سے ابو ہریرہ سے بھی مرفوعاً اور ان سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر آدمی کی دو منزلیں ہیں۔ ایک جنت میں دوسرا جہنم میں۔ اگر مکر وہ جہنم میں چلا جاتا ہے تو اہل جنت اس کے جنت والے گھر کے وارث بن جاتے ہیں۔ پھر کہا کہ یہی مطلب اس آیت کا ہے:

اولئک ہم الوارثون (المؤمنون ۱۰)

کہ وہی لوگ ہی وارث ہیں۔

۳۷۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس رحم نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابو ہریرہ نے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث یعنی آخری روایت ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیادہ انساب یہ ہے کہ یہ حدیث فدیہ اور بدلے والی حدیث کی تفسیر ہو اور کافر جب اپنی جنت والی جگہ کا مومن کو وارث بناتا اور مومن جب کافر کو اپنی جہنم والی جگہ کا وارث بناتا تو تقدیر میں گویا یہ ہے کہ کافر مومن کے بدلے میں دیا جائے۔

اور تحقیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فدیہ والی حدیث کی تعلیل بیان کی ہے برید بن عبد اللہ وغیرہ کی روایت کے ساتھ ابو بردہ سے۔ اس نے انصار کے ایک آدمی سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

اور ابو حصین کی روایت کے ساتھ جو کہ عبد اللہ بن یزید سے مروی ہے۔

اور حمید کی روایت کے ساتھ جو اصحاب رسول کے ایک آدمی سے مروی ہے۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے بارے میں یہ حدیث کہ ایک قوم کے لوگ عذاب دیئے جائیں گے، پھر جہنم سے نکالے جائیں گے۔ یہ حدیث زیادہ اکثر ہے اور زیادہ واضح ہے۔

اور ابو بردہ والی حدیث ابو موسیٰ سے، اس کے والد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلم بن حجاج وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح ہے کئی وجوہ سے وہ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی۔ اور اس کی توجیہ وہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث، حدیث شفاعت کے منافی نہیں ہے۔ بے شک فدیہ والی حدیث اگرچہ ہر مومن کے بارے میں عموم کے مورد میں وارد ہوئی ہے، احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد ہر مومن ہو تو اس کے گناہ اس کی زندگی میں آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کے ساتھ مٹ جائیں گے۔ وہ ان کا کفارہ بن جائیں گی۔ اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

ان امتی امر حومة جعل الله عذابها بايديها فاذا كان يوم القيمة دفع الله الى كل رجل من المسلمين

رجلاس اهل الاديان فكان فداه من النار

بے شک میری امت مرحومہ ہے (رحم کی ہوئی ہے) اللہ تعالیٰ اس کی سزا اس کے ہاتھوں سے کریں گے جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد کو دیگر اہل ادیان میں سے ایک آدمی دیں گے جو کہ جہنم سے اس کا فدیہ اور بدلہ ہوگا۔ لہذا شفاعت والی حدیث اس اعتبار سے پھر ان لوگوں کے بارے میں ہوگی جن کے گناہوں کا دنیا کی زندگی میں کوئی کفارہ نہیں ہو سکا ہوگا اور وہ نہیں مٹ سکے ہوں گے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ قول ان مومنوں کے لئے فدیہ والی حدیث میں شفاعت کے بعد ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال شداد بن ابی طحہ ذابہبی والی حدیث غیلان بن جریر سے ابو بردہ بن ابوموسیٰ سے ان کے والد سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے ساتھ لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان کو بخش دے گا اور ان کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر رکھ دے گا۔ میرے خیال کے مطابق اس کو بھی مذکورہ روایت کے راویوں نے کہا ہے۔

مگر یہ ایسی حدیث ہے جس کے راویوں میں شک ہے اور شداد ابو طحہ ان لوگوں میں ہے جس کے بارے میں اہل علم بالجہد نے کلام کیا ہے۔ اگرچہ امام مسلم بن حجاج نے اپنی کتاب میں اس کے ساتھ شہادت پکڑی ہے۔ تاہم وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا کہ اس کی وہ روایت قبول کی جائے جس میں اس کی مخالفت کی گئی ہو اور جن لوگوں نے لفظ حدیث میں اس کی مخالفت کی ہے وہ متعدد ہیں۔ اور جبکہ وہ خود اکیلا ہے اور ہر ایک ان میں سے جس نے اس کی مخالفت کی ہے اس سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے لہذا جو روایت اس نے نقل کی ہے اس کی تاویل کے ساتھ اشتغال کا کوئی مطلب نہیں اور کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کہ وہ اس کے خلاف ہے جو ظاہر اصول صحیحہ جن کی بنیاد اس اصول پر ہے:

ان لاتنذر وازرة وذر اخری (الترمذی ۳۸)

کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

جو روایت اس اصول اور اس اصول کے مطابق مروی احادیث کے ظاہر کے خلاف ہو اس کی تاویل میں مشغول ہونے کا کوئی مقصد نہیں۔

۳۷۹:..... ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے ان کو ابو بکر بن محمد بن محمد اسماعیل قاضی نے، ان کو جعفر بن محمد سوار نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، انہوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا جب یہ روایت نازل ہوئی:

ورحمتی وسعت کل شیء (الاعراف ۱۵۶)

اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔

تو ایسا نے گردن اپنی اوپر ٹکا کر کہا میں بھی شیء ہوں۔ (یعنی جب تیری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے تو مجھ سے بھی وسیع ہوئی۔ کیونکہ میں بھی شیء ہوں۔ لہذا میری بھی مغفرت ہونی چاہئے) تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

فساكنبها للذين يتقون ويؤتون الزكوة والذين هم بايتنا يؤمنون (الاعراف ۵۶)

میں جلدی لکھ دوں گا رحمت ان لوگوں کے لئے جو نافرمانی سے بچتے رہے، زکوٰۃ ادا کرتے رہے اور جو لوگ ہماری زبان پر ایمان رکھتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ پھر یہود و نصاریٰ نے اپنی گردنیں دراز کیں اور بولے ہم تو راتہ رات پر ایمان رکھتے ہیں اور انجیل پر بھی ہم زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ابلیس سے بھی اور یہود و نصاریٰ سے بھی اچک لیا اور تحسین لیا اور اسی امت کے لئے مخصوص کر دیا اور

ارشاد فرمایا:

الذین يتبعون الرسول النبي الامى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والانجيل (اعراف ۱۵)

(وہ مذکورہ بالا لوگ) وہ ہیں جو رسول امی کی اتباع کرتے ہیں جس رسول کا تذکرہ یہود و نصاریٰ اپنے پاس توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

۳۸۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عمر بن احمد زاہد نے، انہوں نے کہا ہم نے اپنے اصحاب میں سے ثقہ اور مضبوط شخص سے سنا وہ ذکر کر رہے تھے کہ انہوں نے ابو بکر بن حسین بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو نیند میں خواب میں دیکھا جس رات کو وہ دفن کئے گئے تھے۔ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھاے استاذ محترم اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا بے شک اللہ عز و جل نے میرے برابر میں ابوالحسن عامری کو کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا: یہ تیرا ندیہ ہے اور بدلہ ہے جہنم سے۔ کہتے ہیں کہ جس دن استاذ ابوبکر فوت ہوئے تھے اسی دن ابوالحسن عامری بھی فوت ہوئے تھے اور استاذ نے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ وہ یعنی ابوالحسن عامری اپنے الحاد کی وجہ سے مشہور تھے۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کفر سے فسوق سے اور برے خاتمہ سے۔

فصل:..... اصحاب الاعراف

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اعراف شرف و عظمت والی جگہ ہے۔

اور ہم نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں ان کو جہنم سے بچا گئی ہیں اور ان کی غلطیاں ان کو جنت سے قاصر کر رہی ہیں۔

فاذا صرفت ابصارهم تلقاء اصحاب النار قالوا ربنا لاتجعلنا مع القوم الظالمين (اعراف ۴۷)

جب ان کی نگاہیں جہنمیوں کی طرف پھیر جائیں گی (تو جہنمیوں کی بری حالت دیکھ کر) کہیں گے، اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔ بس وہ اسی جال میں ہوں گے، اچانک تیرا رب ان پر جھانک کر فرمائے گا۔ کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ بے شک تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اور یہ روایت معنای مرفوع ہے۔

اور علی بن ابی طلحہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے اس قول باری تعالیٰ کے بارے میں:۔

وبينهما حجاب وعلى الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم (الاعراف ۴۶)

جہنم اور جنت کے درمیان آڑ اور پردہ ہوگا اور مقام اعراف پر ایسے مرد ہوں گے جو پہچانیں گے سب کو ان کی نشانیوں سے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل جہنم منہ کی سیاہی سے اور اہل جنت چہروں کی روشنی سے پہچانیں جائیں گے اور اعراف و جنت و جہنم کے درمیان دیوار ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ:

لم يدخلوها وهم يطمعون

وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے مگر طمع کریں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہ بہت بڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا معاملہ بھی اہم ہوگا۔ مقام اعراف پر کھڑے ہوں گے۔ جب جنت کی طرف دیکھیں گے تو جنت کی تمنا کریں گے کہ اس میں داخل ہو جائیں اور جس وقت جہنم کی طرف دیکھیں گے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگیں

گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا۔

اھؤلاء الذین اقسمت لا ینالھم اللہ برحمۃ

کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو رحمت اللہ کی۔ یعنی اصحاب اعراف کو۔

(اعراف ۴۹)

ادخلوا الجنة لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون

اے اعراف والو داخل ہو جاؤ تم جنت میں (اے اعراف والے) نہ ڈر رہے تمہارے اوپر نہ تم غمگین ہو گے۔

۳۸۱:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو زکریا نے، ان کو ابوالحسن طراکھی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے۔ ان کو عبد اللہ بن صالح نے، ان کو

معاویہ بن صالح نے، ان کو علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، پھر مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

اما تم یہی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے مرسل اور ضعیف حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہوں مگر وہ ماں باپ کے نافرمان ہوں گے۔ لہذا والدین کی نافرمانی ان کو جنت سے روک دے گی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور شہید ہو جانا ان کو جہنم سے روک دے گا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

ونادی اصحاب الاعراف رجالاً یعرفون نہم بسمامہم قالو ما اغنی عنکم جمعکم

وما کنتم تستکبرون (اعراف ۲۸)

اعراف والے پکاریں گے کچھ ان جوانوں کو جنہیں وہ ان کی نشانیں سے پہچانتے ہوں گے۔ نہ کام آئی

تمہاری جماعت اور نہ ہی تمہارا اترانا۔

اعراف والوں کی یہ بات دیوار کے پاس ہوگی اور جنت میں ان کے داخلے سے قبل کافر مردوں سے ہوگی۔ پھر اعراف والے اہل جنت کو دیکھیں گے تو ان میں ضعیف اور مسکین لوگ نظر آئیں گے۔ کفار جن کے ساتھ دنیا میں استہزاء کرتے تھے۔ پھر اعراف والے کافروں کو پکار کر کہیں گے کیا یہی ضعیفاء اور مساکین تھے جن کے ساتھ تم قسمیں کھاتے تھے جب تم دنیا میں تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی۔ یعنی جنت نہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ اصحاب اعراف سے فرمائیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی تم غمگین ہو گے۔

کلبی نے اسی طرح ان آیات کی تفسیر کی ہے اس روایت کے مطابق جسے ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

اور مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ یہ قول اصحاب اعراف کا اہل جہنم کے کچھ لوگوں کے لئے ہوگا جو جہنم میں ہوں گے۔ پہچانیں گے ان کو ان کی نشانیں سے (اور کہیں گے کہ) تمہیں تمہاری جماعت نے اور تمہارے اکڑنے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ چنانچہ جہنمی قسمیں کھائیں گے کہ اعراف والے بھی ان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ فرشتے کہیں گے جنہوں نے اصحاب اعراف کو راستے پر روک رکھا ہوگا (جہنمیوں سے) کہ کیا یہی لوگ تھے۔ یعنی اعراف والے جن کے بارے میں تم اہل جہنم قسمیں کھاتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی اور وہ لوگ تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔ (تم داخل ہو جاؤ اے اعراف والو جنت میں تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں نہ تم غمگین ہو گے موت کے ساتھ)۔

یہ قول زیادہ انسب ہے اس روایت کے سبب جسے ہم نے علی بن ابی طلحہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور اصحاب اعراف کا معاملہ اس اصول اور قاعدے کے مطابق ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کر دیا ہے اور وہ یہ کہ جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں آیا اور اس کے گناہوں کا اس کے ترازو میں وزن بھی بن گیا، وہ اس کیفیت کے درمیان ہوگا کہ اسے بغیر عذاب کے بخش دیا جائے

یاس کو اس کے گناہوں کی مقدار کے مطابق عذاب دیا جائے۔ اس کے بعد اس کو بخش دیا جائے۔ لہذا وہاں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فی الحال نہ تو جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں۔ لیکن اعراف پر روک لئے جائیں گے اور وہ دیوار ہے۔ مقاتل کے بقول صراط پر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا تو ان کو اپنی رحمت سے یا سفارش کرنے والوں کی سفارش سے جنت میں داخلے کا حکم دے گا۔ واللہ اعلم۔

فصل

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازمی ہے اور ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ جنت و جہنم دونوں مخلوق ہیں، جو اپنے اپنے مستحق لوگوں کے لئے بنائی جا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اعدت للمتقين (آل عمران ۱۳۳)
تقوے والے لوگوں کے لئے جنت تیار کی گئی ہے۔

اور جہنم کے بارے میں فرمایا کہ:

اعدت للكافرين (البقرہ ۲۴)
وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تیار کرنے کی وضاحت فرمائی ہے اور تیار وہی چیز ہوتی ہے جو پیدا ہو چکی ہو اور موجود ہو۔ نیز جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وجنة عرضها السموات والارض (آل عمران ۱۳۳)
جنت کا عرض اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

اور معدوم اور غیر موجود شے کا عرض نہیں ہوتا۔ یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ جنت و جہنم بن چکی اور تیار ہو چکی ہیں اور موجود ہیں۔

۳۸۲:..... ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن عفان نے، ان کو عبد اللہ بن نمیر نے، ان کو اعمش نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کی ہے جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی وہ کسی انسان کے دل میں کھٹکی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فلا تعلم نفس ما خلف لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يكسبون (الحجہ ۱۷)

کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان کے اعمال کی جزا ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل کیا ہے ابو معاویہ کی روایت سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابن نمیر کی روایت سے۔

۳۸۳:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو لیث بن سعد نے نافع سے، اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کا اصل ٹھکانہ صبح و شام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو جنت والا ٹھکانہ اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم

والا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں احمد بن یونس سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے مالک بن نافع سے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت میں کچھ زائد الفاظ بھی وہ یہ ہیں کہ ٹھکانہ دکھانے کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اصل ٹھکانہ یہاں تک کہ اللہ تجھے اٹھائے گا اس کی طرف قیامت کے دن۔

اور سالم کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر اہل جنت میں سے ہے تو جنت اور اگر اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم دکھائی جاتی ہے۔ ۳۸۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبدالملک بن ابی عثمان زاہد نے بطور املا کے ان کو خبر دی ابو عمرو بن مطر نے ان کو محمود بن محمد واسطی نے ان کو وہب بن یقہ نے ان کو خالد بن عبد اللہ، ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے جب جنت اور جہنم بنائی تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جو اہل جنت کے لئے نعمتیں تیار کی ہیں وہ دیکھو جبریل گئے جنت دیکھی اور جنت میں اہل جنت کے لئے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اس کو جا کر دیکھا۔ جبریل واپس آئے اور آ کر عرض کیا، تیری عزت کی قسم ہے جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں داخل ہونے سے نہیں روکے گا۔ ضرور اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت کو مشکلات کی باڑ لگا دی گئی۔ پھر فرمایا جبرائیل واپس جاؤ اور جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جو کچھ جنت والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کو دیکھو فرمایا کہ جبرائیل نے جا کر دیکھا۔ پھر واپس آئے اور کہا تیری عزت کی قسم سے میں ڈرتا ہوں کہ اس میں تو اب کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

پھر جبرائیل کو بھیجا جہنم کی طرف۔ فرمایا کہ جا تو اس کو دیکھ اور میں نے اہل جہنم کے لئے اس میں جو عذاب تیار کر رکھے ہیں ان کو دیکھ کر اس نے جا کر جہنم کو دیکھا اور وہ بعض بعض سے مرکب تھی۔ واپس لوٹا اور کہنے لگا تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے (عذاب) کو سنے گا کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور وہ شہوات و لذات کی باڑ لگا دی گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب جا کر اس کو دیکھ اور میں نے اس میں اہل جہنم کے لئے جو کچھ عذاب تیار کیا ہے اس کو بھی دیکھ اس نے جا کر اس کو دیکھا پھر واپس آیا اور عرض کیا تیری عزت کی قسم ہے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس سے کوئی بھی نہیں بچے گا بلکہ ہر شخص اب تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا باب ہے۔ اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب البعث والمنشور کی آٹھویں جلد میں ذکر کر دیا ہے اور ان کے بعد آخر میں ہم نے وہ اخبار و آثار ذکر کی ہیں جو جنت کی تعریف اور اس کی تعداد کے بارے میں اور جہنم کی وضاحت اور اس کی تعداد کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جس کے بعد اب ان کا یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چار جنات ہیں

کتاب و سنت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنتوں کی تعداد چار ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (الرحمن ۳۶)

جو شخص اپنے رب کے آگے پیشی کے لئے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں (یا دو باغ ہیں)۔

(۳۸۳)..... أخرجه البخاری (۱۲۲/۴) عن أحمد بن یونس۔ به

وأخرجه البخاری (۱۲۲/۲) ومسلم (۲۱۹۹/۴) من طریق مالک۔ به:

(۳۸۴)..... أخرجه الترمذی (۲۵۶۰) والنسائی (۳/۴) وأحمد (۳۳۲/۲) من طریق محمد بن عمرو۔ به. وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی وصف بیان کی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ:

ومن دونهما جنتن (الحسن ۶۲)

اور ان دو کے علاوہ یا ان کے سوا دو باغ اور ہیں۔

پھر ان دو کی وصف بیان فرمائی ہے۔

اور ہم نے حضرت ابو موسیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں ایسی ہیں کہ وہ دونوں سونے کی ہیں۔ اس کے برتن اور سب کچھ جوان دونوں میں ہے (سونے کا ہے) اور دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان کے برتن بھی اور وہ سب کچھ جو ان میں ہے (وہ چاندی کا ہے) اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ دو جنتیں سونے کی سابقوں کے لئے ہیں اور دو جنتیں چاندی کی دائیں ہاتھ والوں کے لئے ہیں۔ (یعنی جن کو اعمال نائے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے)۔

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ (جنة الماویٰ) سب کا اور جمع کا نام ہے۔ اسی طرح (جنة عدن) اور (جنة نعيم) اور (دار الخلد) اور (دار السلام) اور مناسب ہے کہ (جنة الفردوس) بھی جمع کا اور سب کا نام ہو اور تحقیق یہ کہا گیا ہے کہ یہ درجے کے اعتبار سے ان سب سے اونچے کی جنت کا نام ہے۔

اور جنت کے دروازے آٹھ ہیں۔ جن کے بارے میں ہم نے حدیث میں حضرت عمر حضرت بھل بن سعد اور ان دونوں کے سوا کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

اور ہم نے عتبہ بن عبد سلمیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم (الحجر ۴۳)

جہنم کے ساتھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے جہنمیوں کا ایک کوٹہ مقرر ہے۔

اور ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جہنم کے دروازے اس طرح ہیں یعنی ایک دروازہ دوسرے کے اوپر ہے۔

اور ہم نے ایک مرسل حدیث میں یہ بات روایت کی ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: ۱۔ لظى ۲۔ الحطمة ۳۔ السعير ۴۔ سقر ۵۔ یحیم ۶۔ المھاویہ۔

اور بعض اہل علم نے کہا کہ جہنم نام ہے تمام طبقات جہنم کا اور اس کے طبقات سات ہیں۔ انہوں نے مذکورہ چھ کا نام لکھا ہے اور ان کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے۔ ۷۔ الحریق۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر نظر کرم کے ساتھ اکرام کرنا تو ہم نے اس کو کتاب الرویت میں ذکر کر دیا ہے اور اس کے ساتھ وہ دلائل بھی ذکر کر دیئے ہیں جو اس بارے میں کتاب وسنت میں آئے ہیں۔ جو شخص اس کی معرفت کا ارادہ کرے وہ اس کو دیکھے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

اور میرے نزدیک (حقیقت یہ ہے کہ) اگر شیخ حلی رحمۃ اللہ علیہ صفت ایمان کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر واقف ہوتے اور مطلع ہوتے اور اس میں مذکورہ اللہ کی ملاقات کی وہ تاویل کرتے جو ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کی جماعت میں سے شیخ ابوسلیمان خطابی نے کی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرنے پر ایمان لانے کو ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ قرار دیتے اور اللہ تعالیٰ کی

ملاقات وہی اس کی رویت ہے اور اس کی طرف نظر کرنا اور دیکھنا ہے، جبکہ اس کے بارے میں اخبار صحیحہ کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ کی آیات بھی آئی ہیں جو اس پر کتاب اللہ میں سے دلالت کرتی ہیں۔

۳۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد نے، ان کو اسماعیل بن علیہ نے، ان کو ابو حیان نے، ان کو ابو زرہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتاب کے ساتھ اور اس کی ملاقات کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لے آ کرنے کے بعد جی کراٹھنے کے ساتھ۔

اور حدیث ذکر فرمائی اس کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ شیخ ابوسلمان خطابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: ان تؤمن بلفظہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا اثبات ہے آخرت میں۔

۳۸۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کو ان کے والد نے ابوصالح بن کیسان سے، ان کو تافع نے یہ کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر ان کے درمیان اعلان کرنے والا کھڑے ہو کر اعلان کرے گا اے جنت والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنم والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے۔ ہر ایک جہاں ہے بس وہی ہمیشہ رہے گا۔

اس کو بخاری نے علی بن عبد اللہ سے روایت کیا۔

اور مسلم نے اس کو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر کی روایت سے ان کے دادا سے نقل کیا ہے اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ موت کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ ہم نے اس کو کتاب البعث والنشور میں نقل کیا۔

۳۸۷:..... ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی مؤملی سے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے ان کو ابو احمد محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو یحییٰ بن عبید نے، ان کو اعمش نے اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابو الولید نے، ان کو مسدد بن فطن نے ان کو عثمان بن ابی شیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابوصالح سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے، موت لائی جائے گی، گویا کہ وہ مینڈھا ہے بغیر سینگ والا۔ پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جنت والو، کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ لہذا اسب اسے گردن اٹھا کر دیکھیں گے اور سب اسے دیکھ چکیں گے۔ بولیں گے کہ ہاں یہ موت ہے۔ پھر اسے پکڑ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت دوام ہے ہمیشہ رہنا ہے کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنمیوں دوام ہے ہمیشہ رہنا ہے، کوئی موت نہیں ہے۔

(۳۸۵)..... أخرجه البخاری (۲۰۱/۱) و مسلم (۳۹/۱) من طریق إسماعیل بن علیہ. به.

(۳۸۶)..... أخرجه البخاری (۲۰۶/۱۱) فتح عن علی بن عبد اللہ عن یعقوب بن ابراہیم. به.

و أخرجه مسلم (۲۱۸۹/۳) من طریق عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر عن أبیہ عن جدہ.

(۳۸۷)..... أخرجه مسلم (۲۱۸۹/۳) عن عثمان بن أبی شیبہ. به.

ابوسعید کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ذکر فرمایا:

وانذرهم يوم الحسرة اذ قضى الامر وهم في غفلة (مریم ۳۹)

اور (اے پیغمبر) ڈراتو ان کو حسرت و افسوس کے دن سے جب فیصلہ ہو چکے گا اور وہ بے خبری میں ہوں گے۔

فرمایا کہ اہل دنیا غفلت میں ہیں۔

اور حدیث یعلیٰ کو مسلم نے صحیح میں عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۸۸:..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابوالفتح ابراہیم بن فراس مالکی نے، اس کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابوالقاسم بن سلام

نے، ان کو اشجعی نے، یحییٰ بن عبید اللہ مدینی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا غفلت کی نیند سو رہا ہو۔

۳۸۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد مجبوی نے، ان کو محمد بن صابر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوشیبہ بن ابوبکر بن

ابوشیبہ سے کہا کیا آپ کو عبد الرحمن بن شریک نے حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، ان کو محمد انصاری نے، ان کو سدی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں نے جنت جیسی کوئی شے نہیں دیکھی جس کا طالب سوتا رہے اور نہ ہی میں نے جہنم جیسی کوئی چیز دیکھی ہے جس سے دور بھاگنے والا بھی غفلت کی نیند سوتا رہے۔ بس آپ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا کہ ہاں۔

اور یہی حدیث عاصم سے بھی مروی ہے۔ ان کو ذر نے، ان کو عبد اللہ بن مسعود نے مرفوعاً بیان کی اور انہیں سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

۳۹۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سنا ابو بکر محمد بن عبد اللہ عباس بن حمزہ کے نواسے سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا

جبیر سے، انہوں نے سنا احمد بن حنبل سے، وہ کہتے تھے اللہ تو پاک ہے، مخلوق کو اس چیز سے کس نے غافل کر دیا ہے۔ ان امور سے جو ان کے آگے ہیں، ان سے ڈرنے والا کوتاہی کرتا ہے اور ان کی امید رکھنے والا کاہل ہے۔

۳۹۱:..... ہمیں خبر دی ابو محمد عبد الرحمن بن علی بن عبد الرحمن ساوی نے، ان کو احمد بن جعفر بن حمدان قطعی نے، ان کو اسحاق حربی نے، ان کو سلیم

بن عمار نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو صفیل بن زیاد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو بلال بن سعد نے، وہ کہتے ہیں قیامت کے دن جہنم کو چار پکاریں لگیں گی۔ اے آگ پکڑ لے، اے آگ جلا دے، اے آگ ختم ہو جا۔ اے آگ کھا جا، مگر اے آگ ہلاک نہ کر۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم نے کتاب البعث والنبشور میں جنت اور جہنم کی صفت کے بارے میں کتاب وسنت میں سے اور ارشاد میں سے جو کچھ ذکر کر دیا ہے اس پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔

اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چمڑے جل جائیں گے دوسرے بدل دیئے جائیں گے

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے بارے میں جس کی توضیح کی معرفت ضروری ہے وہ درج ذیل ہے:

كلما نصجت جلودهم بدلناهم جلوداً غيرها ليذوق العذاب (التساء ۵۶)

(۳۸۸)..... أخرجه الترمذی (۶۶۰۱) من طریق يحيى بن عبيد الله. به وقال الترمذی.

هذا حديث إنما نعرفه من حديث يحيى بن عبيد الله ويحيى بن عبيد الله ضعيف عن أكثر أهل الحديث تكلم فيه شعبه

ويحيى بن عبيد الله هو ابن موهب وهو مدني.

جب بھی اہل جہنم کے چڑے جل جائیں گے، ہم ان کے چڑے بدل دیں گے تاکہ (زیادہ سے زیادہ) عذاب پہنچتے رہیں۔

۳۹۲:..... ہمیں اس کی خبر دی ابو الحسین بن بشر ان نے، ان کو ابو عمر زائد نے، ان کو ثعلب نے، ان کو سلمہ نے، ان کو فراء (نحوی) نے کہ عربی محاورے میں یوں کہا جاتا ہے:

ابدلت الخاتم بالحلقۃ

میں نے انگوٹھی کو کڑے سے یعنی رنگ سے بدل دیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب اسے گھڑ کر انگوٹھی کی جگہ حلقہ بنالیں۔ (اس محاورے میں ابدلت ابدال سے یعنی باب افعال سے ہے) اور دوسرا محاورہ یوں ہے:

بدلت الحلقۃ بہ الخاتم

میں نے حلقہ کو انگوٹھی سے تبدیل کر لیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب آپ رنگ اور حلقہ کو گھلا کر انگوٹھی بنالیں۔ یہ فراء نحوی کی تحقیق تھی۔ اس دوسرے محاورے میں بدلت تبدیل سے یعنی باب تفضیل سے ہے۔

اور ثعلب نے کہا کہ بدلت کی یعنی تبدیل کی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت آپ کسی شے کی شکل و صورت کو دوسری شکل و صورت سے متغیر کر لیں اور بدل لیں جبکہ اس کا اصل جو ہر بعینہ رد ہے اور ابدلت کی یعنی ابدال کی حقیقت یہ ہے کہ جب آپ اصل جو ہر کو گھڑ کر اس کی جگہ دوسرا جو ہر کر دیں۔ ابو عمر نے کہا کہ میں نے یہ کلام محمد بن یزید مراد (نحوی) پر پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تحسین کی اور مجھ سے کہا کہ اس میں ایک دوسرا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اللہ آپ کو عزت دے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ عربوں نے ایک بدلت کو بمعنی ابدلت کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی معنی میں ہے۔

فاولئک یبدل اللہ سیناتہم حسنات (الفرقان ۷۰)

بس وہی لوگ ہیں اللہ نے جن کی سینات کو حسنات سے بدل دیا ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سینات کا ازالہ کر کے اور ہٹا کر کے اس کی جگہ حسنات کو کر دیا ہے۔

بہر حال احمد بن یحییٰ یعنی ثعلب نے جو شرط لگائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی میں ہے:

کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلوداً غیرہا (النساء ۵۶)

جب بھی ان کے چڑے جل جائیں گے ہم ان کے چڑے دوسرے تبدیل کر دیں گے۔

میر نے کہا، یہ تو اہل جوہر میں ہے اور ان کی تبدیلی ان کی شکل و صورت کو دوسری میں بدلنا ہے۔ اس لئے کہ جلد تروتازہ تھی اور عذاب کے ساتھ سیاہ ہو گئی۔ لہذا ان کے چڑوں کی پہلی صورت واپس لوٹا دی جائے گی جب بھی یہ صورت جلے گی۔ اور اصل جوہر ایک رہے گا اور شکلیں مختلف ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب البعث میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جہنمیوں کو آگ ہر دن ستر ہزار مرتبہ کھا جائے گی۔ جب بھی انہیں کھالے گی ان سے کہا جائے گا کہ لوٹ آؤ، لہذا وہ لوٹ آئیں گے جیسے کہ پہلے تھے۔

قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ ادا پہاڑ کے برابر ہوگی، اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی

۳۹۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عیسیٰ بن خالد قاضی نے ان کو حامد بن شعیب نے ان کو سرتج بن یونس نے، ان کو حمید بن عبد الرحمن نے، ان کو حسن بن صالح نے، ان کو ہارون بن سعد نے، ان کو حازم نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جہنم میں کافر کی ایک داڑھ ادا پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کے سفر کے برابر ہوگی۔ اس کو مسلم نے صحیح میں سرتج بن یونس سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے کتاب البعث میں مقدمات سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ: کافر آگ کے لئے بڑا ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی جلد چالیس ہاتھ ہوجائے گی اور اس کی داڑھوں میں سے ایک داڑھ یا دانتوں میں سے ایک دانت ادا پہاڑ کے برابر ہوجائے گی۔

اور ہم نے اس کے سواء روایت کی ہے جو شخص جس کے علم کو پسند کرتا ہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

قیامت میں کافر کی زبان دو فرسنگ لٹک جائے گی

۳۹۴..... ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ نے بطور املاء کے، ان کو ابو بکر محمد بن ابراہیم مریع حافظ نے بغداد میں، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو مروان بن معاویہ فزاری نے، ان کو فضل بن یزید شامی نے، ان کو عجلان محاربی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر قیامت کے دن اپنی زبان کو دو فرسخ تک گھسیٹے گا اور لوگ اس کو روندتے جائیں گے۔

(۳۹۳)..... أخرجه مسلم (۲۱۸۹/۳) عن سريح بن يونس . به .

وانظر البعث والنشور رقم (۳۴۵)

(۳۹۴)..... أخرجه أحمد (۹۲.۲) والترمذی (۲۵۸۰) من طريق الفضل بن يزيد الشمالي . به .

وقال الترمذی : هذا حديث غريب إنما نعرفه من هذا الوجه

والفضل بن يزيد هو كوفي قد روى عنه غير واحد من الأئمة وأبو المخارق ليس بمعروف .

وقال ابن حجر في التقریب (۳۵۰/۲) أبو العجلان المحاربي وقيل فيه أبو المخارق مقبول من الرابعة

(۱) من آخر المطبوعة مانصه:

”آخر الجزء الخامس، يتلو في الذي يعقبه إن شاء الله تعالى فصل في عذاب القبر.“

الجزء السادس من كتاب الجامع لشعب الإيمان.

تصنيف الإمام الحافظ شيخ السنة أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي رحمه الله.

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الحافظ الثقة الثقة بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الإمام الحافظ أبي القاسم علي بن الحسين الشافعي الدمشقي أيداه الله قراءة عليه

ونحن نسمع في ربيع الأول خمس قال : أنبأنا الشيخان أبو عبد الله محمد بن الفضل الصاعدي، وأبو القاسم زاهر بن طاهر الشحامي .

وأخبرنا أبي رحمه الله وأبو الحسين علي بن سليمان المرادي قالا : أنا أبو القاسم الشحامي قالا : أنا شيخ السنة الحافظ أبو بكر أحمد بن

الحسين البيهقي رحمه الله.

فصل:.....عذاب قبر کی بحث

آخرت میں ہر ایک کو عذاب ہوگا، خواہ وہ کافر ہو یا مومن (ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو عذاب نہیں ہوگا)۔

کس کو عذاب ہوگا؟ اور کس کو نہیں ہوگا؟ اس میں فرق اور تمیز اس وقت ہوگی:

①.....جب فرشتے اس کی روح کو قبض کرنے کے لئے اس پر اتریں گے۔

②.....اور قبض کرنے کی حالت میں۔

③.....اور اس مقام اور جگہ میں جس کی طرف اس کی روح لے جائی جاتی ہے یا جہان جا کر رہتی ہے۔

④.....اور دفن کے بعد۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱).....ان الذین قالو ربنا الله ثم استقاموا الخ (نصرت ۳۰)

اہل ایمان و اہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے۔ ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔ ہم میں تمہاری رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ مہربانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

مجاہد کا قول:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ (مذکورہ بات ہوگی) موت کے وقت۔

کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں

(۲).....اور کفار کے بارے میں فرمایا:

ولو ترى اذيتوفى الذين كفروا الملائكة يضربون وجوههم و ادبارهم وذوقوا عذاب الحريق (انفال ۵۰)

اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے

اور یہ کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا۔

یعنی یہ بات فرشتے جہنمیوں سے کریں گے۔ یہ ان کے لئے تعریض ہے اور کنایہ ہے۔ (اس طرح ان کے لئے رسوائی ہے کہ وہ)

جلائو لے عذاب کے لئے لے جائے جا رہے ہیں

ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو

(۳).....نیز یہ بھی ارشاد ہے:

ولو ترى اذا الظالمون فى غمرات الموت والملائكة باسطوا ايديهم (الانعام ۹۳-الایہ)

اگر تو دیکھے جس وقت ظالموں کو موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا

عذاب اس واسطے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں۔ اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

یہ آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار پر ان کے ارواح کو کھینچنے اور ان کے نفس کو نکالنے کے وقت ان پر سخت ڈانٹ پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ذلت اور شدید عذاب کے لئے جا رہے ہیں اور ایسے میں مومنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں بشارت دی جاتی ہے کہ وہ امن اور دائمی نعمتوں پر آئے ہیں۔

دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے

(۴)..... اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ

وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (ابراہیم ۲۷)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے

اللہ جو چاہے۔

۱..... ہم نے حضرت براء بن عازب سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ

آیت مومن کے بارے میں ہے، جب قبر میں اس سے سوال ہوگا۔

۲..... اور اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔

۳..... اور اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں بھی آیا ہے۔

(۵)..... اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَحَاقَ بِالْفِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

ادخلوا آل فرعون أشد العذاب (غافر ۴۵)

اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب۔ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح و شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت۔

حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یعرضون علیہا غدوًا وعشیًا صبح و شام ان کو عذاب دکھلاتے ہیں۔ یعنی جب تک دنیا قائم ہے۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان کے کہا جاتا ہے اے آل فرعون۔ یہ ہیں تمہارے ٹھکانے، یہ ان کو بطور ذلت کے

بطور ذلت کے بطور ناراضگی اور غصے کے کہا جاتا ہے۔

(۶)..... اور اللہ تعالیٰ منافقوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ (تہ)

ان کو ہم عذاب دیں گے دوبارہ پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ایک عذاب تو قبر میں ہوگا اور دوسرا عذاب جہنم میں

(۷)..... اور جو شخص اللہ کے ذکر (یعنی قرآن) سے اعراض کرے گا اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى (طہ ۱۲۳)

جس نے منہ پھیرا میری یاد سے (یا میرے قرآن سے) تو اس کو ملتی ہے گدراں تنگی کی اور لائیں گے ہم اس کو قیامت کے اندھا اور وہ کہے گا اے میرے رب کیوں اٹھالایا تو مجھے اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا۔

اور ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع اور ان دونوں تک موقوف دونوں طرح کی روایت کی ہے اور پھر اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان دونوں کا قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں ہے۔

اور ہم نے حضرت عطا سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

(۸)..... اِذَا لَا ذَنْبَكَ ضَعْفُ الْحَيَوَاتِ وَضَعْفُ الْمَمَاتِ (الاسراء ۷۵)

تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو دو نامزہ زندگی میں اور دو نامزہ مرنے میں۔

عطاء نے فرمایا ضعف الممات، عذاب قبر ہے۔

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت کی ہے۔

(۹)..... وَاِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ

اور بے شک ظالموں کے لئے ایک اور عذاب ہے اس عذاب کے سوا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ قیامت کے دن کا عذاب ہے۔

اس باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ہم نے انہیں کتاب عذاب القبر میں ذکر کر دیا ہے جس کی وجہ سے اب یہاں ان کو مکمل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کچھ مقدار ذکر کر دیتے ہیں جس سے اس باب کا مقصود واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

۳۹۵..... ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو سعدان بن نصر نے،

ان کو ابو معاویہ ضریر نے ان کو اعمش نے ان کو منہال بن عمرو نے، ان کو زاذان ابو عمر نے ان کو براء بن عازب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں نکلے۔ ہم لوگ قبر تک پہنچے، ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھ گئے (سناٹا چھا گیا) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین پر آپ ہلکے ہلکے سے مار رہے تھے۔ براء فرماتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا اللہ کی پناہ مانگو عذاب قبر سے، بے شک مومن آدمی جب دنیا سے ناطہ توڑنے اور آخرت میں قدم رکھنے میں ہوتا ہے تو آسمان سے اس کی طرف سفید روشن چہروں والے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے (چمکتے ہیں)

سورج کی طرح ہیں، ان کے پاس جنت کی خوشبوؤں میں سے ایک (حنوط) اور خوشبو ہوتی ہے اور جنت کے کفن میں سے ایک کفن ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ (مرنے والے) کے پاس تاحد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (موت کا فرشتہ) آتا ہے۔ وہ آکر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے اے پاکیزہ روح تو باہر آ جا اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا مندی کی طرف جانے کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ پھر اس کی روح بہتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے قطرہ بہتا ہے۔ پس (ملک الموت) اسے لے لیتا ہے۔ جب اسے لیتا ہے تو اسے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اپنے ہاتھ میں نہیں چھوڑتا (بلکہ فوراً اسے) اس کفن میں لپیٹ دیتا ہے اور اسی خوشبو میں بسا دیتا ہے اور اس روح سے کتوری

کی پاکیزہ ترین خوشبو جیسی خوشبو جو روئے زمین پر ہو سکتی ہے وہ بہکتی ہے (اور اس روح کو از پر۔ لے جاتے وقت) جب فرشتوں میں سے کسی فرشتے کے ساتھ گزر ہوتا تو وہ کہتے ہیں یہ کس چیز کی اتنی پاکیزہ خوشبو ہے (لہذا روح کو لے جانے والے فرشتے) کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں

کی روح ہے اور اسے خوبصورت ترین نام سے موسوم کرتے ہیں، جس کے ساتھ وہ دنیا میں موسوم کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور اس روح کے لئے وہ آسمان کھولا جاتا ہے، پھر خوش آمدید کہی جاتی ہے ہر آسمان سے، ایک آسمان سے دوسرے کو قریب کرتے ہوئے، حتیٰ کہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔ پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو عظیمین میں ساتویں آسمان میں لکھ لیں اور اس کو زمین کی طرف لوٹادو۔ بے شک میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا تھا اور اسی میں ان کو لوٹاؤں گا۔ اور دوسری باری میں ان کو اسی سے نکالوں گا۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹادی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بٹھاتے ہیں، پھر وہ کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ دونوں پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ وہ دونوں پوچھتے ہیں یہ وہ آدمی جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا اس کا مقام کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ وہ دونوں پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا (کہ وہ اللہ کا رسول ہے؟) وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی تھی۔ لہذا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لے آیا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر آسمان سے منادی کرنے والا منادی کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کو جنت کا بستر دے دو یا بچھا دو اور جنت کا لباس پہنادو اور اس کے لئے جنت میں دروازہ کھول دو۔ پھر اس کی خوشبو اور خوشبودار ہوا اس کے پاس آتی رہتی ہے اور اس کی حدنگاہ تک اس کی قبر اس کے لئے کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس کے پاس خوبصورت چہرے والا آدمی پاکیزہ خوشبودار آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو اس چیز کے ساتھ خوش ہو جا جو تجھے خوش کر دے گی۔ یہ وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا گیا تھا۔ پھر یہ انسان پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو وہ چہرہ ہے جو خیر لے آتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پھر وہ انسان کہتا ہے اے میرے رب قیامت قائم فرما دے، اے میرے رب قیامت قائم فرما دے، اے میرے رب قیامت قائم فرما دے کہ میں اپنے اہل اور اپنے مال میں لوٹ جاؤں۔ بہر حال بندہ کافر جب دنیا سے کوچ کرنے اور آخرت کی طرف آنے کی حالت میں ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اترتے ہیں اس کی طرف۔ ان کے پاس ناٹ ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی حدنگاہ تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ان کے پاس ملک الموت آتا ہے۔ آکر اس کے سر کے قریب بیٹھتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح اللہ کی ناراضگی اور اللہ کے غضب کی طرف (چلنے کے لئے) باہر آ جا۔ لہذا اس کے جسم میں ٹوٹ پھوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ پھر ملک الموت (اس روح خبیثہ کو) کھینچتا ہے جس کے ساتھ تمام رگ و پٹھے کھینچ جاتے ہیں۔ جیسے خاردار جھاڑی گیلی اون میں سے کھینچی جائے، فرشتے یوں کھینچ کر اسے لے لیتے ہیں۔ لہذا اسے اس بدبودار کفن میں لپیٹتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس روح سے مری ہوئی اور سڑی لاش سے زیادہ بدبو نکلتی ہے جو روئے زمین پر سب سے بری بدبو ہو سکتی ہے۔ تو فرشتوں میں سے جس فرشتے کے پاس سے اسے لے کر گذرتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں یہ کیسی یا کس کی بدبودار خبیث روح ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور دنیا میں جس بدترین نام سے اسے پکارا جاتا تھا اس فبیج ترین نام سے اسے موسوم کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھلوانے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

لَتَفْتَحَ لَهُمُ ابْوَابُ السَّمَاءِ (اعراف ۴۰۔ آخر تک)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی تحریر لکھ دو سب میں سب سے نچلی ساتویں زمین میں اور اس کو زمین کی طرف لوٹادو، بے شک ہم نے ان کو اسی سے پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف ہم ان کو لوٹائیں گے۔ پھر اس سے ہم ان کو ایک اور بار نکالیں گے۔ فرمایا کہ پھر اس کی روح کو پھینک دی جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَانَ مِثْرَ الْخَالِجِ (الحج ۳۱)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ وہ آسمان سے گرے اور اسے پرندے اچک لیں (اور پھاڑ ڈالیں) یا ہوا سے گہرائی میں کہیں پہنچا دے۔

فرمایا اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم کے اندر لوٹا دی جاتی ہے اور دفرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسے بیٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ پھر وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں کہ وہ آدمی کون ہے جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا؟ وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے، میں نہیں جانتا۔ اتنے میں آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کو جہنم کا بستر یعنی آگ لگا دو اور اس کا آگ کا لباس پہنا دو اور جہنم کی طرف اس کے لئے دروازہ کھول دو تا کہ اس کی طرف اس کی تپش اور گرم ہوا آتی رہے اور اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی (دائیں بائیں) پسلیاں باہم مل جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک بد صورت بد بودار آدمی آتا ہے اور وہ کہتا ہے تو خوش ہو جاو اس عذاب کے ساتھ جو تجھے برا لگے گا۔ یہ وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا۔ یہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرا تو چہرہ بھی شریک تھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ چنانچہ اسے دیکھ کر یہ بندہ کہتا ہے اے رب قیامت قائم نہ کر، اے رب قیامت قائم نہ کر۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور ہم نے اس حدیث کے سوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی ہیں اور اس کو عیسیٰ بن مسیب نے عدی بن ثابت سے، براء سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس نے اس میں دفرشتوں کا ذکر کیا ہے اور مومن کے تذکرہ میں فرمایا کہ اسے پھر اس کے لپٹنے کی جگہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں جو کہ اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہیں، ان کے ہونٹ زمین سے لگتے ہیں (اور زمین کو لگاتے ہیں)۔ ان کی آوازیں ایسے جیسے بجلی کڑکتی ہے۔ ان کی آنکھیں جیسے آنکھوں کو اچک لینے والی بجلی، اسے بیٹھاتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اے فلا نے تیرا رب کون ہے؟ پھر پورا ذکر کیا۔

اور کافر کا ذکر کرتے ہوئے کہا اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں جو کہ اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو زمین سے لگاتے ہیں (یعنی ہونٹ زمین تک پہنچتے ہیں) ان کی آوازیں ایسی جیسے بجلی کڑکتی ہے، آنکھیں ایسی جیسے آنکھ کو اچک لینے والی بجلی، اسے بیٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں، اے فلا نے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر قبر کی طرف سے آواز آتی ہے تو نے نہیں جانا پھر اس کو لوہے کے تھوڑے مارتے ہیں۔ اگر اس پر مشرق و مغرب جمع ہو جائیں اسے کم نہ سمجھیں اس ضرب سے اس کی قبر آگ سے روشن ہو جاتی ہے اور شعلے مارنے لگتی ہے اور اس کی قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کی جگہ آ جاتی ہیں۔ دائیں پسلیاں بائیں جانب اور بائیں پسلیاں دائیں جانب۔

۳۹۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صاعانی نے، ان کو ابو النضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو عیسیٰ بن مسیب نے، ان کو عدی بن ثابت نے، مگر اس کا ذکر کم زیادہ ہوتا ہے۔

①..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دفرشتوں کا نام اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

- ۵..... اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ آگاہ کرتا ہوں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔
- ۶..... اور ہم نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنے میں مبتلا ہو گے، فتنہ دجال کے قریب۔
- ۷..... اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار کثیرہ میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے اور قبر کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

- ۸..... اور ہم نے نافع سے، انہوں نے صفیہ زوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قبر کا گھٹنا اور تنگ ہونا ہوتا ہے، اگر اس سے کوئی نجات پاسکتا تو حضرت سعد بن معاذ ضرور نجات پا جاتے۔
- ۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن اسحاق نے، ان کو ہاشم بن قاسم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، ان کو نافع نے، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔
- ۱۰..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک اور حدیث میں روایت کی ہے (کہ عذاب قبر اس لئے ہوا کہ) وہ صاحب قبر کوتاہی کرتا تھا، بعض دفعہ پیشاب سے طہارت کرنے میں۔

نفس اور روح ایک شے ہے

مومن اور کافر کی روح کو قبض کرنے کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان کے سیاق میں اس بات کی دلالت ہے (عرب اہل زبان) روح کو نفس کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ نفس اور روح شے واحد ہے اور الفاظ دو ہیں اور مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات کے لئے جسم شرط نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بکھرے ہوئے یا بعض اجزاء میں حیات کا اعادہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے اور بکھرے ہوئے اجزاء میں سے ان بعض اجزاء کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے، جن کو چاہے اور جس وقت چاہے۔ ہمارے ذمے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور تسلیم کرنا ہے ہر اس بات کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے، حتیٰ کہ داڑھی تر ہو جاتی

۳۹۷..... ہمیں خبر دی ابو نصر قنادہ نے، ان کو ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن سعد حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بوشنی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو علی بن عبد اللہ مدینی نے، ابن کو ہشام بن یوسف نے، ان کو عبد اللہ بن بکیر القاص نے، ان کو ہانی مولیٰ عثمان نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر رک جاتے تو رو پڑتے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا ذکر کر کے اتنا نہیں روتے مگر قبر کے ذکر سے روتے ہیں، کیوں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں سے نجات ہوگئی تو اس کا مابعد زیادہ آسان ہوگا اور قبر سے نجات نہ ہوئی تو اس کا مابعد اس سے زیادہ سخت ہوگا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں نے جو بھی منظر دیکھا ہو، قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا منظر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا

۳۹۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن حسن غصاری نے اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، دونوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر احمد بن سلمان بن حسن نجاد نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو شعبہ بن عون بن ابی جریفہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت براء بن عازب نے، ان کو حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے اس وقت نکلے جب سورج غروب ہو چکا تھا (اور آوازیں سنائی دیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں اور وہ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔

بخاری اور مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کئی طریقوں سے شعبہ بن جراح سے۔

سورۃ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ودیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا

۳۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو حکام نے، ان کو عمرو بن ابوقیس نے، ان کو جراح بن ارطاة نے منہال بن عمرو سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں ہمیشہ شک میں رہے تھے، یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی:

الھکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر (الکافراۃ ۲)

مال کی کثرت کی طلب نے تمہیں غافل کئے رکھا، یہاں تک کہ تم قبروں سے جا ملے۔

حسن بن عبد الاول نے حکام بن سلیم سے اس کا تابع بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دوبار اعلان

۴۰۰:..... ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو منصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجده نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے، ان کو یعلیٰ بن عطانے، ان کو میمون بن میسرہ نے، اس نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ صبح وشام دو مرتبہ پچھتے تھے اور اعلان کرتے تھے صبح جب روتے تو یہ کہتے کہ رات جا چکی ہے اور دن آچکا ہے اور آل فرعون جہنم پر پیش کر دیئے گئے ہیں جو بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنتا

(۳۹۸)..... أخرجه المصنف في إثبات عذاب القبر (۹۸) عن أبي عبد الله الحافظ وأبوزكريا بن أبي إسحاق وأبو عبد الله محمد بن أبي طاهر

الدقاق كلهم عن أبي بكر أحمد بن سلمان النجاد وباقي الإسناد سواء. والحديث في البخاري برقم (۱۳۷۵) فتح) ومسلم برقم ۲۸۶۹

(۳۹۹)..... أخرجه الترمذی (۳۳۵۵) عن أبي كريب عن حكاهم بن سلم. به وقال الترمذی: قال أبو كريب عن حكاهم بن سلم. به. وقال

الترمذی: قال أبو كريب مرة عن عمرو بن أبي قيس: هو رازی وعمرو بن قيس الملائی كوفي عن أبي لیلی عن المنهال بن عمرو وقال

الترمذی: هذا حديث غريب

تنبيه: في الترمذی المطبوعة (اسلم) بدلاً من (سلم) وهو خطأ

والحديث أخرجه ابن أبي حاتم كما في ابن كثير (۴۹۳/۸) من طريق محمد بن سعيد الأصبهانی عن حكاهم بن سلم الرازی. به.

والحديث في إثبات عذاب القبر للمصنف برقم (۲۴۷)

(۴۰۰)..... الحديث بنفس الإسناد في إثبات عذاب القبر (۶۲) تنبيه في إثبات عذاب القبر (ميمون بن ميسرة) بدلاً من (ميمون بن

أبي ميسرة)

جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔ اور جب وقت شام ہوتی تو پھر اعلان کرتے، دن جا چکا ہے اور رات آگئی ہے۔ آل فرعون جہنم پر پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اب جو بھی ان کی آواز سنتا وہ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

۴۰۱..... ہمیں خبر دی ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب نے اپنی اصل کتاب سے ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو عبدان بن محمد بن عیسیٰ مروزی نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو منصور بن عمار نے ان کو هقل بن زیاد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو بلال بن سعد نے، انہوں نے فرمایا کہ قبر روزانہ آواز دیتی اور پکارتی ہے، میں مسافرت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکڑوں کا گھر ہوں، میں وحشت و تنہائی کا گھر ہوں، میں آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوں۔ یا میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوں اور فرمایا کہ جہنم کو قیامت میں آواز دی جائے گی: اے آگ بھون دے۔ اے آگ جلا دے۔ اے آگ کھا جا، مگر قتل نہ کر۔

اور فرمایا کہ مومن جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے نیچے سے زمین اس سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے: اللہ کی قسم میں اس وقت تجھ سے محبت کرتی تھی جب تو میری پشت پر رہتا تھا۔ پس کیا حال ہوگا تیرا جبکہ آج میرے پیٹ میں آچکا ہے۔ پس آج جب میں تیری مالک بنی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اسی لمحے وہ اس کے لئے اس کی حد نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے۔

اور جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اسے کہتی ہے: اللہ کی قسم جب تو میری پشت پر رہتا تھا تو اس وقت مجھے مبغوض تھا، مجھے بہت برا لگتا تھا۔ حالانکہ تو میری پشت پر چلتا تھا۔ اب جبکہ میں تیری مالک بنادی گئی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اسی لمحے اسے وہ گھٹتی ہے اور دباتی ہے جس سے اس کی دائیں پسلیاں بائیں طرف ہو جاتی ہیں اور بائیں پسلیاں دائیں طرف آ جاتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو عذاب قبر سے بچائے۔ (مترجم)

موت کے وقت ملک الموت مؤمن کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں

۴۰۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو لطیف محمد بن احمد کراہیسی نے، ان کو ابو یحییٰ بزار نے ان کو محمد بن عبد الرحمن نے، ان کو عبد الصمد بن حسان نے، ان کو سفیان نے، انکو یزید بن ابوزیاد نے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے، انہوں نے فرمایا کہ جب مومن کی زندگی خراج ہو جاتی ہے اور پوری ہو جاتی ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور کہتا ہے تجھ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی، بے شک اللہ تعالیٰ تجھ پر سلامتی بھیجتا ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر قرظی نے اس آیت کو پڑھا:

الذین تتوفاهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون (النحل ۳۲)

جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ حسین و پاکیزہ ہیں۔ کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہو تم پر،

جاؤ تم بہشت میں یہ بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت مومن کو ملک الموت سلام کہتا ہے

۴۰۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابو یحییٰ خفاف نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا مہر جان عابد سے،

کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟

تحتہم یرم یلقونہ سلام (الاحزاب ۴۴)

وعلان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے۔

ہم نے حدیث نقل کی ہے محمد بن مالک سے، انہوں نے براء بن عازب سے سے فرمایا کہ جس دن ملک الموت سے ملیں گے، جس مومن کی روح کو وہ قبض کرتا ہے اس پر سلام کہتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کے بارے میں اور بھی روایات ہیں اور وہ کتاب الرؤیت میں مذکور ہیں۔

ایمان کا دسواں شعبہ ”اللہ کی محبت“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)..... وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (البقرہ ۱۶۵)
کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا کئی کئی شریک بناتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اللہ کے ساتھ محبت جیسی اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ بہت سخت محبت کرتے اللہ کے ساتھ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ساتھ محبت کرنا ایمان میں سے ہے۔ اس لئے کہ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔ کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید ترین محبت کرتے ہیں، یہ فقرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اللہ سے محبت کرنے پر تحریک دیتا ہے اور اللہ کی محبت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۲)..... قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران ۳۱)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری اتباع کرو (میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ)
اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا، اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے اسباب و موجبات میں سے ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ایمان ہے، تو پھر یہ ضروری ہے کہ اللہ کی محبت جو اتباع رسول کو تقاضا کرتی ہے وہ عین ایمان ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں:

(۳)..... قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبہ ۲۴)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے اگر تمہارے ماں باپ، تمہارے بھائی برادر، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے مال جنہیں تم نے کمایا ہے، اور تمہاری تجارت، جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں بہت محبوب اور پیارے ہیں اللہ سے بھی اور اس کے رسول سے بھی اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی تو پھر تم منتظر رہو اس وقت کے جب اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے گا۔ اور اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو رہنمائی نہیں فرماتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ کی محبت۔ اور اللہ کے رسول کی محبت اور جہاد فی سبیل اللہ فرض ہیں۔ اور یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسری شئی مومنوں کے نزدیک اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

۴۰۴..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے انکوابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن ولید بن فرید بیرونی نے ان کو ان کے باب نے انہوں نے سنا و از اعی سے ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن کثیر نے ان کو ہلال بن ابومیمونہ نے ان کو عطاء بن یسار نے ان کو رفاعہ بن عرابہ جھنی نے،

انہوں نے کہا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے نکلے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے آپ ان کو اجازت دینے لگے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا حال ہے کہ تم لوگوں کو درخت کا وہ حصہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قریب ہے وہ تمہیں دوسری طرف کے مقابلے میں زیادہ ناپسند ہے۔ حضرت رفاعہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد دیکھا کہ حاضرین میں سے ہر شخص رو رہا تھا، رفاعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کہنے لگے وہ شخص جو آپ سے اجازت مانگتا ہے، میرے دل کی بات ہے، اس کے بعد بھی تو وہ کم عقل ہے۔ رفاعہ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد کی اور ثنا کی پھر فرمایا۔ میں اللہ کے نزدیک شہادت دیتا ہوں۔ جب کہ آپ کی عادت یہ تھی کہ جب حلف اور قسم کے ساتھ بات کرتے تو یوں فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، (مگر اس دفعہ اسلوب بدل دیا) (اس کے بعد فرمایا) کہ تم میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ پھر درست چلتا رہے، اس کو جنت میں لے جایا جائے گا، میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کو جنت میں اس طرح داخل کرے گا کہ ان پر کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا اور کوئی عذاب نہیں ہوگا اور میں البتہ امید کرتا ہوں کہ تم جنت میں داخلے سے پہلے پہلے تمہارا جنت میں ٹھکانہ متعین ہو جائے گا تمہارا اور ان کا بھی جو نیک ہیں تمہاری بیوی اور بچوں میں سے۔ اور حدیث ذکر فرمائی۔

۴۰۵..... ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابوطاہر غزیری نے ان کو خبر دی ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحاق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن بشار عیدی نے ان کو عبد الوہاب نے ان کو ایوب نے ان کو ابوقلابہ نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں وہ آجائیں وہ ان کے ذریعے ایمان کی حلاوت اور مٹھاس پالیتا ہے۔

①..... یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اللہ کا رسول اپنے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب اور پیارے ہوں۔

②..... یہ کہ کسی انسان سے محبت کرے تو وہ صرف اور صرف اللہ واسطے کرے۔

③..... یہ کہ (مسلمان ہونے کے بعد) وہ کفر کی طرف واپس لوٹ جانے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے لئے آگ جلائی جائے اور پھر اسے اس میں جھونک دیا جائے۔

حدیث کے الفاظ محمد بن بشار کی روایت کے ہیں بخاری نے اسکو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن ثنیٰ سے اس نے عبد الوہاب ثقفی سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے محمد بن بشار وغیرہ سے۔

گذشتہ دو حدیثوں پر امام بیہقیؒ کا تبصرہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ واضح فرمایا ہے، کہ حب الہی اور حب رسول ایمان میں سے ہے۔ اور اس سے قبل والی حدیث میں واضح فرمایا کہ آپ کی اتباع کو ترک کرنا عدم محبت آپ کی اتباع اور آپ کی موافقت پر بھی واجب ہے۔

۴۰۶..... ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے کہ اس نے سنا عبد الرحمن بن احمد سے کہتے تھے کہ انہوں نے سنا ابو عبد اللہ بن حنیف سے کہتے تھے کہ حسن بصری داخل ہوئے ابو عباس بن سرتج پر تو ابن سرتج نے ان سے کہا آپ کتاب اللہ کی نص اور تصریح میں کہاں یہ پاتے ہیں کہ اللہ کی محبت فرض ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا لیکن قاضی کہتے ہیں ابن سرتج نے ان سے کہا کہ وہ آیت وہ نص یہ ہے:

(۴۰۴)..... أخرجه الطبرانی في الكبير (۳۳/۵) وأحمد (۱۶/۴) وابن حبان (۹ موارد) وأبو نعيم في الحلية (۲۸۶/۶) وقال الهيثمي في

المجمع (۴۰۸/۱۰) رواه الطبرانی والبخاری بأسانيد رجال بعضها عند الطبرانی والبخاری رجال الصحيح.

(۴۰۵)..... أخرجه البخاری (۱۰/۱) عن محمد بن المنثري. به وأخرجه مسلم (۶۶/۱) عن محمد بن بشار وإسحاق بن إبراهيم ومحمد بن

يحيى بن أبي عمر كلهم عن الثقفی عبد الوہاب. به

قل ان كان ابناءكم وابناءكم واولادكم وعشيرتكم واموال اقترفتموها وتجارة نخشون

كسادها ومساكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا. (التوبة: ۲۴)

اس میں محبت نہ کرنے پر وعید ہے دھمکی ہے اور دھمکی صرف فرض کو ترک کرنے سے ہوتی ہے۔

۴۰۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان خیاط نے ان کو احمد بن ابوالجاری نے

انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا حضرت سفیان بن عیینہ سے وہ فرماتے تھے۔

والله لا تبلغوا ذروة هذا امر حتى لا يكون شيئي احب اليكم من الله عز وجل ومن احب القرآن

فقد احب الله عز وجل.

اللہ کی قسم تم لوگ دین کی یا محبت الہی کی بلندی اور چوٹی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے اس وقت تک جب تک کہ تمہارے نزدیک کوئی چیز

بھی اللہ سے زیادہ پیاری نہ رہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت سب شے سے زیادہ ہو۔ اور جو شخص قرآن سے محبت کرتا وہ تحقیق اللہ سے محبت

کرتا ہے) (یا جس نے قرآن سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔)

اللہ کی محبت کے مفہوم و معانی

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”اللہ کی محبت“ نام ہے بہت سے مفہوم اور معانی کا۔

اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ پر اعتبار مجود اور قابل تعریف ہے، اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات میں وہ اس کی مدح و تعریف ہیں۔

دوسرا مفہوم و معنی:

یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محسن ہے، نعمتیں عطا کرنے والا ہے اور ان پر فضل و عنایات کرنے والا ہے۔

تیسرا مفہوم و معنی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والا ہر احسان اس بات سے بہت بڑا ہے اور عظیم ہے کہ بندے کا کوئی قول یا کوئی عمل اس کا شکر

ادا کر سکے اگرچہ وہ قول یا عمل کتنے ہی اچھے ہوں اور کتنے ہی زیادہ ہوں۔

چوتھا مفہوم و معنی:

یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کمتر نہ سمجھے نہ قلیل سمجھے اور اس کے احکامات کو بہت اور پورا سمجھے کم نہ سمجھے۔

پانچواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ عام اوقات اور زیادہ تر اوقات میں اس بات سے ڈرتا رہے اور خوف رکھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس سے اعراض نہ کر لے منہ نہ پھیر لے

اور کہیں اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ معرفت نہ چھین لے جو اسے عطا کر کے اس کو عزت دی تھی اور کہیں اس سے اپنی وہ وحید نہ چھین لے جس کے

ساتھ اس کو آراستہ و مزین کیا تھا۔

چھٹا مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اپنی امیدیں اور آرزوئیں اللہ تعالیٰ سے باندھ کے اور وابستہ کر کے رکھے تمام حالات میں سے کسی بھی حال میں یہ خیال بھی نہ کرے

کہ یہ اس سے مستغنی ہے۔

ساتواں مفہوم ومعنی:

یہ ہے کہ مذکورہ تمام معانی کا اس کے دل میں پکا ہونا اور جگہ پکڑنا اسے اس بات پر اکسائے کہ یہ اللہ کے ذکر پر مداومت اور پیشگی کرے ایسی احسن طریقہ پر جو اس کی قدرت میں اور اسکے بس میں ہو سکے۔

آٹھواں مفہوم ومعنی:

یہ ہے کہ اللہ کے فرائض کو ادا کرنے میں حرص کرے اور حسب استطاعت نقلی عبادات و خیرات کے ذریعے اللہ قرب حاصل کرنے کے لئے بھی حرص کرے۔

نواں مفہوم ومعنی:

یہ ہے کہ دوسرے بندے سے (اپنے ہوا) اللہ کی تعریف سنے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب سمجھے۔ اور اللہ کی راہ میں خفیہ اور ظاہر جہاد و مجاہدہ کرے ان چیزوں سے جو غافل کرنے والی ہیں اللہ سے محبت کرے اس شخص بھی جو اللہ سے محبت کرتا ہے۔

دسواں مفہوم ومعنی:

یہ ہے کہ اگر کسی سے بھی اللہ کا ذکر (تذکرہ) سنے تو اس کی اعانت و امداد کرے اس کی، ان امور کے خلاف جو اس کی راہ میں خلل اور رکاوٹ بنیں یا محسوس کرے اور سمجھے اس سے بھٹکنا اور مگرا ہونا اس کی راہ سے خفیہ یا ظاہر تو جدا ہو جائے اس سے اور دور ہو جائے اس سے جب یہ مذکورہ معانی اور مقاصد کسی ایک دل میں جمع ہو جائیں۔ تو ان امور کا اکھٹا ہونا وہ چند سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جس کو اللہ کی معیت کا نام دیا جاتا ہے۔ (پھر اگر کوئی سوال کرے کہ یہ دس محبت کے مفہوم قرآن حدیث میں کہاں مذکور ہیں تو جواب یہ ہے کہ) اگرچہ یہ امور اور یہ معانی کسی ایک مقام پر تو مذکور نہیں ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرق طور پر ضرور آئے ہیں۔ اور نبی کریم کے سو (باقی اہل علم سے کثرت سے مذکورہ ہیں۔)

۴۰۸:..... ہمیں خبر دی ابو محمد جعفر بن محمد بن حسن ابھری صوفی نے ہمدان میں ان کو ابو الحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن بن شاذان صوفی نے ان کو احمد بن حسن بن عبد الجبار نے ان کو یحییٰ بن معین نے ان کو ہشام بن یوسف نے ان کو عبد اللہ بن سلیمان نوفلی نے ان کو محمد بن علی یعنی ابن عبد اللہ بن عباس نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ تم اللہ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں کا (رزق دیتا ہے) اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے لئے اور میرے گھر والوں سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ تمام نعمتوں کے لئے عام ہو اور اس حدیث میں مذکور لفظ غذا ہیئت طعام اور پہننے کی چیز کا نام ہو اور یہی مراد ہو۔ اور ان کے علاوہ توفیق عطا ہونا، ہدایت ملنا۔ اور اس معرفت کے اسباب میسر ہونا اور عقل و حواس کا صحیح و سالم

ہونا یہ سب چیزیں مجاز لفظ غذا سے مراد ہوں۔ یا یہ تمام مذکورہ چیزیں اور امور لفظ اور غذا کے نام سے یہی مراد ہوں۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث آئی ہے کہ تین باتیں جس انسان میں آجائیں وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا اور بعض روایات میں حلاوت کی جگہ طعم والا ایمان آیا ہے یعنی ایمان کا ذائقہ اور مزہ پالیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ذائقہ اور مزہ غذاؤں کا ہوتا ہے یا ان چیزوں کا جو غذاؤں کا قائم مقام ہوتی ہیں۔ جب یہ جائز ہے کہ ایمان کی وصف طعم اور ذائقہ کے ساتھ لائی جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ ایمان کو غذا کے نام کے ساتھ موسوم کیا جائے (جب ایمان غذا قرار پا جائے تو پھر) یہ ایمان اللہ تعالیٰ کی دیگر ان تمام نعمتوں میں داخل ہو جائے گا جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔

۴۰۹..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن کبیر نے ان کو لیث نے ان کو ابن عجلان نے ان کو واقد بن سلامہ نے یزید رقاشی سے انہوں نے حضرت انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں خبر نہ دوں ان لوگوں کے بارے میں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں مگر قیامت کے دن انبیاء اور اور شہداء ان پر رشک کریں گے ان کی منازل کو دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مراتب کو دیکھ کر وہ نور کے مبروں پر براجمان ہوں گے صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا جو اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتے ہیں اللہ تک اور اللہ کو محبوب رکھتے ہیں اس کے بندوں تک اور وہ زمین پر چلتے تو محض خیر خواہ ہی ہوتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کی کہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں اس کے بندوں تک تو سمجھ آتا ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ بندوں کو محبوب رکھتے اللہ تک، وہ کیسے؟ آپ نے جواب دیا وہ اس طرح ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی محبت کی تلقین کرتے ہیں۔ اور انہیں روکتے ہیں یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے جب لوگ اس کی بات مان لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو محبوب بنا لیتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ کی محبت کی علامت اللہ کے ذکر سے محبت ہے، اور اللہ سے بغض کی علامت اللہ کے ذکر سے بغض ہے۔

۴۱۰..... ہمیں اس کی خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابو بکر عمر بن جعفر معلیٰ نرسی نے ان کو معلیٰ بن مہدی نے ان کو یوسف بن میمون نے ان کو انس بن مالک نے وہ فرماتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے کہ: اللہ سے محبت کی نشانی اللہ کے ذکر سے محبت کرنا ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اللہ کے ذکر سے بغض رکھنا ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ دوسرے طریق سے روایت کیا گیا ہے زیاد بن میمون سے جب کہ زیاد منکر ہے (غیر معروف ہے) اور ایک دوسرے ضعیف طریقہ سے حضرت انس بن مالک سے بھی مروی ہے (واللہ اعلم) اور ہم نے اسی کی مثل سلف صالحین سے (روایت کیا ہے)

۴۱۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو عبد اللہ بن جعفر بن دستویہ نحوی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے ان کو عبد اللہ بن عثمان نے ان کو عبد اللہ بن مبارک نے ان کو ابو بکر بن مریم نے ان کو خالد بن محمد ثقفی نے ان کو بلال بن ابودرداء نے ان کو ابودرداء نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تیرا کسی شے سے محبت کرنا اندھا کر دیتا ہے اور بہرا کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔)

امام بیہقی نے فرمایا کہ یہ روایت موقوف ہے۔

(۴۰۹)..... أخرجه أبو سعيد النقاش في معجمه وابن النجار والمصنف عن أنس (كنز العمال ۵۵۶۵)

(۴۱۰)..... أخرجه المصنف فقط كما في الكنز (۱۷۷۶)

(۴۱۱)..... أخرجه أبو داود (۵۱۳۰) وأحمد (۵/۱۹۳/۲۰۵۰) من طريق أبي بكر بن أبي مریم. به.

۴۱۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حسن بن کرم نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو حریز بن عثمان نے ان کو بلال بن ابودرداء نے اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ جبک الشیئی یعمی ویصم۔ تیرا کسی شے سے محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت کسی بھی شے کی ہو اندھا کر دیتی ہے۔)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس روایت کو سعید بن ایوب نے محمد بن مسلم دمشق سے انہوں نے بلال بن ابودرداء سے انہوں نے اپنے والد موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ تاریخ بخاری میں ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ان روایات سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ ان مصائب کو جن کا اللہ تعالیٰ اس پر فیصلہ فرماتا ان کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے خلاف برائی نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وظیفے کو بوجھ سمجھتا ہے اور نہ ہی ان تکالیف کو بوجھ سمجھتا ہے جو اس پر فرض ہیں جیسے وہ انسان جو انسان کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ محبوب سے کچھ نہیں دیکھتا مگر جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے یعنی اس کو محبوب کی ہر بات اور ہر ادا محبوب لگتی ہے اور اس کی پسند میں اضافہ کرتی ہے اور محبوب کے بارے میں خبر دینے والوں کو سچا نہیں مانتا مگر صرف اسی بات میں جس میں اس کی محبت میں غلو ہو یا جو بات اس کی محبت میں اسے مجبور کر دے۔

۴۱۳: ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو علی حسین بن صفوان نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابوالدینا نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو ہشام بن عبید اللہ نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو عبد الحمید بن عبد اللہ بن ابراہیم قریشی نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ جب عباس بن عبد المطلب پر موت آئی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبد اللہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے محبت کرنا اور اللہ کی اطاعت سے محبت کرنا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرنا جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تم موت کو ناپسند نہیں کرو گے جب بھی آجائے اور میں تیری وصیت اللہ کو کرتا ہوں (یعنی تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں) اے بیٹے، اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا لا الہ الا اللہ، اسکے بعد اسکی نظر اوپر کو اٹھ گئی اور فوت ہو گئے۔

۴۱۴: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو خضر بن ابان نے ان کو سیار نے ان کو جعفر نے ان کو مالک بن دینار نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنی دعا میں یہ کہتے تھے۔

اللهم اجعل جبک احب الی من سمعی وبصری ومن الماء البارد.

اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے لئے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب بنادے اور ٹھنڈے پانی سے بھی۔

۴۱۵: مذکورہ اسناد کے ساتھ جعفر نے فرمایا کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف وحی بھیجی کہ میں تمہارا قول قبول نہیں کروں گا لیکن میں تمہاری فکر اور تمہاری سوچ کو قبول کروں گا جس شخص کی سوچ اور فکر جس کا فکر و غم میری محبت کے دائرے میں گھومے گا اس کا چہرہ رہنا بھی میرے نزدیک تسبیح و تہلیل اور توحید و عزت شمار ہوگا۔

۴۱۶: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو خبر دی حسن بن رشیق نے بطور اجازت کے ان کو حدیث ثبائی علی بن یعقوب بن سوید وراق نے ان کو محمد بن ابراہیم بغدادی نے ان کو محمد بن سعید خوارزمی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا (جب کہ) ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ آپ اسی چیز کو محبوب رکھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اور آپ اس چیز کو برا سمجھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، اور ہر خیر و نیکی محض اللہ کے واسطے کریں، اور ہر وہ کام

چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور اللہ کے دین کے بارے میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں اس کے ساتھ ساتھ مؤمنوں پر شفقت کریں۔ او، کافروں کے معاملے میں سختی کریں اور دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے رہیں۔

۴۱۷..... ہمیں حدیث بیان کی ابو سعید عبدالمالک بن ابوعثمان زہد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن حسین فقیہ نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ سنا معروف سے میرے چچا بسطامی کے ساتھ وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے ابو یزید سے پوچھا گیا تھا کہ اس بات کی کیا علامت ہے کہ فلاں شخص اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، کبھی رکوع میں تو کبھی سجدے میں جب اس سے تھکتا ہے تو زبان سے اللہ کا ذکر اور حمد ثنا کرتے ہوئے آرام کرتا ہے۔ اگر اس سے بھی تھک جاتا ہے تو پھر دل ہی دل میں ذکر کرنے اور غور و فکر کرنے میں آرام و استراحت پاتا ہے اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اسے سخاوت عطا کرتا ہے سمندر و دریا کی سخاوت کی طرح۔ اور اسے شفقت عطا کرتا ہے سورج کی شفقت جیسی اور اسے عجز و تواضع عطا کرتا ہے زمین کی عاجزی جیسی۔

بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا

۴۱۸..... ہمیں خبر دی ہے سعید بن محمد شعبی نے اس نے کہا میں نے سنا تھا علی بن حسن بن ثنی صوفی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا حسن بن علویہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ بن معاذ رازی سے وہ فرماتے تھے کہ محبت صحیح نہیں ہوتی مگر محبوب کی جانب جو شخص محبوب کو پسند کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے وہ اس جیسا نہیں ہو سکتا جس کو محبوب پسند کرے اور اس سے محبت کرے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے سخت کوشش کرنے والے کو اللہ محبوب بنا لیتا ہے

۴۱۹..... ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو ابو جعفر محمد بن احمد بن سعید رازی نے ان کو ابو الفضل عباس بن حمزہ نے ان کو احمد بن ابوالحواری نے انہوں نے فرمایا اللہ کی محبت کی علامت اللہ کی اطاعت سے محبت ہونا ہے اور کہا گیا ہے اللہ کی محبت کی علامت اللہ کے ذکر سے محبت کرنا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو محبوب رکھتا ہے تو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے اور بندہ اللہ کو محبوب رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا حتیٰ کہ بندے کو (محبوب بنانے کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ یہ سمجھ لیتے ہیں اس کا بندہ اس کی رضا جوئی کے لئے سخت جدوجہد کرتا ہے۔

یہ محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں۔

۴۲۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ بن شاذان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن علی مریدی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ یہ بات محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں پھر اس سے محبت نہ کریں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ آپ اللہ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ آپ اس کا ذکر تو کریں مگر آپ اس کے ذکر میں ذائقہ اور لذت نہ پائیں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ اس کے ذکر کی لذت کو تو پا لے مگر وہ تجھے دنیا کے دیگر کاموں سے ذکر تجھے مصروف نہ کر دے (یعنی ذکر کی لذت آپ نے پالی تو آپ ذکر کے سوا سارے مشاغل ترک کریں گے۔)

ذوالنون مصری کا قول

۴۲۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبد الرحمن بن حسن حداد سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حسن بن محمد بن اسحاق سے کہتے تھے کہ میں نے سنا سعید بن عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ فرماتے تھے کہ۔
اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت میں سے ہے کہ انسان ہر اس شئی کو ترک کر دے جو اس کو اللہ سے مصروف کرے اور روکے یہاں تک کہ اس کی ساری مصروفیت اور ساری مشغولیت صرف اللہ وحدہ کے ساتھ ہو جائے۔

محبت کی حقیقت یہ ہے آپ اللہ کے سوا کھ نہ دیکھیں

۴۲۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن نے ان کو عبد الواحد بن بکر و ثانی نے ان کو احمد بن علی برذعی نے انہوں نے سنا طاہر بن اسماعیل رازی سے انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے وہ کہتے ہیں کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے محبوب کے سوا کسی شئی کو نہ دیکھیں اور اس کے ماسوا نہ اپنا مددگار سمجھیں نہ معین سمجھیں اور مخلوق کی طرف دیکھ کر (اس محبوب حقیقی اللہ) سے اپنے آپ کو مستغنی نہ سمجھیں۔

جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ اسے غیر کے حوالے نہیں کرے گا

۴۲۳..... ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے انہوں نے سنا ابو القاسم عمر بن احمد بن محمد بغدادی سے شیراز میں کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو الحسن علی بن محمد واعظ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ:
هل جزاء الا حسان الا الا حسان (الرحمن ۶۰)
نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہو سکتا ہے۔

(جب یہ حقیقت ہے تو پھر بتائیے) کہ جو شخص اپنی ذات سے بھی تعلق منقطع کر لے کیا اس کا بدلہ اس کے رب کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے؟
جو شخص ہمارے اوپر صبر کر لے اس کی جزا ہمارا وصل ہے۔ اور جو شخص ہم سے واصل ہو جائے کیا اس کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ ہمارے اوپر کسی اور کو ترجیح دے۔ کیا دنیا میں مشقت اور تکلیف اٹھانے کی جزا آخرت میں راحت کے سوا اور ہو سکتی ہے؟
جو شخص مصائب اور آزمائشوں پر صبر کرتا رہا کیا اس کی جزا مولیٰ کے تقرب کے علاوہ کوئی اور ہو سکتی ہے؟ وہ شخص جس نے اپنا دل ہمارے حوالے کر دیا تھا کیا اسے ہم اپنے سوا کسی غیر کے حوالے کر سکتے ہیں؟ وہ شخص جو مخلوق سے دور ہو گیا اس کی جزا التقرب الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔
۴۲۴..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے انہوں نے سنا ابو بکر رازی سے انہوں نے یوسف بن حسین سے کہتے ہیں کہ ذوالنون مصری سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا:

هل جزاء الا حسان الا الا حسان (الرحمن ۶۰)
نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں۔

کا مطلب ہے کہ میں نے جس جس پر احسان کیا ہے اس کی جزا اور بدلہ یہی ہے کہ میں اپنے احسان کی حفاظت کروں جو کوئی کسی سے احسان کرے گا وہ احسان کے بدلے میں احسان ہو گا یا یہ مطلب ہے کہ جس پر تو احسان کرے تمہیں چاہئے کہ وہ اپنے اوپر میرے احسان کو بھی یاد کر لو اس طرح نیکی اور احسان کا بدلہ نیکی اور احسان ہو گا۔

۴۲۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو علی بن محمد تیبی نے مقام مرو میں ان کو محمد بن عبد اللہ جوہری نے ان کو فیض بن اسحاق نے ان کو

عبداللہ بن ابوعیسیٰ نے کہتے ہیں اہل بصرہ میں سے ایک آدمی تھا ضیغم کہلاتا تھا کھڑے کھڑے عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ بیٹھ گیا (یعنی قیام کے قابل نہ رہا) پھر بیٹھ کر عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ لیٹ گیا (یعنی بیٹھنے کا قابل جب نہ رہا) پھر لیٹے لیٹے عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ خوب رویا (یا جب سخت مشقتوں میں پڑ گیا اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا تو) لیٹنا بھی مشکل ہو گیا تو کہا کہ مجھے اٹھا کر بیٹھاؤ (بیٹھ کر) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور کہنے لگا:

سبحانک عجباً للخلیفة کیف انست باحد سواک

مخلوق پر حیران ہوں کہ تیرے سوا کسی ایک کے ساتھ کیسے انس و محبت کرتی ہے۔

۴۲۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اہلق نے ان کو ابو عثمان حناط نے ان کو احمد بن ابی حواری نے انہوں نے سنا ابو جزیہ وہب بن ابی حافظ لیثی سے انہوں نے کہا کہ راہبوں میں سے ایک راہب نے کہا تھا کہ جب اللہ کی محبت دل میں جگہ بنا لیتی ہے تو انسان اہل و عیال و اولاد کو بھول جاتا ہے۔

اور حافظ لیثی کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی احمد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام خلد کے گرجے میں ایک راہب سے سنا وہ حسن بن شاذب سے کہہ رہے تھے۔ کہ اللہ سے محبت کرنے والا محبت کرنے والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس سے محبت کرے پوری پوری چنانچہ حسن بن شاذب کی چیخ نکل گئی۔

حافظ لیثی کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی احمد نے انہوں نے کہا میں نے سنا مضاء بن عیسیٰ سے کہتے تھے۔ کہ اللہ کی محبت تیرے دل میں اللہ کے لئے عمل کو خود الہام کرے گی بغیر دلیل کے، تجھے اس کی طرف مجبور کرنے لگی۔

۴۲۷:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن سماک نے ان کو جعفر بن محمد رازی نے ابویحییٰ نے ان کو محمد بن عبدالعزیز بن غروان مروزی نے یعنی ابن رزمہ نے ان کو ابراہیم بن محمد بن اسماعیل کوئی نے حبیب بن ابو العالیہ سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمن ۶۰)

مطلب ہے کہ جس پر میں نے تو حید کا انعام کیا اس کی جزا جنت ہی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے؟ ہیں اس روایت کے ساتھ ابراہیم بن محمد کوئی اکیلا ہے اس میں وہ مفرد بھی ہے اور وہ منکر بھی ہے۔

۴۲۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو انضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے ان کو فضل بن عبداللہ یسکری نے انہوں نے سنا فیض بن اہلق سے کہتے ہیں انہوں نے کہا فضیل بن عیاض نے فلسفیوں میں سے ایک فلسفی نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں فقط جنت کی لالچ میں اپنے رب کی عبادت کروں تو میری مثال اس برے مزدور کی سی ہو جائے کہ جس کو کچھ دیا جائے تو کام کرے نہ ملے تو کام بھی نہ کرے لیکن اس کی محبت مجھ سے وہ نکلوا سکتی ہے جو اور کوئی چیز نہیں نکلوا سکتی۔

۴۲۹:..... ہمیں حدیث بیان کی ابو سعید احمد بن محمد مالینی نے ان کو ابو الفضل عبداللہ بن عبدالرحمن زہری نے ان کو ابو عمر دیقی نے ان کو محمد بن احمد بن مہدی نے کہتے ہیں کہ میں نے علی بن موفی سے سنا جسے میں پورا پورا محفوظ نہیں کر سکا کہتے تھے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے کرتا ہوں تو تو مجھے جہنم میں عذاب دیجو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ تیری عبادت تیری جنت کے ساتھ میری محبت اور اس کے شوق کے لئے ہے تو تو مجھے جنت سے محروم کر دیجو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ میں تیری عبادت میری طرف سے تیری محبت اور تیرے وجہ کریم کی زیارت اور دیدار کے شوق میں ہے تو اسے ایک بار میرے لئے جائز اور ممکن بنا دینا اس کے بعد جو تو چاہے سو کرنا۔

۴۳۰: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ قریشی نے مقام ساوہ میں ان کو ابو العباس بن مسروق زاہد نے ان کو محمد بن معاذ نے ان کو حکیم بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ضیغم بن حلاب نے کہا تھا کہ۔ بیشک اللہ کی محبت نے اللہ والوں کے دلوں کو دنیا کی لذتوں سے مصروف مشغول اور بے خبر کر دیا ہے لہذا ان کے لئے دنیا میں اللہ کی محبت کے ساتھ کسی شے کی کوئی لذت نہیں ہے اور آخرت میں ثواب کے برعکس ان کے نزدیک وجد کریم کے دیدار یعنی اللہ تعالیٰ کے چہرے اور اوقدس کی طرف نظر کرنے کی آرزو کے علاوہ کوئی آرزو نہیں ہے۔

۴۳۱: ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو عمر محمد بن محمد خاد زاہد نے انہوں نے عبد الرحمن بن عبد ربہ سے کہتے تھے کہ ذوالنون مصری نے کہا تھا جس کو اللہ کی عبادت نے قتل کیا اس کا خون بہا اس کی جنت ہے اور جس کو اس کی محبت نے قتل کیا اس کا فدیہ اور بدلہ اس کی طرف دیکھتا ہے۔

۴۳۲: میں نے سنا عبد الملک بن ابوعثمان زاہد سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو الحسن علی بن عبد اللہ صوفی سے مکہ میں انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی محمد بن وراق نے ان کو عبد اللہ بن سہل نے انہوں نے کہا میں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے کہتے تھے کتنی فرق ہے ان دو آدمیوں کے مابین کہ ایک ان میں سے ولیمہ میں جاتا ہے صرف ولیمہ کی نیت سے اور دوسرا ولیمہ میں اس لئے جاتا ہے کہ تاکہ ولیمہ میں جا کر محبوب سے ملاقات کرے۔

(مراد یہ ہے کہ کتنا فرق ہے ان دو انسانوں میں جن میں سے ایک تو جاتا صرف جنت میں داخلے کے لئے دوسرا جنت میں بھی اس لئے جاتا تاکہ اللہ تعالیٰ کو جا کر دیکھے ظاہر ہے دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔) (از مترجم)

۴۳۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ نے ان کو محمد بن احمد بن نصر نے خبر دی ہے ان کو عبد الصمد صانع مرویہ نے کہتے ہیں حضرت سفیان ثوری حضرت بی بی رابعہ عدویہ کے پاس گئے رابعہ نے ان سے کہا کہ اے سفیان تم لوگ اپنے تئیں سخی کس کو کہتے ہو، حضرت سفیان نے فرمایا کہ اہل دینار کے نزدیک تو سخی وہ ہوتا ہے جو اپنے مال کے ساتھ سخاوت کرتا ہو۔ اور اہل آخرت کے نزدیک جو شخص اپنے نفس کی سخاوت کرتا ہو۔ رابعہ نے کہا سفیان آپ نے اس جواب میں غلطی کی ہے حضرت سفیان ٹوٹنے پوچھا کہ محترمہ اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر رحم کرے آپ کے نزدیک سخاوت کیا ہے؟

رابعہ نے جواب دیا۔ میرے نزدیک سخاوت یہ ہے کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو صرف اس کی محبت کے لئے نہ جزا طلب کرنے کے لئے اور نہ ہی سزا سے بچنے کے لئے نہ احسان کا بدلہ کرنے کے لئے پھر شعر پڑھنے لگیں اور کہا:

لولاک ما طابت الجنان ولا نعيم لجنة الخلد

قوم ارادوک للجنان وقلبی سواک لم یرد

اگر تو نہ ہوتا تو دلوں کے سرور خوشیانہ ہوتے اور نہ ہی جنت کی دائمی نعمتیں ہوتیں

یہ لوگ تو تجھ سے محبت کرتے ہیں جنہوں کے لئے اور میرا دل تیرے سوا کسی شے سے محبت و ارادت ہی نہیں کرتا

۴۳۳: ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے ان کو ابو زکریا عبد اللہ بن احمد بلاذری حافظ نے ان کو محمد بن عبد اللہ عمری نے ان کو ابراہیم بن جنید نے ان کو اسماعیل بن عبد الرحمن کوئی نے جو کہ عابد تھے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بہلول دیوانہ ملا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں گا؟ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا۔ سخاوت کیا شے ہوتی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ خرچ کرنا۔ اور دینا، لوٹانا۔ بہلول نے کہا کہ یہ تو دنیا کی سخاوت ہے۔ آخرت کی سخاوت کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مالک کی فرمانبرداری میں ایک دوسرے سے

جلدی کرنا۔ بہلول بولا، کہ پھر آپ مالک سے جزا اور بدلہ بھی چاہیں گے میں نے کہا کہ بالکل (صرف برابر کا اجر نہیں بلکہ) ایک کے بدلے میں دس۔ بہلول مجنون بولا کہ یہ تو دین میں فتنہ اور برا ہے۔ ہاں میرے مالک کی اطاعت کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا درست ہے (جزا اور بدلہ والی بات نہ ہوتا تکتہ وہ جب) تیرے دل پر جھانک کر دیکھے تو یہ نہ ہو کہ تو اس سے ایک شئی کے بدلے میں دوسری شئی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (یعنی عمل کے مقابلے اور جواب کا۔)

۳۳۵..... ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن حسن نے انہوں نے سنا جامع بن احمد خزاف سے انہوں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا کہتے تھے کہ۔

عارف لوگ دو قسم ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس کی عبادت کی ہے اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں اس نے اس کو پہچان لیا ہے۔ لہذا پہلا شخص تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہوتا ہے اپنے نفس سے اپنے نفس کے لئے اور دوسرا شخص خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ سے اللہ ہی کے لئے اور فرمایا کہ خیر اسرور نظر کیسا ہوگا؟

حضرت جنید بغدادی سری سقطی کا قول:

۳۳۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہ انہوں نے سنا علی بن محمد بن جھضم سے مکہ میں کہتے تھے کہ انہوں نے سنا علی بن محمد بن حاتم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید رحمۃ اللہ علیہ (بغدادی) سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور متصوف) سری سقطی کے ہاں ایک رات گزاری، جب کچھ رات گزر گئی اس نے مجھ سے کہا اے جنید کیا آپ سو رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ کہنے لگے اسی ساعت مجھے حق تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا ہے اے سری کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے مخلوق کو کیوں پیدا کیا تھا؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں یعنی مجھے معلوم نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو ان میں سے سب نے میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کیا میرے بارے میں۔ انہوں نے میری محبت کا دعویٰ کیا تو میں نے دنیا بنا ڈالی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہو گئے۔ باقی رہے ایک ہزار پھر میں نے جنت بنا ڈالی۔ لہذا نو سو جنت میں مشغول ہو گئے باقی رہے ایک سو، لہذا میں نے ان پر آزمائش مسلط کر دی چنانچہ سو میں سے نوے مجھ سے آزمائش کے ساتھ مشغول ہو گئے (وہ اسی میں پھنس کر رہ گئے) باقی بچے صرف دس افراد، میں نے ان سے پوچھا کہ تم کیا چیز ہو؟ نہ تو تم نے دنیا سے محبت کی اور نہ ہی تم نے جنت میں رغبت کی۔ اور نہ ہی آزمائش اور مصیبت سے بھاگے۔ انہوں نے کہا و انک لتعلم مانرید۔ آپ خوب جانتے ہیں ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر اتنی آزمائش اور مصیبت اتاروں گا کہ جس کی مضبوط پہاڑ بھی طاقت نہیں رکھیں گے تم اس کے لئے کپکپے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ ایسا کرنے والے نہیں ہیں ہمارے ساتھ؟ تحقیق ہم راضی ہیں میں نے کہا کہ تم ہی میرے سچے بندے اور غلام ہو۔

ذوالنون مصری کا قول:

۳۳۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عثمان سے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون سے سنا کہتے تھے تین چیزیں محبت کی نشانیوں میں سے ہیں ناپسندیدہ حالات پر راضی رہنا، پوری استطاعت و مقدر بھر اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا۔ محذور و ممنوع میں اس کی طرف سے اختیار ملنے پر تحسین کرنا۔

معرفت کی نشانیاں تین ہیں اللہ کی طرف آنا..... اور اللہ کی طرف منقطع ہونا سب مخلوقات سے۔

اللہ عزوجل پر فخر کرنا۔ تین چیز اللہ ساتھ توجہ اور لگاؤ کی علامات میں سے ہیں۔ ہر چیز سے اللہ کی طرف بھاگنا۔ ہر شے اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ ہر وقت اللہ کی طرف دلالت کرنا یعنی اسی کا سب کو راستہ دکھانا۔

ذوالنون مصری کا قول:

۴۳۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا احمد بن علی بن جعفر سے وہ کہتے ہیں میں نے فارس سے سنا وہ کہتے تھے ذوالنون مصری کہتے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کی ہمیشہ لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ معرفت کے خلاصے اور نچوڑ سے وہ محبت کے پیالے سے ایک گھونٹ پلائے گئے ہیں لہذا وہ چل پڑے ہیں اپنے منہ کے بل اپنے رب کی طرف وہ سیدھے راستے پر چل پڑے ہیں اور اللہ کی رضا کی طرف لپکے ہیں۔

تو حید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھو، قرآن سے تفریح و تسکین قلب حاصل کرو، یحییٰ رازی کا قول:

۴۳۹:..... ہمیں خبر دی ابو سعید شعمی نے کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن علی بن حسن بن شنی صوفی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو علی حسن بن علویہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ رازی سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ کون سی مجلس زیادہ خواہش اور زیادہ چاہت کے لائق ہے اور سب سے زیادہ لذت والی ہے فرمایا کہ میدان تو حید میں غور و فکر کرنے والی مجلس میں بیٹھنا۔ آپ کو معرفت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔ اور آپ کو محبت کے پیالے پینے کو ملے گا۔ سبحان اللہ کتنی لذت والی مجلس ہوگی، اور یہ کتنی میٹھی شربت ہوگی پوچھا گیا کہ کون سا کھانا مرغوب ترین ہے؟ فرمایا کہ ایک لقمہ اللہ کے ذکر میں سے صبر کے منہ میں اللہ کی تو حید کے ساتھ جسے اللہ کی رضا کے دسترخوان سے اٹھایا گیا ہو اللہ کی عنایت کی نظر کرم کے وقت۔

پوچھا گیا کہ مؤمن کی عید کیا ہے؟ فرمایا کہ ایمان کے ساتھ سرور اور خوشی، اور قرآن کے ساتھ تفریح و تسکین قلبی حاصل کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل اللہ وبرحمته فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون (یونس ۵۸)

فرمایا دیجئے اللہ کے فضل اور راحت کے ساتھ اسی کے ساتھ چاہئے کہ خوش ہوں وہ بہتر ہے اس سے جو جمع کرتے ہیں۔

غیر اللہ کے ساتھ مسرور ہونا دھوکہ ہے

۴۴۰:..... ہمیں خبر دی محمد بن حسن سلمیٰ نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا علی بن بندار سے وہ کہتے تھے انہوں نے سنا علی بن عبد الحمید سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ اللہ کے ساتھ سرور ہی درحقیقت سرور ہے اور اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ سرور درحقیقت غرور ہے اور دھوکہ ہے۔

مشہور عابدہ ریحانہ مجنونہ کی دعا

۴۴۱:..... ہمیں خبر دی ابو علی روز باری نے ان کو ابو زکریا بلاذری نے ان کو محمد بن عبد اللہ معمری نے ان کو ابراہیم حید نے، ان کو محمد حسین نے ان کو اوس اعور نے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک رات ریحانہ مجنونہ (دیوانی) کو دعا کرتے دیکھا۔ وہ اپنی دعا میں کہہ رہی تھی اے اللہ میں ایسے وجود سے اور جسم سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو تیرے آگے کھڑا بھی نہ ہو سکے۔ اور اندھی ہو جائیں وہ آنکھیں جو تیرے شوق و محبت میں رونہ سکیں۔ اور وہ ہاتھ سوکھ جائیں اور شل ہو جائیں جو تیری بارگاہ میں گریہ و زاری کے ساتھ اٹھ نہ سکیں، پھر شعر پڑھتے ہو کہنے لگیں:

یا حبیب القلوب انت حبیبی

لم تنزل انت منیتی و سوری

اے سارے دلوں کے محبوب تو ہی میرا محبوب ہے۔ تو ہی ہمیشہ میری آرزوؤں کا اور خوشیوں کا مرکز رہے گا۔

ولہان مجنون کی محبت الہی کی پکار

۴۴۲:..... ہمیں خبر دی محمد بن حسین نے کہتے ہیں انہوں نے سنا محمد بن عبد اللہ بن شاذان سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا یوسف بن حسین سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اسی اثنا میں نے۔ ولہان مجنون (دیوانہ) کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے (اے اللہ) تیری محبت نے مجھے قتل کر دیا ہے اور تیرے شوق نے مجھے تلف کر دیا ہے۔ اور تیرے ساتھ وصل نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ ملعون ہو جائیں وہ دل جو تیرے سوا کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور گم ہو جائیں وہ خیال جو تیرے ماسوا کے ساتھ انس پکڑتے ہیں۔

مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول:

۴۴۳:..... ہمیں خبر دی ابو سعید شعبی نے ان کو ابو علی حسین بن محمد زیری نے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو محمد حسن بن محمد بن نصر رازی سے شہر بلخ میں انہوں نے یوسف بن حسین سے۔ انہوں نے سنا ذوالنون مصری سے کہتے تھے۔ کہ

اللہ کے ساتھ انس و محبت بلند ہونے والا نور اور روشنی ہے۔ اور انسانوں کے ساتھ انس و محبت واقع ہونے والا غم ہے۔

۴۴۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو سعید علاف نے ان کو عبد اللہ بن قاسم واعظ نے انہوں نے سنا ابو دجانہ سے انہوں نے سنا ذوالنون بن ابراہیم سے وہ کہتے تھے۔

اللہ کے ساتھ محبت کرنا بلند ہونے والا نور ہے اور بندوں کے ساتھ محبت کرنا زہر قاتل ہے۔

محبت۔ وصل۔ شوق کی تین علامات

۴۴۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حناط نے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے اللہ کے ساتھ محبت کی تین نشانیاں ہیں۔ خلوت میں لذت محسوس کرنا۔ جلوت سے وحشت و نفرت کرنا۔ وحدت کو شیریں سمجھنا۔ اور (اللہ تعالیٰ) وصل کی تین علامات ہیں۔ تمام حالات میں اللہ کے ساتھ انس و محبت رکھنا اور تمام اعمال میں اسی کی طرف سکون پانا۔ اور تمام اشغال میں غلبہ شوق (دیدار الہی) میں موت کی محبت رکھنا۔ اور فرمایا کہ شوق کی تین علامات ہیں۔ راحت و سرور کے باوجود موت کی محبت۔ اور سکون و آرام کے باوجود زندگی سے نفرت ہمیشہ کا غم ہر ضرورت پوری ہونے کے باوجود۔

ریحانہ مجنونہ کے اشعار

۴۴۶:..... ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے ان کو ابو زکریا عبد اللہ بن احمد بن بلا ذری حافظ نے ان کو محمد بن عبد اللہ معمری نے ان کو ابراہیم بن جنید نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو بکار بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو صالح مری نے انہوں نے کہا کہ میں نے ریحانہ مجنونہ کو دیکھا ان کے پچھلے دامن پر لکھا ہوا تھا۔ (یعنی اللہ کی محبت کی دیوانی)

انت انسی و منیتی و سروری
 قد ابی القلب ان یحب سوا کا
 تو ہی میری محبت ہے تو ہی میری آرزو ہے تو ہی میرا سرور ہے۔ دل تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کرتی ہے۔
 یا عزیز و منیتی و اشتیاقی
 طال شوقی متی یکون لقا کا
 اے میرے پیارے اے میرا آرزو اے میرے اشتیاق۔ میرا شوق طویل ہو گیا ہے تیری ملاقات کب ہوگی؟
 لیس سولی من الجنان نعیم
 غیر انسی ارید ہا لا را کا
 میرا سوال (تجھ سے) جنت کی نعمتوں کا نہیں ہے۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتی کہ میں تیرا دیدار کروں
 (سامنے دیکھا تو) سینہ کی جانب لکھا ہوا تھا۔
 حسب المحب من الحبيب بعلمه
 ان المحب ببابه مطروح
 عاشق کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کے محبوب کے علم میں ہے۔ کہ عاشق اس کے دروازے پر پڑا رہے۔
 والقلب فيه وان تنفس فی الدجی
 بسهام لوعات الهوى مجروح
 عاشق اگر چہ رات کی تاریکی میں سانس لیتا ہے مگر دل تو اس کی محبت میں گرم عشق و محبت کے تیروں سے زخمی ہے۔

علی بن سہل کی نصیحت

۴۴۷..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے کہتا ہے میں نے سنا ابو نصر اصفہانی سے کہتے ہیں میں نے سنا ابو جعفر حداد سے وہ کہتے تھے
 میں نے سنا علی بن سہل سے کہتے تھے:
 اللہ کے ساتھ محبت یہ ہے کہ تجھے مخلوق سے وحشت ہو مگر صرف اللہ سے محبت کرنے والوں سے، بے شک اللہ سے محبت رکھنے والوں سے
 محبت کرنا اللہ سے محبت کرنا ہے۔
 عبد اللہ رازی کی نصیحت:

۴۴۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہتے ہیں میں نے عبد اللہ رازی سے کہتے تھے میں نے اسے ابو عثمان کی کتاب سے لکھا تھا۔ اس
 نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے۔ محبت الہی کی علامت۔ غافل لوگوں سے وحشت محسوس کرنا۔ اور وحدت میں سکون محسوس کرنا۔ احباب
 سے نرمی کرنا ہے۔

ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ رازی سے سنا کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو عثمان سے وہ کہتے ہیں:

جب انسان کے لئے اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ خوشی اور سرور کا مقام ٹھیک ہو جائے تو اس سے اس کے ساتھ انس کا مقام پیدا ہوتا ہے اور

جب اللہ کے ساتھ انس و محبت ٹھیک ہو جائے تو اللہ کے سوا ہر شئی سے وحشت و نفرت کرتا ہے۔
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی باپ کو نصیحت:

۴۴۹..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو عثمان حناط نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ اپنی بیٹی کے بارے میں بتاتے تھے کہ اس کی ہتھیلی میں تکلیف ہو گئی تھی انہوں نے اس سے اس کے بارے میں بیمار پرسی کی اور کہا کہ اے بیٹا تیری ہتھیلی اب کیسی ہے؟ اس خاتون نے کہا اے میرے ابا جان، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس کا ثواب (یعنی تکلیف زیادہ کر کے) بڑھا دیا ہے۔ اس قدر کہ میں اس پر کبھی بھی شکر ادا نہیں کر سکتی (فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں اس کے حسن یقین سے خوش ہو گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اسی بیٹی کے ہاں بیٹھا تھا کہ اچانک میرا چھوٹا بیٹا جس کی عمر ابھی تین سال کی تھی میرے پاس آ گیا میں نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ تو میری بیٹی بولی ابا حضور میں آپ سے اللہ کی قسم کے ساتھ پوچھتی ہوں کیا آپ اس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں بیٹا میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ بیٹی نے کہا میرے ابا جی یہ بات اللہ کے ہاں آپ کے لئے باعث شرم و عار ہے۔ میرے ابا جان میں تو خیال کرتی تھی کہ آپ اللہ کے ساتھ اللہ کے مساوی محبت نہیں رکھتے (یعنی محبت صرف اللہ سے کرتے ہیں اور بس) میں نے اسے جواب دیا کہ بیٹا کیا تم لوگ اولاد سے محبت نہیں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محبت تو خالق کے لئے ہوتی ہے اور اولاد کے لئے رحمت و شفقت ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ فضیل نے (بیٹی کا جواب سن کر خفت محسوس کرتے ہوئے) اپنا سر پیٹ لیا اور کہنے لگے اے میرے پروردگار میری بیٹی نے مجھے (لا جواب) اور ذلیل کر دیا ہے اپنی محبت کے بارے میں بھی اور اپنے بھائی کی محبت کے بارے میں بھی (لہذا آج کے بعد) مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں تیرے ساتھ کسی کی محبت نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ میں تجھے ملوں (یعنی زندگی بھر) اللہ کے سوا کسی سے محبت نہیں کروں گا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۵۱..... ہمیں خبر دی محمد بن یوسف نے ان کو احمد بن محمد بن زیاد نے ان کو سلم بن عبد اللہ ابو محمد خراسانی نے انہوں نے کہا کہ میں نے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے:

اللہ محبت کرنے والا کافی ہے۔ قرآن مونس و دل بہلانے والا کافی ہے، اور موت نصیحت کرنے والا و اعظا کافی ہے اور خشیت الہی و خوف خدا کے لئے علم کافی ہے۔ اور غافل رہنے کے لئے جہالت کافی ہے۔

ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۴۵۲..... میں نے سنا ابو محمد عبد اللہ یوسف سے وہ کہتے تھے میں نے ابو اسحق ابراہیم بن فراس سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن احمد خواص سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

فضول گوئی کے ساتھ دل کی نرمی کی توقع نہ کرنا۔ جب مال و جب جاہ و مرتبہ کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا مخلوق کے ساتھ انس و محبت کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا۔

مشہور عابد و زاہد ابراہیم بن ادہم کی بات:

۴۵۳..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن سماک نے ان کو محمد بن علی بن بحر نے ان کو محمد بن ابراہیم برجلانی نے کہ نفیس اور

عمدہ چیزوں کو ترک کرنے میں ان کے کھانے سے زیادہ ان کو لذت ملتی تھی۔

اور بشر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ میں نے خواہشات اور لذات اپنے کمزور بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اے داؤد آپ اپنے دل کو ان میں سے کسی شے کے ساتھ نہ لٹکانا (ورنہ اس پر) سب سے کم تر گرفت جو میں تجھ سے کروں گا وہ یہ ہوگی کہ میں اپنی محبت کی حلاوت تیرے دل سے ختم کر دوں گا۔

ابوالحواری کے بھائی کی بات:

۳۵۴..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حنات نے ان کو احمد بن ابوالحواری نے ان کو ان کے بھائی نے انہوں نے کہا بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے سمندر کے ایک جزیرہ میں چار سو سال تک عبادت کی اور اس کے بال لمبے ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ جزیرے کی جھاڑیوں سے گذرتا تو اس کے بال ان کی ٹہنیوں میں الجھ جاتے ایک دن وہ اس جزیرے کی جھاڑیوں اور درختوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک درخت سے گذرا جس پر کسی پرندے کا گھونسا تھا چنانچہ اس نے اپنے مصلے کی جگہ اس کے قریب منتقل کر دی کہتے ہیں کہ اے آواز آئی کہ تم نے میرے سوا غیر سے انس کر لیا ہے پس میری عزت کی قسم ہے میں نے تجھے اس مقام سے جس پر تو تھا دو درہم پیچھے نیچے اتار دیا ہے۔

مشہور بزرگ شبلی کی بات:

۳۵۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے انہوں نے سنا ابو نصر منصور بن عبد اللہ اصفہانی سے وہ کہتے ہیں کہ (مشہور بزرگ) شبلی سے دریافت کیا گیا کہ معرفت کی کیا علامت ہے؟ انہوں نے جواب دیا اپنے محبوب کے سوا ہر شئی کے دیکھنے سے اندھا ہو جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے شبلی سے اس آیت کے بارے میں سنا تھا:

و ما كنا عن الخلق غافلين. (مؤمن ۱۷)

ہم اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہیں۔

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے یعنی جو ہم سے قریب ہے ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں، اور جو ہمارے پاس آئے ہم اس سے مصروف نہیں ہیں۔
علی بن سہل کا قول:

۳۵۶..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو بکر محمد بن عبد اللہ طبری سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا علی بن سہل بن از ہر سے وہ کہتے تھے کہ عامل لوگ جیتے ہیں اللہ کے حوصلے میں۔ اور ذکر الہی کرنے والے جیتے ہیں اللہ کی رحمت میں۔ عارف لوگ جیتے ہیں اللہ کے لطف کرم میں صادق لوگ جیتے ہیں اللہ کے قرب میں۔ عاشق لوگ جیتے ہیں اللہ کے انس و محبت میں اور اس کی طرف شوق میں۔
ذوالنون مصریٰ کا قول:

۳۵۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے انہوں نے سنا علی بن قتادہ سے انہوں نے علی بن عبد الرحمن سے ان سے پوچھا گیا کہ محبت اور عشق میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ محبت ایسی لذت ہے جو محبوب کے سوا سب کو دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے۔ پھر جب وہ انتہاء کو پہنچاتی ہے تو اس کا نام عشق رکھا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم سے (ایک موقوف روایت میں) مروی ہے:

حبك الشئى يعمى ويصم.

تیرا کسی شئی سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔

۴۵۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن شاذان رازی نے ان کو یوسف بن حسین نے انہوں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ شوق (اللہ کو ملنے اور دیکھنے کا) سب سے اونچا درجہ ہے، اور (معرفت الہی کا) اونچا مقام ہے، جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ (انتظار) موت کو تاخیر سمجھتا (یعنی موت کو جلدی چاہتا ہے) اپنے رب کے شوق اور اس کی ملاقات اور اس کے دیدار کی محبت کی وجہ سے۔

عشق الہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے

۴۵۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے انہوں نے سنا عبد اللہ بن محمد رازی سے کہتے تھے کہ میں نے ابو عثمان کی کتاب میں سے نقل کیا تھا اور ذکر کیا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے انہوں نے کہا کہ۔ عاشق الہی لوگوں کا مقام ان کا شوق ہے ان کے محبوب کی طرف اور ان کا اپنے محبوب کی رضا طلب کرنا اور اس کی خدمت کے لئے حرص کرنا۔

عشق الہی کے دس مقام

اور اسی اسناد کے ساتھ شاہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مشتاق لوگوں کے دس مقامات ہیں:

۱..... (اللہ) کے ساتھ قلب کا تعلق۔

۲..... اسی کی طرف سینے کا اڑنا۔

۳..... اس کی یاد اور ذکر کے وقت حرکت کرنا تحریک پیدا ہونا۔

۴..... وحدۃ کے ساتھ انس و محبت کرنا۔

۵..... الفت سے بھاگنا۔

۶..... کلام رحمن کے معانی میں تدبر اور غور کرنا۔

۷..... خلوت میں بیٹھ کر اپنے نفس پر رونا۔

۸..... اللہ سے فریاد و استغاثہ کرنا۔

۹..... اسی سے سرگوشی کرنا۔

۱۰..... میرا خیال ہے کہ فرمایا تھا۔ اسی کی ملاقات کا شوق کرنا۔

ابو عثمان نے کہا کہ شوق وہی محبت ہے۔ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی ملاقات کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔ اور ابو عثمان نے اللہ کے اس قول کے بارے میں کہ:

ان اجل اللہ لا ت. (عکبوت ۵)

بے شک اللہ کا مقررہ وقت آنے والا ہے۔

فرمایا کہ یہ دراصل عاشق اور مشتاق لوگوں کو صبر دلایا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ گویا کہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اشتیاق میری طرف غالب ہے۔ اور میں نے تمہاری ملاقات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے، عنقریب تمہارا وصال اس ذات کے ساتھ ہو جائے گا جس کی طرف تم مشتاق ہو۔

اور ابو عثمان نے کہا۔ کہ بندے کے دل کو اللہ کے ساتھ جس قدر سرور ملے اسی قدر اس کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔

اور جس قدر اس کا شوق ہوتا ہے اسی قدر اس سے دوری سے اور مسترد ہونے سے ڈرتا ہے۔

۴۶۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے انہوں نے سنا علی بن بندار سے انہوں نے سنا محفوظ سے اس نے سنا ابو حفص سے کہتے تھے اللہ

کی بچی محبت یہ ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تیرے بارے میں غیب میں اور ازل میں اس کا کیا راز ہے۔ کہ اس نے تجھے کس جہلت پر اور کس فطرت پر پیدا کیا تھا؟ اور کون سے دفتر میں تیرا نام اس نے لکھا ہے؟ مالک بن دینار کا واقعہ:

۴۶۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے سنا ابو بکر بن دارم سے ان کو فضل بن جعفر نے ان کو عبد اللہ بن مسلم انہوں نے کہا کہ

مالک بن دینار نے کہا تھا ایک دن میں قبرستان کی طرف نکل گیا دیکھا کہ وہاں دونو جوان بیٹھے کچھ لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا اللہ تمہارے اوپر رحم کرے تم کون ہو؟ وہ بولے ہم فرشتے ہیں ہم اللہ عزوجل سے محبت کرنے والوں کو لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ دونوں نے کیا مجھے ان لوگوں میں لکھا ہے؟ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ مالک بن دینار گرے اور بے ہوش ہو گئے پھر ہوش آئی اور بولے میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے نیچے والی سطر میں کیوں لکھا؟ میں تو طفلی ہوں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا کہ آپ ان میں سے لکھ دیئے گئے ہیں انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے

۴۶۲..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور دماوی نے ان کو عبد الرزاق نے ان کو معمر

نے ان کو زہری نے ان کو انس بن مالک نے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے بولا میں نے اس کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی جس پر میں اپنی تعریف کروں مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت مع من احب تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ مسلم نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے اور عبد الرزاق سے۔

ابو علی جوز جانی کا قول:

۴۶۳..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے انہوں نے ابو بکر رازی سے انہوں نے ابو علی جوز جانی سے انہوں نے کہا کہ تین چیزیں عقیدہ

توحید میں سے ہیں۔

① خوف ② امید ③ محبت۔ گناہوں کی کثرت سے وعید اور عذاب کو دیکھنے کے لئے خوف زیادہ ہوتا ہے۔ اور کثرت ذکر سے اس کے احسان کو دیکھنے کے لئے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ خیر کے اکتساب سے عذاب سے بچنے کے لئے امید زیادہ ہوتی ہے۔

خوف کرنے والا بھاگنے سے بیٹھ کر آرام نہیں کرتا۔ امید کرنے والے طلب کو ترک نہیں کرتا۔ محبت کرنے والا محبوب کے ذکر کرنے سے آرام نہیں کرتا۔ خوف روشن کی ہوئی آگ ہے۔ امید روشن کیا ہوا نور ہے۔ اور محبت نوروں کا نور ہے۔

یحییٰ بن معاذ کا قول:

۴۶۴..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن حمدان نے ان کو عباد بن عباس رازی نے ان کو محمد بن جعفر اشناکی نے انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے کہتے تھے۔ ہم تو اس کے دسترخوان پر کھانے والے ہیں۔ اگر اپنے فضل احسان سے وہ تجھے کھلا دے تو وہ تجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ بنادیتا ہے۔ اور اگر وہ تجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ کر دیتا ہے تو وہ تجھ سے محبت کرنے کا احسان کرتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی محبت کا تیرے اوپر احسان کر دے تو اس نے تجھے اپنے قرب کے ساتھ نجات دے دی۔

اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے ابو الحسین وراق کا قول:

۴۶۵ اس میں سے جو میں نے ابو عبد الرحمن سلمی پر پڑھا کہتے کہ ابو الحسین وراق نے کہا تھا۔ کہ محبت الہی ایمان باللہ کا شعبہ ہے اور وہ اولیاء اصفیاء کے تمام مراتب کے لئے اصول ہے۔ اللہ کے احسان کو ہمیشہ ذکر کرنے سے محبت کے شکوے پھوٹتے ہیں جو شخص اپنے اوپر اللہ کے احسان کو دائمی طور پر ذکر کرتا ہے اس کے لئے اللہ کے قرب سے محبت کی نسیم صبا مہکتی ہے۔

ابن العطاء کا قول:

۴۶۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے انہوں نے سنا ابو الحسین فارسی سے انہوں نے ابن العطاء سے وہ اس حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

جلبت القلوب علی حب من احسن الیہا وبغض من اساء الیہا.

فطری طور پر دل اس کی محبت پر جو اس کی طرف احسان کرے اور اس کے بغض پر جو ان کی طرف برائی کرے پر پیدا کئے گئے ہیں (پھر اس کے برعکس) آپ کیسے اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتے حالانکہ ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا تسلسل اور تواتر کبھی آپ سے نہیں رکا اور نہ ہی کبھی ختم ہوگا۔ لیکن یقین کی کمزوری معرفت کی کمزورت، ایمان کا نقص، اس کی محبت اور اس کی طرف میلان میں بطور حجاب حائل ہو گیا ہے۔

ابو سعید خزاز کا قول:

۴۶۷..... کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسین سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد جریری سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خزاز سے سنا کہ وہ مذکورہ حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

واعجباً ممن لم یر محسناً غیر اللہ فکیف لایمیل بکلیتہ الیہ.

حیرانی ہے اس انسان پر جو اللہ کے سوا کوئی محسن نہیں دیکھتا پھر بھی مکمل طور پر اس کی طرف کیوں نہیں جھکتا؟

ابو الحسین بن مالک صوفی کا قول:

۴۶۸..... ہمیں خبر دی سعید بن محمد بن احمد شعبی نے کہا کہ میں نے سنا ابو القاسم عبد اللہ بن حسین صوفی سے انہوں نے ابو القاسم حسن بن محمد بن احمد صوفی سے کہتے تھے کہ ابو الحسین بن مالک صوفی سے سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا۔ کہ محبت کی علامت کیا ہے؟ جواب دیا کہ ترک ماتحب لمن تحب۔ کہ جس ہستی سے تم محبت کرتے ہو اس کے لئے اپنی پسند ترک کر دینا اور چھوڑ دینا۔

۴۶۹..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو علی محمد بن ابراہیم بزاز سے انہوں نے سنا ابو عمرو زجاجی سے وہ کہتے

ہیں کہ میں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا۔ بولے کیا آپ اشارہ چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بولے آپ دعویٰ چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بولے پھر کون سی چیز کا تم ارادہ کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ عین محبت فرمایا۔ (کہ محبت یہ ہے) کہ آپ وہی کچھ اور وہی چیز پسند کریں جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں پسند کرتا ہے اور وہ چیز آپ ناپسند کریں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں ناپسند کرتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول:

۴۷۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ ہمارے بعض شیوخ نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے غلام اس حال میں نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو ناپسند کرے آپ چوری چھپے وہ کام کریں۔

بشر بن سریٰ کا قول:

۴۷۱:..... ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے ان کو ابو احمد بن عدی نے ان کو عبد الصمد بن عبد اللہ نے ان کو احمد بن ابو الحواری نے انہوں نے سنا بشر بن سریٰ سے وہ کہتے تھے کہ یہ محبت کی علامات میں سے نہیں ہے کہ آپ وہ پسند کریں جو آپ کا محبوب ناپسند کرتا ہے۔ ابو الحواری کا قول:

۴۷۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابو جعفر رازی سے انہوں نے عباس بن حمزہ سے انہوں نے احمد بن ابو الحواری سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے کہا وہ چیز کیا ہے جس کے ساتھ اہل محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کو پالیتے ہیں۔ فرمایا کہ عفاف اور اخذ کفاف کے ساتھ۔ یعنی حرام سے بچنا، پاکدامن رہنا اور بقدر ضرورت روزی پر قناعت کرنا، سوال نہ کرنا۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۳:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو ابو جعفر نے ان کو عباس نے ان کو احمد نے ان کو ابو عبد اللہ نباجی نے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت فضیل بن عیاض سے سوال کیا کہ ایک آدمی محبت کی انتہاء کو کب پہنچتا ہے؟ فرمایا کہ جب اس کا تجھے عطا کرنا اور اس کا تجھ سے عطا روک دینا برابر ہو جائیں۔

کلام شاہ

۴۷۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے انہوں نے سنا عبد اللہ بن محمد رازی سے کہتے ہیں میں نے ابو عثمان کی کتاب سے نقل کیا اور اس نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے۔ کہ محبت کی علامات تین ہیں:

- ①..... ناپسندی میں اس سے راضی ہونا۔
- ②..... مشقت میں اس کے ساتھ حسن ظن رکھنا۔
- ③..... مجذور و ممنوع اس کے اختیار کی تحسین کرنا۔

(۴۷۱)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۱۰) من طريق أحمد بن أبي الحواری. به

(۴۷۳)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۱۱۳) من طريق أحمد بن أبي الحواری. به.

وفي الإكمال (۷/۳۷۲): النباجی هو: أبو عبد الله سعيد بن يزيد أحد الزهاد يحكي عنه أحمد بن أبي الحواری الدمشقي حكايات.

عبدالواحد بن زید کا قول:

۴۷۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد زکریا نے ان کو محمد بن علی نے ان کو مضاء ابو سعید نے کہتے ہیں کہ عبدالواحد بن زید نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اعمال میں سے صبر پر مقدم ہو سوائے رضا کے اور نہیں جانتا کہ رضا سے زیادہ اشرف اور اعلیٰ وارفع کوئی درجہ ہو وہ محبت جان ہے اور اصل ہے۔

عتبہ غلام کی التجا:

۴۷۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد ازہری نے ان کو غلابی نے ان کو شعیب بن واقد نے وہ کہتے کہ مجھے بات بیان کی قراء میں سے ایک آدمی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ عتبہ غلام کو ایک رات میں نے دیکھا کہ پوری رات صبح تک اس نے اس حال میں گزار دی یعنی پوری رات پھر صبح تک یہ کہتے رہے

ان تعذبني فاني لك محب وان ترحمني فانا لك

اگر آپ مجھے عذاب دیں تو میں تیرا ہی چاہنے والا ہوں اور اگر آپ میرے اوپر رحم کریں تو میں تیرا ہی ہوں۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۷:..... اس میں سے ہے جو میں نے پڑھا علی ابی عبد الرحمن سلمیٰ کے سامنے۔ انہوں نے کہا کہ یحییٰ بن معاذ نے فرمایا تھا۔ کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے زیادہ نہ ہو، اور برائی کرنے سے کم نہ ہو۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو احمد بن علی نے ان کو ابراہیم بن فاتک نے ان کو جنید بغدادی نے۔ ان کو حارث محاسبی نے ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ۔ تیرا کسی شئی کی طرف مکمل طور پر میلان اور جھکاؤ محبت ہے۔ پھر اس کے بعد تیرا اس کو ترجیح دینا اپنے نفس پر اور مال پر۔ اس کے بعد تیرا اس کی موافقت کرنا ظاہراً بھی اور مخفی بھی اس کے بعد اس کی محبت میں تیری کوتاہی کا تجھے علم ہونا۔

حضرت جنید بغدادی کا قول:

۴۷۹:..... اس میں سے جو میں نے ابو عبد الرحمن سلمیٰ کے سامنے پڑھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جنید بغدادی نے فرمایا تھا کہ: قوام محبت۔ محبوب کی موافقت کرنا ہے خوشی میں بھی اور ناراضگی اور غصے میں بھی۔ ان سے محبت کے حقیقی حصول کی خوشی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ تمام احوال میں محبوب کی موافقت کرنا پھر انہوں نے شعر کہا:

ولو قلت مت مت سمعاً وطاعة

وقلت لداعي الموت اهلا مرحباً

۴۷۸:..... أخرجه القشيري في الرسالة (ص ۱۴۶) بنفس الإسناد.

۴۷۹:..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۲۴۵) من طريق محمد بن فهد الحديني قال: كان عتبة يصلي هذا الليل الطويل إذا فرغ رفع رأسه فقال:

سیدی ان تعذبني فاني احبك وان ترحمني فانا احبك

اگر آپ کہیں گے کہ نور جاتو میں سب طاعت بجا لاتے ہوئے مر جاؤں گا اور میں موت کے داعی سے خوش آمدید بھی کہوں گا۔

ابوالحسین بوٹنی کا قول:

۴۸۰:..... میں نے عبد اللہ بن یونس اصفہانی سے سنا کہ ابوالحسین بوٹنی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبوب کی

معرفت کے ساتھ پوری پوری طاقت و استطاعت صرف کر ڈالنا۔ اور محبوب باوجود اس کے جو چاہے سو کرے۔

اصمعی کا قول:

۴۸۱:..... ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابوعمر نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو غلابی نے ابراہیم بن عمر سے ان کو اصمعی نے کہتے ہیں

کہ ایک ذیہاتی نے کہا۔ اس وقت جب اسے انہوں نے کسی گناہ میں دیکھ لیا تھا فرمایا افسوس ہے تجھ پر کیا تم اللہ سے محبت نہیں کرتے ہو۔ اس نے

کہا کہ میں نے کوئی محبت کرنے والا نہیں دیکھا مگر اپنے محبوب کی خوشی چاہتا ہے۔ اور جو شخص اس بات سے ڈرے کہ اس سے شکر کے بارے میں

سوال ہو گا وہ اپنے نفس کو اور دل کو نعمتوں کے بغیر خوش کر لے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الہی میں غور و فکر کرنا

۴۸۲:..... ہمیں خبر دی ابو سعید شعمی نے ان کو ابو الفضل نصر بن محمد صوفی نے انہوں نے سنا ابراہیم بن شیمان سے انہوں نے ابو عبد اللہ مغربی

سے کہتے ہیں۔ کہ ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری رات حضرت آدم علیہ السلام کی شان کی بابت غور فرماتے ہیں اور عرض کرنے لگے

اے میرے پروردگار آپ نے خود ہی اسے پیدا فرمایا۔ اور آپ ہی نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اور آپ نے ہی اس کو اپنے فرشتوں سے مجاہدہ

کروایا۔ پھر آپ نے صرف ایک ہی غلطی کی وجہ سے لوگوں کے منہ پھر وادیے یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں:

وعصى ادم ربه فغوى (ط۱۱۱)

نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس وہ بھٹک گیا۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محبوب کی مخالفت محبوب کے خلاف شدید ہوتی ہے اور سخت

ہوتی ہے۔

وہب بن منبہ کا قول:

۴۸۳:..... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو دوج بن احمد نے ان کو مخول بن محمد نے ان کو ابراہیم بن سعد جوہری نے ان کو اسماعیل

بن عبد الکرم نے ان کو عبد الصمد بن معقل نے، ان کو وہب نے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے

داؤد اپنا سر اٹھا میں نے تجھے بخش دیا ہے سوائے اس کے کہ میرے پاس وہ محبت نہیں ہے جو تجھی۔

ذوالنون مصری کا قول:

۴۸۴:..... ہمیں خبر دی ابو محمد یوسف اصفہانی نے ان کو ابو محمد عاصم بن عباس نے شہر ہرات میں ان کو ابو یعقوب یوسف بن یعقوب نے

انہوں نے سنا سعید بن عثمان بن عیاش سے انہوں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا۔ بندہ اپنے رب سے کب محبت

کرتا ہے فرمایا کہ جب اس سے ڈرتا ہے تو اس سے انس و محبت کرتا ہے۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جو شخص گناہوں سے ملتا ہے وہ در محبوب سے ایک

طرف کر دیا جاتا ہے۔

ذوالنون مصری کا قول:

۴۸۵:..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عاصم بن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن موسیٰ بن عیسیٰ دینوری سے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابویعقوب یوسف بن یوسف بن حسین رازی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ میں نے صخرہ بیت المقدس پر چند سطریں لکھی ہوئی دیکھیں لہذا میں ایسے بندے کو لے کر آیا جو ان کا ترجمہ کر کے مجھے بتا دے اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ کل عاص متوحش، ہر گناہ کرنے والا ڈرتا ہے۔ وکل مطیع مستانس اور اطاعت کرنے والا، محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے وکل خائف ہارب۔ اور ہر ڈرنے والا بھاگتا ہے۔ وکل راج ظالب اور ہر امید کرنے والا طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ وکل قانع غنی اور ہر قناعت کرنے والا غنی ہوتا ہے۔ وکل محب ذلیل اور ہر عاشق ذلیل ہوتا (ہر محبت کرنے والا عاجز ہوتا ہے۔ ہر محبت کرنے والا کمزور ہوتا ہے) لہذا میں نے ان فقروں پر غور شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو سارے کے سارے اصول ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اپنا عبد اور بندہ بنانا چاہتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ کے اللہ محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار:

۴۸۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر عبد اللہ بن یحییٰ الطحی نے کوفہ میں ان کو ابو الحر لیش احمد بن عیسیٰ کلابی نے انہوں نے کہا میں نے حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ یہ شعر کہتے تھے:

ان الملیک قد اصطفیٰ خداما

متو ددین موطنین کراماً

بیشک بادشاہ (حقیقی) نے کچھ ایسے خدام منتخب کر لئے ہیں جو محبت کرنے والے اطاعت کرنے والے بزرگ ہیں۔

رزقوا المحبة والخشوع لربهم

فتری دموعهم تسح سجاماً

(وہ ایسی خدام ہیں) جو اپنے رب کی محبت اور اس کے آگے عاجزی کرنے کی توفیق دے گئے آپ دیکھیں گے

کہ ان کے آنسو مسلسل بہہ رہے ہیں۔

یحیون لیلهم بطول صلاتهم

لا یسئمون اذا لخلی ناماً

اپنی لمبی لمبی نمازوں کے ساتھ اپنی راگوں کو زندہ رکھتے ہیں جب بے فک لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ مگر نہیں تھکتے (لمبے قیام سے)

قوم اذا رقد العیون رأیتهم

صفوا الشدة خوفه اقداماً

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ساری آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے خوف کی شدت سے (عبادت کے لئے)

صف باندھے چلے آتے ہیں۔

وتخالهم موتی لطول سجودهم

یخشون من نار الہ غراماً

ان کے لمبے لمبے سجدوں کی وجہ سے آپ انہیں خیال کریں گے کہ وہ مر چکے ہیں (مرنے نہیں بلکہ وہ) معبود حقیقی کی جہنم کے عذاب سے

ڈرتے ہیں۔

شغفوا بحب اللہ طول حیاتہم

فتجنبوا لودادہ اناماً

زندگی بھر کے لئے اللہ کی محبت ان کے دلوں کی گہرائی میں رچا بسادی گئی ہے، لہذا وہ اسی کی محبت کے لئے گناہوں کی آلودگی سے الگ ہو کر صاف تھرے ہو گئے ہیں۔

سری سقطیٰ کا قول:

۳۸۸..... ہمیں خبر دی ابو سعید شعبی نے ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن محمد یعقوب مفید نے کہتے ہیں کہ میں نے جنید بن محمد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطیٰ سے سنا وہ کہتے تھے حالانکہ میں نے اس کے ساتھ ایک دن محبت کے معاملے میں کچھ بات کی تھی چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اپنی کلائی پر مارا اور اس کے چمڑے کو کھینچا پھر فرمایا اللہ کی قسم اگر میں یہ کہوں کہ اس نے اس پر اللہ کی محبت میں ظلم کیا ہے تو میں سچا ہوں گا پھر اس پر بیہوشی طاری ہو گئی پھر اس کا چہرہ روشن ہو گیا یہاں تک چاند کی طرح ہو گیا۔

سری سقطیٰ کا ایک شعر:

۳۸۹..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو نصر موسیٰ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا جعفر خلدی سے انہوں نے سنا جنید بغدادی سے کہتے ہیں کہ کسی آدمی نے سری سقطیٰ سے کہا آپ کیسے ہیں؟ پھر اس نے شعر کہا:

من لم یبت والحب حشو فوادہ

لم یدر کیف تفتت الاکباد

جس شخص کی رات اس حالت میں نہیں گذرتی کہ اس کے دل کے اندر محبت بھر ہوئی ہو وہ یہ کیسے جانے کہ عاشقوں کے جگر کیسے پھٹتے ہیں؟

سری سقطیٰ کے اشعار:

۳۹۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد نے ان کو بات بتائی جنید بن محمد نے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سری سقطیٰ نے میرے پاس ایک رقعہ بھیجا اور فرمایا کہ اس رقعہ کو حفاظت سے رکھنا (میں نے دیکھا تو) اس میں یہ اشعار لکھے تھے:

ولما شکوت الحب قال کذبتنی

فمالی اری الا اعضاء منک کواسیاً

جب بھی میں نے (درد) محبت کی شکایت کی اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا، اب میرے پاس (کوئی چارہ نہیں سوا اس کے

کہ) میں دیکھو اعضاء کو تیری محبت میں کھال کا لباس پہننے والا۔

فما الحب حتی یلصق الجلد بالحبشی

وتذبل حتی لا تجیب المنادیا

پس نہیں ہے محبت (اس وقت تک) جب تک کہ کھال آنتوں سے نہ لگ جائے اور تو گھل جائے یہاں تک کہ تو آواز دینے والے کا

جواب بھی نہ دے سکے۔

وتنحل حتی لا یبقی لک الهوی

سوی نقلة تبکی بها او تناجیا

اور گھل جاتو یہاں تک کہ تیری کوئی بھی خواہش باقی نہ رہے، سوائے آنکھ کے جس کے ساتھ تو روتے یا مناجات کر کے۔

(۴۹۰)..... أخرجه القشيري في الرسالة (ص ۱۲۶) من طريق الجيد. به.

حسن بن محمد ابن الحنفیہ کا قول اور اشعار:

۴۹۱:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حناط نے ان کو محمد بن بشر کندی نے ان کو ابراہیم بن مسلم مزنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہا حسن بن محمد ابن الحنفیہ نے جو شخص کسی محبوب سے محبت کرتا ہے تو اس سے بغض و نفرت نہیں کرتا۔ پھر شعر کہا:

تعصی الاله وانت تظهر حبه

عار علیک اذا فعلت شنیع

معبود حقیقی کی تو نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس سے محبت کا اظہار کرتا ہے یہ بات تیرے لئے باعث شرم ہے جب تو یہ فعل قبیح کرتا ہے۔

لو کان حبک صادقاً لا طعنه

ان المحب لمن احب مطیع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا۔ بے شک عاشق اپنے محبوب کا فرمان بردار ہوتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا:

ماضر من کانت الفردوس منزله

ماکان فی العیش من بؤس و اقترار

جس شخص کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہو اس کو یہ بات کوئی نقصان نہیں دے سکتی کہ دنیوی زندگی میں سختی بھوک اور افلاس ہو۔

تراہ یمشی حزیناً خائفاً شیعناً

الی المساجد یسعی بین اطمار

(خواہ) آپ دیکھیں اس کو اس حال میں کہ خوف زدہ پریشان حال مغموم چلتا پھرتا ہے (تمام پریشانیوں کے باوجود) مساجد کی طرف

دوڑتا ہے پرانے طمار میں۔

رابعہ بصریہ کا قول:

۴۹۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہتے ہیں میں نے سنا ابو نصر محمد بن محمد بن اسماعیل سے کہتے تھے میں نے سنا ابو القاسم رازی واعظ سے کہتے تھے کہ میں نے ابو دجانہ سے وہ کہتے تھے کہ رابعہ بصریہ پر جب محبت الہی کا غلبہ ہوتا یہ کہتی تھیں۔

تعصی الاله وانت تظهر حبه

هذا محال فی الفعل بدیع

معبود کی تو نافرمانی کرتا ہے اور تو اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے یہ محال ہے اور فعل و عمل کے اعتبار سے عجیب بات ہے۔

لو کان حبک صادقاً لا طعنه

ان المعجب لمن احب مطیع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو ضرور اس کی اطاعت کرتا بے شک محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا اس کا مطیع ہوتا ہے۔

ایوب سختیانی کا قول:

۳۹۳:..... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابوالخلق نے ان کو محمد بن احمد بن محمد بن حماد قرشی نے ان کو ابوالخلق ابراہیم بن محمد بن جعفر طبری نے ان کو اپنے حافظ سے لکھ رہا تھا فرمایا کہ میں نے سنا تھا محمد بن ہارون فقیہ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا سختیانی سے وہ کہتے تھے اسماعیل بن قاسم ابوالعتاہیہ کے قول کے ساتھ تمثیل پیش کرتے تھے۔

تعصى الا الله وانت تطهر حبه

هذا محال فى القياس بدیع

تو معبود کی نافرمانی کرتا ہے اور تو اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے یہ محال ہے اور عقل میں عجیب ہے۔

لو كان حبك صادقاً لاطعته

ان المحب لمن يحب مطيع

اگر تیری محبت صادق ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا محبت اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

ابو عمر بن سعید جرجانی کے اشعار:

۳۹۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے انہوں نے سنا ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ جرجانی واعظ سے کہتے ہیں کہ ہمیں نیک بندے ابو عمر بن سعید جرجانی نے اپنے اشعار سنائے۔

وحبان فى قلبى محال كلاهما

محبة فردوس ودار غرور

میرے دل میں بیک وقت دو محبتیں موجود ہونا محال ہے (دو محبتیں) جنت الفردوس کی اور دھوکہ دالے گھر (یعنی دنیا) کی ہیں۔

ومن يرج مولاہ ويرجو جواره

يسابق فى الخيرات غير فتور

جو شخص اپنے مولیٰ کے ملنے کی اور اس کی ہمسائیگی کی امید کرتا ہے بغیر کسی رکنے کے مسلسل نیکیوں میں مسابقت کرتا ہے۔

ومن صادق من يدعى حب ربه

وامسى عن اللذات غير صبور

اور جو شخص اپنے رب کی محبت کا ادعا (جھوٹا دعویٰ) کرتا ہے ہمیشہ لذات کے لئے بے صبر رہتا ہے۔

اويسئلوا عن الدنيا وعن كل شهوة.

وعن كل ما يودى بوصل سرور

یاد دنیا کا سوال کرتے ہیں اور ہر شہوت و لذت طلب کرتے ہیں اغراض کرتے ہیں اس چیز سے جو وصل و سرور تک پہنچا دے۔

منذر بن جارد اور فرزدق کا واقعہ:

۳۹۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو محمد بن حمدان صیرفی نے مرو میں ان کو ابوبکر بن ابوالدینا قرشی نے ان کو عباس بن فرج نے ان کو اصمعی نے سلام بن مسکین سے فرمایا کہ مالک بن منذر بن جارد جیل میں گیا تو فرزدق شاعر بیٹھا تھا۔ منذر بن جارد نے اس سے کہا کہ کیا ابھی تک تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تو پاک دامن عورتوں کو برائی کی تہمت لگانے سے باز آ جائے؟ وہ کہنے لگا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ مجھے میری

دونوں آنکھوں سے جن کے ساتھ میں دیکھتا ہوں زیادہ محبوب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجھے عذاب دے گا۔
ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے محفل میں ایک شخص کا رونا اور اہل مجلس کو بھی رلانا:

۴۹۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عبد اللہ محمد بن عباس عظمیٰ سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر بن ابو عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو عثمان سے سنا فرماتے تھے کہ میری مجلس میں ایک رومی اہل بغداد میں سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابو عثمان یہ بتائیے کہ بندہ اپنے مولیٰ کی محبت میں کب سچا ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس وقت بندہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے خالی ہو جائے اس وقت اس کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں اس نے اپنے سر میں مٹی ڈال لی اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور بولا کہ میں کیسے اللہ کی محبت کا دعویٰ کر سکتا ہوں جب کہ میں آنکھ چھپکنے کی دیر بھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی سے خالی نہیں رہا کہتے ہیں، اس پر حضرت ابو عثمان اور اہل مجلس رو پڑے۔ کہتے ہیں کہ ابو عثمان رونے لگے اور اپنے رونے کے دوران کہا کہ یہ شخص اللہ کی محبت میں سچا ہے، مگر اللہ کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات جو ابو عثمان نے اس کے بارے میں فرمائی اس شخص کی محبت کی سچائی کی اگرچہ عملی زندگی میں اس میں کوتاہی کرتا تھا۔ یہ بات کہنا اس شخص کے حق میں (بہت بڑے عالم کی) شہادت ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۴۹۷..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو محمد بن کناسہ نے ان کو اعمش نے ان کو شقیق نے ابو موسیٰ سے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ایک آدمی قوم (مسلم) سے محبت کرتا ہے مگر ابھی تک ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المرء مع من احب۔ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔ بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے اعمش کی حدیث سے۔

اور اس سند میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اعمش سے اس نے شقیق سے اس نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور دونوں نے اس کو بھی صحیح میں نقل کیا ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۴۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو زکریا بن یحییٰ نے ان کو سفیان نے زہری سے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری رکھی ہے؟ کچھ اس نے زیادہ بات نہیں کی بس یہی کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت مع من احببت۔

تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

عبد اللہ خمار پر حد شراب جاری ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا

۴۹۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق صاعانی نے ان کو عبد اللہ بن صالح نے ان کو لیث

نے ان کو خالد بن یزید نے ان کو سعید بن ہلال نے زید بن اسلم سے ان کو ان کے باپ نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبد اللہ تھا اور لقب خمار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شراب پینے کی حد جاری کی تھی۔ ایک دن لایا گیا اسے کوڑے مارے گئے جماعت میں سے کچھ لوگوں نے کہا اللہم العنہ اے اللہ اس کو لعنت فرما کتنی زیادہ ہے اس کا یہ عمل (شراب نوشی) جس میں اسے پکڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاتَلْعَنَهُ فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ لِيَحِبَّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ.

اسے لعنت نہ کیجئے پس قسم ہے اللہ کی میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا۔ بخاری نے صحیح میں اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے لیث سے۔

اور یہ روایت دراصل ابو عثمان کے قول کی تصدیق بن جاتی ہے پیچھے جو گزرا ہے کہ انہوں نے مجمع میں رونے والے آدمی کے بارے کہا گیا کہ اللہ کی محبت میں سچا ہے اس کے حق میں کوتاہی کرتا ہے۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مذکورہ واقعہ میں اس شخص کی شراب نوشی کے باوجود اس کو محبت کرنے والا قرار دیا ہے۔

اسلامی سزائیں تادیب کے لئے ہیں اور تطہیر کے لئے ہیں تحقیق و تذلیل کے لئے نہیں ہیں

میں کہتا ہوں کہ بخاری کی مذکورہ روایت پر غور فرمائیے کہ حد شراب جاری ہو جانے کے بعد، عبد اللہ پر لعنت کرنے سے منع فرمایا گیا جس سے یہ مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

۱..... یہ دلیل شرعی ہے اس بات کی حد جاری ہونے کے بعد انسان تطہیر کے عمل سے گزر جاتا ہے اس کے بعد اسے برا کہنے کی اجازت نہیں ہے۔

۲..... یہ کہ حد و شرعیہ کا مقصد انسانیت کی تحقیق و تذلیل نہیں مجرم کی صرف تادیب مقصود ہے لہذا یہ سزائیں وحشیانہ نہیں ہیں۔

۳..... یہ کہ وہ شخص اس کے باوجود بدستور مومن اور محب اللہ و محب رسول رہا تھا اس کا ایمان و اسلام ختم نہیں ہو گیا تھا۔

۴..... شارع علیہ السلام نے اس کو باوجود شراب نوشی کے محب اللہ کے اور محب رسول کا نام سے موسوم کیا۔ (از مترجم)

شیخ سنون کا قول:

۵۰۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر رازی سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو علی حافظ سے کہتے تھے کہ شیخ سنون سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا کہ محبت صاف و خالص ہونا ذکر کے دوام کے ساتھ ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۵۰۱..... ابو عبد الرحمن نے کہا کہ حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی محبت کی علامت ذکر اللہ پر مداومت کرنا ہے۔ اس لئے جو شخص کسی شئی کو پسند کرتا اس کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

- ①..... شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ محبت کو لازم پکڑنا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص کسی شیئی سے محبت کرتا ہے اس کے ذکر کو لازم کر لیتا ہے اس کا دل۔ گویا کہ اللہ کی محبت اس کے ذکر کو لازم کر لینا ہے۔
- ②..... شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص نے محبت کی یہ تعریف کی ہے یعنی محبت بمعنی لزوم، لازم پکڑنا۔ یہ اہل زبان کے قول کے مطابق و موافق ہے۔ اس لئے کہ اہل زبان کہتے ہیں، احب الجمل۔ اونٹ نے لازم کر لیا ہے یہ محاورہ اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ اذ ابکر فلزم مکانه۔ جب اونٹ گھٹنے ڈال کر بیٹھ جائے اور اپنی جگہ کو لازم پکڑے۔

بعض فلسفیوں کا قول

- ⑤۰۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد بن نصیر نے ان کو ابو العباس بن مسروق نے انہوں نے سری بن مفلس سے کہتے ہیں کہ میں نے بعض فلسفیوں کی کلام سے پڑھا تھا۔
- شرمندگی ہیشمانی۔ اور ڈانٹ سے وہ شخص دور رہے گا جس کا دل ذکر اللہ سے جدا نہیں ہوتا۔ سچا بندہ ہونے کے لئے اللہ کا دائمی ذکر کافی ہے۔
- ذوالنون مصری کا قول:

- ⑤۰۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر حفید سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے اپنے دادا یعنی عباس بن حمزہ سے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ:
- عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنی ہے لہذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اللہ کا ذکر ہے اور کسی مالک کے دروازے پر سواری کی اونٹنی کو بیٹھا دینا اور اس کے ساتھ انس پکڑنا ہے۔
- کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا وہ کہتے تھے۔ جو شخص اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ عبدیت کا مزہ پالیتا ہے۔ اور ذکر و طاعت کی لذت کو پالیتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کے بدن کے بھی قریب تر ہوتا ہے ان کو ہمد اور غم اور خطرات سے دور کر لیتا ہے۔

فصل..... ذکر اللہ کی مداومت کرنا

- شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ اور دائمی طور پر کرنا۔ جس کے ضمن میں ہم نے محبت الہی کی علامات بھی بیان کی ہیں یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور اس آیت میں آیا ہے۔

(۱)..... یا ایہا الذین امنوا اذکرو اللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرة و اصیلا۔ (الحجۃ ۴۳)

اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا زیادہ اور تسبیح و پاکیزگی بیان کرو اس کی صبح و شام۔

(۲)..... فاذکرونی اذکرکم۔ (البقرۃ ۱۵۲)

یاد کرو تم مجھ کو میں یاد رکھوں گا تمہیں۔

- فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ان احوال کے بارے میں جن میں ذکر کرنا مستحب ہے۔ اور ذکر کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔ اور ذکر کرنے پر ابھارنے کے لئے۔ کئی اخبار و احادیث ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ذکر کی کثرت کرنے پر ابھارنے کے بارے میں آئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسی حدیث بھی ذکر کی ہے جو کہ ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد (مندرجہ ذیل

حدیث) ذکر فرمائی ہے۔

۵۰۴.....: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو زکریا بن عزی نے ان کو ابو عبد اللہ بو شنی نے ان کو امیہ بن بسطام نے ان کو یزید بن زریج نے ان کو روح بن قاسم نے ان کو علاء نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ایک راستے پر چل رہے تھے، آپ ایک پہاڑ پر سے گزرے اسے جد ان کہا جاتا تھا آپ نے فرمایا چلو پھر سیر کرو) یہ پہاڑ جد ان ہے۔ پھر فرمایا کہ مفرد۔ لوگ (اللہ کو ایک قرار دینے والے) سبقت کر گئے ہیں۔ آگے بڑھ گئے ہیں۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفردون کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۵۰۵.....: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو الحسین احمد بن عثمان مقری نے بغداد میں ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو ابو عامر عقدی نے ان کو علی بن مبارک نے ان کو تخی بن ابو کثیر نے ان کو عبد الرحمن بن یعقوب مولیٰ الحرثہ نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفردون سبقت کر گئے ہیں۔ میں نے پوچھا مفردون کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر میں کثرت کرتے ہیں (ذکر میں لگن رہتے ہیں منہمک رہتے ہیں)۔

ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں

۵۰۶.....: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن محمد صبیح نے ان کو عبد اللہ بن شریوہ نے ان کو اسحاق بن راہویہ نے ان کو محمد بن بشر عبدی نے ان کو عمر بن راشد یمامی نے ان کو تخی بن ابی کثیر نے۔ ان کو سلمہ نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا کہ چلو مفردون سبقت کر گئے ہیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ مفردون کون ہیں؟ فرمایا اللہ کے ذکر کی کثرت کرنے والے ذکر کے رسیا ذکر میں لگن رہنے والے ذکر اللہ ان سے ان کے نقل اور بوجھ ہلکے کر دے گا لہذا قیامت کے دن وہ ہلکے پھلکے آئیں گی۔

ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کا بوجھ ذکر اتار دے گا

۵۰۷.....: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں۔ ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابو الدنیا نے ان کو محمد بن یزید علی نے ان کو محمد بن بشر نے پھر انہوں نے اس کو اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی مذکور کی مثل سوائے اس کے کہ یہ کہا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ذکر کے ساتھ کثرت کرتے ہیں ذکر ان سے ان کے بوجھ اتار دے گا۔ اور اس کا مابعد ذکر نہیں فرمایا اور پہلی اسناد زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم۔

جو شخص شب بیداری مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کر سکتا وہ ذکر کی کثرت کرے

۵۰۸.....: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ اور ابو صادق عطار نے دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو سعید اللہ بن موسیٰ نے ان کو اسراہیل نے ان کو ابویحییٰ قنات نے ان کو ابی جہاد نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب بیداری مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کر سکتا وہ ذکر کی کثرت کرے۔

(۵۰۴).....: أخرجه مسلم (۲۰۶۲/۳) عن أمية بن بسطام العيشي

(۵۰۵).....: أخرجه الترمذی (۳۵۹۶) من طريق يحيى بن أبي كثير. به وقال الترمذی: حسن غريب.

وأخرجه الحاكم (۳۹۶/۱) بنفس الإسناد وصححه ووافقه الذهبي.

(۵۰۶).....: أخرجه ابن عدي (۱۶۷۵/۵) من طريق عمر بن راشد اليمامي. به ولكن عنده (أبو الدرداء) وينفرد عن يحيى بأحاديث عداد

وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق.

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے رات کی عبادت کرنے سے اور اس کی مشقت اٹھانے سے قاصر ہے۔ اور مال خرچ کرنے سے بخیل ہے۔ اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدل ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے ذکر کی کثرت کرے۔

ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے

۵۰۹:..... ہمیں خبر دی شیخ امام ابوالمطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے ان کو اسحاق بن بکر نے ان کو ان کے والد نے ان کو جعفر بن ربیعہ نے ربیعہ بن یزید دمشقی سے ان کو اسماعیل بن عبد اللہ مولیٰ بن مخزوم نے کہتے ہیں کہ میں بی بی ام درداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب میں نے سلام کیا تو بیٹھ گیا کہ میں کریمہ بنت حساس مزنیہ سے سنا فرمایا کہ وہ بی بی ام درداء کی سہیلی تھی کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنان کے گھر میں ام درداء کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کتنے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے۔ اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ متحرک ہوتے ہیں۔

۵۱۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے سنان بن جابر سے ان کو بیان کیا اسماعیل بن عبید اللہ نے کریمہ بنت حساس مزنیہ نے وہ کہتی ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ہم ان کے یعنی ام درداء کے گھر میں تھے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ۔ تیرے رب نے فرمایا ہے۔

میں اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے اور جب تک اس کے ہونٹ میرے ساتھ متحرک رہتے ہیں۔ اسی طرح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسماعیل بن عبید اللہ سے اور روایت کیا ہے اس کو اوزاعی نے اسماعیل سے انہوں نے ام درداء سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ مرفوع اور دوسری دفعہ موقوف طریقہ سے اور دونوں کی روایت اوزاعی کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور آنے والی روایت کا معنی و مفہوم بھی ذکر کیا ہے۔

قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہوگا جو ذکر سے خالی گذاری تھی۔

۵۱۱:..... اس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو حسین بن علی حافظ نے ان کو اسحاق بن ابراہیم بن یونس نے مصر میں، ان کو یزید بن سنان نے ان کو عمرو بن حصین نے ان کو محمد بن علاش نے ابراہیم بن ابی عبیدہ سے ان کو عمرو بن عبد العزیز نے عدوۃ نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ

(۵۰۸)..... أخرجه الطبرانی في الكبير (۸۴/۱۱) من طريق أبي يحيى القنات وقال الهيثمي في المجمع (۷۴/۱۰) أخرجه البزار والطبرانی وفيه أبو يحيى القنات وقد وثق وضعفه الجمهور وبقية رجال البزار رجال الصحيح.

(۵۰۹)..... قال الحافظ في الفتح (۵۰۰/۱۳) أخرجه البيهقي في الدلائل من طريق ربعة بن يزيد الدمشقي. به وأخرجه أحمد أيضاً وابن ماجة والحاكم من رواية الأوزاعي عن إسماعيل بن عبید الله عن أم الدرداء عن أبي هريرة ورواه ابن حبان في صحيحه من رواية الأوزاعي عن إسماعيل عن كريمة عن أبي هريرة. ورجح الحفاظ طريق عبد الرحمن بن يزيد بن جابر وربعة بن يزيد ويحتمل أن يكون عند إسماعيل عن كريمة وعن أم الدرداء معاً وهذا من الأحاديث التي عليها البخاري ولم يصلها في موضع آخر من كتابه.

(۳۱۱)..... قال الهيثمي في المجمع (۸۰/۱۰) ورواه الطبرانی في الأوسط وفيه عمرو بن الحصين وهو متروك وأخرجه أبو نعیم في الحلیة (۳۶۲/۵) من طريق عمرو بن حصین. به وقال أبو نعیم.

غریب من حدیث عمر بن عبد العزیز وإبراهیم تفرد به ابن علاثة

عنہا نے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی ساعت نہیں گذرتی ابن آدم پر جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا مگر اس ساعت پر قیامت کے دن افسوس کرے گا۔

اس سند میں ضعف ہے ہاں مگر اس کے حدیث معاذ سے شواہد ہیں۔

۵۱۲..... ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابو عمرو بن مطر نے ان کو جعفر بن محمد بن مستفاض فریابی نے ان کو سلیمان بن عبد الرحمن نے ان کو یزید بن یحییٰ قرشی نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن سعدان نے ان کو جبیر بن نصیر نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ اہل جنت کسی شے پر حسرت و افسوس نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔

ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا

۵۱۳..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اہل جنت کسی ساعت پر حسرت و افسوس نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جو ان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انہوں نے ذکر اللہ نہ کیا ہوگا۔ یعقوب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث محمود بن خالد نے سلیمان بن عبد الرحمن سے بیان کی ان کو یزید بن یحییٰ نے ابو خالد نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نصر نے یعنی معاذ سے۔

ذکر کے سوا ہر فالو کلام بندے پر وبال ہوگا

۵۱۴..... ہمیں خبر دی ابو علی دوزباری نے ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے ان کو عباس دوری نے ان کو محمد یزید بن حنیس نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سفیان ثوری کے پاس مکہ میں ان کی بیمار پرسی کرنے کے لئے پہنچے ہمارے اوپر سعید بن حسان مخزومی بھی پہنچ گئے سفیان ثوری نے ان سے کہا وہ حدیث جو آپ نے مجھے ام صالح سے بیان کی تھی اس کو میرے سامنے ذرا دہرائیے سعید نے ہاں کی (اور شروع ہو گئے) مجھے حدیث بیان کی ام صالح نے ان کو صفیہ بنت شبیبہ نے ان کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ابن آدم کا ہر کلام اس کے اوپر وبال ہے اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھائی کی تلقین کرنے اور برائی سے روکنے کے) اور سوائے اللہ کے ذکر کے۔

تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے

۵۱۵..... ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو عبد اللہ بن جعفر نخوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابو

(۵۱۳)..... قال الہثمی (۴۲/۱۰) أخرجه الطبرانی و رجاله ثقات وفي شيخ الطبرانی محمد بن إبراهيم الصوري خلاف وعزاه السيوطي في الجامع الصغير (۷۰۱/۱) فيض للطبرانی والبيهقي في الشعب ورمزه السيوطي بالحسن وانظر الديلمي (۵۲۴۳)

(۵۱۴)..... أخرجه الترمذی (۲۴۱۲) من طريق محمد بن يزيد. به.

وقال الترمذی حسن غريب لانعرفه إلا من حديث محمد بن يزيد بن خنيس.

(۵۱۵)..... أخرجه الترمذی (۲۳۲۹) من طريق معاوية بن صالح. به.

صالح نے ان کو معاویہ بن صالح ان کو عمر و بن قیس کنہی نے ان کو عبد اللہ بن بسر نے انہوں نے کہا کہ دو دیہاتی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ کون سے لوگ بہتر ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ شخص جس کی عمر لمبی ہو جائے اور اس کے عمل نیک ہوں۔ دوسرے نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اسلام کے احکامات تو بہت ہیں میرے اوپر آپ مجھے کسی ایسی بات کا حکم فرمائیے کہ جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ تر و تابی چاہئے۔

موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر ہو

۵۱۶:..... ابو عبد اللہ حافظ نے ہمیں خبر دی ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حمید بن داؤد قیس نے ان کو یزید بن خالد نے ان کو عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان نے ان کو خبر دی ابو صالح بن ابوطاہر عنبری نے ان کو خبر دی میرے دادا یحییٰ بن منصور نے ان کو محمد بن اسماعیل اسماعیل نے ان کو عبد الرحمن بن ابراہیم دمشقی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو ابن ثوبان نے اپنے والد سے ان کو مکحول نے ان کو جبیر بن نصیر نے ان کو مالک بن یحیٰمر نے ان کو معاذ بن جبل نے انہوں نے اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

ای الاعمال احب الی اللہ

اللہ کے نزدیک کون سے اعمال پسندیدہ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔ یہ کہ تم اس حال میں مرو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر کے ساتھ تر ہو (یعنی ذکر اللہ کرتے ہوئے موت آئے) دونوں کے الفاظ برابر ہیں۔ سوائے اس کے کہ ابو عبد اللہ نے کہا کہ حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا۔

۵۱۷:..... ہمیں خبر دی ابوعلیٰ روزباری نے ان کو ابو بکر محمد بن مہر و یہ بن عباس بن سنان رازی نے ان کو ابو حاتم رازی نے بطور املاء کے ان کو قیصہ بن عقبہ نے ان کو سفیان نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے طفیل بن ابی بن کعب سے اس نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب رات کی ایک تہائی گزر جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت سے اور موت سے ڈرانا

لوگو! اللہ کا ذکر کرو اللہ کو یاد کرو آگئی ہے کانپنے والی نیچے آئے گی اس کو پیچھے آنے والی (قیامت) موت اپنی تمام ہلاکتوں کے ساتھ آگئی اور موت اپنی تمام مصیبتوں سمیت آگئی ہے۔

۵۱۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعلیٰ بن شاذان نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو محمد بن خنیس غزی نے ان کو یحییٰ بن سلیم طافی نے ان کو اسماعیل بن امیہ نے ان کو نافع نے ان کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا

(۵۱۶)..... قال المنذری فی الترغیب (۳۹۵/۲) رواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی والبخاری وابن حبان فی صحیحہ من طریق مالک بن یحیٰمر عن معاذ. بہ.

(۵۱۷)..... أخرجه الترمذی (۲۳۵۷) والحاکم (۵۱۳/۲) من طریق قیصہ. بہ.

وقال الترمذی حسن صحیح، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي

(۵۱۸)..... أخرجه الترمذی (۳۳۷۷) وابن ماجہ (۳۷۹۰) من طریق عبد الله بن سعيد بن أبي هند. بہ.

میں تمہیں تمہارے اچھے اعمال کے بارے میں خبر نہ دوں جو تمہارے درجات کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع ہوں۔ اور تمہارے لئے ان سے بہتر ہوں جن کو سونا چاندی دیا گیا ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی بہتر ہوں کہ اگر تم صبح صبح دشمن پر حملہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ (یعنی جہاد کرو) لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں، یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا:

فاذکرو اللہ کثیراً

بس اللہ کے ذکر کی کثرت کرو۔

اچھے اعمال

۵۱۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو ابراہیم بن حمزہ نے ان کو مغیرہ بن عبد الرحمن بن حارث مخزومی نے ان کو عبد اللہ بن سعید ابن ابو ہند نے ان کو زیاد بن ابو زیاد مولیٰ ابن عیاش نے ان کو ابو الہجر یہ نے ان کو ابو دراء رضی اللہ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیا میں تمہیں تمہارے اچھے اعمال کی خبر نہ دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک زیادہ رضا والے ہوں اور تمہارے درجات میں اعلیٰ وارفع ہوں۔ اور تمہارے لئے سونے چاندی کے عطا کرنے سے بہتر ہوں۔ اور اس سے بہتر ہوں کہ اگر تم اپنے دشمن سے ٹکرا جاؤ وہ تمہاری گردنیں ماریں اور تم ان کی گردنیں مارو؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ کا ذکر ہے کہتے ہیں کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں عمل کرتا کوئی مرد ایسا عمل جو اس کے لئے اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہو اللہ کے ذکر سے ہم نے کتاب الدعوات میں مکی بن ابراہیم کی روایت عبد اللہ بن سعید سے بطور سند عالی کی روایت کی ہے۔ اور حدیث کا آخر ایک دوسرے طریق سے حضرت معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت ہے۔

ذکر اللہ کا محبوب عمل

۵۲۰..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدینانے ان کو ابراہیم بن راشد نے ان کو یعقوب بن محمد زہری نے ان کو محمد بن عامر بن خارجہ بن عبد اللہ بن سعد بن ابوقاص نے ان کو محمد بن عبد الملک بن زرارہ انصاری نے ان کو ابو عبد الرحمن شامی نے ان کو عبد الرحمن بن غنم نے ان کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر حال میں ذکر اللہ کی کثرت کیا کرو اللہ کی بارگاہ میں دنیا و آخرت میں اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے اور نہ ہی بندے کے حق میں زیادہ نجات دینے والا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ اسی مذکورہ حدیث کے مفہوم میں ایک دوسری ضعیف وجہ سے مرفوعاً (روایت آئی ہے)۔

۵۲۱..... ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن قاسم بن احمد فارسی نے ان کو ابو العباس اسماعیل بن مکیال نے ان کو عبدان جو الیقینی نے ان کو زید بن حریش نے ان کو محمد بن زبرقان نے ان کو مروان بن سالم نے ان کو احوص بن حکیم نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو عبد الرحمن بن غنم نے ان کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کے ذکر کی کثرت کرو اس لئے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی محبوب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شئی زیادہ نجات دینے والی ہے کوئی نیکی دنیا و آخرت میں اگر سارے لوگ اجتماعی طور پر اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہو جائے جس کا حکم دیئے گئے ہیں تو ہم لوگ جہاد فی سبیل اللہ کرتے۔

(٥٢٦)..... أخرجه الحاكم (٢٩٩/١) وأحمد (٢٨/٣) وأبو يعلى وابن حبان كما في الترغيب (٣٩٩/٢) من طريق دراج. به وصححه الحاكم.

۵۲۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے۔ ان کو ابوتوبہ نے ان کو ابن مبارک نے ان کو سعید بن زید نے عمرو بن مالک سے ان کو ابوالجوزاء نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ منافق یہ کہیں کہ تم دیکھا کرتے ہو۔ یہ حدیث مرسل ہے۔
 شیخ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بعض وہ احادیث جو ذکر کی مجالس کو لازم پکڑنے اور اہل ذکر کی صحبت اختیار کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں بعض حدیث کے متن مذکور ہیں۔

۵۲۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے دو کچھلی احادیث میں۔ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ابو شعیب نے ان کو عمر مولیٰ غفرہ نے۔
 اور ہمیں خبری ہے ابو محمد حسن بن احمد بن ابراہیم بن فراس نے مکہ میں۔ ان کو ابو حفص عمر بن محمد جحجی نے ان کو علی بن عبد العزیز نے ان کو محمد بن مخلد حضرمی نے ان کو بشر بن مفصل نے ان کو عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ایوب بن خالد بن صفوان سے ان کو خبر دی جابر بن عبد اللہ انصاری نے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا لوگو بے شک اللہ عزوجل کے لئے (سرایا) گھومنے والی جماعتیں ہیں فرشتوں میں سے ٹھہرتی ہیں اور داخل ہوتی ہیں ذکر کی محافل میں پس چر لیا کرو تم جنت کے باغوں میں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کہاں ہیں؟ فرمایا کہ وہ محافل ذکر ہے صبح کیا کرو اور شام کیا کرو اللہ کے ذکر میں، اور یاد کیا کرو اس کو اپنے دلوں میں جو شخص چاہے یہ کہ جانے اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام ہے؟ اسے چاہئے کہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے نزدیک کیا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ بندے کو اس مقام پر رکھتا ہے جس مقام پر وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں رکھتا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ابو عبد اللہ کی روایت کے ہیں اور ابو محمد کی روایت میں یہ الفاظ فرماتے ہیں۔

ذکر کی مجالس دھرتی پر۔ اور اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک

۵۲۹:..... ہمیں خبر دی ابو سعید سعید بن محمد شعبی نے ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن ہارون سمسار حربی نے بغداد میں ان کو خبر دی موسیٰ بن ہارون حمال نے ان کو عبد اللہ بن عون خراز نے ان کو ابو عبیدہ حداد نے ان کو محمد بن ثابت نے کہتے ہیں میں نے سنا اپنے والد سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے ذکر کرتے تھے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 جس وقت تم جنت کے باغوں کے ساتھ گزرو تو چر لیا کرو۔ لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کے حلقے اور محافل۔ اسی طرح اس کو بغوی نے ابن عون سے روایت کیا ہے۔

۵۳۰:..... اور ذکر کیا اس روایت کو جس کی ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر بن نور رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو شعبہ نے ابو اسحق نے ان کو اغر نے فرمایا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ پر شہادت دیتا

(۵۲۷)..... قال المنذرى فى الترغيب (۳۹۹/۲) أخرجه الطبرانى عن ابن عباس ورواه البيهقى عن أبى الجوزاء مرسلًا والحديث ضعفه المنذرى.

(۵۲۸)..... أخرجه ابن أبى الدنيا وأبو يعلى والبخارى والطبرانى والحاكم (۳۹۳/۱) والبيهقى وقال الحاكم صحيح الإسناد قال المنذرى فى

الترغيب (۴۰۵/۲) فى أسانيدهم كلها عمر مولى غفرة وبقية أسانيدهم ثقات مشهورون محتج بهم والحديث حسن والله أعلم.

(۵۲۹)..... أخرجه الترمذى (۳۵۱۰) من طريق محمد بن ثابت. به.

وقال الترمذى هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه من حديث ثابت عن أنس.

(۵۳۰)..... أخرجه مسلم (۲۰۷۳/۳) من طريق محمد بن جعفر عن شعبه. به.

ہوں ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی جماعت بھی جب اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں اللہ کے فرشتے انہیں احاطہ کر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور وقار نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان فرشتوں کے سامنے فرماتے ہیں جو فرشتے اس کے پاس ہیں۔ اس روایت کو مسلم نے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۵۳۱..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے اسحق بن اسماعیل نے ان کو جریر نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو علی بن عیسیٰ بن ابراہیم نے ان کو مسدد بن قطن نے ان کو عثمان بن ابی شیبہ نے ان کو جریر نے ان کو اعمش نے ان کو ابوصالح نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ اضافی عظمت والے فرشتے ہیں ہاتھوں سے لکھنے والے راستے میں گھومتے پھرتے ہیں جو ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں وہ جب کسی ایسی جماعت کو پالیتے ہیں جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو وہ پکارتے ہیں (اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی) کہ ادھر اپنے مقصود کی طرف آ جاؤ۔ فرمایا کہ پھر وہ اہل ذکر کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمان دنیا تک۔ فرمایا کہ۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ کیا کہتے ہیں میرے بندے؟ فرمایا کہ وہ کہتے ہیں تیری تسبیح۔ تیری تکبیر تیری تحمید، تیری تمجید کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھ رکھا ہے؟ فرمایا کہ وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے اللہ کی قسم ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر تیرے بندے تجھے دیکھ لیں تو پھر بہت زیادہ سخت ہوں گے عبادت کرنے میں اور تیری تحمید اور تسبیح کرنے میں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں مجھ سے۔ فرشتے بتاتے ہیں کہ وہ تیری جنت کا تجھ سے سوال کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں انہوں نے جنت کو اللہ کی قسم ہے نہیں دیکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔ اگر وہ دیکھ لیتے تو جنت کا زیادہ حرص کرنے اور جنت کو زیادہ طلب کرتے۔ اور اس میں بہت بڑی رغبت کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو۔ فرشتے جواب دینے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو بڑی شدت کے ساتھ اس سے بھاگتے اور بڑی شدت کے ساتھ اس سے ڈرتے اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک میں نے انہیں بخش دیا ہے چنانچہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے اے اللہ ان لوگوں میں فلاں آدمی بھی ہے جو ان میں سے نہیں وہ کسی ضرورت کے لئے آیا تھا (اور ان میں بیٹھ گیا تھا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے اہل محفل ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

یہ الفاظ میں ابو عبد اللہ کی روایت کے سوائے اس کے کہ اس کی روایت سے یہ الفاظ ساقط ہو گئے تھے (بس اب تو پوچھتا ہے کہ کس چیز سے وہ پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جہنم سے۔ اور ابن بشران کی روایت میں بھی وہی ہے۔ اور بخاری نے اس کو صحیح میں قتیہ سے انہوں نے جریر سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں وہیب کی روایت میں سہیل بن ابی صالح سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ بات زیادہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے انہیں پناہ دی ہے جس چیز سے وہ پناہ مانگ رہے

ہیں۔ اور میں نے انہیں عطا کر دیا ہے جو کچھ انہوں نے مانگا ہے۔
اور اسی طریق سے مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ اور بعض ان روایات میں سے ہے کہ فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار ان میں فلاں گنہگار بندہ بھی ہے۔ جو کہ ان کے قریب سے گذر رہا تھا ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو بھی میں نے بخش دیا ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

۵۳۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد نے ان کو مرحوم بن عبد العزیز عطار نے ان کو ابو نعیمہ سعدی نے ان کو ابو عثمان نے ان کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے مسجد میں ایک حلقے کی طرف۔ اور فرمایا کہ آپ لوگ کس غرض سے بیٹھے ہیں۔ بولے ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واقعی تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ بولے اللہ کی قسم ہم صرف اس غرض کے لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قسم دی ہے وہ کسی تہمت یا بدگمانی کی بنا پر نہیں تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں میرا شمار کم روایت کرنے والوں میں سے مجھ سے کم کوئی روایت نہیں کرتا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ایک حلقے کی طرف نکلے اور پوچھا کہ۔ کس چیز نے تمہیں بیٹھایا ہے، بولے ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم اللہ عز وجل کا ذکر میں اس کی حمد کریں اس نعمت پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہمارے اوپر آپ کو رسول بنا کر بھیجے کا احسان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا واقعی اللہ کی قسم تمہیں صرف اسی غرض نے یہاں بیٹھایا ہے بولے اللہ کی قسم صرف اسی مقصد نے ہمیں یہاں بیٹھایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو میں نے تمہیں یہ قسم کسی تہمت یا شک کی بنا پر نہیں دی لیکن میرے پاس جبرائیل آیا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے تمہارے ساتھ فر فرما رہے ہیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے اس نے مرحوم سے روایت کیا ہے۔

۵۳۳:..... ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن ابی خلف صوفی اسفرائینی نے ان کو ابو بکر محمد بن یزید ابن مسعود نے ان کو محمد بن ایوب رازی نے ان کو مسلم بن ابراہیم نے ان کو شہاد بن سعید ابوطحیر اسبی نے ان کو ابو الوارث جابر بن عمرو نے ان کو عبد اللہ بن مغفل نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں۔

کوئی جماعت جب کسی محفل میں جمع ہوتی ہے پھر وہ اللہ کا ذکر کئے بغیر مجلس برخاست کر لیتے ہیں قیامت کے دن یہ مجلس ان پر حسرت و افسوس کا سبب ہوگی۔

۵۳۴:..... اور اسی اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
کوئی قوم یا جماعت جب اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے اٹھو تمہیں بخش دیا گیا ہے اور تمہاری خطائیں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

۵۳۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مدینی نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو احمد بن عیسیٰ نے ان کو وہب نے ان کو عمرو بن حارث نے ان کو دراج نے ان کو ابو اہیثم نے ان کو ابو سعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔
رب تعالیٰ فرمائیں گے قیامت کے دن عنقریب اہل قیامت جان لیں گے کہ اہل کرم کون ہیں؟ پوچھا گیا کہ اہل کرم کون ہیں؟ اے اللہ کے

(۵۳۲)..... أخرجه مسلم (۲۰۷/۳) عن أبي بكر بن أبي شيبة عن مرحوم. به.

(۵۳۳)..... قال الهيثمي في المجمع (۸۰/۱۰) رواه الطبرانی في الأوسط والكبير ورجالهم رجال الصحيح.

(۵۳۵)..... أخرجه أحمد (۷۶/۳) من طريق ابن لهيعة عن دراج. به.

رسول۔ فرمایا کہ مساجد میں ذکر کی مجالں۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ اس سلسلہ کی بعض احادیث وہ ہیں جو گھر کی آبادی کے ذکر کے ساتھ آئی ہیں یعنی اللہ کے ذکر کے ساتھ گھر کا آباد ہونا۔ پھر شیخ نے مندرجہ ذیل حدیث ذکر فرمائی ہے۔

۵۳۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو برید بن عبد اللہ نے ان کو ان کے دادا ابو بردہ نے ان کو حضرت ابو موسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کی مثال جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا مثال زندہ اور مردہ کی ہے بخاری اور مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن علاء سے اس نے ابو اسامہ سے روایت کیا ہے۔

ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں

۵۳۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو محمد بن یعقوب شیبانی نے ان کو محمد بن عبد الوہاب نے ان کو جعفر بن عون سے ان کو ابو العیش نے ان کو عون نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دیتا ہے اس کے نام کے ساتھ اے فلا نے کیا آج تیرے ساتھ کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے۔ یہ اللہ کے ذکر سے خوشی کا اظہار کرنے کے لئے کہتا ہے۔

۵۳۸:..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو بکر محمد بن حسن قطانی نے ان کو احمد بن یوسف سلمیٰ نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو مسعر نے عبد اللہ بن واصل سے اس نے عون سے کہتے ہیں کہ عبد اللہ نے فرمایا کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر کہتا ہے اے فلا نے کیا تیرے پاس آج کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے وہ کہتا ہے جی ہاں خوش ہو جاتا ہے پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت:

لقد جئتم شیئاً ادا، تکاد السموات يتفطرن منه ونشق الارض وتخرج الجبال هدا (مریم ۱۹۰)
البتہ تحقیق لائے ہو تم لوگ جھوٹی شے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین چر جائے اور پہاڑ گر پڑیں
کیا جھوٹ کو سنتے ہیں اور خیر کو نہیں سنتے؟

ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پاسکتا

ذکر کے فوائد کے بعض وہ احادیث ہیں جن میں شیطان سے بچنے کا تذکرہ ہے۔ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی طرف وحی بھیجی۔ پانچ کلمات کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عمل کرے اور بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ بھی ان کے ساتھ عمل کریں پھر انہوں نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے کا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی کو تیزی کے ساتھ پیچھے سے اس کا دشمن تلاش کر رہا ہو اور وہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ لے کر اپنے آپ کو محفوظ کر لے۔ اسی طرح بندہ مومن شیطان سے نجات نہیں پاسکتا مگر ذکر کے ساتھ۔

۵۳۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن نورک نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو داؤد نے ان کو ابان بن یزید نے ان

(۵۳۶)..... أخرجه البخاری (۲۱۰/۱) فتح) ومسلم (۵۳۹/۱) عن محمد بن العلاء عن أبي أسامة. به.

(۵۳۷)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۴۲/۴) من طریق مسعر عن عون بن عبد الله ولم يذكر عبد الله بن مسعود.

(۵۳۸)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۴۲/۴) من طریق مسعر عن عون بن عبد الله ولم يذكر عبد الله بن مسعود.

کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ان کو زید بن سلام نے ان کو حارث اشعری نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے اور ہم نے اس طویل روایت کو کتاب الدعوات میں اس کے اصول سمیت روایت کیا ہے۔

۵۴۰:..... اور شیخ حلیمی نے وہ حدیث بھی ذکر کی ہے جس کی ہمیں ابوالحسن علی بن محمد فقری نے خبر دی ہے ان کو حسن بن محمد بن اخطی نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو عدی بن ابوعلی نے ان کو زیادہ نمیری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان نے اپنی تھوٹھی ابن آدم کے قلب پر رکھی ہوئی ہے جب وہ ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے کوچھپ جاتا ہے اور جب وہ بھول جاتا ہے تو اس کی دل کو وہ لقمہ بنالیتا ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسی سلسلہ کی وہ احادیث بھی ہیں جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اس محفل سے الگ ہو جانا چاہئے۔ لہذا انہوں نے اس حدیث کا متن ذکر کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

غیر ذکر کی محفل مردار خوروں جیسی ہے

۵۴۱:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ربیع بن سلیمان نے ان کو عبد اللہ بن وہب نے ان کو سلیمان بن بلال نے ان کو سہیل بن ابی صالح نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں مگر اللہ کا ذکر نہیں کرتے اسی محفل میں وہ ایسی ہوتے ہیں جیسے کہ مرے ہوئے گدھے کی لاش سے (کھا کھا کر) اٹھ گئے ہیں اور وہ محفل قیامت کے دن ان پر حسرت و افسوس ہوگی۔ اس کو اعمش نے ابو صالح سے روایت کیا ہے۔

بغیر ذکر کی محفل باعث افسوس ہوگی

۵۴۲:..... جیسے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو عبد اللہ بن ابی الدینانے ان کو خلف بن ہشام نے ان کو عبید بن قاسم نے ان کو اعمش نے ان کو ابوصالح نے فرماتے ہیں جو لوگ کسی محفل میں بیٹھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے سے قبل مجلس سے اٹھ جاتے ہیں، وہ مجلس ان پر حسرت و افسوس ہوگی۔

شیخ حلیمی نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی وہ احادیث بھی ہیں جن میں ہر لیٹنے میں ذکر کرنا اور چلنے میں ذکر کرنا اور ہر پتھر کے پاس اور ہر درخت کے پاس اور جھونپڑی کے پاس ذکر کرنا مذکور ہے۔

۵۴۳:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابو مسلم نے ان کو ابو عاصم نے ان کو ابن عجلان نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لیٹتا ہے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔ اس پر قیامت کے دن ہلاکت ہوگی۔ اور جو شخص کس محفل میں بیٹھتا ہے مگر اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا مگر قیامت کے دن اس پر وبال ہوگا۔ اور جو شخص کسی چلنے کی جگہ پر چلتا ہے اور اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر وبال ہوگا قیامت کے دن۔

(۵۳۹)..... آخر جہ الحاکم (۴۲۱/۱) من طریق ابی داود. به وصحه الحاکم ووافقه الذہبی.

(۵۴۰)..... قال الہیثمی فی المجمع (۱۴۹/۷) رواہ أبو یعلیٰ وفیہ عدی بن ابی عمارۃ وهو ضعیف.

(۵۴۱)..... آخر جہ احمد (۵۲۷/۲) من طریق سہیل. به

(۵۴۳)..... آخر جہ ابو داود (۳۸۵۶) من طریق محمد بن عجلان. به.

۵۴۳..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو حسن بن سہل نے ان کو ابو عاصم نے ان کو ابن عجلان نے عاصم نہیں جانتا کہ اس کے والد سے اس نے روایت کی ہے مقبری نے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی لیٹنے کی جگہ پر لیٹا مگر اس نے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا قیامت کے دن اس پر باعث گھبراہٹ ہوگی اور جو شخص کسی بیٹھنے کے مقام پر بیٹھا مگر اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا مگر قیامت کے دن وہ نشست اس پر پریشانی کا باعث ہوگی۔ اس کو میتب بن سعد نے روایت کیا ہے۔

۵۴۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن کبیر نے ان کو لیث نے ان کو محمد بن عجلان نے ان کو سعید مقبری نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا۔ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھتا ہے جہاں پر اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ محفل قیامت میں اس پر وبال ہوگی جو شخص کسی کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہوتا ہے جہاں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا مگر اللہ کی طرف سے اس پر وبال ہوگا اور جو شخص کسی لیٹنے کی جگہ پر لیٹا اور وہاں اللہ کا ذکر نہیں کیا وہ لیٹنا اس پر وبال ہوگا اللہ کی طرف سے۔

۵۴۶..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو حاجب بن احمد بن سفیان نے ان کو ابو عبد الرحمن مروزی نے ان کو ابن مبارک نے ان کو ابن ابی ذئب نے ان کو سعید مقبری نے ان کو ابو اسحق مولیٰ عبد اللہ بن حارث نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بیٹھے لوگ کسی محفل میں جہاں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر ان پر وبال ہوتا ہے اور نہیں چلتے لوگ کسی رات پر جہاں وہ اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر ان پر وہ غفلت وبال ہوتی ہے۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عثمان بن عمر نے ابن ابی ذئب سے زیادہ مکمل اس سے متن کے اعتبار سے۔

۵۴۷..... ہمیں خبر دی ابو سعید ابن ابی عمرو نے ان کو ابو العباس رضی اللہ عنہ نے ان کو احمد بن عبد الحمید نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو اسامہ نے ان کو سعید مقبری نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے سفر کا ارادہ کیا ہے آپ نے اسے فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور ہر اونچائی پر تکبیر کہنے کی (ہر چڑھائی پر) جب وہ شخص مل کر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم ازلوه الارض وهون عليه السفر

اے اللہ اس کے لئے زمین کو سمیٹ دے اور سکیز دے اور اس پر سفر آسان کر دے۔

۵۴۸..... ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابو الفضل بن حمیرویہ نے ان کو احمد بن نجیدہ نے ان کو منصور نے ان کو ولید بن ابی ثور نے ان کو عبد الملک بن عمیر نے ایک آدمی سے ان کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف (عامل بنا کر بھیجا) اور اسے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرتے رہنا اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرنا۔ اور عمل اللہ کے لئے کرنا ایسے جیسا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنا (اللہ کو یاد کرنا) ہر چر اور ہر شجر کے پاس۔ اگر آپ خلوت میں کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اس کے پیچھے خلوت میں ہی کوئی

(۵۴۶)..... أخرجه أحمد (۳۲۲/۲) من طريق يحيى بن أبي ذئب. يه.

(۵۴۷)..... أخرجه ابن ماجة (۲۷۷۱) وأحمد (۳۲۵/۲) والحاكم في المستدرک (۲/۹۸، ۳۴۵/۱) من طريق أسامة بن زيد. به.

وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

(۵۴۸)..... حديث أبي رزين أخرجه أبو نعیم في الحلیة (۳۶۶/۱)

نیکی کریں۔ اور اگر آپ خلوت میں اور ظاہر کوئی گناہ کر بیٹھیں تو اس کے پیچھے ظاہر اور اعلانیہ کوئی نیکی کریں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچائیں۔ راوی نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

خلوت میں کثرت سے ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس سلسلہ میں سے ذکر فی الخلوت ہے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو زین سے فرمایا تھا۔ اے ابو زین جب تو علیحدہ ہو، خلوت میں ہو تو کثرت سے اللہ کا ذکر کر۔

ذکر قلبی

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ غالب یہ ہے (زیادہ تر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ) اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے اس لئے تاکہ اس کی برکت سے اس سے خلوت میں گناہ نہ ہو سکے جس طرح کا گناہ وہ سب کے سامنے نہیں کر سکتا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ سات قسم کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمت کے سایہ تلے ان کو جگہ دیں گے جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا سوائے اس کے سایہ رحمت کے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ مفہوم ہے۔ وہ آدمی جو خلوت میں اللہ کو یاد کر کے رو پڑتا ہے اور اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔

سات خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الہی کے سائے تلے ہوں گے

۵۴۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو علی بن عیسیٰ نے ان کو عمران بن موسیٰ نے ان کو محمد بن عیید بن حساب نے ان کو حماد بن زید نے۔ ان کو عیید اللہ بن عمرو نے ان کو ان کے ماموں خبیب نے ان کو ان کے دادا حفص بن عاصم نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات شخص ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سائے میں سائے تلے جگہ دیں گے:

- ①..... عادل بادشاہ۔
- ②..... وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پیدا ہوا پرورش پائی۔
- ③..... وہ آدمی جس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہے۔
- ④..... وہ دو آدمی جو اللہ کی رضا کے لئے ملتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔
- ⑤..... وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے خلوت اختیار کرنے والا یا دل کو غیر اللہ کی محبت سے خالی کرنے والا۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔
- ⑥..... وہ آدمی جس کو کوئی عورت جو صاحب حسب نسب بھی ہے اور حسن و جمال بھی، اس کو گناہ کے لئے بلاتی ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

⑦..... اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ خیرات کرتا ہے اور اس کو اتنی چھپاتا ہے کہ اس کے بانیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا کچھ خرچ کیا ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں کئی طریقوں سے نقل کیا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

خلوت میں ذکر کرنا یا جماعت میں ذکر کرنا

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں جماعت میں ذکر کرنا۔

۵۵۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو جعفر بن علی شیبانی نے ان کو ابراہیم بن اسحاق زہری نے ان کو محمد بن عبید نے ان کو اعمش نے کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو العباس بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو ابو معاویہ نے ان کو اعمش نے ان کو ابوصالح نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے میرے ساتھ کئے جانے والے گمان کے پاس ہوں۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ ایسی جماعت میں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے صحیح میں ابو معاویہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور معاویہ کے علاوہ بھی۔

۵۵۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے ان کو علی بن عاصم نے ان کو عبد اللہ بن عثمان بن خثیم نے ان کو سعید بن جبیر نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے خلوت میں، میں بھی اسے خلوت میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں اور زیادہ بڑی جماعت میں کرتا ہوں۔

ذکر خفی

(شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) ذکر کی بحث میں ایک ذکر خفی ہے (آہستہ آہستہ ذکر کرنا) اور وہ دو قسم ہے۔

اول: ذکر فی النفس۔ دل ہی دل میں ذکر کرنا۔ (اس کا ثبوت کتاب اللہ کی واضح آیت یعنی نص صریح میں موجود ہے مترجم)۔

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ۔ (الاعراف ۲۰۵)

ذکر کیجئے۔ یاد کیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔

دوم: ذکر باللسان۔ جس کے ساتھ زبان گھومے مگر دوسرا انسان نہ سن سکے صرف ذکر کرنے والا خود ہی سن سکے۔ اس کا اثبات حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خبیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی

بہترین ذکر وہ ہے جو خفی اور آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے پورا ہو جائے۔

۵۵۲:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن مکرم نے ان کو عثمان بن عمر نے ان کو اسامہ بن زید نے ان کو سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو بقدر ضرورت ہو۔ (یعنی کافی ہو جائے)۔

(۵۵۰)..... أخرجه مسلم (۲۰۶۸/۳) عن أبي معاوية عن الأعمش، (۲۰۶۱/۳) من طريق جرير عن الأعمش

(۵۵۱)..... عزاه في الكنز للبيهقي في الشعب

(۵۵۲)..... أخرجه أحمد (۱۸۰/۱ و ۱۸۷) من طريق أسامة. به.

حضرت وکیع نے کہا کہ اسامہ بن زید سے اس نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی لمیہ نے اس سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۵۵۳..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے ان کو محمد بن حماد نے ان کو وکیع نے پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

۵۵۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن قاسم فارسی نے ان کو ابو الحسن بن صبیح جوہری نے ان کو ابو القاسم متینی نے ان کو حمانی نے ان کو عبداللہ بن مبارک نے ان کو اسامہ بن زید نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے ابن ابی لمیہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر یعنی بہترین رزق جو پورا ہوا جائے اور بہترین ذکر جو آہستہ کیا جائے۔ اور یہ حدیث بھی ذکر کی۔

۵۵۵..... جو ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن قاسم نے ان کو ابو اسحق ابراہیم بن احمد بن رجا نے ان کو ابو الحسن غازی نے ان کو محمد بن حمید نے ان کو ابراہیم بن مختار نے ان کو معاویہ نے ان کو زہری نے ان کو عمرو نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذكر الذي لا يسمعه الحفظة يزيد على الذكر الذي يسمعه الحفظة سبعين ضعفاً.

وہ ذکر جس کو حافظ فرشتے بھی نہ سکیں وہ ستر گونہ فوقیت رکھتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اس ذکر پر جس کو حافظ فرشتے سنتے ہیں۔

۵۵۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو عبداللہ بن ابی الدنیا نے ان کو احمد بن حاتم طویل نے ان کو محمد بن حسن واسطی نے معاویہ بن یحییٰ سے اسی اسناد کے ساتھ اور ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے فرمایا کہ فضیلت دیا جاتا ہے یا فرمایا تھا کہ دو گنا کیا جاتا ہے وہ ذکر جو آہستہ ہوتا جس کو حافظ فرشتے بھی نہیں سن سکتے۔ اس پر جس کو وہ سن سکتے ہیں ستر گونہ زیادہ۔ اس روایت میں معاویہ بن یحییٰ صدنی کا تفرد ہے۔ اور وہ ضعیف بھی ہے۔

شدت، سختی، مصیبت کے وقت ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ سلسلہ ذکر میں سے ایک ذکر ہے مصیبت کے وقت۔

اور انہوں نے اس حدیث کا متن ذکر کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

۵۵۷..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو بکر احمد بن حسین اور ابوسعید محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد

(۵۵۳)..... واخرجه أحمد (۱۷۲/۱) من طريق وكيع. به

(۵۵۵)..... عزاه في الكنز (۱۷۵۰) للمصنف.

(۵۵۶)..... قال الحافظ في التقریب (۲۶۱/۲) معاوية بن يحيى الصدفي أبو روح الدمشقي سكن الرى ضعيف وما حدث بالشام أحسن مما حدث بالرى روى له الترمذى وابن ماجه

(۵۵۷)..... عمارة بن زعكرة الكندري أبو عدى الحمصي أصحابي له حديث.

آخرجه الترمذى (۳۵۸۰) من طريق الوليد به مسلم. به وقال الترمذى.

هذا حديث غريب لا تعرفه إلا من هذا الوجه ليس إسناده بالقوى ولا تعرف لعمارة بن زعكرة عن النبى صلى الله عليه وسلم إلا هذا الحديث والواحد.

و معنى قوله وهو ملاق قرنه إنما معنى عند القتال يعنى أن يذكر الله فى تلك الساعة

بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق نے ان کو ابوالفتح طالقانی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو ابوعائذ عفیر بن معدان نے ان کو ابودوس تکھی نے ان کو ابن عائد نے ان کو عمارہ بن زکریہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنانی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرا بندہ پورا پورا میرا بندہ وہ ہے جو میرا ذکر کرتا ہے یا مجھے یاد کرتا اگرچہ وہ اپنے حریف اور دشمن سے ٹکرا رہا ہو۔

اور یہ جبر بن نفیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ خبردار میرا پورا پورا بندہ وہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے دشمن سے ٹکرانے والا ہو۔

۵۵۸..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے ان کو محمد بن فرج فراء نے ان کو محمد بن زبرقان نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو ابوبکر اور ضحاک نے دونوں اہل شام میں سے ہیں۔ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔

وہ مسجد جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہوتا ہو۔ پھر پوچھا کہ جنازہ کون سی اچھائے فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو پھر سوال کیا گیا۔ جہاں کون سا اچھائے؟ فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ حج کرنے والا کون اچھائے؟ فرمایا جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ مجاہد کون سا اچھائے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔ سوال کیا گیا کہ بیمار پر سی کرنے والا کون سا اچھائے؟ یا واپس لوٹنے والا کون سا اچھائے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے پوری خیر سمیٹ کر لے گئے ہیں۔

طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی سلسلہ ذکر میں ہے طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک ذکر کرنا اور عصر کے بعد سے مغرب تک ذکر کرنا۔

۵۵۹..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے ان کو عبد اللہ بن محمد حسن شرنی نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو یحییٰ بن عیسیٰ رملی نے ان کو اعش نے کہتے ہیں لوگوں نے قصوں کے بارے میں اختلاف کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ بیان کرتے تھے؟ حضرت انس نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلوار کے ساتھ بھیجے گئے تھے لیکن میں نے سنا تھا آپ فرماتے تھے۔ البتہ اگر میں نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ اور البتہ اگر میں لوگوں کے ساتھ مل کر نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

۵۶۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو والد نے انہوں نے سنا اوزاعی سے ان کو حدیث بیان عمرو بن سعد نے ان کو یزید رقاشی نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک تو یہ بات ان سب سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہوگا۔ اور البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ عصر کے بعد سے مغرب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ غلام افراد کو آزاد کروں جن میں سے ہر ایک کی دیت اور خون بہا بارہ ہزار ہو۔

۵۶۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن علی وراق نے ان کو ابو ظفر نے ان کو موسیٰ بن خلف نے ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کراؤں۔ اور البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں نماز عصر سے غروب آفتاب تک تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار کو آزاد کراؤں۔

۵۶۲:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسفاطی نے وہ عباس بن فضل ہیں ان کو سعید بن سلیمان نے ان کو موسیٰ بن خلف نے ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس نے ان کو یزید رقاشی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں صبح کی نماز سے طلوع سورج تک یہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے نزدیک ان تمام لوگوں سے جن پر سورج طلوع ہوگا۔ اور البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں سے کہ ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں نماز عصر سے مغرب تک تو مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ آدمیوں کو آزاد کراؤں جن میں سے ہر جوان کی دیت بارہ ہزار ہو۔

۵۶۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جعفر بن محمد صالح نے ان کو حسن ربیع نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو تمام نے ان کو حسن بن ربیع نے ان کو حماد بن زید نے ان کو معلیٰ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص عصر کی نماز پڑھے اس کے بعد بیٹھ جائے اور نیکی لکھوائے یہاں تک کہ شام ہو جائے یا یوں فرمایا تھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے (شک ہے) یہ عمل افضل ہوگا اس سے کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ افراد کو غلامی سے آزادی دلوائے۔ اور صالح کی روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس کو شک نہیں ہے۔

۵۶۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد الرحمن بن حسن ہمدانی نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابی ایاس نے ان کو شعبہ نے ان کو عبد الملک بن میسرہ نے اس نے سنا کہ دوس سے انہوں نے سنا ایک آدمی سے اصحاب رسول میں سے اہل بدر سے کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

البتہ اگر میں اس مجلس میں بیٹھ جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں چار گردنیں آزاد کرا دوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کون سی مجلس آپ مرا لے رہے ہیں۔ فرمایا کہ ذکر کی مجلس۔

غافل لوگوں میں ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس سلسلہ ذکر میں سے ایک غافل لوگوں کے درمیان ذکر کرنا ہے۔

۵۶۵:..... ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے اور ابو عبد اللہ حسین بن عمر بن برہان نے اور ابو الحسین بن فضل قطان نے اور ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ

(۵۶۱)..... أخرجه أبو داود (۳۶۱۷) من طريق عبد السلام بن مطهر أبو ظفر . به .

(۵۶۲)..... أخرجه البيهقي في السنن (۷۹/۸) من طريق قتادة ويزيد عن أنس .

(۵۶۳)..... أخرجه أحمد (۲۲۲/۳) عن حسن بن زبيح . به .

(۵۶۴)..... أخرجه أحمد (۳۶۶/۵) من طريق شعبه . به .

بن عبد الجبار نے سب کہتے ہیں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو حسن بن عرفہ نے ان کو یحییٰ بن سلیم طافی نے انہوں نے سنا عمران بن مسلم سے اور عمار بن کثیر سے دونوں کو خبر دی عبد اللہ بن دینار نے ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو میدان جہاد سے بھاگ جانے والوں کے قائم مقام لڑتا ہے۔ اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال ہرے بھرے درخت کی سی ہے جو ان درختوں کے درمیان میں ہو جو سخت سردی سے چل کر سوکھ چکے ہوں۔ قد تحات استعمال کیا اور اس کا مفہوم یعنی من الضریب بیان کیا ہے۔

یحییٰ بن سلیم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ضریب سے بردشید۔ سخت ٹھنڈ اور سخت سردی مراد لی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا (وہ خوش قسمت ہے جس کے لئے) ہر بولنے والے اور ہر گونگے کی تعداد کے برابر مغفرت کی جاتی ہے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل فصیح و اعمجی کے الفاظ استعمال فرماتے۔ پھر فرمایا کہ فصیح سے مراد اولاد آدم ہیں اور انجی سے مراد چوپائے جانور ہیں اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درست لفظ یہی ضریب ہے۔ صفار کی کتاب میں یہی لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ لوگوں نے اس میں اضافہ کیا ہے اور ہماری روایت میں یہ الفاظ نہیں ہے اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا، تاریک اور اندھیرے گھر میں چراغ کی مثل ہے۔
۵۶۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل محمد بن ابراہیم نے ان کو، ابو سعید محمد بن شاذان نے، ان کو محمد بن عبد العزیز بن ابی رزمہ نے، ان کو یحییٰ بن سلیم نے، پھر اس نے اسی اسناد اور اسی متن کو ذکر کیا ہے اور یہی اضافہ بھی ذکر کیا ہے اور کہا کہ:

قد تحات من الکبر

جو سوکھ چکے ہوں کبر و غرور سے۔

۵۶۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو فضل بن عباس نے، ان کو ہشام نے اور وہ ابن عبید اللہ حنظلی رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے حدیث پر بھی تھی محمد کے سامنے اور وہ ابن مسلم طافی ہے، اس نے علاء بن کثیر سے، اس نے محمد بن حبان سے، اس نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عبد اللہ بن عمر سے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے میدان جہاد سے فرار ہونے والوں کی طرف سے لڑنے والا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے اندھیرے گھر

(۵۶۵)..... أخرجه المصنف من طريق حسن بن عرفة في جزئه (۳۵) عن يحيى بن سليم الطائفي. به.

(۱) في المطبوعة مانصه:

آخر الجزء السادس يتلوه إن شاء الله في السابع أنا أبو طاهر الفقيه أنا أبو بكر محمد بن الحسين القطان ثنا الفضل بن العباس حديث عبد الله بن عمر عن الغافلين

الجزء السابع من كتاب الجامع لشعب الإيمان

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الشيخ الإمام العلم الحافظ بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن الشافعي رحمه الله قال: أنبأنا الشيخان الإمام أبو عبد الله محمد بن الفضل بن أحمد الصاعى وأبو القاسم زاهر بن طاهر بن محمد الشحامى قالوا أنا أبو بكر أحمد أخبرنا أبى رحمه الله وأبو الحسن علي بن سليمان المرادى الحافظان قالوا: أنا أبو القاسم الشحامى قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقى الحافظ رضى الله عنه.

میں چراغ ہوتا ہے اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے ٹھکانے سے اسے آگاہی کروادیتا ہے اور اس کے بعد اس کو عذاب نہیں دے گا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اجر ہوتا ہے۔ ہر بولنے والے اور ہر نہ بولنے والے کی تعداد کے مطابق اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسی نظر شفقت ڈالے گا کہ اس کے بعد اس کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا اور بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والے (کے جسم پر جتنے بال ہیں) کے لئے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور ہوگا اور وہ اللہ سے ملے گا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی اس کو لکھا ہوا پایا تھا کہ سلمہ اور ابن عمر کے درمیان کسی دوسرے راوی کا نام تھا۔ لہذا یہ راویت منقطع ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

۵۶۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو ابو الحسن کارزی نے ان کو علی بن عبد العزیز نے ان کو ابوعبید نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے مبارک بن سعید بن مسروق سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عمرو بن قیس سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ جس نے اللہ کا ذکر کیا بازار میں اس کے لئے اتنا اجر ہوگا جتنا بولنے اور نہ بولنے والی مخلوق بازار میں ہوگی۔ (لفظ فصیح اور انعم استعمال فرمایا) مبارک فرماتے ہیں کہ فصیح سے مراد انسان ہیں اور انعم سے مراد جانور ہیں۔

ابوعبید نے کہا ہر وہ جو بولنے پر قدرت نہ رکھے وہ انعم ہے مستعجم ہے۔

۵۶۹: ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان کو ابو العباس اصم نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو ابواسامہ نے ان کو ابوبکر نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا یحییٰ بن ابوکثیر سے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے کہ تو ہمیشہ نماز پڑھنے والا فرما کر داری کرنے والا ہوگا۔ جب تک تو اللہ کا ذکر کرتا ہے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا اپنی بازار میں یا اپنی مجلس میں یا تو جہاں کہیں بھی ہو۔

۵۷۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اور محمد ابن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اسحاق نے، ان کو ابن ابی ہذیل نے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ بازار میں بھی اس کا ذکر ہو اور یہ اہل بازار کے شور اور غفلت کی وجہ سے ہے اور میں بازار میں آتا ہوں، حالانکہ میری وہاں کوئی حاجت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔

۵۷۱: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل القطار نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو عبد الرحمن فقری نے، ان کو عبد الرحمن بن زید بن انعم نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حدیث بن صوفی حمیری نے اہل مصر میں سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عروضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: غفلت تین چیزوں میں ہوتی ہے:

① اللہ کے ذکر سے غافل ہونا۔

② صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک۔

③ یہ کہ انسان اپنے آپ سے قرضہ میں غفلت برتے، یہاں تک کہ وہ اس پر سوار ہو جائے، حاوی ہو جائے۔

سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا

۵۷۲: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو سلیمان بن محمد بن ناجیہ مدینی نے، ان کو ابو عمرو احمد بن مبارک مستملی نے، ان کو محمد بن یحییٰ

(۵۷۱) أخرجه الطبرانی في الكبير (كما في المجموع ۴/۱۲۸) وفيه حديث بن صومي قال الهشمي مستور وبقيّة رجاله ثقات

تنبیه: الحدیث عند الطبرانی والدیلمی (۴۳۲۷) والأصبهانی فی الترغیب فی الترغیب (۱۳۵۵) من حدیث (عبد اللہ بن عمرو) بدلاً من

(عبد اللہ بن عمرو)

نے، انکو عثمان بن زمر نے، ان کو صفوان بن ابوالصہباء نے، ان کو بکیر بن عتیق نے، ان کو سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر مصروف و مشغول کر دے مجھ سے سوال کرنے اور مانگنے سے میں اسے عطا کرتا ہوں اس سے بھی بہتر جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔

اور بخاری نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے ضرار سے اس نے صفوان سے تاریخ میں۔

۵۷۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو خبر دی عبد اللہ بن سعد نے، ان کو حسین بن احمد بن حفص نیساپوری نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو ابوسفیان حمیری نے، ان کو ضحاک بن حمروہ نے، ان کو یزید بن خمیر نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے مانگے اور طلب کرنے سے مشغول و مصروف کر دے میں اسے مانگنے والوں سے بہتر اور افضل عطا کرتا ہوں۔

۵۷۴..... ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران، ان کو حسین بن صفوان بردی نے، ان کو عبد اللہ بن ابی الدنیا نے، ان کو خلف بن ہشام نے، ان کو ابوالاحوص نے، ان کو منصور نے ان کو مالک بن حارث نے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے مصروف کر دے، میں اس کو مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا یا بہتر عطا کرتا ہوں۔

۵۷۵..... ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے، ان کو حسن بن محمد فسوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن مردزی نے، وہ مکہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تشریح و تفسیر پوچھی کہ زیادہ تر میری اور دیگر انبیاء کی عرفہ میں دعایہ رہی:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئی قذیر

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت اسی کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(سفیان بن عیینہ نے جواب دیا) کہ یہ ذکر ہے اس میں دعائیں ہیں۔

سفیان نے فرمایا کہ تم نے حدیث منصور مالک بن حارث سے سنی ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا کہ وہی اس کی تفسیر ہے۔ پھر کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ کیا کہا تھا امیہ بن صلت نے؟ جب وہ ابن جدعان کے پاس آئے اپنا عطیہ و مشاہرہ مانگ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا۔ فرمایا کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو یہ کہا تھا:

أذكر حاجتی ام قد کفانی

حباء ک ان شیمتک الحیاء

إذا اثنی علیک المرء یوماً

(۵۷۲)..... أخرجه ابن عبد البر فی التمهید (۶/۳۵، ۳۶) من طریق صفوان بن أبی الصہباء. به.

(۵۷۳)..... أخرجه الأصہبانی فی الترغیب (۱۳۳۷) وعزاه الزبیدی فی الإتحاف (۷/۷) للمصنف فی السنن وھو فی الشعب کما تری.

(۵۷۴، ۵۷۵)..... انظر التمهید لابن عبد البر (۶/۳۴) وقد وقع البیت الثانی لابن أبی الصلت مقلوباً فجاء ہکذا.

کفاه من تعرضک الشاء : إذا اثنی علیک المرء یوماً

کفاه من تعرضک الشاء

میں اپنی حاجت ذکر کروں یا نہ کروں مجھے آپ کی بخشش کافی ہے۔ (اس لئے کہ) عطیہ اور بخشش آپ کی فطری عادت ہے۔ جس وقت کسی دن کوئی آدمی تیری تعریف کرے تیری توجہ اور نظر کرم کے لئے تعریف کرنا اس کے لئے کافی ہے۔

سفیان نے کہا کہ یہ تو مخلوق کا حال ہے کہ جب وہ جو دو سقاء کی طرف نسبت دے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہمیں آپ کی توجہ فرمائی کے لئے آپ کی تعریف ہی کافی ہے۔ یہاں تک کہ آپ ہماری حاجت پوری فرما دیتے ہیں۔ پھر کیا خیال ہے آپ کا خالق حقیقی کے بارے میں؟ (یعنی جب مالک حقیقی کی تعریف کی جائے تو کیا وہ ہماری حاجت سے واقف ہونے کے باوجود پوری نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ تو بطریق اولیٰ حاجت پوری فرمادیں گے۔ سوال کرنے اور مانگنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔) یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہو کر سوال نہیں کرتا میں اس کو مانگنے والے سے بہتر دیتا ہوں۔ (مترجم)

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چیز اس سب کچھ کو تقویت دیتی ہے وہ ہے جو روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذکر اللہ کی کثرت کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان کو نسا فضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کریں۔

۵۷۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسین نے، دونوں کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حمید بن عیاش املی نے (یہ ثقہ ہے) ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کو چین لیا ہے۔ پسند فرمایا ہے۔ منتخب کر لیا ہے۔ جو شخص پڑھے سبحان اللہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کی بیس غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو شخص یہ پڑھے الحمد للہ..... یہ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور اس سے بیس غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں اور جو شخص رات کتاب اللہ کی دس آیات پڑھ لیا کرے، غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے اور جو شخص رات ایک سو آیات پڑھ لیا کرے فرمانبرداری کرنے والوں کو لکھا جائے گا۔

سہیل نے فرمایا کہ مجھے میرے بھائی نے خبر دی ہے میرے والد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مذکور حدیث کی مثل مگر اس نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں: جو شخص اللہ کے ذکر کی کثرت کرے وہ منافقت سے بری ہو جاتا ہے۔

۵۷۷:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے، ان کو عطاء بن جعد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو کعب نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر زیادہ کرے وہ نفاق سے پاک ہو جاتا ہے۔ کہا گیا کہ روایت کی گئی ہے حماد سے سہیل بن ابوصالح سے ان کے والد سے ابی السلیل سے، کعب سے اور وہ زیادہ صحیح ہے مؤمل کی روایت سے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۸:..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبد اللہ بن رجا نے، ان کو سعید

نے، ان کو موسیٰ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا اس آدمی سے جس نے مجھ سے حدیث بیان کی ایسا جھنسی سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تو اللہ کے لئے پسند کر اور اللہ کے لئے ناپسند کر اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کر۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے ساتھ اور کیا کیا کروں؟ فرمایا تو لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے تو پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے تو وہی ناپسند کر جو اپنے لئے تو ناپسند کرتا ہے اور خیر کی اور اچھی بات کہہ یا تو خاموش رہ سوائے اس کے نہیں کہ جہنم میں اوندھا ڈالا جائے گا۔ جو شخص دنیا میں روندھا گیا اپنی زبان کے ساتھ (یعنی جس نے زبان کو غلط اور بے جا استعمال کیا)۔

۵۷۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بیہقی نے، ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے، ان کو داؤد بن حسین بیہقی نے، ان کو حمید بن زنجویہ نے، ان کو ابوالسود نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو زبان بن فائد نے، ان کو سہیل بن معاذ بن انس نے، ان کو ان کے والد نے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا افضل ایمان کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو محبت کرے تو اللہ کے لئے، بغض کرے تو اللہ کے لئے اور لوگوں کے لئے وہی کام کر جو اپنے لئے پسند کرے اور ان کے لئے اسی کام کو ناپسند کر جو اپنے لئے ناپسند کرے اور یہ کہ خیر کی بات کہہ ورنہ چپ رہ۔

۵۸۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، ان کو ابو لہیعہ نے، ان کو حارث بن یزید نے، ان کو علی بن رباح نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی سے کہا جسے ذوالجنادین کہتے تھے۔ بے شک وہ نرم دل بہت دعا کرنے و آواز داری کرنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ قرآن اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کی کثرت کرتا تھا۔

(انہ اواہ) و ذالک انہ کان یکثر ذکر اللہ بالقرن و الدعاء

(یہ روایت ثبوت ہے اس بات کا کہ تلاوت قرآن اور دعا کرنا ذکر اللہ ہے صرف زبان سے اسم الہی کا اور

یا صرف یاد رکھنا ہی ذکر نہیں۔ مترجم)

۵۸۱:..... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو احمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ہشام بن سعد نے، ان کو زید بن اسلم نے، کہتے ہیں کہ ابن ادرع نے کہا: میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ کے فرائض انجام دیتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا مگر اونچی آواز کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ یہ دکھاوا کرنے والا ہو۔ ابن ادرع کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازی آدمی ہے، نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں جان سکتے غالباً کہنے کے ساتھ اس معاملے کو۔

(۵۷۸)..... عزاء فی الكنز (۱۳۹۰) لابن مندۃ و ابو نعیم و قال ابو نعیم (ایاس بن سہل الجہنی) ذکرہ بعض المتأخرین فی الصحابة و هو فیما آراء من التابعین.

(۵۷۹)..... أخرجه أحمد (۲۴۷/۵) من طریق ابن لہیعہ. به و قال ابن حجر فی التقریب (۳۳۸/۱).

سہل بن معاذ بن انس الجہنی لایأس به إلا فی روایات زبان عنہ.

(۵۸۰)..... قال الہیثمی فی المجمع (۳۶۹/۹) رواہ أحمد والطبرانی وإسنادہما حسن.

پھر آپ دوسری رات باہر آئے۔ مجھے حفاظت کرتے پایا۔ میرا ہاتھ پڑا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے آدمی کے ساتھ گزرے جو اونچی آواز میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ابن ادرع کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ یہ آدمی ریاکار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ نرم دل اللہ کے آگے عاجزی کرنے والا ہے۔ ابن ادرع کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کون آدمی ہے۔ تو معلوم ہوا وہ عبد اللہ ذوالجنادین ہے۔ (نون کے ساتھ)۔ ابو احمد نے کہا کہ وہ ذوالجنادین تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

یہ نام اس کا اس لئے پڑ گیا تھا کہ جب وہ مسلمان ہوا تھا تو اس کے کپڑے نوج کر اتر والئے گئے تھے تو اس کی ماں نے اس کو ایک دھاری دار کپڑا چادر دی تھی جو بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ اس نے اسے دو حصوں میں کاٹ لیا تھا۔ ایک حصہ کو بطور تہ بند استعمال کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اوپر اوڑھ لیا کرتا تھا۔

اس حدیث کی اسناد مرسل ہے۔

۵۸۲..... اور تحقیق ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن غالب نے، ان کو عمر بن عبد الوہاب ریاچی نے، ان کو طلحہ بن یحییٰ نے، ان کو ہشام بن سعد نے، ان کو زید بن اسلم نے، ان کو سلمہ بن اکوع نے، کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا تھا۔ ایک رات..... پھر اسی حدیث کا مفہوم ذکر کیا اور اس حدیث کے آخر میں ہے..... پس یکا یک وہ عبد اللہ ذوالجنادین تھا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اور یہ کوشی نہیں ہے۔ اور صحیح روایت جعفر بن عون کی ہے۔

۵۸۳..... ہمیں خبر دی ہے عبد الجالحق بن علی مؤذن نے، ان کو ابو بکر بن حنب نے، ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سلیمان نے، ان کو ابو بکر بن ابی اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو ابو عبد العزیز رندی نے، ان کو سعید بن ابوسعید نے، ان کو ادرع اسلمی نے، کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آیا۔ پس یکا یک عبد اللہ ذوالجنادین (پرنظر پڑی) مسجد میں اونچی آواز کے ساتھ قرأت کر رہا تھا۔ مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر باہر آئے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قربان، کیا یہ شخص دکھاوا کرتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ، یہ تو عبد اللہ ذوالجنادین ہے۔

ابن ادرع کہتے ہیں کہ پھر اس کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ جب اس کی میت اٹھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نرمی کرو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس پر نرمی فرمائے۔

پھر اس کی قبر کھودی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قبر کشادہ کرو، اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی فرمائے۔

بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غمگین ہوئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

(۵۸۱)..... أخرجه أحمد (۳۳۷/۴) من طريق هشام بن سعد. به.

ولكن عند أحمد (ابن الأدرع) بدلاً من (ابن الأكواع)

وقال الذهبي في التجرید (۲۱۲/۲) ابن الأدرع اسمه سلمة أو محجن.

وقال الهيثمي في المجمع (۳۶۹/۹) رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح

۵۸۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی بن حنبلہ شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو ابو غررہ نے، ان کو فضل بن دین نے، کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن نے، ان کو ابو بکر حسن کارزی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو محمد بن مسلم نے، ان کو عمرو بن دینار نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ کی روایت میں ہے ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن دینار نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے قبرستان میں آگ دیکھی (روشنی) قبرستان میں آئے تو کیا دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں موجود ہیں اور فرما رہے ہیں:

مجھے پکڑاؤ مجھے دو اپنے ساتھی کو، کیونکہ یہ نرم دل، دعا میں آہ وزاری کرنے والا انسان تھا۔ جو کہ ذکر کرتے ہوئے اپنی آواز اونچی کر لیا کرتا تھا۔ ۵۸۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے، ان کو اسحاق بن منصور سلونی نے، ان کو محمد بن مسلم طائفی نے، ان کو عمرو بن دینار نے، ان کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک آدمی تھا ذکر کرتے ہوئے اپنی آواز اونچی کر لیتا تھا۔ ایک آدمی نے کہا اگر یہ اپنی آواز پست کر لیتا تو بہتر ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کی بارگاہ میں آہ و بکا کرنے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا انتقال ہو گیا تو کسی آدمی نے قبرستان میں اس کی قبر میں آگ دیکھی۔ لہذا اس کے قریب آیا تو یکا یک وہاں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں (دفن اپنے ہاتھ سے خود کروا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں) آؤ اپنے ساتھی کے پاس (یعنی دفن میں شامل ہو) یا لاؤ اپنے ساتھی کو (گویا آپ اس کی قبر میں اتر کر خود نیچے رکھوا رہے تھے) جبکہ وہ ایسا آدمی تھا جو زور و زور سے ذکر کرتا تھا۔ قبر میں آگ کے الفاظ آئے ہیں اس کا غلط مطلب نہ سمجھا جائے۔ بلکہ جیسے گزشتہ روایت میں گذرا ہے کہ قبرستان میں آگ دیکھی۔ پھر آگ سے مراد روشنی مراد ہے یا واقعی آگ جلائی تھی تو وہ بھی روشنی کے لئے دفن کرنے والوں نے جلائی تھی قبر میں روشنی کے لئے۔ (مترجم)

اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کرتا تھا اور اپنی دعا میں یوں کہتا تھا: اُوہ..... اُوہ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اُوہ ہے۔ یعنی اللہ کے آگے عاجزی کرتا ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نکلا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں موجود ہیں اور اسی آدمی کو دفن کروا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چراغ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی چراغ کو قبر میں دیکھنے کے لئے اندر کیا ہوگا اور قبر میں روشنی نظر آئی تو کسی راوی نے قبرستان میں آگ، کسی نے قبر میں آگ اور کسی نے واضح طور پر چراغ کے ساتھ تعبیر کیا۔ جس سے آنے والے لوگوں کے ظاہر آشک کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ لہذا اس فقیر نے وضاحت کر دی ہے۔ (مترجم)

۵۸۶:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسین بن علی داری نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو بندار نے، ان کو محمد نے، ان کو شعبہ نے ابو یونس سے، کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک آدمی سے سنا تھا، اس کا نام وقاص تھا، وہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے مذکورہ حدیث بیان کی۔

۵۸۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو عبد الوہاب نے، ان کو سعید نے، ان کو عاصم نے، ان کو ذر بن حبیش نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے، انہوں نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام البتہ اُوہ تھے۔ فرمایا کہ

(۵۸۳)..... أخرجه الحاكم في المستدرک (۳/۲۸۱) من طريق محمد بن مسلم الطائفي. به وصححه على شرط مسلم.

(۵۸۵)..... أخرجه الحاكم (۳/۲۸۱) بنفس الإسناد.

(۵۸۶)..... أخرجه الحاكم (۳/۲۸۱) بنفس الإسناد وقال الحاكم إسناده معضل.

(۵۸۷)..... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۳/۲۸۵) لابن جوير وابن المنذر والطبراني وأبو الشيخ عن ابن مسعود.

اَوَّلَهُ كَمَا مَطْلَبُ هَـ لَدَّ عَاءَ۔ بہت دعا مانگنے والا۔

۵۸۸..... ہمیں خبر دی ہے ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے، ان کو امام ابوالولید نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابی بکر نے، ان کو حمید بن اسود نے، ان کو عبداللہ بن سعید بن ابی ہند نے، ان کو شریک بن ابی نمیر نے، ان کو عطاء بن یسار نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتے۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا۔ مظلوم کی دعا۔ عادل بادشاہ۔

۵۸۹..... ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابی المعروف فقیہ نے، ان کو ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان قطعی نے، ان کو ابوعلی بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابو زریک بن اٹخ نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو دراج ابوالکح نے، ان کو ابواہیشم نے، ان کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درجے کے اعتبار سے کون لوگ اعظم ہیں؟ فرمایا کہ: اللہ کا ذکر کرنے والے۔

۵۹۰..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو عبید بن یعیش نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو شعبہ نے ان کو مسلم بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن ابی ہذیل سے، وہ کہتے ہیں مجھے میرے ایک ساتھی نے حدیث بیان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بربادی ہے سونے اور چاندی کے لئے۔ تمہارا ایک آدمی حاصل کرے ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور فیکہ حیات ایسی جو آخرت کے معاملے میں معاونت کرے۔ مذکورہ احادیث پر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تمام مذکورہ احادیث سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان ہے۔ پھر شیخ نے حدیث چلائی ہے، یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ کے ذکر کا کوئی موقع ملے ہو جو میں بیان کر چکا ہوں تو بندے پر حق ہے اور لازم ہے کہ وہ ذکر کی حفاظت کرے یا اس موقع کی حفاظت کرے۔ پھر تحریر کرنے کی کوشش کرے ان اذکار کی جس کی فضیلت ظاہر ہے اور واضح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ابھارنے کی تلقین کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بارے میں کتاب الدعوات میں احادیث کثیرہ ذکر کی ہیں۔ لہذا یہاں پر ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۵۹۱..... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابویثمہ نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو عمارہ بن قعقاع نے، ان کو ابوزرعمہ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان یعنی ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں پیارے ہیں۔ (وہ یہ ہیں):

(۵۸۹)..... أخرجه الترمذی (۳۳۷۶) من طریق ابن لہیعة. بہ.

وقال الترمذی: هذا حدیث غریب إنما نعرفه من حدیث دراج.

(۵۹۰)..... أخرجه أحمد (۳۶۶/۵) من طریق شعبہ. بہ.

(۵۹۱)..... أخرجه البخاری (۱۰۷۷/۷) عن زهير بن حرب أبو خيثمة، ومسلم (۲۰۷۲/۳) عن محمد بن عبد الله بن نمير وزهير بن حرب

وأبو كريب و محمد بن طريف الجلي كلهم عن ابن فضيل. بہ.

وليس عند مسلم من طريق أبي بكر كما قال البيهقي رحمه الله.

سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ العظیم

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو یوسف سے۔

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کریب سے، انہوں نے ابن فضل سے۔

۵۹۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نظیف مصری نے مکہ مکرمہ میں۔ ان کو ابو الفضل عباس بن محمد بن محمد بن نصر دافقی نے مصر میں لکھوا کر۔ ان کو محمد بن محمد بن اسماعیل بن شداد جدوعی نے، ان کو مسدد بن مسرہد نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو جریری نے، ان کو ابو عبد اللہ حسری جرعزقہ نے، ان کو عبد اللہ بن صامت نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت کی تھی۔ یا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی تھی اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسا کلام زیادہ محبوب ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے چن لیا ہے، وہ یہ ہے:

سبحان ربی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ

۵۹۳:..... ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صاغانی نے، ان کو عبد الوہاب بن عسائی نے، ان کو داؤد بن ابی ہند نے، ان کو عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے، ان کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ کہے:

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شىء قدير

روزانہ دس بار اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوا۔ محرمین یا فرمایا تھا کہ محرم۔ داؤد کا شک ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موسیٰ نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی وہیب نے داؤد سے، پھر اس نے مذکورہ روایت کیا۔

۵۹۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو جعفر رزازی نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو اسماعیل بن بوخالد نے، ان کو عامر نے، ان کو ربیع بن خثیم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ کہے:

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شىء قدير

دس مرتبہ روزانہ، چار آزاد غلاموں کے برابر ثواب ہوگا۔ غار کہتے ہیں میں نے ربیع سے کہا یہ آپ کو کس نے حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اسی طرح کہا ہے علی بن عاصم نے اسماعیل سے۔

۵۹۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد داؤد رزازی نے بغداد میں، ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم شافعی نے، ان کو محمد بن جهم

۵۹۲:..... أخرجه الحاكم (۵۰۱/۱) من طريق إسماعيل به.

صححه الحاكم ووافقه الذهبي.

۵۹۳:..... قول البيهقي وقال البخاري رحمه الله: وقال موسى عن داود. الخ.

ملت هو عند البخاري (۱۰۷/۸) قال البخاري وقال موسى حدثنا وهب عن داود عن عامر عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أبي أيوب عن نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سمری نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اسماعیل نے عامر سے، اس نے ربیع بن خثیم سے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے:

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

دس مرتبہ روزانہ کہے تو یہ چار گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ کہا گیا آپ کو کس نے یہ حدیث بتائی ہے؟ بتایا کہ عمرو بن میمون نے۔ میں ملا عمرو سے، میں نے کہا کہ آپ کو کس نے حدیث بیان کی ہے؟ بتایا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ۔

بخاری کہتے ہیں کہ اسماعیل نے کہا عامر شعمی سے مروی ہے۔ انہوں نے ربیع سے۔ دونوں نے اس کو نقل کیا ہے ابن ابی سفرہ کی حدیث سے، انہوں نے عامر شعمی سے، کہتے ہیں کہ میں نے ربیع سے کہا، آپ نے کس سے حدیث سنی، بولے کہ عمرو بن میمون سے۔ میں نے عمرو بن میمون سے کہا، آپ نے کس سے سنی یہ حدیث؟ بولے ابن ابی لیلیٰ سے۔ انہوں نے کہا میں نے اسے سنا ہے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ حدیث کتاب الدعوات میں بھی نقل ہوئی ہے۔

بخاری کہتے ہیں کہ اعمش نے کہلاور حصین نے بھی حلال سے، اس نے ربیع سے، اس نے عبد اللہ سے اسی قول کو۔

۵۹۶:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو جعفر رازی نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو حصین بن عبد الرحمن نے، ان کو ہلال بن یساف نے، کہتے ہیں کہ ہم جب بھی ربیع بن خثیم کے پاس بیٹھے، ان کا آخری قول یہ ہوتا تھا حضرت ابن مسعود نے فرمایا تھا جو شخص دن کے پہلے حصے میں دس مرتبہ یہ کہے:

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

اولاد اسماعیل علیہ السلام کے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔

۵۹۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو قعنبی نے مالک سے، انہوں نے نبی سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے:

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير

ایک سو مرتبہ۔ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور اس کے لئے ایک سو نیکی لکھی جائے گی اور اس سے ایک سو گناہ مٹا دیا جائے گا اور اس دن اس کے لئے آگ سے نجات ہوگی۔ یہاں تک کہ شام ہو جائے اور کوئی شخص نیکی کرنے والا اس کے برابر نہیں ہوگا۔ مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ افضل عمل کرے۔

اور جو شخص یہ کہے سبحان اللہ و بحمہ۔ ایک سو مرتبہ۔ اس کے سارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۵۹۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، کہتے ہیں کہ

(۵۹۵)..... قول البیهقی: قال البخاری قال إسماعیل عن عامر عن الربیع قوله

هو عند البخاری (۱۰۷/۸)

وقول البیهقی قال البخاری وقال الأعمش وحصین..... الخ.

هو عند البخاری (۱۰۷/۸)

(۵۹۶)..... أخرجه البخاری (۱۰۷/۸) قال: وقال آدم حدثنا شعبة حدثنا عبد الملك بن مسيرة سمعت هلال بن يساف عن الربيع بن خثيم

وعمر بن ميمون عن ابن مسعود قوله.

(۵۹۸)..... أخرجه البخاری (۱۰۶/۸) عن محمد بن مسلمة بن قعنب عن مالك. به.

وسلم (۲۰۷/۳) عن يحيى بن يحيى عن مالك. به.

میں نے مالک پر یہ حدیث پڑھی۔ پھر اس کو انہوں نے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی شیطان سے حفاظت ہوگی اور فرمایا کہ کتبت - حیت -

بخاری نے اس کو صحیح میں قعنی سے اور مسلم نے اس کو یحییٰ بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور روایت کیا ہے۔

۵۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ہمیں خبر دی ابو الحسن بشران نے، ان کو ابو جعفر رزازی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں یہ کہوں:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

تو یہ میرے نزدیک ان سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو بکر سے اور ابو کریم سے اور ابو معاویہ سے۔

۶۰۰:..... ہمیں خبر دی احمد بن حسن نے، ان کو حاجب بن احمد نے، ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو موسیٰ جعفی نے، ان کو مصعب بن سعد نے اپنے والد سے، وہ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اپنے تمام ہم نشینوں سے۔ کیا تم میں سے ہر آدمی اس بات سے بھی عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کمالے۔ ایک آدمی نے شرکاء محفل میں سے عرض کیا، ہم میں سے کوئی آدمی ہزار نیکی کیسے کر سکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سبحان اللہ سو مرتبہ کہے تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

۶۰۱:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو زہیر نے، ان کو منصور نے، ان کو ہلال بن یساف نے، ان کو ربیع بن عملیہ نے، ان کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین کلمات چار ہیں:

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔

آپ کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ابتداء کریں۔ اور حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے احمد بن یونس سے۔

۶۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے حسین بن محمد روزباری نے، ان کو محمد بن بکر نے، ان کو بیان ابو داؤد نے، ان کو احمد بن صلاح نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے عمرو نے، ان کو سعید بن ہلال نے، ان کو خزاعہ نے، ان کو عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے، ان کو ان کے باپ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گئے، وہاں اس کے آگے گھنٹیاں یا کنکریاں پڑی تھیں۔ وہ سبحان اللہ پڑھ

(۴۹۹)..... أخرجه مسلم (۲۰۷۲/۳) عن أبي بكر بن أبي شيبة وأبي كريب عن أبي معاوية۔

(۶۰۰)..... أخرجه أحمد (۱۷۳/۱ و ۱۸۵ و ۱۸۵) من طريق موسى الجهنی۔

(۶۰۱)..... أخرجه مسلم (۱۶۸۵/۳) عن أحمد بن عبد الله بن يونس۔

(۶۰۲)..... أخرجه المصنف من طريق أبي داود (۱۵۰۰) عن أحمد بن صالح۔

وأخرجه الترمذی (۳۵۶۸) من طريق عبد الله بن وهب۔

وقال الترمذی: حديث حسن غريب من حديث سعد

رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خبر دیتا ہوں اس عمل کے ساتھ جو تیرے لئے اس سے آسان ہے یا فرمایا تھا افضل ہے؟ پھر فرمایا وہ یہ ہے:

سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء و سبحان اللہ عدد ما هو خالق. واللہ اکبر مثل ذالک.

والحمد للہ مثل ذالک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۶۰۳:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل بن فضل نے ان کو احمد بن عیسیٰ مصری نے، ان کو ابن وہب نے، پھر اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل، علاوہ ازیں آپ نے فرمایا (قوی) اسے خاتون آپ کہئے۔

۶۰۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن احمد بن محمد عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن مولیٰ ال طلحہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا کریم ابو راشدین سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث خزاعیہ کے ہاں سے باہر تشریف لائے۔ جویریہ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا تھا۔ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے ہاں سے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے تو جویریہ نماز میں تھیں یا فرمایا کہ سجدے میں تھیں۔ دوسری بار انہوں نے کہا کہ آپ نکلے تو نماز پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت واپس آئے جب سورج اونچا ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا، کیا تم اپنی اسی مجلس میں ہو جب سے میں نکلا تھا؟ بولی جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین تین بار پڑھے تھے۔ اگر تم وزن کرو (اس عبادت کو) وزن کر لوں میں ان کلمات کے ساتھ۔ وہ یہ ہیں:

سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنة عرشہ ومداد کلماتہ

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان کی راویت کے ساتھ۔

۶۰۵:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقرئ نے ان کو حسن بن محمد اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو عمرو بن دارج نے ابواشعثم سے، انہوں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

استکثرو من الباقیات الصالحات

باقی رہنے والی نیکیاں کثرت کے ساتھ کرو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی ہیں؟ فرمایا کہ سوال کرنا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ:

اللہ اکبر. سبحان اللہ. لا الہ الا اللہ. الحمد للہ. ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا۔

۶۰۶:..... ہمیں خبر دی ابو محمد عبد الرحمن بن علی بن عبد الرحمن ساوی نے، ان کو ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی نے، ان کو اسحاق حربی نے ان کو ابو عمرو ضریر نے، ان کو عبد العزیز بن مسلم نے، ان کو ابن عجلان نے، ان کو سعید مقبری نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا خذوا جنتکم۔ اپنی ڈھال پکڑ لو۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عدو حضرت؟ کیا کسی دشمن

(۱۰۴) ... أخرجه مسلم (۲۰۹۰/۳) من طریق سفیان. به.

(۶۰۵) ... أخرجه النسائی فی عمل اليوم واللیلة من طریق ابن وہب. به.

انظر تحفة الاشراف (۳۰۶۶)

(۶۰۶) ... أخرجه النسائی فی عمل اليوم واللیلة من طریق حفص بن عمر الحوضی أبو عمر الضریر. به. انظر تحفة الاشراف (۱۳۰۶۱)

سے جو پہنچ چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جنہم عن النار۔ جہنم کی آگ سے ذہال اور بچاؤ اختیار کر لو یوں کہو:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

قیامت کے دن یہ کلمات آئیں گے۔ آگے پیچھے محبت کرنے والے۔ وہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔

۶۰۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو شہر ان بن حارون بن علی رازمی نے، ان کو سفیان بن عتبہ نے (جو کہ قویہ کے بھائی تھے) انہوں نے تمزہ زیات سے اور سفیان قوری سے، انہوں نے ترمذی سے، اس نے مرہ سے، اس نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم کر دیے ہیں، جیسے تمہارے درمیان تمہارا رزق تقسیم کئے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ مال عطا کرتے ہیں اس کو جس کو پسند کرتے ہیں اور اس کو بھی جس کو پسند کرتے ہیں۔ مگر ایمان صرف اسی کو دیتے ہیں جس کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتے ہیں اس کو ایمان عطا کرتے ہیں۔

جو شخص مال کو خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے اور رات کو عبادت کر کے شب بیداری سے ڈرتا ہے اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے ڈرتا ہے، اسے ان کلمات پڑھنے کی کثرت کرنی پڑے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

یہ کلمات آگے سے آگے والے پیچھے آئے والے اور دائیں بائیں آئے والے ہیں (یعنی ہر طرف سے حفاظت کرنے والے ہیں اور یہ باقیات الساعات ہیں۔

۶۱۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حسین بن شجاع صوفی نے، ان کو ابو بکر بن ابیاری نے، ان کو محمد بن اعوام نے، ان کو یزید بن حارون نے، ان کو عوام بن حوشب نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے، ان کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ایذا پہرہ مبارک میرے درمیان اور قاطمہ کے درمیان رکھا۔ پھر ہمیں وہ کلمات سکھائے جو آج پڑھتے ہیں۔ وہیں جس وقت ہم سوئے لگتے ہیں۔ منقش مرتبہ بیان اللہ اور تثنیث مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کے بعد ان کو بھی ترک نہیں کیا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے ان کو جنگ سلیمین والی رات کو بھی ترک نہیں کیا تھا؟ فرمایا کہ نہیں عین والی رات کو بھی ترک نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح میں منقول ہے مجاہد اور حاکم کی روایت سے عبد الرحمن سے۔

۶۲۔ ہمیں خبر دی ہے ابو نعیم بن بشران نے، ان کو ابو بکر احمد بن سیمان لقیہ نے، ان کو محمد بن حسن بن یحییٰ بن حری نے، ان کو ربیع بن حفص نے، ان کو ابو علی نے، ان کو سعید بن مہران نے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا جس سے وہ حدیث بیان کرتا تھا محمد بن یحییٰ بن حسن رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے ایک آدمی جاہز ہے جس بات سے بھی کہ وہ اس حدیث کے برابر نیکیاں کر لے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون طاقت رکھتا ہے کہ وہ اس حدیث کے برابر نیکیاں کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے۔

(۶۰)۔ أخرجه أحمد (۳۸۷/۱) والحاكم (۳۳۱/۱) من طريق مرة ۴۰

(۶۱)۔ أخرجه مسلم (۲۰۹/۱۳) من طريق مجاهد، والحاكم عن عبد الرحمن بن عيسى ۴۰

وأخرجه البخاري (۱۹۱۱) صحيح من طريق الحاكم ۴۰

(۶۲)۔ أخرجه السلي في عمل اليوم والليلة من طريق حرم بن حنبل ۴۰ (تحفة الأشراف ۱۰۷۹)

وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اس کی طاقت رکھتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ احد پہاڑ سے بہت بڑا ہے۔ الحمد للہ احد سے بہت بڑا ہے۔ لا الہ الا اللہ احد پہاڑ سے بہت بڑا ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ مذکورہ تمام اذکار تو نماز کے ساتھ مختص کر دیئے گئے ہیں، ان کے ساتھ اضافی عبادت کے طور پر جو پسند کرے۔ شیخ نے صلوٰۃ تسبیح کا ذکر بھی کیا ہے۔ ہم نے اس کی اسناد کتاب الدعوات میں ذکر کی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

۶۱۰..... ہمیں خبر دی ہے ابوہل محمد بن نصر ویہ بن احمد مروزی نے نسیا پور میں، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن حنبل نے، ان کو ابو بکر یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو موسیٰ بن عبدہ زیدی نے، ان کو یزید ابو سعید مولیٰ ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، ان کو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے۔ اے چچا جان، کیا میں تیرے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں تیری حفاظت نہ کروں؟ کیا میں تجھے فائدہ نہ پہنچاؤں۔ انہوں نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ چار رکعت پڑھئے، اس طرح کہ ہر رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ پڑھئے، ان کے بعد اور کوئی سی سورہ بھی جب سورہ پوری ہو جائے تو پھر رکوع میں جانے سے قبل یہ پڑھئے۔ اللہ اکبر۔ والحمد للہ وسبحان اللہ ولا الہ الا اللہ پندرہ مرتبہ۔ اس کے بعد آپ رکوع کیجئے۔ پھر رکوع ہی میں سر اٹھانے سے قبل اسے دس مرتبہ پڑھئے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیے (اور قوم میں) سجدہ میں جانے سے قبل دس مرتبہ پڑھئے۔ اس کے بعد سجدہ کیجئے اور پہلے سجدہ میں سر اٹھانے سے قبل دس مرتبہ پڑھئے۔ اس کے بعد سر اٹھائیے اور (جلتے میں) دوسرے سجدے سے قبل دس مرتبہ۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کیجئے اور دوسرے سجدہ میں سر اٹھانے سے قبل دس مرتبہ۔ اس کے بعد اپنا سر اٹھائیے اور دس مرتبہ پڑھئے کھڑا ہونے سے قبل۔ یہ پکھڑ ہوا ہر رکعت میں اور یہ چاروں رکعات میں تین سو بار ہے۔ (اس کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ) تیرے سارے گناہ معاف کر دیں گے اگرچہ وہ تہہ بہ تہہ ریت کی مثل ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر روز کون پڑھ سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو روزانہ پڑھنے کی استطاعت نہ رکھے تو پھر ہر جمعہ کے دن (یعنی ہفتے میں ایک بار) اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھ لئے۔ اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو اسے پڑھ لے ہر سال میں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی حدیث کو ابو یعلیٰ ترمذی نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ اور اس کو داؤد نے اسی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جس کو ہم نے کتاب الدعوات اور کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مبارک اس پر عمل کرتے تھے اور صالحین نے اس کو ایک دوسرے سے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور اس میں حدیث مرفوع کی تائید ہے اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

۶۱۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن جراح نے مقام مرو میں، ان کو یحییٰ بن ساسویہ نے، ان کو عبد الکریم بن عبد اللہ نے، ان کو ابوہب محمد بن مزاحم نے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے تکبیر کہئے، پھر سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک پڑھئے۔ اس کے بعد پندرہ مرتبہ یہ پڑھئے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا للہ واللہ اکبر۔ اس کے بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم

اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ پڑھے۔ اس کے بعد دس مرتبہ پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ۔ اس کے بعد رکوع کرے اور اسی تسبیح کو دس مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس مرتبہ اس کو پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کرے اور دس بار اس کو پڑھے۔ پھر سجدے سے سر اٹھائے اور دس مرتبہ اس کو پڑھے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اور ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھائے اور پھر دس بار اسی طریقے سے چار رکعات پڑھے۔ یہ پچھتر تسبیحات ہیں۔ ہر رکعت میں۔ اس طرح یہ پوری تین سو ہوں گی۔ اگر رات کو پڑھے تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ در رکعت پر سلام پھیرے۔ اگر دن میں پڑھے تو اگر چاہے تو سلام پھیرے اور اگر چاہے تو نہ پھیرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ابن مبارک کا اختیار کردہ طریقہ ہے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں۔ آخر میں جو یہ لکھا ہے سر اٹھائے اور اس کو دس مرتبہ پڑھے، میرا خیال ہے کہ یہ کاتب کی طرف سے اضافہ ہے۔ اس لئے کہ پچھتر کی تعداد اس کے بغیر پوری ہو جاتی ہے۔

۶۱۱ م..... ہمیں خبر دی ہے ابو الفتح محمد بن احمد بن الفوارس نے حافظ سے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن ابراہیم مقری نے، ان کو ابو شیبہ داؤد بن ابراہیم بغدادی نے، ان کو محمد بن حمید نے ان کو جریر نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب یعنی اپنے مکتوب میں اپنی تحریر کے ساتھ پایا ہے۔ ابو جناب کلبی انہوں نے ابو الجوزاء سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمرو سے کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں آپ کا خیال نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو اجازت نہ دوں؟ چار رکعات ہیں جو شخص ان کو پڑھے اس کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ پرانا ہو یا نیا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، قصداً ہو یا غلطی سے ہو، آغاز کیجئے اور نماز کی تکبیر اولیٰ کہئے۔ پھر قرأت سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھے اور کوئی سورہ پڑھے۔ اس کے بعد دس مرتبہ پڑھے، اس کے بعد رکوع کیجئے اور رکوع میں دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع سے سر اٹھائیے اور دس بار پڑھے، پھر سجدہ کیجئے اور سجدے میں دس بار پڑھے، پھر سر اٹھائیے اور دس مرتبہ پڑھے، پھر دوسرا سجدہ کیجئے اور سجدے میں دس مرتبہ پڑھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون اس کی طاقت رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ سال بھر میں ہو، اگرچہ مہینے میں ہو، اگرچہ ہفتے میں ہو، اگرچہ صرف قل ہو اللہ احد پڑھ کر ہو۔

۶۱۲ م..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ اسی کے مطابق ہے جو ہم حضرت عبد اللہ بن مبارک سے روایت کر چکے ہیں اور اس کو قتیہ بن سعید نے روایت کیا ہے یحییٰ بن سلیم سے، وہ عمران بن مسلم سے، وہ ابو الجوزاء سے فرماتے ہیں کہ میرے پاس عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور یہ حدیث ذکر فرمائی اور اس کے مرفوع ہونے کی مخالفت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا اور تسبیحات کو قرأت سے پہلے بھی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے تسبیحات کو قرأت کے بعد ذکر کیا ہے۔ پھر اس کا ذکر جلسہ استراحت میں (دو سجدوں کے درمیان) کیا ہے جسے دیگر تمام راویوں نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح عمرو بن مالک وغیرہ نے ابو الجوزاء سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے۔

۶۱۳ م..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ سے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسید بن عاصم نے، ان کو حسین بن حفص نے، ان کو سفیان نے، ان کو عطاء بن یسار نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۶۱۱)..... أخرجه الحاكم (۳۱۹/۱) بنفس الإسناد.

وأخرجه الترمذی (۴۷۱) من طریق أبي وهب. به.

(۱)..... زیادة من المستدرک والترمذی.

(۶۱۲)..... أبو الجوزاء هو أوس بن عبد الله الربيعی.

دو خصلتیں ایسی ہیں جو بھی مسلمان ان کی حفاظت کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں قلیل ہیں اور ان کے ساتھ جو عمل کرتے ہیں وہ بھی قلیل ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دونوں کونسی ہیں؟ فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایک بھی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اور دس مرتبہ الحمد للہ پڑھے اور اللہ اکبر دس بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو پچاس ہیں اور ترازو میں پندرہ سو ہیں۔ اور رات کو سونے کے لئے جب بستر پر آئے تو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ ایک ایک سو بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو ہیں اور ترازو میں ایک ہزار ہیں۔ (اب سوچو) تم میں سے کونسا ایسا بندہ ہے جو رات دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہاتھوں پر شمار کر رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو خصلتوں کو کیسے کوئی نہیں کرے گا؟ اور کیونکر ان کی حفاظت نہیں کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے یاد کر فلاں کام ہے، فلاں کام ہے، یہاں تک کہ وہ یہ ذکر چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور سو جاتا ہے اور ذکر چھوڑ دیتا ہے۔

۶۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے، ان کو ابو المویجہ نے، ان کو عبدان نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو مالک بن مغول نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حکم بن عتیہ سے وہ حدیث بیان کرتا ہے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے۔ اس نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر میں پڑھے جانے والے چند کلمات میں ان کو کہنے والا رسوا نہیں ہوتا یا یوں فرمایا تھا ان کو کرنے والا ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور پچتیس مرتبہ اللہ اکبر۔

۶۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن حسن حیری نے اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید بن فروز نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اوزاعی سے، وہ کہتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حسان بن عطیہ نے، ان کو محمد بن ابوعائشہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالدار لوگ سارا ثواب لے گئے ہیں ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں، مگر ان کے پاس فاضل مال ہیں، جن کے ساتھ وہ صدقہ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، جس کا ہم صدقہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو وہ کلمات پڑھے تو اس کو پالے جس نے تجھ سے سبقت کی تھی اور تیرے بعد کوئی تجھ سے لاحق نہ ہو سکے۔ عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ تو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھ اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ پڑھ اور اللہ اکبر تینتیس مرتبہ پڑھ اور اس کے بعد یہ پڑھ:

لا الہ الا اللہ و حده لا شریک لہ، لہ الملک و لہ الحمد و هو علی کل شیء قدير .

۶۱۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ سوسی نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس اصم نے، ان کو سعید بن عثمان تنوخی نے، ان کو بشر بن بکر نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اوزاعی نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو اسی طرح روایت کیا

(۶۱۳)..... أخرجه أحمد (۲/۲۰۴، ۲۰۵) وأبو داود (۵۰۶۵) والترمذی (۳۴۱۰) والنسائی من طریق عطاء. به.

وقال الترمذی حسن صحیح.

(۶۱۴)..... أخرجه المصنف فی السنن (۲/۱۸۷) بنفس الإسناد.

وقال: رواه مسلم فی الصحیح عن الحسن بن عیسیٰ بن عبد اللہ بن المبارک ومن وجہ آخر عن حمزة الزیات

انظر مسلم (۱/۳۱۸)

(۶۱۵)..... أخرجه أبو داود (۱۵۰۴) من طریق الأوزاعی. به.

(۶۱۶)..... أخرجه مسلم (۱/۳۱۸) من طریق أبی عیبد المذحجی عن عطاء بن یزید اللیثی. به.

ہے عطاء بن یزید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اسی طریقہ سے اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں۔

۶۱۷..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو جعفر محمد بن عمر بن یحییٰ بن رزاز نے، ان کو محمد بن عبد الملک دیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو ورقاء نے، ان کو بنی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالدار لوگ درجے بھی لے گئے ہیں اور دائی نعمتیں بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ بولے کہ جیسے ہم نمازی پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں، جیسے ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ فاضل مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، مگر ہمارے پاس مال تو نہیں ہیں کہ خرچ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات کی خبر نہ دوں کہ تم اس کے ذریعے اس کے مرتبے کو پالو جو تم سے آگے ہے اور جو تمہارے بعد آئے تم اس سے آگے بڑھ جاؤ اور کوئی ایسی نیکی نہ کر پائے جو تم کو پاؤ۔ مگر وہ شخص جو وہی نیکی کرے کہ تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن یزید سے۔

۶۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمیٰ نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو مشعر نے مسعودی سے، ان کو ابراہیم سکسکی نے، ان کو عبد اللہ بن ابی اوفیٰ نے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ذکر کیا کہ وہ قرآن میں سے کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا اور اس سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھادیں جو قرآن کی جگہ اس کو کفایت کر جائے۔ فرمایا کہ کہو:

سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۶۱۹..... ہمیں خبر ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو جعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو حسان بن ثواب ابو علی نے ان کو عثمان بن حبیب نے، ان کو ابو عثمان نے اور احمد بن حنبل ان کی توثیق کرتے تھے اور اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ آپ نے اس سے کوئی شے نہیں لکھی۔ ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی خیر سکھائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، یہ کہو:

سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پکا عہد کیا اور چل دیا۔ پھر کچھ سوچنے لگا۔ پھر واپس لوٹ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا یہ سوچنا تو مایوس کا ہے۔ وہ آگیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ یہ تو ساری بات اللہ کے لئے۔ میرے لئے کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دیہاتی جب تم یہ کہتے ہو سبحان اللہ (اللہ پاک ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تم نے سچ کہا ہے اور جب تم کہتے ہو الحمد للہ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو نے سچ کہا اور جب تم کہتے ہو اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے)۔

(۶۱۷)..... أخرجه المصنف في السنن (۱۸۶/۲) بنفس الإسناد.

وأخرجه البخاری (۸۹/۸) عن إسحاق بن یزید. به.

(۶۱۸)..... أخرجه المصنف في السنن (۳۸۱/۲) من طريق المسعودی. به.

والمسعودی هو عبد الرحمن به عبد الله.

والسکسکی هو إبراهيم بن عبد الرحمن السکسکی.

(۶۱۹)..... فی الزهد للبيهقي (۸۲۵) الحسن بن ثواب بدلاً من الحسن بن ثوب.

والحديث عزاه في الكنز (۳۹۱۱) للمصنف فقط.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے سچ کہا اور جب تم کہتے ہو اللھم اغفر لی (اے اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے، مجھے بخش دے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بالکل میں نے تجھے بخش دیا ہے اور جب تم یہ کہتے ہو اللھم ارحمینی (اے اللہ مجھ پر رحم فرما)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بالکل میں نے رحم کر دیا اور جب تم کہتے ہوئے اللھم ارزقنی (اے اللہ مجھے رزق دے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بالکل میں رزق دوں گا۔ چنانچہ وہ دیہاتی اس رسی پر بیٹھا جو اس کے ہاتھ میں تھا پھر واپس چلا گیا۔

۶۲۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان ابن ابی داؤد برسی نے، ان کو محمد بن عبید طنافسی نے، ان کو یونس بن ابی اتق سبعی نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے، کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد محمد نے اپنے والد سعد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

حضرت یونس علیہ السلام نے دعا کی، جس کے ساتھ انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی تھی:

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین

کوئی معبود نہیں سوائے تیرے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔

جو شخص بھی کسی تکلیف اور پریشانی میں اس کے ساتھ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

۶۲۱..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن علی خزاز نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن خلف عی نے، ان کو عاصم بن بھدلہ نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابراہیم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے، فرماتی ہیں میرے پاس سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی عمر کی ہو چکی ہوں یا یوں کہا کہ میں ضعیف ہو چکی ہوں یا جیسے بھی کہا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسے عمل کا حکم فرمائیے جو عمل میں بیٹھے بیٹھے کر لیا کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ایک سو بار سبحان اللہ پڑھئے۔ یہ ایک سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا جسے آپ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے آزاد کریں اور ایک سو بار الحمد للہ پڑھئے۔ یہ آپ کے لئے ایک سو لگام چڑھائے ہوئے زین کسے ہوئے گھوڑوں کے برابر ہوگا جس پر سوار ہو کر آپ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور ایک سو بار اللہ اکبر پڑھئے، یہ آپ کے لئے ایک سو قلابہ اور پشہ ڈالے ہوئے ایک سو اونٹوں کے برابر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کے لئے قبول ہو چکے ہوں اور ایک سو بار لا الہ الا اللہ پڑھئے۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا اس سے آسمان وزمین کا خلایکیوں سے بھر جائے گا اور اس دن تیرے عمل سے بہتر کسی کا عمل اللہ کی طرف بلند نہیں ہوگا۔ ہاں اس کا جو تیری مثل عمل کرے گا۔

۶۲۲..... ہمیں خبر دی ابو علی بن شاذان نے بغداد میں، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو الریح سلیمان بن داؤد عتکی نے، ان کو معتمد نے، ان کو داؤد طفاوی نے ان کو ابو مسلم بجلي نے، ان کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے، یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے:

اللھم ربنا ورب کل شئی انا شہید انک انت الرب وحدک لا شریک لک۔ اللھم ربنا ورب کل شئی انا

شہید ان محمداً عبدک ورسولک۔ اللھم ربنا ورب کل شئی۔ انا شہید ان العباد کلھم اخوة۔ اللھم ربنا ورب

کل شئی۔ اجعلنی مخلصالک واهلی فی کل ساعة من الدنيا والاخرة یا ذا الجلال والاكرام۔ اسمع واستجب

اللہ اکبر الاکبر۔ اللہ نور السموت والارض اللہ اکبر الاکبر، حسبى الله ونعم الوکیل اللہ اکبر الاکبر۔

اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب۔ میں گواہ ہوں کہ بے شک تو ہی رب ہے تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ ہے اور تیرا رسول ہے۔ اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ بندے سارے کے سارے بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ، اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب مجھے اور میرے گھروالوں کو اپنے لئے مخلص بنادے، ہر لمحے دنیا میں اور آخرت میں۔ اے عظمت اور بزرگی والے، میری دعا سن لے اور قبول فرما لے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمین کو روشن کرنے والا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔

۶۲۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو اسامہ نے، ان کو محمد بن کعب نے، ان کو عبد اللہ بن سداد نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند کلمات سکھائے تھے۔ ان کو وہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے جنہیں وہ کرب اور پریشانی میں پڑھتے تھے۔

لا الہ الا اللہ الحلیم۔ سبحان اللہ و تبارک اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العلمین۔
اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں، وہ حوصلے والا ہے۔ اللہ پاک ہے اور اللہ برکت والا ہے۔ عرش عظیم کا مالک ہے۔
ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو کہ ساری جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۶۲۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے زائدہ سے، ان کو عبد الملک بن عیمر نے، ان کو مصعب نے یہ کہ عبد الملک بن مروان نے مدینے میں اپنے عامل هشام بن اسماعیل کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت حسن بن حسن اہل عراق کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے۔ تیرے پاس جب میرا یہ خط پہنچے تو ان کے پاس پیغام بھیج کر انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ مصعب کہتے ہیں کہ ان کے پاس جب وہ لائے گئے ہشام کچھ مصروف تھے، چنانچہ ان کے پاس علی بن حسین اٹھے اور فرمایا کہ اے چچا زاد بھائی مشکل کشائی کے کلمات پڑھ لیجئے۔ (وہ یہ ہیں):

لا الہ الا اللہ الحلیم الکبیر، لا الہ الا اللہ العلی العظیم۔ سبحان اللہ رب السموات السبع
و رب الارض العظیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔

مصعب فرماتے ہیں کہ ہشام نے ان کو دیکھ کر چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ یہ ایسا چہرہ ہے جو جھوٹ کے ساتھ گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے اور امیر المؤمنین سے بات اور مراجعت کر لی جائے۔

۶۲۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حامد بن ابی حامد مقرئ نے، ان کو اسحاق بن

(۶۲۲)..... أخرجه أبو داود (۱۵۰۸) عن مسدد وسليمان بن داود العتكي. به.

وقال المنذرى قال الدارقطنى: تفرد به معتمر بن سليمان عن داود الطفاوى عن أبي مسلم البجلي عن زيد بن أرقم ۱-هـ.

وقال المنذرى: فى إسناده داود الطفاوى قال يحيى بن معين ليس بشيء.

(۶۲۳)..... أخرجه الحاكم (۵۰۸/۱) من طريق أسامة بن زيد. به وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه لاختلاف

فيه على الناقلين ووافقه الذهبي

(۶۲۶)..... أخرجه ابن أبي الدنيا فى الفرج بعد الشدة عن محمد بن الحسين عن محمد بن سعيد عن شريك عن عبد الملك بن عمير قال

كعب الوليد بن عبد الملك إلى عثمان بن حيان المزنى. انظر الحسن بن الحسن فاجلده مائة جلد..... الخ. بنحوه.

سلیمان رازی نے، ان کو عبد الرحمن بن عبد اللہ یعنی مسعودی نے، ان کو عبد اللہ بن حمارق بن سلیم نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم تمہیں کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو ہم تمہارے پاس کتاب اللہ سے اس کی تصدیق بھی پیش کرتے ہیں۔ بے شک بندہ جب کہتا ہے:

سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر وتبارک اللہ.

تو ایک فرشتہ ان کلمات کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور انہیں اپنے پر کے نیچے محفوظ کر لیتا ہے۔ پھر ان کو لے کر وہ اوپر کو چڑھ جاتا ہے، وہ ان کلمات کو لے کر فرشتوں کی جس کسی جماعت کے ساتھ گذرتا ہے تو وہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جس نے یہ الفاظ پڑھے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں لے کر وہ رحمن کے سامنے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر)

اسی کی بارگاہ میں چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات اور عمل صالح بلند کرتا ہے اسی کو۔

۶۲۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اخیق نے، ان کو حسن بن موسیٰ اشیب نے، ان کو حماد نے، ان کو ثابت بنانی نے کہ ایک آدمی نے فراخی میں چار غلام آزاد کئے اور دوسرے آدمی نے کہا:

سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر.

پھر مسجد میں داخل ہوا تو دیکھتا ہے حبیب سلمیٰ اور اس کے رفقاء بیٹھے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا، آپ لوگ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے چار غلام آزاد کئے اور دوسرے نے کہا اے اللہ اس نے تو چار گردنیں غلامی سے آزاد کرائی ہیں اور میں تنہا ہوں۔

سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر.

دونوں میں سے کون افضل ہے؟ پس تھوڑی سی دیر انہوں نے غور کیا، پھر بولے ہم اللہ کے ذکر سے افضل کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

۶۲۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلمان نے، ان کو عبد الرحمن بن جہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابوالجعد نے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ابوسعید بن مہب نے ایک سو غلام آزاد کئے ہیں۔ فرمایا کہ بے شک سو غلام آزاد کرنا ایک آدمی کے مال میں بہت ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سے بھی افضل کی خبر دوں؟ ایمان جو شب و روز کے ساتھ لازم و ملزوم ہو اور تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ تر و تابی چاہئے۔

۶۲۸..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید بن صفار نے، ان کو احمد بن عبید اللہ نرسی نے، ان کو حجاج بن محمد اعمور نے، کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے موسیٰ بن عقبہ نے سہیل بن ابی صالح سے، ان کو ان کے والد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی محفل میں بیٹھے جس میں شور و شغب زیادہ ہو۔ پھر وہاں سے اٹھنے سے قبل وہ یہ کہے:

(۶۲۵)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۳۲۵/۲) عن محمد بن يعقوب. به وصحة الحاكم ووافقه الذهبي.

(۶۲۷)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۱۹/۱) من طريق عبد الرحمن بن مهدي. به.

(۶۲۸)..... أخرجه الترمذی (۳۶۳۳) وأحمد (۴۹۴/۲) من طريق حجاج بن محمد. به.

وقال الترمذی حسن غریب صحیح من هذا الوجه لا نعرفه من حدیث سهل إلا من هذا الوجه.

سبحانک ربنا وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک (الا غفرلہ ماکان فی مجلسہ ذلک)

اس کے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس محفل میں ہوئے تھے۔

۶۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق صفانی نے، ان کو ابو مسلم خزاعی نے، ان کو خلاد بن سلیمان نے (اور وہ خداتر س لوگوں میں تھے) ان کو خالد بن عمران نے، ان کو عروہ بن زبیر نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے تھے یا نماز پڑھتے تھے تو کچھ کلمات کے ساتھ تکلم فرماتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی بھی خیر اور اچھائی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو قیامت تک اس خیر پر ان کلمات سے طالع اور مہر لگانے والا ہوگا اور اگر اس کے بغیر مکمل کرے تو بھی اس کے لئے کفارہ ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں):

سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔

۶۳۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو ابو جعفر اصفہانی نے، ان کو ابو معاویہ نے اعش سے، ان کو ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو حارث بن سید نے، ان کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام:

سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک

ہے اور اللہ کے یہاں مغضوب ترین کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: اتق اللہ..... تو اللہ سے ڈر۔ یا اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچ۔ تو دوسرا جواب دے تو ہی بچا اپنے آپ کو یا تو ہے ڈر۔

۶۳۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو ابو حنیفہ بن حباب نجمی نے بصرہ میں ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابو اسحاق نے جری نحدی سے ان کو ایک آدمی نے بنو سلیم سے کہتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمار کیا میرے ہاتھ میں یا اپنے ہاتھ میں:

التسبیح نصف المیزان۔ والحمد لله تملاء۔ والتکبیر تملاء ما بین السماء والارض

والصوم نصف الصبر، والطہور نصف الایمان۔

سبحان اللہ کہنا ترازو کو آدھا بھر دیتا ہے۔ الحمد للہ کہنا پورا بھر دیتا ہے۔ اللہ اکبر کہنا زمین و آسمان کے درمیان خلاء کو بھر دیتا ہے۔ روزہ رکھنا آدھا صبر ہے اور طہارت نصف ایمان ہے۔

۶۳۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابو حیان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ تھے جب سنتے کہ کوئی سائل کہتا ہے کون ہے جو قرضہ حسد دے دے۔ فرماتے:

(۶۲۹)..... أخرجه النسائي في الصلاة وفي اليوم واللييلة عن محمد بن إسحاق. به.

(۶۳۰)..... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۷۳۹) من طريق أبي العباس محمد بن يعقوب الأصم.

(۶۳۱)..... أخرجه الترمذی (۳۵۱۹) من طريق أبي إسحاق. به.

وقال الترمذی هذا حديث حسن وقد رواه شعبه وسفيان الثوري عن أبي إسحاق.

(۶۳۲)..... أخرجه الإصبهاني في الترغيب (۷۴۵) من طريق يحيى بن أبي طالب. به.

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

یہ قرضہ حسنہ ہے۔

۶۳۳:..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ جر جانی نے، ان کو ابو بکر محمد بن قاسم انباری نے، ان کو میرے والد نے، ان کو حسن بن عبد الرحمن نے، ان کو عباس بن الفرخ نے، ان کو اصمعی نے، ان کو عیسیٰ بن عمر نے، فرماتے ہیں کہ نابغہ بنی شیبان شاعر جب شعر کہتا تو اپنی زبان کو قابو کر لیتا، پکڑ لیتا۔ کہتا میں ضرور تیرے اوپر مسلط کروں گا جو تجھے برا لگے گا:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

یعنی اگر دنیاوی باتوں میں شعر کہنے سے زبان آلودہ کرتے تو اس کی تلافی مافات کے طور پر مذکورہ ذکر کرتے)۔

۶۳۴:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو احمد بن حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو عبد الکریم بن ہشیم نے، ان کو ابو الصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، یہ کہ شعوز بن عبد الرحمن نے اس کو بیان کیا ابن عائد سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کی پٹائی کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک کہتا بسم اللہ اور دوسرا کہتا سبحان اللہ۔ امیر المؤمنین نے فرمایا تو ہلاک جائے تخفیف کو مسج سے، بے شک تسبیح صرف مومن کے دل میں استقرار پکڑتی ہے۔

۶۳۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو وائل نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے آسمان سے: اے لوگو! اپنے خطرے سے بچنے کے لئے اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لو۔ لوگ بٹے ہیں اور انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے ہیں۔ ایک آدمی آیا اس کے پاس ڈنڈے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس نے وہی لے لیا۔ پھر آسمان سے پکارنے والے نے پکارا، تمہارے خطرے سے بچنے کے لئے تمہارے ہتھیار یہ نہیں ہیں، لہذا اہل زمین میں سے کسی نے پوچھا کہ ہمارے خطرے کے لئے ہمارے ہتھیار کیا ہیں؟ منادی کرنے والے نے کہا کہ وہ ہتھیار یہ ہے:

لا الہ الا اللہ سبحان اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

۶۳۶:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو عمر بن سماک نے، ان کو ضیل بن اسحاق نے، ان کو خالد بن خدّاش نے، ان کو ادريس بن ابی بکر نے، ان کو ابن انخی جریر بن حازم نے، کہتے ہیں کہ ہم عثمان سے ہم نشینی کرتے تھے۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا، کیا دیکھتے ہیں آپ اس محفل کے بارے میں جس میں ہم ہوتے تھے؟ فرمایا کہ سب کچھ باطل ہے۔ میں نے اس ذکر سے زیادہ بہتر کچھ نہیں پایا:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

۶۳۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، انہوں نے سنا ابو زکریا بن اسحق عنبری سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن علی دھلی سے، وہ کہتے کہ میں نے سنا اپنے بعض مشائخ سے وہ ذکر کرتے تھے کہ انہوں نے دیکھا احمد بن احمد کو خواب میں اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

سے زیادہ نفع والی آخرت کے اعتبار سے کوئی چیز نہیں پائی۔

مجموعہ اذکار میں سے استغفار بھی

اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اسی قبیل سے یعنی ذکر کے قبیل سے استغفار ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

استغفروا ربکم انه کان غفراً (سورۃ نوح ۱۰)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا) اپنے رب سے بخشش طلب کرو، بے شک وہی بہت بخشنے والا ہے۔
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی آئی ہیں۔ شیخ حلیمی نے بھی کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب الدعوات میں ذکر کر دیا ہے اور یہاں بھی ان میں سے بعض کو ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۶۳۸..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو بکر محمد بن حسین فظان نے، ان کو احمد بن یوسف سلیمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو زہری نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں:

واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات (محمد ۱۹)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کے لئے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرة

بے شک میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) البتہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں دن میں ستر مرتبہ۔

۶۳۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزنی نے، ان کو علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے، کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

واللہ انی لاستغفر واتوب فی الیوم اکثر من سبعین مرة

اللہ کی قسم بے شک میں البتہ بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں روزانہ ستر بار سے بھی زیادہ۔

اس کو بخاری نے صحیح میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے۔

۶۴۰..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقرئ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب ستقانی نے، ان کو ابوالریج نے، ان کو حماد بن زرر نے، ان کو ثابت بنانی نے، ان کو ابوبردہ سے، ان کو اغر مزنی نے، ان کو بھی صحبت رسول حاصل تھی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

انه لیعان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مائة مرة

بے شک میرے دل پر پریشانی اور گرانی ہوتی ہے۔ میں استغفار کرتا ہوں دن میں ایک سو بار۔

(۶۳۸)..... أخرجه الترمذی (۳۲۵۹) عن عبد بن حمید عن عبد الرزاق. به وقال الترمذی حسن صحیح.

(۶۳۹)..... أخرجه البخاری (۸۳/۸) عن أبی الیمان. به.

(۶۴۰)..... أخرجه مسلم (۲۰۷۵/۴) عن أبی الربیع العتکی ویحیی بن یحیی وقتیبہ بن سعید جمیعاً عن حماد. به.

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو الریح سے۔

۶۴۱:..... ہمیں خبر دی ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن محمد بن سعید بن مسعود سکرانی نے آخری دو میں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد یعقوب معقلی نے نکھوا کر ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابواسامہ نے ان کو مالک بن معول نے، ان کو محمد بن سوقة نے، ان کو نافع نے، ان کو حضرت ابن عمر نے، فرمایا کہ ہم لوگ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شمار کرتے تھے یہ الفاظ:

رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الرحیم. مائة مرة

اے میرے رب مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما، بے شک توبہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ سو مرتبہ۔

۶۴۲:..... ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد عامری نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحییٰ نے، کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے، اس کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے، ان کو عثمان بن واقد نے، ان کو ابو نصیر نے مولیٰ ابی بکر سے، اس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لم یضر من استغفر وان اذنب فی الیوم سبعین مرة

جو شخص استغفار کرتا ہے اس کا کچھ نقصان نہیں ہے، اگرچہ وہ روزانہ ستر گناہ کرے۔

۶۴۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محتام نے ان کو ابو حنیفہ نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عبید نے، کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل نہ کرادے۔ اس لئے کہ میں تیز زبان اور سخت زبان والا آدمی ہوں، اپنے گھر والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

این انت من الاستغفار انی لا استغفر الله فی الیوم مائة مرة

کہاں غافل ہو تم استغفار سے۔ بے شک میں البتہ استغفار کرتا ہوں اللہ سے روزانہ سو بار۔

۶۴۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن فورک نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو ولید بن ابومغیرہ نے، ان کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیز زبان کا آدمی ہوں اور میرے گھر والے زیادہ تر بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے کہاں غافل ہے؟ میں ضرور استغفار کرتا ہوں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے۔

۶۴۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قتادہ سے، ان کو ابو عمرو بن نصر نے، ان کو ابراہیم بن جیم دمشقی نے مکہ مکرمہ میں ان کو هشام بن عمار نے، ان کو ولید نے، وہ ابن مسلم سے، ان کو حکم بن مصعب قرشی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ان کے والد سے، وہ ان کے دادا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۶۴۱)..... أخرجه أحمد (۲/۲۱) من طریق مالک بن مغول. به.

(۶۴۲)..... أخرجه أبو داود (۱۵۱۳) والترمذی (۳۵۵۹) من طریق عثمان بن واقد العمری. به وقال الترمذی هذا حدیث غریب إنما نعرفه

من حدیث أبی نصيرة وليس إسناده بالقوی.

(۶۴۳)..... أخرجه الحاكم (۲/۴۵۷) من طریق سفیان. به.

وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

(۶۴۴)..... أخرجه المصنف من طریق أبی داود الطيالسی (۴۲۷) عن شعبه. به.

من اکثر الاستغفار جعل الله له من كل هم فرجاً ومن كل ضيق مخرجاً ورزقه من حيث لا يحتسب
جو شخص کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر فکر و پریشانی سے کشادگی اور ہر تنگی سے راہ نجات بناتا ہے
اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

۶۳۶:..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے ان کو محمد یوسف نے، کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر
کیا منصور بن صفیہ سے اس نے اپنی ماں صفیہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی ہیں کہ:
طوبى لمن وجد في صحيفته استغفارا كثيراً
مبارک ہو اس شخص کو جو اپنے صحیفے میں پالے استغفار کثیر۔

یہ صحیح ہے مگر بطور موقوف ہونے کے اور نعمان بن سلام سے روایت ہے سفیان سے بطور مرفوع روایت کے اور روایت کیا گیا حدیث داؤد بن
عبدالرحمن سے، ان کو منصور بن صفیہ سے اسی طرح مرفوع روایت ہے۔

۶۳۷:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے ان کو عمرو بن عثمان نے اور ہمیں خبر دی
ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن عثمان زاہد نے، ان کو شام بن بشر نے، ان کو عمرو بن عثمان نے بن سعید بن کثیر بن دینار حمصی نے وہ کہتے
ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد اللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں
کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

طوبى لمن وجد في صحيفته من الاستغفار.
مبارک ہو اس شخص کو جو اپنے صحیفے میں استغفار کو پالیتا ہے۔

اور ابن عبدان نے اپنی روایت میں کہا ہے:

طوبى لمن وجد في كتابه استغفارا كثيراً
مبارک بادی ہے اس شخص کے لئے جو شخص اپنے اعمال نامے میں کثیر استغفار پالیتا ہے۔
اور انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے سنا ہے۔

۶۳۸:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو عقیق بن یعقوب بن صدیق
بن موسیٰ زیدی نے، ان کو منذر کے دونوں بیٹوں نے، یعنی عبد اللہ اور محمد نے، ان کو ہشام بن عروہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت زبیر
رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احب ان تسره صحيفته فليكثر فيها من الاستغفار

جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا اعمال نامہ اس کو اچھا لگے اور خوش کر دے اسے چاہئے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

۶۳۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن جامع بن احمد محمد آبادی نے، ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابی

(۳۳۵)..... أخرجه الحاكم (۲/۲۲۲) من طريق الوليد بن مسلم. به.

وصححه الحاكم ووافقه وقال الذهبي الحكم فيه جهالة.

(۶۳۷)..... أخرجه ابن ماجه (۳۸۱۸) عن عمرو بن عثمان. به.

وقال البوصيري في الزوائد إسناده صحيح ورجاله ثقات.

(۶۳۸)..... عزاه الهيثمي في المجمع (۲۰۸/۱۰) للطبراني في الأوسط وقال: رجاله ثقات.

اسحق نے، اس صورت میں کہ اس نے ان کو پڑھ کر سنایا اور ان کو ابو عبد الرحمن نے بطور املا کروا کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن محمد بن عبدوس طراکفی نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ربیع بن روح حمصی نے، ان کو ولید بن سلمہ نے، ان کو نصر بن عربی نے، ان کو محمد بن منکدر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان للقلوب صدء كصمدأ النحاس و جلاءها الاستغفار

بے شک دلوں کے لئے زنگ ہوتا ہے تانبہ کے زنگ کی طرح اور اس کی صفائی استغفار کرنا ہے۔

۶۵۰..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو الحسن علی بن محمد بن عتبہ شیبانی نے کوفہ میں، ان کو حسین بن حکم نے، ان کو ابو حفص اشعی نے، ان کو سفیان ثوری نے، کہتے ہیں کہ میں جعفر بن محمد کے پاس گیا، وہ اپنی مسجد میں تھے، بولے کیسے آئے اے سفیان؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ علم کی طلب میں آیا ہوں۔ فرمایا کہ اے سفیان جب تیرے اوپر کوئی نعمت ظاہر ہو جائے تو اللہ سے ڈر، اور جب تجھ سے رزق رک جائے تو استغفار کر اور جب تجھے کوئی بھی امر خوفزدہ کرے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ۔ پھر کہا کہ اے سفیان، اے سفیان، اے سفیان (تین بار) کوئی تین چیزیں ہیں (جو میں نے بتائی ہیں یعنی ان کو لازم پکڑو)۔

۶۵۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن دینار معدل نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر نے، ان کو سعید بن داؤد نے، ان کو عبد العزیز بن ابی حازم نے اور ابن در اور دی نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہم جعفر بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں سفیان ثوری تشریف لائے اور اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی، اندر آئے اور سلام کیا اور بیٹھ گئے حضرت جعفر نے کہا اے سفیان بولے لیک (میں حاضر ہوں) آپ ایسے آدی ہیں کہ آپ بادشاہ کو ڈھونڈتے ہیں اور میں بادشاہ سے بچتا ہوں۔ آپ ڈانٹ کھا کر جانے کے بغیر ہی اٹھ جائیے۔ حضرت سفیان بولے آپ حدیث بیان کریں اور میں اٹھ جاؤں۔ چنانچہ حضرت جعفر (صادق) کہنے لگے میرے والد نے میرے دادا سے سن کر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

جس شخص پر اللہ تعالیٰ کوئی انعام فرمائیں اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی حمد اور شکر کرے اور جس شخص سے رزق مست ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے بخشش اور استغفار کرے اور جس کو کوئی امر مشکل آ کر دبائے اسے چاہئے کہ وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔

اس کے بعد سفیان ثوری اٹھ گئے۔ لہذا حضرت جعفر نے ان کو آواز دی یا سفیان، بولے لیک (حاضر ہوں) فرمایا مضبوطی سے ان کو

پکڑنا، یہ تین ہیں۔ کوئی تین؟ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

۶۵۲..... ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن حرضی نے، ان کو ابو بکر بن مقسم مقری نے، ان کو موسیٰ بن حسن بن عباس نسوی نے، ان کو بشر بن وضاح نے، ان کو حسن بن ابو جعفر نے محمد بن جادہ سے، ان کو حمر بن صباح نے، اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ سے استغفار کرو۔ ہم نے استغفار طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ستر بار پورا کرو۔ ہم نے ستر بار پورا کیا۔ آپ نے فرمایا: ایسا کوئی بندہ یا بندی نہیں ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ایک دن میں ستر بار معافی مانگے اور وہ معاف نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

(۶۳۹)..... عزاء الہیثمی فی المجمع (۲۰۴/۱۰) رواہ الطبرانی فی الصغیر (۱۸۳/۱) والأوسط وفيه الوليد بن سلمة الطبرانی وهو كذاب.

(۶۵۲)..... عزاء المنذرى فی الترغیب (۳۷۱/۲) لابن أبی الدنيا والبيهقي والأصبهانی.

آخر جه الأصبهانی (۲۰۵) من طريق الحسن بن أبی جعفر . به.

۶۵۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو حفص بن غیاث نے، ان کو لیث نے، ان کو منذر ثوری نے، ان کو محمد بن علی نے کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی آدمی کہے:

استغفر اللہ و اتوب الیہ

میں اللہ سے بخش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

پھر اگر وہ نہیں کرتا تو یہ گناہ ہوگا اور جھوٹ ہوگا۔ مگر یوں کہے:

اللہم اغفر لی و تب علی

اے اللہ مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔

۶۵۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو اسود بن عامر شاذان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ابو جعفر خطمی نے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر دو امان اور پناہ کی چیزیں تھیں۔ چنانچہ ایک گزر چکی ہے اور دوسری باقی ہے:

(۱)..... وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم

اے پیغمبر تیرے موجود ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا۔

(۲)..... وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون (انفال ۳۳)

اور جب وہ استغفار اور بخشش مانگ رہے ہوں اس وقت بھی ان کو عذاب نہیں دے گا۔

چنانچہ بقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، امان کی پہلی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا تھا جو کہ گزر گیا ہے۔ اور امان کی دوسری چیز استغفار باقی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بھی اسی کی مثل روایت ہے۔

۶۵۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو منصور نے، ان کو نصر دی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو فرج بن فضالہ نے، ان کو ربیعہ بن یزید نے، ان کو رجا بن حیوۃ نے، انہوں نے مسجد منیٰ میں ایک قصہ خواں سے سنا، کہہ رہے تھے:

اے لوگو! تین خصلتیں ہیں جب تک تم ان کے ساتھ عمل کرو گے تمہیں اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا۔ ① شکر ② دعا ③ استغفار۔ اس کے بعد

کہا کہ:

ما يفعل الله بعذابكم ان شكرتم وامنتم (النساء ۱۳۷)

اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور تم ایمان لاؤ۔

اور ارشاد فرمایا:

قل ما يابا بكم لولا دعاءكم (الفرقان ۷۷)

اگر تم میرے رب کو نہ پکارو تو میرے رب کو تمہاری کوئی پروا نہیں ہے۔

اور کہا کہ:

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون (انفال ۳۳)

نہیں ہے اللہ تاکہ ان کو عذاب دے، حالانکہ تو ان میں موجود ہے اور نہیں ہے ان کو عذاب دینے والا، حالانکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

۶۵۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو حازم عمر بن احمد حافظ نے، ان کو ابو الحسن محمد بن احمد زکریا نے، ان کو ابو سعید محمد بن شاذان چند فرجی نے، ان کو اہل حق بن ابراہیم حنفی نے، ان کو خبر دی معمر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا معمر سے، یعنی ابو سعید قطان سے، وہ کہتے ہیں، میں نے سنا حضرت حسن بصری سے، وہ کہتے ہیں اپنے گھروں میں استغفار کی کثرت کرو اور اپنے دست خوانوں پر اور اپنے راستوں (روڈوں) پر اور اپنے بازاروں میں اور اپنی مجالس میں اور جہاں کہیں بھی تم ہوا کرو۔ بے شک تم نہیں جانتے ہو کہ کونسے وقت برکت نازل ہوگی۔

۶۵۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن صفار نے ان کو محمد بن عبید اللہ ابو داؤد نے، ان کو المقری عبد اللہ بن یزید نے، ان کو ابو صخر مدنی حمید بن زیاد نے یہ کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر نے اس کو خبر دی ہے اس کو سالم بن عبد اللہ نے، ان کو ابو ایوب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر گزرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں شجر کار اور پودے لگانے کی کثرت کریں۔ اس لئے کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے، جنت کی زمین بڑی فراخ ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت کی شجر کاری یا کاشت کاری کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا۔ ایسے ہی فرمایا۔

۶۵۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو عمر عثمان بن احمد بن سماک نے ان کو عبد اللہ بن ابو سعید نے، ان کو خالد بن خدش نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو ابو صخرہ نے یہ کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن مولیٰ سالم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے سلام نے محمد بن کعب قرظی کے پاس بھیجا (یہ کہہ کر کہ) میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے قبر شریف کے کونے کے پاس ملیں۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو سالم نے ان سے کہا۔ باقیات الصالحات کیا ہیں؟ محمد بن کعب نے اس سے کہا کہ:

سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تو سالم نے ان سے کہا اس میں آپ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا اضافہ کب سے کر لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ سے اس کو کہتا آیا ہوں۔ دو تین بار انہوں نے اس بات پر سوال و جواب کیا۔ ہر دفعہ وہ کہتے رہے کہ میں ہمیشہ سے یہ کہتا آیا ہوں۔ وہ بولے بس میں ثابت کروں گا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے شب معراج میں سیر کرائی گئی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انہوں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھ پر سلام کہا اور فرمایا کہ اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں درخت لگانے کی کثرت کریں۔ اس کی مٹی پاکیزہ ہے اور اس کی زمین وسیع ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا جنت میں درخت لگانا کیسے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ احمد بن عبید صفار نے ان کو خبر دی ہے اور ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابودنیا نے، ان کو خالد بن خدش نے، پھر اس کو ذکر کیا انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل اور تحقیق بخاری نے اپنی تاریخ میں اس کو ذکر کیا ہے اور اس میں ان دونوں کا اختلاف ذکر کیا ہے۔

۶۵۹:..... ہمیں خبر دی ہے عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو حامد بن محمد ہروی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو عبداللہ بن رجاہ نے، ان کو اسرائیل نے ابوالحق سے کمیل بن زیاد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ادلکم علی کنز من کنز الجنة؟ قلت بلی قال لاحول ولا قوۃ الا باللہ لاملجاء من اللہ الا الیہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتانہ دوں۔ میں نے عرض کیا جی ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہے الاحول الخ..... گناہوں سے بچنا اور نیکی کی طاقت رکھنا صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہے۔ کہیں کوئی جائے پناہ نہیں ہے، سوائے اللہ کے۔

۶۶۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو حسن علوی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن حافظ نے، ان کو ابوالا زہر نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے، فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن ذالان سے سنا، وہ حدیث بیان کرتے تھے میمون بن ابی شیبہ سے، وہ قیس بن سعد بن عبادہ سے کہ ان کے والد نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا (ایک مرتبہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں دو رکعت نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیر سے ہلکی ٹھوکر ماری اور فرمایا کہ کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کی رہنمائی نہ کروں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ضرور کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ہے:

لاحول ولا قوۃ الا باللہ.

۶۶۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابو جعفر رزازی نے، ان کو ضیل بن اہلق نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل ابوسلمہ نے، ان کو جریر بن حازم نے، پھر اس کو اس نے اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، حالانکہ میں دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیر مبارک کے ساتھ مجھے ٹھوکر ماری۔

۶۶۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو خالد حذاء نے ان کو ابو عثمان نے، ان کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں ہوتے تھے تو ہم جب کسی چڑھائی پر چڑھتے یا کسی گہرائی میں اترتے تو ہم لوگ زور زور کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

لوگوں اپنی آوازوں کو پست کرلو، اس لئے کہ تم کسی بہرے کو نہیں پکار رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو، بے شک تم لوگ جس کو پکادے ہو وہ تمہاری رکاب سے بھی قریب تر ہے اور فرمایا ہے کہ اے عبداللہ بن قیس آپ ارادہ کرتے تھے ابو موسیٰ کا۔ میں نے کہا بلیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی دلالت نہ کروں؟ میں نے عرض کیا ضرور کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہے الاحول والاقوۃ الا باللہ۔

بخاری و مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

۶۶۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن احمد مجبونی نے مقام مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابو اہلق نے، ان کو اغر نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ابو سعید نے وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس وقت بندہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کا رب اس کو سچا قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، کوئی الٰہ نہیں ہے، مگر میں ہی الٰہ ہوں۔ میں ایک ہوں اور جب بندہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ میرے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے، مگر میں ہی ہوں واقعی میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے کہ بادشاہت اس کی ہے اور تعریف اسی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، مگر میں ہی ہوں۔ بادشاہت میری ہے اور تعریف میرے لئے ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ نیکی کرنے اور بدی سے رکنے کی طاقت میری عنایت کے بغیر نہیں ہے۔

۶۶۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر در بردی نے، یعنی محمد بن احمد بن محمد نے مرو میں۔ ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو ہذیل بن ابراہیم بصری نے، ان کو صالح بن بیان ساحلی نے، ان کو عبد الرحمن بن عبد اللہ مسعودی نے اور ہمیں خبر دی ہے عبد الواحد بن محمد بن اسحاق بن نجاد مقری نے، کوفہ میں ان کو علی بن حسین بن شقیق نے ان کو احمد بن عیسیٰ بن ہارون عجمی نے، ان کو محمد بن عبد العزیز بن رزمہ نے، ان کو ہذیل بن عبد اللہ بن ابوشریح نے، ان کو صالح بن بیان نے، ان کو عبد الرحمن بن مسعودی نے، ان کو قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے، ان کو ان کے والد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔ میں نے کہہ دیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ:

لا حول عن مصیۃ اللہ الا بعصۃ اللہ. ولا قوۃ علی طاعۃ الایعون اللہ.

اللہ کی نافرمانی سے ہٹنا نہیں ہے مگر اللہ کے بچانے کے ساتھ اور اللہ کی طاقت پر قدرت نہیں ہے۔ مگر اللہ کی مدد کے ساتھ مجھے جبرئیل

امین نے اسی طرح خبر دی ہے۔ یہ ابو عبد اللہ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۶۵:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن عبد اللہ خسرو جردی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہے ابو العباس عبد اللہ بن صقر سکری نے، ان کو فضل بن خلیفہ سندی نے، ان کو صالح بن بیان نے مسعودی سے، ان کو قاسم بن عبد الرحمن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں آپ کو اس کی تفسیر کی خبر نہ دوں اے ابن ام عبد؟ میں نے عرض کی جی ہاں بتائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ اللہ کی معصیت سے ہٹنا اور رکنا ممکن نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ اور اللہ کی طاعت کی طاقت ممکن نہیں ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

(۶۶۳)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۵/۱) بنفس الإسناد وصححه الحاكم وقال الذهبي: أوقفه شعبة وغيره.

وأخرجه ابن ماجه (۳۷۹۳) من طريق أبي إسحاق. به.

(۶۶۴)..... أخرجه الخطيب في التاريخ (۳۶۲/۱۲) من طريق صالح بن بيان. به.

وقال الهيثمي في المجمع (۹۹/۱۰) أخرجه البزار بإسنادين أحدهما منقطع وفيه عبدالله بن خراش والغالب عليه الضعف والآخر متصل.

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا تھپتھپایا اور فرمایا کہ اسی طرح مجھے خبر دی تھی جبرائیل علیہ السلام نے اے ابن ام عبد۔
صالح بن بیان سیرانی اس کے ساتھ متفرد ہے اور وہ تو ہی بھی نہیں ہے اور یہ حدیث ایک اور ضعیف طریق سے زر سے بواسطہ عبد اللہ
مرفوعہ روایت کی گئی ہے اور یہ تاریخ میں چھتیس نمبر میں ہے۔

۶۶۶:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ بن سعد نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسرہ نے، ان کو سعید بن یحییٰ نے ان کو
حسین بن حسن نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے عاصم سے، اس نے زر سے اس نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے، اس نے اللہ جل جلالہ سے لاجول والاقوۃ کی تفسیر کے بارے میں
کہ اللہ کی نافرمانی سے بٹنا اور اللہ کی اطاعت کی طرف رجوع ہونا نہیں ہو سکتا، مگر اللہ تعالیٰ کی عصمت سے اور بچانے سے اور اللہ کی طاعت پر
قدرت نہیں ہو سکتی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

۶۶۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی عامری نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو حسین
بن ذکوان نے، ان کو عبد اللہ بن بریدہ نے، ان کو بشیر بن کعب نے، ان کو شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:

سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے:

اللھم انت ربی لا الھ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت. اعوذ بک من شر ما
صنعت و ابوء لک بذنوبی، و ابوء لک بنعمتک علی فاغفر لی انه لا یغفر الذنوب الا انت.
اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، مگر تو ہی ہے، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے
عہد پر ہوں اور تیرے وعدے پر ہوں۔ جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کے شر سے، میں تیرے
لئے رجوع کرتا ہوں اپنے گناہ کے ساتھ اور میں رجوع کرتا ہوں تیرے لئے مجھ پر تیری نعمت کے ساتھ، مجھے معاف کر دے۔ بے
شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا، مگر صرف تو ہی۔

بخاری نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔

فصل ثانی:..... ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار

یعنی اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم

۶۶۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو زر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون
نے، ان کو عبد الملک بن میسرہ نے، ان کو ہلال بن یساف نے، ان کو عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تسبیحات پڑھوں یعنی سبحان اللہ کا ذکر کرتا
میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسی تعداد میں دینار اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔

۶۶۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم زید بن ابی ہاشم علوی نے، کوفہ میں ان کو خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن علی دجیم نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ
نے، ان کو کعب نے، ان کو اعنیش نے، ان کو عبد الملک بن ابوزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ ایک ساتھ بیٹھے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، البتہ اگر میں کسی ایسے راستے پر چلوں جس پر میں یہی کلمات

پڑھتا جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اتنی ہی تعداد میں گھوڑوں پر جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کروں۔

۶۷۰..... انہیں کی اسناد کے ساتھ اعمش نے بواسطہ ابواسحاق وبواسطہ عبدالرحمن بن یزید روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سلمان سے کہا اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ اکبر کا ذکر کرنا۔ یا اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

۶۷۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو ہارون بن عنترة نے، ان کو ان کے باپ نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ اعمال میں سے کونسا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ افضل ہے۔ اس جواب کو انہوں نے تین بار دہرایا۔ اس کے بعد حدیث بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ نہیں بیٹھے کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جو کہ کتاب اللہ کا درس دیتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ اس کو آپس میں دیتے ہیں مگر وہ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں اور ان پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔ جب تک وہ اس میں رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں۔ جو شخص کسی راستے پر علم کی تلاش میں چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا اس کو اس کا نسب آگے نہیں کر سکے گا۔

۶۷۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس رضی اللہ عنہ نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو ابن فضیل نے، ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے بغداد میں ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابودنیا نے، ان کو ابو ہشام نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ہارون بن غرہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا کہ اللہ اکبر کا ذکر کرنا۔ یا یہ کہ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابو عبد اللہ نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ تین بار اس جواب کو دہرایا۔ اس کے بعد اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا جس کو ہم نے محمد بن عبید کی روایت سے کیا ہے۔

۶۷۳..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن حسین نے، ان کو الحسن بن حسین نے، ان کو ابی الدنیا نے، ان کو ابو ہشام نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو فضیل بن مرزوق نے، ان کو عطیہ نے:

ولذکر اللہ اکبر

اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

فرمایا کہ یہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا:

فاذکرونی اذکرکم (البقرہ ۱۵۲)

یاد کرو تم مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو

اللہ تعالیٰ کا تم لوگوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے۔

۶۷۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمزہ نے، ان کو خبر دی ہے یزید بن ہشام نے، ان کو ابراہیم بن ابولیث نے، ان کو اشجعی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو عبد اللہ بن ربیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا:

ولذکر اللہ اکبر (عنکبوت ۴۵)

اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

میں نے جواب دیا کہ ذکر اللہ تسبیح، تہلیل اور تکبیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر اللہ بہت بڑا ہے تمہارے اس کو یاد کرنے سے۔

۶۷۵:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن ابودنیانے، ان کو خلف بن ہشام نے، ان کو حماد بن زید نے ان کو یحییٰ بن سعید نے۔ ان کو سعید نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ نے فرمایا کہ البتہ اگر میں اللہ کا ذکر صبح سے رات تک کروں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں خالص عمدہ گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں صبح سے رات تک سواری کروں۔

۶۷۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں، ان کو خبر دی ہے اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حکیم بن جبیر نے، ان کو سعید بن جبیر نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں ہے مگر سب کے دل میں وسوسہ اور شک ڈالنے والا موجود ہے۔ اگر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہو جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور اگر انسان ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر وہ دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اسی بارے میں یہ قول باری تعالیٰ الوسواس الخناس ہے۔ کہہ دیجئے میں سارے لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہے وسوسہ ڈال کر چھپ جانے والے کے شر سے۔

۶۷۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن حسن نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو ابن جابر نے، ان کو عثمان بن حیان نے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ام درداء نے کہ دو آدمی اللہ کی راہ میں باہم محبت اور بھائی چارہ رکھتے تھے۔ دونوں میں سے کوئی ایک بھی جب ایک دوسرے سے ملے تو کہتے بھائی جان آئیے ہم اللہ کا ذکر کریں۔ ایک دن دونوں بازار میں ایک دکان کے پاس ایک دوسرے سے ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا آئیے بھائی ہم مل کر اللہ کا ذکر کریں۔ قریب ہے کہ اللہ ہم دونوں کو معاف کر دے۔ پھر دونوں کچھ عرصہ ٹھہرے کہ ایک ان میں سے بیمار ہو گیا۔ اس کے پاس اس کا ساتھی آیا اور بولا کہ بھائی جان دیکھئے اگر آپ فوت ہو گئے تو آپ خواب میں میرے پاس آنا اور مجھے بتانا کہ میرے بعد تیرے ساتھ کیا گذری۔ اس نے کہا، انشاء اللہ، میں ایسے ہی کروں گا۔ (چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا) اور یہ ساتھی سال بھر انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ اس کو خواب میں آیا اور بولا بھائی جان آپ کو یاد ہے کہ ہم جب بازار میں دکان کے پاس آپس میں ملے تھے (اور ذکر کیا تھا) اور ہم نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ہمیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اسی دن بخش دیا تھا۔

ابن جابر کہتے ہیں کہ عثمان بن حیان نے ان دونوں کا نام بھی میرے سامنے ذکر کیا تھا، مگر ان کو بھول گیا ہوں۔

۶۷۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ربان نے، ان کو یسار نے، ان کو جعفر بن

(۶۷۴)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۴۰۹/۲) بنفس الإسناد وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

تنبيه:..... في المستدرک: (إبراهيم بن أبي الليث الأشجعي) وهو خطأ والصحيح (إبراهيم بن أبي الليث ثنا الأشجعي).

والأشجعي هو عبيد الله بن عبيد الرحمن.

انظر البيهقي في السنن (۳۶۱/۱ و ۷۵)

(۶۷۶)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۵۴۱/۲) بنفس الإسناد وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

سلمان نے، ان کو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرتے تھے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور حضرت عوف بن مالک اور صعب بن جہامہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اگر میرا تم سے پہلے انتقال ہوا اے بھائی جان تو تم میرا خواب میں انتظار کرنا۔ کہتے ہیں کہ صعب کا عوف سے پہلے انتقال ہو گیا۔ چنانچہ عوف نے اس کا انتظار کیا اور اس نے دیکھا تو کہا میرے بھائی تم کیسے ہو؟ بولے میں خیریت سے ہوں۔ عوف نے پوچھا، کیا کیا تم نے؟ (یعنی تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟) بولے ہمارے لئے اسی دن سے مغفرت ہو گئی تھی جس دن ہم لوگوں نے فلاں کی دکان کے قریب دعا کی تھی۔ میرے گھر میں جو بھی مصیبت آتی ہے اس کے صلے میں مجھے بھی اجر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ہماری بلی تھی جو کہ تین دن سے مر گئی ہے۔ (گویا کہ اس پر بھی مجھے اجر ملا ہے)۔

فائدہ:..... دونوں مذکورہ روایات میں جو خواب کی باتیں مذکور ہیں وہ محض ذکر اللہ اور استغفار کی ترغیب میں مذکور ہوئی ہیں۔ لہذا ان کو اپنے موقف، اپنے محل تک محدود سمجھنا چاہئے۔ ان سے ایمان اور عقیدے کے کسی بھی مسئلہ کے لئے استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ خواب شریعت میں حجت و دلیل شمار نہیں کئے جاتے۔ نیز عقیدے کے کسی بھی مسئلہ کے لئے قرآن مجید کی واضح ہدایت اور صحیح ہدایت درکار ہوتی ہے۔ (مترجم)

۶۷۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابو الفضل حسن بن یعقوب بن یوسف بخاری نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو ابن ابی ذئب نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد اللہ بن سلام نے، وہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب، میرے اوپر کس طرح کا شکر لازم ہے اور میرے شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تیری زبان ہر وقت میرے ذکر کے ساتھ تر و تہی چاہئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں ایسے حال میں ہوتا ہوں کہ اس حال میں تیرا ذکر کرنا میں تیرے جلال اور تیری عظمت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں کبھی جب والا اور ناپاک ہوتا ہوں یا قضاء حاجت پر ہوتا ہوں یا میں پیشاب کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا اگرچہ تو کسی حال میں بھی ہو۔ عرض کیا کہ میں کیا ذکر کروں۔ فرمایا کہ یوں کہو:

سبحانک وبحمدک جنبی الاذی۔ سبحانک وبحمدک فنی الاذی

اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریف سمیت۔ مجھے تکلیف دہ چیز سے دور کر دے تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ بچا تو مجھے گندگی سے۔

۶۸۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابی عمر و سے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یعقوب نے ان کو اسید بن عاصم نے ان کو حسین بن حفص نے، ان کو سفیان نے، عطاء بن ابی مروان ابو مصعب سلمیٰ سے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اے میرے رب کیا آپ قریب ہیں۔ لہذا میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں۔ یا آپ بعید اور دور ہیں لہذا میں آپ کو زور سے پکاروں۔ اس سے کہا گیا اے موسیٰ میں اس کا ہمنشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں ایسی حالت پر ہوتا ہوں کہ میں آپ کو اس وقت ذکر کرنے سے عظیم اور جلیل تر جانتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ پاخانے کے وقت اور جب یعنی ناپاکی کے وقت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مجھے ہر حال میں یاد کیجئے۔

۶۸۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ابواسن بن صبیح نے، ان کو عبد اللہ بن شریہ نے، ان کو اسحاق نے، ان کو جریر نے، ان کو یعقوب فقی نے، ان کو ابو عمر و شیبانی نے، ان کو والد نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر آئے

اور عرض کیا اے میرے رب تیرے بندوں میں سے کونسا بندہ تجھے محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بندہ جو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے نہیں بھولتا۔
 ۶۸۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمزہ نے ان کو احمد بن محمد بن سالم نے، ان کو ابراہیم بن جنید نے، ان کو احمد بن حاتم طویل نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو عبد الملک بن حسن نے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے، کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب، تیری مخلوق میں سے تیرے نزدیک کون زیادہ عزت و شرافت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ جس کی زبان ہمیشہ میرے ذکر کے ساتھ تر رہتی ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں سے زیادہ جاننے والا کون ہے؟ فرمایا کہ جو دوسرے کے علم کو اپنے علم پر ترجیح دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تیری مخلوق میں سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کے خلاف بھی فیصلہ کرتا ہے۔ جیسے کہ وہ لوگوں کے خلاف فیصلہ کرتا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب، تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بڑا گناہ گار کون ہے؟ فرمایا جو مجھ پر تہمت دھرتا ہے۔ عرض کی کہ اے میرے رب کیا آپ کے اوپر بھی کوئی ہے جو تہمت لگائے۔ فرمایا کہ جو شخص مجھ سے خیر طلب کرتا ہے (استخارہ کرتا ہے) پھر میرے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا۔

۶۸۳:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو عبد اللہ بن ابی مسلم حرانی نے، ان کو داؤد بن عمرو نے، ان کو صالح بن عمرو نے، ان کو عبد الملک نے، ان کو عطاء نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں:

فاذکروا للہ کذکرکم آباءکم (البقرہ ۲۰۰)

اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔

فرمایا کہ یہ وہ کچھ مراد ہے جو چننا ہے اور ضد کرتا ہے کہ اے باپ، اے میرے باپ، اے میرے باپ، اے میرے باپ۔

۶۸۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن فرید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، ان کو سعید بن عبد العزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ بلال بن سعد نے فرمایا: ذکر دو قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا یہ اچھا ہے اور خوبصورت ہے۔ دوسرے اللہ کو یاد کرنا اس وقت جب وہ حلال کرے یا حرام کرے یہ افضل ہے۔ (یعنی اللہ کے حلال کو اس کا حلال کیا ہوا سمجھے اور اس کے حرام کو اسی کا حرام سمجھ کر باز آ جائے)۔

۶۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عید اللہ بن عبد الرحمن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسحاق بن ابراہیم بن ابوصحان انماطی سے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو ابو مسھر نے، ان کو ابن شاپور نے، ان کو سعید بن عبد العزیز نے، ان کو بلال بن سعد نے، فرماتے ہیں کہ ذکر دو قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا، یہ ذکر حسن ہے۔ اور دوسرے ذکر ہے طاعت اور معصیت کے وقت۔ یہ افضل ہے۔ (یعنی کوئی طاعت کرنے لگے تو اللہ کو یاد کرے کہ یہ اسی کے حکم کی طاعت ہے اور گناہ کرنے پر آئے تو اللہ کو یاد کر لے کہ اسی کی نافرمانی ہو رہی ہے تاکہ اس سے بچ جائے۔

بی بی ام دردا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے

۶۸۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابو اسماعیل ترمذی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو ربیعہ بن یزید نے، ان کو اسماعیل بن عبید اللہ نے، ان کو ام دردا رضی اللہ عنہا نے، وہ فرماتی ہیں:

ولذکر اللہ اکبر (عکبوت ۴۵)

اللہ کی یاد بہت بڑی ہے۔

اس آیت کا مفہوم مندرجہ ذیل کو بھی شامل ہے۔

اگر آپ نماز پڑھیں تو یہ اللہ کا ذکر ہے۔ اگر آپ روزہ رکھیں تو یہ بھی اللہ کا ذکر ہے اور ہر چیز جس کا آپ عمل کریں وہ اللہ کا ذکر ہے اور (ہر ناجائز کام آپ جس سے اجتناب کریں) وہ بھی اللہ کا ذکر ہے اور ان سب سے افضل ذکر، اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا۔ یعنی سبحان اللہ کہنا ہے۔ اور اسی مفہوم میں ایک مرسل حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔

۶۸۷:..... ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو منصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو سعید بن ابوالیوب نے، ان کو ابوبھانی خولانی نے، ان کو ابن ابی عمر ان نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اطاع الله فقد ذكر الله وان قلت صلواته. وصيامه، وتلاوة القرآن ومن عصي الله فقد نسي الله

وان كثرت صلواته وصيامه، وتلاوت القرآن

جس نے اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز کم ہو اور اس کا روزہ اس کی تلاوت قرآن کم بھی ہو۔ جس نے اللہ کی

نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ، تلاوت قرآن زیادہ ہو۔

۶۸۸:..... فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فاذكروني اذكرکم (البقرہ ۱۵۲)

مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں تمہارے لئے اپنی مغفرت کے ساتھ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ میں تمہیں یاد کروں تمہارے لئے اپنی مغفرت کے ساتھ۔

۶۸۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابوالجعد نے، ان کو مسروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کا دل اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ ایسے ہوتا ہے جیسی وہ نماز میں ہے، اگرچہ بازار میں بھی ہو۔

۶۹۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو بلال نے، ان کو عبیدہ نے، کہتے ہیں کہ آدمی کا دل جب تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کہ وہ نماز میں ہے اور اگر زبان اور ہونٹ بھی ذکر کے ساتھ متحرک رہیں تو یہ بہت بڑا اجر ہے۔

۶۹۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو منصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو سفیان نے مسعر سے، ان کو یحییٰ بن عبد اللہ نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پکار کر پوچھتا ہے اے فلاں پہاڑ کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا بندہ گزرا ہے جو اللہ کا ذکر کر رہا ہو؟ جب پہاڑ یہ کہے کہ ہاں ذکر کرنے والا میرے پاس سے گزرا ہے تو وہ پہاڑ خوش ہو جاتا ہے۔ حضرت عون کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ کون لیتے ہیں جب کہا جائے اور کیا وہ خیر کو نہیں سنتے؟ بلکہ وہ خیر کو زیادہ سنتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وقالو اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شيئا ادا. تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض

وتخرو الجبال هَذَا. ان دعوا للرحمن ولذا. (مریم ۸۸-۹۱)

(مشرک اور عیسائی لوگ) کہتے ہیں کہ رحمن نے اولاد بنا رکھی ہے (کہہ دو کہ) تم لوگ بڑی بھاری بات لائے ہو (جس سے) قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، اور گر پڑیں پہاڑ ڈھکے۔ اس بات پر کہ پکارتے ہیں رحمن کے لئے اولاد۔ حضرت عون یہ کہنا چاہتے تھے کہ مذکورہ حدیث میں پہاڑوں کے ذکر اللہ سننے کا ذکر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ خیر ہے اور مذکورہ آیت میں پہاڑوں کے مشرکانہ قول پر گرنے کا ذکر ہے، جبکہ مشرکانہ قول صریح جھوٹ ہے۔ حضرت عون فرماتے ہیں کہ کیا پہاڑ جھوٹ کو سنتے ہیں تو کیا خیر کو نہیں سنتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خیر کو یعنی ذکر اللہ کو بھی سنتے ہیں۔ (مترجم)

۶۹۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے، ان کو عبید بن عمیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرنا مؤمن کے نامہ اعمال میں اس سے بہتر ہے کہ دنیا کے پہاڑ سونا بن کر اس کے ساتھ چلتے رہیں۔

قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے

۶۹۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے متعدد لوگوں سے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ عنقریب اہل مجمع جان لیں گے کہ کون زیادہ کرم کرنے کے لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے کہ:

تتجافىٰ جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفاً وطمعاً ومما رزقهم ينفقون (السجدہ ۱۶)

ان کی کروٹیں ان کے نرم نرم بستروں سے راتوں کو الگ ہو جاتی (تھیں) اور وہ ذکر و صلوة قائم کرتے ہوئے اپنے رب کو اس کا ڈر اور

امید رکھتے ہوئے پکارتے رہتے (تھے) اور ہمارے ان کو دیئے ہوئے رزق میں سے وہ خرچ کرتے (تھے)۔

حسن نے فرمایا کہ لہذا ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگیں گے۔ فرمایا کہ اعلان کرنے والا پھر اعلان کرنے کا اور کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجمع جان لیں گے کہ کرم کئے جانے کے لائق کون لوگ ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے:

لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله؟ (النور ۳۷)

ان کو ذکر اللہ (یعنی اللہ کی یاد سے) اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے سے کوئی خرید و فروخت اور کوئی کاروبار تجارت انہیں غافل نہیں

کرتا (تھا) جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے اس دن کے (عذاب سے) جس دن دل اور آنکھیں الٹ پڑیں گی۔

فرمایا کہ کچھ لوگ انھیں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگیں گے۔ جس نے فرمایا کہ اس کے بعد پھر اعلان کرے گا اور یہی بات کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجمع جان لیں گے کہ کون کرم کرنے کے زیادہ لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے اور اللہ کا شکر کرتے تھے۔ فرمایا کہ پھر کچھ لوگ انھیں گے اور وہ کثرت کے ساتھ ہوں گے۔ اس کے بعد برا انجام یا پیچھا کرنا اور حساب و کتاب ہوگا ان لوگوں پر جو باقی بچیں گے۔

ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت

۶۹۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب نے اپنے اصل سماع سے، ان کو ابو اطلق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابو بکر محمد بن اسحاق نے، ان کو احمد بن مقدم نے، ان کو معمر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت قتادہ سے حدیث بیان

کرتے تھے، وہ ابو العالیہ سے، وہ سہیل بن حظلہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا کہ جب بھی کچھ لوگ اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو آواز دی جاتی ہے اٹھو تمہاری مغفرت ہوگئی ہے اور تمہاری چھوٹی چھوٹی غلطیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں

۶۹۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان نے، ان کو ابن ابی سری نے، ان کو معتمر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو قنادہ نے، ان کو ابو العالیہ نے، ان کو سہیل بن حظلہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کوئی قوم جب کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو انہیں یہ بات کہی جاتی ہے کہ اٹھو تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تمہاری غلطیاں نیکیوں کے ساتھ بدل چکی ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ جو میری تحریر میں محفوظ ہے اور ایک دوسرے مقام پر ہے عن سہیل بن الحنظلہ، حظلہ کا ذکر الف لام تعریف کے ساتھ ہے۔

کثرت ذکر دیوانگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے

۶۹۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے، ان کو علی بن حمزہ نے، ان کو ابو یحییٰ خفاف نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو اسامعیل بن عیاش نے، ان کو عقیل نے، ان کو لقمان بن عامر نے، ان کو ابو مسلم خولانی نے، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے کہا اے ابو مسلم، مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرو ہر درخت کے نیچے اور ہر پتھر کے نیچے۔ اس شخص نے کہا کہ وصیت کو اور زیادہ کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ کرو کہ اللہ کا ذکر کرنے سے لوگ تجھے دیوانہ کہیں۔ فرماتے ہیں کہ ابو مسلم خود کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ایک آدمی نے اسے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو بولا کہ کیا یہ تمہارا ساتھی دیوانہ ہے۔ ابو مسلم نے یہ بات سن لی تو فرمایا کہ اے بھتیجے کہ یہ دیوانگی اور جنون نہیں ہے بلکہ یہ جنون اور دیوانگی کا علاج ہے۔

بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں

۶۹۷..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو احمد بن یوسف سلمیٰ نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو نضر بن شمیم نے، ان کو حمید مزی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک کچھ لوگ خیر کے لئے چلیں ہوتے ہیں اور شر کے لئے رکاوٹ اور تالے ہوتے ہیں اور بے شک بعض لوگ خیر کی رکاوٹ تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ شر کی چابیاں اور شر کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

جن کے ہاتھوں میں خیر کی چابیاں ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں

۶۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن نورک نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن ابو حمید انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حفص بن عبد اللہ بن انس نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک بعض لوگ خیر کی چابیاں اور شر کے تالے ہوتے ہیں (یعنی خیر کے ذرائع اور شر کے روکنے والے ہوتے ہیں) اور بے شک بعض لوگ شر کی چابیاں اور خیر کے تالے ہوتے ہیں۔ (یعنی شر کا ذریعہ اور خیر کی رکاوٹ ہوتے ہیں) پس مبارک بادی ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر خیر کی چابیاں ہوں اور ہلاکت ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر شر کی چابیاں ہیں۔

۶۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو العباس اصرم نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو زید بن حباب عکلی نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حبیب بن ثابت نے، ان کو ابو اوائل نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں: بے شک بعض لوگ ذکر اللہ کی چابیاں ہوتے ہیں (یعنی اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہوتے ہیں) اذا ردوا ذکر اللہ..... جب دیکھے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔

۷۰۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس اصرم نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد اللہ بن احمد بن ضبل سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا اپنے والد سے، فرماتے تھے کہ یہ مذکورہ بات یا روایت حبیب ابن ابی ثابت کی حدیث میں سے ہے بلکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ابن ابی الاثرس ہیں۔

۷۰۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ثابت بنانی سے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ حدیث روایت کرنے میں مصروف ہوتے تھے، اللہ نے ان میں سے بعض کی زبان پر ذکر کھول دیا اور جاری فرما دیا۔ لہذا وہ ذکر اللہ میں ہی منہمک رہتے تھے۔ لہذا ان کے لئے ذکر میں ہی ان کے اجر کے مثل اجر ہوگا اور سابقہ اجر بھی کم نہیں ہوگا اور بعض لوگ ذکر میں ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کی زبان پر کلام اور بحث کھول دی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ذکر چھوڑ کر غیر ذکر میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ لہذا ان پر ان کے گناہوں کی مثل گناہ ہوں گے، جبکہ ان کے اپنے گناہ بھی کم نہیں کئے جائیں گے۔

ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے

۷۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو الحسن بن اسحاق بن احمد کا فی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن ضبل نے، کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سیار نے، ان کو عبد اللہ بن شمیٹ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حسن بصری کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ اے ابو سعید جب ذکر کرتی ہوں تو میرا دل نرم ہو جاتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو میرا نفس (ذکر سے) انکاری ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا چلی جاؤ (وہ کرو) جس تیرے دل کی اصلاح ہو۔

ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے

۷۰۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابی المعروف نے، ان کو ابو سہل اسفرائینی نے، ان کو ابو جعفر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو حماد بن زید نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن ابی الدنیا نے، ان کو محمد بن سلیمان

(۶۹۸ و ۶۹۷)..... أخرجه ابن أبي عاصم في السنة (۱/ ۱۲۷ و ۱۲۸) من طريق محمد بن أبي حميد المديني عن موسى بن وردان عن حفص بن عبيد الله بن أنس بن عس.

ومن طريق محمد بن أبي حميد عن حفص. به.

وأخرجه ابن ماجه (۲۳۷) والطيالسي (۲۰۸۲) وابن المبارك (۹۶۸) من طريق محمد بن حميد. به.

اسدی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو معقلی بن زیاد نے کہ ایک آدمی نے حسن بصری سے کہا اے ابوسعید، میں آپ کو اپنی قساوت قلبی کی شکایت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا اور علی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حسن بصری سے کہا کہ اے ابوسعید میں اپنی قساوت قلبی کی شکایت کرتا ہوں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا۔

ذکر اللہ کی لذت

۷۰۴..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین نے، ان کو عبد اللہ بن ابوالدینا نے، ان کو علی بن مسلم نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ کوئی بھی لذت حاصل کرنے والے اللہ کے ذکر کے ساتھ حاصل ہونے والی لذت جیسی لذت حاصل نہیں کر سکتے۔

۷۰۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد الرحمن بن حسن بن یعقوب سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے سنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے، وہ فرماتے تھے: اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے ہر چیز سے، مجھے اپنی دشمنوں میں ہر شے سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ کہتے تھے:

اے میرے الہ (اے میرے معبود) میں آپ کو جماعت میں اور مجمعے میں پکارتا ہوں، جیسا کہ مالک اور سرداروں کو پکارا جاتا ہے اور آپ کو خلوت میں پکارتا ہوں جیسا کہ احباب اور دوستوں کو پکارا جاتا ہے۔ میں مجمع میں کہتا ہوں کہ اے میرے الہ اور خلوت میں کہتا ہوں اے میرے حبیب۔

۷۰۶..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید شععی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر محمد بن عبد اللہ جوزقی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا احمد بن محمد بن ہاشم سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا بکر بن عبد الرحمن سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذالنون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے اے میرے الہ (اے میرے مشکل کشا) میں دنیا میں تیرے ذکر سے صبر نہیں کر سکتا، لہذا میں آخرت میں تجھ سے کیسے صبر کروں گا۔

۷۰۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو عثمان سعید بن عثمان حنط سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوالحسن سے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابی عثمان زاہد نے، ان کو عبد اللہ بن محمد فقیہ نے، ان کو عبد اللہ بن موسیٰ مسیبی نے، ان کو سعید بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذالنون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر وہ ہر شے کو بھول جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر ہر شے کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ہر شے سے حفاظت فرماتے ہیں اور اس کے لئے ہر شے کے بدلے میں اجر ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذالنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ: عارف باللہ دنیا میں جب تک رہتا ہے ہمیشہ فقر اور فقر کے درمیان رہتا ہے۔ جس وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو فقر کرتا ہے اور جب اپنے نفس کو یاد کرتا تو فقیر بن جاتا ہے اور زاہد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے ساتھ ہم فقر کرتے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم محتاج ہوتے ہیں۔

عبادت کی لذت

۷۰۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبد اللہ جنید نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا اپنے دادا عباس بن حمزہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذالنون بن ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں:

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس نے عبدیت کا مزہ پالیا اور ذکر کی لذت اور طاعت کا مزہ بھی پالیا اور ذکر و طاعت مخلوق کے ساتھ ان کے بدن کے ساتھ ہے اور ان سے جدا ہو جاتی ہے فکر اور خطرات کے ساتھ۔

اور عباس بن حمزہ اپنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنی ہو چکا ہے، لہذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اسی ذات کے ساتھ ہے، اس نے اپنی سواری اسی کے صحن میں بیٹھا رکھی ہے اور اس نے اسی ذات کے ساتھ انس و تعلق قائم کر رکھا ہے۔

جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوں

۷۰۹:..... ہمیں خبر دی ابو حازم حافظ اور ابو حسان محمد بن احمد بن محمد بن جعفر ندکی نے، دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو بن نجید نے، ان کو ابو جعفر نے، ان کو محمد بن موسیٰ حلوانی نے، ان کو محمد بن عبید عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن نصر سے کہا کہ آپ کو گھر میں لمبے قیام سے وحشت نہیں ہوتی؟ فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں وحشت زدہ ہوں، حالانکہ وہ تو کہتا ہے کہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا جلس اور ہمنشین ہوں۔

بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے

۷۱۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی دنیا نے، ان کو حسن بن ابی ربیع نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو اعش نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو سروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر لازم ہے کہ اس کی ایک ساعت یعنی ایک خاص وقت متعین ہونا چاہئے کہ جس میں وہ فارغ ہو جائے اور اپنے رب کو یاد کرے اور اللہ سے استغفار کرے۔

کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے

۷۱۱:..... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو زید بن اسلم نے، یہ کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب، آپ نے مجھ پر کثرت کے ساتھ انعام فرمایا، لہذا مجھے شکر کا طریقہ بھی خود بتائیے تاکہ میں تیرا شکر بھی کثرت کے ساتھ ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کیجئے، جب آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کریں گے تو آپ میرا شکر کثرت کے ساتھ کریں گے اور جب آپ مجھے بھول جائیں گے یعنی جتنی دیر آپ مجھ سے غافل ہوں گے آپ میری ناشکری کریں گے۔

اللہ سے غافل ہونا شرک ہے

۷۱۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا زبیر بن عبد الواحد سے اسد آباد میں، وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر شبلی سے، وہ فرماتے تھے، ایک بار آنکھ جھپکنے کی دیر اللہ سے غافل ہونا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت بری بات ہے

۷۱۳:..... ہمیں خبر دی ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب نے، ان کو ابو الحسن کارزی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عبد الرحمن محمد بن یونس مقری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو الحسن علی بن جبید بلخی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن عبد الوہاب بلخی سے، وہ کہتے ہیں کہ جو ذات تیری کسی بھی نیکی سے غافل نہیں ہے، اس کو یاد کرنے سے غافل ہونا کتنی بری بات ہے۔

ابوسلیمان دارانی کا واقعہ

۷۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو احمد بن ابوالحوار نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ابوسلیمان دارانی سے، وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں جدے میں تھا، اچانک مجھے وہاں نیند آ گئی، میں نیند میں تھا کہ میرے پاس ایک حور آتی ہے، اپنے پیر سے ٹھوکر مارتی ہے اور کہتے ہے اے میرے محبوب، کیا تیری آنکھیں سو گئی ہیں جبکہ مالک اور بادشاہ جاگ رہا ہے اور تہجد میں بیداری کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے؟ مصیبت ہے ان آنکھوں کے لئے جو اپنی نیند کی لذت کو عزت و غلبے والی ذات سے مناجات کرنے پر ترجیح دیتی ہیں۔ اٹھ جائیے فرصت قریب آ چکی ہے اور محبت کرنے والے ایک دوسرے کو مل رہے ہیں، تو یہ کیسی نیند ہے؟ اے میرے محبوب، اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، کیا تیری آنکھیں نیند کر رہی ہیں، جبکہ میں اتنی طویل مدت سے تیرے لئے اپنے باپردہ مقام پر تیار ہوتی ہوں اور تیری خواہش کرتی ہوں، لہذا میں گھبرا کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اس کی ذانت کی وجہ سے شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہو چکا ہوں۔ بے شک اس کے بولنے کی شیرینی اور مٹھاس البتہ اب بھی میرے دل اور میرے کانوں میں محسوس ہو رہی ہے۔

انسانوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا علاج ہے

۷۱۵..... ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبد العزیز بن محمد صید لانی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن منازل نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو ابوعمار حسین بن حریش نے، ان کو اسماعیل بن موسیٰ نے، ان کو مسعر نے، ان کو ابن عون نے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا ذکر یعنی لوگوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کا ذکر اور اللہ کو یاد کرنا دوا ہے۔

۷۱۶..... ہمیں خبر دی ہے کہ عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو بکر عثمان بن محمد بن صاحب کتابی نے، ان کو ابو عثمان کرنی نے مقام طرسوس میں، ان کو عبد الرحمن بن عمر بن رستہ نے، ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو عیسیٰ بن عمر نے، ان کو مہر بن مرہ نے، یربیع بن خثیم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا، ذکر اللہ بہتر ہے ذکر الناس سے۔ لوگوں کے تذکرے سے اللہ کا تذکرہ بہتر ہے۔

۷۱۷..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے، ان کو علی بن اشکاب نے، ان کو ابوالضر نے، ان کو ابو عقیل نے، ان کو عبد اللہ بن یزید نے، ان کو کھول نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان ذکر اللہ شفاء. وان ذکر الناس داء

بے شک اللہ کا ذکر شفاء ہے اور بے شک لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔

یہ حدیث مرسل ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کا قول مروی ہے۔

۷۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو اس کے والد نے، ان کو ماہان حنفی نے، وہ فرماتے ہیں:

کیا تم میں سے کسی ایک کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ جس سوار کے جانور پر وہ سوار ہوتا ہے اور جس کپڑے کو وہ پہنتا ہے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہو اور ان کی عادت تھی کہ وہ تسبیح و تہلیل اور تکبیر سے بالکل بھی نہیں رکستے تھے۔

۷۱۹..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو دینور بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو اخطی بن موسیٰ انصاری نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے، کہتے ہیں کہ میں نے عمری بن حانی سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ کی زبان

ذکر اللہ سے کتنی نہیں ہے، آپ کتنی بار اللہ کی تسبیح کرتے ہیں روزانہ؟ فرمایا ایک لاکھ بار، مگر یہ کہ انگلیاں غلطی کر لیں۔

۷۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین نے، ان کو دین بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابی طالب نے، ان کو جعفر بن عمران ثعلبی نے، ان کو محارب بن، ان کو سعید بن خنس نے، ان کو عبد العزیز بن رواد نے، وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی نشیب میں ایک عورت تھی جو کہ روزانہ بارہ ہزار بار سبحان اللہ کا ورد کرتی تھی، جب وہ فوت ہو گئی تو اسے جب قبر پر لے کر پہنچے تو قبر نے اس کو خود بخود لوگوں کے ہاتھوں سے لے لیا۔

۷۲۱..... ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن ابوبکر فقیہ طوسی نے، ان کو ابو بشر محمد بن احمد بن حاضر نے، ان کو ابو العباس محمد بن ابراہیم بن مہران نے، ان کو عبد اللہ بن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے ایک آدمی سے کہتے ہیں کہ میں نے ابو صالح ماہان کو دیکھا جب حجاج بن یوسف نے اس کو لکڑیوں پر پھانسی لگایا، وہ تسبیح یعنی سبحان اللہ پڑھ رہے تھے اور ہاتھ سے عقدہ اور گرہ بنا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کا ورد ان کے ہاتھ میں تینتیس کی تعداد کو پہنچا اور انہوں نے تینتیس گرہ بنائی۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مرنے کے بعد بھی دیکھا کہ ذکر والا عقدہ اور حلقہ اس کے ہاتھ کا بدستور موجود تھا۔

۷۲۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابراہیم بن محمد سکری نے، ان کو محمد بن عبد العزیز بن ابی رزمہ نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو ابو جملو نے، وہ ابن قتیبہ بن مسلم کے ساتھ ان کی سواری پر سوار ہوتے تھے، یعنی ان کی جگہ عبادت کرتے تھے اور روزانہ بارہ ہزار بار سبحان اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اسے اپنی انگلیوں پر شمار کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور ذکر اللہ کی کثرت

۷۲۳..... ہمیں خبر دی ابو الفتح جلال بن محمد جعفر نے، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے ان کو ابو الاشعث نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، ان کو ابو کعب نے اپنے دادا البقیہ سے، ان کو ابو صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے کہ ان کے لئے چمڑے کا دسترخوان بچھایا جاتا اور ایک تھیلا لایا جاتا۔ اس میں کنکریاں تھیں، ان کے ساتھ وہ دو پہر تک سبحان اللہ کا ورد کرتے، پھر اٹھ جاتے، جب ظہر پڑھ لیتے، پھر ان کے پاس وہ تھیلا پھر لایا جاتا، پھر ان کے ساتھ تسبیح کرتے، یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔

دل مردہ ہونے کی تین علامات

اور والہانہ محبت کی تین علامات

۷۲۴..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن اسحاق نے، کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عثمان حنظل سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے، دل کی موت کی تین علامات ہیں:

- ۱..... مخلوق کے ساتھ انس و محبت۔
- ۲..... اللہ کے ساتھ خلوت کرنے میں وحشت۔
- ۳..... اور مقصود ذکر کی حلاوت کا فقدان۔

اور اللہ کے ساتھ والہانہ محبت کی تین نشانیاں ہیں:

- ۱..... ذکر کرتے وقت شوق اور محبت کی وجہ سے بدن میں روح کا مضطرب اور پریشان ہونا۔
- ۲..... چالپوسی اور الحاح کرتے ہوئے سرگوشی کرنے میں عقل کا سکون، راحت اور قرار پکڑنا۔

۹..... تخلیق باخلاق اللہ کرنے کے لئے امور غیبیہ میں اللہ کی طرف رجوع ہونے کے لئے ہمت پیدا ہو جانا۔

معرفت الہی کی حقیقت

۷۲۵..... میں نے ابو سعید ابی عثمان زاہد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے علی بن حسین فقیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا بسطامی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ابو یزید بسطامی سے معرفت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

الحیات بذکر اللہ

اللہ کے ذکر کے ساتھ جینا۔

اور جہالت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

الغفلة عن اللہ

اللہ سے غافل ہونا۔

عارف باللہ کی پہچان بقول ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۲۶..... میں نے ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابو نصر بن عبد اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے یعقوب بن اسحاق سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم ہروی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ عارف باللہ کی کیا علامت ہے؟ تو فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ذکر اللہ سے رکے نہیں اور اللہ کے حقوق سے تھکے نہیں اور غیر اللہ سے انس و محبت کرے نہیں۔

کہتے ہیں کہ ابو یزید نے کہا کہ میں نے ابتداء عمر میں چار چیزوں میں غلطی کی، مجھے یہ وہم ہو گیا تھا کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اور میں اس کی معرفت رکھتا ہوں اور میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور میں اس کا طالب ہوں۔ اب جبکہ انتہاء کو پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کا یاد کرنا میرے یاد کرنے سے پہلے ہے اور اس کی معرفت میری معرفت سے مقدم ہے اور اس کی محبت بھی میری محبت سے زیادہ مقدم ہے اور زیادہ پرانی ہے اور اس کی طلب میرے لئے پہلے ہے بعد میں، میں نے اس کو طلب کیا ہے۔ اس طلب سے یہاں ان کی مراد ارادت و چاہت ہے اور قصد و ارادہ ہے۔ یعنی اس کا مرتبہ اور مقام اونچا کرنے کا قصد و ارادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۲۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے، ان کو حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، ان کو ابو حاتم نے، ان کو عبد الرحیم بن مطرف نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے، ان کو اوزعی نے، وہ کہتے ہیں کہ حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے ذکر کو ناپسند کرنے یا ذکر کرنے والے کو ناپسند کرنے سے یہ بات اس کے ہاں زیادہ سخت بری ہے کہ بندہ اپنے رب کے ساتھ بغض و عناد تو رکھے۔

ایمان کا گیارھواں شعبہ

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

(۱).....ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما ذا لكم الشیطن یخوف اولیاءه. فلا تخافوهم و خافون ان کنتم مؤمنین (آل عمران ۱۷۵)
سوائے اس کے نہیں کہ یہ شیطان ہے جو کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ تم ان سے نہ ڈرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔
(۲).....ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا تخشوا الناس و اخشون (المائدہ ۴۴)
لوگوں سے مت ڈرو، بلکہ صرف مجھ سے ڈرو۔

(۳).....ارشاد ہوا:

وایای فارہبون (البقرہ ۴۰)
اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔

(۴).....ارشاد ہوا:

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً و خیفۃ (الاعراف ۲۰۵)
(اے پیغمبر آپ) اپنے رب کو یاد کیجئے اپنے دل میں بطور عاجزی کرنے اور ڈرنے کے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس سے ڈرتے رہنے کو ان کی تعریف کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔
(۵).....چنانچہ ارشاد ہوا:

وہم من خشیتہ مشفقون (الانبیاء ۲۸)
فرشتے اس کے خوف سے اس سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔
نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی بھی اسی طرح یعنی ان کے اللہ سے ڈرنے پر ان کی تعریف کی ہے۔
(۶).....چنانچہ ارشاد ہوا:

انہم کانوا یسارعون فی الخیرات و یدعوننا رغبا و رہبا و کانوا لنا خاشعین (الانبیاء ۹۰)
بے شک وہ انبیاء علیہم السلام بھلائیوں میں جلدی کرتے تھے اور وہ ہمیں پکارتے تھے تو قہر رکھتے ہوئے
اور ڈرتے ہوئے اور وہ ہم ہی سے ڈرنے والے تھے۔

(۷).....نیز ارشاد ہوا:

والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یخشون ربہم و یخافون سوء الحساب (اعداۃ)
وہ لوگ جو ملاتے ہیں اللہ نے جس کے ملانے کا حکم فرمایا ہے اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور ڈرتے ہیں بڑے حساب سے۔
اسی طرح اللہ خوف نہ رکھنے اور اس سے غافل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کفار کو ڈانٹ اور سرزنش کی ہے۔

(۸).....چنانچہ ارشاد ہوا:

مالکم لا ترجون لله وقاراً

(نوح ۱۳)

کیا ہوا ہے تم کو کیوں نہیں امید رکھتے تم اللہ کے وقار اور بڑائی کی۔ اس کی تفسیر میں یہ کہا گیا کہ نہ۔

مالکم لا تخافون عظمة الله

تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ کرنے والے کفار کی مذمت کی ہے۔

(۹).....ارشاد ہوا:

وقال الذين لا يرجون لقاءنا

(الفرقان ۲۱)

جو لوگ ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے (یعنی کفار) وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں اترتے،

یا پھر ہم اپنے رب کو خود دیکھ لیتے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ خوف نہیں رکھتے اللہ سے نہیں ڈرتے۔

مذکورہ تمام آیات جن کو ہم نے پیش کیا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اس بات کے اعتراف کی تکمیل ہے کہ حکومت اور بادشاہت اسی کی ہے، اور اس کی مخلوق میں مشیت بھی اسی کی نافذ ہے اور کار فرما ہے جب کہ اللہ کے خوف کو چھوڑ دینا دراصل اس کی عبدیت کو چھوڑ دینا ہے۔ اس لئے کہ ہر عبد و غلام کا یہ حق ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ اس لئے کہ اس کے آقا کے احسانات اس پر ثابت کچے ہیں۔ اور بندے کا اپنے مالک کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونا۔ اور اطاعت و تابعداری ترک کرنا یہ تمام امور اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ بندہ اپنے رب سے ڈرتا رہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خدا کئی طریقوں پر ہوتا ہے

قسم اول:..... جس کا منبع و سرچشمہ بندے کا کم تر ہونا اور اپنے مالک کا برتر ہونا، اور بندے کا یہ جاننا کہ اس کا نفس اپنے رب کے آگے ذلیل ہے اور عاجز ہے، کمزور ہے۔ کمتر ہے اگر وہ اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو یہ اس کا مقابلہ کرنے سے بھی انتہائی عاجز ہے۔ اس کی مثال دنیا میں ایسی ہے جیسے بچہ اپنے والدین سے ڈرتا ہے۔ یا لوگ جیسے اپنے عادل اور محسن بادشاہ سے ڈرتے ہیں۔ یا جیسے غلام اپنے نیک اور شریف آقاؤں سے ڈرتے ہیں۔

قسم دوم:..... وہ خوف ہے جس کا سرچشمہ محبت ہوتی ہے وہ اس طرح پر ہے کہ بندہ زیادہ تر اوقات میں اللہ سے ڈرتا رہے کہ کہیں وہ مالک مجھے میرے اپنے نفس کے سپرد نہ کر دے، میری کسی خطا اور غلطی کی وجہ سے۔

اور کہیں وہ مجھ سے اپنی عطا کردہ نیکی کی توفیق چھین نہ لے اور کہیں وہ اپنے عطا کردہ اسباب مجھ سے منقطع نہ کر لے۔ چنانچہ یہ عادت ہر اس غلام کی ہوتی ہے مالک جس کے ساتھ احسان کرتا ہے اور وہ اپنے مالک کے احسان کی قدر پہچانتا ہے اور اسی طرح اپنے مالک سے محبت کرتا ہے وہ بھی ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ میں اپنے مالک کی نظر سے اپنی کسی حماقت اور کسی غلطی کی وجہ سے اس مرتبے اور مقام سے گراندیا جاؤں اور کہیں اپنے مقام سے ہٹا نہ دیا جاؤں۔

قسم سوم:..... وہ خوف ہے جس کا سرچشمہ اللہ کی وعید اور عذاب کی دھمکیاں ہیں کہ بندہ اپنے رب کی طرف سے بیان ہونے والی وعیدیں اور

عذاب کے تذکرے پڑھتا اور سنتا ہے تو ڈرتا ہے کہ کہیں وہ مالک کل و مختار کل میری غلطی اور گناہ کی وجہ سے ناراض ہو کر مجھے کسی عذاب اور سزا میں نہ ڈال دے۔ الغرض اللہ کے خوف کی یہ تمام اقسام اپنی عاجزی اور اللہ کی عظمت و برتری اور اس کے غلبے کو تسلیم کرنے سے عبارت ہیں لہذا اثابت ہوا کہ اللہ کا خوف ایمان کا شعبہ اور حصہ ہے۔ قرآن مجید نے ان اقسام پر متنبہ فرمایا ہے۔

پہلی قسم پر انتخابہ:..... ارشاد باری ہے:

مالکم لاترجون للہ وقارا (نوح ۱۳)

تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کے وقار کی امید نہیں رکھتے۔

مطلب یہ ہے کہ لاتخافون عظمة اللہ کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بکلی نے مذکورہ آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے اس روایت میں جس کو انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۷۲۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابوالفتح مزی نے ان کو ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے ان کو معاویہ بن صالح نے ان کو علی بن ابی طلحہ نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

مالکم لاترجون للہ وقارا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وقار سے مراد عظمت ہے۔ یعنی تمہیں کیا ہوا؟ کہ تم لوگ اللہ کے وقار عظمت کا اعتراف نہیں کرتے۔

اور اس قول کے بارے میں کہ۔ وقد خلقکم اطواراً (نوح ۱۳)

وہ فرماتے ہیں کہ مراد ہے پہلے نطفہ پھر خون کی پھٹکی اس کے بعد بوٹی یعنی اللہ تعالیٰ نے حالانکہ تمہیں کئی مراحل میں بنایا پہلے نطفہ بنایا اس کے بعد خون کی پھٹکی بنایا اس کے بعد گوشت کی بوٹی بنایا۔

۷۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابومنصور عباس بن فضل نے ان کو احمد بن نجده نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو اسماعیل بن سمیع نے ان کو ابوالریج نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لاترجون للہ وقارا۔ یعنی لاتعلمون للہ عظمة۔

یعنی تم اللہ کی عظمت کو نہیں جانتے؟

مجاہد کا قول:

۷۳۰:..... کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو جریر نے ان کو منصور نے ان کو مجاہد نے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لاترجون للہ وقاراً۔ قال لاتبالون عظمة ربکم

یعنی تم کو کیا ہوا تم اپنی رب کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

وقد خلقکم اطواراً۔

(۷۲۸)..... عزاه السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلى ابن جریر والمصنف.

(۷۲۹)..... عزاه السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلى سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

(۷۳۰)..... عزاه السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلى سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

یعنی پہلے پیدا کیا تمہیں نطفہ سے اس کے بعد خون کی پھنگی سے اس کے بعد گوشت کی بوٹی سے درجہ بدرجہ۔
 ۷۳۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن ابوالمعروف نے ان کو ابوسہل اسفرائی نے ان کو ابوجعفر حذاء نے ان کو علی بن مدینی نے ان کو جریر بن عبد الحمید نے منصور سے اس سے مجاہد سے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لا ترجون لله وقاراً.

مجاہد نے فرمایا کہ لا ترجون لله عظمة یعنی تم اللہ کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اور ترجون رجاء سے بنا ہے رجاء کا معنی مجاہد نے بنایا۔ الطمع والمخافة۔ امید و خوف۔

۷۳۲:..... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے علی نے ان کو مسکین ابونافطہ نے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے منصور بن ذاذان سے پوچھا جب کہ میں سن رہا تھا۔ اس قول باری کے بارے میں مالکم لا ترجون لله وقاراً۔ کہتے ہیں کہ مراد ہے۔

لا تعلمون له عظمة ولا تشكرون له نعمة.

تمہیں کیا ہوا کہ تم اس کی عظمت نہیں جانتے اور اس کی نعمت کا تم شکر نہیں کرتے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اگر سردار اپنے غلام سے کہے تجھے کیا ہوا ہے؟ کہ تو میری حکومت اور بادشاہت سے نہیں ڈرتا؟ یا یوں کہے کہ تجھے کیا ہوا تو اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا اور اپنے وزن کو اپنی حیثیت کو اور اپنے نفس اور اپنی ذات کو اس مقام پر نہیں رکھتا جو اس کا مقام ہے؟ ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے مقصد دونوں کا ایک ہی ہے کہ غلام کو اس کی اپنی حیثیت اور اس کا اپنا مقام یاد دلایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مالک کے غلبے کو بھول کر کہیں اس کے آگے جری نہ ہو جائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری نہ ترک کر دے۔ اس سے زیادہ واضح ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا۔

واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفوراً۔ افا منتم

ان یرحسکم بکم جانب البر او یرسل علیکم حاصباً۔ ثم لا تجدوا لکم وکیلاً؟ ام امنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ

اخری فیرسل علیکم قاصفاً من الریح فیغرکم بما کفرتم ثم لا تجدوا لکم علینا بہ تبعاً (الاسواء ۶۷-۶۹)

جس وقت سمندر میں تمہیں پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ (سب غائب ہو جاتے ہیں جنہیں تم پکارتے ہو مگر صرف اور صرف وہی اللہ ہی

ہوتا ہے (مدد کرنے کے لئے) پھر جب وہ تمہیں خشکی پر نجات دے کر لاتا ہے تو تم (اسی مالک و محسن سے) منہ پھیر لیتے

ہو۔ (درحقیقت) انسان (اپنی طبیعت میں) ہے ہی ناشکرا۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں کہیں خشکی کی کنارے پر

ہی زمین میں دھنسا دے یا تمہارے اوپر کو تیز تند آندھی چلا دے پھر برسانے والی پھر تم اپنے لئے کوئی بھی کام بنانے والا نہ پاسکو؟ کیا

بھلا تم اس بات سے امان اور پناہ حاصل کر بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ اسی طرح دوسری بار پھر سمندر میں لے جائے اور تمہارے اوپر

تند و تند ہوا کا جھکڑ چلا کر تمہیں غرق کر دے تمہارے کفر کرنے کی پاداش میں پھر تم نہ پاؤ اپنے لئے

ہمارے خلاف کوئی باز پرس کرنے والا (کوئی پیچھا کرنے والا)۔

آیات کے مفہوم پر شیخ حلیمی کا تبصرہ:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سمجھا دیا ہے کہ تمام احوال میں سے کسی بھی حالت ان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کو چھوڑ دیں یا اس کے شکر کرنے میں کوتاہی کریں۔ اپنے رویے سے یہ ظاہر کرے کہ جیسے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نافرمانی کے

باوجود امان مل چکی ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان کامل نعمتوں کی وجہ سے جو ان کو حاصل ہو رہی ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اور یہ اندازہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، خصوصاً ان کی معمولی سی اطاعت سے جسے وہ اپنے خیال میں پورا کر لیتے ہیں (وہ اس طرح خود کو محفوظ سمجھتے ہیں) جب کہ اللہ کی تدبیر اور اس کے فیصلے سے خسارہ پانے والے لوگ ہی بے فکر رہ سکتے ہیں (انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے) بلکہ ان لوگوں کا راستہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ تمام حالات میں اس کی ناراضگی سے اور اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈرتے ہیں اور دل میں یہ سوچیں کہ اگر وہ ان کی ہلاکت کا یا کسی بھی برائی کا ارادہ کر لے تو یہ لوگ کوئی ایک بھی ایسا نہیں پائیں گے جو اس ہلاکت کو ان سے ہٹا سکے اور نہ ہی کوئی ایسا جو اس کو ان سے روک دے اس لئے کہ وہ اس کا اختیار رکھتا ہو۔

بہر حال خوف کی دوسری قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اس کو پکارتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں:

ربنا لا تنزع قلوبنا بعد از ہدیتنا۔

البتہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھانہ کرنا اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت کی دولت دی۔ (پوری آیت پڑھ جائے) دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں راخون فی العلم کا نام دیا ہے۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ جو شخص بھی اپنے رب سے یہ دعا مانگتا ہے کہ ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھانہ کر وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ جس ہدایت کے ذریعے اللہ نے مجھے شرف بخشا ہے۔ کہیں وہ اس کو اس سے چھین نہ لے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں۔

انا كنا قبل في اهلنا مشفقين (طوری دو آیات کی تلاوت کی طور ۲۶-۲۷)

کہ ہم اپنے اہل میں رہ کر ڈرتے رہتے تھے اور یہ تفسیر میں آیا ہے کہ وہ ڈرتے رہتے تھے کہ ان سے اسلام کہیں چھین نہ لیا جائے کہ پھر وہ قیامت کے دن شقیوں اور محروموں کی جگہ پر ہو جائیں اور وہ لوگ اللہ سے ڈرا کرتے تھے کہ ان کے ساتھ یہ ظلم نہ کرے اور یہی حال اللہ کی تمام نعمتوں کا ہے اگرچہ اسلام ان سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اللہ کے خوف کی تیسری قسم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ ارشاد فرمایا:

(۱)..... یا ایہا الناس اتقوا ربکم۔ (النساء ۱-۳۳ الحج ۱)

اے لوگو! ڈرو تم اپنے رب سے۔

(۲)..... اور ارشاد فرمایا:

وایای فائقون (البقرہ ۴۱)

اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

(۳)..... ارشاد فرمایا:

قوانفسکم واهلیکم ناراً وقودھا النللس والحجارة (التحریم ۶)

بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے اس کا ایندھن لوگ ہیں۔

اور پھر تقویٰ کا حکم فرمایا (یعنی بچنے کا) وہ یہ ہے کہ مخاطبین اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کر کے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کو چھوڑ کر۔ اور فاتقون بچو مجھ سے (ڈرو مجھ سے) کا مطلب و معنی یہ ہے کہ اتقوا عذابہی ومؤخلتی۔ میرے عذاب سے بچو اور میری پکڑ سے اور میری گرفت سے بچو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا النار ولو بشق تمرة.

بجو آگ سے اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہو سکے۔

۷۳۳:..... ہمیں خبر دی ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس حافظ سے بغداد میں ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے ان کو جعفر بن محمد صانع نے۔ ان کو عفان نے ان کو شعبہ نے ان کو ابو اسحق نے فرمایا کہ بجو آگ سے اور خیر کا کام کرو۔ میں نے عبد اللہ بن معقل سے سنا کہتے تھے کہ میں نے عدی بن حاتم سے سنا کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اتقوا النار ولو بشق تمرة آگ سے بجو اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ابو اسحق سے۔

۷۳۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن اسحق فقیہ نے ان کو محمد بن شاذان جوہری نے ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے ان کو محمد بن یزید بن حنیس نے ان کو عبد العزیز بن ابورواد نے ان کو عمر مہ نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ آیت نازل فرمائی۔

يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا (التحریم ۶)

اے ایمان والو بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اس کو اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کیا۔ یا یوں کہا کہ ایک دن۔ چنانچہ ایک نوجوان گر کر بیہوش ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے دل پر رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے نوجوان یوں کہو لا الہ الا اللہ۔ اس نے یہ کلمہ پڑھا آپ نے اس کو جنت کی بشارت دی، تو آپ کے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ ہمارے درمیان میں سے (یعنی کیا صرف یہی جنت میں جائیں گے، ہم نہیں جائیں گے؟) تو رسول اللہ نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا:

ذالک لمن خاف مقامي وخاف وعيد. (ابراہیم ۱۲)

یہ اس کے لئے ہے جو شخص ڈر گیا میرے آگے کھڑے ہونے سے اور ڈر گیا میرے عذاب سے۔

نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی ضمانت حاصل کرنا

۷۳۵:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو عمر اور عثمان بن سماک نے، ان کو محمد بن عبدک نے ان کو ابو بلال نے ان کو ابو اسحاق رقی نے۔ ان کو میمون بن مہران نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کا ایک وفد آیا ان میں ایک جوان تھا اس جوان نے بوڑھوں سے کہا۔ جاؤ تم لوگ رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اور میں تمہارے سامان کا حفاظت کروں گا۔ چنانچہ بوڑھے لوگ چلے گئے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد جوان آیا اور رسول اللہ کی کمر میں دونوں طرف سے کوکھ پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے آگ سے بچنے کا سوال کرتا ہوں (یعنی مجھے آگ سے بچا لیجئے) لوگوں نے کہا اے لڑکے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیجئے۔ بولا تم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا ہے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مجھے آگ سے پناہ دے دیں۔ اور آگ سے بچالیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پناہ دے دیجئے اس کو، بے

(۷۳۳)..... أخرجه البخاری (۱۳۶/۲) عن سليمان بن حرب عن شعبه. به ومسلم (۷۰۳/۲) عن عون بن سلام الكوفي عن زهير بن معاوية

عن أبي إسحاق. به.

(۷۳۴)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۳۵۱/۲) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

شک اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی ہے۔

عہد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا

۷۳۶:..... اس میں سے ہے جو مجھے خبر دی ہے ابو الحسین علی بن محمد بن بشران نے بطور اجازت دینے کے۔ ان کو ابو علی برذعی نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن عبید نے ان کو محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم ازدی نے ان کو جعفر بن ابو جعفر رازی نے ان کو ابو جعفر صالح نے۔ ان کو ربیع بن صلیح نے حسن سے وہ فرماتے ہیں کہ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اور عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس پر ایک لڑکی عاشق ہو گئی اور غلوت میں اس کے پاس آئی اور اس سے بات کی اس نے اپنے دل میں اپنے نفس سے اس بارے میں بات کی لہذا اس نے زور سے چیخ ماری اور یہ ہوش ہو گیا لہذا اس کے ایک بچا تھے وہ آئے اور اسے اپنے گھر لے گئے۔ جب ہوش میں آیا تو کہا کہ اس شخص کی کیا جزا ہے؟ جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے اور پیش ہونے سے ڈر جائے؟ ان کے بچا چلے گئے جا کر حضرت عمر کو خبر دی اور اتنے میں اس نوجوان نے ایک دوسری چیخ ماری اور اسی چیخ سے مر گیا۔ چنانچہ حضرت عمر اس پر مطلع ہوئے اور فرمانے لگے:

لک جنتان۔ لک جنتان۔

تیرے لئے ہی دو باغ ہیں تیرے ہی دو باغ ہیں۔

سدی کا قول:

۷۳۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن حازم نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو سفیان نے ان کو سدی نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم (انفال ۲)

(حقیقت یہی ہے کہ) مؤمن وہی لوگ ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔

سدی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے جب مؤمن کسی گناہ کا یا ظلم و زیادتی کا ارادہ کرتا ہے یا اس کی مثل کسی شئی کا اور اس کے لئے کہا جائے کہ اتق اللہ تو اللہ سے ڈر تو اس کا دل ڈر جاتا ہے۔ اور کانپ جاتا ہے۔

مجاہد کا قول:

۷۳۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کو خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو بارون بن سلیمان نے ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے ان کو سفیان نے ان کو منصور نے ان کو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ:

ولمن خاف مقام ربہ جنتان (الرحمن ۴۶)

اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ڈر گیا دو باغ ہیں۔

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو یاد کرتا ہے تو اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

۷۳۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن ابوعمر نے ان کو ابو عبد اللہ صفار نے ان کو ابو بکر بن ابودنیا نے ان کو علی بن جعد نے ان کو شعبہ نے ان کو

(۷۳۶)..... عزاء السیوطی فی الدر (۱۴۷/۶) للمصنف.

(۷۳۷)..... عزاء السیوطی فی الدر (۱۶۲/۳) إلی بن أبی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن أبی حاتم وأبو الشیخ والمصنف.

(۸۳۹)..... عزاء السیوطی فی الدر (۱۴۶/۶) إلی عبد بن حمید وابن أبی الدنیا والمصنف عن مجاہد.

منصور نے ان کو ابراہیم نے اور مجاہد نے اس قول کے بارے میں کہ:

ولمن خاف مقام ربه جنتان.

دونوں نے کہا کہ اس وہ شخص مراد ہے جو گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو یاد کرتا ہے تو گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

اس کو خلف بن ولید نے شعبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ابراہیم سے یا مجاہد سے یعنی شک کے ساتھ۔

۷۴۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو یحییٰ بن منصور نے ان کو ابوبکر جاری نے ان کو اسحاق بن منصور نے ان کو ابوداؤد نے ان کو مبارک بن فضالہ نے ان کو عبید اللہ بن ابی بکر نے ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نکالو آگ میں سے ہر اس شخص کو جو مجھے یاد کرتا تھا یا مجھ سے ڈرتا تھا کھڑا ہونے سے میرے آگے۔

۷۴۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن نے دونوں کہتے ہیں خبر دی ہے ابو العباس بن یعقوب نے ان کو یزید بن محمد بن عبد الصمد مشقی نے ان کو نعیم بن حماد نے ان کو عثمان بن کثیر بن دینار نے ان کو محمد بن مہاجر بھائی عمرو بن مہاجر نے ان کو عروہ بن رویم ثنی نے ان کو عبد الرحمن بن غنم نے ان کو عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان.

بے شک آدمی کے افضل ایمان میں سے ہے یہ بات وہ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جو جہاں بھی ہو۔

۷۴۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو ابن نمیر نے ان کو سفیان ثوری نے ان کو عبد الرحمن بن عالس نے ان کو ابوالیاس نے ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے خطبے فرماتے تھے:

خير الزاد التقوى، ورأس الحكمة مخافة الله عز وجل.

بہتر سامان سفر تقویٰ ہے (اللہ کی نافرمانی سے بچنا) اور اصل حکمت اللہ عزوجل سے ڈرنا ہے۔

۷۴۳:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس سیاری نے ان کو عبد اللہ بن عزال نے ان کو علی بن حسن بن شقیق نے ان کو بشر بن سری نے ان کو سفیان ثوری نے، ان کو عبد الرحمن بن عالس نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رأس الحكمة مخافة الله

دانائی کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔

یہ روایت موقوف ہے۔ اور ایک اور ضعیف طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بھی مروی ہے۔

(۷۴۰)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۷۰/۱)

(۱)..... أبو بكر الجارودي هو محمد بن النضر بن سلمة (المستدرک)

(۷۴۱)..... أخرجه المصنف في الأسماء والصفات (ص ۳۳۰) من طريق نعيم بن حماد. به.

وأخرجه الدولابي في الكنى (۷۳/۲)

(۷۴۲)..... في تهذيب الكمال في ترجمة (سفيان بن سعيد الثوري) روى عن (عبد الرحمن بن الحارث بن عياش بن أبي ربيعة) ولم أجد عبد الرحمن بن أنس بن عياش.

(۷۴۳)..... عزاه الزبيدي الاتحاف (۳۳۸/۸) إلى الديلمي من طريق الحسن بن عمارة عن عبد الرحمن بن عباس بن ربيعة. وبه.

وقال الزبيدي: والحسن بن عمارة ضعيف رواه البيهقي من طريق الثوري عن ابن عياش. (في الاتحاف ابن عباس). ووقفه.

۴۴۲:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن فضل نے اور جعفر ابن احمد بن عاصم نے دونوں کہتے ہیں ان کو خبر دی ہے محمد بن مصفی نے ان کو بقیہ بن ولید نے ان کو عثمان بن زمر نے ان کو ابو عمار اسدی نے ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

راء من الحكمة مخافة الله

حکمت وادانائی کی اصل اللہ سے ڈرنا ہے۔

اور یہ عقبہ بن عامر کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جوک میں روایت کی گئی ہے۔

۴۴۵:..... ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن یعقوب نے طاہران نے، ان کو عبد الرحمن بن عباس نے بن عبد الرحمن نے بغداد میں ان کو ابراہیم بن الحلق حربی نے ان کو احمد بن یونس نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو ایوب بن عتبہ نے ان کو فضل بن بکیر نے ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلاث مهلكات. شح مطاع. وهوى متبع. واعجاب المرء بنفسه.

تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں تیری نفس کی اطاعت۔ خواہش کی اتباع۔ عجب اور خود پسندی۔

و ثلاث منجيات. خشية الله في السر والعلانية. والقصد في الغنى والفقرو و كلمة الحق في الرضاء والغضب.

اور تین چیزیں نجات دہندہ ہیں چھپے اور ظاہر ہر حال میں اللہ سے ڈرنا۔ غنی ہو یا فقیر ہر حال میں میا نہ روی اختیار کرنا۔

خوشی ہو یا غصہ ہر حق بات کہنا۔

یہ روایت ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۴۴۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن یعقوب عدل نے ان کو محمد بن عبد الوہاب فراء نے، ان کو جعفر بن عون نے ان کو مسعودی نے ان کو قاسم بن عبد الرحمن نے کہتے ہیں کہ فرمایا عبد اللہ نے:

كفى يخشة الله علما. وكفى بالاعتراف بالله جهلا.

خشیت خداوندی کے لئے عالم ہونا کافی ہے اور اللہ کے ساتھ دھوکہ کھانے میں جہالت کافی ہے۔

۴۴۷:..... اسی اسناد کے ساتھ مسلم بن صبیح سے اور مسروق سے مروی ہے۔

بے شک آدمی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے کچھ ایسی مجاہل ہو ا کریں جہاں وہ ان مجالس میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے بخشش

(۶۳۴)..... عزاه الزبيدي في الاتحاف (۴۴۸/۸) إلى المصنف وفي الاتحاف (عثمان بن زحر عن أبي عمار الهذلي بدلاً من عثمان بن زفر بن عمار الأسدي).

(۴۴۵)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۴۳/۲) من طريق أحمد بن يونس. به.

تنبيه:..... في الحلية (أيوب عن عتبة) بدلاً من (أيوب بن عتبة) وهو خطأ. وأيوب بن عتبة من رجال التهذيب روى عن الفضل بن بكر العبدی وروی عنه أحمد بن عبد اللہ بن یونس والحديث راوه أيضاً ابن عبد البر فی جامع بیان العلم وفضله (۱۳۲/۱) من طریق نعيم بن سالم عن أنس وقال أبو نعيم:

هذا حديث غريب من حديث قتادة ورواه عكرمة بن إبراهيم عن هشام عن يحيى بن أبي كثير عن أنس رضي الله عنه.

(۴۴۶)..... انظر الاتحاف (۴۴۸/۸)

مانگا کرے۔

۷۸۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو ابو منصور صنفی نے ان کو احمد بن یحییٰ بن سیرین نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو زائدہ نے ان کو اعمش نے ان کو مسلم نے ان کو مسروق نے کہتے ہیں کہ:

آدمی کے عالم ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو۔ اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خود پسندی کرتا ہو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آدمی کو چاہئے کہ اس کے لئے ایسی مجالس ہوں جن میں وہ اکیلے ہو کر اپنے گناہوں کو یاد کرے اور ان سے استغفار کرے۔ ہم یہ کلام مسروق کے قول سے غیر مرفوع روایت کر چکے ہیں۔

۷۹۔ ہمیں خبر دی ابو نصر بن قنادہ نے ان کو ابو علی حامد بن محمد رفاء نے ان کو ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ نے ان کو بدل بن مجبر ابو المنیر نے ان کو شعبہ نے ان کو سلیمان نے ان کو عبد اللہ بن مرہ نے ان کو مسروق نے وہ کہتے ہیں۔ آدمی کے عالم ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے علم پر ناز کرے۔

۸۰۔ ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے ان کو ابو طاہر محمد آبادی نے ان کو فضل بن محمد نے ان کو ابو بکر بن شیبہ جزامی نے ان کو ابن ابوفدیک نے اور خبر دی نصر بن قنادہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں، ان کو ابو عمرو بن مطر نے ان کو احمد بن داؤد سمنانی نے ان کو ابو بکر نے ان کو دحیم عبد الرحمن بن ابراہیم نے ان کو ابن ابی ندیک نے ان کو موسیٰ بن یعقوب نے ان کو ابو حازم نے ان کو عامر بن عبد اللہ بن زبیر خبر دی ہے ان کو ان کے والد نے خبر دی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے اسلام لانے کے درمیان اور اس آیت کے نزول کے درمیان جس میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انتباہ فرمایا سرزنش فرمائی مگر صرف چار سال کی مدت ہے۔ آیت یہ ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِ فَطَالُوا عَلَيْهِمْ إِلَّا مَا فَتَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (الہ ی۶)

تم ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہیں کتاب دی گئی تھی پس ان پر مدت طویل گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے

اور زیادہ تر ان میں سے فاسق اور اللہ کے نافرمان ہیں۔

اور روزباری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ان کو خبر دی تھی کہ ان لوگوں کے اسلام لانے اور مذکورہ آیت کے نزول کے درمیان چار سال کا فاصلہ ہے۔

۸۱۔ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے اور ابو علی روزباری نے ان دونوں کو ابو الحسن علی بن ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے ان کو ابو عمر احمد

(۷۸)۔ عزاء الزبیری فی الاحتاف (۳۸/۸) إلی المصنف.

(۷۹)۔ ابراہیم بن عبد اللہ ہو ابو مسلم الکجی.

(۸۰)۔ دحیم بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن عمرو أبو سعید، أخرجه الحاكم (۳۹/۲) من طریق سعيد بن أبي مريم عن موسى بن يعقوب. یہ.

والحدیث رواه مسلم (۲۱۳۹/۳) من طریق عون بن عبد الله عن أبيه عن ابن مسعود.

وعزاه السيوطی فی الدر (۱۷۵/۶) إلی مسلم والنسائی وابن ماجه وابن المنذر وابن مردويه.

(۸۱)۔ أبو سفیان هو طلحة نافع الواسطي والحدیث أخرجه البزار (۳۲/۱) رقم ۳۴ كشف الاستار عن أحمد بن عبد الجبار العطاردی.

به وقال البزار وهذا لا تعلم رواه عن الأعمش بهذا الإسناد إلا أبو بكر بن عياش وقد رواه غيره عن الأعمش عن يزيد الرقاشي عن غنيم بن

قيس عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم

بن عبد الجبار عطار دی نے ان کو ابو بکر بن عیاش نے ان کو عُمَیْش نے ان کو ابوسفیان نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کی مثال اس پر جیسی ہے جو میدانی زمین پر پڑا ہو اور اس کو ہوائیں الٹ پلٹ کرتی جائیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد اللہ بن سعد نے ان کو علی بن حسن خثام نے اپنی اصل کتاب میں سے اور وہ نسیا پور میں تھے۔ ان کو حامد بن عمر بکرا دی نے ان کو عبد الواحد بن زیاد نے ان کو عاصم احول نے ان کو ابو کبشہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

کہ دل کا نام قلب رکھا گیا اس لئے یہ قلب سے مناسبت رکھتا ہے (اور قلب بار الٹ پلٹ کرنے کو کہتے ہیں دل کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے واردات اور خیالات کی کثرت سے ہر لمحہ بدلنے کی کیفیت رہتی ہے۔)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلب کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر جیسی ہے جو کسی درخت یا جھاڑی کے تنے سے انک جاتا ہے اور ہوا اس کو الٹے اور سیدھے الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔

۷۵۳: ہمیں خبر دی ہے ابو بکر قاضی نے ان کو حاجب بن احمد نے ان کو عبد الرحیم بن منیب نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو سعید بن ریاس جریری نے ان کو غنیم بن قیس نے ان کو ابو موسیٰ اشعری نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل القلب كوريشة في ارض فلاة تقلبها الرياح ظهراً لبطن.

قلب کی مثال اس پر جیسی ہے جو میدانی زمین پر پڑا ہو ہوائیں اسی الٹے سیدھے الٹ پلٹ کرتی رہیں۔

۷۵۴: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو بکر قطانی نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو محمد بن یوسف نے ان کو سفیان نے ان کو سفیان نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو ابو سعید بن جراح نے وہ کہتے ہیں کہ ابن آدم کا دل چڑیا جیسا ہے ایک دن میں سات بار بدلتا ہے (یعنی خیال اور ارادہ بار بار بدلتا ہے۔) یہ روایت موقوف ہے۔ اور یہ مرفوع بھی روایت ہوئی ہے (جیسے آنے والی روایت ہے)۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۵: ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن علی نے ان کو عبد اللہ بن شریوہ نے ان کو اسحاق حنظلی نے ان کو بقیہ بن ولید نے ان کو بحیر بن سعید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو ابو سعید بن جراح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔

وقلب ابن ادم مثل العصفور يتقلب في اليوم سبع مرات.

(۷۵۲) أخرجه أحمد (۴۰۸/۴) من طريق عبد الواحد بن زياد. به.

(۷۵۳) أخرجه ابن ماجة (۸۸) من طريق الأعمش عن يزيد الرقاشي عن غنيم بن قيس. به.

(۷۵۴) أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۰۲/۱) من طريق سفیان. به.

(۷۵۵) أخرجه الحاكم في المستدرک (۳۰۷/۴) عن أبي عبيد الله الصفار عن أبي بكر بن أبي الدنيا عن سويد بن سعيد عن بقیة. به.

وصححه الحاكم وقال الذهبي: فيه انقطاع.

وفی الاتحاف (۳۰۲/۷) قال الزبیدی قال اعراقی: رواه الحاكم في المستدرک على شرط مسلم والبيهقي في الشعب من حديث أبي

عبيدة عامر بن الجراح. قال الزبیدی: وكذلك رواه ابن أبي الدنيا في كتاب الاخلاص وقال العراقي: ورواه البغوي في معجمه من حديث

أبي عبيدة غير منسوب وقال: لا أدري له صحبة أم لا.

ابن آدم کا دل چیزیا کے دل جیسا ہے ایک دن میں سات بار بدلتا اور الٹ پلٹ ہوتا ہے۔

۷۶: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری نے بغداد میں ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو عباس بن عبداللہ ترقی نے ان کو محمد بن یوسف نے ان کو سفیان نے ان کو اعمش نے ان کو ابوسفیان نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ۔
رسول اللہ اکثر یہ فرماتے تھے کہ:

يا مقلب القلوب ثبت قلوبنا على دينك .

اے دلوں کے الٹ پھیر کرنے والی ذات ہمارے دلوں کو اپنے دین پر پکار کھنا۔

۷۷: ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن ابی بکر اھوازی نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ہشام بن علی نے ان کو کثیر بن یحییٰ نے ان کو عبدالواحد بن زیاد نے اس نے اعمش کا ذکر کیا۔ ان کو ابوسفیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے تھے:

يا عقلب القلوب ثبت قلبي على دينك

اے دلوں کے پھیرنے والے میری دل کو اپنے دین پر پکار کھنا۔

۷۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن علی جوہری نے بغداد میں ان کو احمد بن موسیٰ شطوی نے ان کو محمد بن سابق نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو منصور نے ان کو عامر نے ان کو نعمان بن بشیر نے انہوں نے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

في الانسان مضغة اذا صلحت صلح له سائر جسده واذا سقم سقم له سائر جسده وهي القلب .

انسان کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ایسا ہے کہ وہ جس وقت درست ہو تو اس کے لئے اس کا پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور وہ جس وقت

بیمار پڑ جائے اس کے لئے اس کا سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں لئی طریقوں سے بھی نقل ہوئی ہے شععی سے بھی اور انہوں نے حدیث میں کہا ہے؟

اذا فسدت فسد الجسد كله .

جس وقت وہ گوشت کا ٹکڑا خراب ہو جائے پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

۷۹: ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران اور ابوالحسن محمد بن احمد بن حسن بزاز نے بغداد میں دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے۔
عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے ان کو ابویحییٰ بن ابو ہریرہ نے ان کو ابوعبدالرحمن مرقی نے ان کو سعید بن ابویوب نے ان کو عبداللہ بن ولید نے
ان کو سعید بن مسیب نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رسول اللہ جب رات کو بیدار ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين . اللهم اني استغفرک لذنبی واسئالك رحمتک .

(۷۶) أخرجه أبو يعلى في مسنده (۲۰۷/۳) عن ابن نمير عن قبيصة عن سفیان . به .

(۷۷) أخرجه الترمذی (۲۱۳۰) من طريق أبي معاوية عن الأعمش . به .

وقال الترمذی : حسن وهكذا روى عن غير واحد عن الأعمش وروى بعضهم عنه عن أبي سفیان عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم
وحديث أبي سفیان عن أنس أصح .

(۷۸) متفق عليه أخرجه البخاری (۱۲۶/۱ فتح) ومسلم (۱۲۱۹/۳) من طريق عامر الشعبي . به .

(۷۹) أخرجه أبو داؤد (۵۰۶۱) عن حامد بن يحيى عن أبي عبد الرحمن المقبري . به .

اللهم زدنی علماً ولا تزغ قلبی بعد اذ هدیتنی وهب لی من لدنک رحمة انک انت الوهاب۔
کوئی اللہ نہیں ہے مگر تو ہی اللہ ہے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں اے اللہ بے شک میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اپنے گناہ کی، اور میں تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں۔ اے اللہ میرا علم زیادہ فرما۔ اور بعد اس کے کہ آپ نے مجھ کو ہدایت عطا کی میرے دل کو نیرہا نہ کر اور مجھ کو اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو ہی دینے والا ہے۔

حدیث میں مجبور و مضطر کی دعا

اور ہم نے کتاب الدعوات میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مجبور اور پریشان کی دعا میں فرمایا:
اللهم رحمتک ارجوا فلا تکن لی نفسی طرفة عین واصلح لی شانی کله لا الہ الا انت۔
اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر میری ہر حالت کی اصلاح فرما اور درست فرما کوئی معبود نہیں صرف تو ہی تو ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے یوں دعا مانگی:

انک ان تکن لی الی نفسی تکن لی الی ضعف وعورة وذنوب وخطیئة وانی لا اثق الا برحمتک فاغفر لی ذنوبی کلہا انہ لا یغفر الذنوب الا انت وتب علی انک انت التواب الرحیم۔
بے شک تو اگر مجھے میرے نفس کے حوالے کر دے تو آپ مجھے کمزوری، عار، گناہ اور غلطی کے حوالے کریں گے میں نہیں یقین کرتا مگر صرف تیری رحمت کا میرے تمام گناہ معاف فرما۔ حالت یہ ہے کہ بے شک گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا مگر صرف تو ہی ہے میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

۷۰..... ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے ان کو ابو احمد بن عدی حافظ نے ان کو احمد صاعد نے ان کو ابو ہاشم رفاعی نے ان کو زید بن حباب نے ان کو ابن موهب نے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اے فاطمہ نہ رو کے تجھ کو اس بات سے کوئی کہ تو نے جو کچھ تجھ کو میں وصیت کروں۔ یہ دعا کیا کیجئے:

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فلا تکن لی الی نفسی طرفة عین واصلح لی شانی کله۔
اے زندہ جاوید۔ اے سب کو قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتی ہوں مجھے پلک جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے ہر حال کی تو اصلاح فرما۔

ابو احمد کہتے ہیں۔ ہمیں ابن صاعد نے کہا۔ اور ابن موهب نے یہ وہی عبید اللہ بن عبد الرحمن بن موهب ہیں۔ انہوں نے حضرت انس سے حدیث بیان کی مذکورہ حدیث کے علاوہ۔ اور ابن صاعد نے مجھے اس طرح فرمایا۔

۷۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان کو عبد الرحمن بن محمد بن مجبور نے ان کو زکریا بن یحییٰ نے ان کو حسن بن علی حلوائی نے ان کو زید

(۷۰)..... أخرجه ابن عدی (۱/۶۳۶) عن ابن صاعد۔ به۔

وقال ابن عدی: قال لنا ابن صاعد: وابن موهب هذا هو عبید اللہ بن عبد الرحمن بن موهب حدث عن انس وغيره وقال: ابن عدی: وهو حسن الحديث یکتب حدیثہ۔

(۷۱)..... أخرجه الحاکم فی المستدرک (۵۳۵/۱) عن أبی عبد اللہ عن ابن أبی الدنیا عن الحسن بن الصباح وغيره عن زید بن الحباب

عن عثمان بن عبد اللہ بن موهب۔ به۔

وصححه الحاکم ووافقه الذہبی۔

بن حباب نے ان کو عثمان بن وہب نے کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کون سی چیز مانع ہوگی اس سے کہ آپ نے جو کچھ میں آپ کو وصیت کروں؟ آپ صبح و شام یہ دعا کیا کریں۔

یا حیی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کله ولا تکلنی النی نفسی طرفۃ عین.

زید کہتے ہیں معر مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

اور زید کے سوا دیگر نے کہا زید سے انہوں نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے (مروی ہے)۔

مذکورہ احادیث وادعیہ پر بیہقی کا تبصرہ:

امام احمد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مذکورہ تمام احادیث اور دعاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ سے ڈرنا اور خوف کرنا مذکور ہے اللہ کی اس نعمت پر جو آپ کے دل میں ایمان رکھا گیا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کے اعمال کی جو توفیق دی گئی تھی۔ یہ ڈرنا اور خوف کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے تھا کہ آپ کو یہ علم تھا کہ جب توفیق سلب ہو جائے گی تو آپ اپنے نفس کے حوالے کر دیئے جائیں گے جب آپ اپنے نفس کے حوالے کر دیئے جائیں گے تو آپ اپنے نفس کے کچھ بھی مالک نہیں رہیں گے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً و قصد اس بات سے ڈرتے رہتے تھے اور یہ تمام احادیث دلالت کرتی ہیں کہ آپ اپنے دل میں سب سے زیادہ خوف خدا رکھتے تھے۔ لہذا ہر مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ یہ خوف خدا اس کے دل میں قصد و ارادۃ ہونا چاہئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال

۷۶۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو کعب نے ان کو مالک بن مغول نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ زاہد نے ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے ان کو محمد بن سابق نے ان کو مالک بن مغول نے ان کو عبد الرحمن بن سعید بن وہب نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

والذین یؤتون ما اتوا وقلوبہم وجلة انہم الی ربہم راجعون۔ (المؤمنون ۶۰)

وہ لوگ جو کچھ دے سکتے ہیں وہ دیتے ہیں اور ان کے دل کانپتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

(سیدہ عائشہ نے سوال کیا کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں؟) کیا یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے ہیں۔ اور شراب نوشی کرتے ہیں؟ اور ابن سابق کی روایت میں یوں ہے۔ کہ کیا یہ وہی آدمی مراد ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے بھی ڈرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ اور کعب کی روایت میں ہے نہیں اے ابوبکر کی بیٹی۔ یا یوں فرمایا اے صدیق کی بیٹی۔ بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے اور صدقہ بھی کرتا ہے مگر وہ ڈرتا رہتا ہے کہ شاید اس سے یہ اعمال قبول نہ کئے جائیں۔

اور ابن سابق کی ایک روایت میں ہے:

وہو مع ذالک یخاف اللہ عزوجل

وہ اس (نماز روزے اور صدقہ) کے باوجود ڈرتا رہتا ہے۔

۶۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو الحسن بن اسحاق بن احمد کا ذی نے ان کو عبد اللہ بن احمد ضبل نے ان کو ان کے والد نے ان کو کعب نے ان کو ابو الاشہب نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے سنا فرماتے تھے کہ (یہ آیت):

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا اتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ (المؤمنون: ۶۰)

وہ لوگ میں جو کچھ دے سکتے ہیں دیتے ہیں۔ ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ وہ لوگ مراد ہیں جو نیکی کے اعمال کا عمل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ شاید ان کے یہ اعمال ان کو اللہ کے عذاب سے نجات نہ دے سکیں۔

۶۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو کعب نے ان کو ابو الاشہب نے حسن سے۔ پھر اس کو مذکورہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے۔

۶۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عمر و عثمان بن احمد بن عبد اللہ سماک نے بغداد میں۔ ان کو یحییٰ بن زعفران نے ان کو ابراہیم بن محمد شافعی نے ان کو ولید بن مسلم نے اور ضمیر بن ربیعہ نے ان کو حمید بن ابو حمید نے ان کو مکحول نے عیاض بن سیمان سے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے ملا الاعلیٰ کے فرشتوں نے جو خبر دی ہے اس کے مطابق میری امت کے بہترین افراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رحمت کی کشادگی پر سامنے اور ظاہر اٹھتے اور خوش ہوتے ہیں۔ اور اپنے رب کے عذاب کی شدت کے خوف سے چھپ کر روتے ہیں۔ اور صبح و شام پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ اور امید اور خوف کی کیفیت میں اپنی زبانوں کے ساتھ اس کو پکارتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو بلند کر کے اور نیچے کر کے اس سے سوال کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اولاً بھی اور دوبارہ بھی۔ لوگوں پر ان کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ اور ان کے اپنے نفوس میں بھاری ہوتا ہے۔ وہ لوگ دھرتی پر آہستہ آہستہ ننگے پاؤں چلتے ہیں جیسے چینیٹی چلتی ہے بغیر کسی تکبر اور اترانے کے۔ چلتے ہیں وقار کے ساتھ۔ اور قرب الہی حاصل کرتے ہیں (اعمال صالحہ کے) وسیلے کے ساتھ۔ اور وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں۔ پرانے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے گواہ موجود ہوتے ہیں۔ حفاظت کرنے والی نگاہیں ہوتی ہیں۔ بندوں کو ان کے چہروں کی علامات پڑھ کر پہچان لیتے ہیں۔ اور شہروں میں غور و فکر کرتے ہیں۔ ان کی رو میں دنیا میں ہوتی ہیں، اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فکر نہیں ہوتی مگر ان کے آگے کی۔ اور وہ اپنی قبروں کے لئے (اعمال کا) سامان تیار کرتے ہیں۔ (اور اپنی آخرت کے) راستے کی راہ داری اور پاسپورٹ بناتے ہیں۔ اور اللہ کے آگے اپنے پیش ہونے کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ذَالِك لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ. (ابراہیم: ۱۲)

یہ سب اس کے لئے ہے جو شخص میرے سامنے پیش ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے ڈر گیا۔

اس روایت میں حماد بن ابو حمید کا تفرہ ہے، اور وہ حدیث میں قوی نہیں ہے اہل علم کے نزدیک۔

(۶۳:..... عزاه السیوطی فی الدر (۱۲/۵) إلى ابن المبارك فی الزهد وعبد بن حمید وابن جریر عن الحسن.

(۶۵:..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۱۷/۳) وقال الذهبي هذا حديث عجب منكر وحماد ضعيف ولكن لا يحمل مثل هذا وأحسبه أدخل على ابن السماك.

۷۶۶:..... ہمیں خبر دی ابوعلی روزباری نے ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو یحییٰ بن خلیف نے بن عقبہ ابو بکر بصری نے ان کو ابن عون نے ان کو محمد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو اس کے اعمال نجات دیدیں، لوگوں نے کہا کیا آپ کو بھی آپ کے اعمال نجات نہیں دے سکیں گے۔ فرمایا، کہ میں بھی نہیں (نجات پاکستا) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں غوطہ دے دے۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر اس طرح رکھ لیا اس کی کیفیت بیان کی۔
اس کو مسلم نے صحیح میں دوسرے طریقے سے ابن عون سے روایت کیا ہے۔

۷۶۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن نے دونوں کو خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابو عتبہ بن فرج نے ان کو بقیہ نے ان کو تجیر بن سعید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو عتبہ بن عبدیع بن سلمیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر کوئی آدمی پیدا ہونے کے دن سے لے کر موت تک اپنے منہ کے بل بڑھاپے کی حالت میں اللہ کی رضا میں کھینچا جائے البتہ حقیر کر دے گا اس کو قیامت کے دن۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۶۸:..... اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن مبارک نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نفیر سے ان کو محمد بن ابی عمیرہ نے اور وہ اصحاب رسول میں سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے لے کر بڑھاپے تک اللہ کی اطاعت میں گھسیٹا جائے تو بھی اس دن حقیر ہو جائے گا اور البتہ وہ یہ چاہے گا کہ کسی طرح اجر و ثواب زیادہ ہو جائے۔ اس کو روایت کیا ہے عیسیٰ بن یونس نے ثور سے وہ کہتے ہیں کہ اگر اپنے چہرے کے بل گرا۔ یہ تاریخ بخاری میں ہے۔ (یعنی جرعلی وجہ کی بجائے خرعلی وجہ ہے ثور کی روایت میں) بلال بن سعد فرماتے ہیں۔

۷۶۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے اور محمد بن ابی موسیٰ نے کہتے ہیں کہ ان کو بیان کیا ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بیروٹی نے ان کو خبر دی ان کے باپ نے ان کو شحاک بن عبد الرحمن نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے وہ فرماتے ہیں۔

اے رحمن کے بندو۔ کیا تمہارے پاس کوئی خبر دینے والا آیا ہے؟ جو تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں کچھ خبر دے کہ وہ تم سے قبول کر لئے گئے ہیں۔ یا تمہارے گناہوں میں سے کوئی شئی معاف کر دی گئی ہے؟

افحسبتم انما خلقکم عبداً وانکم الینا لاترجعون (المؤمنون ۱۱۵)

کیا سمجھتے ہو تم کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے کار و بے مقصد پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟ اللہ کی قسم اگر ثواب تمہیں جلدی جلدی دنیا میں دے دیا جائے البتہ خود غرض ہو جائے گا ہر ایک تم سے ان فرائض سے جو تمہارے اوپر فرائض ہیں۔ کیا اللہ ن اطاعت میں تم رغبت کرتے ہو اس کے گھر کی جلدی کرنے کے لئے نہ رغبت کرو ثواب کی اور رغبت کرو جنت میں۔

اکلہا دائم وظلہا تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار۔ (الدعۃ ۳۵)

۷۰..... ہمیں خبر دی ہے اور سایہ بھی دائمی ہے یہ انجام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور کافروں کا انجام آگ ہے۔
ان کے باپ نے ان کو ضحاک نے کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا بال بن سعد سے کہتے ہیں۔
اللہ سے شرم و حیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہ ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن ہے

۷۱..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن غالب تمام نے ان کو بشر نے یعنی ابن عبد الملک نے
ان کو عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابراہیم انصاری نے ان کو حضرت انس کے بیٹے نے ان کو ان کے والد نے ان کو ان کے دادا حضرت انس رضی اللہ
عنہ نے وہ فرماتے ہیں۔

اے بیٹے بچاؤ تم اپنے آپ کو سفلہ سے لوگوں نے کیا کہ سفلہ کیا ہے (یعنی کمینہ پن) فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ سے نہ ڈرے۔ (گویا کہ اللہ سے
نہ ڈرنا سفلہ پن اور کمینہ پن ہے)

۷۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو الحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن ابی مریم نے ان کو فریابی نے ان کو
سفیان نے ان کو اعمش نے ان کو ابراہیم نے ان کو عبیدہ نے ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔

اقراء۔ پڑھئے میں نے کہا کیا میں آپ کے اوپر پڑھوں، حالانکہ آپ کے اوپر قرآن مجید اتر ہے آپ نے فرمایا جی ہاں پڑھئے میں نے سورۃ
نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا:

فکیف اذا جننا من کل امة بشہید و جننا بک علی ہولاء شہیدا (النساء، ۴۱)

قال، حسبک الان۔ قال فالتفت الیہ فاذا عیناہ تذرفان۔

کیا حال ہوگا جس وقت ہم امت سے گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے آپ نے فرمایا بس تجھے اب کافی ہے
میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت ابن مسعود کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

۷۳..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو بکر عبید اللہ بن یحییٰ الطحی نے کوفہ میں ان کو عبد اللہ بن تمام
نے ان کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کو حفص بن غیاث نے ان کو اعمش نے (اس نے اس حدیث کو) اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ

(۷۷۲)..... أخرجه الطبرانی (۸/۹) عن عبد الله بن محمد بن سعيد بن أبي مریم عن محمد بن يوسف القريابی۔ به۔

ورواه أحمد (۳۵۵۰، ۳۶۰۲، ۳۶۱۸، ۳۶۱۹، ۳۶۲۰، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۶۲۷، ۳۶۲۸، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱، ۳۶۳۲، ۳۶۳۳، ۳۶۳۴، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۳۶۳۷، ۳۶۳۸، ۳۶۳۹، ۳۶۴۰، ۳۶۴۱، ۳۶۴۲، ۳۶۴۳، ۳۶۴۴، ۳۶۴۵، ۳۶۴۶، ۳۶۴۷، ۳۶۴۸، ۳۶۴۹، ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، ۳۶۵۲، ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۳۶۵۸، ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ۳۶۶۱، ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ۳۶۶۷، ۳۶۶۸، ۳۶۶۹، ۳۶۷۰، ۳۶۷۱، ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، ۳۶۷۵، ۳۶۷۶، ۳۶۷۷، ۳۶۷۸، ۳۶۷۹، ۳۶۸۰، ۳۶۸۱، ۳۶۸۲، ۳۶۸۳، ۳۶۸۴، ۳۶۸۵، ۳۶۸۶، ۳۶۸۷، ۳۶۸۸، ۳۶۸۹، ۳۶۹۰، ۳۶۹۱، ۳۶۹۲، ۳۶۹۳، ۳۶۹۴، ۳۶۹۵، ۳۶۹۶، ۳۶۹۷، ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵، ۳۷۳۶، ۳۷۳۷، ۳۷۳۸، ۳۷۳۹، ۳۷۴۰، ۳۷۴۱، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، ۳۷۴۶، ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، ۳۷۵۰، ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، ۴۳۹۵، ۴۳۹۶، ۴۳۹۷، ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ۴۴۰۳، ۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ۴۴۰۶، ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، ۴۴۰۹، ۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ۴۴۱۲، ۴۴۱۳، ۴۴۱۴، ۴۴۱۵، ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، ۴۴۱۸، ۴۴۱۹، ۴۴۲۰، ۴۴۲۱، ۴۴۲۲، ۴۴۲۳، ۴۴۲۴، ۴۴۲۵، ۴۴۲۶، ۴۴۲۷، ۴۴۲۸، ۴۴۲۹، ۴۴۳۰، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۳۴، ۴۴۳۵، ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۳۸، ۴۴۳۹، ۴۴۴۰، ۴۴۴۱، ۴۴۴۲، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۴۴۴۵، ۴۴۴۶، ۴۴۴۷، ۴۴۴۸، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۴۴۵۱، ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ۴۴۵۹، ۴۴۶۰، ۴۴۶۱، ۴۴۶۲، ۴۴۶۳، ۴۴۶۴، ۴۴۶۵، ۴۴۶۶، ۴۴۶۷، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۴۷۰، ۴۴۷۱، ۴۴۷۲، ۴۴۷۳، ۴۴۷۴، ۴۴۷۵، ۴۴۷۶، ۴۴۷۷، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، ۴۴۸۱، ۴۴۸۲، ۴۴۸۳، ۴۴۸۴، ۴۴۸۵، ۴۴۸۶، ۴۴۸۷، ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۲، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۴۴۹۵، ۴۴۹۶، ۴۴۹۷، ۴۴۹۸، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، ۴۵۰۳، ۴۵۰۴، ۴۵۰۵، ۴۵۰۶، ۴۵۰۷، ۴۵۰۸، ۴۵۰۹، ۴۵۱۰، ۴۵۱۱، ۴۵۱۲، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۱۵، ۴۵۱۶، ۴۵۱۷، ۴۵۱۸، ۴۵۱۹، ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، ۴۵۲۲، ۴۵۲۳، ۴۵۲۴، ۴۵۲۵، ۴۵۲۶، ۴۵۲۷، ۴۵۲۸، ۴۵۲۹، ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ۴۵۳۲، ۴۵۳۳، ۴۵۳۴، ۴۵۳۵، ۴۵۳۶، ۴۵۳۷، ۴۵۳۸، ۴۵۳۹، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، ۴۵۴۳، ۴۵۴۴، ۴۵۴۵، ۴۵۴۶، ۴۵۴۷، ۴۵۴۸، ۴۵۴۹، ۴۵۵۰، ۴۵۵۱، ۴۵۵۲، ۴۵۵۳، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۴۵۵۶، ۴۵۵۷، ۴۵۵۸، ۴۵۵۹، ۴۵۶۰، ۴۵۶۱، ۴۵۶۲، ۴۵۶۳، ۴۵۶۴، ۴۵۶۵، ۴۵۶۶، ۴۵۶۷، ۴۵۶۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۴۵۷۳، ۴۵۷۴، ۴۵۷۵، ۴۵۷۶، ۴۵۷۷، ۴۵۷۸، ۴۵۷۹، ۴۵۸۰، ۴۵۸۱، ۴۵۸۲، ۴۵۸۳، ۴۵۸۴، ۴۵۸۵، ۴۵۸۶، ۴۵۸۷، ۴۵۸۸، ۴۵۸۹، ۴۵۹۰، ۴۵۹۱، ۴۵۹۲، ۴۵۹۳، ۴۵۹۴، ۴۵۹۵، ۴۵۹۶، ۴۵۹۷، ۴۵۹۸، ۴۵۹۹، ۴۶۰۰، ۴۶۰۱، ۴۶۰۲، ۴۶۰۳، ۴۶۰۴، ۴۶۰۵، ۴۶۰۶، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۴۶۰۹، ۴۶۱۰، ۴۶۱۱، ۴۶۱۲، ۴۶۱۳، ۴۶۱۴، ۴۶۱۵، ۴۶۱۶، ۴۶۱۷، ۴۶۱۸، ۴۶۱۹، ۴۶۲۰، ۴۶۲۱، ۴۶۲۲، ۴۶۲۳، ۴۶۲۴، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶، ۴۶۲۷، ۴۶۲۸، ۴۶۲۹، ۴۶۳۰، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۳۳، ۴۶۳۴، ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۴۶۳۷، ۴۶۳۸، ۴۶۳۹، ۴۶۴۰، ۴۶۴۱، ۴۶۴۲، ۴۶۴۳، ۴۶۴۴، ۴۶۴۵، ۴۶۴۶، ۴۶۴۷، ۴۶۴۸، ۴۶۴۹، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۴۶۵۲، ۴۶۵۳، ۴۶۵۴، ۴۶۵۵، ۴۶۵۶، ۴۶۵۷، ۴۶۵۸، ۴۶۵۹، ۴۶۶۰، ۴۶۶۱، ۴۶۶۲، ۴۶۶۳، ۴۶۶۴، ۴۶۶۵، ۴۶۶۶، ۴۶۶۷، ۴۶۶۸، ۴۶۶۹، ۴۶۷۰، ۴۶۷۱، ۴۶۷۲، ۴۶۷۳، ۴۶۷۴، ۴۶۷۵، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۴۶۷۹، ۴۶۸۰، ۴۶۸۱، ۴۶۸۲، ۴۶۸۳، ۴۶۸۴، ۴۶۸۵، ۴۶۸۶، ۴۶۸۷، ۴۶۸۸، ۴۶۸۹، ۴۶۹۰، ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ۴۶۹۳، ۴۶۹۴، ۴۶۹۵، ۴۶۹۶، ۴۶۹۷، ۴۶۹۸، ۴۶۹۹، ۴۷۰۰، ۴۷۰۱، ۴۷۰۲، ۴۷۰۳، ۴۷۰۴، ۴۷۰۵، ۴۷۰۶، ۴۷۰۷، ۴۷۰۸، ۴۷۰۹، ۴۷۱۰، ۴۷۱

ازیں یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے سامنے پڑھوں حالانکہ آپ کے اوپر تو اترا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو کسی اور سے سنوں۔ اس کے بعد اس نے آگے حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے اس روایت میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ تجھے کافی ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے سر اوپر اٹھایا۔ یا یوں فرمایا۔ کہ میرے پہلو میں ایک آدمی نے کہنی ماری۔ اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یکا یک آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں فرمایا ہے اس نے عمر بن حفص سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ اور اس کو مسلم نے ابو بکر بن ابی شہید سے روایت کیا ہے۔

خوف خدا سے سینہ رسولؐ سے ہانڈی کی سی آواز پیدا ہونا

۷۷۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن احمد بن سلمان فقیہ نے ان کو حسن بن مکرم نے بزار نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو حماد بن ابی سلمہ نے ان کو ثابت نے ان کو مطرف نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ کے سینہ مبارک میں سے اس طرح کی آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیا کے کھولنے کے وقت آتی ہے یہ آپ کے رونے کی آواز تھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب بھی آپ کسی رحمت کی آیت سے گذرتے اس پر رک کر دعا کرتے۔ اور جب بھی کسی عذاب کی آیت سے گذرتے اس پر رک کر اللہ سے پناہ مانگتے اور ہم نے حذیفہ بن یمان سے یہ روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے سورۃ ہود۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ مرسلات۔ اور سورۃ عم یساءء لون۔ اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی شدت سے تھا اور اپنی امت پر اللہ کے خوف سے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رات بھر امت کی مغفرت کی دعا کرنا

۷۷۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عمر عثمان بن احمد سماک نے ان کو عبد الرحمن بن محمد بن منصور نے ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے ان کو قدامہ بن عبد اللہ نے ان کو جرہ نے فرماتی ہیں کہ میں نے سنا ابو ذر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رات کو تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے ایک آیت کے ساتھ قیام کیا یعنی صبح تک اسی آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔ آیت یہ ہے۔

ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ (المائدہ ۱۱۸)

اگر آپ ان لوگوں کو عذاب دین تو بیشک وہ تیرے بندے ہی ہیں، اور اگر آپ ان کو معاف کر دیں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔

قیامت کے مناظر پر مشتمل پانچ سورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور کر دیا تھا

۷۷۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے ان کو ابو بکر محمد بن جعفر کی نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے ان کو مسدد بن مسرہد نے

(۷۷۴)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۲۶۳/۱) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي

(۷۷۵)..... أخرجه ابن ماجه (۱۳۵۰) والحاكم (۲۴۱/۱) من طريق يحيى بن سعيد. به.

وصححه الحاكم ووافقه الذهبي وقال البوصيري في الروايد اِسنادُه صحيح ورجالہ ثقات ثم قال. رواه النسائي وأحمد في المسند وابن خزيمة في صحيحه والحاكم وقال صحيح.

(۷۷۶)..... أخرجه المصنف في طريق الحاكم في المستدرک (۴۶۷/۲) وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

ان کو ابو الاحوص نے ان کو اسحق ہمدانی نے ان کو عکرمہ نے ان کو ابن عباس نے فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کس چیز نے آپ کو بوڑھا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ۔ سورۃ ہود۔ سورۃ واقفہ۔ سورۃ عم یتساء لون، سورۃ المرسلات۔ سورۃ اذا الشمس کورت۔ (یعنی ان سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔)

دو خوف اور دو امن

۷۷۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو علی رود باری نے۔ ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو ابو داؤد نے ان کو محمد بن یحییٰ بن میمون عتکی نے ان کو عبد الوہاب بن عطاء نے ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ اپنے رب سے اس کو نقل فرماتے ہیں۔

مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اپنے کسی بندے پر دو خوف۔ اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہتا ہے۔ میں اس کو قیامت کے دن امن دوں گا اور جب وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو جاتا میں قیامت میں اس کو خوف میں مبتلا کروں گا۔

۷۷۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن اسحق فقیہ نے ان کو یحییٰ بن یعقوب بن مرداس نے یعنی مبارکی نے ان کو سید بن سعید نے ان کو حفص بن میسرہ نے ان کو زید بن اسلم نے ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوا کے اس کے نہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو اس کی آرزو رکھتا ہوگا اور آگ سے وہی بچایا جائے گا جو اس سے ڈرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا جو خود بھی رحم کرتا ہوگا۔

۷۷۹..... ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء۔ ان کو ابو عمرو بن مطر نے بطور املاء کے ان کو قاسم بن زکریا مطر نے بطور املاء کے ان کو سید بن سعید نے انہوں نے اس کو زکریا اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل۔

۷۸۰..... ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن محمد بن حسن بن حسین علوی نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن حسن بن شرقی نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو کعب نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو محمد بن زیاد نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً۔

اگر تم جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسنا اور البتہ تم بہت روؤ۔

۷۸۱..... اور اسی اسناد ہمیں بیان کیا کعب نے ان کو ابو عمیس نے ان کو ابو طلحہ اسدی نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد راوی مذکور کی مثل حدیث ذکر کی۔ بخاری مسلم نے صحیح میں دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

(۷۷۷)..... أخرجه عبد الله بن المبارك (۱۵۸) من طريق محمد بن يحيى بن ميمون. به.

وقال الهيثمي في المجمع (۳۰۸/۱۰) رواه البزار (۳۲۲۳) عن شيخه محمد بن يحيى بن ميمون ولم أعرفه وقال: رجاله رجال الصحيح غير محمد بن عمرو بن علقمة وهو حسن الحديث.

(۷۷۸)..... أخرجه المصنف في (الأربعون الصغرى) رقم (۳۹) بترقيمي عن الإمام أبي الطيب سهل بن محمد بن سليمان عن أبي عمرو بن مطر عن القاسم بن زكريا المطر عن سويد بن سعيد. به.

(۷۸۰)..... أخرجه أحمد (۳۶۷/۲) عن عبد الرحمن بن مهدي عن حماد بن سلمة. به.

(۷۸۱)..... أخرجه البخاري (۶۸/۶) و مسلم (۱۸۳۲/۳) من طريق موسى بن أنس عن أنس.

۷۸۲:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ زید بن ابی ہاشم علوی نے ان کو ابو جعفر بن جیم نے ان کو محمد بن حسین جینی ان کو الوضی یعنی ابو عمرو نے ان کو شعبہ نے ان کو موسیٰ بن ابوانس نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر مذکورہ حدیث ذکر کی)

۷۸۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے بطور املاء کے ان کو محمد بن علی بن جیم نے ان کو احمد بن حازم غفاری نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو اسرائیل نے ان کو ابراہیم بن مہاجر نے ان کو مجاہد نے ان کو مورق عجمی نے ان کو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

هل اتى على الانسان حين من الدهر. (دھرا)

یہاں تک کہ پوری سورۃ ختم کر ڈالی انسان پر وہ وقت بھی آیا ہے زمانے میں سے کہ کوئی قابل ذکر شے نہیں تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان جھومتے ہوئے بوجھ لان کی طرح چرچر کی آواز (بوجھ کی وجہ سے) کر رہے ہیں اور انہیں حق ہے کہ وہ ایسا کریں۔ ان میں سے کوئی چپہ انج جگہ خالی نہیں ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ فرشتوں کے اپنی پیشانی سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ اللہ کی قسم اگر تم جان لیتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنتے اور البتہ زیادہ سے زیادہ روتے رہتے۔ اور تم بستر و پر غورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دیتے۔ اور البتہ تم (آبادیوں کو چھوڑ کر) پہاڑوں میں نکل جاتے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں روتے چلاتے۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا (یعنی اللہ کے آگے حساب و کتاب کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑتا۔)

اور یہ حدیث اسحاق بن منصور سے روایت کی گئی ہے انہوں نے اسرائیل سے اس کے آخر میں یہ ہے کہ۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ راوی نے اس روایت میں اس جملے کو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے۔

۷۸۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے ان کو اسماعیل صفاری نے ان کو محمد بن عبید بن عتبہ کندی نے ان کو محمد بن عمر نے ان کو اسحاق بن منصور نے انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن حدیث کے شروع میں سورۃ دھر کی آیت کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندے کو دیکھ کر خوش ہونا

۷۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے تاریخ میں کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو الفضل سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا خالد سقاء سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا اور فرمایا:

طوبى لک یا طیر اثناء وى الى الشجرة وتاكل الثمر.

خوشی ہے تیرے لئے اے پرندے درخت پر رہ لیتے ہو۔ پھل کھا کر ضرورت پوری کر لیتے ہو (یعنی کہ حساب و کتاب سے آزاد ہو)۔ پھر آگے راوی نے حدیث ذکر فرمائی۔ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس حدیث کی علت یا شاہد۔ یا متن کو تلاش کے ساتھ پوری تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کو پایا ہے (اور وہ اگلی روایت میں مذکور ہے۔)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرندے کو دیکھ کر شک کرنا

۷۸۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابراہیم بن عصمہ بن ابراہیم عدل نے ان کو ان کے والد نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو

سفیان بن عیینہ نے ایک آدمی سے اس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخت کے اوپر بیٹھے ایک پرندے کو دیکھا تو فرمانے لگے خوشی سے اے پرندے پھل کھا لیتے ہو درخت پر آرام کر لیتے ہو میں چاہتا ہوں کہ میں بھی درخت کا پھل ہوتا جسے پرندے چونچ سے نوح کر کھاتے۔

۷۸:..... یہی فرماتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو ابو معاویہ نے ان کو جویر نے ان کو شاک نے کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پرندے کے قریب سے گزرے جو کسی درخت پر بیٹھ رہا تھا۔ فرمانے لگے مبارک باد ہو تجھے اے پرندے، اڑتے رہتے ہو پھر درخت کے پھل سے کھا لیتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، تیرے اوپر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے، کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ میں راستے کے کنارے کوئی درخت ہوتا ہے اور میرے پاس سے کوئی اونٹ گذرتا اور مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں لیتا اور وہ چبا جاتا۔ پھر وہ مجھے حقیر کر دیتا۔ چنانچہ مجھے وہ لید کر کے نکال دیتا اور میں بشر نہ ہوتا (کہ مجھے حساب و کتاب نہ دینا پڑتا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں اپنے گھر والوں کا مینڈھا ہوتا، وہ مجھے جی بھر کر پالتے، جب میں خوب موٹا ہو جاتا۔ لہذا ان کے کوئی پیارے مہمان آ جاتے، یہ مجھے ان کے لئے ذبح کر دیتے۔ پھر میرے کچھ حصے کو یہ لوگ بھون لیتے، کچھ کو سوکھا کر گوشت بنا لیتے، اس کے بعد وہ لوگ مجھے کھا جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (کہ حساب و کتاب نہ دینا پڑتا)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا یا میرے پھل کھائے جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (تا کہ حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۷۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابو العباس محمد بن اسحاق بن ایوب ضعی نے، ان کو اسھل بن عمار نے، ان کو عبد اللہ بن موسیٰ نے، ان کو موسیٰ بن عبیدہ نے، ان کو یعقوب بن زید نے اور عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ نے، دونوں کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا جب وہ درخت پر بیٹھا تھا۔ اے پرندے تو کتنی سکون و آرام میں ہے۔ کھاتا ہے، پیتا ہے، نہ تیرے اوپر کوئی حساب ہے نہ کتاب ہے۔ اڑتا رہتا ہے، کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ (لہذا مجھ پر بھی کوئی حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۷۹:..... اور شعبہ حدیث میں ہے ان کو عاصم بن عبد اللہ نے، ان کو عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، زمین کے اوپر سے تزکا اٹھایا اور فرمایا کہ کاش کہ یہ تزکا (یعنی میں ہوتا) کاش کہ میں کوئی شے نہ ہوتا، کاش کہ میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔ کاش کہ میں بھولا بسرا ہو جاتا۔ یہ قول کتاب فضائل عمر میں منقول ہے۔

۹۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ صنعانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عبد الرزاق نے معمر سے، انہوں نے قتادہ سے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں پسند کرتا ہوں کہ میں مینڈھا ہوتا، میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے اور میرا گوشت کھا جاتے اور میرا شور بہ پی جاتے۔
فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں کسی ٹیلے پر پڑی ہوئی راکھ ہوتا، مجھ تیز و تند

(۷۸۶)..... أخرجه ابن المبارك (رقم ۲۴۰) عن سفیان عن عیینة. به.

(۷۸۷)..... أخرجه ابن أبي شيبة (۲۵۹/۱۳) عن أبي معاوية. به و كلام عمر رضي الله عنه أخرجه أبو نعيم في الحلية (۵۲/۱) من طريق أبي معاوية. به.

(۷۸۹)..... أخرجه البغوي في شرح السنه (۳۸۳/۱۲) من طريق عبد الله بن عامر. به.

ہوا کیں اڑا کر لے جاتیں۔

۷۹۱..... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے، ان کو عروہ نے، فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

کاش کہ میں نسیا منسیا یعنی بھولی بھولائی ہوئی ہوتی۔

۷۹۲..... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابواسحاق نے ان کو ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن

عون نے، ان کو مسعر نے زیاد بن علاقہ سے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ نے فرمایا:

میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیری کا درخت ہوتا۔

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لو جان لو

۷۹۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن نورک نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے اور

ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو الحضر فقیہ نے علی بن عبد العزیز نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو یزید بن خمیر

نے، ان کو سلیمان بن مرشد نے، ان کو ابو درداء نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم وہ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں البتہ تم بہت کم ہنسو گے اور تم بہت زیادہ روؤ گے اور پہاڑ اور وادیوں میں نکل جاؤ گے۔ اللہ کی بارگاہ میں

تم زاری کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم نجات پاؤ گے یا نہیں۔

مذکورہ احادیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یہ تمام احادیث وآثار و اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو شخص جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اس قدر وہ اس سے زیادہ ڈرتا ہے اور ان

لوگوں میں سے جو شخص بھی مغفرت کی یا جنت کی بشارت دیا گیا ہے آیات کو یاد کرتے وقت بشارت خوف کو نہیں روک سکتی، کبھی اللہ تعالیٰ بندے

کے احوال کو عبودیت میں تکمیل کے لئے اس خاص وقت میں بشارت کو بندے سے بھلا دیتے ہیں اور کبھی بندہ اس بشارت کے لئے مطمئن

ہو جاتا ہے۔ انجام کار اور عاقبت کے لئے بوجہ اس کی خبر صادق مصدق کی طرف آنے کے۔ مگر اس کے باوجود انسان بے خوف نہ رہے۔ ایسے

عوامل سے جن کی وجہ سے انسان گرفت اور عذاب کا مستحق بن سکتا ہے۔ اس وقت تک جب تک رحمت اور مغفرت عاقبت اور آخرت میں انسان

کو نہ پالے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف اس کے بعد بھی ہوتا تھا کہ آپ کی امت پر امن دے دیا جاتا۔

۷۹۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفوارس شجاع بن جعفر انصاری نے بغداد میں، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو

(۷۹۱)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۵/۲) من طريق إسحاق بن إبراهيم. به.

(۷۹۲)..... أخرجه ابن أبي شيبة (۲۸۸/۱۳) من طريق أبي إسحاق عن عبد الله بن مسعود بلفظ "ليتنى شجرة تعصد".

(۷۹۳)..... عزاء الهيشمي في المجمع (۲۳۰/۱۰) إلى الطبراني والبخاري من طريق ابنه أبي الدرداء عن أبيه وقال الهيشمي: لا أعرفها وبقية

رجال الطبراني رجال الصحيح.

أخرجه البزار (۷۰/۳) عن الحسن بن يحيى وعبد الملك بن محمد الرقاشي قال: ثنا مسلم عن شعبة عن يزيد بن خمير عن سليمان بن

مرشد عن ابنه أبي الدرداء أبي الدرداء. وقال البزار: لا نعلمه يروي عن أبي الدرداء إلا من هذا الوجه وغيره أصح إسناداً منه وفيه من الزيادة

تريدون أن تنجوا ولا تعلم أسنده عن شعبة إلا مسلم ووافقه جماعة على أبي الدرداء.

تنبيه: سقط من إسناد البيهقي (ابن أبي الدرداء) فليتنبه.

ابو نعیم فضل دیکھنے، ان کو عبد اللہ بن عامر اسلمی نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات شخص ایسے ہیں، اللہ ان کو اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ جس دن ان کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل بادشاہ اور وہ آدمی جس کو کوئی صاحب حسن جمال صاحب عزت ومنصب عورت ملتی ہے اور اپنے آپ کو اس پر پیش کرتی اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور وہ آدمی جس نے اپنے بچپن میں قرآن مجید سیکھا، ہو اور وہ اس کو اپنے بڑھاپے میں تلاوت کرتا ہو اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ کرتا ہے سیدھے ہاتھ کے ساتھ اور اس کے اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے بری ہونے کی حالت میں اور اس کی آنکھیں بند لگتی ہیں اللہ کے خوف سے اور وہ آدمی جو دوسرے آدمی سے ملتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کے واسطے محبوب رکھتا ہوں اور جواب میں وہ آدمی کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت حفص بن عاصم کی روایت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ باقی اس مذکورہ طریقہ سے یہ حدیث غریب ہے۔

تین آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی

۹۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، بطور املاء کے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ سعدی نے، ان کو محمد بن قاسم اسدی نے، ان کو عمر بن راشد یامی نے، ان کو یحییٰ بن ابوالکثیر نے، ان کو ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں چھوڑ گئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں چوکیداری کرتی رہی اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی۔

۹۶..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید مفران نے، ان کو کمل کدیعی نے، ان کو بشر بن عمر نے اور مجھے خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو دینار بن احمد نے، ان کو محمد بن احمد بن براء نے، ان کو بشر بن عمر نے، ان کو شعیب بن رزق نے، ان کو عطا خراسانی نے، ان کو عطاء بن ابی رباح نے، ان کو عبد اللہ بن عباس نے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں جلائے گی، وہ آنکھ جو رات کے درمیانی حصہ میں اللہ کے خوف سے روتی ہے اور وہ آنکھ جو رات اس طرح گذارتی ہے کہ اللہ کی راہ میں حفاظت اور چوکیداری کرتی ہے۔

۹۷..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو ثمیر نے سلمہ سے، ان کو موسیٰ بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے اور عیاد بن کثیر نے، ان کو سہیل بن ابوصالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

(۹۴)..... أخرجه الخطيب (۳۹۵/۹، ۲۵۳) من طريق أبي الفوارس شجاع بن جعفر بن أحمد بن الأنصاري الواعظ. به.

(۹۵)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرک (۸۲/۲) وصححه الحاكم وتعقبه الذهبي بأن عمر بن راشد ضعيف وعزاه المنذرى في الترغيب (۲۵۰/۲) إلى الحاكم وقال المنذرى: في إسناده عمر بن راشد اليماني ۱هـ.

(۹۶)..... أخرجه الترمذی (۱۶۳۹) عن نصر بن علی الجهضمی عن بشر بن عمر. به وقال الترمذی: حسن غریب لا نعرفه إلا من حدیث

اللہ نے اس آنکھ کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کے خوف سے رو پڑی اور وہ آنکھ جو دنیا میں رہ کر جنت الفردوس کے لئے رو پڑی۔ اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو تکبر اور غرور کرتا ہے مسلمان پر اور اس کے حق میں کوتاہی کرتا ہے پھر ہلاکت ہے..... پھر ہلاکت ہے۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا رونا

۹۸:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد اہواز نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کولمی نے، ان کو عبد اللہ بن ربیع باہلی نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو ابو سلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

افمن هذا الحديث تعجبون وتضحكون ولا تبكون؟ (انجیم ۵۹)

کیا تم اس بات (یعنی قرآن سے) تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو، روتے نہیں ہو۔

تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رونے کے بارے میں سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ رو پڑے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے پر ہم سب لوگ بھی رو پڑے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رو پڑا اور جنت میں گناہ پر اصرار کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور وہ ان کو معاف فرمائے گا۔

جہنم وہ ہولناک شے ہے

۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی بکر بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیبی نے، ان کو سہیل بن حماد نے، انکو مبارک بن فضالہ نے، ان کو ثابت بنانی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

وقودها الناس والحجارة (البقرہ ۲۴ التحزیم ۶)

اس آگ کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ جہنم کی آگ ہزار سال تک دھوئی گئی تھی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی تھی اور پھر مزید ایک ہزار سال ساگائی گئی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔ اس کے بعد

(۹۷)..... أخرجه ابن عدی (۲۳۳/۶) عن زكريا عن أبي الدرداء عن عمار بن بكر عن مسيرة بن عبدربه عن عباد و سفيان الزيدى عن سهيل. به.

وقال ابن عدی بعد أن ساق حديثين آخرين: هذه الأحاديث الثلاثة عن الثوري عن سهيل منكروة وميسرة هذا جمع في هذه الأحاديث بين عباد والثوري والزيدى، وعباد هو ابن كثير الرملى والزيدى هو موسى بن عبيدة وميسرة وعباد والزيدى كلهم ضعفاء ويخلطون في هذه الأحاديث وفيما هو أشرم منه والثوري لا يحتمل وهو باطل عنه.

(۹۸)..... عزاه السيوطى فى الدر (۱۳۱/۶) إلى المصنف فقط وفى الدر (حنينهم) بدلاً من (حسهم)

(۹۹)..... أخرجه المصنف بنفس الإسناد فى البعث والنشور (۵۵۷)

وأخرجه الأصبهاني فى الترغيب (۳۸۳) من طريق سهل بن حماد. به وعزاه السيوطى فى الدر (۳۶۱/۱) إلى ابن مردويه والمصنف وعزاه المنذرى فى الترغيب (۲۳۳/۳ و ۳۶۱) إلى أبى نعيم.

پھر وہ مزید ہزار سال تک سلگائی گئی، یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی تھی۔ اب یہ سیاہ ہے اور اندھیرا کرنے والی ہے۔ جس کا شعلہ بجھتا نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک آدمی تھا جس کا رنگ خوب سیاہ تھا، زور زور سے رونے لگا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون روتا ہے آپ کے سامنے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشہ کا ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی مثبت تعریف فرمائی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں مجھے میری عزت کی قسم، مجھے میرے جلال کی قسم، مجھے میری رفعت کی قسم ہے میرے عرش پر، دنیا میں میرے خوف سے جو بھی آنکھ روتی ہے میں جنت میں اپنے ساتھ اس کے بننے کو زیادہ کر دوں گا۔

اور اس حدیث کے مفہوم کو سہیل ابن ابی حزم نے ثابت سے حبشی کے بارے میں اور اس کے رونے کے بارے میں روایت کیا ہے۔

جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا

۸۰۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منقذ نے، ان کو المقری نے، ان کو مسعودی نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن نے، ان کو عیسیٰ بن ابی طلحہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ کے خوف سے روتا ہے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ دودھ واپس اپنے تھنوں میں چلا جائے (یعنی جیسے یہ ناممکن ہے، اسی طرح وہ بھی ناممکن ہے)۔ کسی مسلمان بندے کی ناک میں جہاد فی سبیل اللہ میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔

مسعودی نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے، جبکہ مسعر نے اس کو موقوف رکھا ہے۔

۸۰۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسعر نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن مولیٰ ابی طلحہ نے، عیسیٰ بن ابی طلحہ سے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں:

اللہ کے خوف سے جو شخص بھی روتا ہے اس کو آگ نہیں کھائے گی۔ یہاں تک کہ دودھ واپس کھیری میں چلا جائے۔ غبار فی سبیل اللہ اور جہنم کی آگ کا دھواں کبھی بھی کسی مسلمان کے تھنوں میں نہیں جائے گا۔

۸۰۲..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، ان کو احمد بن محمد بن اسحاق قلائی نے، ان کو علی بن حسن بن ابی عیسیٰ نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ بن زید داؤد بن ابی ہند نے، ان کو محمد بن ابی حمید نے، ان کو کون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو کا قطرہ نکل کر اس کے چہرے پر لگتا ہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آگ پر حرام فرمادیتے ہیں۔

(۸۰۰)..... أخرجه الترمذی (۱۶۳۳) والنسائی (۱۲/۶) والحاکم (۲۶۰/۳) وأحمد (۵۰۵/۲) من طریق المسعودی عبد الرحمن بن عبد الله. به وقال الترمذی. حسن صحيح ومحمد بن عبد الرحمن هو مولیٰ ابی طلحة مدنی.

(۸۰۱)..... أخرجه النسائی (۱۲/۶) عن أحمد بن سليمان عن جعفر بن عون. به.

(۸۰۲)..... أخرجه ابن ماجه (۴۱۹۷) من طریق ابن ابی فدیك عن حماد أبی حمید الزرقی. به.

وفی الزوائد قال البوصیری: إسناده ضعيف وحماد بن أبی حمید اسمه محمد بن أبی حمید ضعيف

اس کو سلیمان بن بلال نے محمد بن ابی حمید سے روایت کیا ہے اور اس کو مصعب بن مقدم نے محمد بن ابراہیم سے، اس نے عون بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ کے خوف سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں

۸۰۳..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم نے، ان کو حمزہ بن یوسف بن ابراہیم کھمی جرجانی نے جو ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔ ان کو ابو الحسن علی بن محمد بن سعد رزازی نے، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو شعیب حرافی نے، ان کو یحییٰ بن عبد الحمید نے، ان کو عبد العزیز بن محمد نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن نے اور ابو سعید بن ابی عمرو نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق صفانی نے، ان کو ابو نعیم ضرار بن مرد نے، ان کو عبد العزیز ابن محمد نے۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو منصور محمد بن محمد بن عبد اللہ نے اولاد ابراہیم نخعی میں سے کوفہ میں اور ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن علی دیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ضرار بن مرد نے، ان کو عبد العزیز بن محمد دارودی نے، ان کو یزید بن عبد اللہ بن ہاد نے محمد بن ابراہیم تمیمی سے، اس نے ام کلثوم بنت عباس سے، انہوں نے عباس بن عبد المطلب سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کسی بندے کے اللہ کے خوف سے روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے سوکھے پتے جھڑتے ہیں۔

مومن کی تمثیل درخت کے ساتھ

۸۰۴..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن ابوبکر فقیہ نے، ان کو ابو عمرو بن جعفر نے ان کو ابو یعلیٰ نے، ان کو موسیٰ بن محمد بن حبان نے، ان کو محمد بن عمر بن عبد اللہ روی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے جابر بن یزید بن رفاعہ نے، ان کو ہارون بن ابوالجوزاء نے عباس سے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ایک درخت کے نیچے، اتنے میں ہوا تیز چل گئی، لہذا اس درخت کے اوپر جتنے سوکھے پتے تھے وہ گر گئے اور باقی صرف ہرے پتے رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا:

اس درخت کی تمثیل کس چیز کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثال اس مومن جیسی ہے اللہ کے خوف سے جس کے روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے گناہ سارے گر جاتے ہیں اور اس کی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

نجات کس طرح ہے؟

۸۰۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحق نے، ان کو ابن ابی مریم نے، ان کو یحییٰ

(۸۰۳)..... أخرجه البزار (۷۴/۳) كشف الاستار عن محمد بن عقبه عن الدراوردي. به وقال البزار لا نعلمه مرفوعاً بهذا اللفظ إلا عن العباس ولا له عن العباس إلا بهذا الإسناد.

وعزاه المنذرى في الترغيب (۱۲۸/۴) منيرة إلى أبي الشيخ ابن حبان في الثواب والمصنف.

(۸۰۴)..... عزاه الهيثمي في المجمع (۳۱۰/۱۰) إلى أبي يعلى من رواية هارون بن أبي الجوزاء عن العباس وقال الهيثمي ولم أعرف هارون. وبقية رجاله ثقات على ضعف في محمد بن عمر بن الرومي ووثقه ابن حبان.

بن ابویوب نے اور ہمیں خبر دی ہے عبدالحق بن علی نے، ان کو علی بن محتاج کشانی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابو نعمان نے، ان کو ابن مبارک نے اور ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن ابویوب نے، ان کو عبد اللہ بن زمر نے، ان کو علی بن یزید نے، ان کو قاسم نے، ان کو ابوامامہ نے، ان کو عقبہ بن عامر جہنی نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی، نجات کس طرح سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو اپنے اوپر روک کر رکھو۔ چاہے کہ فراخ ہو تیرے لئے تیرا گھر اور روتا رہ تو اپنی خطا پر۔

اور ابو عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، میں نے سوال کیا کہ نجات کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ اپنی زبان کو اپنے اوپر روک کر رکھو۔ چاہے کہ فراخ ہو تیرے لئے تیرا گھر اور روتا رہ تو اپنی خطا پر۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں ابن زحر ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے

۸۰۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابواسحق نے، ان کو ابو عبد اللہ شیبانی نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ابو عون نے، ان کو عرفجہ نے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جو شخص رونے کی استطاعت رکھتا ہے اسے رونا چاہئے اور جو نہیں رو سکتا اسے رونے کی صورت بنانی چاہئے۔ یعنی عاجزی اور زاری کرنی چاہئے۔ ہم نے کتاب فضائل صدیق رضی اللہ عنہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب روتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے جس وقت قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اور ہم نے کتاب فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے کہ ان کے چہرے پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔

اللہ کے خوف سے روئے، آنسو صاف نہ کرے

۸۰۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نظیف مصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابو الفضل عباس بن محمد بن نصر رافقی نے بطور املا کرانے کے، ان کو حسن بن علی بن زرعہ نے، ان کو عامر بن سیار نے، ان کو عبد الکریم نے، ان کو ابواسحق ہمدانی نے، ان کو حارث نے اور عاصم نے، ان کو علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جب تیری آنکھوں سے آنسو آجائیں اور تیرے آنسو تیرے رخسار پر بہہ جائیں، انہیں کپڑا نہ لگا اور اپنے چہرے کو نہ پوچھ، یہاں تک کہ ان آنسوؤں سمیت تو اللہ کو جا مل۔

۸۰۸..... ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو عبد اللہ بن یحییٰ ابو بکر طحی نے کوفہ میں، ان کو حسن بن علی تمیمی نے ان کو ابوالحسن جعفر بن محمد وراق نے، ان کو عبد الرحمن بن ابوجہاد نے، ان کو عبد الکریم نے، ان کو ابواسحق نے، ان کو حارث نے، ان کو علی رضی اللہ عنہ نے،

(۸۰۵)..... أخرجه الترمذی (۲۴۰۶) عن صالح بن عبد الله عن ابن المبارك. به.

وقال أبو عيسى: حسن غريب.

وأخرجه المصنف في الزهد (۲۴۶) وابن المبارك (۱۳۴) وأبو نعیم (۹/۲) وأحمد (۲۵۹/۵) من طريق عبید الله بن زحر. به. ی.

وقال المنذرى في الترغيب (۵۲۴/۳) رواه أبو داود والترمذی وابن أبي الدنيا في العزلة وفي الصمت والبيهقي في الزهد وغيره كلهم من طريق عبید الله بن زحر عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي امامة عن عقبه.

قلت: لم أجد الحديث في سنن أبي داود وعزاه المزی في الأطراف (۳۰۸/۷) إلى الترمذی فقط.

(۸۰۶)..... أخرجه ابن المبارك في الزهد (رقم ۱۳۱) عن مسعر عن ابن عون الثقفي. وبه.

والحديث عن أحمد في الزهد (۱۳/۲) ط / دار الفكر الجامعی) عن وكيع عن أبي عون الثقفي عن عرفة الساسی.

فرماتے ہیں:

جس وقت تم میں سے کوئی اللہ کے خوف سے رو پڑے تو اپنے آنسوؤں کو کپڑے سے نہ پونچھے اور اسے چاہئے کہ ان کو اپنے چہرے پر بہتا چھوڑ دے، یہاں تک کہ انہیں آنسوؤں سمیت اللہ کو مل جائے۔

۸۰۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو بکر بن محمد صوفی نے مقام مرو میں۔ ان کو محمد بن یونس نے، ان کو عبد اللہ بن سنان نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو وہیب بن ورد نے، فرماتے ہیں کہ ذکر یا کا بیٹا یحییٰ تین دن گم ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں جنگل میں نکل گیا۔ (چنانچہ جب وہ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ اس نے) قبر کھود کر اس میں کھڑا ہو کر رو رہا ہے۔ وہ بولے، اے بیٹے میں تجھے تین دن سے مسلسل تلاش کر رہا تھا اور آپ خود قبر کھود کر کھڑے ہو کر اس میں رو رہے ہیں؟ بیٹے نے جواب دیا، اے ابا جان، آپ نے ہی تو فرمایا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک جنگل ہے، ایک میدان ہے، جس کو رونے والوں کی آنسوؤں کے سوا کوئی شے پار نہیں کر سکتی۔ باپ نے جواب دیا اچھا بیٹے روئے۔ لہذا دونوں باپ بیٹے مل کر رونے لگے۔

ایک آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رونا

۸۱۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو محمد بن جعفر بغدادی نے، ان کو نطفویہ نے، ان کو احمد بن ولید فہام نے، ان کو عبد الوہاب نے، ان کو ثور بن یزید نے، ان کو ہشیم بن مالک نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تو ایک آدمی آپ کے آگے رو پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر آج تمہارے پاس ہر وہ مومن موجود ہوتا جس پر بڑے بڑے پہاڑوں کی مثل گناہ ہیں تو اس آدمی کے رونے کی وجہ سے ان سب کے گناہ معاف کر دیئے جاتے اور یہ اس لئے کہ فرشتے رو رہے تھے اور اس کے لئے دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ، رونے والوں کی سفارش ان لوگوں کے حق میں قبول فرما جو نہیں روئے۔ اسی طرح یہ حدیث مرسل آئی ہے۔

آنسوؤں سے آگ کا سمندر بجھ سکتا ہے

۸۱۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ صنعانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عبد الرزاق نے معمر سے، ان کو ان کے شیخ نے، ان کو عمر بن سعید نے، ان کو مسلم بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں ڈوبتی کوئی آنکھ آنسو کے پانی میں مگر حرام کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم کو آگ پر اور نہیں بہتا کوئی قطرہ اس کے رخسار پر کہ اس چہرے کو کوئی ذلت۔

یا روسیاحی ڈھانپ لے (ایسا نہیں ہو سکتا)۔ اگر کوئی رونے والا امتوں میں سے کسی امت میں رو پڑے تو سارے لوگ رحم کئے جائیں گے۔ کوئی شے ایسے نہیں ہوتی، مگر ہر شے کی کوئی نہ کوئی مقدار ہوتی ہے اور وزن ہوتا ہے، سوائے آنسو کے، بے شک اس کے ساتھ تو آگ کے

(۸۰۹)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۴۹/۸) من طریق سعید بن عطاء عن وہیب مختصراً.

(۸۱۰)..... عزاه المنذری فی الترغیب (۱۲۷/۳) منیریۃ) إلی المصنف فقط.

(۸۱۱)..... عزاه المنذری فی الترغیب (۱۲۶/۳) منیریۃ) إلی المصنف وقال المنذری: وروی عن الحسن وأبی عمران الجونی وخالد بن

معدان غیر مرفوع وهو أشبه.

سمندر بھی بجھائے جاسکتے ہیں۔

یہ حدیث مرسل ہے اور حسن بصری کے قول سے مروی ہے۔ جیسے کہ

۸۱۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن محمد بن مرقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال بزار نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو عمرو بن محمد نے، ان کو سلمہ بن جعفر اجری نے، ان کو ابو الحسن بن علی نے، فرماتے ہیں کہ:

کوئی آنکھ اپنے پانی میں نہیں ڈوبتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔

اگر آنسو والے کے چہرے پر وہ پانی بہہ جائے تو اس کے چہرے کو کوئی ذلت اور روسیاء ہی نہیں ڈھانپے گی کبھی بھی۔ کوئی تمیل اس کے سوا نہیں ہے۔ مگر سب کا کچھ وزن ہوتا ہے اور اس کا ثواب بھی متعین ہوتا ہے۔ مگر آنسو۔ بے شک وہ تو آگ کے سمندروں کو بجھا دیتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ کے خوف سے رو پڑے، کسی بھی امت میں امتوں میں سے تو البتہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ پوری امت اس کے رونے سے رحم کر دی جائے گی۔

۸۱۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبد الصمد بن معقل بن منبہ سے، کہتے ہیں میں نے سنا اپنے چچا وہب بن منبہ سے، وہ کہتے تھے:

جب داؤد علیہ السلام نے غلطی کا ارتکاب کیا تو وہ بیویوں سے علیحدہ ہو گئے اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ یہاں تک کہ عبادت کرتے کرتے گر گئے اور رو پڑے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کے چہرے کو تر کر دیا۔

۸۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ:

ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام فرماتے تھے، افسوس ہے آگ میں واقع ہونے سے پہلے۔ افسوس ہے اس سے پہلے کہ افسوس کوئی فائدہ نہ دے۔

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ثابت سے سنا، وہ کہتے تھے کہ داؤد علیہ السلام نے مغفرت ہو جانے کے بعد جب بھی کوئی پینے کی چیز پی اس میں نصف تو ان کے آنسو ہی ملے ہوئے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا

۸۱۵..... اپنی اسناد کے ساتھ جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت سے سنا، وہ کہتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے سات تکیے یا سات بستر لئے بالوں کے لئے اور انہیں راکھ سے بھر دیا۔ پھر رو پڑے، یہاں تک کہ آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں نے ان کو بہا دیا۔

۸۱۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبد الرحمن بن محمد شاہد نے ہمدان میں، ان کو فضل بن فضال نے، ان کو ابو خلیفہ نے، ان کو محمد بن عبد اللہ خزاعی نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمیر نے، یہ کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا، پھر رو پڑے اپنی غلطی پر

(۸۱۳)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۳..... ۳۹) من طريق سيار. به.

(۸۱۴ و ۸۱۵)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/ ۳۷۷) من طريق سيار. به وانظر الزهد لأحمد (۱/ ۱۵۱ ط / دار الفكر الجامعي) من

طريق وهب بن منبه.

جب اللہ کی طرف سے انہیں یہ کہا گیا کہ سراٹھا آپ کو بخش دیا گیا ہے اس پر انہوں نے سراٹھایا تو ان کے چہرے کے گوشت میں طاقت نہیں تھی۔

داؤد علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا

۸۱۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اٹحق نے، ان کو سعید بن عامر نے، ان کو ہشام بن حسان نے، وہ کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نے بستر بنایا جس کے اندر راکھ بھری ہوئی تھی۔ ایک رات اس پر لیٹے اور رو پڑے۔ راکھ نے آنسو جذب کئے، اس کے باوجود پانی کروٹ یعنی ان کے پہلو سے نیچے بہہ گیا۔

داؤد علیہ السلام کی کثرت عبادت

کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام نے پہلو کے نیچے پانی دیکھا تو اس میں کوئی چیز دیکھی تو فرمایا کہ یہ دوسری خطا ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ پہاڑی کی طرف نکل گئے۔ وہاں جا کر عبادت کرتے رہے، یہاں تک کہ قریب تھا بغیر لباس کے ہو جاتے (یعنی طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے لباس پرانا ہو کر جھڑ گیا)۔

اللہ کے آگے حضرت عطا سلمیٰ کا رونا

۸۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد بن زیاد نے، ان کو عبد اللہ بن منازل نے، ان کو حمدون قصار نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو علی بن علی نے عطا سلمیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان کے آگے اتنی تر زمین دیکھی جس قدر آدمی کے وضو کرنے سے تر ہو جاتی ہے تو اس کو بتایا گیا کہ یہ ان کے آنسوؤں کی وجہ سے ہے۔

عطا سلمیٰ نے رونے سے منع کرنے پر طبیب کو علاج سے منع کر دیا

۸۱۹..... علی بن علی نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ عطاء سلمیٰ روتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کی ایک آنکھ ضائع ہونے کا خطرہ ہو گیا۔ علاج کے لئے ایک طبیب کو لایا گیا، اس نے کہا کہ میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ آپ تین دن تک نہ روئیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ سمجھا اور کہنے لگے کہ ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے۔

بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں

۸۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اور ابو سعید بن ابوعمر نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو محمد بن شعیب نے، ان کو خبر دی عثمان بن مسلم نے کہ انہوں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ کہتے تھے:

بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں اور بہت سے دھوکہ کھانے والے شعور وادراک سے عاری ہوتے ہیں۔ پس ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کے لئے ہلاکت ہے حالانکہ وہ شعور نہیں رکھتا۔ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے۔ حالانکہ اللہ کی تقدیر میں

(۸۱۸)..... فی حلیۃ الأولیاء (۲۱۵/۶) عطاء السلیمی بدلاً من (عطاء السلیمی) وهو الصحیح وانظر صفة الصفوة (۲۴۵/۳) والزهد

للبيهقي (۳۸۵)

أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۲۳/۵) من طريق العباس بن الوليد. به.

(۱)..... فی البیواقیۃ الجوزیہ (۷) : وحق لمن عصی مر البکاء.

اس پر یہ بات پکی ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ ہے تیرے روح کی ہلاکت۔ ہے تیرے جسم کی ہلاکت۔ تجھے رونا چاہئے اور رونے والوں کو بھی تیرے اوپر رونا چاہئے لمبی مدت کے لئے۔

ایک اللہ والے کا خوف سے روتے رہنا

۸۲۱..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے حسین بن صفوان نے، ان کو بردی نے، ان کو ابو بکر قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عبد اللہ بن محمد تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہیر سلولی نے، وہ کہتے ہیں کہ بلعمر کا ایک آدمی تھا جو کہ رونے کے ساتھ جذباتی ہو جاتا۔ ہر وقت روتا دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اس کے بھائیوں میں سے کسی نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے، کیوں روتے ہو اور پھر اتنا لمبا رونا؟ تو وہ پھر رو پڑے۔ اس کے بعد کہنے لگے:

بکیت علی الذنوب لعظم جرمی

و حق لكل من يعصى البكاء

میں گناہوں پر جرم کے بڑے ہونے کی وجہ سے روتا ہوں اور ہر وہ شخص جو اللہ کا نافرمان ہے اسے رونا چاہئے۔

ولو كان البكاء يرد همی

لا سعدت الدموع مع دماء

اگر ہوتا رونا میرے فکرو غم کو دور کر سکتا

تو میں آنسوؤں کو خون کے ساتھ ملا کر بہاتا

یہ شعر کہنے کے بعد پھر وہ رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ لہذا نصیحت کرنے والا آدمی اسے اس کے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔

کھمس ہلالی کا پڑوسی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھونے پر بیس سال تک رونا

۸۲۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے ان کو جعفر بن احمد شامی نے، ان کو محمد بن حسین ہلالی نے، ان کو علی بن عثمان نے، کہتے ہیں کہ کھمس ہلالی نے کہا تھا کہ میں ایک گناہ پر بیس سال رویا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا؟ بتایا کہ ایک دن میں نے کسی آدمی کو صبح کا ناشتہ کرایا اور اس کے ہاتھ دھلانے کے لئے میں نے اپنے ایک پڑوسی کی دیوار کی اینٹ میں سے ایک ٹکڑا توڑ لیا تھا۔ تاکہ مہمان اس کی مٹی کے ساتھ ہاتھ دھو لے۔

کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمیٰ کا چالیس سال تک رونا

۸۲۳..... کہتے ہیں کہ عطاء سلمیٰ نے کہا میں ایک گناہ پر چالیس سال تک رویا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک کبوتر کو شکار کر لیا تھا اور بے شک میں تمہارے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس کی قیمت میں نے مساکین پر صدقہ کر دی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توجیہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

گویا کہ حضرت عطاء سلمیٰ کو بوتر کے بارے میں یہ شک پیدا ہو گیا تھا کہ کیا وہ کسی کی ملکیت میں تھا یا وہ کسی کی ملکیت میں نہیں تھا۔

حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمیٰ کا رونا

۸۲۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اجازت دی اس کی محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو علی بن عثمان نے، ان کو ابو خالد احمر نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمیٰ باہم ملے، پھر جدا ہو گئے۔ جب دو پہر کی گرمی کا وقت ہوا تو عطاء ان کے ہاں آئے تو لڑکی باہر آئی۔ پھر واپس جا کر بتایا حضرت ثابت کو کہ آپ کے بھائی عطاء آئے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی باہر گئے اور پوچھا بھائی اس گرمی میں آئے ہو؟ خیریت تو ہے؟ بولے میں روزے سے تھا، مجھے گرمی شدید لگی تو میں نے جہنم کی گرمی کو یاد کر لیا۔ میں نے چاہا کہ آپ رونے میں میری مدد کریں۔ لہذا دونوں مل کر رونے لگے، یہاں تک کہ وہ گر گئے۔

ضرار اور محمد بن سوقہ کا مل کارونا

۸۲۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو سعید اشج نے، ان کو محارب بن نے، وہ فرماتے ہیں کہ ضرار اور محمد بن سوقہ جمعہ کے دن ایک دوسرے کو تلاش کرتے، جب اکٹھے ہو جاتے تو دونوں بیٹھ جاتے اور دونوں مل کر روتے۔

ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا

۸۲۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد محمد بن عیسیٰ جلودی نے، ان کو ابو بکر محمد بن زنجویہ بن ہشیم بن عیسیٰ بن عبد اللہ قیسری نے، ان کو عبد اللہ الاعلیٰ بن حماد زسی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو حضرت ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو باہم ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اکثروا ذکر ہاذم اللذات

تمام لذتوں اور مزوں کو توڑ دینے والی چیز (یعنی موت کو) کثرت سے یاد کرو۔

۸۲۷:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد جلودی نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور احمد بن ابراہیم بن عبد اللہ اور محمد بن شاذل اعلیٰ نے، ان کو محمد بن اسلم نے، ان کو مؤمل بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، پھر اس کو ذکر کیا اسی کی اسناد کے ساتھ حرف بحرف اسی مذکور کی مثل۔ مگر یہ اس اسناد کے ساتھ غریب ہے۔

۸۲۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد سخوریہ نے، ان کو محمد بن مغیرہ سکری نے، ان کو قاسم بن حکم عزیٰ نے، ان کو عبید اللہ بن ولید وصافی نے، ان کو عطیہ نے، ان کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ کچھ لوگ کثرت کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز کی یاد کو زیادہ کرو تو وہ تمہیں اس حالت سے مصروف کر دے گی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لذتوں کو توڑ دینے والی

(۸۲۷ و ۸۲۸)..... أخرجه البزار (۳/۲۳۰) كشف الاستار عن جعفر بن محمد بن الفضيل عن مؤمل بن إسماعيل عن حماد. به وقال

الهيثمي في المجموع (۳۰۸/۱۰) رواه البزار والطبراني وإسنادهما حسن.

(۸۲۸)..... عزاه الزبيدي في الإتحاف (۲۲۸/۱۰) إلى المصنف والحكم هو: أبو محمد الحكم بن بشير بن سليمان يروي عن عبيد الله بن

الوليد الوصافي ويروي عنه القاسم بن سلام البغدادی أبو عبيد.

چیز کا ذکر کثرت سے کرو۔ یعنی موت کا۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ ہر روز قبر یہ کہتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مسافرت کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

شاید تمہارا کفن روانہ ہو چکا ہو

۸۲۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالحسن سلطی نے، ان کو محمد بن اسحاق سراج نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابواسحاق باہلی سے، وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن ثعلبہ سے، وہ کہتے تھے: آپ ہنس رہے ہیں، شاید کہ آپ کا کفن دکاندار کے ہاں سے نکل چکا ہے اور تمہیں معلوم نہیں ہے۔

زیادہ ہنسنا دل کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے

۸۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر نے، ان کو حسن بن یحییٰ بن عیاش قطان نے، ان کو ابراہیم بن بخثر نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو یحییٰ بن ابوالکثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے، اپنی گھر والی کے خلاف زیادہ غیرت نہ کرنا کہ کوئی بھی اس کی ذرا سی برائی بھی دیکھے تو تو اپنی گھر والی کو خرابی کی تہمت لگا دے، اگرچہ وہ اس سے بری بھی ہوگی اور ہنسنے کی کثرت نہ کر، اس لئے کہ کثرت کے ساتھ ہنسنا عقلمند آدمی کے دل کو ہلکا کر دیا۔ (یعنی حکمت و دانائی سے خالی کر دیتا ہے)۔

اور فرمایا کہ اللہ کے خوف کو لازم پکڑ، اس لئے کہ بے شک وہ ہر شے کی آخری حد ہے۔

کہیں ہنسنے پر پکڑ نہ ہو جائے

۸۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابوطیب مظفر بن سہیل خلیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن نصر خزامی صانع سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا بشر بن حارث حافی سے کہ ان کے سامنے کوئی آدمی ہنس پڑا تو انہوں نے فرمایا، اے بھتیجے تو اللہ سے ڈر کہ اللہ کہیں تمہیں اسی پر بھی پکڑ نہ لے۔

ہنسنا چھوٹی غلطی ہے، ہم لوگ جنت کے قیدی ہیں

۸۳۲..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل نے، ان کو ابوالحسن بن ماتی کوئی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، کہتے ہیں کہ مجھے ابو حازم نے خبر دی ہے، انہوں نے اپنی امی حمادہ بنت محمد یعنی ابن عبدالرحمن بن ابولیلی سے وہ اپنے والد سے بیان کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

(۸۲۹)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۲۶۱) من طريق أبي بكر بن أبي الدنيا عن علي بن محمد عن يوسف بن أبي عبد الله عن عبد الله بن ثعلبة الحنفی.

(۸۳۰)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۳) من طريق أبي المغيرة عن الأوزاعي. به.

(۸۳۱)..... أخرجه الخطيب بنحوه (۳/۳۱۵) من طريق العباس بن يوسف الشكلى عن محمد بن نصر. به.

(۱)..... هو أبو محمد عبد الله بن يوسف بن أحمد الأصبهانی.

(۸۳۲)..... أخرجه الطبرانی (۱۵/۱۶۸) عن أحمد بن حازم. به.

مال هذا الكتاب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصاها (الکلب: ۴۹)
 کیا ہوا اس کتاب کو کہ نہ کوئی چھوٹی غلطی کو چھوڑتی ہے نہ ہی بڑی کو مگر سب کو اس نے محفوظ کر رکھا ہے۔
 فرمایا کہ اس آیت میں چھوٹی غلطی سے مراد ہنسنا ہے۔

۸۳۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو بکر عثمانی قمی نے، ان کو ابو بکر بن ابوموسیٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا قاسم جوئی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمیہ بن عثمان خمی سے، وہ کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا:
 ہم لوگ جنت کے قیدیوں میں سے قیدی ہیں۔ ہمیں ابلیس نے غلطی کروا کر قید کر لیا ہے۔ اب ہمارے لئے رونے اور غم کھانے کے سوا کچھ بھی مناسب نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہم اسی گھر کی طرف واپس لوٹ جائیں جس گھر سے ہمیں قید کیا گیا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو اولاد آدم سے زیادہ تھے

۸۳۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید مالینی نے اور ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو ابو طاهر محمد بن احمد بن عثمان مدینی نے مصر میں، ان کو یحییٰ بن سلیمان جعفی نے، ان کو احمد بن بشر نے، ان کو مسعر نے، ان کو علقمہ بن مرشد نے، ان کو ابن ابی بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 (آدم علیہ السلام اتاروئے تھے اتاروئے تھے کہ) اگر ان کے آنسو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے تولی جائیں تو ان کے آنسو پھر بھی ان کی اولاد کے آنسوؤں سے زیادہ وزنی اور بھاری ہو جائیں گے۔

ہم سے ابو سعید نے کہا کہ ابو احمد نے کہا تھا۔ یہ روایت وہ منصور سے موصول اور ملی ہوئی نہیں لائے ہیں، سوائے احمد بن بشیر کے۔ میرا زیادہ گمان یہی ہے کہ یہ ہم اسی کی طرف سے ہے۔

داؤد علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے زیادہ تھے

۸۳۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعد نے، ان کو ابو احمد نے، ان کو جعفر بن محمد فریابی نے، ان کو ابو بکر ابن ابوشیبہ نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی حفار نے، ان کو ابوہام ولید بن شجاع نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر نے، ان کو مسعر نے، ان کو علقمہ بن مرشد نے، ان کو ابن ابو بریدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اگر پورے اہل زمین کا رونا داؤد علیہ السلام کے رونے کے برابر کیا جائے تو برابر نہیں ہو سکے گا۔

اسی طرح اگر پوری اہل زمین کا رونا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر کیا جائے تو برابر نہیں ہو سکے گا۔ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تھے اور روتے رہے۔

کہا ابو احمد نے اس میں بریدہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ابوالعلیٰ حافظ نسیا پوری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور فرمایا کہ صحیح جو ہے وہ

(۸۳۳)..... فی السیر (۱۵۹/۱۰) منیۃ بن عثمان اللخمی بدلاً من الحمی.

(۸۳۴)..... أخرجه المصنف من طريق ابن عدی (۱۷۰/۱) وقال ابن عدی: هذا الحديث لم يأت به عن مسعر موصلاً غير أحمد بن بشير

وعن أحمد بن بشير غير يحيى بن سليمان هذا فلا أدري الوهم من أحمد أو من يحيى وأكثر ظني أنه من أحمد

(۸۳۵)..... أخرجه ابن عدی (۱۷۰/۱) بنفس الإسناد وقال ابن عدی وهذان الحديثان أنكر ماروی لأحمد بن بشير.

مسعر کی روایت ہے، جو کہ عاتقہ بن مرعد سے عبدالرحمن بن سابط ہے، ان کا قول ہے کہ یہ کلام نبی میں سے نہیں ہے۔

۸۳۶..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے ابو علی حافظ سے، پھر اس کو ذکر کیا (جو پیچھے مذکور ہے)۔

۸۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابو یحییٰ نے، ان کو مجاہد نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے حجر اسود سمیت اترے تھے، اس کے ساتھ اپنے آنسو صاف کرتے تھے اور آدم علیہ السلام کے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے جب سے جنت سے نکلے تھے، یہاں تک کہ واپس جنت میں لوٹ گئے۔

مشہور عابدہ غفرہ کا رونا

۸۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو محمد بن ابو حامد مقری نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصبہم نے، ان کو حضر بن ابان نے، ان کو سعید بن نعمان نے، فرماتے ہیں کہ میں نے غفرہ سے کہا، کیا آپ اس رونے دھونے سے ٹھکتی نہیں ہیں؟ بولیں: اے سعید! ہمارا اس چیز سے کیسے آکٹا سکتا ہے جس چیز میں وہ اپنی بیماری کی شفا دیکھ رہا ہو؟

رونے سے منصور بن معتمر مسکین و مصیبت زدہ لگتے تھے

۸۳۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی دنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو زائدہ بن قدامہ نے، فرماتے ہیں کہ منصور بن معتمر کچھ اس طرح کے آدمی تھے کہ جب آپ اسے دیکھتے تو آپ یہ کہتے کہ یہ مصیبت زدہ شخص ہے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا۔ یتیم اپنے آپ کے ساتھ کیا کرتے ہو کہ رات رات بھرتے رہتے ہو؟ چپ ہونے میں نہیں آتے ہو؟ بیٹا شاید تم اپنے آپ سے ناراض ہو؟ کیا تم اپنے آپ کو مار دو گے ناحق؟ انہوں نے جواب دیا۔ اے میری امی میں جانتا ہوں کہ میرے نفس نے کیا کیا ہے؟

یزید بن ہارون کی روتے روتے آنکھیں ضائع ہو جانا

۸۴۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا ابن ابی اسحق نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو العباس ازہری سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا حسن بن عرفہ عبدی سے، کہتے تھے کہ میں نے یزید بن ہارون کو مقام واسط میں دیکھا، جس کی آنکھیں سب لوگوں سے خوبصورت تھیں، کچھ عرصے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی ایک آنکھ رہ گئی ہے، پھر کچھ عرصہ بعد دیکھا تو دونوں آنکھیں ضائع ہو چکی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا اے ابو خالد، آپ کی خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟ کہنے لگے سحر کے رونے سے ختم ہو گئی ہیں۔

۸۴۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے، ان کو محمد بن نصر اصفہانی نے، ان کو بکر بن بکار نے، ان کو برار بن عبد اللہ نے، ان کو حسن بن ابوالحسن بصری نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے کہا گیا کیا آپ رو رہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں اور آپ ایسے ہیں ایسے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس لئے نہیں رو رہا ہوں کہ میں موت سے گھبرا رہا

ہوں اور نہ اس لئے کہ میں اپنے پیچھے دنیا کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ لیکن میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی دوڑتھیاں بھریں گے، ایک مٹھی جنت میں ڈالیں گے اور دوسری مٹھی جہنم میں ڈالیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کونسی مٹھی میں جاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۴۲..... ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو عبداللہ بن حمیرہ نے یہ کہ عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:
اگر میں اللہ کے خوف سے ایک آنسو بھی رولوں تو مجھے یہ ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا ارشاد

۸۴۳..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوصادق عطار نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن حلق نے، ان کو یحییٰ بن ابی بکیر نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عبدالملک بن میسرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد سے اور وہ صاحب حیثیت تھے۔ وہ ربیع بن حراش سے حدیث بیان کرتے ہیں، وہ حذیفہ بن یمان سے کہ انہوں نے فرمایا:
کچھ دن ایسے ہیں کہ اگر میرے پاس موت آ جاتی تو مجھے شکایت نہ ہوتی بہر حال آج کے دن، یعنی اب کئی چیزیں مخلوط ہو گئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں کس حال پر ہوں؟

اور مجھے حضرت ابوسعود نے وصیت فرمائی تھی اور فرمایا کہ اپنے آپ کو لازم کر رکھو ان امور پر جن کو تم جانتے ہو اور اللہ کے حکم میں کوتاہی نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت

۸۴۴..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن منصور نے، ان کو بشر بن قاسم نے، ان کو حکم بن ہشام نے، ان کو عبدالملک بن عیسر نے، ان کو قاسم بن عبدالرحمن نے، ان کو ان کے باپ نے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کی موت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے گھر میں رہنے، اپنی زبان کی حفاظت کیجئے اور اپنے گناہ پر رویئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۴۵..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم بن عمر نے، ان کو حارث بن سوید نے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

(۸۴۳)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۷۸/۱) من طریق شعبۃ. بہ.

(۱)..... أبو صادق العطار هو محمد بن أبی الفوارس الصیدلانی.

(۸۴۴)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۳۵/۱) من طریق المسعودی عن القاسم قال: قال رجل لعبد اللہ: أوصنی یا أبا عبد الرحمن قال:

لیس عک بیتک واکف لسانک وایک علی ذکر خطیتک.

(۸۴۵)..... أخرجه ابن أبی شیبۃ (۲۸۸/۲۳) عن أبی معاویۃ. بہ.

اللہ عنہ نے فرمایا:

البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل میرے گناہوں میں سے کوئی گناہ بخش دے اور میرا نام عبداللہ بن روٹہ لیا جائے (تو پرواہ نہیں)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

۸۴۶:..... اور سعید نے اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کی، ان کو خالد بن عبداللہ نے، ان کو یونس بن عبید نے، ان کو حمید بن ہلال نے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری نسبت رونہ (اور اُپلہ) کی طرف کی جائے اور اللہ تعالیٰ میری نیکیوں میں سے کوئی ایک نیکی قبول فرمائے۔ (یعنی نام و نمود سے مجھے سروکار نہیں، ظاہری اور جھوٹی نسبتوں سے کوئی فائدہ نہیں، بس اللہ تعالیٰ کوئی عمل میرا قبول کر لے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۴۷:..... اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن ابی حامد مقرئ نے اور دیگر نے بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بکار بن قتیبہ نے، ان کو ابو بکرہ نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، ان کو سفیان نے سلمان اعمش سے، ان کو ابراہیم تیمی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے کہا:

اگر تم لوگ میرے عیبوں کو جان لو تو تم لوگوں میں سے دو آدمی بھی میری تابعداری نہیں کریں گے۔ (یعنی دو آدمی بھی میرے پیچھے پیچھے نہیں جائیں گے) اور البتہ میں چاہتا ہوں کہ میں عبداللہ بن روٹہ کہہ کر پکارا جاؤں۔ مگر اللہ تعالیٰ میری گناہوں میں سے ایک گناہ کو بھی معاف کر دیں۔ ۸۴۸:..... مجھے خبر دی احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو محاضر نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابراہیم تیمی نے، ان کو ان کے والد نے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں روٹہ اور اُپلہ بن جاؤں اور مجھے لوگوں میں عبداللہ بن روٹہ بولا جائے، مگر اللہ تعالیٰ میرا کوئی ایک بھی گناہ معاف کر دے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول

۸۴۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید سعید بن محمد شعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو نصر احمد بن نصر زعفرانی بخاری سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے جعفر بن نمیر قزوینی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معاذ رازی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ: لوگ دار دنیا میں کیسے خوش رہتے ہیں؟ اگر برائے تو خوف ہے کہ اس کے بدلے میں پکڑا جائے اور نیک عمل کرے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں اس سے یہ قبول نہ کیا جائے اور وہ یا تو برائی کرنے والا یا اچھائی کرنے والا ہوتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد

۸۵۰:..... ہمیں خبر دی ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان واعظ نے، ان کو ابو علی حسین بن عبدالوہاب نے، ان کو احمد بن محمد تیمی نے، ان کو علی بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا:

(۸۴۷)..... أخرجه الحاكم في المستدرک (۳/ ۱۶۳) من طريق سفیان الثوري عن الأعمش عن إبراهيم التيمي عن أبيه عن ابن مسعود.

(۱)..... الجریری هو سعید بن أباس أبو مسعود البصري.

میرے اعمال مجھے نجات کیسے دے سکتے ہیں؟ حالانکہ میں نیکی اور بدی کے درمیان میں ہوں؟ میری برائیوں کا یہ حال ہے کہ ان میں کوئی نیکی ہے ہی نہیں اور میری نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ بدیوں کے ساتھ آلودہ ہیں اور آپ تو اخلاص کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کرتے۔ اس کے بعد تو بس صرف آپ کا احسان اور کرم ہی باقی رہ جاتا ہے۔

علیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا ارشاد

۸۵۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے محمد بن عبد اللہ رازی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جریری سے سنا، وہ کہتے تھے حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا۔ کیا بندے سے خوف خدا ساقط ہو سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اللہ کا خوف کبھی ساقط نہیں ہوتا بلکہ جس قدر اللہ کو زیادہ جانتا ہے اسی قدر اس کے خوف میں بھی شدت آ جاتی ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے تین طبقات ہیں:

- ۱..... جرائم سے ڈرنے والے۔
- ۲..... نیکیوں سے ڈرنے والے کہ کہیں قبول ہونے سے رو نہ ہو جائیں۔
- ۳..... اور انجاسوں سے اور گرفتوں سے ڈرنے والے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (الشمس ۱۵)

اور نہیں ڈرتا وہ اس کے پیچھے کرنے سے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۵۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن احمد ضبل نے کہا۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عمرو یہ صفار نے، بغداد میں، وہ کہتے ہیں مجھے صالح بن احمد بن ضبل نے کہا کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت آیا تو میں ان کے پاس بیٹھا۔ میرے ہاتھ میں کپڑے کی دھجیاں تھیں، جس کے ساتھ مجھے ان کے جبروں کو باندھنا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ وقفے وقفے سے بے ہوش ہو جاتے، پھر ہوش میں آ جاتے اور اپنی آنکھیں کھول لیتے اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہتے۔ ابھی نہیں..... ابھی نہیں..... ابھی نہیں..... انہوں نے ایک بار کہا، پھر دوسری بار، پھر تیسری بار۔ جب تیسری بار ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں نے کہا اے اباجی، یہ کیا چیز ہے آپ نے جو اس وقت اشارہ کیا ہے۔ بولے کہ بیٹے کیا تو نہیں جانتا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ ابلیس لعین میرے برابر میں کھڑا تھا اور وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کو کاٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا (اے امام) احمد تم مجھ سے بچ کر جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ ابھی نہیں، جب تک کہ میں مرنے جاؤں۔ (یعنی جب تک ایمان پر میری وفات نہ ہو جائے)۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام احمد ضبل کے لئے اس میں حق پر گزرنے کی بشارت ہے۔

عطاء بن یسارؓ نے کہا

۸۵۳:..... ہمیں خبر دی ہے امام ابو عثمان نے، ان کو زاہر بن احمد نے، ان کو محمد بن معاذ نے، ان کو حسین بن حسن مروزی نے، ان کو ابن

مبارک نے، ان کو سفیان نے ایک آدمی سے، فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عطاء بن یسار سے انہوں نے کہا کہ:
ایک آدمی کے سامنے موت کے وقت ابلیس ظاہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم نجات پا گئے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں نے نجات نہیں پائی ہے اور
تجھ سے ابھی تک میں امن میں نہیں ہوں۔

عطاء بن یسار کا قول

۸۵۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابی دنیا نے، ان کو ابو خالد قرشی نے،
ان کو سفیان ثوری نے ایک آدمی سے، ان کو عطاء بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک آدمی کے سامنے اس کی موت کے وقت ظاہر ہو گیا تو
انہوں نے اس سے کہا کہ ابھی تک میں تجھ سے نجات نہیں پاسکا۔

ابلیس کی تلبیس

۸۵۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن جریر عتکی نے، ان کو ابو حذیفہ نے، ان کو
سفیان ثوری نے، ان کو غسان مدینی نے، ان کو عطاء بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت ایک آدمی کے سامنے ابلیس ظاہر ہوا اور بولا کہ
تم مجھ سے امن میں ہو چکے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں ابھی تک تم سے امن میں نہیں ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا

۸۵۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو بیان کیا ہے ابو العباس اصم نے، ان کو عباس
دوری نے ان کو عبد العزیز بن سری نے، ان کو صالح مری نے، ان کو هشام ابن حسان نے، ان کو محمد بن سرین نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
کہ آپ آخر عمر میں دعا کرتے تھے:

اللهم انی اعوذ بک ان ازنی او اعمل بکبیرۃ فی الاسلام

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں بدکاری کروں یا میں اسلام میں رہتے ہوئے کوئی بڑا گناہ کروں۔

چنانچہ آپؐ کے بعض احباب نے پوچھا اے ابو ہریرہ! آپ کے جیسا بندہ یہ دعا کرتا ہے۔ یا یہ کہا کہ اس عمر میں بھی آپ کو ایسی دعا کی ضرورت
ہے۔ کیا اب بھی آپ کو زنا کا خوف ہے یا کبیرہ گناہ کا خوف ہے۔ حالانکہ شہوات ختم ہو چکی ہیں اور آپ تو بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ نے ان سے دین سیکھا؟ فرمانے لگے کہ افسوس ہے تجھ پر کس چیز نے مجھے ان
چیزوں سے امن دیا ہے، حالانکہ ابلیس زندہ ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے

۸۵۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ بنہتی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین خسرو جردی نے، ان کو داؤد بن حسین نے، ان کو حمید بن
زنجویہ نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو سلیم بن جابر نے، ان کو حبیب بن نفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت
ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر حص میں ملنے کے لئے گیا تو وہ اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی مسجد میں۔ جب وہ التحیات پڑھنے کے لئے
بیٹھے تو اللہ سے پناہ مانگنے لگے نفاق سے۔ جب نماز پڑھ کر بیٹے تو میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ اور نفاق سے بچنے کی دعا؟

یعنی کیا آپ کو کبھی نفاق کا ڈر ہے؟ انہوں نے تین بار یہ کہا: اے اللہ میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم آدمی ایک منٹ میں فتنے میں پڑ کر دین سے پلٹ سکتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نصیحت

۸۵۸..... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مومل نے ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عجلان نے، ان کو اہل شام میں سے ایک شیخ نے، شیخ فرماتے ہیں حضرت ابوذرؓ نے فرمایا تھا: کیا ہوا کہ تم لوگوں میں ایمان کی حلاوت کا ظہور نہیں دیکھ رہا ہوں؟ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر جھاڑی کا ریچھ بھی ایمان کا ذائقہ پالے تو ایمان کی حلاوت اس پر بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ جو بندہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈرتا رہتا ہے اس کو عطا کیا جاتا ہے اور جو شخص اپنے ایمان کے بارے میں بے خوف ہو جاتا ہے اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

۸۵۹..... فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حمید نے، ان کو مومل نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو معقل بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حسن سے، وہ فرماتے تھے، اللہ کی قسم روئے زمین پر جو بھی مومن صبح کرتا ہے یا شام کرتا ہے وہ اپنے آپ پر نفاق سے ڈرتا ہے اور نفاق سے صرف منافق ہی نہیں ڈرتا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا

۸۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو عبد الرحمن بن اسحاق نے، ان کو عبید اللہ قرشی نے، ان کو عبد اللہ بن عکیم نے، وہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی، جب وہ دوسری رکعت میں بیٹھے تو فوراً کھڑے ہوئے اور سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد قرآن کی یہ دعا پڑھی:

ربنا لاترغ قلوبنا بعد اذھدیننا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (آل عمران ۸)

اے میرے رب، ہماری دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا جبکہ آپ نے ہمیں ہدایت عطا کی ہے اور اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا کر، بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت

۸۶۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبد اللہ عدل نے مقام مرو میں۔ ان کو ابور جاع محمد بن حمدویہ سجی نے، ان کو احمد بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابوروح سے سنا، کہتے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

صاحب بصیرت چار صفات سے بے خوف نہیں رہتے۔

①..... وہ گناہ جو گذر چکا ہو اس کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم اس کے بارے میں رب تعالیٰ کیا کریں گے۔

②..... بقیہ عمر کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم کہ اس میں کیا کیا بلاکت خیزیاں ہوں گی۔

③..... اور فضل کے بارے میں جو عطا ہو چکا ہے، شاید کہ اس کا انجام کوئی حیلہ و تدبیر ہو یا عارضی مہلت ہو یا ضلالت و گمراہی ہو جو اس کے

سامنے آراستہ ہو، جس کی وجہ سے وہ اس کو ہدایت سمجھ رہا ہو۔

۴..... اور دل کج ہونا لمحہ بلحہ جو کہ آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ کبھی انسان سے اس کا دین چھین لیا جاتا ہے اور اس کو شعور و ادراک ہی نہیں ہوتا۔

بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو العباس اہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس بن ولید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ اپنی دعا میں کہتے تھے:

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں دلوں کی کجی سے اور گناہوں کی تباہ کاری سے اور اعمال کو مردود کرنے والے اسباب سے اور نفس کی گمراہ کرنے والی باتوں سے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سناری سقطی سے وہ کہتے تھے:

اے اللہ جب بھی مجھے کسی شے کا عذاب دینا چاہے تو مجھے سب کے آگے رسوا کر کے نہ دینا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۴..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حسن بن یعقوب نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے تھے کہ میں نے ابو عثمان سے سنا، وہ کہتے تھے، میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ فرماتے تھے:

اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ مجھے کل اپنے دشمنوں کے سامنے سب چیز سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے رونا

۸۶۵..... ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر بن نورک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو احمد بن عصام بن عبد المجید نے، فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حسن بن موسیٰ سے، وہ کہتے تھے کہ میں مکہ کے سفر میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا وہ بہت روتے تھے۔ میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ آپ کا یہ رونا کیا گناہوں کے ڈر سے ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے اونٹ کی پلان کی ایک لکڑی لی اور اس کو پھینک دیا اور فرمانے لگے کہ میرے گناہ تو میرے اوپر اس سے بھی زیادہ آسان ہیں اور اس سے بھی زیادہ ہلکے ہیں، لیکن مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیز، مجھ سے عقیدہ توحید نہ چھین لیا جائے۔

ابرار اور مقررین کے افکار

۸۶۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بغدادی نے، ان کو سری سقطی نے، وہ کہتے تھے کہ

(۸۶۲)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۲۹/۵) من طريق عباس بن الوليد. به.

(۸۶۳)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۲۰/۱۰) من طريق الجنيد. به.

ابرار کے دل خاتموں کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں اور مقررین کے دل ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والے اعمال سے معلق ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کی طرف سے کیا کچھ پہلے سے تیار ہے؟ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں خاتمہ کس چیز پر ہوتا ہے؟

شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول

۸۶۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن بن بشران نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو حسن بن علی بن شیبہ معمری نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو اسحاق بن خلف نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کی کمر توڑ دینے کے لئے ابن آدم کے اس قول سے کوئی اور بڑی چیز نہیں ہے کہ کاش میں زندہ رہتا معلوم نہیں میرا خاتمہ کیسا ہوگا؟ فرمایا کہ اس قول کو سن کر ابلیس اس بندے سے مایوس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص اپنے عمل پر کب اترائے گا اور کب خوش ہوگا۔

عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا

۸۶۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابوبعلی بن حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عمرو بن قیس ملائی کو موت آئی تو رونے لگا۔ اس کے احباب نے پوچھا کہ دنیا پر کیوں روتے ہو؟ تم نے اپنی زندگی بڑی عیش و عشرت سے گزاری ہے۔ بولے میں دنیا کے بارے میں نہیں رورہا، میں تو اس لئے رورہا ہوں کہ میں آخرت کی خیر سے محروم نہ کر دیا جاؤں۔

غفلت سے تنبیہ

۸۶۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر رازی سے سنا، وہ کہتے تھے انہوں نے الکتانی سے سنا، فرماتے تھے: غفلت سے تنبیہ کرتے وقت اور نفس کی لذت کے انقطاع کے لئے قیامت کا ڈر اور اللہ کے فضل کے انقطاع کے خوف سے کانپنا جن والیں کی عبادت سے افضل ہے۔

افضل رونا

۸۷۰..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلیمی سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو احمد حافظ سے، وہ کہتے تھے میں نے سعید بن عبد العزیز سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے احمد بن حواری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ افضل رونا بندے کا وہ رونا ہے جو غیر درست اوقات ضائع ہونے پر ہو۔ یا وہ رونا جو اس کی طرف سے سابقہ نافرمانی پر ہو۔

اللہ کے خوف سے جن کا رونا

۸۷۱..... میں نے سنا ابو زکریا بن ابوالفتح سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوالفتح احمد بن عبد اللہ بغدادی سے، کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ دیہات میں گیا، میں جا رہا تھا کہ یکا یک میں نے زور زور سے رونے کی آواز سنی۔ میں نے اپنے آگے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص دکھائی

(۸۶۶)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۲۱/۱۰) من طريق الجعيد. به.

(۸۶۷)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۱۱/۹) من طريق أحمد بن أبي الحواری. به.

تنبيه: في الحلية (إسحاق بن خالد) بدلاً من (إسحاق بن خلف) وهو خطأ.

دیا۔ میں جلدی جلدی چل کر اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک نوجوان تھا۔ مجھے اس کے پاس کوئی سواری یا سامان سفر بھی دکھائی نہیں دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا جوان؟ چنانچہ اس نے شعر کہا، جس کا مطلب یہ تھا کہ:

میں کو نئے دروازے سے اجازت مانگوں اس کے بعد جب میں اس دروازے سے مخروم کر دیا جاؤں جس سے میں حاجت طلب کرتا ہوں۔

لہذا مجھ پر رونا طاری ہو گیا اس کے رونے کی وجہ سے۔ (میں روتا رہا روتے روتے) جب اچانک میں نے سر اوپر اٹھایا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول

۸۶۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو حامد احمد بن عباس خطیب نے مقام مرو میں، ان کو محمود بن والا نے، انہوں نے سنا عبد الرحمن بن بشر نسیا پوری سے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے سنا، فرماتے تھے کہ:

اللہ کا غضب ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۸۷۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ان حکایات میں سے جو یوسف بن حسین سے بیان کی گئی تھیں:

کیف السبیل الی مرضات من عضبا

من غیر جرم ولم اعرف له السببا

اس ذات کی رضا کی کیا سبیل ہے جو بغیر کسی جرم کے ناراض ہو جائے اور نہ ہی مجھے اس کا کوئی سبب معلوم ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یوسف بن حسین نے یہ شعر لکھ کر جنید بغدادی کی خدمت میں بھیج دیا اور اس نے اس کو جو لکھا:

یکفی الحکیم من التنبیہ ایسرہ

فیعرف کیف والتکوین والبما

عقلند کے لئے ہلکی سی تنبیہ کافی ہے

سو وہ کیفیت کو اور تکوین کو اور سب کو پہچان لے گا

ان السبیل الی مرضاته نظروک

فیما علیک له یرضی کما غضبا

بے شک اس کی رضا حاصل کرنے کی سبیل یہ ہے کہ آپ یہ نظر کریں، سوچ و فکر کریں کہ آپ کے اوپر اس کے کیا کیا فرائض ہیں۔ لہذا

وہ ان امور میں لگ جائے، وہ ایسے تم سے راضی ہوگا جیسے وہ ناراض ہوا۔ (یعنی اطاعت شعار سے وہ خود بخود راضی ہوگا

جیسے نافرمانی سے وہ ناراض ہوا)۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی طرف نظر کرنے کی سبیل کی کیفیت اس کی رضا جوئی کی طرف سبیل کی کیفیت ہے۔ جبکہ اس جواب کے باوجود سوال باقی ہے اور وہ سبیل جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بیان فرمائی ہے اپنے دین میں سے وہ اس کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت

دیتا ہے۔ وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جبکہ سب لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضگی

۸۷۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو علی بن حمزہ ذعدل نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، ان کو ابو عبد الرحمن مقری نے، ان کو حیوۃ نے سالم بن غیلان سے، اس نے سنا ابوالسمع سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوالہیثم سے، وہ حضرت ابوسعید خدری سے، انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

بے شک اللہ عزوجل جس وقت کسی بندے سے راضی ہو جاتا ہے اس پر سات قسم کی خیر دو گنی کر دیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے اس پر سات قسم کے شر دو گنے کر دیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی کتاب میں (لَمْ يَعْلَمْ) اس کو نہیں جانتا اور ابوعاصم نے حیوۃ بن شریح سے کہا ہے کہ (لَمْ يَعْلَمْ) وہ امور جن کا اس نے عمل نہ کیا ہوا۔

ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے

۸۷۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین عقیف بن محمد بن شہید خطیب نے، ان کو محمد بن عبد اللہ حفید نے، ان کو ان کے دادا عباس بن حمزہ نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان سے سنا، وہ فرماتے تھے، دنیا اور آخرت کی ہر چیز کی اصل اور بنیاد اللہ کا خوف ہے اور آخرت کی کجی بھوکا رہنا ہے اور دنیا کی کجی پیٹ بھرا ہونا ہے۔

۸۷۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصرہ نے، ان کو ابراہیم بن بشارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن اوسم سے سنا، وہ فرماتے تھے: عشق و محبت اور خواہش ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ کا خوف شفاء دیتا ہے۔ یقیناً جاننے کہ جو چیز تیرے دل سے تیرے خواہش نفس کو دور کرتی ہے کہ جب تو اس ذات سے ڈرے جس کو تو جانتا ہے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز

۸۷۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن علی نے مکہ میں، ان کو محمد بن جعفر خراطلی نے، ان کو احمد بن جعفر نے، ان کو ابراہیم بن ہشام مدائنی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو فضیل نے رزین ابوالسماء سے کہ ایک آدمی درختوں اور جھاڑیوں کے جھنڈ میں داخل ہو گیا (خلوت محسوس کی تو کہنے لگا) اگر میں اس جگہ گناہ کرنے کے لئے علیحدہ کیا کروں تو مجھے کون دیکھے گا؟ (یعنی محفوظ جگہ ہے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا) اتنے میں اس نے ایک ایسی آواز سنی جس نے اس جزیرے کے طول و عرض کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ یہی تھی:

الا يعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر (الملک ۱۴)

(خبردار) کیا بھلا وہ ذات جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا؟ (نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ) وہ باریک بین ہے

اور پوری طرح خبردار ہے۔

۸۷۴:..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۷۰/۱) من طريق الحارث بن أبي أسامة. به وفي تاريخ أصبهان (۱۹۶/۲) من طريق محمد بن العباس عن أبي عاصم عن حيوة وأخرجه أحمد (۳۸/۳) عن أبي عبد الرحمن. به ومن طريق أبي عاصم عن حيوة. به (۳۰/۳) وقال الهيثمي في المجمع (۲۷۳. ۲۷۲/۱۰) رواه أحمد وأبو يعلى إلا أنه قال تسعة أضعاف ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم. والحديث عن أبي يعلى في مسنده (۴۹۲/۲) من طريق عبد الله بن يزيد عن حيوة. به.

ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟

۸۷۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ انہوں نے سنا ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ سے، وہ کہتے تھے کہ مجھے بات بیان کی ابو بکر بن محمد بن حمدون بن خالد نے اور انہوں نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے لکھا کہ ہمیں بیان کی ہے عبد الاکرم بن موسیٰ بن رزق اللہ قاضی نے، ان کو اصمعی نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک دیہاتی بھی طواف کر رہا ہے۔ اس دیہاتی نے ایک دیہاتن کا واقعہ ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تیرے اور اس کے درمیان جس سے تم عشق کرتے ہو کوئی لمبی مدت حائل ہے۔ بولا نہیں صرف ایک رات میں نے اس سے کچھ خواہش کی ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھے شرم نہیں آتی؟ میں نے کہا کہ میں کس سے شرم کروں، ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا مگر ستارے۔ اس نے مجھ سے کہا، اچھا یہ بتاؤ ستاروں کو ستارے بنانے والا کہاں ہوگا؟

ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے گا؟

۸۷۹:..... مجھے خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو احمد بن خالد نے، ان کو محمد بن عبدہ نیسا پوری نے، ان کو عبد اللہ بن عبد الوہاب بن عبد اللہ بن شیب نے، ان کو عبتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک دیہاتی عورت سے ملا اور اس سے گناہ کرنے کی بات کی۔ اس نے انکار کیا اور بولی تیری ماں تجھے گم پائے، کیا تجھے کوئی ڈانٹنے والا نہیں ہے؟ کیا تجھے دین میں کوئی روکنے والا نہیں ہے؟ کہتا ہے کہ میں نے اس عورت سے کہا، اللہ کی قسم ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا سوائے ستاروں کے۔ بولی کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ستاروں کے بنانے والا کہاں جائے گا؟

ہلاکت کی چراگاہوں سے بچنا:

۸۸۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید مالینی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو الفتح عبد الرحمن بن احمد سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف سے، کہتے ہیں کہ جب ابو العباس بن سرتج فارس میں قاضی بن کر آیا، ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ابو عبد اللہ نجرانی نے ان سے پوچھا کہ ہلاکت کی چراگاہوں سے ہٹا کر چرواہا چرانے والی لائھی کے ساتھ کب پتے جھاڑ کر اپنی بکریوں کو کھلاتا ہے؟ قاضی نے فرمایا اس وقت جب وہ جان لے کہ اس پر کوئی رقیب اور نگرانی بھی ہے۔ اس کے بعد قاضی نے کہا اے شیخ یہ ایک شریف عالم ہے، اس کے لئے ایک خاص نشست ہونی چاہئے۔ جب تم چاہو میں تمہارے پاس حاضر ہو جایا کروں گا اور تمہارے ساتھ (اس موضوع پر) مذاکرہ کیا کروں گا۔

رات کو جلدی اٹھنے والے منزل پر پہنچتے ہیں

۸۸۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور نے، ان کو حسین بن فضل نے، ان کو ابو النضر نے، ان کو ابو عقیل ثقفی نے، ان کو یزید بن سنان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا بکیر سے، یعنی ابن فیروز سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خوف رکھتا ہے وہ رات کے آخری حصے میں سفر شروع کر دیتا ہے اور جو

(۸۸۱)..... أخرجه الترمذی (۳۵۰) عن أبي بكر بن أبي النضر عن أبي النضر. به وقال الترمذی حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث أبي النضر.

وأخرجه الحاكم في المستدرک (۳۰۷/۳) من طريق الحارث بن أبي أسامة عن أبي النضر هاشم بن القاسم. به.

رات کو جلدی چلتا ہے منزل پر بآسانی پہنچ جاتا ہے۔ خبردار وہوشیار اللہ کا سامان تجارت بہت مہنگا ہے۔ خبردار اللہ کا سامان جنت ہے۔ اور ہمیں دوسرے مقام پر اسی کی خبر دی ہے اور فرمایا کہ یہ برد بن سنان سے مروی ہے۔

اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا

۸۸۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن احمد بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن یونس نے، ان کو ابراہیم بن نصر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے فضیل بن عیاض سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کا اللہ سے ڈرنا اس انداز سے کہ ساتھ ہوتا ہے جس قدر اس کو اللہ کا علم ہے اور بندے کا زہد اور دنیا سے بے رغبتی جنت کی طرف اس کے شوق کے انداز سے کہ مطابق ہوتی ہے۔ جس قدر جنت کا شوق ہوگا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی اور لائق ہوگی۔

خائفین، حشبین، مشتاقین کی علامات

۸۸۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصر منصور نے، ان کو ابراہیم بن بشار صوفی نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم بن اہم سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ حضرت داؤد طائی کہتے تھے، خوف کی کچھ حرکات میں اور علامات میں جو خوف کرنے والوں میں پہچانی جاتی ہیں اور کچھ مقامات میں جو محبت کرنے والوں میں پہچانے جاتے ہیں اور کچھ بے چینیاں و بے آرامیاں ہیں جو مشتاق لوگوں میں پہچانی جاتی ہیں، اور کہاں ہیں یہ لوگ؟ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

سری سقطی کا قول

۸۸۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد نے، انہوں نے سنا جنید بغدادی سے، انہوں نے سری سقطی سے، وہ فرماتے تھے دو چیز غائب ہو چکی ہے اور گم ہو چکی ہے۔ بے چین و بے آرام کر دینے والا اللہ کا خوف اور جگر پاش پاش کرنے والا شوق۔

ذوالنون بن ابراہیم کا قول

۸۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن حسن بن علی فہری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن رشیق نے، ان کو ذوالنون بن احمد ثمبی نے، ان کو عبید ذوالعرش نے، ان کو ان کے بھائی ذوالنون بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ: فرض نماز خوف کی کنجی ہے اور نفلی عبادت امید کے دروازے کی کنجی ہے اور دائمی ذکر اللہ شوق کے دروازے کی کنجی ہے۔ خوف کے ساتھ فرض کو نہیں پایا جاسکتا، لیکن ہر فرض کے ساتھ خوف کو پایا جاتا ہے اور امید کے ساتھ نفل حاصل نہیں ہوتی، لیکن نفلی عبادت کے ساتھ امید حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص اپنے دل اور زبان کو ذکر کے ساتھ مشغول رکھے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اشتیاق کا نور بھر دیتے ہیں۔ یہ کائنات کا بہت بڑا راز ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیجئے اور اس کو اچھی طرح یاد رکھئے۔

ابراہیم بن شیبان کا قول

۸۸۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلیمی نے، انہوں نے سنا ابو بکر رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن شیبان سے، وہ فرماتے

(۸۸۲)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۸/۱۱۰) من طریق محمد بن زبیر عن الفضیل.

(۸۸۳)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۴/۳۳۶) عن جعفر بن محمد بن نصیر. به.

ہیں خوف خدا جب دل میں ٹھکانہ بنالیتا ہے تو اس میں موجود شہوتوں کی مقامات کو جلا دیتا ہے اور اس سے دنیا کی رغبت کو بھگا دیتا ہے اور زبان کو دنیا کے ذکر سے خاموش کرا دیتا ہے۔

محمد بن نصر کا قول

۸۸۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو حفص عمر بن خضر بن محمد بن ہشام المعروف بالثمانی جو کہ مکہ کے مجاورین میں سے تھے، ان کو ہشام بن محمد بن قرہ نے، ان کو ابو بشر دلابی نے، ان کو ابو محمد عبد اللہ بن خبیق اطا کی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یوسف بن اسباط سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا محمد بن نصر سے، وہ کہتے تھے:

دنیا میں کوئی بھی عمل کرنے والا جب عمل کرتا ہے تو اس کے لئے آخرت میں اس کے درجات میں بھی کوئی عمل کرنے والا ضرور عمل کر رہا ہوتا ہے۔ جب یہ دنیا میں عمل کرنے سے رک جاتا ہے تو وہ بھی عمل کرنے سے رک جاتا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم کام نہیں کر رہے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارا سچی کھیل میں لگ گیا ہے۔

یوسف بن اسباط نے کہا کہ مجھے تمہارے اوپر حیرانی ہے، خوف خدا کے باوجود آنکھ کیسے سوتی ہے؟ یا محاسبے کے یقین کے ہوتے ہوئے دل غافل کیسی ہو سکتی ہے؟ جو شخص اللہ کے بندوں پر اللہ کے حقوق کے لازمی ہونے کو پہچانتا ہے، اس کی آنکھیں کبھی بھی بند نہیں ہو سکتیں، مگر انتہائی کوشش صرف کرنے کے بعد۔ اللہ نے دلوں کو ذکر کے مسکن بنایا ہے، مگر وہ شہوات کے مسکن بن چکے ہیں اور شہوات و لذات دلوں کو خراب کرنے والے ہیں اور مال کا ضیاع ہیں۔ دلوں سے شہوات کو کوئی بھی چیز نہیں مٹا سکتی، مگر بے چین کر دینے والا خوف خدا اور جگر کو چیر دینے والا شوق۔

ہارون رشید کا قول

۸۸۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوصالح محمد بن محمد بن عیسیٰ عارض مروزی نے، ان کو ابو عبد اللہ حسین بن عبید اللہ بن خطیب بغدادی نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، کہتے ہیں کہ مجھے ماموں نے کہا اے ابراہیم، مجھے خلیفہ ہارون رشید نے کہا ہے کہ میری آنکھوں نے فضیل بن عیاض جیسے شخص کو کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا، جب میں ان سے ملنے گیا ہوا تھا، اے امیر المؤمنین اپنے دل کو خوف خدا اور آخرت کے غم کے لئے خالی کر لیجئے تاکہ وہ دل میں ٹھکانہ بنالیں۔ لہذا وہ تجھے اللہ کی نافرمانی سے روک دیں گے اور تجھے جہنم کے عذاب سے دور کر دیں گے۔

محمد بن عاصم اطا کی کا قول

۸۸۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، انہوں نے سنا نصر آبادی سے، انہوں نے ابن ابی حاتم سے، انہوں نے علی بن عبد الرحمن سے، ان سے کہا احمد بن عاصم اطا کی نے، خوف خدا کی کمی دل میں حزن و غم کی کمی سے ہوتی ہے اور جس وقت دل میں حزن کم ہو جاتا ہے تو دل ویران ہو جاتا ہے، جیسے گھر اس وقت ویران ہو جاتا ہے جب اس میں کوئی سکونت نہ رکھے۔

(۸۸۶)..... أخرجه المصنف من طريق السلمي في طبقات الصوفية (ص ۳۰۳)

(۸۸۷)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۲۱/۸) من طريق عبد الله بن خبيق. به دون كلام يوسف به أسباط

(۱)..... في المختصر ص ۹۱ بعد قوله (النار) اللهم اقطعنا عن معاصيك وابعادنا من نارك الموقدة

حضرت مالک بن دینار کا قول

۸۹۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر زیادی نے، ان کو ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، انہوں نے سنا علی بن عثمان سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ دل جب محزون نہ ہو تو ویران ہو جاتا ہے، جیسے گھر جب اس میں سکونت نہ ہو تو ویران ہو جاتا ہے۔

۸۹۱..... اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا تھا۔ حزن و غم عمل صالح کو بار آور کرتا ہے اور اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

۸۹۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے اور ابو عبد اللہ حافظ نے، فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عوف بن سفیان حمصی طائی نے، ان کو ابو المغیرہ عبد القدوس بن حجاج نے، ان کو مکرم بن ابومریم نے، ان کو ضمہ بن حبیب نے، ان کو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ یحب کل قلب حزين
اللہ تعالیٰ ہر مغموں دل کو محبوب رکھتے ہیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۸۹۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابو حاتم رازی نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو ضمہ بن حبیب نے، ان کو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل کو پسند فرماتے ہیں اور یہ اسناد زیادہ صحیح ہے۔

عبد اللہ بن مبارک کا قول

۸۹۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو محمد بن منذر نے، ان کو موسیٰ بن عمر نے، انہوں نے سنا حسین سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا:

انسان کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی کوتاہی جانتا ہے، اس کے باوجود نہ تو اس کی تلافی کرتا ہے اور نہ ہی اس پر افسوس کرتا ہے اور غمگین ہوتا ہے۔

شقیق بلخی کا قول

۸۹۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے سعید بن احمد بلخی سے وہ فرماتے ہیں انہوں نے اپنی والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن عبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے ماموں محمد بن لیث سے، انہوں نے حامد القاف سے، انہوں نے حاتم

(۸۹۰)..... أخرجه السلمي في عيوب النفس (۶۳) و أبو نعيم في الحلية (۳۶۰/۲)

(۸۹۲)..... أخرجه الحاكم في المستدرک (۳۱۵/۴) بنفس الإسناد وصححه الحاكم وتعقبه الذهبي بقوله: مع ضعف أبي بكر منقطع.

والحديث في الحلية (۹۰/۶) من طريق أبي المغيرة. به.

(۱)..... يأتي برقم (۱۲۷۳): عبد الله بدلاً بن عبید.

اصم سے، انہوں نے شقیق سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کے لئے آخرت کے غم اور خوف خدا سے بہتر ساتھی کوئی نہیں ہے۔ غم گزشتہ گناہوں پر اور خوف اس پر کہ اس کو یہ نہیں معلوم کہ اس پر کیا مصیبت آئے گی۔

حضرت سہل کا قول

۸۹۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن نے، انہوں نے سنا محمد بن حسن خشاب بغدادی سے، انہوں نے سنا جعفر بن محمد سے، انہوں نے سنا جریری سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا سہل سے، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص خوف کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ اس میں اللہ کے علم کے مواقع جان لے اور اس پر غم کرے۔

علامہ شبلی اور جنید بغدادی کا واقعہ

۸۹۷:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زکریا بن اٹحق مزکی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے دوست ابو جعفر بن محمد صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جنید بغدادی کے پاس بیٹھا تھا تو علامہ شبلی تشریف لائے۔ حضرت جنید بغدادی نے کہا: جس شخص کی فکر اللہ بن جائے اس کا حزن و غم طویل ہو جاتا ہے۔

حضرت شبلی نے کہا: نہیں اے ابوالقاسم، بلکہ جس شخص کی فکر اللہ بن جائے اس کا حزن ملال ختم ہو جاتا ہے۔

دونوں بزرگوں کے قول پر امام بیہقی کا محاکمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

①..... حضرت جنید کا قول ذکر دنیا پر محمول ہے اور حضرت شبلی کا قول آخرت پر محمول ہے۔

②..... حضرت جنید کا قول اس کے حزن پر محمول ہے جس وقت اپنے نفس سے اللہ کے واجبات کو قائم کرنے میں کوتاہی دیکھے اور حضرت شبلی کا قول محمول ہے اس سرور پر اور خوشی پر، اس توفیق پر جو اسے فی الوقت عطا ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے فکر کو ایک ہی فکر بنادیا ہے۔

استاذ ابو سہل صعلوک کا قول

۸۹۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ استاذ ابو سہل صعلوک سے آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا:

فبذلک فلیفرحوا (یونس ۵۸)

اسی کے ساتھ خوش ہونا چاہئے۔

(سائل نے فرمایا کہ) جو شخص محفوظ نہ ہو مومن نہ ہو وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟ (دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو غیر محفوظ ہو، یعنی خطرے میں وہ وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟) ابو سہل نے جواب دیا کہ جس وقت فضل کی طرف دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جس وقت لوٹتا ہے غمگین ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک وقت میں غمگین ہوتا ہے اور دوسرے میں سرور ہوتا ہے، یہی حال خوف اور امید کا ہوتا ہے۔

۸۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسین احمد بن اسماعیل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو احمد بن ابوالحجاری نے،

انہوں نے سنا ابوسلمان دارانی سے، وہ فرماتے ہیں:

اللہ نے ان کا اکرام اور ان کی تذلیل ان کو پیدا کرنے سے پہلے کر لی ہے اور ان کو جنت اور جہنم میں سکونت بھی کرادی ہے ان کو اپنی طاعت کی

توفیق دینے سے بھی پہلے۔ اور ان کو اپنی معصیت میں بھی مبتلا کر لیا ہے۔ یہ بطور عدل کے اور اپنے دوستوں پر فضل و عنایت کے ہے۔ بس اس کریم کی پاکی ہے، وہ کتنی کریم ہے۔ حیرانی ہے اس شخص پر جو اس کو پالیتا ہے۔ کیسے اس کو چھوڑ دیتا ہے؟ اور حیرانی ہے اس شخص پر جو اس کو نہیں پاسکتا، کیسے اس کو طلب نہیں کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ:

باطل ہواؤں سے چلتے ہیں اور بندے توفیق ملنے سے غمگین ہو سکتے ہیں اور توفیق قربت کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔

۹۰۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مھر جانی نے، ان کو محمد بن احمد بن یوسف نے، ان کو احمد بن عثمان نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو ابو الحسن بشر بن سالم نے، ان کو مسعر نے، ان کو کبیر نے، ان کو ابراہیم نے فرمایا جو غمگین نہیں ہوتا اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ خوف رکھے اس بات کا کہ کہیں وہ اہل جنت میں سے نہ ہو اس لئے کہ اہل جنت کہیں گے:

الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن (فاطر ۳۴)

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے حزن و غم دور کر دیا۔

اور جو شخص نہیں ڈرتا اس کو چاہئے کہ وہ خوف کرے کہ کہیں وہ اہل جنت ہی سے نہ ہو اس لئے کہ وہ لوگ قیامت میں کہیں گے:

انا كنا قبل في اهلنا مشفقين (الطور ۲۶)

بے شک ہم اپنے اہل میں ڈرتے رہتے تھے۔

ان کو دیگر لوگوں نے احمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔ بشر بن مسلم نے کہا ہے کہ ابراہیم یحییٰ سے مروی ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۹۰۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو الحسن بن اسحاق بن احمد کا ذی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد الصمد نے، ان کو عبد اللہ بن بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے سنا، فرماتے ہیں کہ:

السابقون السابقون اولئك المقربون (الواقعة ۱۰)

سبق کرنے والے وہی مقرب لوگ ہیں۔

فرمایا: مقربون گذر گئے ہیں، مبارک ہو ان کے لئے، لیکن اے اللہ ہمیں دائیں ہاتھ والوں میں بنادے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ اس آیت پر پہنچے:

ان جهنم كانت مرصاداً (البناء ۲۱)

بے شک جہنم گھات لگائے ہوئے ہے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: خبردار! دروازے پر چوکیدار اور محافظ موجود ہیں جو شخص پاسپورٹ لے کر آئے گا۔ یعنی راہداری لائے گا گذر جائے اور جو نہیں لائے گا قید کر دیا جائے گا۔

فتح موصلی کا واقعہ

۹۰۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن ابراہیم ہروی نے ہرات میں، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو

کو ابو ثابت مشرف بن ربان نے، ان کو ابو بکر موصلی نے، وہ کہتے ہیں: فتح موصلی عید قربانی کے دن عید گاہ کی طرف نکلا۔ اس نے اگر کی خوشبو کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اپنا سراو پر اٹھایا اور گویا ہوئے۔ الہی قرب حاصل کرنے والے قربانیاں کر کے تیرا قرب حاصل کر رہے ہیں۔ میں اے میرے محبوب اپنے حزن و غم کے ساتھ تیرا قرب حاصل کرتا ہوں۔ یہی کچھ کہا اس کے بعد گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو گویا ہوا کہ آپ کب تک اپنے دروازے سے مجھے لوٹاتے رہیں گے کہ میں دنیا کی گلیوں میں غمگین پھرتا رہوں گا۔

۹۰۳: ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالینی نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن یوسف بن عبد اللہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو ثابت خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابراہیم بن موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح موصلی کو عید قربان کے دن دیکھا، اس نے اگر کی خوشبو سونگھی اور ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ میں نے سنا کہ وہ یوں کہہ رہے تھے۔ تیرا قرب حاصل کرنے والے تو قربانیاں کر کے قرب حاصل کر رہے ہیں اور میں نے اپنے لیے حزن و غم کے ساتھ اے میرے محبوب تیرے قریب ہوتا ہوں۔ آپ مجھے کب تک چھوڑے رکھیں گے کہ میں دنیا کی گلیوں میں غمگین بھٹکتا رہوں گا۔ یہ کہا اور اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اٹھائے گئے۔ ہم نے اسے تین دن کے بعد دفن کیا۔

بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ

۹۰۴: ہمیں خبر دی ہے ابو منصور دامغانی نے جو بہق میں آئے ہوئے تھے۔ ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو محمد بن احمد بن حکیم نے جرجان میں، ان کو ابراہیم بن جندبہ نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو شعیب بن محرز نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بی بی سلامہ عابدہ نے بات بیان کی کہ بی بی عبیدہ بنت ابولکاب چالیس برس تک روتی رہیں، یہاں تک کہ اس کی بینائی چلی گئی۔ اس سے کہا گیا کہ آپ کیا چاہتی ہیں، بولیں کہ موت چاہتی ہوں۔ پوچھا گیا کہ وہ کیوں؟ بولیں اس لئے کہ روز جب صبح ہوتی ہے تو مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں آج مجھ سے کوئی ایسا گناہ نہ ہو جائے جس سے میرے لئے آخرت میں میری ہلاکت اور تباہی ہو جائے۔

یزید بن مرشد کی آنکھوں کی آنسوؤں سے تر رہنا

۹۰۵: ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے، ان کو دعلج بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ہدیہ بن عبد الوہاب نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے، کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن مرشد سے کہا: کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہتی ہیں۔ کبھی آپ کے آنسو خشک نہیں ہوتی۔ آپ کا کیا سوال ہے؟ شاید کہ اللہ تعالیٰ (میری وجہ سے آپ کو کوئی) فائدہ دے۔ (اس نے جواب دیا) کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو وہ مجھے جہنم میں قید کر دے گا اور اللہ کی قسم اگر وہ مجھے یہ دھمکی دیتا کہ مجھے حمام میں قید کر دے تو بھی میں اسی قابل تھا کہ میرے آنسو خشک نہ ہوں۔ میں نے کہا کہ یہی کیفیت تیری خلوتوں میں بھی ہوتی ہے۔؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم حالت کچھ ایسی ہے کہ ہمارے سامنے کھانے کا پیالہ رکھا جاتا ہے اور میرے اوپر یہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ لہذا میں رونے بیٹھ جاتا ہوں اور میرے گھر والے بھی روتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی روتے ہیں اور وہ نہیں جانتے ہوتے کہ کس چیز نے ہمیں رلایا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنے اہل میں ٹھہرا ہوں کہ مجھ پر یہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ لہذا وہ میرے درمیان اور

میرے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ لہذا میری گھر والی مجھ سے کہتی ہے اے میری ہلاکت، آپ کو کیا طویل غم لگ گیا۔ میری تو آپ کے ساتھ آنکھ ٹھنڈی نہیں رہ سکتی۔

۹۰۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبید اللہ بن سعید نے، ان کو ولید بن مسلم نے، پھر اس کو اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس کا معنی بھی ذکر کیا ہے۔

۹۰۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم خفی نے، ان کو علی بن محمد بن زبیر نے، ان کو حسن بن علی عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو محمد بن عاصم مولیٰ عثمان بن عفان نے، ان کو حوشب بن مسلم ثقفی نے، ان کو حسن بصری نے کہ ان کے سامنے کھانے کے وقت موت کا تذکرہ کرنا ناپسند کرتے تھے۔

۹۰۸:..... ہمیں خبر دی ہے سید ابو الحسین محمد بن حسن علوی نے، ان کو ابو الفضل محمد بن احمد سلیمی نے، ان کو عبداللہ بن محمود نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن قہرود نے، فرماتے ہیں: حفص بن حمید نے کہا کہ میں نے سہیل بن علی کو دیکھا، وہ مسجد میں پاگل کی طرح گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ بچاؤ بچاؤ، مجھے آگ سے بچاؤ اور خوف سے اس کی گردن کی رگیں کانپ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کو دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔

سری سقطی کا قول

۹۰۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمن سلمی نے اس چیز کے بارے میں جو اس نے سری سقطی سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خوف تین وجوہ سے ہوتا ہے:

- ①..... دین میں خوف یہ تو عام لوگوں میں موجود ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ سے ڈرنا واجب ہے۔
- ②..... وہ خوف جو قرآن کی تلاوت کے وقت پیش آتا ہے اور واقعات پڑھ کر یہ تو رقت ہے جیسی عورتوں میں رقت ہے۔ اس کا بھی ثبوت ہے۔

③..... اور خوف ہے بے چین بے آرام کر دینے والا اور اضطراب پیدا کرنے والا جو قلب و بدن میں مغل ہو جاتا ہے اور نیند کو ختم کر دیتا ہے اور کھانے کی خواہش کو ختم کر دیتا ہے اور خوف کرنے والا یہ خوف نہیں رکھتا اور اس کو سکون نہیں آتا اس وقت تک کہ اس کو اس چیز سے امن نہ ہو جائے جس چیز سے خوف کھاتا ہے۔

ربیع بن حراش کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا

۹۱۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد ابوالدنیانے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو محمد بن جعفر بن عون نے، ان کو بکر بن محمد عابد نے، ان کو حارث غنوی نے، کہتے ہیں کہ ربیع بن حراش نے قسم کھائی تھی کہ اس کے دانتوں سے کبھی ہنسنے کا نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک وہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ کیا ہے۔ پھر وہ نہ ہنسنے مگر موت کے بعد اور اس کے بھائی ربیع نے اس کے مرنے کے بعد قسم اٹھائی کہ وہ اس وقت تک نہیں ہنسنے گا جب تک وہ نہ جان لے کہ کیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔

حارث غنوی نے کہا کہ مجھے ربیع کو غسل دینے والے نے بتایا کہ وہ برابر اپنے تختے پر مسکراتے رہے جس وقت ہم اس کو غسل دے رہے تھے

(۹۰۷)..... حوشب بن بشر الثقفی ہو: أبو بشر، صدوق کما بالتقرب.

(۹۰۸)..... حفص بن حمید هو المروزی العابد صدوق کما بالتقرب روی عنه محمد بن عبد اللہ بن قہزاد.

(۹۱۰)..... أخرجه ابن أبي الدنيا في (من عاش بعد الموت) رقم ۱۲ ومن طريقه الخطيب (۴۳۴/۸) عن محمد بن الحسين. به.

ہمارے فارغ ہونے تک۔

۹۱۱:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعد زاہد نے، ان کو ابو الحسین عبد الوہاب بن حسن نے دمشق میں، ان کو احمد بن حسین قرنی نے، ان کو مؤمل بن یحباب نے، ان کو یسار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلى بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ غزو ان رقاشی نے کہا تھا:

مجھ پر اللہ کی قسم ہے کہ مجھے کوئی شخص ہنستا نہیں دیکھے گا اس وقت تک جب تک کہ میں جان لوں کہ دو گھروں میں سے میرا گھر کونسا ہے۔
(جنت یا جہنم)

حسن بصری نے کہا کہ اس شخص نے عزم کیا، پھر اللہ کی قسم وہ کبھی ہنستا نظر نہیں آیا، یہاں تک کہ وہ اللہ کو مل گیا۔

۹۱۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعمان نے، ان کو مہدی نے، ان کو غیلان نے، ان کو مطرف نے، کہتے ہیں کہ:

اگر کوئی آنے والا میرے رب کی طرف سے آجائے اور وہ مجھے اختیار دے کہ تم مٹی ہو جانا پسند کرو گے یا اپنے جنتی یا جہنمی ہونے کی خبر لینا پسند کرو گے؟ تو میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ میں مٹی ہو جاؤں۔ بیہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (کہ سند میں مطرف کا نام آیا ہے) یہ مطرف وہی عبد اللہ بن ثقیف ہے۔

اسرافیل علیہ السلام کا نہ ہنستا

۹۱۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کو خبر دی ہے عباس بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمر نے، ان کو مطلب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا:

اے جبرائیل! کیا بات ہے کہ میں اسرافیل کو کبھی ہنستے نہیں دیکھتا؟ اس کے علاوہ جتنے فرشتے میرے پاس آئے میں نے ان سب کو ہنستے ہو دیکھا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جب سے جہنم بنی ہے ہم نے اس فرشتے کو ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا

۹۱۴:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن فرج ارزق نے، ان کو کھمی نے، ان کو عباد نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام ارطاة سے سنا ہے، وہ مدائن کے منبر پر تھا اور وہ یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ ایک آدمی سے اس نے اس آدمی کا نام لیا

(۹۱۲)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۹۹/۲) وعبد الله بن أحمد في زوائد الزهد (ص ۱۹۳) / دار الفكر الجامعي (من طريق مہدی بن میمون. به.

تنبيه: في الحلية (غيلان بن ميمون) وهو خطأ والصحيح (غيلان بن جرير)

(۹۱۳)..... عزاه السيوطي في الحبانك (رقم ۹۷) إلى المصنف فقط.

(۹۱۴)..... عزاه السيوطي في الحبانك (رقم ۲۳) إلى أبي الشيخ والمصنف والخطيب وابن عساكر من طريق عباد بن منصور عن عدی بن

أرطاة عن رجل من الصحابة سماه قال عباد فنسبت اسمه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

أخرجه الخطيب (۳۰۷/۱۲) من طريق روح بن عباد عن عباد. به.

تھا مگر میں نام بھول گیا ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے جن کے دل کانپتے رہتے ہیں۔ جس فرشتے کی آنکھ سے آنسوؤں کا کوئی قطرہ گرتا ہے تو وہ قطرہ کسی ایسے فرشتے پر ہی گرتا ہے جو کھڑا ہوا اللہ کی تسبیح کر رہا ہو۔ (یعنی اتنی کثرت سے فرشتے اللہ کی تسبیح میں مصروف ہیں)۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رونا

۹۱۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو بکر عبد اللہ بن یحییٰ اطلحی نے کوفہ میں، ان کو حسین بن جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن ابوزیاد نے، ان سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن ابوسلیمان نے، ان کو ابو عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور وہ رورہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ کیوں رورہے ہیں؟ فرمایا کہ میری آنکھ کبھی خشک نہیں ہوئی جب سے اللہ نے جہنم پیدا کی ہے، اس خوف سے کہ کہیں میں اللہ کی نافرمانی کروں اور وہ مجھے جہنم میں ڈال دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے

۹۱۶:..... ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الرحمن بن عبید اللہ بن محمد حنفی نے، ان کو ابو الحسن بن محمد بن زبیر کوفی نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو جعفر بن سلیمان ضبی نے، ان کو ابو عمران جوئی نے، ان کو عبد اللہ بن ربیع انصاری نے، ان کو کعب نے کہ ان ابراہیم لاواہ کہ ابراہیم علیہ السلام اواہ تھے۔ فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام جب جہنم کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے اواہ..... آہ (گویا کہ ان کی آہیں نکلتی تھیں) اس لئے وہ اواہ یعنی آہیں بھرنے والا کہلائے۔

قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا

۹۱۷:..... ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے، ان کو ابو احمد عدی نے، ان کو احمد بن حسین کرخی نے، ان کو حسین بن شیب نے، ان کو ابو یوسف نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو حمران بن اعین نے، ان کو ابو حرب بن اسود نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا وہ پڑھ رہا تھا:
ان لدینا انکالا وجحیماً وطعاماً ذاغصۃ (المرل ۱۳-۱۳)
بے شک ہمارے پاس سزائیں ہیں اور جہنم ہے اور خلق میں پھنس جانے والا کھانا ہے۔

یہ پڑھا اور وہ شخص بے ہوش گیا۔

ابو احمد نے کہا اس کو ابو یوسف کے سوانہ حمزہ سے انہوں نے حمران سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اس اسناد میں ابو حرب کا ذکر نہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

۹۱۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو الحسن اسحاق بن احمد کارزی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن ضبیل نے، ان کو ان کے

(۹۱۵)..... عزاء السیوطی فی الحبانک (رقم ۶۷) إلی أحمد فی الزهد عن أبی عمران الجونی.

(۹۱۶)..... عزاء السیوطی فی الدر (۲۸۵/۳) إلی عبد اللہ بن أحمد فی زوائد الزهد وابن جریر وابن المنذر وابن أبی حاتم وأبو الشیخ والمصنف عن کعب رضی اللہ عنہ.

آخر جہ أحمد فی الزهد (ص ۱۱۲ / دار الفکر الجامعی) عن عبد الصمد عن جعفر. به.

والحدیث لیس من زوائد عبد اللہ علی الزهد کما قال السیوطی.

(۹۱۷)..... عزاء السیوطی فی الدر (۲۷۹/۶) إلی أحمد فی الزهد وهناد وعبد بن حمید ومحمد بن نصر عن حمران.

والد نے، ان کو موسیٰ بن حلال عبدی نے، ان کو بشر بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ:
میں حضرت عطاء بن عبدی سلمیٰ کے لئے صبح سردیوں میں آگ جلایا کرتا تھا۔ میں نے ان سے کہا اے عطاء کیا آپ کو وہ لمحہ خوشی دے گا اگر
آپ کو یہ حکم مل جائے کہ آپ اپنے آپ کو اس آگ میں جھونک دیں، لہذا آپ حساب و کتاب کے لئے نہیں اٹھائے جائیں گے؟ کہتے ہیں کہ
انہوں نے کہا ہاں رب کعبہ کی قسم۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس کے ساتھ ساتھ اگر مجھے یہ حکم دیا جائے تو مجھے اس بات کا خوف ہے
کہ خوشی سے کہیں اس آگ تک پہنچنے سے قبل ہی میری روح نہ نکل جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۱۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید بن محمد سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا
سری سقطی سے، وہ کہتے تھے کہ میں روزانہ بار بار اپنی ناک کو دیکھتا ہوں، اس خوف کے مارے کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ نہ ہو جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا،
وہ کہتے تھے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری جب موت آئے تو ایسی جگہ آئے جہاں مجھے کوئی نہ پہچانے کہ میں کون ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ
ایسا کیوں ہے اے ابواسن؟ فرمایا اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری قبر نے اگر مجھے قبول نہ کیا تو میں رسوا ہو جاؤں گا۔

عطاء سلمیٰ کا واقعہ

۹۲۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالحسین اسحاق بن احمد کارزی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو جعفر
بن محمد بن فضیل نے جو اہل راس العین میں سے تھے۔ ان کو محمد بن کثیر صنعانی نے، ان کو ابراہیم بن ادہم نے، وہ کہتے ہیں کہ عطاء سلمیٰ کی یہ حالت
تھی کہ وہ جب رات کو جاگتے تو گھبراہٹ کے مارے اپنے اعضاء پر ہاتھ مارتے، یہ دیکھنے کے لئے اور یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں میری شکل
نہ بگڑ گئی ہو۔

۹۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمر و بن سماک نے، ان کو حسن بن عمر نے، ان کو بشر بن حارث نے، کہتے ہیں کہ
اویس قرنی نے کہا تھا۔ یہ امر تجھ سے نہیں چھوٹنا چاہئے کہ آپ ایسے ہو جائیے گویا کہ اپنے تمام لوگوں کو قتل کیا ہوا ہے۔ (یعنی ہر وقت یہ خوف رہنا
چاہئے کہ نہ معلوم میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں؟)

۹۲۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس سیاری نے، ان کو عبد اللہ بن علی غزال نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے،
ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو یزید بن یزید بکری نے، وہ کہتے ہیں کہ اویس قرنی نے فرمایا کہ:
اللہ کی امر میں پسینہ پسینہ ہو جائے گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

(۹۱۸)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۱۲/۶) عن أحمد بن جعفر بن حمدان عن عبد اللہ بن أحمد بن حنبل . بہ .

(۹۱۹)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۱۶/۱۰) عن جعفر بن محمد بن نصیر . بہ .

(۹۲۰)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۱۶/۱۰) عن جعفر بن محمد بن نصیر . بہ .

(۹۲۱)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۲۲/۶) من طریق خزیمۃ بن زرعة عن محمد بن کثیر . بہ بنحوہ .

اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۴..... اور اسی اسناد کے ساتھ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن مبارک نے، ان کو سفیان ثوری نے کہ اولیس قرنی کی ایک چادر تھی جب بیٹھتے تو زمین پر بچھا لیتے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ بے شک میں تیری بارگاہ میں مغفرت پیش کرتا ہوں بھوکے جگر سے اور ننگے جسم سے۔ حالت یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مگر صرف وہی کچھ ہے جو کچھ میری پیٹھ پر ہے اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔

حضرت مالک بن دینار کا واقعہ

۹۲۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن محمود بن مجبور دھان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد الملک بن احمد دقاق نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورق نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکر نے، ان کو عباد بن ولید قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: اگر اس بات کا ڈرنہ ہوتا کہ لوگ مجھے مجنون کہیں گے کہ مالک کو جنون ہو گیا ہے تو میں ٹاٹ پہن لیتا اور اپنے سر میں راکھ ڈال کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتا کہ جو شخص میرا حشر دیکھے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہ کرے۔

۹۲۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسماعیل بن محمد بن فضل بن شعرائی سے، کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا، انہوں نے صلت بن مسعود سے، وہ کہتے تھے کہ حسن بن صالح بن حنی ایک دن میرے گھر سے نکلے، ان کی ایک ٹڈی پر نظر پڑی جواڑ رہی تھی۔ بولے:

یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر (القرۃ)
لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔
یہ پڑھا اور گر کر بے ہوش ہو گئے۔ (اس لئے کہ حشر کا منظر سامنے آ گیا۔)

مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ

۹۲۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خلف بن محمد بخاری نے، ان کو نصر بن زکریا مروزی نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، کہتے ہیں کہ انہوں نے رابعہ بصریہ سے سنا کہ وہ یہی تھیں کہ میں جب بھی برف دیکھتی ہوں تو مجھے قیامت کے دن اعمال ناموں کا اڑتے پھرتا یاد آ جاتا ہے اور جب میں ٹڈی کو دیکھتی ہوں تو مجھے میدان حشر یاد آ جاتا ہے اور میں جب بھی اذان سنتی ہوں تو مجھے قیامت کی منادی کرنے والا یاد آ جاتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں اپنے نفس سے کہتی ہوں کہ دنیا میں گرنے والے پرندے کی طرح ہو جائے، یہاں تک کہ تیرے پاس اس کی قضا آ جائے۔

عبد العزیز بن سلمان کا واقعہ

۹۲۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن امیہ قرشی نے سادہ میں، ان کو ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق نے، ان

(۹۲۵)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۳/۲) من طريق محمد بن الحارث عن يحيى بن أبي بكير. به.

(۹۲۶)..... أخرجه المصنف في الزهد (۵۳۰) والإسناد في الزهد خطأ فليصح

(۹۲۷)..... أخرجه المصنف في الزهد (۵۲۹).

(۹۲۸)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۲۳۳) من طريق محمد بن الحسن عن يحيى بن بسطام الأصغر. به.

کو محمد بن داؤد بن عبد اللہ نے، ان کو یحییٰ بن بسطام نے، ان کو ابوطارق لبان نے، وہ کہتے ہیں کہ عبد العزیز بن سلمان جب قیامت کو یاد کرتا تو ایسے چیختا جیسی بچے کو گم پانے والی ماں چیختی ہے اور ڈرنے والے مسجد کے کونوں سے لوگ بھی چیختے (اور مر جاتے) چنانچہ ان کی مجلس سے دو مہینے اٹھائی جائیں گی۔

عنبہ عابد کا واقعہ

۹۲۹:..... ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی ابو العباس بن مسروق نے، ان کو عصمہ بن سلیمان نے، ان کو عصمہ بن عرفہ غبری نے، انہوں نے سنا عنبہ خواص سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عنبہ نامی غلام مجھے ملنے آتا تھا۔ بسا اوقات وہ میرے پاس رات کا قیام بھی کر لیتا۔ ایک مرتبہ رات کو اس نے میرے پاس قیام کیا۔ سحر کے وقت رونا شروع کر دیا اور بہت شدید رویا۔ صبح ہوئی تو میں نے کہا آج رات تو تم نے مجھے بہت ڈر دیا اپنے رونے کے ساتھ۔ بھائی آپ کیوں روئے تھے؟ کہنے لگا کہ اے عنبہ اللہ کی قسم جب میں اللہ تعالیٰ کے آگے پیشی کے دن کو یاد کرتا ہوں تو (یعنی مجھے رونا آ جاتا ہے) اس کے بعد وہ گرنے لگا تو میں نے اسے گود میں لے لیا اور میں اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا جو کہ پلٹ رہی تھیں اور ان کی سرخی شدید ہوتی جا رہی تھی۔ (کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ جھاگ نکالنے لگا) گر گرا ہٹ کی حلق سے آوازیں نکالنے لگا۔ میں نے اسے آوازیں دیں۔ عنبہ..... عنبہ..... اس نے مجھے انتہائی پست آواز کے ساتھ جواب دیا اور یہ کہا: اللہ پر پیش ہونے کے ذکر نے محبت کرنے والوں کے عضو کاٹ دیئے ہیں۔ عنبہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ غرغرانے لگا، موت کی غرغراہٹ کی طرح۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) کہنے لگا: آپ کیا کہتے ہیں کہ آپ اپنے عاشقوں کو عذاب دیں گے جبکہ آپ تو زندہ جاوید ہیں اور آپ کریم ہیں؟ (عنبہ) کہتے ہیں کہ وہ مسلسل یہ الفاظ مکرر کہتا رہا، یہاں تک کہ اللہ کی قسم اس نے مجھے بھی رلا دیا۔

طویل خاموش عابد کا واقعہ

۹۳۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن امیہ قرشی نے، ان کو ابو العباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد بن عبد اللہ بن جوزی اسدی نے، ان کو محمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بصرہ میں داخل ہوا، میں نے ایک آدمی سے کہا جسے میں پہچانتا تھا۔ مجھے اپنے شہر کے بڑے بڑے عبادت گزاروں کے بارے میں رہنمائی کیجئے (تاکہ میں عابد ترین لوگوں کو مل سکوں) چنانچہ وہ مجھے ایک آدمی کے پاس لے گئے جس نے بالوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ بڑی لمبی خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا۔ سر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ محمد بن سماک کہتے ہیں کہ میں نے اس عابد کو بلوانے کی کوشش کی مگر اس نے مجھ سے کلام نہ کی۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے ہاں سے نکل گیا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ یہاں پر ایک ابن عجز عابد بھی مشہور ہے۔ (بڑھیا کا بیٹا)۔

۹۲۹)..... أخرجه أبو نعیم (۲۳۵/۶) من طریق محمد بن الحسن بن عصفیة بن سلیمان عن مسلم بن عرفة العنبری عن عنبیة الخواص. به.

تنبيه: فی الحلیة (مسلم بن عرفة) بدلاً من (عصفیة بن عرفة)

۹۳۰)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۲۰۸/۸) من طریق ابن أبی الدنیا عن محمد بن الحسن بن محمد بن داود بن عبد الله. به.

وأخرجه المصنف بنفس الإسناد فی الزهد (۵۵۶)

عابد ابن عجز کا واقعہ

کیا آپ اس کو ملنا پسند کریں گے؟ ابن سماک کہتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ بڑھیا نے کہا کہ میرے بیٹے کے سامنے تم لوگ نہ تو جنت کا ذکر کرنا اور نہ ہی جہنم کا، ورنہ تم لوگ اسے مار دو گے۔ میرا اس بیٹے کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔ ابن سماک کہتے ہیں جب ہم پہنچے تو اس نے بھی پہلے والے عابد کی طرح بالوں (یا اون کا) لباس پہن رکھا تھا۔ وہ بھی سر کو جھکائے ہوئے اور طویل خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا۔ اس نے سر اوپر اٹھایا اور ہماری طرف دیکھا اور پھر بولا۔ بہر حال تمام لوگوں کا ایک موقف ہے۔ وہ لامحالہ اس کے لئے کھڑے ہوں گے (یعنی تمام لوگوں کو اللہ کے سامنے پیش ہو کر حساب و کتاب کے لئے کھڑا ہونا ہے) ابن سماک کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کس کے آگے کھڑے ہونا ہے؟ اللہ آپ کے اوپر رحم فرمائے۔ (بس اتنا لفظ سنتے ہی) اس نے زوردار چیخ ماری اور وہ مر گیا۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ بڑھیا آگئی اور بولی تم لوگوں نے میرا بیٹا مار دیا۔ میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جن لوگوں نے ابن عجز کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

عبادان کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن سماک کا واقعہ

۹۳۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان حنظل نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن احمد ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد ہاشمی نے، ان کو محمد بن سماک نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں گھومتا پھرتا اور بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں کو تلاش کرتا تھا۔ مجھ سے عبادان نام کی بستی میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا، جس نے دنیا کو چھوڑ رکھا تھا اور انتہائی شدید کوشش کے ساتھ آخرت کی تیاریوں میں لگ چکا تھا۔ میں قصبہ عبادان میں پہنچا (جو کہ بصرہ کے قریب واقع تھا) اور میں نے وہاں پہنچ کر اس عابد کے بارے میں پوچھا، مجھے اس کا گھر بتایا گیا، لہذا میں ایک بڑی حویلی کے دروازے پر پہنچا جس پر ایک چھوٹے کواڑ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میرے پاس کوئی پانچ سال کی لڑکی باہر نکل کر آئی۔ بولی دروازے پر پہنچنے والا کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ابن سماک ہوں۔ کیا فلاں عابد کا گھر یہی ہے؟ بولی جی ہاں یہی ہے۔ میں نے اس بچی سے کہا کہ آپ جا کر میری لئے ملنے کی اجازت لے کر آئیے۔ اگر اجازت مل گئی اور میں اندر چلا گیا تو میں آپ کو ایک درہم بطور عطیہ دوں گا۔ وہ بچی بولی۔ اے اللہ کے بندے میں نے آپ سے زیادہ نادان نہیں دیکھا۔ اندر آ جائیے، میرے والد کے آگے کوئی چوکیدار یا روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ رکاوٹ کرنے والے تو بادشاہوں اور دنیا کے بندوں کے دروازوں پر ہوتے ہیں۔ لہذا میں اس بچی کی بات سن کر تعجب کرتے ہوئے حیران ہو گیا۔ اس کے بعد میں بچی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھا کہ وہ ایک کشادہ دار جگہ ہے جس میں چھوٹے سے گھر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں اس گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے جو بغیر کسی بیماری کے گل چکا ہے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پتہ ہے، جسے وہ چیرتا ہے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا ہے۔

ام حسب الذین اجتر حوا السننات ان نجعلهم كالذین امنوا وعملوا الصالحات

سواء محياهم ومماتهم سواء ما یحکمون (الباقیہ ۲)

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ان کو ہم ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ کئے

ہیں، کیا وہ موت اور زندگی میں برابر برابر ہیں وہ جو فیصلہ کرتے ہیں۔

اس نے غمگین اور گلوگیر آواز میں یہ آیت پڑھی۔ اتنے میں، میں نے اس کو السلام علیکم کہا۔ اس نے علیکم السلام کہا۔ اور بولا کیا آپ میرے

برادر میں سے ہیں؟ میں نے کہا، جی ہاں، مگر میں نہ تو اہل بصرہ میں سے ہوں اور نہ ہی اہل عبادان سے۔ بولے کہ پھر آپ کہاں سے آئے ہیں؟

میں نے کہا کہ میں کونے سے آیا ہوں۔ بولے آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد ابن سماک۔ بولے کہ شاید آپ ابن سماک واعظ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پورا پورا لے لیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور بولے: اے میرے بھائی، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور ہمیں اور آپ کو بھائیوں کے ساتھ بہرور فرمائے۔ اے بھائی جان میرا دل ہمیشہ آپ کی ملاقات کا مشتاق رہا، تا کہ اپنی بیماری کو آپ کی دوا کے آگے پیش کر سکوں۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں اے بھائی جان، مجھے ایک پرانا زخم لگا ہوا ہے، آپ سے پہلے سارے معالج جس کے علاج سے تھک گئے ہیں۔ آپ اپنی مہربانی کے ساتھ اس کا علاج مہیا کیجئے اور اپنی مرہموں میں سے جو آپ اس زخم کے لئے مناسب سمجھتے ہیں، وہ آپ اسے لائیے۔

ابن سماک فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں وعظ کروں۔ میں نے (ذرا اظہار بخیر کے لئے) ان سے کہا کہ کیا میں آپ جیسے (عظیم انسان) کا علاج کر سکتا ہوں؟ حالانکہ میرا زخم آپ کے زخم سے زیادہ گہرا ہے۔ اور میرا جرم اور گناہ آپ کے گناہ سے بڑا ہے۔ لہذا وہ بولے کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے وعظ کریں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا: بھائی جان، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا وہ گناہ جو آپ نے کیا ہے، منائیں ہے اور (عبادت میں) آپ کی لذت بھی باقی نہیں رہی اور موت صبح وشام آپ کی تلاش میں ہے اور بے شک آپ کل آنے والے وقت میں لحد کی تنکیوں میں پڑے ہوں گے اور قبروں کے اندھیروں میں اور منکر نکیر کے سوال کے آگے ہوں گے۔ جب میں نے ان سے یہ باتیں کہیں تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی قبر میں گر گئے اور ایسے آواز نکالنے لگے جیسے نیل ذبح کرتے وقت نکالتا ہے۔ اتنے میں اس کی بیوی اور بیٹی بھاگ کا آگئیں اور پردے کے پیچھے سے رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ انہیں آپ مزید کچھ نہ کہئے ورنہ آپ انہیں ہمارے سامنے ماردیں گے۔

اتنے میں وہ ہوش میں آگئے اور بولے: اے میرے بھائی آپ کی دوائی میری بیماری کے بالکل موافق آگئی ہے اور آپ کی مرہم میرے زخم پر لگ چکی ہے۔ اے بھائی ابن سماک مجھے مزید کچھ وعظ کیجئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے بیوی بچے مجھے قسمیں دے رہے ہیں کہ میں مزید کچھ بھی نہ کہوں۔ لہذا آپ ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کچھ کہئے۔ لہذا فرمایا کہ بھائی جان، یقین کیجئے کہ جب میں اپنے رب کے آگے کھڑا ہوں گا تو میرے جرم سے بڑا کسی کا جرم نہیں ہوگا اور میری مصیبت سے بڑی مصیبت کسی کی نہیں ہوگی۔ میری بیوی بچے اتنی مصیبت میں نہیں ہوں گے۔ چنانچہ میں نے (وعظ جاری رکھتے ہوئے کہا) کہ قبر کے اندھیرے کے بعد اور لحد کی تنگی کے بعد اور منکر نکیر کے سوال کے بعد ایک بہت بڑی ہلاکت اور مصیبت ہوگی۔ بولے ابن سماک پھر وہ کیا ہوگی؟ میں نے اس سے کہا کہ وہ، وہ ہوگی جو اسرافیل سور پھونکے گا اور قبروں کے مردے باہر نکل پڑیں گے اور ہم سب اپنے اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے آئیں گے تو میرے بھائی اس دن کتنے پکارنے والے ہوں گے جو ویل اور ہلاکت کو پکاریں گے؟ اور اس سے بڑھ کر ہم سب کے لئے رب کی ڈانٹ ہوگی، ان گناہوں کو پڑھنے کے وقت جنہیں اللہ تعالیٰ نے گن گن کر رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ہوں یا تمہارے ہوں، ان میں وہ گناہ بھی ہوں گے جو دھاگے کے برابر ہیں اور وہ بھی جو گھٹلی کے پردے کے برابر ہیں اور وہ بھی جو کھجور کی گھٹلی کے شکاف کے برابر ہیں۔ (یعنی نقیب بھی، قاتل بھی اور قسطیر بھی)۔ اور فرشتے ہوں گے جو آگ کی چادر لپیٹنے والے ہوں گے اور سخت غضبناک ہوں گے رحمن کے غضب کی وجہ سے، وہ اس قول کے انتظار میں ہوں گے کہ کب ان کو غضب کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ خذوہ فغلوہ (۳: ۸۴) پکڑو اس کو اور جکڑو اس کو۔ ثم الجحیم صلوہ پھر پھینکو اس کو جہنم میں۔

ابن سماک کہتے ہیں کہ (میں نے یہاں تک بات کی تھی کہ پھر اس نے) ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی قبر میں گر گیا اور ایسی گر گر اہٹ ہونے لگی جیسی جانور کو ذبح کرتے وقت ہوتی ہے اور اتنے میں اس کا پیشاب بھی خطا ہو گیا۔ جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اس کی عقل بھی ختم ہو گئی ہے۔

چنانچہ اس کی بیٹی بھاگ کر آئی، اس نے اس کو کھینچا اور اسے اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیا اور اپنی آستین کے ساتھ اس کے چہرے کو سہلانی لگی۔ اور وہ کہہ رہی تھی میرے ماں باپ قربان ان آنکھوں پر جو طویل عرصہ تک اللہ کی اطاعت میں جاگتی رہیں۔ میرے ماں باپ قربان آنکھوں پر جو طویل زمانے تک اللہ کے محارم کو دیکھنے سے جھکی رہیں۔ پھر وہ ہوش میں آ گئے اور مجھ سے کہنے لگے، تمہارے اوپر سلامتی ہوا ہے ابن سہاک۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اب اس نے تیسری بار چیخ ماری۔ میں نے خیال کیا کہ اب بھی پہلی دو باریوں کی طرح کیا ہوگا۔ لہذا میں نے اسے بلایا تو وہ دنیا چھوڑ چکے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور پہاڑ کے رونے کا واقعہ

۹۳۲:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن یوسف نے بطور املاء کے، ان کو ابو بکر طلحی نے کوفہ میں، ان کو حبیب بن نصر مہلبی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نے، ان کو احمد بن عاصم نے، ان کو فضیل بن عیاض کندی نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک ایسے پہاڑ کے پاس سے گذرے جس کے دائیں اور بائیں دو نہریں تھیں وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کہاں سے آرہی ہیں اور کہاں جا رہی ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے پہاڑ، یہ پانی کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ پہاڑ نے کہا کہ یہ نہر جو دائیں جانب بہہ رہی ہے یہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور جو بائیں طرف ہے یہ میری بائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ آنسو کیوں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میرے رب کے خوف سے ہیں کہ وہ مجھے کہیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے لئے رب سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں عطا کر دے۔ یعنی تیرا مجھے مالک بنا دے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ نے پہاڑ ان کو عطا فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم مجھے عطا کر دیئے گئے ہو۔ لہذا اب اس نے اتنا پانی دیا جتنا عیسیٰ علیہ السلام کی ضرورت تھی اور اسے لے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی طاقت کے ساتھ رک جا۔ وہ سکون اختیار کر گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ کی بارگاہ میں مانگا تھا اس نے مجھے عطا کر دیا۔ اب یہ کیا ہے؟ پہاڑ نے کہا، پہلا رونا تو خوف کی وجہ سے تھا اور دوسرا رونا یہ شکر کا رونا ہے۔

خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ

۹۳۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اہلق نے، ان کو ابو عثمان حنظلہ نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شام کے ملک میں ایک ایسے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ مگر ایک چادر لٹکی ہوئی تھی۔ ایک عورت نے دیوار بجائی۔ میں نے کہا، کون ہے؟ بولی میں ایک بھٹی ہوئی عورت ہوں، مجھے راستہ بتائیے۔ اللہ تیرے اوپر رحم کرے۔ میں نے پوچھا کہ کونسا راستہ تم پوچھتی ہو؟ (یہ پوچھتے ہی) وہ رو پڑی۔ پھر بولی، نجات کا راستہ۔ میں نے کہا بہت دور ہے..... بہت دور ہے یہ راستہ تو تیز ترین چلنے یا دوڑنے کے سوا اور سخت کوشش اور معاملہ درست کئے بغیر طے نہیں ہو سکتا اور تمام علاقوں اور رکاوٹیں جو دنیا و آخرت کے کاموں سے مصروف و مشغول کرنے والی ہیں، ان کو گرائے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔ لہذا وہ پھر رو پڑی اور بولی دنیا کے علاقوں اور رکاوٹیں تو سمجھ گئی ہوں، یہ بتائیے کہ آخرت کے علاقوں اور رکاوٹیں کیا ہیں؟

میں نے کہا اگر آپ ستر نیوں جیسے اعمال لے کر قیامت میں آئیں گی تو بھی تیرے لئے وہی کچھ ہوگا جو تیرے لئے لوح محفوظ میں لکھا گیا اور قیامت کے دن جہنم سے گذرے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہ سن کر اس عورت نے چیخ ماری، پھر بولی:

سبحان من صان علیک جوارحک فلم تقطع

سبحان من امسک علیک قلبک فلم يتصدع

پاک ہے وہ ذات جس نے تیرے اعضاء یا تیرے زخموں کی حفاظت کی کہ وہ پھٹ نہیں پڑے

اور پاک ہے وہ ذات جس نے تیرے دل کو تھام رکھا کہ وہ دو ٹکڑے نہیں ہو گیا۔ اس کے بعد وہ عورت گر کر بے ہوش ہو گئی۔

چنانچہ میرے بھتیجے ابو الحواری نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک عبادت گزار لڑکی ہے۔ میں نے کہا، بلاؤ اس کو دیکھیں اس عورت کا کیا قصہ ہے؟ کہتے ہیں کہ وہ لڑکی آئی، اس نے اس کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو دنیا چھوڑ چکی ہے۔ اس نے چیک کیا تو اس کی جیب سے ایک رقعہ لکھا ہوا ملا کہ مجھے میرے کپڑوں میں کفن دے دو۔ اگر میرے لئے میرے رب کے پاس کوئی خیر ہوگی تو وہ بہت جلدی میرے لئے ان سے بہتر بدل دے گا۔ اگر میرے لئے وہاں کوئی چیز نہ ہوگی تو پھر دوری ہے میرے نفس کے لئے اور لعنت ہے۔

ابن الحواری نے کہا کہ وہ ایک مرتبہ آیا تو دیکھا لوگوں نے ایک لڑکی کو گھیرے میں لے رکھا۔ میں نے پوچھا اس لڑکی کا کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا اے ابوالحسن یہ ایسی لڑکی ہے۔ اس پر کوئی چیز ظاہر ہوتی، ہم سمجھتے تھے کہ اس کی عقل خراب ہے، وہ کچھ کھاتی پیتی نہیں تھی اور اپنے پیٹ میں درد کی شکایت کرتی تھی۔ ہم طبیبوں کو لا کر دکھاتے تھے اور وہ کہتی تھی میں چاہتی ہوں کسی بڑے ماہر طبیب کو لاؤ تاکہ میں اپنی تکلیف جو میرے ساتھ ہے میں بتاؤں، ممکن ہے اس کے پاس شاید میری شفا ہو۔

بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ

۹۳۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے تفسیر میں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ سے سنا، وہ کہتے ہیں انہوں نے ابوالحسن بن زرعان سے سنا، انہوں نے احمد ابو الحواری سے، وہ کہتے تھے کہ:

ہم لوگ بصرہ کے بعض راستوں پر چل رہے تھے۔ اچانک میں نے ایک چیخ سنی، اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی گر کر بے ہوش ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا، ایک آدمی حاضر القلب تھا (یعنی ذکر کرنے والا صاحب دل تھا) اس نے ایک آدمی سے قرآن کی ایک آیت سنی ہے، لہذا یہ بے ہوش ہو کر گر گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے جسے سن کر یہ شخص بے ہوش گیا ہے؟ بتایا کہ یہ آیت ہے:

الم یأْن للذین امنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله (الحمد ۱۶)

کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں۔

ہماری گفتگو کی آواز سنی تو وہ ہوش میں آ گیا اور اس نے یہ اشعار پڑھے:

اما ان للهجران ان بتصرما

وللغصن غصن البان ان يتبسما

وللعاشق الصب الذی ذاب وانخنی

الم یأْن ان یبکی علیہ ویرحما

(۱)..... کیا ابھی تک ہجر کے لئے وقت نہیں آیا؟ کہ وہ عشق و محبت کی آگ بھڑکاوے؟

اور کیا ابھی تک درخت بان کی ٹہنی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ مسکرائے (یعنی اس کے شگوں پھوٹیں)۔

(۲)..... کیا وہ عاشق زار جو محبوب کی محبت میں گھل چکا ہے اور جس کی کمر جھک چکی ہے اس کے لئے وقت نہیں آیا

کہ اس پر رویا جائے اور اس پر ترس کھایا جائے؟

(۳)..... میں نے شوق اور عشق کے پانی کے ساتھ اپنی پسلیوں کے درمیان ایک ایسی کتابی لکھی ہے

جو چوٹ کرکچ دکھانے والے نفس کی تابعداری کی حکایت حال بیان کرتی ہے۔

یہ اشعار کہنے کے بعد وہ ایک دم چلا یا اشکال..... اشکال..... اشکال..... کہ مجھے شکلیں دکھائی دے رہی ہیں..... مجھے شکلیں دکھائی دے رہی ہیں..... مجھے شکلیں نظر آ رہی ہیں..... اور پھر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ ہم نے اسے بلایا تو وہ مر چکا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر رونے والا عابد

۹۳۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو علی حسین بن صفوان نے ان کو ابو بکر بن ابوالدنیانے ان کو محمد بن حسین نے ان کو

محرز ابو ہارون ضعی نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

ہمارے پاس کوفہ میں ایک آدمی تھا، وہ صبح فرات کے کنارے جا کر دن چڑھے تک روزانہ روتا رہتا، پھر واپس آتا اور کچھ آرام کرتا۔ جب وہ نماز پڑھتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے قیام میں کھڑا رہتا۔ عصر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر روتا رہتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ دریا اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اسی نے اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جاری کیا ہے اور اس کو اپنے بندوں کے رزق کا ذریعہ بنایا ہے۔ جبکہ میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں اور میں اس کے باوجود روتا بھی نہیں ہوں اور نہ ہی اس کی ناراضگی کی امید رکھتا ہوں۔ یہ بات کہنے کے بعد وہ گرا اور مر گیا۔ ابو ہارون نے کہا کہ میں اس کے جنازے میں موجود تھا۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو اس وقت موت کی خبر ہوئی ہو مگر وہ اس کے جنازے میں نہ پہنچا ہو۔ یعنی سب لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہنم کے خوف سے موت واقع ہونا

۹۳۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابی الدنیانے، ان کو محمد بن اسحاق بن

حمزہ بخاری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو محمد بن مطرف نے ان کو ابو حازم نے، میرا خیال ہے کہ ان کو تبیل بن سعد نے کہ انصار کے ایک جوان کے دل میں جہنم کا خوف بیٹھ گیا تھا۔ جب بھی آگ کا ذکر ہوتا تو وہ رونے لگ جاتا، یہاں تک کہ یہ خوف اس کو گھر میں بند کر دیا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں اس کے پاس تشریف لے گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معانقہ کیا، یعنی گلے ملا اور گر کر مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جهزوا صاحبكم فان الفرق فلذ كبده

اپنے ساتھی کی تجہیز و تکفین کرو، بے شک خوف نے اس کے جگر کو پھاڑ دیا ہے۔

۹۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابودنیانے، ان کو محمد بن اسحاق

ثقفی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے بطور املا کے، ان کو محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو

ابو العباس نے، ان کو احمد بن منصور انصاری نے، ان کو منصور بن عمار نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کیا۔ لہذا میں اس کے بعد کوٹنے گیا اور کوٹنے کی گلیوں میں سے ایک گلی میں اتر اور میں ایک اندھیری رات میں باہر نکلا۔ اچانک مجھے ایک چیخنے والی کی چیخ رات کے وقت سنائی دی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا الہی تیری عزت کی قسم اور تیرے جلال کی قسم ہے۔ میں نے اپنے گناہ کے ساتھ تحض تیری مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا، بالکل میں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ جب میں نے تیری نافرمانی کی ہے، میں تیرے عذاب سے بھی واقف نہیں تھی۔ لیکن ایک غلطی تھی جو پیش آگئی تھی۔ میری شقاوت اور بد قسمتی نے میری معاونت کی تھی اور تیری طرف سے میرے گناہ پر ڈلے ہوئے پردے نے مجھے دھوکہ میں ڈالا اور میں نے اپنی پوری کوشش کے ساتھ تیری نافرمانی کر ڈالی اور اپنی جہالت سے تیری مخالفت کر ڈالی۔ مگر اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اور اگر تو مجھ سے اپنی رسی کاٹ دے تو میں کس کی رسی سے جڑوں گا؟ اے میری جوانی..... اے میری جوانی..... جب وہ اپنی یہ بات کہہ کر فارغ ہوا تو میں نے قرآن کے یہ الفاظ زور زور سے پڑھے:

ناراً وقودھا الناس والحجارة علیہا ملائكة غلاظ شداد (التحریم: ۶)

آگ ہے اس کا ایندھن لوگ ہیں اور پتھر ہیں اس پر فرشتے ہیں جو انتہائی سخت ہیں۔

اتنے میں، میں نے شدید حرکت یا ہلچل سنی۔ جس کے بعد میں نے دوبارہ کوئی آہٹ یا آواز وغیرہ محسوس نہیں کی۔ میں چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں واپس اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ وہاں جنازہ رکھا ہوا ہے اور بڑی عمر کی ایک بڑھیا ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اس سے میت کا معاملہ دریافت کیا وہ مجھے پہچانتی بھی نہیں تھی۔ وہ بولی کہ رات کو یہاں سے کوئی آدمی گذر رہا تھا، اللہ اس کو جزا دے، مگر وہ جس کا وہ مستحق ہے۔ وہ میرے بیٹے کے پاس سے رات کو گذر رہا ہے جبکہ میرا بیٹا نماز پڑھ رہا تھا۔ اس آدمی نے ایک آیت پڑھی ہے۔ جب میرے بیٹے نے وہ سنی تو اس کے بعد سے اس کا پتہ پھٹ گیا اور یہ مر گیا۔

لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹے کا ہلاک ہو جانا

۹۳۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ہے ابو شعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا تھا:

اے میرے بیٹے! میں نے تجھے نصیحت کی ہے اور اتنی کی ہے کہ اگر تو پتھر کا ہوتا تو پھٹ پڑتا اور تجھ سے پانی بہنے لگتا۔ وہ ایک دن اسے نصیحت کر رہے تھے کہ یکا یک لڑکے کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

حضرت زرارہ بن ابی اوفیٰ کا نماز میں سورۃ مدثر کی آیت پڑھ کر فوت ہو جانا

۹۳۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابی الدنیا نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو عتاب بن شئی نے، ان کو بھڑ بن حکیم نے، انہوں نے کہا حضرت زرارہ بن ابی اوفیٰ نے مسجد بنو قشیر میں ہم لوگوں کی امامت کی اور نماز میں سورۃ مدثر پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ فاذا نقر فی النافور (مدثر: ۸) (قیامت کی ہولناکی اس وقت شروع ہوگی) جب ناقور اور ناقوس میں پھونک ماری جائے گی۔

(۹۳۷)..... أخرجه المصنف من طريق الحاكم (۳۹۵.۴۹۴/۲) وسكت عليه الحاكم والذهبي.

وأخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۲۸.۳۲۷/۹)، (۱۸۷/۱۰ و ۱۸۸) من طريق محمد بن إسحاق الثقفي عن أحمد بن موسى الأنصاري عن

یہ پڑھتے ہی مر گئے اور گر گئے۔ میں خود ان کو اٹھانے والوں میں شامل تھا۔

مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور خطابت سے ایک آدمی کی موت واقع ہو جانا

۹۴۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابوالحق نے ان کو خبر دی ہے ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیانے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو حصن بن قاسم وراق نے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبدالواحد بن زید کے پاس بیٹھے تھے اور وہ وعظ فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے ان کو مسجد کے کونے سے آواز دی: ابو عبیدہ رک جائیے، آپ نے میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ عبدالواحد نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور اپنا وعظ جاری رکھا۔ وہ آدمی بار بار یہی کہتا رہا۔ اے ابو عبیدہ رک جائیے، آپ نے تو میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ جبکہ عبدالواحد تقریر کرتے رہے، تقریر ختم نہ کی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قسم آدمی کو موت کی سکرات اور خراہٹ لاحق ہو گئی اور اس کی روح نکل گئی۔ اللہ کی قسم میں اس دن اس کے جنازے میں حاضر تھا۔ میں نے بصرے میں اس دن سے زیادہ رونے والا کوئی دن نہیں دیکھا۔

حضرت صالح مری کی مجلس میں ابو جہمٹ کی وفات ہو جانا

۹۴۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن محمد صوفی نے مقام مرو میں، ان کو محمد بن یونس قرشی نے، ان کو اسماعیل بن نصر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت صالح مری کی مجلس میں ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ رونے والوں اور جنت کے مشتاقو کو اٹھ کھڑا ہونا چاہئے۔ لہذا ابو جہمٹ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے صالح آپ یہ آیت پڑھئے:

وقد منا الیٰ ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباءً منثوراً، اصحاب الجنة یومئذ

خیر مستقر واحسن مقیلاً (الفرقان ۲۳-۲۴)

ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو عمل انہوں نے کئے تھے۔ ہم ان کو کر دیں اڑتا ہوا

غبار جنت والے اس دن بہتر ہوں گے ٹھکانے اور آرام کے اعتبار سے۔

جب انہوں نے یہ آیت پڑھی تو ابو جہمٹ نے کہا کہ مکرر پڑھئے اے صالح۔ جب وہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ابو جہمٹ مر چکے تھے۔

مجلس وعظ و ذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہو جانا

۹۴۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن امیہ قرشی نے مقام ساوہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بتائی ابو العباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد نے ان کو یحییٰ بن بسطام نے، ان کو ابوطارق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں تین آدمیوں کی موت میں حاضر رہا ہوں جو مجلس ذکر میں فوت ہو گئے تھے، حالانکہ وہ تندرست تھے، خود اپنے پیروں پر چل کر مجلس میں آئے تھے۔ جبکہ ان کے پیٹ میں عشق الہی کے زخم تھے۔ جب انہوں نے وعظ و تقریر سنی تو ان کے دل پھٹ گئے اور وہ انتقال کر گئے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابوطارق سے پوچھا کیا تینوں آدمی اکٹھے فوت ہو گئے تھے؟ کہا کہ نہیں، بلکہ الگ الگ فوت ہوئے تھے۔ ایک آدمی کی مجلس میں یاد آ دو آدمیوں کی مجلس میں۔

حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہو جانا

۹۴۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید مالینی نے، ان کو ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو ساجی نے، ان کو ابیٰ صولی نے، ان کو جعفر بن محمد

بن عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو ان کے دادا عبید اللہ بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں علی بن صالح کے سامنے تلاوت کر رہا تھا، جب میں اس آیت پر پہنچا:

فلا تعجل علیہم (مریم ۸۴)

نہ جلدی کران پر۔

تو حسن بن صالح گر گئے اور اس طرح آواز کرنے لگے جیسے پیل کو ذبح کرتے وقت نکلتی ہے۔ چنانچہ علی ان کی طرف اٹھے، اسے اٹھایا اور چہرہ صاف کیا اور ان پر پانی کے چھینٹے دیئے اور ان کو اپنے ساتھ سہارا دیا۔

۹۴۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالعلیٰ حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد قرشی نے، ان کو قریش کے ایک آدمی نے کہا کہ وہ طلحہ بن عبد اللہ کی اولاد میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں:

توبہ بن صمہ بڑے نرم دل آدمی تھے، وہ اپنے نفس کا خوب محاسبہ بھی کرتے تھے۔ جب وہ ساٹھ برس کے ہو گئے تو انہوں نے ساٹھ سال کے دنوں کا حساب لگایا تو ان کی تعداد اکیس ہزار پانچ سو کی تعداد بنی۔ لہذا انہوں نے چیخ ماری اور کہنے لگے: ہے مصیبت بادشاہ نے اکیس ہزار گناہ ڈال دیئے ہیں؟ کیسے ہوگا جب ایک دن میں دس ہزار گناہ ہوں، اس کے بعد وہ گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب دیکھا تو مرچکا تھا۔ لوگوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا: اے وہ شخص تیرا جنت الفردوس میں انتظار ہو رہا تھا۔

صفوان کا خفیہ مقام پر رونا

۹۴۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلیٰ بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ صفوان کا ایک پوشیدہ مقام تھا، جس میں وہ رویا کرتے تھے۔

خوف خدا اور عجز و انکساری کی ایک مثال

۹۴۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوحامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے کہ انہوں نے ابوبکر بن عباس سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں ابوحسین کے ہاں گیا، میں ان کی مزاج پر سی کرنے گیا تھا، وہ یوں بیٹھے تھے اور ابوبکر نے اپنا سر جھکا لیا، یہاں تک کہ اس کو دونوں گھٹنوں کے درمیان کر لیا، جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ (اس کی کیفیت ایسی تھی کہ) اگر آپ اسے دیکھتے تو آپ کو ان پر رحم آتا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وما ظلمناہم ولكن كانوا هم الظالمين (زخرف ۷۶)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ظلم کرنے والے ہیں۔

وما ظلمناہم ولكن ظلموا انفسہم (ہود ۱۰۱)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔

(۹۴۴)..... أخرجه المصنف من طريق ابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۷۶)

(۹۴۵)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۱۴/۲) وابن أبي الدنيا فی محاسبة النفس (۱۳۴) عن صفوان بن محرز.

(۹۴۶)..... أبو حصین هو: عثمان بن عاصم بن حصین الأسدی الکوفی.

عبدالعزیز بن ابوداؤد نے چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا

۹۴۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو حفص عمر بن خضر نے کہ کرمہ میں ان کو ہشام بن محمد بن قرہ نے، ان کو ابو بشر دولاہی نے، ان کو ابو محمد بن عبداللہ بن خبیق اطا کی نے، انہوں نے سنا یوسف بن اسباط سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عبدالعزیز بن ابوداؤد چالیس سال تک اس طرح رہے کہ انہوں نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

۹۴۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب فراء نے، ان کو حسین بن منصور نے، ان کو حفص بن عبد الرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ میں مسعر بن کدام کے پاس آیا تاکہ وہ مجھے حدیث بیان کرے۔ وہ ایسا آدمی تھا جیسے کہ وہ قبر کے کنارے بیٹھا ہے تاکہ اس میں پہنچ جائے اور دوسری باریوں کہا کہ جہنم کے کنارے بیٹھا ہے تاکہ اس میں ڈال دیا جائے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر سفیان ثوری کو پیشاب میں خون آجاتا تھا

۹۴۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو ابو ہشام رفاعی نے، کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن یمان سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ مجھے بنی زرارہ کے ایک پہاڑ کے قریب سفیان ثوری ملے اور فرمایا کہ اگر میں دیکھوں کہ کوئی ایسی بات ہے جس کا مجھے امر کرنا ہے یا کسی بات سے منع کرنا ہے پھر میں وہ امر یا نہی نہ کر سکوں تو میرے پیشاب میں خون آنے لگتا ہے۔

آخرت کے خوف سے خونی پیشاب آنا

۹۵۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن جعفر بن یزید آدمی قاری نے بغداد میں، ان کو ابو العیناء محمد بن قاسم نے، انہوں نے عبداللہ بن خبیق سے، وہ کہتے ہیں کہ یوسف بن اسباط نے کہا کہ حضرت سفیان ثوری جب آخرت کا ذکر کرنا شروع ہوتے تو ان کو خونی پیشاب آنے لگ جاتا۔

۹۵۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو منصور محمد بن احمد بن بشر صوفی نے، ان کو محمد بن عمر بن نصر حری نے، ان کو ابوب بن حسن فقیر نے، ان کو علی بن عثمان عامری نے، ان کو یحییٰ بن یمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے کہ میں نے پورا پورا اللہ کا ڈر خوف رکھا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھ سے تخفیف اور آسانی کر دے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۲:..... علی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے داؤد بن یحییٰ بن یمان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہوں اور میں اپنے لئے تعجب کرتا ہوں کہ میں کیسے مروں گا اور میرا اس وقت کیا حال ہوگا؟ مگر یہ کہ میرے لئے ایک

(۹۴۷)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۹۱/۸) من طريق إبراهيم بن محمد بن الحسن عن عبد الله بن خبيق. به.

(۹۴۸)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۱۲/۷) من طريق قطن بن إبراهيم عن حفص بن عبد الرحمن. به.

(۹۴۹)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۳/۷) من طريق داود بن يحيى بن يمان عن يحيى بن يمان بلفظ.

”إني لأهتم فأبول الدم“

(۹۵۰)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۳/۷) من طريق عبد الرحمن بن عفان عن يوسف بن اسباط. به بلفظ.

كان سفیان من شدة تفكره يبول الدم.

عظمت ملنے کا مرتبہ ہے، میں اس تک پہنچنے والا ہوں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن جعفر مزی نے، ان کو عبد اللہ بن سلمہ مؤدب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو علی بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری رو پڑے۔ پھر بولے کہ مجھے خبر خبر ملی ہے کہ بندہ یا یوں کہا کہ آدمی کا جب نفاق مکمل ہو جاتا ہے تو اس کو اپنی آنکھوں پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی دل سخت ہو جاتا ہے۔ (وہ بے اختیار رو نہیں سکتا۔) یہ کہہ کر وہ خود بے اختیار رو پڑے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا خوف خدا

۹۵۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو جعفر بن احمد شامی نے، ان کو مہنا بن یحییٰ شامی نے، ان کو زید بن ابو زرقاء نے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پسینہ ایک حکیم کے پاس لے جایا گیا ان کی بیماری میں۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ ایسے آدمی کا پانی ہے جس کے اندر کو خوف نے جلادیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۵۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزی نے، ان کو محمد بن عبد اللہ حضرمی نے، ان کو محمد بن یزید رفاعی نے، ان کو یزید بن ہارون نے ان کو عمر بن حمزہ نے..... یہ سفیان ثوری کے بھانجے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب مشہور طبیب دیرانی کے پاس دکھانے کے لئے لے کر گیا۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ یکسو ہونے والے یا یکے مسلمان کا پیشاب ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں اللہ کی قسم ان میں سے بہترین کا اور آپ تو اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر نہیں جاتے تھے۔ طبیب نے کہا میں تمہارے ساتھ ان کو دیکھنے چلا چلوں گا۔ میں نے آ کر سفیان ثوری کو بتایا کہ حکیم صاحب آپ کے پاس خود آئیں گے۔ وہ آئے، انہوں نے آپ کے پسینے کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ یہ ایسا آدمی ہے جس کے جگر کو حزن و غم نے کاٹ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عباد

۹۵۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن نے، ان کو ہیشم بن جمیل نے، ان کو سفیان ثوری کے بھتیجے نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

جب سفیان ثوری نے کثرت سے عبادت کی تو بیمار ہو گئے۔ ہم لوگ ان کا پیشاب طبیبوں کے پاس لے جاتے تھے، مگر وہ یہ نہیں سمجھ پاتے تھے کہ اسے کیا تکلیف ہے۔ یہاں تک کہ ہم ان کا پیشاب ایک راہب کے پاس لے گئے جو کہ حیرہ کے محلہ میں رہتا تھا۔ اس نے جب پیشاب دیکھا تو یہ کہا کہ اس بندے کو کوئی مرض نہیں ہے۔ اس کو جو تکلیف ہے وہ کوئی خوف ہے یا اس جیسی کوئی چیز ہے۔

(۹۵۳)..... علی بن عثمان ہو: ابن علی العامری الکلابی الکوفی أبو الحسن روی عن سفیان بن عیینہ.

(۹۵۵)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۳/۷) من طریق یزید بن ہارون العکلی. بہ.

تنبیہ: فی الحلیۃ (علی بن حمزہ) بدلاً من (عمرو بن حمزہ)

(۹۵۶)..... الہیشم بن جمیل هو البغدادی أبو سهل الحافظ روی عنه الحسن بن حسین بن الحسن المروزی.

حازم بن ولید کی عبادت

۹۵۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو ضمہ نے، ان کو رجا بن ابی سلمہ نے، ان کو رشید بن خباب نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

حازم بن ولید بن بجیر ازدی بیمار ہو گئے تھے، میں ان کے لئے طبیب کو بلا کر لے آیا۔ اس کو دیکھ جب وہ نکلا تو میں اس کے پیچھے چلا گیا۔ اس نے بتایا کہ تمہارے اس مریض کو کچھ بھی نہیں ہے، سوائے حزن و غم کے۔ جب میں واپس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ طبیب نے کہا ہے کہ تمہارے آدمی کو کوئی مرض نہیں ہے، صرف غم ہے۔ حازم نے فرمایا کہ طبیب نے سچ کہا ہے، میں نے قیامت کے کئی موقف یاد کئے تھے، لہذا میرا دل گھبرایا گیا ہے۔

وسیم بلخی کا خوف آخرت

۹۵۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو احمد بن حداس نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں وسیم بلخی کے پاس بیٹھتا تھا اور وہ نابینا تھے اور وہ حدیث بھی بیان کرتے تھے اور کہتے تھے اوہ قبر اور اس کا اندھیرا اور لحد اور اس کی تنگی۔ میں کیسے کروں گا۔ اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد ٹھیک ہو گئے اور باتیں کرنے لگے۔ کئی بار ایسا کیا اور پھر اس کے بعد اٹھ گئے۔

شیخ اوزاعی کا قول

۹۵۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان کو ابو العباس اسمع نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اوزاعی نے، وہ کہتے تھے:

جب جہنم کا تذکرہ ہو جائے تو جو رونے والا ہے اسے رونا چاہئے۔

آمنہ بنت مروع کا خوف

۹۶۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان نے، ان کو رباح بن جراح موصلی نے، کہتے ہیں کہ آمنہ بنت مروع بہت ڈرنے والوں میں سے تھیں۔ وہ ایسی تھیں کہ جب جہنم کا تذکرہ ہوتا تو وہ یہ کہتیں:

وہ آگ میں داخل کئے گئے اور آگ کھائی اور آگ کو پیا اور آگ میں زندگی گذاردی۔ اس کے بعد وہ رو پڑتیں۔ اور اس کا رونا اس سے زیادہ طویل ہوتا۔ کہتے ہیں کہ جب آگ کا ذکر ہوتا اور اہل جہنم کا ذکر ہوتا تو وہ خود بھی روتیں اور دوسری کو بھی رولاتی۔ میں نے اس سے بڑھ کر زیادہ خوف والا کوئی نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ رونے والا کسی کو دیکھا۔

بعض عابدوں کا قول

۹۶۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان نے، انہوں نے سناسری سقطی سے، کہتے تھے کہ میں نے بعض عابدوں سے کہا، وہ کونسی چیز ہے جس نے عابدوں کو کھڑا کیا ہے اور ان کو ڈرایا ہے؟

انہوں نے فرمایا:

اللہ کے آگے پیشی کے لئے کھڑے ہونے کا ذکر اور حساب کا خوف۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اے ابوالحسن عابدوں اور زاہدوں اور خدام کے بدن خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے کمزور اور مضحل کیوں نہیں ہوتے؟ حالانکہ قیامت ان کے آگے ہے اور ان کے لئے قیامت کے دن وہ کچھ ہے جو کچھ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے زور سے چیخ ماری جس سے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد کہا کہ اے ابوالحسن اس موقف اور پیشی میں میرا کون ہوگا؟ اور کون ہوگا میری حسرت اور میری لذت کے لئے؟ کون ہوگا میری بھوک کے لئے اور میری پیاس کے لئے؟ اس کے بعد کہا میں آپ کی طرف متوجہ ہوں اے ابوالحسن آپ نے مجھے ساکن اور ٹھہرے ہوئے متحرک کر دیا ہے اور میرے چھپے ہوئے غم کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ چیخا اور بولا۔ اے اس کے دو موقف ہیں۔ اس کا تھک جانا اور پچھتانا۔ ہے اس کی پیٹھ کو بوجھ، خواہ گناہوں کو اٹھائے یا مظالم کو اور خطا کو یا خواہ عیبوں کے میل۔ اس کے بعد وہ اس کے اٹھانے..... اوہ اس کے ذکر سے..... اوہ اس کے بوجھ سے..... اوہ اس کے ساتھ میرے نفس کے خلاف میرے اقرار سے..... اس کے بعد اس نے انا للہ پڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار کہاں ہے آپ کا خوبصورت قدیم پردہ؟ کہاں ہے تیرا حوصلہ سیدی؟ کہاں ہے تیرا درگزر کرنا سیدی؟ کہاں ہے تیرا فضل جس پر تیرے بندے اعتماد کرتے ہیں سیدی؟ پس مجھے تو بچالے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے سلامتی دے دے۔ اس کے بعد وہ رو پڑا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ رلایا۔ میں تو اسے روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا۔ حالانکہ وہ رو رہا تھا، غمگین تھا، گھبرائے ہوئے دل والا تھا، لہذا میں اس سے چلا گیا۔

شیخ مطرف کا قول

۹۶۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فہل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو جاج بن منہال نے، ان کو مہدی بن میمون نے، ان کو غیلان نے، وہ کہتے ہیں کہ مطرف نے کہا: البتہ تحقیق قریب ہے کہ جہنم کا خوف حائل ہو جائے میرے درمیان اور میرے جنت کے سوال کے درمیان۔

کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں

۹۶۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، انہوں نے ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن شاذان عبد اللہ سے، انہوں نے علی بن سلمہ لقی سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں میں کمتر گناہ والے اپنے رب سے زیادہ ڈرتے ہیں، اس لئے کہ وہ لوگ سب سے زیادہ صاف دل والے ہوتے ہیں۔

۹۶۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو محمد بن ابی حامد مقرئ نے، دونوں کو ابو العباس اسم نے، ان کو خضر بن ریان نے، ان کو یسار نے، ان کو جعفر نے، انہوں نے سنا مالک سے، وہ کہتے تھے:

اے وہ لوگو! مومن کی مثال سوئی زدہ بکری جیسی ہے جو سوئی کو کھا جاتی نہ تو وہ چار کھا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی بیماری ختم ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ مومن کو آگے کا غم لگا رہتا ہے۔

(۹۶۲)..... أخرجه أحمد بن حنبل في الزهد (ص ۱۹۳) / دار الفكر الجامعي) وأبو نعيم في الحلية (۲/۲۰۲) من طريق المعلى بن زياد قال كان إخوان مطرف عنده فخاصوا في ذكر الجنة فقال مطرف: لا أدري ما تقولون حال ذكر النار بيني وبين الجنة.

(۹۶۳)..... أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۳۷۷) من طريق عبد الله بن أبي زياد عن سيار. به. وفي الحلية (إبرة) وبالهامش (وبرها) بدلاً من (بره)

فضیل بن عیاضؒ کا خوف خدا سے رونا

۹۶۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ بن ابراہیم نے، ان کو ابو یحییٰ زکریا بن داؤد خفاف نے، ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیسا پور میں، ان کو یحییٰ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں زافر بن سلیمان کے ساتھ کوفہ میں حضرت فضیل بن عیاض کے پاس گیا۔ وہاں فضیل اور ان کے ساتھ کوئی اور شیخ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ زافر ان کے پاس اندر چلے گئے اور مجھے دروازے پر بیٹھا کر گئے۔ زافر کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض میری طرف دیکھنے لگ گئے، اس کے بعد کہنے لگے اے ابوسلیمان، یہ ہیں اصحاب حدیث، ان کے ہاں قرب اسناد سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا میں آپ کو ایک ایسی اسناد کے بارے میں نہ خبر دوں جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (آس لئے کہ اس میں کوئی رجال ہی نہیں ہے بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ناراً و قودھا الناس و الحجارة علیہا ملائكة غلاظ شداد (التحریم: ۶)

پوری آیت پڑھی۔

میں اور آپ اے سلیمان ان لوگوں میں سے ہیں۔ یہ کہا اس کے بعد ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور دوسرے شیخ پر بھی۔ اور زافر دونوں کا یہ منظر دیکھنے لگا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد فضیل نے حرکت کی، لہذا زافر باہر نکل آئے اور میں بھی چلا آیا۔ ابھی تک شیخ بے ہوش ہی تھا۔

عامر بن عبد اللہؒ کی دعا کی قبولیت

۹۶۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضیل نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو حمام نے ان کو قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبد اللہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کے لئے سردیوں کے موسم میں وضو کرنے کو آسان بنا دے۔ (ما شاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی) کہ جب ان کے لئے وضو کا پانی لایا جاتا تو آئینوں سے گرم بخارات اڑ رہے ہوتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ ان کے دل سے عورتوں کی شہوت و رغبت نکال دے۔ (ما شاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ) انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان سے کوئی مرد ملا ہے یا کوئی عورت ملی ہے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ نماز میں اللہ تعالیٰ شیطان کے اور ان کے درمیان حائل ہو جائیں، اس پر وہ قادر نہ ہو سکے تھے۔ اور جب وہ جہاد کر رہے ہوتے تو ان سے اگر یہ کہا جاتا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس گھائی میں آپ کے اوپر کوئی شیر حملہ نہ کرے تو وہ یہ جواب دیتے کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈروں۔

علی بن فضیلؒ کی موت

۹۶۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابونصر قتادہ نے، ان کو ابو حامد احمد بن حسین ہمدانی نے جو کہ بلخ میں قاضی تھے بطور املا کے ان کو ابوبکر انباری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حماد بن حسن مہشلی وراق نے، ان کو محمد بن بشرکی نے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن علی بن فضیل کے ساتھ گزر رہے تھے لہذا ہم لوگ بنو حارث خزومی کی مجلس کے پاس سے گزرے۔ وہاں ایک استاذ بچوں کو پڑھا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ:

لیجزی الذین اساءوا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنی (الترمذی: ۳۱)

تاکہ جزا دے ان لوگوں کو جنہوں نے برائی کی ان کے عمل کی جزا۔ اور تاکہ ان لوگوں کو جنت کی جزا دے جنہوں نے نیکی کی۔

یہ سن کر ابن فضیل نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور گر گئے۔ چنانچہ حضرت فضیل آئے اور فرمانے لگے میرے باپ قربان، یہ

قرآن کا مقتول ہے۔ (قتیل القرآن) اس نے اسے اٹھایا۔ مجھے بعض ان لوگوں نے حدیث بیان کی ہے کہ جنہوں نے اس کو اٹھایا تھا کہ ان کو فضیل نے خبر دی ہے کہ ان کے اس بیٹے علی نے اس دن ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں نہیں پڑھی تھیں۔ یعنی طویل بے ہوشی کے بعد رات کے دوران ہی ہوش میں آ گئے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۶۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الرحمن سلمیٰ نے، ان کو عبد اللہ بن محمد رازی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن ابوحسان الخاطمی نے، ان کو احمد بن ابوالخاری نے، ان کو جعفر بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بیٹے علی کی موت کا سبب کیا ہوا؟ بولے کہ انہوں نے اپنے حجرے میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے رات گزاری تھی، صبح کی تو اپنے حجرے میں مرے ہوئے پڑے تھے۔

زید بن وہب کا قول

۹۶۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن اور ابوسعید بن ابوعمر نے، ان سب کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے، ان کو عبد بن موسیٰ نے، ان کو ابواسامیٰ مؤدب نے، ان کو اعش نے، ان کو زید بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جہاد کیا، چنانچہ ہم کچھ گھاٹیوں کے ساتھ ایک ڈرانے مقام سے گذرے۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے گھوڑے کے پاس سو رہا ہے۔ ہم نے کہا اے اللہ کا بندے، تجھے کیا ہوا؟ بولا کہ مجھے کیا ہوا؟ ہم نے کہا کہ آپ ایسی خطرناک جگہ سوئے ہوئے ہیں؟ بولا کہ مجھے شرم آتی ہے اپنے رب سے کہ وہ یہ جان لے کہ میں اس کے سوا کسی شے سے ڈرتا ہوں۔

۹۷۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن بشران نے، ان کو اسحاق بن احمد کارزی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو سفیان بن کعب نے، ان کو ابوبکر نے، یعنی ابن عیاش نے، ان کو اعش نے، ان کو زید بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ: ہم لوگ ایک جہادی مہم میں نکلے، یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک گھاٹی میں ایک آدمی سرمہ ڈھکے سو رہا ہے۔ ہم نے اس کو جگایا۔ ہم نے اس سے کہا کہ آپ خوفناک جگہ پر ہیں کیا آپ کو اس جگہ سے ڈر نہیں لگتا۔ اس نے سرمہ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میرا خدا مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈر رہا ہوں۔

اس کو ابو معاویہ نے اعش سے روایت کیا ہے، ان کو شقیق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ڈراؤنی رات میں نکلے، یکا یک ہمارا ایک آدمی کے ساتھ گذر رہا جو ایک گھاٹی میں سویا ہوا تھا۔ اس نے اپنا گھوڑا باندھ رکھا تھا جو کہ اس کے سر کے پاس چر رہا تھا۔ ہم نے اسے جگایا اور اس سے کہا کہ آپ ایسی خطرناک جگہ پر سو رہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے حیا آتی ہے عرش والے سے کہ وہ یہ دیکھے کہ میں اس کے سوا کسی اور شے سے بھی ڈرتا ہوں۔

۹۷۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن اسحاق نے، ان کو ابو محمد یحییٰ بن منصور حاکم نے لکھوا کر، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو محمد بن شعیب نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعش نے شقیق سے، پھر مذکورہ بات کو نقل کیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۷۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے اور میں نے اس کو انہیں کی اپنی تحریر میں پڑھا ہے جو اس کو محمد بن عبد الوہاب نے اجازت دی تھی۔ علی بن عثمان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے کہا تھا کہ:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈراتے ہیں اور جو شخص اللہ سے نہیں ڈرتا وہ ہر شے سے ڈرتا ہے۔

فضیل بن عیاضؒ کا قول

۹۷۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد نے، ان کو احمد بن محمد بن مسروق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری ابن مغلس سے سنا، اس نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ:
جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاتا اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو کوئی ایک بھی فائدہ نہیں دیتا۔

فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد

۹۷۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حمدان ہمدانی نے، ان کو ابو حاتم رازی نے، ان کو عمران بن موسیٰ طوسی نے، ان کو فیض بن اسحق رقی نے، وہ کہتے ہیں فضیل بن عیاض نے فرمایا تھا:
اگر آپ اللہ سے ڈرتے رہیں گے تو آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ غیر اللہ سے ڈریں گے تو آپ کوئی بھی فائدہ نہیں دے گا۔
۹۷۵:..... مکرر۔ اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ ہے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے کسی شے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شے ڈرتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے وہ ہر شے سے ڈرتا ہے۔
اور یہی الفاظ اٹلہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ مگر اس کی اسناد مجہول ہے۔

ابو عمرو دمشقیؒ کا قول

۹۷۵:..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے، انہوں نے ابو الحسین فارسی سے، کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا احمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابو الخیر دیلمی سے، وہ کہتے تھے کہ ابو عمرو دمشقی نے فرمایا تھا:
اللہ سے ڈرنے کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے ساتھ کسی ایک سے بھی نہ ڈریں۔

یحییٰ بن معاذ رازیؒ کا قول

۹۷۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید مالینی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن نے، ان کو ابو العباس بن حکمویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ رازی سے، وہ فرماتے تھے کہ:
آپ کو جس قدر اللہ سے محبت ہوتی ہے اسی قدر مخلوق آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور جس قدر آپ کو اللہ کا خوف ہوتا ہے اسی قدر مخلوق آپ سے ڈرتی ہے اور آپ جس قدر اللہ کے حکم میں مشغول ہوتے ہیں، اسی قدر مخلوق آپ کے کام میں مشغول رہتی ہے۔

خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا

۹۷۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو مغیرہ بن حکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبد الملک نے کہا (یعنی عمر بن عبد العزیزؒ کی زوجہ نے) اے مغیرہ! لوگوں میں ایسے

(۹۷۳)..... ابونعیم فی الحلیۃ (۸۸/۸) من طریق إسحاق بن إبراہیم الطبری عن الفضیل بن عیاض.

(۹۷۵)..... أخرجه المصنف من طریق السلمي فی طبقات الصوفیہ (ص ۲۷۹)

(۹۷۷)..... أخرجه أبونعیم فی الحلیۃ (۲۶۰/۵) من طریق عبد الله بن المبارك عن جریر بن حازم. به. ی

لوگ تو ہوں گے جن کا نماز روزہ عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہوگا۔ مگر میں نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے جو عمر بن عبدالعزیز کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہوں کہ وہ اللہ کا بندہ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو مسجد میں بیٹھ جاتا اور اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا لیتا۔ مسلسل روتا رہتا۔ یہاں تک کہ روتے روتے اس پر نیند غالب آ جاتی۔ پھر جب بیدار ہوتا تو پھر برابر ہاتھ اٹھائے رکھتا اور روتے رہتے..... روتے رہتے..... پھر نیند غالب آ جاتی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر رونا

۹۷۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو عثمان بن عثمان نے، ان کو عبداللہ ابن مبارک نے، ان کو محمد بن ابی حمید مدنی نے، ان کو ابراہیم بن عبید بن رفاعہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور محمد بن قیس کے پاس تھا جو کہ ان کو حدیث بیان کر رہے تھے اور میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں روتے روتے مل گئی تھیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا رونا

۹۷۹:..... فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن عثمان نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو میمون بن مہران نے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چقندر کا سالن اور روٹیاں پیش کی گئیں۔ انہوں نے کھایا۔ اس کے بعد وہ بستر پر لیٹ گئے اور اپنے منہ پر چادر ڈال لی اور رونے لگ گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے: بندہ ست، پیٹھ پیٹ بھر لیتا ہے اور اللہ پر امید باندھ لیتا ہے صالحین کے مراتب کی۔

۹۸۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد سکری نے بغداد میں، ان کو ابو بکر شافعی نے، ان کو جعفر بن محمد بن ازہر نے مفضل نے غسان غلابی نے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے اس شعر کی وجہ سے آنسو خشک نہیں ہوتے تھے:

لاخیر فی عیش امرء لم یکن لہ من اللہ فی دار القرار نصیب

ایسے آدمی کی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

علاء بن زیاد کا قول

۹۸۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن بشران نے، ان کو ابو عمرو سماک نے، ان کو ضبل بن اسحاق نے، ان کو عفان نے، ان کو ہام نے، ان کو قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علاء بن زیاد نے کہا کہ:

ہم لوگوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے کہ ہم نے اپنے نفوس کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ اس میں سے نکال لے۔

مورق کا قول

۹۸۲:..... فرماتے ہیں کہ مورق نے کہا تھا کہ موت کے لئے مجھے کوئی مثال نہیں ملی۔ مگر اس آدمی کی مثال جو ایک تختے پر سمندر میں تیر رہا ہو اور وہ کہتا ہو یا رب! شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دے۔

۹۸۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن یزید کوئی نے، ان کو سعید بن عبداللہ بن ربیع بن خثیم نے اپنی پھوپھی جان سے کہ:

میں اپنے والد سے کہتی تھی کہ اے ابا کیا آپ سوتے نہیں ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ اے بیٹی وہ شخص کیسے سو سکتا ہے جو اچانک حملے سے ڈر رہا ہو۔

(۹۷۹)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۸۷/۵) من طریق المفضل بن یونس عن عمرو ومن طریق الثوری عن عمر بنحوہ.

(۹۸۱)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۳۵/۲) من طریق عبد الصمد عن ہمام. بہ.

(۹۸۲)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۲۳۵/۲) من طریق أبی بکر بن أبی شیبۃ عن عفان. بہ.

(رات کو اچانک عذاب سے)۔

۹۸۴..... ہمیں خبر دی ہے ابوالنصر بن قتادہ نے، ان کو ابوالاحمد حسین بن علی نے، ان کو القاسم بغوی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو مالک بن دینار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ربیع بن خثیم کی بیٹی نے کہا کہ اے اباجان میں دیکھتی ہوں کہ لوگ سو رہے ہیں اور آپ جاگ رہے ہیں۔ فرمایا: اے بیٹی بے شک تیرا باپ ناگہانی عذاب سے ڈرتا ہے جو اچانک رات کو آجائے۔

ذالنون مصری کا قول

۹۸۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عثمان حنظل سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا ذالنون مصری سے، ایک آدمی نے ان کی طرف نیند نہ آنے کی شکایت کی۔ لہذا ان سے کہا اگر آپ رات کو اچانک آنے والے عذاب سے ڈرتے تو آپ کے اوپر نیند اور رات کا آرام کرنا غالب نہ آتا۔ اس کے بعد ذالنون مصری نے شعر کہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مولا کی طاعت کی قسم کھالے اور اس کی طاعت کے لئے فاقہ مستی کا پردہ اوڑھ لے، وہ تیری اس کوشش اور اہتمام کا استقبال کرے گا اپنی رضامندی کے ساتھ۔ وہ اس کی بدولت تجھے نیکوں کے مراتب تک پہنچا دے گا۔

حضرت ذالنون مصری کا قول

۹۸۵..... یہ مکر ہے۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ میں نے ذالنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں خوف کی نشانیوں میں سے ہیں۔ عذاب کی دھمکیوں کو دیکھ کر شبہات سے پرہیز کرنا ذات باری کو دیکھنے والی عظیم نظر کو زیر غور لا کر زبان کی حفاظت کرنا۔ بلند حوصلہ ذات کے غضب سے ڈرتے ہوئے سدا مغموم رہنا۔

ابوالفتح بغدادی کا واقعہ

۹۸۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابوالفتح نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالفتح بغدادی سے سنا جو کہ جعفر بن محمد بن نصیر صوفی کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے مسجد شونیزیہ میں ایک رات گذاری، مجھے نیند نے پریشان کیا۔ لہذا میں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی مگر شکل نہیں دیکھی:

کیف تنام العین وہی قریرة ولم تدر فی ای المحلین تنزل
وہ آنکھ کیسے سو سکتی ہے جو خوش تو ہے لیکن یہ نہیں جانتی کہ دو ٹھکانوں میں سے کس ٹھکانے پر اتاری جائیں گی۔
لہذا یہ آواز سن کر مجھ سے نیند اڑ گئی۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۸۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا نعیم بن حماد سے، وہ فرماتے تھے کہ:
حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ جس وقت کتاب الرقاق پڑھتے تو ایسے ہو جاتے جیسے بیل ذبح کیا ہوا یا گائے ذبح کی ہوئی۔ رونے کی وجہ سے ہم میں سے کوئی بھی اس بات کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ ان کے قریب ہو یا ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے۔ مگر اس کو دفع کر دیتے تھے۔

(۹۸۴)..... أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۱۳/۲) من طریق سلیمان عن مالک بن دینار . بہ .

(۹۸۵) مکرر . أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ (۳۶۱/۹) من طریق أبي عثمان . بہ .

(۹۸۷)..... أخرجه ابن الجوزی فی صفة الصفوة (۱۱۲/۳) .

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا واقعہ

۹۸۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر جراحی نے، ان کو یحییٰ بن ساسویہ نے، ان کو عبدالکریم سکری نے، ان کو وہب بن زمعہ نے، ان کو خبر دی ابواسحاق بن اشعث نے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تھے اور وہ گھبرا گئے، یہاں تک کہ لوگوں نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھا اور پریشان دیکھا۔ لہذا ان سے کہا گیا کہ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ نہیں ہے اور آپ اس قدر گھبرا رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا ہوں اور میں ایسی حالت میں ہوں جس کو میں پسند نہیں کرتا۔

۹۸۹:..... ابواسحاق نے کہا کہ ایک دن فضیل بن عیاض نے کہا اور عبداللہ کا ذکر کیا اور کہا کہ بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد

۹۹۰:..... ابواسحق نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ دو آدمی میں سے ایک اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور دوسرے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو دونوں میں سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

عبداللہ بن مبارک کا قول

۹۹۱:..... حضرت وہب کہتے ہیں کہ مجھے ابونخیمہ عابد نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے۔ وہ غم کی وجہ سے اپنے بستر پر لوٹنے لگے۔ میں نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمن یہ کیا بات ہے۔ آپ صبر کیجئے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی گرفت پر کون صبر کرے گا۔ اس لئے کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا خوف خدا

۹۹۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سنا ابو عبداللہ محمد بن عباس سے، ان کو احمد بن محمد بن سعید حافظ نے، ان کو ابو جعفر شامی نے، ان کو عبداللہ بن عاصم زہری نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک کے پاس ایک شیخ آیا، انہوں نے ان کو ایک گدے پر جو کھر دار اور ٹاکی یا پیوند لگا ہوا تھا بیٹھے دیکھا، کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان کو کچھ کہوں، مگر میں نے جب ان کے ساتھ خوف خدا کی کیفیت دیکھی تو مجھے ان پر ترس آ گیا۔ بس اچانک وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱)..... قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغْضُوا مِنْ ابْصَارِهِمْ (النور ۳۰) اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں جھکا لیں۔

ابن مبارک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ ہم عورت کے حسن کے مقامات کو دیکھیں تو وہ اس شخص سے کیسے راضی رہ سکتا ہے جو اس کے ساتھ زنا کرے۔

(۲)..... اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (المطففين ۱) بڑی خرابی کم تولنے والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہلاکت اور بڑی خرابی بتائی ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ یا تول میں کمی کرتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ یہ تنبیہ تو دوسرے کا کچھ حق مارنے پر کی گئی ہے، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو لوگوں کا پورا پورا مال ہڑپ کر جاتے ہیں؟

(۳)..... اللہ تعالیٰ کا اور ارشاد ہے:

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم مِّبْعَاضًا (البقرات ۱۲) بعض تمہارا بعض کی غیبت نہ کرے۔

اور اسی کی مثل دیگر ممنوعہ باتیں بھی ہیں۔ غور فرمائیے کہ یہ انتباہ تو غیبت کے بارے میں ہے، اس کا کیا حال ہوگا جو سرے سے انسان کو قتل کر دے۔ خلاصہ یہ کہ جو رب عورتوں کے (جو نکاح میں نہیں) حسن نہیں دیکھنے دیتا وہ زنا کیونکر کرنے دے گا۔ جو رب حقوق العباد میں، ناپ تول میں کمی نہیں کرنے دیتا وہ چوری، ڈاکے سے پورا مال کیسے کھانے دے گا۔ جو مالک ایک دوسرے کی غیبت کرنا برداشت نہیں کرتا وہ ایک دوسرے کو قتل کرنا کیسے برداشت کرے گا۔ (مترجم)

عبداللہ بن مبارک کی یہ تقریر سن کر شیخ کہتے ہیں مجھے ان پر رحم آ گیا اور میں نے انہیں بھی کچھ نہیں کہا۔

بعض علماء کا قول

۹۹۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا ابن ابوالحق نے، اس کو احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو عباس بن ابان نے، انہوں نے اس کو بعض علماء سے ذکر کیا ہے۔ ان بعض علماء نے کہا۔ دین والا گرفت سے ڈرتا ہے، عزت والا عار سے ڈرتا ہے، عقل والا پیچھا کرنے سے ڈرتا ہے۔ دیندار عذاب سے ڈرتا ہے۔ شریف آدمی شرم و عار سے ڈرتا ہے۔ عقلمند باز پرس سے ڈرتا ہے۔

فصل..... خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریح

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی لوگ اپنے دلوں میں بہت ساری چیزوں سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ جیسے باپ کو بیٹے کی موت کا خوف یا اس کے مال کے ضائع ہونے کا خوف یا ڈوب جانے کا یا جمل جانے کا یا نیچے دب جانے کا خوف یا کان، آنکھ یعنی سماعت اور بصارت کے ضائع ہونے کا خوف یا ظالم حکمران کے ہاتھ چڑھ جانے کا خوف یا درندوں میں گھر جانے کا خوف یا کسی بھی دشمن کے ہاتھ چڑھ جانے کا خوف۔ یا ہم نے جو ذکر کیا ہے اس کے مشابہہ کئی اقسام کے مشکلات۔ ہاں مگر یہ سب دو طرح کے خوف ہوتے ہیں۔ جو محمود و مذموم اچھے اور برے کی طرف تقسیم ہیں۔ محمود اور پسندیدہ خوف۔ وہ خوف جو مذکورہ امور سے اس لئے ہو کہ ممکن ہے ان کے تحت کوئی اللہ کی ناراضگی ہو۔

وہ خوف والی چیزیں کبھی تو عقوبات اور مؤاخذات ہوتے ہیں جو شخص ان سے ڈرتا ہے وہ ان کی وجہ سے بہت سے معاصی سے بچ جاتا ہے اور اس بات سے محفوظ نہیں ہوتا کہ اس پر اچانک حملہ کرے۔ اس شخص کا مقام و مرتبہ اس شخص جیسا ہے جو جہنم کے خوف سے معاصی سے رک جاتا ہے اور اسی طرح ہے اگر اس بات سے ڈرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے وہ سب کچھ لے لے جو اس کو عطا کیا تھا بطور آزمائش اور امتحان کے۔ حتیٰ کہ اگر صبر کرتا اور ثواب کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔ اور اگر وہ بے صبری کرتا ہے اور اضطراب کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی قضاء کے حوالے نہیں کرتا تو اس سے زیادہ چھپتا ہے۔ لہذا خوف کرتا ہے کہ یہ اگر ایسے ہوا تو اپنے نفس کا مالک نہیں رہے گا۔ اور اس سے بعض ان چیزوں کا ارتکاب ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرے گا۔ لہذا اسی وجہ سے اس کا ڈرنا اور اس کو نا پسند کرنا ان امور کا، تو یہ خوف بھی محمود ہے اور پسندیدہ ہے اور یہ ایسا خوف ہے جو تعظیم اور محبت دونوں کے مجموعے سے پیدا ہوتا ہے۔

خوف مذموم، نا پسندیدہ خوف وہ اس طرح ہوتا ہے کہ بعض مذکورہ امور کا خوف بوجہ اس کے حرص کے ہے ان امور پر جن میں اس کے دنیوی منافع ہیں اور ان کی طرف اس کا شدید جھکاؤ ہو اور ان امور سے اس کا مال بڑھانے اور زیادہ کرنے کا رجحان ہے اور اپنے ارادوں اور خواہشات تک توصل اور رسائی حاصل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کی رضایا ناراضگی ہے۔

چنانچہ یہ مذموم ہے۔ اس غرض کی وجہ سے جس سے یہ خوف پیدا ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں جو بندے کے پاس ہیں۔ مال ہو، دولت ہو یا ان کے مشابہہ کوئی چیز ہو، یہ سب عاری ہیں اور جو چیزیں عاری ہوں ان کی طرف جھکاؤ اور میلان عقلمندوں اور مخلص لوگوں کا فعل نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث اور آثار میں آپکا ہے جو اس تحقیق کی صحت کو پکا کرتا ہے، جو کچھ شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ہے اس فصل میں اور ان کا تمام کو یہاں جاری کرنا و نقل کرنا طویل ہے۔ ان سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۴: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے، ان کو موسیٰ بن حسن نے، ان کو عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے۔ ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو صفار نے، ان کو معاذ بن ثنی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو جعفر بن محمد نے ان کو عطاء بن ابی رباح نے، انہوں نے سنائیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے، فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پریشانی واضح دکھائی دیتی تھی جب تیز آندھی یا بادل کا دن ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کی وجہ سے کبھی اندر آتے، کبھی باہر جاتے اور جس وقت وہ ختم ہو جاتی تو آپ کی پریشانی ختم ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی خشیت ان یکون عذاباً سلط علی امتی

مجھے ڈر لگنے لگتا ہے کہ یہ آنے والا کہیں کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریں اثناء جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے رحمہ اللہ..... اللہ اس کو رحمت بنائے۔

اور موسیٰ کی روایت میں فقط رحمت ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ خوف آپ کے چہرے سے پہچانا جاتا تھا۔ اس کو امام مسلم نے صحیح میں عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی سے روایت کیا ہے۔

اور اس کو بخاری نے ابن جریر کی حدیث سے، انہوں نے عطاء سے نقل کیا ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۵: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، ان کو محمد بن عبد اللہ انصاری نے، ان کو ابن عون نے، ان کو ثمامہ نے، ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ:

میں ان لوگوں کے لئے روٹیاں بناتا تھا، یکا یک میں نے زمین پھٹنے کی آواز سنی۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ زمین پھٹی ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں، وہ اسی حالت میں تھے کہ میں چلا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۹۹۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الغباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو یونس بن محمد مؤدب نے، ان کو عبید اللہ یعنی ابن نصر نے، ان کو ان کے والد نے، بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دور میں سورج گرہن ہوا۔ یہاں تک کہ دن رات کی طرح اندھیرا ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا جب سورج کھل چکا تھا، میں نے ان سے کہا اے ابو حمزہ، کیا آپ لوگوں کو یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی لاحق ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ۔ اگر ہوا بھی اس وقت تیز

۹۹۳: أخرجه المصنف في السنن (۳/۳۶۱) وقال البيهقي: رواه مسلم في الصحيح عن القعنبی. أخرجه مسلم (۲/۶۱۶) عن عبد الله بن مسلمة بن قعنب. به وأخرجه البخاری (۴/۱۳۲، ۱۳۳) كما قال المصنف.

۹۹۶: أخرجه أبو داود (۱۱۹۶) من طريق حرمی بن عمارة عن عبید الله بن النضر. به بلفظ معاذ الله إن كانت الريح لتشد فنبادر

المسجد مخافة القيامة.

ہو جاتی تو ہم لوگ فوراً مسجد میں چلے جاتے تھے اور ہم کوشش کرتے تھے کہ ہم ایک دوسرے سے پہلے پہنچ جائیں۔

علی بن بکار کا خوف خدا

۹۹۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان حنطاف نے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو ابو زکریا خلطانی ہمدانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ علی بن بکار کی خدمت میں بیٹھے کہ اچانک آسمان پر ایک بادل گذرا۔ چنانچہ میں نے علی بن بکار سے اس بارے میں کوئی سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا چپ رہو، یہاں تک کہ یہ بادل گذر جائے۔ کیا آپ کو ذرا نہیں لگ رہا کہ اس میں کوئی پتھر ہوں، جن کے ساتھ ہمیں مار دیا جائے؟

حارث محاسبی کا ارشاد

۹۹۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو اسامہ محمد بن احمد بن محمد بن قاسم مقری ہروی نے مکہ مکرمہ میں۔ ان کو حسن بن رشیق نے، ان کو ابوالعلیٰ روزبادی نے، انہوں نے سنا ابو احمد زہیری سے، انہوں نے سنا ابوبکر بن ہارون جمال سے، ان کو حارث محاسبی نے، وہ فرماتے ہیں کہ آزمائش کا ذکر آیا تو فرمایا: مخلوط اعمال کرنے والوں کے لئے آزمائش سزائیں ہوتی ہیں۔ اور توبہ کرنے والوں کے طہارتیں ہوتی ہیں اور طاہر اور پاک لوگوں کے لئے بلندی درجاتی ہوتی ہیں۔

علی بن عثمان کی دعا

۹۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمزاد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے احمد بن سلمہ سے، انہوں نے سنا حسین بن منصور سے، وہ اکثر یہ کہتے تھے کہ میں سنتا تھا علی بن عثمان سے، وہ یوں دعا کرتے تھے:

اللہم لاتبل اخبارنا اے اللہ ہماری خبروں کو نہ آزمانا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دعا ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ونبلو اخبارکم اور ہم جانچیں گے تمہاری خبروں کو۔ (پارہ ۲۶ سورۃ محمد)

اور یہ آیت اور یہ فرمان باری تعالیٰ اس بارے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جہاد وغیرہ میں آزمائش کی بات کی ہے تاکہ دیکھے کہ ان کا صبر کیسا ہے؟

چنانچہ علی بن عثمان کو اس بات کا خوف ہوا کہ وہ صبر کو قائم نہ کر سکیں گے۔ لہذا یہ دعا کی:

اللہم لاتبل اخبارنا اے اللہ ہماری خبروں کو نہ جانچنا۔

کتاب الخوف ختم ہوئی

الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ کتاب مستطاب، شعب الایمان۔ جلد اول کا ترجمہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ مکمل ہوا اور اس کے بعد انشاء اللہ جلد ثانی شروع ہوگی۔ جس کی ابتداء شعب الایمان میں سے بارہویں شعبے سے ہے اور وہ رجاء من اللہ تعالیٰ کے باب ہے۔ اے الہ العالمین یہ سعی قبول فرما اور اس کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنا۔

۵ بج کر ۱۵ منٹ بوقت نماز عصر مورخہ یکم صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بروز منگل بمطابق ۲۳ مارچ ۲۰۰۴ء

احقر العباد ابوالارشد محمد اسماعیل الجاروی

